آئینہ حبیب الامّتؒ نور اللہ مرقدہٗ

تذکرہ حیات و خدمات

محبوب العلماء رئیس الحکماء تاج الاطباء ماہر نبّاضؒ حاذق الادویات معبرِ دورانؒ پیر کامل رہبرِ صادق شیخ طریقتؒ

حبیب الامت عارف باللہ حضرت شاہ مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولیؒ نور اللہ مرقدہٗ

خانقاہِ رحیمی بنگلور

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ

آئینہ حبیب الامۃ نور اللہ مرقدہٗ

تذکرہ حیات وخدمات

محبوب العلماء رئیس الحکماء تاج الاطباء ماہر نباض حاذق الادویات مشہور زمانہ پیر کامل ماہر عارف شیخ طریقت

حبیب الامۃ عارف باللہ حضرت شاہ مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی نور اللہ مرقدہٗ

باہتمام

حضرت ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

جانشین حضرت حبیب الامۃ، مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

حسب ایماء

خلفاء ومجازین، مریدین ومتوسلین حضرت حبیب الامۃ

خانقاہ رحیمی بنگلور

تفصیلات

نام کتاب	:	آئینہ حبیب الامۃ رحمۃ اللہ علیہ
تذکرہ حیات وخدمات	:	حبیب الامۃ حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
صفحات	:	۷۰۴ (سات سو چار)
کتابت وتزئین	:	حبان گرافکس بنگلور
تعداد	:	تین ہزار
قیمت	:	ہدیہ برائے ایصال ثواب
ناشر	:	خانقاہ رحیمی، گنگونڈنا ہلی لائر پالیہ بنگلور (انڈیا)
سنہ اشاعت	:	مئی ۲۰۲۱ء
پرنٹنگ	:	نیشنل پرنٹرس بنگلور

آئینہ حبیب الامۃ کی پی ڈی ایف فائل ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے

- کیو آر کوڈ اسکین کریں • یا ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں
- یا پھر واٹس ایپ پر حاصل کریں 934 371 2908

www.raheemishifakhana.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینۂ حبیب الامتؒ نوّر اللہ مرقدہٗ

محبوب العلماء، رئیس الحکماء، تاج الاطباء، ماہرِ نباض، حاذق الادویات، معبرِ دوراں، پیرِ کامل، رہبرِ صادق، شیخِ طریقت، حبیب الامت عارف باللہ حضرت شاہ مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی نور اللہ مرقدہٗ کی علمی، دینی، اصلاحی، قومی، ملی، طبی، تصنیفی، تقریری، خانقاہی اور جسمانی وروحانی علاج پر مشتمل طویل خدمات اور مبارک زندگی کے دیگر موضوعات وکمالات کا حسین

مجمـــــــــوعہ

قطعہ تاریخ وفات

اک مصنف اک معبر اک طبیبِ اک متقی
مرشد و مصلح، مربی، مردِ حق، مردِ سخی

چھوڑ کر صالح اصولوں کے نشانِ زرفشاں
پاگئے آغوشِ رحمت میں حیاتِ دائمی

اے حبیب الامتؒ خلق ومروت کی نسیم
آپؒ کی تربت پہ ہو انوارِ حق کی روشنی

نتیجۂ فکر

شاعر اسلام حضرت ڈاکٹر مولانا محمد اظہار افسر رحیمی اسعدی رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ
بانی ومہتمم دار العلوم مصباح التوحید بنگلور

فہرست

1 مختصر تعارف 22
2 خوبیاں لکھنے کو جس کی...... منظوم کلام: حضرت ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدی 26
3 میرے والد میرے شیخ حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی 28

مکتوباتِ گرامی علمائے کرام و دانشورانِ عظام

4 تعزیتی قرار داد دارالعلوم محمدیہ بنگلور 52
5 مکتوب جانشین فدائے ملت حضرت مولانا محمد ارشد مدنی صاحب قاسمی مدظلہ العالی 53
6 مکتوب حضرت مولانا محمود اسعد مدنی صاحب قاسمی مدظلہ العالی 54
7 مکتوب حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم دیوبند 55
8 مکتوب حضرت مولانا محمد سفیان صاحب قاسمی مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند 56
9 مکتوب متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ العالی پاکستان 57
10 مکتوب حضرت مولانا حامد حسن صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ خادم العلوم باغونوالی 58
11 مکتوب امیر شریعت حضرت مولانا مفتی صغیر احمد صاحب رشادی مدظلہ العالی بنگلور 59
12 مکتوب حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب نقشبندی مدظلہ العالی گنگوہ 60
13 مکتوب شفیقِ ملت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد مقصود عمران صاحب رشادی مدظلہ العالی بنگلور 61
14 مکتوب حضرت مولانا سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی صاحب مدظلہ العالی بنگلور 62
15 مکتوب نمونۂ سلف حضرت مولانا نجم الحسن صاحب تھانوی مدظلہ العالی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ 63
16 مکتوب نبیرۂ مسیح الامت حضرت الحاج ولی اللہ صاحب شیروانی مدظلہ العالی جلال آبادی 64
17 مکتوب حضرت الحاج حکیم سید مکرم حسین الحسینی صاحب مظاہری مدظلہ العالی سنسار پور 66

18 مکتوب ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ العالی پرنامبٹ 67
19 مکتوب حضرت مولانا محمد اسلام صاحب قاسمی مدظلہ العالی استاذ دارالعلوم وقف دیوبند 68
20 مکتوب حضرت مولانا محمد یامین صاحب قاسمی مدظلہ العالی مبلغ دارالعلوم دیوبند 69
21 مکتوب حضرت مولانا مفتی افتخار احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی صدر جمعیۃ علماء کرناٹک 70
22 مکتوب حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مدنی مدظلہ العالی انبھٹہ سہارنپور 71
23 مکتوب حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رشیدی مدظلہ العالی صدر جمعیۃ علماء کرناٹک (الف) 72
24 مکتوب خادم القرآن قاریٔ المقری محمد طیب جمال صاحب مظاہری مدظلہ العالی سہارنپور 73
25 مکتوب حضرت مولانا حمید اللہ صاحب قاسمی مدظلہ العالی معاون مدیر نقوشِ اسلام سہارنپور 74
26 مکتوب عالیجناب الحاج کے رحمٰن خان صاحب چیئرمین سالار پبلی کیشن ٹرسٹ بنگلور 75
27 مکتوب عالیجناب الحاج سید شفیع اللہ صاحب نائب صدر جے ڈی ایس بنگلور 76
28 مکتوب عالیجناب الحاج عبدالعظیم صاحب چیئرمین ایم ایل سی بنگلور 77
29 مکتوب عالیجناب الحاج اجمل بیگ صاحب کارپوریٹر بنگلور 78
30 مکتوب عالیجناب این حمیدی صاحب ریزیڈنٹ ایڈیٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور 79
31 مکتوب عالیجناب الحاج محمد سمیع الدین آحمر جلیسری صاحب آگرہ یوپی 80

مضامین علمائے کرام و عمائدین عظام

32 میرے بہنوئی کچھ یادیں...... حضرت الحاج منشی محمد عالم صاحب رحیمی باغونوالی 81
33 حبیب الامتؒ ایک تشنہ تاثر حقانی القاسمی 85
34 صدیق الرشید حبیب الامتؒ حضرت مولانا قاری نثار احمد صاحب قاسمی دہلی 89
35 حکیم حبان صاحبؒ کا تقویٰ حکیم عبدالحلیم صاحب قاسمی چیئرمین ریکس ریمیڈیز 94
36 حبیب الامتؒ جوارِ رحمت میں حضرت مولانا ابومعاویہ محمد معین الدین ندوی قاسمی 97
37 عجب اک سانحہ مجھ پر گزر گیا حضرت مولانا ڈاکٹر منور حسن کمال قاسمی دہلی 101
38 جامع کمالات شخصیت...... شاعر اطفال حضرت ڈاکٹر امجد حسین حافظ کرناٹکی 104
39 ایک عظیم بافیض شخصیت...... مولانا مفتی محمد عارف جیسلمیری لدھیانہ پنجاب 109

40	نقوشِ دل	حضرت مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب قاسمی دیوبند	114
41	گلستانِ علم وفضل کی بہار......	حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب مظاہری	117
42	سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کیلئے	حضرت مولانا عبداللہ سلمان ریاض صاحب قاسمی	124
43	حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا مفتی ظہیر احمد صاحب قاسمی مظفرنگر	128
44	علمائے دیوبند کے سچے عاشق	حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی دیوبند	132
45	......منفرد امتیازات کے حامل	حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی چرتھاول	135
46	......ممتاز صفات کے حامل	حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب قاسمی بنگلور	138
47	با فیض دل آواز......شخصیت	خادم قرآں حضرت قاری محمد رضوان بیگ شمسی بنگلور	142
48	ساقیٔ تشنگانِ اہلِ معرفت	حضرت الحاج وہاج الدین صاحب انصاری جدہ	144
49	خوش مزاج وبے باک شخصیت	حضرت مولانا ابوطالب رحمانی صاحب مدظلہ کلکتہ	146
50	اوصافِ حاتمی کا مجسمہ	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر رحیمی اسعدی بنگلور	147
51	حبیب الامتؒ: نقوش وتاثر......	حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری بنگلور	160
52	حبیب الامتؒ بے مثال قربانیاں	حضرت مولانا راشد حسین صاحب مظاہری	164
53	......ایک ہمہ جہت شخصیت	حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی مدینہ	170
54	آہ! میرے مربی میرے شیخ	حضرت مولانا محمد ریاض صاحب مظاہری لکھنؤ	173
55	اخلاقِ عالیہ کا ایک چراغ	حضرت مولانا مفتی علاؤالدین صاحب قاسمی دربھنگہ	176
56	زندگی تھی تیری مہتاب سے......	حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی کھجناوری	178
57	نگاہِ مردِ مومن سے بدل جا......	حضرت مولانا مفتی ارشد جمیل صاحب رشیدی	182
58	اک حاذق باکمال رخصت ہوئے	حضرت مولانا حکیم محمد زبیر عالم صاحب مفتاحی بنگلور	186
59	وقت کا ابنِ سیرین جاتا رہا	حضرت الحاج قاری سید محمد قاسم صاحب مسوری	196
60	متنوع اوصاف وکمال کے مظہر	حضرت مولانا مفتی اصغر علی صاحب قاسمی بنگلور	198
61	......اخلاقِ عالیہ کا مینارۂ نور	حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد طیب صاحب حبانی تونگی	201
62	موت العالم موت العالم	حضرت مولانا محمد سہیل صاحب قاسمی بنگلور	205
63	......حاذق الامتؒ کا عکس	حضرت الحاج عبدالرزاق صاحب مڑیوالہ بنگلور	209

64	میرے بھائی میرے استاذ......	حضرت الحاج عبدالرشید خان صاحب بنگلور	211
65	مستجاب الدعوات حبیب الامتؒ	حضرت الحاج ڈاکٹر رضی الدین احمد صاحب چنئی	215
66	حبیب الامت کا عشقِ رسولؐ	عالیجناب الحاج امتیاز احمد صاحب موکانے چنئی	218
67	اعلیٰ اخلاق اور عاجزی کا پیکر	عالیجناب الحاج شبیر احمد خان صاحب پٹیل بنگلور	222
68	زندگی کے یادگار اسفار	عالیجناب الحاج ایڈوکیٹ عبدالستار صاحب گوہاٹی	225
69	آپؒ کے مطب کا اندازِ نو	عالیجناب ڈاکٹر نفیس احمد صاحب قاسمی بنگلور	228
70	شفقت وخلوص کے علمبردار	عالیجناب حکیم طاہر حسین صاحب ایم ڈی چرتھاول	235
71	طبی دنیا کی ایک معتبر شخصیت	عالیجناب ڈاکٹر محمد سفیان صاحب رحیمی دہلی	239
72	جنتی لباس پہنانے والے......	محترمہ ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان صاحبہ دہلی	242
73	میرے پیارے ابو حضور رحمۃ اللہ علیہ	محترمہ ڈاکٹر امۃ البریرہ فہمیدہ سفیان صاحبہ دہلی	248

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ پر ایک اجمالی نظر

74	رب ارحمھما کما ربیانی صغیراً	مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی	258

باب ۱ بچپن اور آغازِ تعلیم

پیدائش	274
نام	274
سلسلۂ آباواجداد	275
تاریخ چرتھاول	275
حسب ونسب	275
برادری وپیشہ	276
حضرت تھانویؒ کی دعا اوران سے تعلق	276
والدِ محترم حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ	277
حضرت حبیب الامتؒ کی والدہ ماجدہ	278
ابتدائی پرورش وتربیت	279
فدائے ملتؒ کے ساتھ عشائیہ......	280
آغازِ تعلیم	280
درسِ نظامی میں داخلہ	281
حبیب الامتؒ کے ممتاز اساتذۂ کرام	281
صوفی عاشق الٰہیؒ کی صحبت	282
عہدِ طفلی میں کھیل سے اجتناب	283
استاذ کا اعتماد	284

باب۲ خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ کے ایام

خانقاہ قدوسیہ رشیدہ میں تزکیہ وچلہ کشی	285	تعمیلِ حکم میں سائیکل کا بوجھ	289
شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت	285	شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کی کچی پکی روٹی	289
حضرت گنگوہی کے مصلے پر آٹھ سال	286	طبی اسباق	290
رشتہ	286	حکیم نھومیاںؒ کی کتاب ذکر النبیؐ	290
شادی	287	اہلیہ محترمہ کا گنگوہ میں قیام	291
ولیمہ مسنونہ	288	...... بڑے صاحبزادے کی پیدائش	292
خدمت ایسی کہ مشائخ کی یاد تازہ ہوگئی	289	خانقاہ سے روانگی	292

باب۳ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ جنوبی ہند

تھلی کے دورانِ قیام خدمات	294	روزنامہ علمبردار میں	297
تشخیص وعلاج کی ابتدا	294	روزنامہ پاسبان اور ایک کارنامہ	297
بنگلور آمد کا سبب	295	اسلام پور جامع مسجد میں خطابت	298
مسجد معراج میں تقرر، نمازِ جمعہ وقیامِ مکتب	296	اسلام پور سے شیواجی نگر آمد	299
روزنامہ آزاد کی کتابت	296	تبلیغی مرکز سلطان شاہ اولیا کے پہلے امام	299
نبی کریم ﷺ کا دوسرا اسلام	297		

باب۴ شہرِ بنگلور کی مستقل رہائش

مظفر نگر میں قیام اور کاروبار	301	یقین شاہ ولی کو چھوڑنے کا فیصلہ	303
رسول اللہ کا تیسرا اسلام اور اہلیہ کی بیماری	301	مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی کا اہتمام	304
بنگلور آمد اور یقین شاہ ولی میں تقرر	301	مدرسہ کاشف العلوم کا دورِ اہتمام	304
اہلیہ محترمہ کا ایک خواب اور تعبیر	302	مدرسہ کاشف العلوم کا استعفیٰ	305
مولانا اسرار الحق اعظم گڑھی سے تعلق	303		

باب۵ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عمرہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ مقدس	307	حرم کی ایک بلی کا واقعہ	308
مکہ مکرمہ کا ایک عبرت انگیز واقعہ	307		

باب۶ قیامِ دار العلوم محمدیہ کے لئے دعا اور جدوجہد

دعائے خاص	310	سرپرست وصدر اور مدرسین وطلبا	314
دار العلوم محمدیہ کیلئے حضرت نانکویؒ کی دعا	310	بے سروسامانی اور دیارِ غیر	315
سفرِ پاکستان	312	مخالفت	315
حکیم عطاء الرحمٰن کا تعاون، نسخہ جات کا تحفہ	313	دار العلوم محمدیہ کا پہلا سالانہ اجلاس	317
قیامِ ادارہ پر حضرت منشی جی کا مشورہ	313	مخالفت میں مزید شدت	317
ادارہ کا قیام	313	پولیس میں رپورٹ	318
دار العلوم محمدیہ کا افتتاح	314	ایک اور نیا فتنہ	319

باب۷ مرکزی جامع مسجد اور ٹرسٹ کا قیام

محمدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کا قیام	321	پانی کی پریشانی	323
مسجد کا قیام	322	اہلیہ کی قربانی اور صاحبزادے کی پیدائش	324
مسجد کا نام اور افتتاح	323	مدرسہ کی ایک کرامت	324

باب۸ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اہلیہ کی خدمات

ذاتی مکان	325	سانپوں کی بہتات	328
پورا گھرانہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا	325	کنگ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس میں	329
اسکول کا قیام	326	الزامِ بے جا	330
حضرت کی اہلیہ کی مدرسہ کیلئے خدمات	327	دبئی کے اسفار	330
اہلیہ صاحبہ کے آگے ناگ سانپ	328	میں نے ذکر کرنا ایک بدو سے سیکھا	331

باب ۹ ادارہ کی تعمیر اور تحریک اصلاحِ معاشرہ

دارالعلوم محمدیہ کی ابتدائی عارضی تعمیر	332	بنگلور میں اصلاحِ معاشرہ تحریک کا آغاز	333
فساد بابری مسجد	332	دارالعلوم محمدیہ کا چوتھا اجلاسِ دستار بندی	335

باب ۱۰ اجازت وخلافت

نبیرۂ حضرت گنگوہیؒ سے اجازت وخلافت	336	حضرت نانکویؒ کے صاحبزادے سے خلافت	338
حاذق الامتؒ سے اجازت وخلافت	336	چاروں سلسلوں سے بیعت وتلقین کی اجازت	339

باب ۱۱ حاذق الامتؒ کی ہر بات بسر وچشم

اہل وعیال آبائی وطن میں	341	تصنیف وتالیف کا آغاز	345
مدرسہ عربیہ الحسنات الباقیات کی ابتدا	341	سیما پبلک اسکول محمدیہ کو دے دیا گیا	345
مدرسہ الحسنات الباقیات کا باضابطہ قیام	342	غیر شرعی عمل پر حبیب الامتؒ کا سخت رویہ	346
حاذق الامتؒ کا قیامِ بنگلور پر زور	343	صاحبزادی کا نکاحِ مسنونہ	347
دارالعلوم محمدیہ کا پانچواں اجلاسِ دستار بندی	343	حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تحفہ	347
جمعیۃ علماء کرناٹک کی صدارت سے علیحدگی	344	صاحبزادہ کی دارالعلوم دیوبند سے فراغت	347

باب ۱۲ شیخ سے محبت والفت کی عظیم مثال

......حاذق الامتؒ سے والہانہ لگاؤ	349	حاذق الامتؒ کی شفقت کی عظیم مثال	355
حضرتؒ کی بے تکلفی اور آم سے رغبت	349	شمع تو آگے ہی رہا کرتی ہے	356
حبیب الامتؒ کی غایت درجہ محبت والفت	350	آپ بھی خوشبو سونگھ کر آجاتے ہیں	357
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی	352	حبیب الامتؒ کو سفر دہلی سے بے خبر رکھا	358
ایک لطیفہ	353		

باب ۱۳ قیامِ رحیمی شفاخانہ پر حاذق الامتؒ کی دعا

رحیمی شفاخانہ بنگلور کا افتتاح	359	مخالفین کو حضرت حاذق الامتؒ کا جواب	360

رحیمی شفاخانہ سے پہلے عارضی مطب	361	صاحبزادہ ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی کا نکاح	362
رحیمی شفاخانہ کی عمارت	362	حاذق الامتؒ کی دعا اور بابرکت عمارت	363
جانسٹھ سے دوبارہ اہلِ خانہ کی بنگلور آمد	362		

باب ۱۴ ساؤتھ افریقہ کا طبی واصلاحی سفر

ساؤتھ افریقہ کا کامیاب سفر	364	دارالعلوم محمدیہ میں دعائیہ اجلاس	368
پرنکوسپرائٹ ٹاؤن میں لوگوں کا قبولِ اسلام	365	صاحبزادگانِ حاذق الامتؒ کو مسندنشیں فرمایا	368
جماعت کے نوجوانوں کی علمانوازی	366	دوسری صاحبزادی کا نکاح	369
دوعظیم سانحات	367		

باب ۱۵ دارالعلوم محمدیہ کی جدید تعمیر وترقی

مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کی تعمیر جدید	371	دارالعلوم محمدیہ کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ	375
دارالعلوم محمدیہ کا چھٹا اجلاسِ دستار بندی	372	مدرسین کی فیملی کے لئے رہائشی عمارت	375
دارالعلوم محمدیہ کی تعمیرِ جدید	373	مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کا افتتاح	375
مہمان خانہ کی اراضی	374		

باب ۱۶ ماہنامہ نقوشِ ہند اور نقوشِ عالم کا آغاز

ماہنامہ نقوشِ ہند بنگلور	377	ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور	377

باب ۱۷ آل انڈیا انجمن مدارس کرناٹک

انجمن مدارس کا قیام	380	شدید مخالفت	381
اغراض ومقاصد	380	آل انڈیا انجمن مدارس	383
انجمن مدارس کے اجلاس	381		

باب ۱۸ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ حج

حبیب الامتؒ کے والد گرامی کا سفرِ حج	384	حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ حج	384

جمرات پر حادثہ 385
صاحبزادہ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم کا سفرِ حج 386
تیسری صاحبزادی کا نکاحِ مسنونہ 387

باب ۱۹ ایک عظیم سانحہ

حبیب الامتؒ کی والدہ محترمہ کا وصال 388
والدہ کی دلی خواہش اور تسبیحات کی کثرت 390
والدہ صاحبہ کی بنگلور تشریف آوری 390

باب ۲۰ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اشعار سے دلچسپی

حاذق الامتؒ کی ایک نعتیہ مجلس 392
اہلِ بیت کے مناقب پر اشعار 399

باب ۲۱ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اصلاحی اسفار

بنگال کا پہلا اصلاحی سفر 401
مدرسہ رحمتِ عالم للبنات کا سنگِ بنیاد 402
پونہ کا پہلا سفر 403
مرشد آباد کا سفر 403
پونہ کا دوسرا سفر 404
بجنور کا اصلاحی سفر 404
دہرہ دون کا تبلیغی سفر 404
ایک خواب ایک بشارت 405

باب ۲۲ اولیائے کرام کے مزارات پر روحانی اسفار

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ 406
مالک بن دینار کے متعلق......ارشادات 407
خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی درگاہ پر 408
بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر 409
پانی پت سے کلیر شریف کا سفر 410
حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر 412
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر 414
شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر 415
خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر 417
حاذق الامت کے ہمراہ سفرِ گلبرگہ 418
تمیم انصاری کا مزار: حاذق الامتؒ کی رائے 419

باب ۲۳ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طبی خدمات

حضرتؒ کو دستِ شفا بچپن سے حاصل تھا 421
شفا سے متعلق ایک حیرت انگیز خواب 422

فیکٹری کا افتتاح 423
حضرتؒ کے حکم پر دوا سازی میں مہارت 424
برتنوں اور مشینوں کی خریداری 424
ادویات سازی میں تبدیلیاں 425
ملازمین کی رہائش اور تربیت 426
مفت طبی کیمپس 427
ایک ڈائریکٹر صاحب کا چیلنج 427
ایک خاتون مریضہ کا خواب 428
رحیمی شفاخانہ میں علاج کراؤ 429
حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی نبض شناسی 429
آپ نے کتنی کھائی ہے 429
دل میں سوراخ 430
الحاج عبد الرحمٰن بابو بھائی کی سرجری 430
آپ کا دل تو جوان ہے 430
گردے فیل 431
ہارٹ اٹیک 431
پاؤں دیکھ کر موت کا اندازہ 431
نبض سے چوٹ کا اندازہ 432
نبض سے مریضوں کی چوری پکڑی گئیں 433
چہرہ دیکھ کر تشخیص فرمادی 433
آپ کا بچہ مکمل دس سال کا ہے 434
......بے شمار شخصیات کے معالج تھے 435
سیاسی لوگوں کا علاج 436
مدینہ منورہ کے معروف عالم......کی تشخیص 436

باب ۲۴ سفرِ پاکستان کی چند یادیں

یہ میرے دوست ہیں 438
......حکیم عطاء الرحمٰن مظفر گڈھ کا قلبی تعلق 439
ہندوپاک کے تعلیمی تفاوت پر کانفرنس 439
......پاکستانی مساجد میں خطابات 440
وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ سے ملاقات 441
عبدالستار ایدھی سے ملاقات 441

باب ۲۵ چند باتیں اور چند یادیں

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سارک کانفرنس میں 443
شری روی روی شنکر کے آشرم میں 443
اہلیہ کے ہمراہ آخری عمرہ اور تقریب نکاح 444
مدینہ کی بکریوں کا علاج حضرتؒ نے فرمایا 446
بریلوی مکتبہ فکر کی مسجد کی تعمیر کا قضیہ 446
مولانا شاہ عالم کی وفات پر......صدمہ 447
مولانا شاہ عالم سے متعلق عجیب خواب 449

باب ۲۶ پرنامبٹ میں خانقاہ کی نئی عمارت کا افتتاح

خانقاہ زکیہ ناصریہ کے افتتاح پر خطاب	450	سلوک کے تین مقامات	452
خانقاہوں کے رنگ مختلف ہوتے ہیں	451	خانقاہ انسان بنانے کی جگہ	453

باب ۲۷ آج اتحاد بین المسلمین کی ضرورت

حبیب الامتؒ سے مولانا توقیر کی ملاقات	454	ٹمکور کا سفر اور اصلاحی خطاب	456
دوسرے صاحبزادہ کا نکاح و ولیمہ مسنونہ	455	استاذ کے لئے ٹرین کا ڈبہ لگوادیا	457
استاذ الاساتذہ منشی محمد عالم کی بنگلور آمد	455	شیخ الحدیث شیخ وسیم رحمۃ اللہ علیہ کی بنگلور آمد	458

باب ۲۸ دارالعلوم دیوبند میں بطورِ مہمانِ خصوصی

طلبائے دارالعلوم دیوبند سے خطاب	461	طبیہ کالج دیوبند کا دورہ	463

باب ۲۹ دہلی میں اصلاحی مجالس اور مطب کی ابتدا

تیسرے صاحبزادے کا نکاحِ مسنونہ	464	ایک مریض کا خواب	466
دہلی مطب کی ابتدا	464	مصطفیٰ آباد کی بڑی مسجد میں خطاب	467
دہلی میں حبیب الامتؒ کی مجلسِ ذکر بالجہر	465	بچے مساجد کے کبوتر ہیں	469
مریضوں کے ساتھ......حسنِ سلوک	466		

باب ۳۰ والدِ محترم کا سانحۂ ارتحال

والدِ محترم حضرت محمد عمران کی علالت	471	والد مرحوم کی آخرت سے متعلق تیاری	473
حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خواب	471	حبیب الامتؒ کے والد گرامی ایک نظر میں	473
والد بزرگوار کی رحلت اور نمازِ جنازہ	472	والد محترم کی مہمان نوازی	474

باب ۳۱ نبی کریم ﷺ نے دوا تجویز فرمائی

......ناساز طبیعت کا شافی علاج	476	اہلیہ کے مشورہ پر طبی تالیفات کی ابتدا	477

باب ۳۲ گوہاٹی آسام کا ایک یادگار سفر

......گوہاٹی آسام کے اصلاحی سفر پر	479	مسالک سے بالاتر ہو کر خدمات انجام دیں	481
شیخ سخاوت حسین کے مکان پر قیام	480	پولیس محکمہ کو پیغام	481
تقریبِ نکاحِ مسنونہ میں شرکت	480	جسمانی و روحانی امراض کی تشخیص فرمائی	482

باب ۳۳ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی چند مجالس اور اسفار

تقریب تکمیل قرآن، مدرسہ ابی بن کعبؓ	484	اولیاء اللہ کی نشانیاں	494
جلسۂ دستار بندی پچاس حفاظ کرام	485	شیخ عبدالقدوسؒ قطب عالم کا مقام	495
مظفر نگر کی حوض والی مسجد و مدرسہ کا دورہ	486	ذکر اللہ کے فوائد	496
ایک مردِ حق سے ملاقات	487	قرآن وسنت کی تعلیم اصل اساس	497
مسجد شاہ ولایت سہارنپور میں......خطاب	488	میسور میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب	499
......غیر مسلموں کے اثرات قبول نہ کریں	489	جامعہ رشیدیہ سنگاپور میں طلبہ سے خطاب	501
رحیمی شفاخانہ میں قرآنی مجلس	491	تکمیل قرآن کے موقع پر......خطاب	502
مالٹا کی جیل میں دوسبق سیکھے	492	دنیا سے ایمان محفوظ لے جانا اصل عید	503
اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت فرض ہے	493	......مینم بور میں حبیب الامتؒ کا خطاب	504

باب ۳۴ حرمین شریفین کا الوداعی سفر

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا آخری عمرہ	507	عشقِ نبی ﷺ کی انتہاء	513
پہلے دیارِ رسول ﷺ میں	508	حلال وحرام پر گہری نگاہ اور......تقویٰ	514
روضۂ اقدس پر حاضری	509	احرام اور عمرہ کا مقصد	515
مدینہ کا دسترخوان نبیؐ کا دسترخوان ہے	509	عمرہ کی ادائیگی اور رفقائے کرام کو نصیحت	516
......مسجد نبویؐ سے باہر جانے کا دل نہیں	510	براق باندھنے کی جگہ دعائے خاص	517
مدینہ کی بلی بھی عاشقِ رسول ﷺ نکلی	511	فلسطینی عالم کی حبیب الامتؒ سے ملاقات	518
نبی کریمؐ سے مدینہ کے کمسن بچے کی محبت	512	حضرت مولانا شمشاد صاحبؒ	519

عالیجناب الحاج وہاج الدین صاحب	519	حرم میں حبیب الامتؒ کی آخری دعا	520

باب ۳۵ چھٹمل پور کا اصلاحی سفر

مدارس ومکاتب ملک وملت کا سرمایہ	521	تین چیزوں کا نام مدرسہ ہے	522

باب ۳۶ حبیب الامتؒ کی دو اہم کتابیں

تفسیری خطباتِ حبان	524	حب النبیؐ کا رسمِ اجراء	524

باب ۳۷ شریکِ حیات کی وفات

اہلیہ صاحبہ حبیب الامتؒ کی علالت	529	اہلیہ مرحومہ نے ہر مشن میں ساتھ دیا	532
اہلیہ صاحبہ کی رحلت	529	قبر سے خوشبو آنے لگی	534
حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا صبر	531	تصنیف وتالیف سے متعلق......خواب	534
نمازِ جنازہ اور تدفین	532		

باب ۳۸ قرآن کریم سے عشق ومحبت

قاری علاؤالدین قاسمی کی آمد پر مجلس قرآن	535	نبیروں کے حفظ قرآن پر......خطاب	538
قرآن سے بڑھ کر مومن کیلئے اعزاز نہیں	535	قرآن سے محبت کا انوکھا انداز	541
تلاوت سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں	537		

باب ۳۹ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تیاریٔ آخرت

آخرت سے متعلق استحضار	542	الحاج مبین صاحب کی رحلت	546
لاک ڈاؤن میں آٹھ کتابیں تالیف کیں	543	الحاج سید افضل صاحب کا انتقال	547
ہم بھی بیمار ہوئے تو اللہ اٹھالیں گے	544	سید افضل پاشا مرحوم کا آخری خواب	548
قرض کے متعلق پہلے ہی تحریر کرادیا	544	حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی یومیہ تسبیحات	549
مولانا شمشادؒ کے انتقال پر اظہارِ تعزیت	545	جملہ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت	550
آئندہ قبرستان آنا نہیں ہوگا	546	اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نشانی	550

باب ۴۰ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وفاتِ حسرت آیات

آخرت کا دسترخوان بڑا وسیع ہے	553	حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	556
حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت	554	نمازِ جنازہ اور تدفین	558

باب ۴۱ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق چند خواب

بہت دن رہ چکا، اب تو آجا	559	الحاج عبدالقدوس صاحب کا ایک خواب	562
میرا نام سب سے اوپر لکھیں	559	نبی اکرمؐ کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا	563
رشتہ داروں کا منھ میٹھا کرنے پر خواب	561	......ایصالِ ثواب سے متعلق عجیب خواب	564
سید افضل پاشا مرحوم کا خواب	562	حاذق الامتؒ وحضرت اجانؒ کا مقام ومرتبہ	565

باب ۴۲ تصنیف وتالیف

دینی کتابیں	567	فہرست دینی کتابیں	568
طبی کتابیں	567	فہرست طبی کتابیں	570
لاک ڈاؤن میں کئی کتابیں تالیف فرمائیں	568		

باب ۴۳ اخلاق وکردار

مہمان نوازی	572	رمضان المبارک کا اکرام اور معمولات	575
رشتہ داروں سے حسنِ سلوک	573	خطابت کا نرالا انداز	576
غیروں کے ساتھ حسنِ سلوک	573	حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا طنز ومزاح	577
بچوں کے ساتھ برتاؤ	574	تہنیت وایوارڈ	578
ملازمین کے ساتھ حسنِ سلوک	574		

✦✦✦

75 فہرست خلفائے عظام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ 579

منظوم کلام شعرائے کرام

76	نظم تعزیت بروفات حسرت آیات	عالیجناب ڈاکٹر راہی فدائی صاحب	585
77	قوم کے سچے مسیحا حضرتِ حبان تھے	عالیجناب ڈاکٹر تنویر گوہر صاحب مظفرنگری	586
78	تعزیتی توشیحی نظم	عالیجناب الحاج عزیز بلگامی صاحب	588
79	حبیب الامتؒ کی یاد میں	عالیجناب عبدالقیوم ساحل صاحب بجنوری	591
80	انہیں دید حاصل تھی شاہِ زمنؐ کی	عالیجناب شیخ حبیب صاحب بنگلور	592
81	اے حکیمِ زماں اے حبیبِ زماں	عالیجناب انہر سعودی صاحب بنگلور	594

تعزیتی مکتوبات

حضرت قاری سید شفیق احمد صاحب مارول	596	عالیجناب الحاج محمد کلیم صاحب گنگوہی	605
حضرت مولانا شوکت علی صاحب قاسمی	597	حضرت مولانا حماد صاحب قاسمی	606
حضرت مولانا شیخ بدرالحسن صاحب قاسمی	597	حضرت مولانا حسین احمد صاحب قاسمی	606
حضرت مولانا مہدی حسن عینی صاحب قاسمی	598	عالیجناب الحاج محمد اکمل صاحب تھانوی	608
عالیجناب ایوب زنجانی بہجت نجمی صاحب	599	حضرت قاری سید مسعود احمد صاحب قاسمی	609
عالیجناب ڈاکٹر نواز صاحب دیوبندی	600	عالیجناب سید علی صاحب جوہری علی پور	610
حضرت مولانا فتح محمد صاحب ندوی	600	حضرت مولانا محمد اقبال صاحب قاسمی	611
حضرت مولانا مفتی عمران صاحب قاسمی	601	حضرت مولانا محمد ابرار صاحب ندوی	612
عالیجناب الحاج رحمت الٰہی صاحب	602	حضرت مفتی محمد ایوب صابر صاحب قاسمی	612
حضرت مولانا مفتی عبدالمومن صاحب	602	عالیجناب الحاج فضل الرحمٰن صاحب نانکوی	613
حضرت مولانا شاہنواز صاحب قاسمی	603	عالیجناب مختار جواہر صاحب حبانی دہلی	614
حضرت مولانا عارف الحق السراج	604	جناب حافظ محمد اسعد اللہ صاحب	615
حکیم خواجہ محمد فریدالدین کلیمی چشتی قادری	604	مولانا مہربان صاحب پھلتی نقشبندی	615

دیگر مضامین علمائے کرام ومحبینِ عظام

82	طب ومعرفت کے بے تاج بادشاہ	مولانا سالم اشرف صاحب قاسمی	616
83	حیات مستعار کے چند گوشے	مولانا قاری محمد کلیم صاحب قاسمی	618
84	فنِ طب کو جلا بخشنے والی شخصیت	مولانا شاہنواز بدر صاحب قاسمی	621
85	انسانی قدروں کا خوبصورت استعار	مولانا فتح محمد صاحب ندوی	623
86	حبیب الامتؒ اپنی مثال آپ تھے	قاری محمد ریحان صاحب قاسمی	626
87	حبیب الامتؒ کی کرم فرمائیاں	قاری محمد عبدالباری صاحب حبانی	630
88	خوش خصال وخوش وضع طبیب حاذق	مولانا خلیل الرحمٰن صاحب قاسمی برنی	634
89	موت اس کی ہے کرے جس کا......	مولانا عبدالرب صاحب قاسمی جون پوری	638
90	خدا رحمت کند ایں عاشقاں......	مولانا سعید الرحمٰن صاحب قاسمی	642
91	درد دِل رکھنے والے رخصت ہوئے	جناب الحاج محمد عبدالرحمٰن شمشاد جدہ	644
92	آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے	مولانا محمد انتخاب عالم حبانی قاسمی	646
93	وصالِ حبیب	مولانا مفتی محمد ہارون حمیدی صاحب قاسمی	651
94	علم وفن کے آفتاب حبیب الامتؒ	مولانا حکیم احمد نعیم الدین صاحب قاسمی	653
95	آہ! حضرت حبیب الامتؒ	مولانا عبداللہ علاؤالدین صاحب ندوی	655
96	ویراں ہے میکدہ خم وساغر اداس ہے	قاری محمد سلمان صاحب چھٹمل پوری	657
97	......محبت وشفقت کا مینارۂ نور	مولوی محمد خورشید انور حبانی مظاہری	660
98	حبیب الامتؒ: بے مثال شخصیت	مولانا محمد رضوان صاحب حسانی کاشفی	664
99	آپؒ کا زہد وتقویٰ قابلِ رشک	مولوی محمد موسیٰ رحیمی	667
100	علم کا ایک ستارہ ٹوٹ گیا	حافظ محمد سلمان مسعود مسعودی	668
101	......ایک عبقری شخصیت	مولوی محمد دلدار حبانی	669

پیغامات

حضرت مولانا مفتی محمد عارف عثمانی قاسمی	671	حضرت مولانا قاری واصف عثمانی قاسمی	671

حضرت مولانا محمد مزمل صاحب والا جاہی	671
حضرت مولانا ممشاد علی صاحب قاسمی	671
حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی	672
حضرت مولانا محمد ارشد صاحب قاسمی	672
حضرت مولانا سعید احمد صاحب کشمیری قاسمی	673
عالیجناب سید ریاض احمد صاحب	673
حضرت قاری ممتاز احمد صاحب سراجی	673
حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی	674
حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب قاسمی	674
عالیجناب ڈاکٹر رفیع الدین احمد صاحب	674
عالیجناب سید اسد حسین صاحب	674
عالیجناب سید نواب جان صاحب	675
عالیجناب الحاج محمد افضل صاحب	675
عالیجناب حافظ محمد جیلانی صاحب حبانی	675
صاحبزادہ سید صوفی سلیم اطہر صاحب	676
عالیجناب الحاج سراج الحق صاحب	676
عالیجناب الحاج حفیظ اللہ صاحب	676
حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدنی قاسمی	676
عالیجناب الحاج مجیب احمد صاحب	677
حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قاسمی مدنی	677
عالیجناب الحاج محمد ابراہیم صاحب	677
عالیجناب الحاج افسر بیگ صاحب	678
عالیجناب الحاج سید سمیع اللہ صاحب	678
عالیجناب الحاج مظفر احمد صاحب	679
حضرت مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی	679
عالیجناب ماسٹر نبی حسن صاحب	679
عالیجناب حافظ محمد فاروق صاحب	679
عالیجناب محمد احمد صاحب پرنٹ آرٹ دہلی	680
عالیجناب الحاج سراج احمد صاحب	680
عالیجناب سید اختر پاشا صاحب	680
عالیجناب نعمت اللہ حمیدی صاحب	681
عالیجناب ڈاکٹر محمد طیب صاحب	681
عالیجناب سید محمد مزمل صاحب	682
عالیجناب سید شہاب الدین صاحب	682

102 فہرست تعزیت کنندگان حضرات علمائے کرام 683

103 فہرست تعزیت کنندگان دانشورانِ عظام 688

104 ہم شکرگزار ہیں 695

105 چند تعزیتی نشستیں 696

✧✧✧

مختصر تعارف

اسم گرامی: دادا علیہ الرحمہ نے پیدائشی نام ''محمد ادریس'' رکھا، شیخ اول حضرت اجان نبیرہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حبان'' رکھا، ''رحیمی، رشیدی'' جامعہ خادم العلوم باغونوالی و جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کی طرف نسبتاً لگایا کرتے۔ لیکن حلقہ سلوک میں ''حبیب الامت'' کے نام سے معروف ہوئے۔

دادا اور والد گرامی: دادا ''شیخ الانصار محمد سلیمان'' اور والد کا اسم گرامی ''شیخ الانصار حضرت الحاج محمد عمران'' تھا۔

جائے پیدائش اور تاریخ: آپ کی پیدائش ۲۰/اپریل ۱۹۵۸ء ضلع مظفرنگر کی مردم خیز زمین جہاں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا مشتاق احمدؒ جیسے سلاطین علم وفن پیدا ہوئے اسی سرزمین کے تین ہزار سال پرانے تاریخی مقام قصبہ چرتھاول میں ہوئی۔

نکاح: شیخ الانصار حضرت منشی محمد شفیع نور اللہ مرقدہٗ (قصبہ جانسٹھ ضلع مظفرنگر) کی بڑی صاحبزادی سے ۱۹۷۳ء میں نکاح عمل میں آیا۔

ابتدائی تعلیم: چرتھاول کے ولی کامل حضرت حافظ سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

حفظ قرآن کریم: حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے شاگردِ خاص حضرت مولانا رفیق احمد قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کیا۔

درس نظامی و دیگر تعلیم: جامعہ اسلامیہ خادم العلوم باغونوالی اور جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سے حاصل کی۔ ممتاز اساتذۂ کرام میں حضرت مولانا محمد ایوب قاسمی، حضرت مولانا جمیل احمدؒ مظاہری صدر المدرسین مدرسہ خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر، حضرت مولانا محمد حنیفؒ مظاہری

شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر، حضرت مولانا قاری شریف احمدؒ ناظم جامعہ رشیدیہ گنگوہ سہارنپور، حضرت مولانا شیخ وسیم احمد صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ گنگوہ سہارنپور کے آگے شرفِ تلمذ حاصل فرمایا۔

فن طب کے استاذ محترم: بحرالعلوم حضرت مولانا عبدالرشید محمود عرف حکیم ننھومیاںؒ نبیرہ حضرت گنگوہی ومجاز حضرت حکیم الامتؒ سے طبی اسباق کی ابتدا کی، فن طب میں پانڈی چری (تمل ناڈو) یونیورسٹی سے ''ایم ڈی'' کی ڈگری حاصل کی۔

تزکیہ وسلوک کے اسباق: خانقاہِ رشیدیہ گنگوہ میں قلندرِ زماں حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی نوراللہ مرقدہٗ نبیرہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمتِ مبارکہ میں نوسال رہ کر سلوک وتزکیہ کے مدارج طے کئے۔

اجازتِ بیعت وارشاد: اولاً قلندرِ زماں حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی قدس سرہٗ (نبیرہ حضرت گنگوہیؒ خلیفہ ومجاز حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ) سے دو سلسلوں حضرت شیخ الاسلامؒ اور حضرت رائے پوریؒ سے۔ ثانیاً حاذق الامت حضرت مولانا شاہ حکیم ذکی الدین احمد نوراللہ مرقدہٗ پرنامبٹ تمل ناڈو (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت مولانا شاہ مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ) سلسلہ تھانویؒ سے۔ ثالثاً حضرت مولانا حافظ جمیل احمد مدظلہ العالی (خلیفہ ومجاز حضرت حافظ عبدالستار نانکویؒ خلیفہ حضرت رائے پوریؒ) سے۔ چاروں سلسلوں میں بیعت وارشاد کی اجازت حاصل تھی۔

امامت وخطابت: ابتداءً جامع مسجد اسلام پور بنگلور، تبلیغی مرکز سلطان شاہ اولیاء، ودھان سودھا کی مسجد یقین شاہ ولی اللہ بنگلور میں امامت وخطابت فرمائی اور پھر مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں آخر عمر تک تقریباً چالیس سال اصلاحی خطاب فرمایا۔

صحافتی خدمات: روزنامہ پاسبان بنگلور میں بطور کاتب اور کالم نگار آٹھ سال کام کیا۔ ماہنامہ نقوشِ ہند بنگلور کے تین سال مدیر اعلیٰ رہے۔ ۱۹۹۷ء سے ۲۰۲۰ء تک معروف طبی رسالہ ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور کی ادارت فرمائی۔

کالم نگار: تقریباً پینتالیس سال مسلسل بنگلور اور ہندوستان بھر کے روزناموں، ہفتہ واری

اخبارات اور ماہانہ رسالوں میں بطور کالم نگار دینی، اصلاحی، تبلیغی، سائنسی، طبی اور سیاسی وسماجی مضامین تحریر فرماتے رہے۔ **اہتمام:** پہلے مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی پائپ لائن بنگلور اور پھر قیامِ دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور کے بعد تاحیات پینتیس سال مسند اہتمام پر فائز رہے۔

سماجی وملی خدمات: جمعیۃ علماء ہند کرناٹک کے دس سال نائب صدر رہے، آل انڈیا انجمن مدارس کرناٹک، محمدیہ ایجوکیشنل چیری ٹیبل ٹرسٹ اور دیگر کئی ملی تنظیموں کی صدارت وسرپرستی کے ساتھ قومی، ملی، فلاحی اور سماجی خدمات انجام دیں۔

مصنف ومؤلف: دینی، علمی، فکری، اصلاحی، سیرت، تصوف ومعرفت، سلوک وتزکیہ، تفسیر و تشریح، طب نبوی، خوابوں کی تعبیر، خواتین وطالبات، مدارس ومساجد، فقہی مسائل، مسلک ومنہج اور تاریخ جیسے موضوعات اور دیگر علوم وفنون پر دوسو کتابیں تالیف فرمائیں۔

طبی خدمات: علاج ومعالجہ کے لئے ۱۹۸۰ء میں رحیمی شفاخانہ بنگلور قائم فرمایا، ادویات سازی کے لئے آر رالیس کے ہربل نامی ادارہ کی بنیاد رکھی، آل انڈیا یونیورسل طب یونانی فاؤنڈیشن قائم کی، ادویات سازی میں جدید اسلوب اختیار کرنے کی بنیاد ڈالی، طب کے مختلف موضوعات پر تیس کتابیں تحریر فرمائیں۔

خانقاہِ رحیمی: تعلق واصلاح اور طالبین کے تزکیہ کے لئے حاذق الامت حضرت مولانا شاہ حکیم ذکی الدین احمد قدس سرہٗ کے حکم پر خانقاہِ رحیمی کی بنیاد رکھی، عمومی مجلس ذکر روزانہ اور خصوصی مجلس ذکر بعد نمازِ جمعہ منعقد کی جاتی رہی۔

تعلیمی اداروں کا سنگ بنیاد: اپنی زیرِ نگرانی دارالعلوم محمدیہ، مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ، ڈی ایم کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ، سیما پبلک اسکول کی بنیاد رکھی، تاحیات دیگر سیکڑوں اداروں کی بنیاد رکھی اور سرپرستی فرماتے رہے۔

بحیثیت معبر: خوابوں کی تعبیر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ممتاز مقام عطا فرمایا تھا، ہندوپاک کے علما آپ کو ''ابن سیرین'' کے نام سے بھی یاد فرمایا کرتے تھے، خواب کے عنوان پر ایک ہزار کے قریب صفحات کی دو کتابیں ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' تحریر فرمائی۔

ملفوظات وارشادات: آپ علیہ الرحمہ کے ملفوظات وارشادات کو ''ملفوظات حبیب الامت'' کے نام سے تین جلدوں میں جمع کیا گیا ہے۔ **خلفائے کرام:** حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ومجازین کی تعداد ملک وبیرون ملک میں تقریباً چالیس ہے۔ مرید ومتوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

تلامذہ: ہزاروں طلبا کو آپ علیہ الرحمہ نے دینی وطبی علوم سے آراستہ فرمایا، علمائے کرام ومفتیان عظام کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، آپؒ نے اپنی نگرانی میں جن طلبائے عزیز کو حفظ قرآن کریم کی تکمیل کرائی ان کی تعداد چھ سو سے زائد ہے۔

اہلیہ محترمہ: ولی کامل حضرت منشی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی لختِ جگر پیرانی صاحبہ الحاجیہ شاہ جہاں سیما حبان نور اللہ مرقدہا، جنھوں نے ہر موقع اور ہر علمی وعملی میدان میں شانہ بشانہ ساتھ دیا، للہ فی اللہ دسیوں سال تک مدرسہ کے طلبا کے لئے کھانا پکایا، کپڑے سیے اور ہزاروں طالبات کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال سے ڈھائی سال قبل داغِ مفارقت دے گئیں۔

اولاد: تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں۔

وفات: ۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز چہارشنبہ رات ساڑھے گیارہ بجے۔

نمازِ جنازہ: ایک نماز حضرت علیہ الرحمہ کے جانشین وخلف الرشید حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی اور دوسری نماز دوسرے صاحبزادہ مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی نے اور تیسری نماز حضرت مولانا محمد یوسف ندوی مدظلہ شاگرد حضرت حبیب الامتؒ نے پڑھائی۔

تدفین: ۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات نمازِ ظہر سے قبل میسور روڈ قبرستان میں اہلیہ محترمہ الحاجیہ شاہ جہاں سیما نور اللہ مرقدہا کے برابر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق تدفین عمل میں آئی۔

✧✧✧

خوبیاں لکھنے کو جس کی ایک دفتر چاہئے

نتیجہ فکر: شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدی رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ، بانی ومہتمم دار العلوم مصباح التوحید بنگلور

پھول وہ باغِ جہاں کا دوستو! مرجھا گیا
جس نے ملت کو نشانِ جادۂ ملت دیا
حکمت و دانائی میں جو لولوے نایاب تھا
خدمتِ خلقِ خدا میں پارۂ سیماب تھا
جس نے بہتوں کو پڑھایا درسِ علم و آگہی
عمر جس نے خدمتِ دینِ نبیؐ میں کاٹ دی
مورشش، افریقہ، امریکہ و عربستان میں
فیض کی جس کے ضیا ہے پورے ہندوستان میں
خوش مزاج و خوش طبیعت خوب سیرت خوب رو
مثلِ ریشم لہجہ جس کا نرم و شیریں گفتگو
جو کتابِ فکرِ ملت تھا، جو پیر باکمال
جس کا تھا اسلوب الگ طرزِ تکلم بے مثال
آسماں تھا جو مگر رہتا سدا ہو کر زمیں
جس کی عادت میں نہ تھا شامل کہیں لفظِ نہیں

جو کہ تھا مہماں نوازی میں بھی اپنی بے مثیل
جس کو بخشی تھی خدائے پاک نے خوئے خلیلؑ

جس کے تھا خلق و رواداری کا شہرہ دور دور
جس کے پاؤں کے تلے کی خاک تھی کبر و غرور

موجزن تھیں جس کی رگ رگ میں ملکوتی صفات
ہر قدم پر جس نے دی شیطان کے حربوں کو مات

گھر میں جو رہتا تھا اپنے مہربانوں کی طرح
گھر کے باہر جو بکھر جاتا خزانوں کی طرح

حافظوں کا عالموں کا اور مریدوں کا رفیق
مدرسہ کے طالبِ علموں کا منعم اور شفیق

خوبیاں لکھنے کو جس کی ایک دفتر چاہیئے
اور شاعر ''شاعرِ مشرق'' سا افسر چاہیئے

آج افسردہ ہے چشم نم ہے ہر اک ذی فہیم
موت ہے مرشد کی میرے ایک نقصانِ عظیم

خوش ہیں فضلِ رب سے جنت میں حبیب الامت آپ
سوگئے آغوشِ رحمت میں حبیب الامت آپ

ڈاکٹر فاروق، عثمان، افضل و عدنان آہ!
لٹ گیا ہے سارے گھر کے چین کا سامان آہ!

اے حبیب الامت افسؔر آپ کا خاموش ہے
اس کے ارمانوں کی وہ روشن سحر رو پوش ہے

کون دے گا اب دعا افسؔر ترے اشعار پر
کون کھائے گا ترس تجھ سے نحیف و زار پر

میرے والدؒ میرے شیخ

حکیم زماں پیکرِ علوم وعرفاں حضرت ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی صاحب دامت برکاتہم
جانشین حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ، مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

اللہ تعالیٰ نے والدین کے وجود کو اولاد کا سبب بنایا، والدین کے دل میں اولاد کی محبت اور اولاد کے دل ودماغ میں والدین کی محبت واہمیت ایسی پیدا کردی کہ اگر ماں بچہ کو مارتی ہے تو بھی بچہ ماں کی ہی گود میں جاتا ہے اور جانتا ہے کہ اگر تیرا کوئی ہے تو صرف ماں ہی ہے۔ حقیقت میں بچہ کی دنیا گھر کے اندر ماں اور گھر کے باہر باپ ہے۔

باپ وہ ذات ہے جو بچہ کو دنیا کی ہر تکلیف سے بچا کر راحت دیتا ہے، اولاد کے لئے باپ صحراء میں درخت کی مثال ہے، جو صحرا کی تپش، ہوا، بارش ہر تکلیف کو خود برداشت کرتے ہوئے اپنی آخری عمر تک ان کی حفاظت وآرام کے لئے کھڑا رہتا ہے۔ بچوں کے لئے ماں محبت ہے تو باپ رحمت۔

میرے والد: آج جس موضوع پر لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں یہ میرے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ سخت ترین امتحان ہے۔ جس ماں نے لکڑی کی تختی ملتانی مٹی سے پوت کردی اور جس والد نے پورے کے قلم بنا کر اپنے ہاتھوں سے ''اب ج د'' لکھنا سکھایا اور اس قابل بنایا کہ الحمدللہ ابھی تک اس قلم سے سیکڑوں مضامین وجود میں آئے آج انہیں پر لکھنا دشوار معلوم ہو رہا ہے۔ آفتاب کی روشنی کوئی دیکھ نہیں سکتا اور نہ اس روشنی کو کسی چیز میں بند کیا جا سکتا ہے، والدین آفتاب وماہتاب ہوا کرتے ہیں، ان سے اولاد کو بھرپور فائدہ پہنچتا ہے لیکن جب ہی وقت آتا ہے تو وہ اپنی روشنی سمیٹ کر غروب ہو جاتے ہیں۔ میری والدہ مرحومہ مغفورہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب تم تین سال کے تھے آم کا زمانہ تھا اور

تم آم کے شوقین ہوگئے، تمہارے ابو روزانہ آم لایا کرتے اور میں تمہارا کرتا نکال دیا کرتی تا کہ کپڑے خراب نہ ہوں اور اطمینان سے آم کھاسکو اور تم بھی خوب چوس چوس کر آم کھایا کرتے۔ آم کا موسم ختم ہوگیا اور تم نے آم کے لئے ضد کرنی شروع کردی، علاقہ کے پورے بازار میں آم تلاش کئے تب نہ ملے تو دوسرے دن تمہارے ابو (اس زمانے میں جب ٹرانسپورٹ کی کوئی خاص سہولت نہ تھی) پورے دن مختلف جگہوں پر گئے چالیس کلومیٹر کا سفر کیا تب جا کر چند آم ملے، شام کو وہ لے کر گھر آئے اور تمہیں کھلائے۔ چالیس کلومیٹر کے سفر کی وہ تھکن صرف تمہیں آم کھاتے دیکھ کر ختم ہوگئی۔ یہ ایثار وقربانی باپ ہی کا شیوہ ہے۔ ؎

عزیز تر مجھے رکھتا تھا وہ رگِ جاں سے
یہ بات سچ ہے میرا باپ کم نہ تھا ماں سے

باپ عظیم نعمت: کسی صاحب نظر نے خوب لکھا ہے کہ ''واؤ'' سے وَفا والا۔ ''الف'' سے ایثار واُلفت والا۔ ''ل'' سے لطف وکرم والا۔ اور ''د'' سے دست گیری کرنے والا، جب ان صفات وخصائل کی حامل شخصیت سامنے آتی ہے تو اسے والد (باپ) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ''باپ'' اردو زبان کا لفظ ہے اور یہ تین لفظوں کا مجموعہ ہے یعنی ''ب'' سے برکت وبزرگی والا ''الف'' سے آبیاری والا اور ''پ'' سے پیار ومحبت والفت والا، اسی مجموعے کا نام ''باپ'' ہے۔ اگر باپ کی عظمت کا پاس کرتے ہوئے اس کی اطاعت، فرماں برداری، خدمت اور تعظیم کرکے اس کی رضا حاصل کی جائے تو اللہ پاک کی طرف سے ہمیں دین ودنیا کی کامیابیاں، سعادتیں اور جنت جیسی نعمتیں ملتی ہیں۔ سچ ہے کہ ماں باپ سی نعمت کوئی دنیا میں نہیں ہے۔

قرآن کریم سے والہانہ محبت: والد محترم نہایت رقیق القلب تھے، قرآن کریم سے والہانہ محبت تھی، جب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اُس وقت آس پاس سے بے خبر ہوتے، آنکھوں سے آنسو جاری، چہرہ سرخ ہوجاتا، دوران تلاوت آپ کی خوبصورتی میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا اور فرماتے یہی تو کلام ہے جو تعلق مع اللہ پیدا کرتا ہے۔ قرائے کرام کی تلاوت بڑے غور سے سنتے، اگر پروگرام میں جاتے تو دوسروں کے بیانات نہایت غور سے سنتے اور فرماتے دیکھو فلاں مولانا

نے کتنی عمدہ بات کہی ہے، قرآن کریم کے پروگرام پر خرچ اور قرائے عظام کو نہایت خاموشی سے ہدیہ پیش کرتے اور فرماتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی آواز خود رب العالمین سنتے ہیں۔

والد محترم کے اوصاف وکمالات: مجھ سے بہتر میرے والد کے اوصاف کون جان سکتا ہے، ساری زندگی آئینہ کی طرح صاف تھی۔ حسنِ اخلاق، اللہ اکبر۔ ایسا محسوس ہوتا کہ غصہ کبھی پاس گزرا ہی نہیں۔ کوئی بات مزاج کے خلاف یا ناگوار گزرتی تو خاموشی اختیار فرمالیتے، جہاں تک ممکن ہوتا اپنا کام خود کرنے کی کوشش کرتے، اکثر دیکھا جاتا ہے کہ گھر کے بزرگ کی گھر آمد پر خاموشی چھا جاتی ہے لیکن والد محترم کی آمد پر خوشی کا سماں بندھ جاتا، سارے بچے گھیر لیتے، آپ تمام بچوں کو خوب پیار فرماتے۔ جب ہم چھوٹے تھے آپؒ جو سامان لاتے وہ والدہ محترمہ کو دیتے، والدہ تمام بچوں کو بٹھاتیں اور سب سے پہلے بہنوں کو دیتیں اور فرماتیں ان کا حق پہلے ہے۔

اولاد سے محبت: جب پہلی مرتبہ مجھے مدرسہ دار الاقامہ میں چھوڑ کر گئے تین روز بعد ملنے آئے جیسے ہی میری نظر پڑی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، ابو حضور نے مصنوعی مسکراہٹ سے ہنس کر کہا کہ بیٹے رویا نہیں کرتے اور میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے جس کو آپ چھپا رہے تھے۔ تربیت کا وہ انوکھا انداز جو زندگی کے آخری لمحہ تک جاری رہا، ہر بچہ رشتہ دار، دوست واحباب سب یہ محسوس کرتے کہ مجھ سے زیادہ محبت فرماتے ہیں، وقت کے ضیاع کو سخت ناپسند فرماتے، رشتہ دار یا جو بھی مشورہ کرتا فرماتے ایمانداری، اور محنت سے اپنے کام کو انجام دو۔ ؎

وہ ماں کے کہنے پہ کچھ روک مجھ پہ رکھتا تھا
یہی وجہ تھی کہ مجھے چومتے جھجھکتا تھا

ماں کی خدمت: دادی مرحومہ ومغفورہ کی حیات میں چرتھاول ضلع مظر نگر (یوپی) سال میں ایک یا دو مرتبہ جانا ہوتا، لیکن عمر کے آخری کے حصہ میں دادی صاحبہ کی بینائی جاتی رہی، اس کے بعد کسی نہ کسی بہانے والدہ دادی اماں اور والد صاحب کی خدمت میں پہنچ جاتے، انتقال سے چند ماہ قبل دادی جان بنگلور تشریف لائیں، تہجد کی بڑی پابند تھیں، والدہ کی کوشش ہوتی کہ میں وضو کراؤں اور والد صاحب کہ میں، دونوں اذان فجر سے پہلے اٹھ جاتے، کوئی وضو کراتا کوئی مصلیٰ بچھاتا اور دونوں

تہجد سے لے کر اشراق تک دادی مرحومہ کے ساتھ بیٹھے رہتے، دادی صاحبہ بھی والد محترم کا خوب اکرام فرماتیں اور ''مولوی صاحب'' کے نام سے پکارتیں۔

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ اماں آپ ابو کو مولوی صاحب سے مخاطب کرتی ہیں نام نہیں لیتی؟ فرمانے لگیں کہ ادریس میرا بیٹا بھی ہے اور استاد بھی، جب یہ مدرسہ سے آتے تو مجھے قرآن شریف پڑھاتے، اس طرح تجوید کے ساتھ میں نے قرآن پڑھنا مولوی صاحب سے سیکھا۔ قرآن کریم کی بڑی عاشق تھیں، تھوڑا بھی وقت ملتا تلاوت شروع فرمادیتیں اور جب کبھی اچانک سے آواز دیتی، ادریس کہاں ہیں تو والد محترم کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہتا، دوڑ پڑتے فرماتے جی! میں یہاں ہوں۔

دادا جان کا ادب: دادی مرحومہ کے انتقال کے بعد چرتھاول کا سفر تقریباً ہر ماہ یا دو ماہ میں ضرور فرماتے، مقصد صرف دادا جان کی زیارت ہوتی، دادا جان کے پاس گھنٹوں بیٹھے رہتے۔ اگر وہ کچھ پوچھتے جواب دیدیتے یا والد صاحب کو کوئی بات معلوم کرنی ہوتی بڑے ادب اور آہستہ سے پوچھتے ابا وہ کیسے کرنا ہے، دادا جان مسکرا کر جواب دیدیتے اور والد محترم کے جانے کے بعد فرماتے تیرے ابو بھی بچوں کی طرح معلوم کرتے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں ہے، پھر فرماتے اسی ادب کی وجہ سے اللہ نے تمہارے ابو کو یہ مقام عطا کیا ہے۔

والدین سے محبت: ایک مرتبہ والدہ مرحومہ نے کہا کہ تمہارے ابو، ابا سے ملنے کے لئے مستقل چرتھاول جاتے ہیں وہاں بالکل خاموش بیٹھے رہتے ہیں، جانے کا کیا فائدہ؟ والد صاحب نے فرمایا: والد محترم کو دیکھنا کیا فائدہ سے کم ہے؟ جتنی بار دیکھوں گا اتنے حج کا ثواب ملے گا۔ سبحان اللہ کیا نظر تھی، والدہ نے فرمایا واقعی آپ سچ کہتے ہیں۔ جب بھی والدین کا ذکر ہوتا آبدیدہ ہوجاتے اور فرمایا کرتے سبحان اللہ اسلام کی تعلیمات کتنی پاکیزہ ہیں۔ والد محترم کے مقام کے متعلق فرماتے: والد انسان کو عدم سے وجود میں لانے والی ذات ہے یعنی اس کی پیدائش کا سبب ہے اس گلشن انسانیت کی ابتدا باپ (حضرت آدم علیہ السلام) سے ہوئی اور ان ہی سے عورت (حضرت حوا علیہ السلام) کا وجود تیار کیا گیا ہے۔ اولاد کی تعلیم وتربیت میں والد کا کردار اہم ہوتا ہے، کبھی ماں کے لاڈ پیار کی وجہ سے تعلیم، تربیت اور کردار پر اثر بھی پڑتا ہے، جب کہ والد کی سختی، نگہداشت سے اولاد کو من

مانیاں کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اولاد باپ سے زیادہ ماں سے قریب ہوتی ہے، لیکن اولاد یہ نہیں جانتی کہ اس کے والد کو گھر اور تعلیم وتربیت کا مناسب اہتمام کرنے کے لئے دنیا کی صعوبتیں کتنی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ آپؒ دادا جان کے متعلق فرماتے تھے: جب میں پہلی مرتبہ مدرسہ جارہا تھا میرے لئے ابا سنگھاڑے لے کر آئے کہا کہ ادریس تمہیں سنگھاڑے بہت پسند ہیں خوب کھاؤ آج سنگھاڑے صرف تمہارے لئے لایا ہوں، والد صاحب جب بھی یہ واقعہ سناتے آواز بھر آجاتی اور فرماتے مجھے پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ ابا مجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں، دادا جان کا مزاج طبعاً سخت تھا اور رعب کا یہ عالم کہ محلے کے نوجوان اور بزرگ حضرات بھی آپ کے سامنے آتے جھجھکتے تھے، شریعت اور معاملات میں کوئی ذرہ برابر بھی حکمت ومصلحت سے کام نہ لیتے۔

رشتہ داروں سے حسن سلوک: والد محترمؒ اور والدہ محترمہ مرحومہ دونوں کا معمول تھا کہ رشتہ داروں سے خوب حسنِ سلوک فرماتے، اگر کسی کی جانب سے تکلیف پہنچتی تو نظر انداز کر دیتے۔ اگر کوئی یاد بھی دلا دیتا تو فرماتے کہ یہ ان سے بھول ہوگئی ہوگی، رشتہ دار سے قطع تعلق نہیں کیا جاسکتا۔ والد صاحب نہایت رازداری سے خود اپنے خاندان کے ضرورت منداحباب کا تعاون فرماتے اور والدہ سے فرماتے فلاں گھرانہ آپ سے قریب ہے اگر میری معرفت پہنچا یا شرمندہ ہوں گے، آپ پہنچوادیں۔ بعض مرتبہ کسی کے جھوٹ کا علم ہوجاتا تو خاموشی اختیار فرماتے، بعد میں فرماتے ممکن ہے کسی پریشانی میں اس نے جھوٹ کا سہارا لیا ہو، کبھی رشتہ دار یا ملنے والے کو شرمندہ نہ ہونے دیتے۔

لاک ڈاؤن میں: لاک ڈاؤن میں ایک صاحب نے فون کیا کہ میں فلاں پریشانی میں ہوں جبکہ وہ ماشاءاللہ بہتر حال میں تھے، کسی صاحب نے فون پر بتلایا کہ آپ ان کا تعاون نہ کریں، جس پر والد محترم نے احقر سے فرمایا کہ فاروق فلاں صاحب سے اکاؤنٹ نمبر لے کر ان کے کھاتے میں اتنی رقم جمع کرادو، میں نے ہنستے ہوئے کہا کہ آپ سے فلاں صاحب کچھ فرمارہے تھے، مسکرائے اور فرمایا وہ ہم سے حسنِ ظن رکھتے ہیں اگر آپ اچھا سلوک نہ کروگے تو کہیں اللہ ناراض نہ ہوجائے۔

والدہ کے بعد والد صاحب کا معمول: والدہ محترمہ مغفورہ اپنی حیات کے آخری ایام تک سبھی رشتہ داروں کے لئے نہایت نرم گوشہ رکھتی تھیں، والدہ کا جو معمول تھا والد محترمؒ

نے اس کو باقی رکھا۔ ماہانہ یا سالانہ والدہ محترمہ جو عطا کیا کرتیں والد محترم نے باضابطہ اس کی فہرست بنوائی اور بڑی پابندی سے اس پر عمل فرمایا۔

دینی خدمت کا عزم: ہم سبھی بہن بھائی چھوٹے تھے، والدہ محترمہ نے والد صاحب سے فرمایا الحمدللہ، اللہ نے ہر نعمت سے نوازا ہے، صحت، عزت، علم اور ہر نعمت ہمارے پاس ہے، کیوں نہ دین خدمت میں اپنے آپ کو مکمل مصروف کرلیں، یہ 1986ء کی بات ہے۔ والد صاحب امامت وخطابت کے ساتھ حکمت فرماتے اور وقت ملتا اس میں کتابت فرمایا کرتے، بڑی آرام دہ زندگی بسر ہو رہی تھی، اسی درمیان مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی کے اراکین کی درخواست پر والد محترم نے کاشف العلوم کے اہتمام کی ذمہ داری قبول فرمائی اور دو سال وہ محنت کی جس کا اظہار آج بھی وہاں کے حضرات کرتے ہیں کہ حضرت حکیم صاحب نے وہ کارنامہ انجام دیا جو بیس سال میں نہ کیا جاسکتا۔ آپ نے اپنی مرضی سے کاشف العلوم میں استعفیٰ دیا، اراکین نے کہا کہ آپ ادارہ قائم فرمالیں لیکن اس ادارہ کے آپ ہی مہتمم رہیں گے جس پر والد صاحب نے فرمایا ایک شخص دو گھوڑوں پر سواری نہیں کرسکتا، کاشف العلوم سے مجھے دلی لگاؤ ہے ان شاء اللہ میرے لائق کوئی بھی خدمت ہوگی ضرور انجام دوں گا۔

دارالعلوم محمدیہ کا قیام: 1989ء میں دارالعلوم محمدیہ کی بنیاد رکھی، الحاج عبدالباسط صاحب مرحوم کی بلڈنگ کرایہ پر حاصل کی، ادارہ کی آبیاری میں والد صاحب کے ساتھ والدہ محترمہ نے بھرپور ساتھ دیا اور اپنے زیور میں سے کچھ ادارہ کو عنایت کیا، اس سے جو رقم حاصل ہوئی بطور ایڈوانس حاجی صاحب کو دی گئی، ابتدا ہی سے تعلیمی معیار، عمدہ کھانا، تربیت کا نرالا انداز، الحمدللہ روز اول سے مقبولیت حاصل ہوئی۔ ابتدا میں بہت سی مخالفتوں کا سامنا ہوا، لیکن کبھی کسی کو جواب نہ دیا، آپ فرماتے کام ہی جواب ہوگا، ایک دن وہ بھی آیا جن لوگوں نے مخالفت کی وہ اپنی ضرورتیں اور کام لے کر آتے تو والد محترم ان حضرات کا کام پہلی فرصت میں فرماتے اور کبھی یہ احساس نہ ہونے دیتے یہ وہی ہیں جو ادارے کے مخالف تھے۔ دارالعلوم محمدیہ کے ابتدائی ایام میں بڑے امتحانات سے گزرے، لیکن کبھی کسی کے سامنے مجبوری بیان نہ کی، چندہ کرنے کا مزاج نہ تھا اور آخر تک نہ بن سکا، حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیشہ عزت نفس کو باقی رکھا۔

آپ کی تنخواہ: ابتدا میں دارالعلوم محمدیہ سے تنخواہ لی، جو سنہ 2004ء تک جاری رہی، 2004ء میں آپ نے تنخواہ بند کردی اور 2007ء میں روز اول سے 2004ء تک جو تنخواہ لی تھی جو کم وبیش آٹھ لاکھ کچھ روپے ہوتی تھی، اس رقم میں اضافہ کے ساتھ سولہ لاکھ اسی ہزار روپئے ادارہ کو واپس کردیے۔ تحدیث نعمت کے طور پر لکھ رہا ہوں کہ گھر کے افراد جو مدرسہ کی خدمت کررہے ہیں الحمدللہ سب ہی فی سبیل اللہ انجام دے رہے ہیں۔

وقت کی قدر: اللہ تعالیٰ نے والد محترم کو صحت کی دولت سے نوازا تھا، ہمیشہ احقر کی شوگر کو لے کر فکرمند رہتے، فرماتے کم عمری میں تمہیں اور قاری افضل کو شوگر لاحق ہوگئی ہے، اس پر توجہ کی ضرورت ہے، مستقل معلوم کرتے اور ہدایت فرماتے۔ حضرت والد صاحب کو لیٹنے کے چند منٹ بعد ہی اچھی نیند آجاتی، اگر کوئی قریب بات کرتا یا فون کی گھنٹی بجتی تو بھی آنکھ نہ کھلتی لیکن لاک ڈاؤن کے وقت سے نیند ختم ہوگئی تھی، روزانہ کا معمول یہ تھا کہ اذانِ فجر سے کچھ قبل بیدار ہوتے اور نمازِ فجر کے بعد معمولات سے فارغ ہوتے ہوتے قریب سات بج جاتے، پھر دو گھنٹے سونے کا معمول تھا، ساڑھے نو بجے بیدار ہوجاتے اور ناشتہ سے فارغ ہوکر ساڑھے دس بجے مطب تشریف لے جاتے، 3 بجے مطب سے فراغت کے بعد ظہرانہ مختصر تناول فرماتے، پھر اہل خانہ سے گفتگو، مدرسے کے کام اور دوسری مصروفیات ہوتیں، نماز عصر کے بعد کتابوں پر کام شروع فرماتے، آپ نے لکھنے پڑھنے کے لئے ایک کمرہ مخصوص کررکھا تھا، اس کے باوجود گھر کے بچے آپ کے اردگرد ہوتے لیکن آپ اس طرح منہمک رہتے کہ بچوں کا کھیلنا آپ کے کام میں مخل نہ ہوتا۔

نمازِ عشا تاخیر سے ادا فرماتے، پورے لاک ڈاؤن میں یہ معمول رہا کہ نماز کے لئے میرے چھوٹے فرزند عزیزم حافظ محمد محمد امین حبان سلمہ (چھوٹا پوتا) سے نماز عشا کی امامت کرواتے، نماز سے فراغت کے بعد کھانا، اہل خانہ سے خیر وعافیت، رشتہ داروں سے گفتگو، مدرسہ کے اساتذہ وطلباء کے متعلق معلومات، یہ سلسلہ تقریباً 12 بجے شب تک جاری رہتا، لیکن لاک ڈاؤن میں آپ نے بعد نمازِ فجر معمولات سے فارغ ہوکر آرام کرنا چھوڑ دیا تھا، رات میں بمشکل 3 گھنٹے آرام فرماتے۔ میں نے کئی مرتبہ معلوم کیا آپ کی نیند بہت کم ہوگئی ہے، مسکرا کر فرمایا بیٹا بہت سو لئے اب جاگنے کا وقت ہے،

دن میں کئی کئی مرتبہ رقت طاری ہوجاتی۔ فرماتے: پہلے اللہ بلا رہے تھے بندے اس کے گھر نہیں جانا چاہتے تھے، آج بندے جانا چاہتے ہیں لیکن اللہ ناراض ہوگئے ہیں اور اپنے گھر (مسجد) کے دروازے بند کردیے ہیں۔ انتقال والے روز فرمایا: میرا معمول ہے کہ روزانہ ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص، ایک ہزار مرتبہ درود ابراہیمی اور دیگر تسبیحات کا نذرانہ حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور والدین، رشتہ دار، اساتذہ اور سبھی امت مسلمہ کے لئے ایصال ثواب کا معمول ہے۔

علماء کا رخصت ہونا: اسی دوران علمائے کرام کی کثرت سے رخصتی شروع ہوگئی، کئی جید عالم اللہ کو پیارے ہوگئے، اچانک اطلاع ملی کہ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رشادی انتقال فرما گئے، بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے۔ فرمانے لگے آہ! آج ایک عاشق رسول بھی اپنے رب کے حضور پہنچ گیا، ایصال ثواب کا اہتمام فرمایا اور فوری تعزیت نامہ تحریر فرما کر ان کے اہل خانہ کو روانہ کیا۔ انہی دنوں میں ایک صاحب نے حضرت مولانا منظور مینگل صاحب کا ایک جملہ نقل کیا کہ حضرت نے کسی خطاب کے دوران فرمایا کہ اللہ کے یہاں علمائے ربانیین کی مجلس سجی ہے جس میں علما شوق سے تشریف لے جارہے ہیں، فرمایا: واقعی بہت عمدہ تشبیہ دی ہے۔

عید کا دن: عید کے روز بے حد مغموم تھے آج کے روز بھی ہم عیدگاہ جانے سے قاصر ہیں، نمازِ دوگانہ گھر کے سبھی احباب کے ساتھ ادا کی اور خوب بارگاہِ ایزدی میں گڑگڑائے، سبھی بچوں بڑوں کو اپنے ہاتھوں عیدی تقسیم کی، لیکن چہرے پر مایوسی تھی۔ سبھی رشتہ داروں کو فون کیا۔ دہلی دونوں بہنوں سے بات کی، سبھی دوست واحباب سے گفتگو فرمائی لیکن سب سے ایک ہی بات، کہ اللہ کو راضی کرلیں، یہ زندگی بھی کیا زندگی ہے جو رب کے حضور (مسجدوں) سے دور گزرے۔ گفتگو کے دوران آبدیدہ ہوجاتے، پورا دن اسی طرح گزارا۔

آخری رمضان اور سنتوں کا اہتمام: شروع سے رمضان المبارک میں یہ معمول تھا کہ پوری رات تلاوت فرماتے اور نمازِ فجر کے بعد 3 گھنٹے آرام اور بعد ظہر دو گھنٹے آرام فرماتے، لیکن اس رمضان المبارک میں بمشکل بعد فجر دو یا ڈھائی گھنٹے آرام اور باقی اوقات کتابوں کی تصنیف اور تلاوت قرآن میں گزرتا، افطار کے فوری بعد نمازِ تراویح کے لئے تیار ہوکر عشا کی اذان سے قبل مصلیٰ

پر تشریف فرما ہوجاتے۔ ایک روز بارش تھی نمازِ عشا سوا آٹھ بجے ہوتی، آنے میں تاخیر ہوگئی عین نمازِ عشا کے وقت سب پہنچے، نماز عشا کی تکبیر شروع ہوگئی، والد صاحب نے فرمایا ٹھہریئے، پھر سب سے معلوم کیا، کس کس نے سنتیں ادا کی ہیں، سب خاموش تھے، آپؒ کے آنسو جاری ہوگئے۔ فرمانے لگے: اللہ تو ناراض ہیں اب آپ لوگ اللہ کے نبی کو بھی ناراض کرنے لگے ہو، پہلے سنتیں ادا کریں جماعت بعد میں ہوگی۔ تراویح میں قرآن کریم بڑے فرزند عزیزم احمد احمد معین حبان سنا رہے تھے۔ روزانہ ایک پارہ سناتے، ایک پارہ میں ڈیڑھ گھنٹہ لگتا، کبھی کبھی درمیان میں فرماتے، اس آیت کے نزول کا مقصد معلوم ہے پھر اس پر کلام فرماتے، نمازِ تراویح سے فراغت کے بعد مختصر جامع خطاب کا معمول تھا۔

اسٹاف کا خیال: رمضان المبارک سے پہلے رحیمی شفاخانہ کا اسٹاف دہلی گیا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے وہی رکنا پڑا، روزانہ دن میں کئی کئی مرتبہ اسٹاف کی خیریت دریافت کرتے۔ برادرم مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی کو فرمایا اسٹاف کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا مکمل خیال رکھیں، پسند کے کھانوں کا اہتمام کریں اور تنخواہیں دیتے رہیں۔ سخت لاک ڈاؤن تھا، سبزی کے علاوہ کچھ بھی ملنا مشکل تھا، ایسے موقع پر بھی چھوٹے بہنوئی جناب ڈاکٹر سفیان صاحب کہیں نہ کہیں سے بکرے کا نظم کرتے رہے اور اسٹاف کی رمضان المبارک میں مہمان نوازی کے فرائض انجام دیے۔ مجھ سے فرمایا: فاروق تمام اسٹاف چاہے دارالعلوم محمدیہ کا عملہ ہو یا رحیمی شفاخانہ کا، سبھی کو بونس ادا کردو اور کسی کی تنخواہ لاک ڈاؤن میں نہ روکی جائے، یہ امتحان کی گھڑی ہے اس وقت دینا زیادہ ضروری ہے۔ لہٰذا لاک ڈاؤن کے دوران تمام عملے کو حسبِ روایت سالانہ بونس اور تنخواہیں الحمد للہ وقت سے پہلے ادا کردی گئیں۔

زکوۃ کا اہتمام: ہر سال شعبان میں زکوٰۃ کے متعلق فرماتے کہ مطب کی زکوۃ کا حساب لگایا جائے اور گھر کے سبھی احباب اپنی زکوۃ کا حساب کرلیں تاکہ رمضان شروع ہوتے ہی ادا کردی جائے۔ سب سے پہلے والدہ محترمہ اور والد محترم اپنی مکمل زکوۃ دارالعلوم محمدیہ کو دیتے، پھر باری باری تینوں بیٹوں سے معلوم فرماتے، اس مرتبہ کتنی زکوۃ ہوئی۔ بتلانے پر اللہ کا شکر ادا فرماتے۔ لیکن امسال کئی کئی مرتبہ معلوم کیا، مطب کی زکوٰۃ ادا کردی، کتنی ہوئی، کس طرح حساب لگایا، پہلے کبھی تفصیلات

معلوم نہ کرتے ،امسال تمام تفصیلات کوسنا اور دیکھا پھر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ٹھیک ہے، اس میں کبھی لا پروائی نہیں ہونی چاہئے ، یہ مال اللہ کا دیا ہوا ہے ہمیں صرف استعمال کی اجازت ہے، اس میں دوسروں کا بھی حق ہے۔

دارالعلوم محمدیہ اور دیگر مدارس کا تعاون: دارالعلوم محمدیہ کے لئے رمضان وغیر رمضان میں بھی کسی کو نہ کہتے ، میں نے کئی مرتبہ عرض کیا، ابو جان فلاں صاحب آپ سے بڑی محبت فرماتے ہیں۔ آپ ایک اشارہ فرمادیں ان شاء اللہ وہ دارالعلوم محمدیہ کا تعاون فرمادیں گے، فرمایا میں نہیں کہہ سکتا۔ چند احباب تھے جن سے کہا کرتے تھے، اللہ کا کتنا بڑا فضل ہے بغیر مانگے پورا فرمارہے ہیں۔ باہر سے آنے والے مدرسوں اور اداروں کا حسبِ سہولت تعاون فرماتے۔ لیکن زندگی کے آخری رمضان میں اپنے متعلقین سے فون پر بات کی اور فرمایا آپ کو دارالعلوم محمدیہ کا خیال رکھنا اور تعاون کرنا ہے۔ لاک ڈاؤن کے باوجود کئی احباب مدرسہ کے لئے امانت لے کر پہونچے کہ حضرت سے چالیس سال سے ہمارا تعلق ہے یہ پہلا موقع ہے کہ حضرت نے دارالعلوم محمدیہ کے لئے توجہ دلائی ہے۔ بنگلور کے ایک سیٹھ صاحب مطب تشریف لائے ، دوا لینے کے بعد کہنے لگے: حکیم صاحب آپ یا آپ کے مدرسہ کا کوئی سفیر ہمارے یہاں چندہ لینے نہیں آیا، آپ تشریف لائیں خوشی ہوگی ، خاموش رہے ان صاحب نے دوبارہ کہا، فرمانے لگے اللہ کا شکر ہے اللہ نے مجھے سیٹھوں کے دروازوں سے دور رکھا ہے۔

باہر سے آنے والے مدارس کے احباب کو اکثر امداد کی رقم دیتے اور مہتمم حضرات سے فرماتے کہ آپ اپنے باصلاحیت اساتذہ بالخصوص علمائے کرام کو رمضان المبارک میں سفر میں نہ بھیجا کریں۔ رمضان عبادت کا مہینہ ہے، علما اپنے گھر پر اہل وعیال کے ساتھ رہیں اہل خانہ کا بھی حق ہے، مدرسہ کا چندہ شوریٰ، مہتمم اور اراکین کی ذمہ داری ہے۔

مہمان نوازی: مہمان نوازی گھٹی میں تھی، مہمان کی آمد پر دلی مسرت ہوتی، کوشش ہوتی آنے والے کو ہر چیز پیش کریں، خصوصاً علماء کی خدمت کو سعادت سمجھتے ، پندرہ شعبان کو مدرسہ کے مطبخ کا حساب بند کروادیتے اور 16 شعبان سے یکم شوال تک مکمل اخراجات اپنے صرفۂ خاص سے

فرماتے۔ فرماتے رمضان میں علماء، حفاظ تشریف لاتے ہیں ان کی خدمت باعثِ خیر ہے، اس رمضان میں باہر سے مہمان نہ آسکے لیکن تمام طلبا واساتذہ موجود تھے۔ فرمایا اگر مہمان باہر سے نہ آسکے تو کوئی بات نہیں مہمانِ رسول تو موجود ہیں۔

دہلی سے اسٹاف کو بلانے کا نظم: مولانا حکیم محمد عثمان قاسمی اور اسٹاف کو لانے کے لئے کئی کوششیں کیں، کسی ذرائع سے معلوم ہوا کہ دہلی سے بنگلور چارٹڈ فلائٹ آرہی ہیں، والد محترم کے محبّ جناب سید ریاض صاحب سابق جوائنٹ کمشنر لوک آیوکتا، آپ کے داماد پائلٹ ہیں، ان سے رابطہ کیا کہ کوئی چارٹڈ فلائٹ کا نظم ہوجائے آپ نے بے انتہا کوشش کی لیکن انتظام نہ ہوسکا، ایک ٹرانسپورٹ سے بات ہوئی کہ ہم بذریعہ کار 6 لوگوں کو پہنچادیں گے تمام معاملات طے ہوگئے لیکن دہلی اور کرناٹک کے درمیان آنے والی ریاستوں سے پولیس کی اجازت نہ مل سکی۔

لاک ڈاؤن میں تصنیفات: روزانہ فرماتے اگر مولوی عثمان یہاں موجود ہوتے تو کتابوں کا کام کافی ہوجاتا (والد محترم اپنے مسودات مولانا عثمان حبان قاسمی کو عنایت فرماتے اور مولانا عثمان اپنی نگرانی میں کتابت کرواکر اس کی ترتیب وتزئین کے بعد والد محترم کی خدمت میں پیش کرتے ،جس کی وجہ سے کام تیز اور نفیس ہوتا) جس کو والد محترم بے حد پسند فرماتے۔ طبیعت میں بلا کی نفاست تھی، تھوڑی بھی کمی ہوتی تو آپ کو پسند نہ آتا۔ لاک ڈاؤن میں آٹھ کتابیں ترتیب دیں جس کا آپ نے بذات خود دو مرتبہ پروف بھی دیکھا۔

بحیثیت معبر: آپ کی تصنیف خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت پوری دنیا میں مشہور ہوئی اور علمائے حق نے اس کتاب کی خوب پذیرائی کی۔ ایک مرتبہ دیوبند خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحبؒ صاحبزادہ حضرت حکیم الاسلامؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی، کچھ ادویات والد محترم نے خدمت میں بھیجی تھیں، حضرتؒ نے بڑی محبت فرمائی، کافی علما بیٹھے ہوئے تھے، حضرتؒ نے فرمایا بھائی حضرت حکیم صاحب سے روز ہی ملاقات ہوجاتی ہے۔ بڑا تعجب ہوا، میں نے معلوم کیا حضرت کہاں پر، بہت مسکرائے اور فرمایا اکثر لوگ خواب کی تعبیر معلوم کرتے ہیں، میں نے خوابوں کی تعبیر پلنگ کے قریب رکھی ہے، اس سے کافی سہولت ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تعبیر رؤیا میں کمال کا

ملکہ عطا فرمایا تھا۔ ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ مسجد کا مینار گر گیا ہے، تعبیر معلوم کی، خاموش رہے دوسرے روز کرناٹک کے امیر شریعت اول حضرت مولانا ابوسعود صاحبؒ کا انتقال ہوگیا، فرمایا کل کے خواب کی تعبیر پوری ہوگئی۔ ایک روز ایک صاحب تشریف لائے کہا حضرت تعبیر معلوم کرنی ہے، کہا فرمائیں، ان صاحب نے کہا خواب دیکھا ہے کہ آپ کے سامنے کے دانت ٹوٹ کر گر گئے ہیں، کیا تعبیر ہے فرمایا بھائی آپ تشریف لیجائیں اس کی تعبیر نہ معلوم کریں وہ اصرار کرتے رہے، چہرہ سرخ ہوگیا۔ فرمایا بھائی اللہ کے لئے آپ تشریف لے جائیں تعبیر معلوم نہ کریں، عصر کی نماز ادا کی، بے حد بے چینی کا عالم، والدہ محترمہؒ نے معلوم کیا کیسی طبیعت ہے، کہا طبیعت ٹھیک ہے، دل بہت بے چین ہے۔ مغرب کی نماز ادا کی، سب بیٹھے ہوئے تھے فون کی گھنٹی بجی، احقر نے فون اٹھایا، دوسری جانب چچا جان حکیم طاہر حسین صاحب کی آواز آئی کہ اماں مالک حقیقی سے جاملیں، والد صاحب نے معلوم کیا کیا بات ہے، میں نے بہت سنبھل کر کہا دادی اماں بیمار ہیں آپ کو یاد فرمارہی ہیں، جس حالت میں بیٹھے تھے کھڑے ہوگئے جوتے پہنیں اور دروازے کی طرف چل پڑے، والدہ نے بھی برقعہ پہن لیا، میں نے عرض کیا، تشریف رکھیں فلائٹ دیکھ لوں، فلائٹ دیکھی کوئی فلائٹ نہ تھی، اس دن غیر مسلموں کا تہوار تھا، فلائٹ صبح چار بجے ملی، ہر طرف سے کوشش کی گئی اللہ کو منظور نہ تھا۔

والد صاحب قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہوگئے، طبیعت بہت نڈھال، میں نے دلاسہ دلایا۔ آپ پریشان نہ ہوں ان شاء اللہ دادی اماں ٹھیک ہوجائیں گی، فرمانے لگے آج میری والدہ اللہ کو پیاری ہوگئی ہیں یہی خواب کی تعبیر ہے۔ اس طرح کی سیکڑوں تعبیرات ہیں، انتقال سے دو روز قبل جناب الحاج سید افضل صاحبؒ نے خواب دیکھا (تفصیلات اگلے ابواب میں مندرج ہیں) جس کی تعبیر نہ بتائی بلکہ اپنے کام کو سمیٹ کر اٹھادیا اور فرمایا کہ اب تو آخرت کی تیاری کرنا ہے۔

علماء وطلباء سے محبت: علماء اور مدارس کے طلبا سے خاص الفت تھی، کہیں کا بھی طالب علم آجائے، اس کو ''حضرت'' کہہ کر مخاطب ہوتے۔ کچھ احباب نے معلوم کیا آپ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی حضرت کہتے ہیں۔ فرمایا ہم ان کو مہمانِ رسول کہتے ہیں اور عزت نہیں کرتے ان کی تعظیم ضروری ہے۔ یہ ہمارے لئے توشۂ آخرت ہیں۔ ہمیشہ طلبا کی عزت افزائی آپ کا معمول تھا۔

فرمایا کرتے جانے ان میں کون اللہ کا ولی ہے ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ہر ماہ طلباء واساتذہ کی دعوت کا معمول تھا، فرماتے یہ کھانا مہمان رسول کھارہے ہیں اس سے بڑا ہمارے لئے کیا اعزاز ہوسکتا ہے۔

آخری چند ماہ: چند ماہ سے تجارت اور دوسرے امور پر بہت کم گفتگو فرماتے۔ اگر کسی مرض یا کسی مریض کے متعلق معلوم کرنا ہوتا تو ہم تینوں بھائی والد محترم سے تفصیلی گفتگو کرتے اور ادویات کے متعلق ہدایت پاتے۔ لیکن چند ماہ سے یہ معمول تھا اگر کچھ پوچھتے تو کہتے آپ لوگوں کو اللہ نے علم دیا ہے آپس میں مشورہ کرلیں۔ فیکٹری کے تعلق سے بات ہوتی تو فرماتے آپ خود فیصلہ کرلیں ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ بہتر فرمائیں گے۔ مطب پابندی سے فرماتے اور کہا کرتے تھے مطب میں بیٹھنے کا مقصد کمانا نہیں بلکہ خدمت کرنا ہے اور میں مطب میں عبادت سمجھ کر بیٹھتا ہوں۔ رزق کی ذمہ داری اللہ نے لے رکھی ہے، کبھی کسی کی دولت پر نظر نہ گئی، چند ماہ قبل ایک صاحب دبئی سے بغرض علاج آئے آپ نے تشخیص فرمائی، اس کی دوا کی قیمت تقریباً سترہ سو روپیے ہوئی اور فرمایا آئندہ دوا کی ضرورت نہیں پڑے گی ان شاء اللہ۔ وہ صاحب نے تعجب سے کہا حکیم صاحب ساٹھ ہزار روپئے خرچ کرکے آیا ہوں اور اتنی مختصر دوا، فرمایا بھائی اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

معاملات: معاملات میں نہایت سخت تھے، اپنا ہوتا، یاد نہ رکھتے۔ اگر دینا ہوتا تو بار بار یاد دہانی فرماتے۔ انتقال سے آٹھ روز قبل کئی کئی مرتبہ معلوم کیا، کس کس کا ادا کرنا ہے، بتلایا، دو حضرات کا قرض ہے، فرمایا پہلی فرصت میں ادا کردیں، میں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں صاحب سے رقم آنی ہے فرمایا بھائی لاک ڈاؤن میں کاروبار نہ کے برابر ہیں۔ معاف کردو۔ ہم کیا لے کر پیدا ہوئے تھے اور کیا لے کر جائیں گے۔ لاک ڈاؤن سے قبل قنوج سے عطر منگوایا، بہت مہنگا عطر تھا، عطر نقلی بھیج دیا۔ میں نے ان کی رقم میں سے کچھ روک لی تھی، فرمایا: اگرچہ عطر نقلی بھیجا ہے لیکن جو معاملہ طے تھا پورا کرو اور رقم ادا کردو۔ لہٰذا حکم کے مطابق ان صاحب کی رقم ادا کردی، جس پر ان صاحب کو بے حد شرمندگی ہوئی۔ کہنے لگے میں معذرت خواہ ہوں آئندہ عمدہ عطر بھیجوں گا۔

اسفار: تین دہائی قبل آپ نے حکمت سے متعلق دبئی کے بہت سے اسفار کئے، پچھلے 16 سالوں سے بیرونی اسفار بہت کم کردیے تھے۔ اگر کوئی صاحب تعلقات کی بنیاد پر اصرار کرتے تو خود

تشریف نہ لے جاتے بلکہ احقر کو بھیج دیا کرتے، اس طرح ساؤتھ افریقہ، دبئی، کینیا، سعودیہ، قطر، سری لنکا جانے کا اتفاق ہوا، اصلاحی سفر مدارس کے اجلاس وغیرہ میں تشریف لے جاتے۔ یوپی، پنجاب کے علاقوں میں جانے کا اتفاق زیادہ ہوتا، آپ کا معمول تھا کہ سفر اکیلے نہ فرماتے اور ٹرین کا سفر نہ کے برابر، دو چار جتنے بھی احباب ساتھ ہوتے سب ایک ساتھ، اگر فلائٹ کا سفر ہے تو سبھی فلائٹ سے، کار ہے تو سبھی کار سے، اپنے لئے جو پسند کرتے دوسروں کے لئے بھی وہی۔ مدرسوں میں سالانہ اجلاس یا امتحان میں شرکت ہوتی کبھی ہدیہ اور آمد ورفت کا کرایہ قبول نہ کرتے۔

مریدین وخلفا سے خاص تعلق: اپنے شیخ حضرت حاذق الامت علیہ الرحمہ کی طرح مریدین وخلفا سے خاص محبت فرماتے، بالخصوص جن حضرات کو اجازت وخلافت عطا کی تھی ان کے متعلق اگر کوئی اچھی بات معلوم ہوتی تو بارگاہ ایزدی میں شکر گزار ہوتے اور اگر کوئی بات ناگوار ہوتی فوری فرماتے، مولانا اگر ہم ایسی غلطی کریں گے تو اللہ کیسے راضی ہوں گے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے یہ علماء وخلفا جن کو یہ امانت سونپی گئی ہے یہ میرے لئے ذخیرۂ آخرت ہیں، بالخصوص حضرت مولانا اسحاق صاحب قاسمی، حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری، حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر صاحب اسعدی، حضرت مولانا ریاض صاحب مظاہری ندوۃ العلماء لکھنو، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدنی، حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب مدنی، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدنی اور دیگر علما کے متعلق فرماتے یہ وہ حضرات ہیں جن کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ کبھی کسی مجلس یا بیٹھک میں سامنے والے کو یہ احساس نہ ہوتا کہ یہ شیخ اور مرید ہیں، سامنے والے کا اس طرح اکرام فرماتے کہ کوئی سمجھ ہی نہ پاتا کہ بڑا کون اور چھوٹا کون ہے، ہمیشہ سب سے برابری کا معاملہ رکھتے۔

ھدیہ: مریدین سے بالکل ہدیہ قبول نہ فرماتے، ہزاروں کی تعداد میں مریدین تھے چند احباب تھے ان کی تجارت ومعاملات کا مکمل علم تھا اور اطمینان بھی، ان کا ہدیہ قبول کر لیتے لیکن ان کو ہدیہ دیا بھی کرتے، حلال تجارت، مشتبہ مال سے دوری کے متعلق فرمایا کرتے، اگر مشتبہ سے بچ گئے تو عبادتیں محفوظ ورنہ کسی کام کی نہیں۔

اساتذہ سے تعلق: آپ کے چند اساتذہ ابھی الحمد للہ باحیات ہیں، ان کا اکرام حد

درجہ فرماتے، ملاقات یا فون پر خیریت ضرور معلوم کرتے اگر دوا کی ضرورت ہے تو دوا یا کسی اور چیز کی ضرورت ہے معلوم کر کے فوری مہیا کرانے کی کوشش ہوتی۔ میرے بڑے ماموں جان حضرت الحاج منشی محمد عالم صاحب حفظہ اللہ سے بڑی محبت وعقیدت تھی، دو روز قبل ماموں کا فون آیا کسی خواب کے متعلق گفتگو ہوئی، بات ختم ہونے کے بعد فرمانے لگے آپ کے ماموں سادگی کا پیکر ہیں یاد رکھنا یہ زندہ ولی ہیں ان کی خدمت کیا کرو۔ جب بھی مظفر نگر جانا ہو ملاقات اور دعائیں ضرور لینا، فرماتے منشی جی سے پانچ رشتے ہیں۔ پہلا استاد، دوسرے ہم زلف اور سمدھی تینوں بچیاں ایک گھر میں۔ اساتذہ کی خدمت اور ان سے دعائیں لینا آپ کا محبوب شغف تھا۔

آخری چند ایام: آخری دنوں میں ہر لحہ مصروف رہے، پوری پوری رات تصنیف و تالیف، تلاوت، معاملات، مدرسہ کی خبر گیری، کوئی گفتگو فضول نہیں، مجھ سے یا گھر کے کسی بھی فرد سے بات کرتے صرف دینی وعلمی، دن میں کھانے پر بیٹھتے تو کھانے کے متعلق احادیث اور رجوع الی اللہ پر مستقل کلام فرماتے۔ آخری کئی جمعہ موت، فکر آخرت پر خطاب فرمایا، اور انتقال سے پانچ روز پہلے بھی ''اللہ کو راضی کرلو'' عنوان پر خطاب کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے، درمیان خطاب خاموش ہو گئے، آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا: بھائیو! غور سے سن لو اب آئندہ میں بیان نہیں کروں گا۔

بعد نمازِ جمعہ قبرستان جانے کا معمول تھا، دس سے پندرہ منٹ بیٹھ کر ایصال ثواب کا معمول تھا، چھوٹے بھائی الحاج حکیم محمد عدنان حبان نوادر نے عرض کیا ابو جان چلیں، اشارہ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا، خلاف معمول تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھے رہے، اسی وقت کچھ ذمہ دار احباب قبرستان میں آ گئے، سلام وکلام ہوا، مسکرا کر فرمایا بھائی یہ عبرت کی جا ہے گفتگو کی نہیں، اجازت چاہتا ہوں، کار میں بیٹھے برادر عزیزم حکیم عدنان نے معلوم کیا ابو آج کافی دیر تک تشریف فرما رہے، کہنے لگے بس سوچا کچھ دیر بیٹھ جاؤں اس لئے کہ اب آئندہ تو آنا ہوگا نہیں، حکیم عدنان نے سمجھا کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے فرما رہے ہیں۔ میرے عزیز کرم فرما محترم جناب نعمت اللہ حمیدی صاحب ایڈیٹوریل انچارج روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور کو والد محترم اپنا بیٹا تصور کرتے۔ بعد نماز جمعہ مجلس رحیمی میں آپ سے ملاقات ہوئی، جناب حمیدی صاحب نے معلوم کیا حضرت طبیعت کیسی ہے۔ فرمایا: الحمد للہ طبیعت تو ٹھیک ہے لیکن آخرت کا استحضار زیادہ ہے۔

ماموں جان حضرت مولانا شمشاد قاسمی کا انتقال: حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب قاسمی ماموں جان جدہ طویل علالت کے بعد بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے تھے، راستے بند اور مکہ جدہ کی آمد و رفت نہیں کے برابر تھی، جدہ سے محبّ مکرم جناب الحاج وہاج الدین صاحب انصاری سے پل پل کی اطلاع مل رہی تھی، ماموں جان کا پورا گھر ماتم کدہ تھا، حضرتؒ کے بڑے فرزند جناب شیخ عبدالرحمٰن شمشاد کی کوششوں سے الحمدللہ حرم مکی کے اندر نماز جمعہ میں نماز جنازہ ہوئی اور حضرتِ اماں خدیجہؓ کے قرب میں آپ کو جگہ ملی، جب یہ اطلاع پائی تو قدرے اطمینان ہوا۔ حضرت والد صاحب نے فرمایا موقع محل کچھ بھی ہو، اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا کو بڑی مبارک آرام گاہ عطا فرمائی ہے۔ مسلسل جدہ رابطہ رہا، سبھی بچوں کو خوب دلاسہ دیا۔

میرے خسر محترم حضرت الحاج محمد مبین صاحب رب کے حضور:
میرے خسر محترم حضرت الحاج محمد مبین صاحب نہایت متقی و پرہیزگار شخص تھے، خاندان میں آپ کی سخاوت مشہور تھی، لاک ڈاؤن میں تین مرتبہ متعلقین اور مستحق احباب میں راشن اور نقد رقم تقسیم کی۔ میں نے فون پر معلوم کیا، فرمانے لگے یہ نیکیاں کمانے کا موقع بار بار نہیں ملتا۔ میں نے بینک سے ساری رقم نکال لی ہے، اور تقسیم کر رہا ہوں جب ختم ہو جائے گی اللہ اور عطا فرمائیں گے، جب انتقال ہوا گھر میں نہایت معمولی رقم باقی تھی۔

رشتہ دار، پڑوس اور مدارس کے خیر خواہ، اچانک ہفتہ کی شام دکان سے گھر کے لئے نکلے، راستے میں چکر آیا اور گر گئے، گھر والوں کو اطلاع ہوئی۔ بنگلور بھی اطلاع ملی والد محترم نے چچا جان ڈاکٹر عمار حسین نرسنگ ہوم مظفر نگر سے رابطہ کیا، فوری میرے بھانجے اور ہم زلف جناب مولانا وحید الزماں قاسمی جو اتفاق سے لندن سے مظفر نگر آ کر لاک ڈاؤن میں مظفر نگر موجود تھے۔ نرسنگ ہوم لے گئے، سٹی اسکیننگ سے معلوم ہوا کہ برین ہمرج ہو گیا ہے، اور خون کا بہاؤ بے حد ہے، ہر ممکن کوشش ہوئی اور آپ کو فوری دہلی ہاسپٹل بھیج دیا گیا، کورونا کی وجہ سے مریض کا داخلہ مشکل تھا، دہلی میں موجود میرے دونوں بہنوئی جناب مولانا حکیم محمد عثمان قاسمی، جناب ڈاکٹر محمد سفیان نے خسر محترم کے پہنچنے سے پہلے تمام کاغذات مکمل کر لئے۔

لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا، اسپتال پہنچنے کے بعد ڈاکٹر کے معائنہ کے دوران آپ کی روح پرواز کر گئی۔ رات ہی کو واپس مظفر نگر لے گئے، رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے یہ اطلاع ملی، والد محترم تلاوت میں مصروف تھے۔ میری اہلیہ محترمہ کو پاس بٹھا کر خوب دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا اللہ نے اپنی امانت لے لی ہے جتنا صبر کریں گی اللہ ان کے درجات بلند فرمائیں گے۔ سبھی کے ایصال ثواب کا اہتمام کروایا گیا، راستے بند تھے اس لئے بنگلور سے کوئی بھی تدفین میں شامل نہ ہو سکا۔

مطب میں آخری دن: والد محترم نے پیر کے روز مطب فرمایا، کچھ احباب کو فون کے ذریعہ مولانا شمشاد صاحب اور خسر محترم کے انتقال کی خبر دے کر ایصال ثواب کی گزارش کی۔ پیر کے روز کافی مریض تھے، حضرت مولانا اسحاق صاحب قاسمی، حضرت مولانا راشد صاحب تشریف لائے آپ سے لمبی گفتگو فرمائی، اور حلال تجارت اور تعلق مع اللہ پر کلام کرتے ہوئے کئی مرتبہ آبدیدہ ہو گئے۔ چلتے وقت سرسری طور پر اسٹاف کو نصیحت فرمائی۔

مولانا حکیم محمد عثمان حبان قاسمی کو عطر: پیر کے روز مطب سے فراغت کے بعد تقریباً ساڑھے تین بجے گھر تشریف لائے والد محترم نے اپنی الماری کھولی (والد محترم کا معمول تھا اگر کچھ سامان لینا ہوتا تو گھر کے کسی فرد سے فرماتے فلاں چیز نکال دیں لیکن آج خلاف معمول خود مصروف تھے) احقر نے عرض کیا: ابو فرمایئے میں نکال دوں، آپ نے منع کر دیا، میں نے اصرار کیا تو فرمایا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، بخار ہے آرام کرو میں خود کر لوں گا۔

آپ نے اپنے عطر دان سے ایک عطر کی شیشی نکالی اور ہال میں تشریف رکھتے ہوئے مولانا عثمان حبان کو آواز دی، مولانا عثمان کے آنے پر عطر دیتے ہوئے کہا کہ آپ اس کو رکھ لیں۔ مولانا عثمان نے کہا ابو آپ نے مجھے یہ عود دیا تھا، میرے پاس موجود ہے، والد محترم نے مسکرا کر فرمایا: بیٹا یہ آپ کو صرف رکھنے کو کہہ رہا ہوں، دے نہیں رہا ہوں، مولانا عثمان بھی مسکرا کر لے گئے، پھر مجھے حکم دیا کہ آرام کرو بخار ہے میں چلا گیا۔ دوبارہ مولانا عثمان کو بلا کر فرمایا یہ عطر جو میں نے ابھی دیا ہے اس میں روضۂ مبارک کی گرد شامل ہے، اس کو حفاظت سے رکھنا اور میرا انتقال ہو جائے تو اسی کو لگانا۔ مولوی عثمان پریشان ہو گئے والد صاحب نے فرمایا سب کو جانا ہے آپ دل برداشتہ نہ ہوں۔

چلنے کی تیاری: بعد عشا والد محترم اپنی تصانیف میں مصروف تھے۔ جناب الحاج سید افضل صاحب سکریٹری دار العلوم محمدیہ کا فون آیا اور آپ نے اپنا خواب بیان کیا، آپؒ نے تعبیر دی اور نہایت تیزی کے ساتھ ٹیبل سے کتابوں کو اٹھا کر تسلی سے باندھا اور تیز قدموں سے حمام کی طرف چلے، میں حیران کہ والد محترم تیز قدموں سے چلنے کے عادی نہیں تھے، تقریباً پندرہ منٹ بعد حمام سے وضو فرما کر تشریف لائے، آپ ہمیشہ باوضو رہتے، چہرہ اور آنکھیں سرخ، آنے کے بعد قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی۔ میں نے ایک روز قبل آپ کو تیرہواں پارہ پڑھتے دیکھا اور آج شروع سے، معلوم کرنا مناسب نہ سمجھا، آپ تلاوت فرماتے رہے، رات ساڑھے نو بجے سے گیارہ بجے تک میں آپؒ کی روبرو بیٹھا رہا۔

گیارہ بجے والد صاحب نے فرمایا آپ سو جاؤ، آپ کے حکم پر میں چلا گیا، خواب کی تعبیر معلوم کرنے کے 6 گھنٹے بعد الحاج سید افضل صاحب کی طبیعت خراب ہوئی، آپ کے بھائی اسپتال لے کر گئے ابھی گیٹ پر پہنچے تھے افضل صاحب نے اپنے بھائی سے آگے جانے کو منع کیا اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنی جان مالک حقیقی کے حضور پیش کردی۔ اذانِ فجر سے پہلے یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی، میں نے سوچا کہ والد صاحب آرام فرما رہے ہیں، ابھی بتلانا مناسب نہ ہوگا۔ اذان فجر کے بعد میں ہال میں پہنچا دیکھتا کیا ہوں، والد محترم تلاوت فرما رہے ہیں۔ سلام کے بعد خیریت دریافت کی آپؒ نے اشارہ سے جواب دیا، میں نے معلوم کیا آج تلاوت پہلے فرما رہے ہیں، آپؒ کا معمول نمازِ فجر کے بعد کا ہے۔ فرمایا میں سونے کے لئے کمرہ میں گیا ہی نہیں۔ تمام رات تلاوت فرماتے رہے۔

آپؒ نے مجھ سے معلوم کیا افضل صاحب کی طبیعت کیسی ہے؟ میں نے جواب دیا، ٹھیک ہے، نمازِ فجر کے بعد بھی تلاوت فرماتے رہے اور تقریباً 8 بجے پھر معلوم کیا۔ افضل صاحب کیسے ہیں؟ آپ کی طبیعت کو دیکھ کر سوچا یہ اطلاع تھوڑی تاخیر سے دوں گا۔ لیکن آپ ہر تھوڑی دیر کے بعد افضل صاحب کی خیریت معلوم کرتے، آپ کی بے چینی کو دیکھتے ہوئے میں نے اطلاع نہ دی، گھر کے افراد نمازِ جنازہ میں شریک رہے، بخار کی وجہ سے میں تدفین میں شریک نہ ہوسکا۔

پورے دن احقر والد صاحب کے ساتھ موجود رہا، بعد نمازِ عشا والد صاحب نے فرمایا۔ میرا موبائل کہاں ہے، افضل صاحب کو لگا کر دو، تاکہ ان کی خیریت دریافت کرسکوں، میرے پاس کوئی جواب نہ تھا، میں نے جھجکتے ہوئے عرض کیا اللہ کی مرضی، والد صاحب نے فرمایا جلدی بتلاؤ کیا ہوا، بتلایا کہ سید افضل صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے۔

والد صاحب نے تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد فرمایا آہ! سبحان اللہ کیا خوب موت پائی، بڑے خوش نصیب تھے، کامیاب ہوگئے۔ مجھ سے کیوں نہ بتلایا، میں بھی جنازہ میں شریک ہوتا۔ والد صاحب نے گھر کے سبھی افراد کو بلایا اور سبھی سے سورۂ یٰسین کی تلاوت کرائی، پھر فرمایا کل رات سے ابھی تک الحمد للہ ایک قرآن کریم مکمل کیا ہے۔ میں سوچ رہا تھا ایصال ثواب کردوں، آپؒ کا معمول تھا، گھر میں مجلس منعقد فرما کر بچوں سے تلاوتِ قرآن اور حمد و نعت سنتے۔ اس کے بعد پند و نصائح فرما کر نہایت مختصر دعا کراتے اور فرماتے کہ دعا دل جمعی کے ساتھ ہو، آج آپؒ نے خلاف معمول تقریباً پینتالیس منٹ دعا کرائی۔

زندگی کا آخری دن: 15 جولائی بعد نمازِ فجر والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا، تلاوت میں منہمک تھے، تلاوت کے بعد میں نے طبیعت معلوم کی۔ فرمایا، آج بھی نہیں لیٹا، نقاہت محسوس ہو رہی ہے۔ سب کی خیریت معلوم کی اور اپنے وظائف میں مصروف ہوگئے۔ ناشتہ کے لئے کہا فرمایا طبیعت نہیں چاہ رہی ہے۔ آپ سب کرلیں، چند گھونٹ چائے نوش کی، مریض زیادہ تھے۔ فرمایا مطب میں آج مریضوں کو مولانا حکیم محمد عثمان حبان دیکھ لیں گے، آپ آرام کرو، موسمی بخار ہے، صبح گیارہ بجے سے لے کر اذان ظہر تک والد محترم کی خدمت میں بیٹھا رہا، اس درمیان کئی احادیث کے متعلق کلام فرمایا اور کئی بزرگانِ دین کے واقعات، ان کی موت کے تذکرے فرمائے۔ ہمشیرہ بھی پاس بیٹھی ہوئی تھیں، خاموش ہوگئے اور بڑی مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا آج تو دعوتِ شیراز ہے۔ میں سمجھا کہ دو رات سے آپ سوئے نہیں ہیں۔ شاید غنودگی ہو رہی ہے، معلوم کیا ابو نیند آ رہی ہے فرمایا نہیں، پوچھا آپ ابھی کچھ فرما رہے تھے کہ دعوت شیراز ہے، کس کی ہے، مسکرائے صرف اتنا کہا جی میں یہی کہہ رہا ہوں کہ آج دعوتِ شیراز ہے۔

تقریباً 3 بجے تک سبھی اہل خانہ والد صاحب کے پاس موجود تھے، اس درمیان سینے میں بے چینی محسوس ہوتی رہی لیکن درد اور دوسری کوئی تکلیف نہ تھی۔ عصر کی نماز کے لئے برادرم حکیم محمد عدنان حبان نے فرمایا نقاہت زیادہ ہے، وہیل چیر پر حمام لے چلو، غسل کیا نئے کپڑے، نئی لنگی زیب تن کی۔ تشریف لائے، میں نے عرض کیا موسم ٹھنڈا ہے اور آپ کی طبیعت بھی ناساز ہے۔ ایسے میں غسل فرمایا، نئے کپڑے پہنے ہیں کہیں جانے کا پروگرام ہے۔ مسکرا کر فرمایا جی جانا تو ہے، سوچا کہ غسل کرلوں اور نماز نئے کپڑوں میں ادا کروں۔ نماز عصر ادا فرمائی اور مغرب تک ذکر میں رہے۔ اور مغرب کے بعد فرمایا: مجھے فلاں جوشاندہ دیں، لیکن طبیعت میں بے چینی بڑھنے لگی، اسپتال چلنے کو کہا تو سختی سے منع کیا کہ مجھے اسپتال ہرگز نہیں لے جانا، اب وقت پورا ہو چکا ہے۔

وصیت اور نصیحت: رات کے گیارہ بجے اہل خانہ کو قریب بٹھایا اور بیس منٹ نہایت اطمینان سے نصیحت فرمائی، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اب آپ کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے، صرف کمزوری باقی ہے۔ تمام اہل خانہ سے مخاطب ہوتے ہوئے توحید، گھریلو معاملات، دین پر استقامت، تجارت، مدرسہ کی دیکھ بھال، آپسی معاملات پر مفصل گفتگو فرماتے ہوئے کہا کہ ایک آخری اور ضروری بات سن لو۔ فرمایا میں نے 1989ء میں دارالعلوم محمدیہ قائم کیا اور 2004ء تک میں نے ادارہ سے تنخواہ لی، 2007ء میں روز اول سے آخرت تک جتنی تنخواہ لی تھی اس کی ڈبل جو تقریباً سولہ لاکھ سے زائد ہو رہے تھے دارالعلوم محمدیہ کو واپس کردیے۔ پھر فرمایا میں نے پوری امانت داری سے ادارہ کی خدمت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ ڈر رہتا ہے کہ کوئی پیسہ مجھ سے زیادہ خرچ نہ ہو گیا ہو، لہٰذا تم تینوں بیٹوں کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جانب سے آپ لوگ مدرسہ کو مبلغ دس لاکھ روپے ادا کردیں۔ میں نے عرض کیا آپ ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے ہم دس نہیں بیس لاکھ دیدیں گے، خوشی سے آنسو جھلک پڑے اور بڑی دعائیں دیتے ہوئے فرمایا اللہ آپ سب کو بہت دے گا۔
اب موت صرف دو قدم پر ہے، آپ کے اس جملہ سے ہماری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

بی پی اسٹومنٹ لگایا، مسکرا کر فرمایا: بیٹا اب اس کی ضرورت نہیں ہے، بی پی ناپنے پر زیرو تھی، دل کی دھڑکن کی کیفیت دیکھنے کے لئے آلہ لگایا، دھڑکن بھی زیرو تھی، برادرم حکیم عدنان حبان کی چیخ

نکل گئی، بچے خواتین سب اشک بار تھے، والد صاحب نے نہایت اطمینان سے نظر ڈالی اور فرمایا یہ وقت خوش ہونے کا ہے، اللہ سے ملاقات کا وقت آ گیا ہے اب ان مشینوں کی ضرورت نہیں ہے، میں نے نبض پر ہاتھ رکھا، فرمانے لگے، نباض کی نبض دیکھ رہے ہو، کوئی فائدہ نہیں، بس آپ سب کو ایک وصیت کرتا ہوں کہ ایصال ثواب کرتے رہنا، میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے شرابور تھی، مولانا عثمان حبان نے آپ کے پسینہ کو صاف کیا۔ اس کے بعد آپ نہایت اطمینان سے لیٹ گئے اور کلمۂ شہادت کا ورد شروع کردیا، اتنے میں ادارہ کے ذمہ دار جناب الحاج سید افضل صاحب وجناب سید نواب جان صاحب تشریف لے آئے، سلام کیا، آپ نے اشاروں میں جواب دیا اور سانس کی تکلیف شدت اختیار کرگئی، یہ کیفیت بمشکل ایک منٹ رہی ہوگی۔

میں نے سوچا کہ آکسیجن لگادوں، کمرہ سے باہر آیا، والد صاحب کے برابر میں چھوٹے فرزند عزیزم حافظ محمد محمد امین حبان اور مولانا حکیم محمد عثمان حبان پیروں کے پاس برادرم حکیم عدنان حبان، قاری محمد افضل رحیمی، عزیزم احمد احمد معین حبان عزیزم رافع عبدالحنان، عزیزم عبدالمنان و دیگر تمام بچے موجود تھے، مولانا عثمان کہتے ہیں کہ 13 مرتبہ والد محترم نے کلمۂ شہادت پڑھا اور چودھویں مرتبہ آپ کی گردن قبلہ رخ ہوگئی اور کلمۂ شہادت کی آواز ایسے محسوس ہوئی جیسے چھت سے آ رہی ہو، ایک طرف ہم مایوس تھے اور کچھ نہ سمجھ آ رہا تھا، لیکن یہ حدیث یاد آ گئی، کی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا آخری کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ایک طرف آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا، ہماری سب سے قیمتی شئے اللہ کی امانت اللہ تعالیٰ نے واپس لے لی، جب یہ حدیث یاد آئی تو دل کو سکون میسر ہوا۔ اور والد محترم ہم سب کو روتا بلکتا چھوڑ کر شب کے 11 بج کر 22 منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اس وقت کی کیفیت اور حالات کو نہ تحریر کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی بیان، بس یہی کہوں گا کہ آج ہم یتیم ہوگئے۔ روح پرواز ہونے کے بعد بھی پیشانی پر پسینہ موجود تھا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ترمذی بروایت حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو

اس کے تمام اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں کا نفع اس کو (مرنے کے بعد بھی) پہنچتا رہتا ہے۔(۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہوں۔ (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے مغفرت ورحمت کرتی ہو۔

الحمدللہ یہ تینوں چیزیں اللہ رب العزت نے حضرت والد صاحب کو عطا کیں، اللہ تعالیٰ ہمیں باعمل بنائے اور والدین کی بال بال مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے۔آمین!

شاعر نے سچ کہا ہے اور یہ اشعار حضرت والد محترم کی سیرت وزندگی کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔

غنچوں کے چٹکنے کی صدا تھے مرے بابا
پھولوں کے مہکنے کی ادا تھے مرے بابا
پہنچاتے تھے ہر شخص کو جو فیض مسلسل
بس قادرِ مطلق کی عطا تھے مرے بابا
ہر لفظ میں ہے ان کے لئے جذبۂ تحسیں
اخلاص و عنایت کی نوا تھے مرے بابا
دنیا میں وہ انسان کی عظمت کے تھے پیکر
دیں دار تھے، تصویرِ حیا تھے مرے بابا
ہر محفلِ بے رنگ کو کرتے تھے وہ خوش رنگ
سب جلتے چراغوں کی ضیا تھے مرے بابا
ہر شخص پہ ہوتی تھی کرامات کی بارش
ہاں سب کے لئے حرفِ دعا تھے مرے بابا

آخری آرام گاہ کی تیاری: چند منٹ گزرے ہوں گے، گھر اور باہر قدم رکھنے کی جگہ نہیں رہی۔شہر کے احباب رات میں ہی آنے شروع ہو گئے، اس موقع پر سبھی دوست احباب اور اہل محلّہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، ایک جانب میں سخت بیمار اور ایک مشکل گھڑی بھی تھی اس وقت نا دماغ حاضر تھا اور نہ ہی جسم کا ساتھ، اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ میں صحیح سے بیٹھ سکوں۔

اس نازک وقت پر اللہ تعالیٰ نے مولانا عثمان حبان کو خوب ہمت وطاقت عطا کی۔آنے والے سبھی مہمانوں سے مولانا عثمان حبان، قاری محمد افضل رحیمی، حکیم عدنان حبان نے ملاقات کی اور دیگر انتظامات کیئے، محلے کے ہر فرد نے اس غم کو اپنا جانا، لاک ڈاؤن کے باوجود آنے والوں کے لئے آمد ورفت کی سہولت، پولس کا بندوبست، تمام نظم محبّ محترم جناب سید مزمل صاحب سکریٹری کرناٹکا یوتھ کانگریس نے انجام دیئے۔قبرستان کے تمام مراحل ہر دلعزیز شخصیت جناب الحاج افسر بیگ صاحب نے اپنی زیر نگرانی مکمل کروائے۔ اطلاع ملتے ہی محترم جناب نعمت اللہ حمیدی صاحب آپ کے چھوٹے بھائی جناب مولانا ڈاکٹر رحمت اللہ حمیدی صاحب قاسمی، دارالعلوم محمدیہ کا عملہ بالخصوص مفتی ارشد جمیل صاحب، مولانا سعید الرحمٰن صاحب قاسمی، رحیمی شفا خانہ کے عملہ سے مولانا محمد زبیر عالم صاحب مفتاحی، مولانا عبدالرب صاحب قاسمی، عزیزم حافظ محمد معین، حافظ محمد جیلانی حبانی، قاری عبدالباری صاحب حبانی، یہ وہ نام ہیں جنہوں نے پوری رات ہمیں سنبھالا اور صبح تک وہ دلاسہ دیا جس کی وجہ سے صبح میں نمازِ جنازہ وتدفین میں شریک ہو سکا۔محلّہ کے جناب سید شہاب الدین سماجی کارکن، سید اصغر، مولوی سید احمد، سید نواب جان صاحب کے جملہ فرزندان، محلّہ کے جماعت کے ذمہ داران اور ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے اور شہر کے معزز احباب ہر کام میں شامل رہے۔ہم بارگاہِ ایزدی میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی شایانِ شان اجر عطا فرمائے۔آمین!

تدفین: غسل وکفن کی تیاریاں مکمل ہو گئی تھیں۔علماء کی ایک بڑی تعداد کی یہ کوشش تھی کہ ہم اس نیک عمل میں شریک رہیں۔زیادہ کی شرکت ممکن نہ تھی لہٰذا جناب قاری عبدالباری صاحب حبانی، جناب حافظ محمد جیلانی حبانی، مفتی محمد ارشد جمیل صاحب رشیدی خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت، حضرت عبدالرشید خان صاحب خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت، سید مجاہد صاحب آمری، جناب محمد مبارک، عبدالقدیر صاحب، حذیفی صاحب، حافظ محمد رفیق صاحب، عزیزم رحمت اللہ۔مولانا محمد زبیر عالم مفتاحی اور مولانا سعید الرحمٰن قاسمی نے غسل وکفن کرایا اور جنازہ تیار ہوا۔غسل کرانے والے احباب کا کہنا تھا ایسا ملائم بدن، تمام انگلیاں اور جسم کا ہر جوڑ اس طرح آسانی سے مڑ رہا تھا جیسے کہ آپ گہری نیند میں ہوں، چہرے پر وہ نور جو قابلِ دید تھا، ہر دیکھنے والا دیکھتا رہ گیا۔

اس موقع پر حضرت مولانا پی ایم مزمل صاحب والا جاہی خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت فرمانے لگے حضرت اپنی حیات میں تو خوبصورت تھے ہی لیکن آج آپ کے چہرے کا حسن قابل دید ہے، خوبصورتی میں وہ اضافہ ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جو صرف زیارت سے تعلق رکھتا ہے۔

اظہار تشکر: والدمحترم کی وفات کی خبر منٹوں میں ہندو بیرون ہند پھیل چکی تھی، پوری دنیا سے تعزیت اور فون کالس آنے کا سلسلہ ہفتوں رہا، برادرم مولانا حکیم محمد عثمان حبان اور دیگر رفقاء والد صاحب کے محبین نے اصرار کیا کہ حضرتؒ کی زندگی کے حالات اور سوانح آنے والے پیغامات کو یکجا کر کے شائع کیا جائے۔ تاکہ مریدین ومتوسلین کو استفادہ کا موقع ملے۔

سوانح ''آئینۂ حبیب الامت'' کی ترتیب وتزئین کے لئے اپنا پورا وقت مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی نے دیا، الحمدللہ آج یہ کتاب کی شکل میں ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب کا پروف ڈاکٹر منورحسن کمال قاسمی دہلی نے کیا، کتابت کا کچھ حصہ مولانا عبدالرب قاسمی نے جبکہ کتاب کی پرنٹنگ کا کام محترم جناب محبّ اللہ صاحب ابن الحاج عبدالواجد صاحب مرحوم (مالک نیشنل پرنٹرس بنگلور) نے کیا۔ مزید جن حضرات نے تعزیت، ایصال ثواب اور اپنی تحریریں مرحمت فرمائیں، میں تہہ دل سے اپنی واہل خانہ اور جملہ متوسلین خانقاہِ رحیمی کی جانب سے ممنون ومشکور ہوں، آپ نے ہمارے ساتھ جو حسنِ سلوک فرمایا ہے اور ہمت وحوصلہ دیا، اللہ اس کا بہترین اجر عظیم عطا فرمائے اور کتاب ''آئینۂ حبیب الامت'' میں اگر کہیں سہو یا غلطی نظر آئے اس کو ہماری کوتاہی سمجھا جائے، آپ بطور اصلاح آگاہ فرمادیں۔ ان شاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو درست کرلیا جائے گا۔ آپ سبھی دعا فرمائیں کہ یہ کتاب ہم سبھی کے لئے استفادہ کا باعث بنے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں، نبی پاک ﷺ کی سیرت پر عمل کی توفیق ہو۔ آمین یارب العالمین!

قارئین کرام سے مودبانہ التماس ہے کہ والدمحترم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ساری امت کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ **ان اللہ لایضیع اجر المحسنین!**

طالب دعا: محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

✧✧✧

Reg IV 319/06-02

[redacted]

ದಾರುಲ್ ಉಲೂಂ ಮುಹಮ್ಮದಿಯ ಅರಬಿಕ್ ಕಾಲೇಜ್

دارالعلوم محمدیہ لائر پالیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور

Darul Uloom Mohammedia Arabic College®

2nd Cross, Gangondana Halli, Lawyer Palya, Nayandahalli Mysore Road, Bangalore - 560039. (South India) Ph:080-23397872

Ref:...... Date: 22-09-2020

تعزیتی قرارداد از دارالعلوم محمدیہ بنگلور

عظیم المرتبت، عالم باکمال، ماہر نباض، طبیب حاذق، شیخ طریقت، رہبر سنت، حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ شہر بنگلور کے قلب سے علاقہ گنگونڈنا ہلی ۱۹۸۹ء میں تشریف لائے اور اس بنجر زمین پر ''دارالعلوم محمدیہ'' قائم فرمایا۔ سخت ابتلاوآزمائش کے باوجود اپنے منصوبوں کو بروئے کار لاتے ہوئے صوبۂ کرناٹک کے لئے وہ خدمات انجام دیں جو آج تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم باحوصلہ شخصیات میں سے تھے جو راہ کی مشکلات کو خاطر میں لائے بغیر استقلال کے ساتھ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچے، اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت آپ کے ساتھ شامل رہیں۔ آپ کی جد وجہد سے علمائے دیوبند کی تشریف آوری نے اس بے آب وگیاہ زمین کو زینت بخشی، حضرت نے علمی صلاحیت، فکری دعوتی لیاقت، تصنیف وتالیف اور طب سے وہ خدمات انجام دیں جو شہر بنگلور کے لئے غیر معمولی شہرت کا باعث بنیں۔

روزِ اول سے آخر تک اپنی بےلوث، مخلصانہ قربانیوں سے ادارہ کو ترقیات سے نوازا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ خدمتِ قرآن کریم ہمارے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے۔ آپ کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی میں سبھی اراکین نے محض رضائے الٰہی کے لئے کام کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ بھی اسی طرح استقامت کے ساتھ خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور اس ادارہ کو باعتبارِ علم وفن طلبۂ علومِ نبوت کے لئے تاقیامت استفادہ کا باعث بنائے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ملت اور ادارہ کا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں، دارالعلوم محمدیہ وخانقاہِ رحیمی اور مکاتبِ دینیہ آپ کے علم وفضل اور اخلاص وللّٰہیت کا حسین گلدستہ ہیں۔ اس روح فرسا موقع پر ہم اراکین دارالعلوم محمدیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ اہلِ خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہیں، ربِ ذوالمنن والکرم حضرت حبیب الامتؒ کے تمام تر احسانات وخدمات کو قبولیت سے آراستہ فرما کر آپؒ کی تربت کو آماجگاہِ رحمت بنائے، اعلیٰ علیین میں مقام نصیب فرمائے، جملہ دینی وملی خدمات کو صدقۂ جاریہ بنائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین!

فقط والسلام

DARUL-ULOOM MOHAMMADIA Gangondanahalli Bangalore-39

محمدیہ ایجوکیشنل چیری ٹیبل ٹرسٹ وجملہ اراکین دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعیۃ علماء الھند

Phone: { 23766599 23738258 23233547

Jamiat Ulama-i-Hind

1-Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi-110 002

E-mail : juh.org2010@gmail.com

Ref. No. JUH/LTR/2021/022

Date: 24/04/2021

پیغام

حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحبؒ کا تعلق مردم خیز سرزمین چرتھاول مظفرنگر سے تھا۔ انہوں نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود عرف نخومیاں صاحب سے گنگوہ میں خوب اکتساب فیض کیا۔ وہ گزشتہ ۴۰ برسوں سے بنگلور میں دینی خدمات میں مصروف عمل رہے۔ حضرت حکیم صاحب نے طب کے ساتھ تعلیم وتعلّم اور تصنیف وتالیف پر کام کیا۔

حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحبؒ جمعیۃ علماء سے بھی وابستہ رہے، اکابرینِ جمعیۃ خصوصاً فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی نوراللہ مرقدہ سے والہانہ تعلق تھا۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حکیم صاحب کی حیات وخدمات پرمشتمل ایک یادگاری مجلّہ عنقریب منظر عام پر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے۔ سیئات کو حسنات سے مبدل فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

(مولانا) ارشد مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعیۃ علماء الھند

© 23311455 23317729

Fax. : 23316173

Jamiat Ulama-i-Hind

1-BAHADUR SHAH ZAFAR MARG, NEW DELHI- 110 002

E-mail : jamiat@vsnl.com URL : www.jamiatulama.in

Ref. No.

Date April 05 , 2021

پیغام

حضرت مولانا ادریس حبان رحیمیؒ بیک وقت عالم، عارف، مصنف اور طبیب حاذق تھے۔ انھوں نے ان تمام شعبہ حیات میں ہمہ جہت خدمات انجام دی ہیں، ملک کے مختلف حصوں میں ان کا حلقہ لگتا تھا اور ان کے چشمہ فیض سے روحانی وجسمانی مریض شفایاب ہوتے تھے۔ وہ حضرت شاہ مسیح اللہ خاں صاحبؒ کے مجاز حضرت مولانا حکیم زکی الدین صاحب پرنامحتیؒ سے بیعت وارشاد کا تعلق رکھتے تھے اور ان کے مجاز کی حیثیت سے بنگلور میں قائم کردہ خانقاہ رحیمی سے قلب کے اطمینان کا سامان فراہم کرتے۔

مولانا مرحوم جمعیۃ علماء سے بھی وابستہ رہے، اکابر جمعیۃ بالخصوص حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنیؒ سے والہانہ تعلق رکھتے تھے۔ نیز کرناٹک میں جمعیۃ علماء کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔

سال گزشتہ ان کے وصال کی خبر موصول ہوئی تھی، بہت قلق اور دلی رنج ہوا، ان کی وفات سے ایک ساتھ کئی حلقوں میں خلا پیدا ہوا ہے۔ یہ جان کر اطمینان ہوا کہ ان کے وارثین، ان کی حیات وخدمات پر ایک یادگار مجلّہ شائع کر رہے ہیں۔ اس سے ان کی زندگی کی تحریکات وخدمات پر روشنی پڑے گی اور نسل نو کو سیکھنے کا موقع ملے گا (ان شاء اللہ) دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور وارثین کو کار خیر جاری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

والسلام

محمود اسعد مدنی

جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند

(مفتی) ابوالقاسم نعمانی
مہتمم دار العلوم دیوبند، الہند
(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband
PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref.............................. Date:..............................

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

پیغام

یہ معلوم کرکے بہت مسرت ہوئی کہ جناب مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی علیہ الرحمہ کے اخلاف، محبین اور تلامذہ ومتعلقین حکیم صاحب کی حیات وخدمات اوران کے علوم ومعارف کے تعارف وتعمیم کی خاطر ایک یادگار نمبر شائع کررہے ہیں۔

حضرت حکیم صاحب سے راقم سطور کی براہِ راست کوئی شناسائی نہیں تھی، لیکن میرے مخلص کرم فرما جناب مولانا محمد طیب صاحب مالک مکتبہ طیبہ دیوبند کے توسط سے حکیم صاحب سے تعارف بھی حاصل ہوا اوران کی بعض تصانیف بھی ملیں اوران کی ہمہ جہت خدمات کا علم ہوا۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی ایک شخصیت میں اتنی خصوصیات جمع ہوجائیں جن کا مشاہدہ حضرت حکیم صاحب کی شخصیت میں ہورہا ہے۔

حکیم صاحب موصوف اگرچہ آبائی طور پر مغربی اترپردیش کے مردم خیز قصبہ چرتھاول ضلع مظفرنگر کے باشندہ تھے مگر انہوں نے اپنی علمی، اصلاحی اور سماجی خدمات کے لیے وطن سے دور بنگلور کی سرزمین کا انتخاب فرمایا۔

وہ بیک وقت ایک حاذق طبیب، بہترین منتظم، ملی رہنما، واعظ وخطیب اور خانقاہ نشین مربی کی حیثیت سے معروف تھے۔

امید ہے کہ مجوزہ یادگار شمارہ جہاں حکیم صاحب کی خدمات کا اعتراف نامہ اوران کی ذات کے لیے خراج تحسین ہوگا وہیں پس آئندگان کے لیے سفر حیات میں رہنمائی کا کام دے گا۔

اس موقع پر ان کے صاحبزادگان اور خصوصاً ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی کو اس نمبر کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب مرحوم کی خدمات کو قبول فرمائے اوران کے اخلاف صدق کوان کے نقوش قدم پر سفر حیات جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۳/۶/۱۴۴۲ھ ۲۷/۱/۲۰۲۱ء

الجامعۃ الاسلامیۃ دار العلوم وقف دیوبند الہند
DARUL - ULOOM WAQF DEOBAND -247554 (U.P.) INDIA

التاریخ .... الرقم ....

پیغام

ایسے افراد جوملت کا بہترین اثاثہ شمار کیے جاتے ہوں ان کے احوال وواقعات، جہود وتجربات، اور علمی وعملی سطح پران کی مدۃ العمر کی کوششیں وکاوشیں اپنے اخلاف لیے چراغ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے کہ بعد کی نسل کے جذبۂ استقامت کوروشنی اور معنوی تقویت بہم پہونچتی ہے، حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان صاحبؒ اسی صف کی ایک ممتاز و معروف شخصیت کے مالک تھے جن کو ذات حق جل مجدہ نے علم وعمل، تصنیف وتالیف، تعاونوا علی البر کی بنیاد پر ہر طبقۂ ملت میں وسیع ترمحبانہ ومخلصانہ تعلقات اوراس کے نتیجہ میں نہ صرف علمی وعملی دوائر واجتماعیات میں بلکہ ملک کے دیگر متعدد حلقۂ اثر میں بھی ان کے لیے پائی جانے والی محبوبیت وگرویدگی اور طبابت جیسے عظیم فن سے امتیازات وخصوصیات اوراختصاصات سے سرفراز فرماکر بےلوث ومقبول اور وسیع خدمات کی راہ سے گویا بارگاہ رب نے ان کی حیات میں ہی جیسے قبولیت کے اشارۂ غیبی سے نواز دیا ہو۔

مرحوم ومغفور کی روشن خدمات، علمی کمالات، اور جہود وامتیازات، حسن تذکرہ اور زندگی کے متفرق درخشاں تجربات کو مدون کرکے آنے والی نسلوں کو نشان منزل کا پتہ دینے والی مشعل راہ کے طور پر متعارف کرانا بیشک ان کے اخلاف کی لائق مندی اور سعادت کی دلیل ہے۔

بارگاہ رب کریم میں دعاءگو ہوں کہ حق تعالی اس کارخیر میں جملہ شرکاء کی مخلصانہ کوششوں کو عنداللہ قبولیت اور عندالناس مقبولیت عامہ کی صورت میں سرفرازی عطاءفرمائیں۔

محمد سفیان قاسمی
مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند
مورخہ: ۸ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

Office: +91-1336-222752, Mobile: +91-9927515725, E-mail: rector@dud.edu.in / info@dud.edu.in
website : www.dud.edu.in

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ مدظلہم السلام
امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ
سرپرست: خانقاہ ومرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا
چیف ایگزیکٹیو: احناف میڈیا سروسز

Molana Muhammad Ilyas Ghuman
E-mail:ilyasghumman@gmail.com
www.ahnafmedia.com
Cell:00923328768787

تاریخ: 22-جولائی 2020ء | تعزیتی مکتوب | حوالہ: ت۔م: 121

برادرم مولانا ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی رحمہ اللہ (بانی ومہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور، انڈیا) کی وفات کی خبر ملی، سن کر بہت افسوس ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔

اس حقیقت سے کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ اس بے ثبات دنیا میں دوام وبقا کسی کے نصیب میں نہیں ہر ایک نے ''دار العمل'' سے ''دار الجزاء'' کی طرف جانا ہی جانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب سے انسان کو وجود بخشا ہے اسی وقت سے اس کے لئے زندگی وموت کے اوقات ولمحات بھی مقرر فرما دیئے ہیں، دنیا کا ہر انسان اپنے اپنے وقت پر آتا ہے اور اپنے وقت پر ہی آخرت کی طرف چل پڑتا ہے۔ قدرت کی طرف سے والدین وہ انمول تحفہ ہوتا ہے جس کی رضا کو اللہ کریم اپنی رضا اور اس کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی قرار دیتے ہیں۔

اور پھر والد بھی ایسا کہ جس کی شفقت اور تربیت نے آج آپ کو علم عزت اور شرافت کے اس مقام تک پہنچایا ہو یقیناً ان کے جانے کا صدمہ بڑا ہے لیکن سب سے بڑی ذات کا حکم اس موقع پر صبر کرنے اور اس کی مشیت پر راضی رہنے کا ہے۔ مرحوم موصوف قابل رشک انسان تھے آپ بیک وقت صاحب نسبت بزرگ، عالم باعمل، واعظ ومبلغ، مصنف ومؤلف، علم تعبیر کے ماہر اور طبیب وحکیم تھے۔

مرحوم کی نیک اولاد، دوسو سے زائد کتب کا علمی ذخیرہ اور ہزار ہا متعلقین اور مریدین آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں جو مسلسل آپ کے نامہ اعمال میں حسنات کے اضافے کا باعث بنتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔ میں انتہائی درد دل کے ساتھ حضرت مرحوم کے متعلقین اور اہل خانہ سے عرض کرتا ہوں کہ مرحوم کے چلے جانے سے علمی وروحانی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس پر مایوسی کے آنسو بہانے کے بجائے حضرت مرحوم کی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے مشن کو مزید آگے بڑھانے کی فکر اور کوشش جاری رکھی جائے۔

صدمے کی اس گھڑی میں حضرت کے تمام متعلقین، تلامذہ، اور اہل خانہ بالخصوص آپ اور آپ کے دیگر بھائیوں عزیزم حکیم محمد عثمان حبان قاسمی، حکیم محمد عدنان حبان سلمہم اللہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدماتِ دینیہ کو قبول فرمائے۔ ان کی حسنات قبول فرمائے، سیئات سے درگزر فرمائے، ان کی کامل مغفرت فرمائے، آخرت کی تمام منزلیں آسان فرمائیں اور اپنی جوار رحمت میں قرب خاص کا مقام نصیب فرمائے۔ ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم!

محتاج دعا

[دستخط]

22-07-2020

9997205443 (Mohtamim)
9927746344 (Nazim-e-Taleemat)
Website: Khadimululoombaghonwali.org
E-Mail: Khadimululoom@gmail.com

مدرسہ اسلامیہ عربیہ خادم العلوم باغونوالی وبجھیڑی ضلع مظفرنگر یوپی (الہند)

MADRASA ISLAMIA ARABIA KHADIMUL-ULOOM
BAGHONWALI & BAJHERI DISTT. MUZAFFARNAGAR (U.P.) INDIA PIN- 251001

Ref. No. .... حوالہ | باسمہ سبحانہ وتعالیٰ | Dated 16-07-2020 تاریخ

مدرسہ خادم العلوم اپنے ایک ہونہار فیض یافتہ عالمی شہرت یافتہ عالم
حبیب الامت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ سے محروم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بلاشبہ مدرسہ خادم العلوم کیلئے انتہائی افسوس کا موقع ہے کہ آج اپنے ایک سپوت سے محروم ہوگیا، ایک ایسا سپوت جس نے جامعہ کی نیک نامی میں اضافہ کیا، ایک ایسا فرزند جس نے جامعہ سے دور بہت دور رہ کر جامعہ کا نام روشن کیا، رحیمی (جامعہ خادم العلوم کے بانی شیخ ڈپٹی عبد الرحیمؒ کی طرف نسبت ہے) ان کے نام کا جز ہے، رحیمی کے بغیر کتنے ہی القاب وآداب کے ساتھ موصوف کو یاد کیا جائے، سننے والے کو پہنچاننے میں دشواری ہوگی۔

مولانا محمد ادریس (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے) بڑے کام کے آدمی تھے، صاحب نسبت بزرگ تھے، عالمی سطح پر عظیم شہرت کے حامل ماہر نباض ڈاکٹر اور حکیم تھے، ایک دینی وعصری ادارہ دار العلوم محمدیہ کے بانی وذمہ دار تھے جس کے ذریعہ دینی وعصری خدمات انجام دیتے تھے۔ مشہور مجلّہ ''نقوش عالم'' کے ایڈیٹر تھے جس میں آپ کے افکار وخیالات اور علوم ومعارف شائع ہوتے تھے طبی معلومات کے بیش بہا خزانے بھی مجلّہ کی زینت بنتے تھے، بیانات وتقاریر کا بھی عمدہ اور ستھرا ذوق رکھتے تھے، آپ کے مواعظ وتقاریر کے مجموعے کتابی شکل اختیار کر چکے ہیں، خانقاہ سے بھی آپ کا فیض مسلسل جاری تھا، آپ کے مریدین ومتوسلین کا ایک وسیع حلقہ ہے۔

غرض یہ ہے کہ مختلف جہات سے آپ کی خدمات کا سلسلہ وسیع پیمانے پر جاری تھا، لیکن حکیم مطلق (عز اسمہ) کو کیا منظور تھا اس کو وہی جانتا ہے، امانت اس کی تھی لے لی، اس پر کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ ہر میدان کے رجال آپ نے تیار کر دیئے جو امید ہے کہ آپ کے قائم کردہ نقوش کو جاری رکھیں گے، جسمانی وروحانی علاج اور خدمات کا سلسلہ ان شاء اللہ موقوف نہیں ہوگا۔ اس طرح آپ کے بعد اسی نہج پر کام کرنے والے آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہوں گے۔ میں ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، مولوی محمد عثمان حبان قاسمی، حکیم محمد عدنان حبان اور داماد جناب قاری محمد افضل، مولانا محمد عثمان اور ڈاکٹر محمد سفیان صاحبان سلمہم اللہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔

(مولانا) حامد حسن غفرلہ
خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر ۲۴/۱۱/۱۴۴۱ھ ۱۶/۷/۲۰۲۰ء

[مہر]

IMARAT-E-SHARIAH KARNATAKA

امارت شرعیہ کرناٹک

Arabic College Campus, Bangalore - 560 045. India
Mobile : + 91- 94482 01130

Sageer Ahmed Rashadi
Ameer-e-Shariath

صغیر احمد رشادی
امیر شریعت

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب چرتھاولی رحمہ اللہ سے احقر کی پہچان گذشتہ دس پندرہ سال سے ہے۔ شروع ہی سے ان کے کامیاب علاج ومعالجے کے بارے میں سن کر احقر ان سے بہت متاثر تھا، دور دراز سے سفر کر کے بیمار علاج کے لئے آتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی دوا کے ذریعے بیشمار لوگوں کو شفایاب کیا ہے، آپ نے ماہر نباض حضرت مولانا ذکی الدین پر نامبٹ سے باطنی وروحانی بیماریوں کا علاج سیکھا تھا، نیز حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پوتے حضرت مولانا حاجی مصطفیٰ کامل صاحب اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رائے پوری کے سلسلے سے بھی آپ نے روحانی تربیت پائی اور خلافت حاصل کی ہے، چنانچہ آپ نے تعلیم کے ساتھ خانقاہی نظام کو بھی مضبوط کیا۔ دارالعلوم محمدیہ کے نام سے آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم فرمایا، جس میں سعادت مند طلبہ علمِ دین سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ میں بیشمار صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں، تصنیف وتالیف کی عمدہ صلاحیت رکھتے تھے، چنانچہ دو سو سے زائد مختلف موضوعات پر مثلاً عقائد، عبادات، اخلاق اور علم طب وغیرہ موضوعات پر حکمتوں سے بھرپور کتابیں آپ کے قلم سے زیورِ قرطاس بنی ہیں، جو انتہائی مفید اور قلوب کو جلا بخشنے والی ہیں، ان کی مایہ ناز شاہکار کتاب ’’خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت‘‘ کو علم دوست احباب میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اب حضرت مولانا حکیم صاحب کی طہارت وتقویٰ اور ان کی خدماتِ جلیلہ پر ایک ضخیم دستاویزی کتاب ترتیب دی گئی ہے جو انشاء اللہ قریب میں منصۂ شہود پر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی سماجی، علمی، ادبی، طبی اور ملی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور امت مسلمہ کے لئے ذریعۂ اصلاح وتربیت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

صغیر احمد
مہر شریعت
۲۰۲۰

قائم شدہ ۱۹۳۳

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ضلع سہارنپور (یوپی) الہند

Jamia Ashraful Uloom Rasheedi, Gangoh

Dist. Saharanpur, U.P., Pin-247341, INDIA Phones : 01331-232357, 232206, 9457618191

نمبر حوالہ ..... تاریخ ....

مکرم ومحترم ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی ودیگر برادران وافراد خانہ سلمکم اللہ وعافاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے مولانا محمد ساجد کھجناوری صاحب کی زبانی یہ معلوم ہو کر بے حد صدمہ ہوا کہ آپ کے والد بزرگوار اور ہمارے انتہائی مخلص ومشفق دوست حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی بھی داغ مفارقت دے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حبیب الامت حضرت مولانا ادریس حبان ہمہ جہت شخصیت اور متنوع خدمات رکھنے والے بافیض عالم دین تھے۔ انہوں نے بڑے چاؤ اور لگن کے ساتھ یہاں جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں باکمال اساتذہ سے استفادہ کیا اور قلم وقرطاس سے تعلق استوار کیا۔ والد گرامی حضرت مولانا قاری شریف احمد گنگوہی سے انھیں تعلق خاطر تھا اور اس نسبت سے وہ میرے ساتھ بھی کرم گستری کا معاملہ کرتے تھے۔ انہوں نے علم ودانش کے فروغ اور مخلوق خدا کی فیض رسانی کیلئے کئی محاذوں پر بڑا کام کیا۔ وہ لکھنے پڑھنے کا بھی ستھرا ذوق رکھتے تھے اور مختلف موضوعات پر ان کی درجنوں کتابیں اہل ذوق کو شاد کام کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے، اعلیٰ درجات عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔

(مولانا مفتی) خالد سیف اللہ نقشبندی
شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ
۲۴ / ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ / جولائی ۲۰۲۰ء

مفتی خالد سیف اللہ: ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی

MUFTI KHALID SAIFULLAH
NAZIM JAMIA ASHRAFUL ULOOM RASHEEDI
POGANGOH-247341SAHARANPUR(U-P)INDIA

MD. MAQSOOD IMRAN RASHADI
Khateeb-o-Imam, Jamia Masjid Bangalore City
Principal, Jamia-ul-Uloom Arabic College
Managing Editor, Majalla Jamia-ul-Uloom

محمد مقصود عمران رشادی
خطیب وامام، جامع مسجد سٹی، مہتمم جامع العلوم عربک کالج
مدیر مسئول، مجلہ جامع العلوم بنگلور

19-08-2020

شاہراہ عزم وعزیمت کا راہی طبیب حاذق ومعالج روحانی
حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی نوراللہ مرقدہ بردمضجعہ

سال ۲۰۲۰ء اپنے آغاز ہی سے کل من علیہا فان، ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام کا درس دیتا آ رہا ہے نہ جانے پچھلے چند ہفتوں مہینوں میں ہم کتنی ہی جید و مستند نابغۂ روزگار و نادر شخصیات کی رحلت کی خبریں سن چکے ہیں اور خالق دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب بندوں کو اس دارفانی کی مشقت آمیز حیات مستعار سے اپنے جوار رحمت جاودیاں کے لئے اپنے پاس بلالیا، ایک طویل سلسلہ علمائے کرام کی رحلت کا چلا اور اب بھی جاری ہے جس میں شہر گلستاں بنگلور کی معروف علمی دینی سماجی وملی شخصیت حبیب الامت طبیب دوراں معالج روحانی وجسمانی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی نوراللہ مرقدہ وبردمضجعہ کی بھی ہے آپ بتاریخ ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ء مطابق ۲۳ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ بروز چہارشنبہ رات کے متبرک وقت میں اپنے ہزاروں لاکھوں مریدین، متعلقین ومتوسلین کو روتا بلکتا چھوڑ کر راہئ ملک عدم ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون! رب کائنات آپ کو اپنے جوار رحمت میں مقام خاص عطا فرمائے۔

حضرت والا کی شخصیت محتاج تعریف وتعارف نہیں، آپ ہر خاص وعام کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے، حکمت ودانائی مولائے کائنات کا خصوصی عطیہ ہوتا ہے اس عطیہ میں سے آپؒ نے وافر حصہ پایا تھا، صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب نسبت بھی تھے اسی لئے آپ کو جامع علم الابدان وعلم الادیان کہا جاتا ہے آپ کی مجلس بھی عجیب پرکیف ہوا کرتی تھی ہر مریض جسمانی آپ کے پاس آتا اور جسمانی مرض کی دوائی کے ساتھ علاج روحانی سے مستفید ہوکر لوٹتا، آپ کا پرنور چہرہ وجیہ قد وقامت بارعب شخصیت شیریں زبان اول وہلہ ہی میں اپنے مخاطب کو محسور کردیا کرتی راقم السطور خود اس کا شاہد اور گواہ ہے۔ پروردگار نے آپ کو گوناگوں خصوصیات سے مالا مال فرمایا تھا بیک وقت ایک شیخ کامل، مہربان استاد، مشفق باپ، بے مثال خطیب، عظیم مفکر اور ماہر طبیب تھے بالفاظ دیگر آپ شب تاریک میں قندیل ربانی تھے تقوی وپرہیزگاری سے مزین دیندار، وفاشعار اور مسلمانان عالم کے قافلے حدی خواں تھے۔ اور بے شمار کتب متداول کے مصنف تھے آپ نے صرف لاک ڈاؤن میں وقت کو ضائع کئے بغیر آٹھ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

آپ کی رحلت پر امت ایک عظیم مصلح ومربی سے محروم ہوگئی ہے، آپ کی وفات حسرت آیات سے ملت کا ناقابل تلافی نقصان اور خسارہ ہوا ہے لیکن آپ نے اپنے پیچھے اپنے تربیت یافتہ اور فیض یافتہ نسل جسمانی ونسل روحانی چھوڑی ہے علی الخصوص آپ کے بافیض فرزندان پسر نمونۂ پدر است کے مصداق ہوں گے، امید قوی ہے کہ وہ آپ کے مشن اور آپ کے مقاصد کو لے کر چلیں گے، اور آپ کے جملہ خواب شرمندۂ تعبیر کرنے میں اپنا نمایاں رول انجام دیں گے، اور جتنے ادھورے کام چھوڑے ہیں ان کو پورا کرنے کی سعی کریں گے۔

اس غم واندوہ کے موقع پر راقم خود اپنی جانب سے حضرت علیہ الرحمہ کے فرزندان نیک بختان وجملہ متعلقین ومتوسلین ومعتقدین کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا گوں ہوں کہ رب ذوالجلال حضرت والا کے جملہ حسنات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کو اپنے جوار میں خاص مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین!

فقط والسلام

محمد مقصود عمران
محمد مقصود عمران رشادی عفی عنہ
امام وخطیب جامع مسجد ومہتمم جامع العلوم بنگلور سٹی

Office: Jamia Masjid City Market, N.R. Road, Bengaluru - 02. Mob.: +91 9445065516 Off.: +91 80 2223 9485, 2227 2086
Email: maqsoodimran@gmail.com I www.jamaululoom.org

ಆಲ್ ಇಂಡಿಯಾ ಮಿಲ್ಲಿ ಕೌನ್ಸಿಲ್ - ಕರ್ನಾಟಕ
All India Milli Council - Karnataka
آل انڈیا ملی کونسل کرناٹک

Ref Date

عزیز گرامی ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی صاحب زید مجدہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی نگہداشت میں حبیب الامت حضرت مولانا شاہ محمد ادریس حبان صاحب رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح آئینہ حبیب الامت کی اشاعت ایک گراں قدر عمل ہے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی نوراللہ مرقدہ نے ایک مجلس میں فرمایا تھا، مجھے کوئی شخص سیرت کی یا سوانح کی کتاب ہدیہ دیتا ہے تو بے حد خوشی ہوتی ہے۔ میرا معمول ہے کہ ان کتابوں کو از اول تا آخر پڑھتا ہوں۔ کسی بھی شخصیت کا صرف تذکرہ ہو یا ان کی مکمل سوانح اس سے جہاں ان کا تعارف ہوتا ہے، وہیں ان کی علمی ودینی اور اصلاحی خدمات کی معلومات ملتی ہیں اور یہ معلومات قارئین کے لئے لائحہ عمل ہوتی ہیں۔ آئینہ حبیب الامت کے مطالعے سے قارئین حبیب الامت حضرت مولانا شاہ محمد ادریس حبان صاحب رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو عمل کے لئے آئینہ بنائیں گے۔ اللہ تعالی ہم سبھوں کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی
سجادہ خانوادہ قادریہ رفاعیہ کرناٹک
نائب صدر آل انڈیا ملی کونسل
۲۳ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ 5 اپریل 2021ء

No .25, 1st Floor, Eidgah Complex, B.S.A. Road, Bangalore - 560 005. Telefax : 080 25478264.
Email: aimc_k@yahoo.co.in. Web : www.millicouncilkarnataka.com.

نمونۂ سلف حضرت مولانا نجم الحسن صاحب تھانوی دامت برکاتہم
متولی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نجم الحسن تھانوی

مدرسہ امداد العلوم
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون شاملی

MADRASA IMDADUL ULOOM
Khanqah Imdadia Ashrfia, Thana Bhawan-247777 Distt. Shamli, U.P.

9358612332, 9568780000

تاریخ ۱۲/۱۲ مشفقی المکرم محترم

محترم جناب حکیم محمد طارق صاحب و جملہ برادران سلمہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حکیم ادریس حبان صاحب کے سانحہ وفات
کا علم ہو کر بہت ہی افسوس ہوا حق تعالیٰ
مرحوم کی مغفرت فرما کر بلند درجات عطا فرماویں
میں ڈاکٹر محمد ادریس ایک سال سے انکے زیر علاج تھا
اور بہت نفع محسوس ہوا دوا بھی کہ علاج
نے تجویز کر دیا
حق تعالیٰ آپ اور جملہ پسماندگان کو
صبر جمیل عطا فرماویں جمیع ورثاء کو توفیق
کہ ان کے نقش قدم پر چلیں خود بھی اگر حکیم ہوں

نجم الحسن تھانوی

16/7/020

فخر قوم حضرت الحاج ولی اللہ شیروانی صاحب مدظلہ العالی
نبیرۂ حضرت مسیح الامت جلال آبادیؒ

دفتر مفتاح العلوم جلال آباد ضلع مظفر نگر (یوپی) انڈیا

MIFTAHUL ULOOM
JALALABAD, MUZAFFAR NAGAR
(U.P.) INDIA. PIN : 247772

Ref No ________ Date ________

حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نوراللہ مرقدہٗ

ایک بافیض شخصیت

حالیہ لاک ڈاؤن اور مابعد کی ناگفتہ بہ صورتحال نے جہاں انسانی ضروریاتِ زندگی کو متاثر کیا اور ہر آن اس کی بے بسی کا مذاق اڑایا، وہیں ملت کو بہت سارے اہلِ علم و فضل، رہبرانِ دانش و فکر اور پاسبانِ دین و شریعت کے ظاہری فیوض و برکات سے محرومی کا سامنا کرنا پڑا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے کئی محبوب اور دل نواز ہستیوں نے اس فانی دنیا سے یہ کہہ کر ہم سے منھ موڑ لیا کہ ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مسافرانِ آخرت کے اس قافلہ میں افسوس کہ ہمارے مخدوم و محترم اور ہر دل عزیز، دینی و ملی رہنما حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی بھی شامل ہوگئے جو اپنی روشن تعلیمی خدمات، سماجی مصروفیات اور انتظامی مسائل کی ادھیڑ بن میں عزیمت کی ایک داستان رکھتے تھے، انہوں نے اپنی حیاتِ عزیز کی محض باسٹھ بہاریں ہی دیکھی لیکن نام اور کام کی وسعت کے لحاظ سے وہ بڑے نصیبہ و شاہت ہوئے۔

حضرت حکیم صاحب کی عملی زندگی رشک اور اشک سے عبارت رہی، آپ کے مجاہدات اور قربانیوں کے باوجود مخالفتوں اور سلبی رویوں کی تاریخ دیکھیں تو آنکھیں اشکوں سے بھر جائیں کہ کس طرح انھیں ٹارگٹ کرنے کے حربے روا رکھے گئے، احسان شناسی کے بجائے آپ کو بدنام بلکہ ناکام کرنے کی پلاننگ کی گئی لیکن حضرت حکیم صاحب نے تعلیم کے ساتھ اپنے بزرگوں کی صحبتوں کا فیض پایا تھا، وہ جانتے تھے کہ مخلصین کی راہ میں پھول اور کانٹے لازمی در آتے ہیں، بلکہ ابتدا کی قربانیاں ہی کامیاب منزل کا زینہ ثابت ہوتی ہیں، اس لئے حکیم صاحب نے زندگی کے یہ نشیب و فراز ہنستے کھیلتے اس طرح طے کئے کہ ظفر یابی آپ کے قدموں کو بوسہ دینے لگی، آج الحمدللہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور، رحیمی شفاخانہ اور خانقاہ رحیمی جیسے دینی و ملی ادارے حضرت مولانا کے باقیاتِ صالحات میں سرفہرست

P.T.O

اثر ہی چھوڑے گی۔ مجھے حضرت حکیم صاحب سے براہِ راست ملاقات کا تو موقع نہیں مل سکا کہ اس بافیض شخصیت کی زیارت واستفادہ سے اپنے دل کی دنیا کو روشن کیا جاتا البتہ جامعہ مفتاح العلوم کے مدرس جناب قاری محمد انعام بونٹوی کی زبانی آپ کی ہمہ جہت خدمات اور رشک بھری زندگی کے نقوش پردۂ سماعت پر ضرور مرتسم ہوتے، ارادی طور پر اس کا ہمیں اشتیاق بھی رہتا تھا جس کی وجہ ظاہر تھی کہ وہ ہمارے مرشد ومربی اور فخرِ خاندان حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی کے بیک واسطہ خلیفہ ومجاز بھی تھے۔ وہ حضرت الحاج حکیم زکی الدین پرنامبٹی قدس سرہٗ کے روحانی سفیر تھے جنہوں نے بھارت کے جنوب میں اصلاحِ انقلابِ امت کا بڑا کام کیا۔ شاید اسی روحانی تصرف نے ہمارے حضرت حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کے قلب وقالب کو اس طرح کندن کیا کہ آپ بھی تزکیۂ نفس کی اس تحریک کے حدی خواں بن گئے جس نے اللہ کے بے شمار بندوں کو شرک وبدعت اور گناہوں سے لت پت زندگی سے متنفر کر کے صاف ستھری مومنانہ زندگی گزارنے کا حوصلہ دیا، یقیناً اس حوالہ سے حضرت مولانا ادریس حبان رحیمی کی خدمات جلی حروف میں لکھی جائیں گی اور کوئی شبہ نہیں کہ آپ کے حلقۂ مجازین میں اس وقت ایک بڑی تعداد ان اہلِ علم کی بھی ہے جو ملک بھر کے دینی وعلمی مراکز میں تدریس وانتظام کی نمایاں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے ممدوح مولانا رحیمی کو اللہ تعالیٰ شانہ نے لکھنے پڑھنے کا بھی اچھا ذوق بخشا تھا، وہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ اور مدرسہ خادم العلوم باغونوالی کے اپنے زمانۂ طالب علمی سے اس طرف متوجہ ہوئے اور بتدریج ترقی کر کے اہلِ علم وقلم کی صف میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ پسِ مرگ انہوں نے تفسیر وحدیث اور ایمان وعقیدہ کے ساتھ دانش وادب سے منسوب خاصا تحریری سرمایہ چھوڑا ہے جس سے نئی نسل کو بھی یقیناً فائدہ پہنچے گا اور خود عنداللہ آپ کے درجات کی بلندی بھی ماسوا ہوگی ان شاء اللہ۔ بڑی مسرت کا موقع ہے کہ آپ کے فرزندِ والا صفات عزیزی ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی اور دوسرے احباب واقارب حضرت حکیم صاحب کی یاد میں ایک دستاویزی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ جس میں آپ کی نقوشِ زندگی کا بیانیہ سمونے کی کوشش کی گئی ہے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت جذبوں کی یہ سوغات قبول فرمائے اور پسماندگان کو آپ کا سچا وارث وجانشین بنائے آمین!

ولی اللہ شیروانی

نبیرہ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی قدس سرہٗ

بانی مفتاح العلوم جلال آباد ضلع شاملی یوپی

✧✧✧

باسمہ تعالیٰ

9456272625

Mob.: 8859257985 Mob.: 9456491537

Hakeem
Sayyed Mukarram Husain
Al-Hasani Al-Mazahiri
Sansarpur Town
Distt. Saharanpur (U.P.) 247129

خانقاہ قادریہ شفقتیہ قصبہ سنسارپور ضلع سہارنپور (یوپی)

حکیم سید مکرم حسین الحسنی المظاہری

قصبہ سنسارپور ضلع سہارنپور (یوپی) انڈیا

Ref. Dated ۲۳ فروری ۲۰۲۱ء

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم .... امّا بعد۔

مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ ہمارے علاقہ دوآبے سے وطنی اور تعلیمی انتساب رکھنے والے معروف حکیم ونباض حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان چرتھاولی مرحوم کی سوانح عمری اشاعت کی منتظر ہے جسے ان کے جانشین۔ اخلاف۔ محبین۔ اور عقیدت کیش شائع کر رہے ہیں فجزاہم اللہ خیرا۔

حکیم صاحب مغفور اپنی حیات وخدمات کے حوالہ سے ایک ستھری شبیہ رکھتے تھے انہوں نے گنگوہ اور باغونوالی کے اداروں اور شخصیات سے تعلیمی استفادہ کیا تھا لیکن ادھر چار دہائیوں سے وہ جنوبی ریاست کرناٹک کے شہر بنگلور میں سرگرم عمل تھے جہاں تعلیم۔ تدریس، تذکیر، تزکیۂ نفس، تصنیف وتالیف اور طبابت وخطابت کی صورت میں ایک چشمۂ فیض جاری وساری تھا جو ۱۵ پندرہ جولائی سنہ ۲۰۲۰ء کو النسانی قافلہ سے بچھڑ کر کاروانِ رفتہ میں شامل ہو گئے اِنّا للہِ وَاِنّا اِلیہِ رَاجِعُون۔

مجھے امید ہے کہ حکیم صاحبؒ کی حیات وخدمات نئی نسل کیلئے بھی نقوشِ راہ فراہم کریگی اور طالبین وصادقین کو عملِ خیر کا حوصلہ فراہم ہوگا اِن شاءَ اللہُ تعالیٰ۔

والسلام

khanqah e Zakiya خانقاہِ زکیہ پرنام بٹ

الابذکر اللہ تطمئن القلوب

حکیم ناصر الدین احمد ابن حاذق الامت حضرت مولانا الشاہ حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ

Nizamia Dawakhana, 11 / 5. Khazi Street. Pernambut (Tamil Nadu) Pin-635810. Mb: 9444307650

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Ref.......................... Date: 08-02-2021

پیامِ محبت

والدِ محترم حاذق الامت حضرت مولانا الشاہ حکیم زکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خلفاء کرام میں سرفہرست حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تھے، اسی نسبت سے ایک دوسرے سے حد درجہ محبت کرتے تھے، آپؒ خانقاہ کا بھی بے حد ادب واکرام فرمایا کرتے تھے، حاذق الامتؒ کے وصال کے بعد خانقاہ کی رونق وشادمانی اگر آج ہے تو وہ حضرت حاذق الامتؒ کی دعاؤں اور حضرت حبیب الامتؒ کے طفیل ہے، اس دوراہے پر جہاں ایک طرف والدِ محترم کی وفات کا صدمہ تھا اور دوسری طرف بے شمار مریدین ومتوسلین کی الفت ومحبت تھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں؟ ایسے میں حضرت حبیب الامتؒ نے آگے بڑھ کر خانقاہ زکیہ کی ذمہ داریاں اس حقیر فقیر کے کاندھوں پر رکھ دیں، شیخ کی بات سے انحراف نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جس طرح حضرت حاذق الامتؒ سے حضرت حبیب الامتؒ اپنے مسائل بیان کر کے تسلی وتشفی پاتے تھے بعینہٖ وہی حال اس فقیر کا تھا، جب بھی کوئی ذہنی وروحانی مشکل پیش آتی میں حضرت حبیب الامتؒ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا، آپؒ چٹکیوں میں مسئلہ حل فرمادیا کرتے تھے۔ قبلہ والد صاحب کے بعد آپ نے پورے گھرانے کی سرپرستی ورہنمائی فرمائی۔

آج پیر ومرشد حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ بھی ہم تمام خلفاء ومحبین کو چھوڑ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون! ہمارے لئے اس سے بڑا سانحہ کوئی نہیں، دل رنج وغم سے نڈھال ہے لیکن حکمِ خداوندی کے آگے سرِتسلیم خم کرنا ہی اصل بندگی ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان وجملہ اہل وعیال اور سبھی محبین ومتوسلین اور شاگردوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور جس طرح حضرت حبیب الامتؒ نے حضرت حاذق الامتؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ٹوٹے دلوں اور بھٹکے ہوؤں کو راہِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی ہمیں بھی رب کریم اپنے فضل سے اس عظیم مقصد کے لئے جدوجہد کرنے والا بنادے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں خدمتِ خلق کی توفیق بخشے، آمین!

الحمد للہ تعالیٰ حبیب الامتؒ کے صاحبزادگان آپؒ کے حقیقی جانشین ہیں اور آپؒ کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے خانقاہی تعلیمی اور طبی خدمات انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور استقامت نصیب فرمائے، اس کتاب کو حضرت حبیب الامتؒ کے لئے ذریعۂ آخرت اور جملہ وابستگان کے لئے مفید تر بنائے، آمین!

خادم

حکیم ناصر الدین احمد

حکیم ناصر الدین احمد غفرلہٗ

خانقاہِ زکیہ پرنامبٹ

Mohd. Islam Qasmi محمد اسلام قاسمی

Darul Uloom Deoband (Waqf) U.P. استاذ حدیث وادب دار العلوم وقف دیوبند

Ref. No. __________ Dated ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان کے مشہور طبیب اور عالم دین جناب مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمہ اللہ کے نام سے راقم دس پندرہ سالوں پہلے سے واقف تھا، ان کی طبی اور سماجی خدمات کے بارے میں اخبارات میں اطلاعات آتی رہتی تھیں، پھر ان کے صاحبزادگان دیوبند تعلیم حاصل کرنے آئے، اور مخلص کرم فرما مفتی محمد ساجد کھجناوری کے ذریعہ ان کی ہمہ جہت خدمات سے واقفیت ہوئی، اور بالارادہ ان سے ملاقات کی غرض سے ان کے ادارہ اور مطب میں حاضری ہوئی۔

بنگلور شہر میں میرا ایک بیٹا (انجینئر) برسرِ روزگار ہے، وہاں قیام تھا، لیکن رحیمی خاندان کے معروف ادارے میں پہنچنے کا راستہ معلوم نہیں تھا، یہ بھی حل ہو گیا، اپنے ایک عزیز شاگرد مولانا زین الدین قاسمی مبلغ دار العلوم وقف دیوبند کے ساتھ پہنچا تو ماشاء اللہ ڈاکٹر فاروق حبان رحیمی قاسمی سے ملاقات ہوئی، پھر قبلہ حکیم محمد ادریس حبان رحیمی تک رسائی ہوئی، ملاقات کے بعد بڑی تفصیل سے گفتگو ہوئی، پر تکلف ناشتے کی میز پر تمام حالات معلوم ہوئے کہ گنگوہ ضلع سہارنپور کے بیحد معروف طبیب حکیم نخومیاں سے طب کی تربیت حاصل کی اور گذشتہ چالیس سالوں سے بنگلور ہی میں مقیم ہیں۔ ان کی ہمہ جہت، تعلیمی، طبی، صحافتی اور انسانی خدمات کے موضوع پر اس خاص شمارے میں مضامین ہوں گے۔

واپس دیوبند پہنچ کر بھی ان سے اور ان کے لائق وفائق فرزند ڈاکٹر فاروق حبان رحیمی سے رابطے رہے، پھر اطلاع ملی کہ حکیم صاحب کی رحلت ہوگئی، ان کے اعزہ سے تعزیت کی، اب یہ چند سطریں ان سے متاثر ہونے کی بنا پر تحریر کر رہا ہوں، حق تو یہ تھا کہ ان کی شخصیت اور خدمات پر تفصیلی مضمون ہوتا، لیکن چوں کہ خود علیل ہوں اس لیے اسی پیغام پر اکتفا کرنے پر مجبور ہوں۔ اللہ ربّ العزت حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے اور جو اُن کی خدمات ہیں ان کو قائم ودائم رکھے، نیز مقبولیت عطا فرمائے۔ واللہ علی کل شیء قدیر

محمد اسلام قاسمی

استاذ دار العلوم وقف دیوبند

مؤرخہ ۲؍رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

Mohd. Yameen QASMI
Islamic Preacher
Darululoom Deoband
(U.P.) INDIA

محمد یامین قاسمی
مبلغ دار العلوم دیوبند

تاریخ ۲۹ جولائی ۲۰۲۰ء

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

برادر گرامی قدر حضرت مولانا حکیم فاروق اعظم صاحب قاسمی حفظکم اللہ و ایاکم لما یحب و یرضی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ جان کر دل بہت رنجیدہ و افسردہ ہے کہ حبیب الامت، جسمانی و روحانی طبیب حاذق میرے مشفق و محسن اور آپ کے والد محترم اچانک قضائے الٰہی سے عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت مرحوم کو اپنے جوار خاص جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان بشمول متعلقین و متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی ۔۔۔ ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

باپ کی محبت و شفقت کا کم از کم اس دنیا میں کوئی نعم البدل ملنا محال ہے۔ باپ کی موجودگی اولاد کے لئے بہت سی مشکل سے نجات کا ذریعہ ہوتی ہے ہر باپ اپنے بچوں کے لئے سایہ دار درخت ہوتا ہے اور ان کے جدا ہونے سے اس سایہ سے محرومی ہو جاتی ہے لیکن اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا تو ہمارا ایمان کا تقاضہ ہے اس کی مشیت کے آگے انسان تو بے بس ہے ہمیں ہر حال میں راضی برضا رہنا ہے۔

برادر محترم! اچھے لوگ کبھی نہیں مرتے وہ اپنی مادی جسمانی صورت سے آزاد ہو جاتے ہیں لیکن ان کی یادیں لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ تمام بھائی بہنوں اور اہل خانہ کو صبر جمیل سے نوازے براہ کرم میری طرف سے تمام گھر والوں کو کلمات تعزیت پیش فرما دیں۔

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی ۔۔۔ تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

والسلام
رنجور و افسردہ
محمد یامین قاسمی
مبلغ دار العلوم دیوبند

Mob. +919412111444
Mob. +919634909313
Mob. +917830391288
Residence Address :
Mohtamim Madrasa Arabia Madinatul Uloom
VILL. SONTA RASOOLPUR Pin-247777
DISTT. SHAMLI (U.P.) INDIA
E-mail : myqasmi313@gmail.com
Fex : [illegible]

Iftikhar Ahmed Qasmi
PRINCIPAL
Madrasa Arabia Taleemulquran
[illegible] Main Road Cross [illegible] Nagar Bangalore-560029
President : jamiatul ulama.i.karnataka

افتخار احمد قاسمی
مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن
بنرگھٹہ مین روڈ کراس بسم اللہ نگر بنگلور۔۲۹
صدر جمعیۃ علماء کرناٹک

تاریخ ۲۰ رجب ۱۴۴۲ھ
06-03-21

باسمہ تعالیٰ

15 جولائی 2020 شہر بنگلور میں حضرت مولانا ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔ آپ اصلاً چرتھاول مظفر نگر یو پی کے تھے لیکن بنگلور کو اپنا مسکن قرار دیکر یہاں ہمہ جہتی خدمات انجام دیں۔ آپ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ فن طب میں بھی مہارت حاصل کی اور یہاں بنگلور شہر میں مطب قائم کر کے یونانی طریقہ علاج کو فروغ دیا۔

دار العلوم محمدیہ نامی ادارہ قائم کر کے اسے پروان چڑھایا، تحریری خدمات انجام دیتے ہوئے بے شمار کتابیں بطور یادگار چھوڑیں، تقریروں کے ذریعہ اصلاحی خدمات انجام دیں۔ آپ صاحب نسبت بھی تھے، مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ کے خلیفہ اجل مسیح الامت حضرت شاہ مسیح اللہ خان صاحبؒ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا حکیم زکی الدین صاحب پرتابگڑھیؒ نے آپ کو خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔

2000ء کے دہے میں جمعیۃ علما کرناٹک سے وابستہ رہکر اس پلاٹ فارم سے بھی مختلف قسم کی خدمات انجام دیں۔ بہر کیف مستعار زندگی میں ہمہ جہتی خدمات انجام دیکر قانون خداوندی کے مطابق راہی سفر آخرت ہوئے۔ اب ان کے فرزندان حضرت مولانا ڈاکٹر فاروق اعظم حبان رحیمی قاسمی صاحب حکیم محمد عثمان حبان رحیمی دلدار قاسمی صاحب اور حکیم محمد عدنان حبان رحیمی صاحب اپنے والد گرامی کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ کے درجات بلند فرمائے ان کی تمام انجام دی گئی خدمات کو قبول فرمائے اور تمام فرزندان کو والد گرامی کے مشن کو آگے بڑھانے میں مدد اور نصرت فرمائے۔ آمین۔

اس موقع پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک یادگار مجلّہ شائع کیا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام خدمات قبول فرمائے، درجات بلند فرمائے اور آپ کی تمام خدمات کو بطور صدقۂ جاریہ جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

افتخار احمد قاسمی
06-03-21

Mobile : 9897022636 Mobile : 9084484786

MAULANA HUSSAIN AHMAD MADANI MADARSA

مولانا حسین احمد مدنی مدرسہ

Madani Nagar, Islam Nagar Road, Ambehta Peer
Distt. Saharanpur Pin- 247340, (U.P.) India Regd. No. 2640 (S)

مدنی نگر اسلام نگر روڈ انبہٹہ پیر، سہارنپور (یوپی)

UNDER THE MANAGEMENT OF : MAULANA HUSSAIN AHMAD MADANI CHARITABLE SOCIETY

Ref. No. .... بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Date ....

برادر گرامی قدر جناب مولانا ڈاکٹر فاروق اعظم حبان صاحب قاسمی اطال اللہ فی عمرک بالصحۃ والعافیۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج عالی بخیر ہوں

مختلف ذرائع سے آپ کے والد بزرگوار، عالمی شہرت یافتہ حکیم اور ملت اسلامیہ کے لئے والہانہ تڑپ وجذبہ رکھنے والی ذات گرامی جناب ڈاکٹر مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کی وفات کی خبر معلوم ہو کر قلبی صدمہ ہوا۔ انا للہ انا الیہ راجعون ۔

موت سب سے بڑی سچائی اور سب سے تلخ حقیقت ہے، اس کے متعلق انسانی ذہن ہمیشہ سے سوچتا رہا ہے اور سوال قائم کرتا رہا ہے اور ان سوالات کے جوابات تلاش کرتا رہا ہے مگر یہ ایک ایسا معمہ ہے جو نہ سمجھ میں آتا ہے اور نہ ہی حل ہوتا ہے، کل نفس ذائقة الموت کے قاعدہ کلیہ کے تحت اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے یہاں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ جو موت کے ذائقہ سے محروم رہ جائے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ہم سب کے نبی اور رسول ہیں ان کو بھی دوام وخلود نہ بخشا گیا۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

الغرض دنیا میں آمد ورفت لگی ہوئی ہے اور قدرت کے انوکھے نظام کے تحت لوگوں کے آنے جانے کا سلسلہ جاری ہے، انہی دنیا کو خیر باد کہنے والے حضرات میں سے ہمارے مخلص کرم فرما دینی ہمدرد جناب مولانا ڈاکٹر ادریس حبان رحیمی صاحب بھی ہیں جن کو اب نہ چاہتے ہوئے بھی مرحوم کہنا پڑ رہا ہے۔

مولانا موصوف ایک بہترین عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ طب یونانی کے ماہرین میں سے تھے، آپ نے طب یونانی کو اس ترقی یافتہ مشینری کے دور میں ایک نئی پہچان عطا کی تھی، جہاں ایک طرف آپ کے نسخہ جات کو پوری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا وہیں دوسری طرف سلوک وتصوف کی لائن سے پورے عالم میں آپ کا فیض جاری وساری تھا، اخلاق وکردار کے اعتبار سے بلاشبہ آپ بہت عظیم انسان تھے، آپ کے سینہ میں دردمند دل اور ملت کے تئیں والہانہ جذبہ وتڑپ تھی جس کے سبب آپ ہمیشہ دینی وملی کاموں میں بھی فراخدلی کا مظاہرہ فرماتے رہتے تھے نیز خوش اخلاقی، خوش طبعی، خوش کلامی، بے نیازی اور ملنساری آپ کے خصوصی اوصاف تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنی شایان شان جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور متعلقین ومتوسلین خصوصاً آپ بھی برادران کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

دعاگو

حبیب اللہ مدنی

(ناظم) مولانا حسین احمد مدنی مدرسہ انبہٹہ پیر ضلع سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ಜಮೀಯತ್ ಉಲಮಾ ಕರ್ನಾಟಕ

جمعیت علماء کرناٹک

JAMIAT ULAMA - I - KARNATAKA

50/51, 1st, Floor, Chandni Chowk Road, (Opp,Hari Masjid) Shivajinagar, Bangalore-560051
email: jamiatulamakarnataka@hotmail.com
President :9880409961,Vice President 9845570262, General Secretary 9341249764, Secretary 9342825360

Ref No:...................... Date :........................

صدیق مکرم مولانا حکیم محمد فاروق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے!

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اپنے والد گرامی حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ پر آئینۂ حبیب الامت کے نام سے کا خاص نمبر شائع کر رہے ہیں یقیناً اس کے ذریعہ حضرت حکیم صاحب کا فیض دور دور تک پہنچے گا۔ محترم حضرت ڈاکٹر اظہار افسر صاحب دامت برکاتہم سے تفصیلات کا علم ہوا، حکیم صاحب کا نام کافی عرصہ سے سن رکھا تھا شفایاب مریضوں کی زبانی اور اخباری اشتہار کے ذریعہ کافی شہرت تھی، اس کے علاوہ دینی مجالس میں سرسری ملاقات ہو جاتی تھی جب پہلی بار علاج کے لئے بکری والد صاحب کو لے کر جانے کا اتفاق ہوا تو بڑی گرم جوشی سے استقبال فرمایا جبکہ مطب میں پہلے سے مریض موجود تھے، لیکن ہمارے ساتھ خصوصی معاملہ فرمایا، تشخیص دوائیں سب مفت اوپر سے کتابوں کا تحفہ والد صاحب کو اور مجھے دونوں کو مرحمت فرمایا اس کے بعد تو گویا ملاقاتوں کا سلسلہ قائم ہو گیا ہر مرتبہ خصوصی معاملہ فرماتے۔ احقر نے جب گھر پر عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کی تو اس کے مصنف چرتھاول کے مولانا مشتاق احمد صاحبؒ تھے، ذہن میں بات آئی تھی کہ چرتھاول کوئی علمی مقام ہوگا، بچپن کی باتیں ویسے بھی لمبے عرصے تک پیوست ہو جاتی ہیں حکیم صاحب کے بارے میں جب یہ پتہ چلا کہ پچھلی تین پشتوں سے خاندان کے اندر حکمت کا سلسلہ چل رہا ہے اور ان کا وطن چرتھاول ہے تو انسیت بڑھ گئی، علم وحکمت کی یہ وراثت اپنی اولاد کو دے کر چلے گئے الحمد للہ تینوں صاحبزادے علم دین سے آراستہ اور مطب سے جڑے ہوئے خدمت خلق میں مصروف ہیں، اپنی تصنیفات وتالیفات کا ایک ذخیرہ بلکہ پورا کتب خانہ دے گئے، دو سو کتابیں مختلف علوم وفنون کی منظر عام پر آ چکی ہیں۔ حکیم صاحب کو بچپن سے اہل علم کی مجالس میں شریک ہونے کا ذوق تھا، مدرسہ اشرف العلوم رشیدیہ گنگوہ میں زمانہ طالب علمی میں نبیرانِ حضرت گنگوہیؒ کی مجالس میں شریک ہوتے ان سے استفادہ کیا کرتے تھے، حضرت حاجی مصطفیٰ کامل صاحبؒ رشیدی اعرابی نبیرہ حضرت گنگوہیؒ نے خلافت سے بھی نوازا تھا، حکیم نھو میاں صاحبؒ سے علم کے اندر استفادہ کیا۔ اصلاحی تعلق ہمیشہ بزرگوں سے رہا اور ان کے منظور نظر رہے، پہلے حاجی محمد مصطفیٰ کامل صاحبؒ سے بیعت کی پھر حضرت مولانا حکیم ذکی الدین صاحبؒ سے رجوع ہوئے، اور حضرت حافظ جمیل صاحب نانکہ سے خلافت رہی، الحمد للہ تینوں سے حکیم صاحبؒ کو اجازتِ بیعت تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین! آپ سبھی بھائی والد صاحب کا مقصد اور ان کے کام کو آگے بڑھا رہے ہیں اور ان کی زندگی پر خاص نمبر شائع کر رہے ہیں خوش آئند ہے۔ فقط والسلام

(حضرت مولانا) عبد الرحیم رشیدی

صدر جمعیۃ علماء کرناٹک (ارشد مدنی)

Head Office: JAMIAT ULAMA-I-HIND, #1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi - 110 002, India

(قاری) محمد طیب جمال مظاہری
(Qari) Mohammad Tayyab Jamal Muzahiri
Gangotri Vihar Bhat Road Saharanpur (U.P) Pin- 247001. Mb: 9760791447

ورتل القرآن ترتیلا

Ref:.................. Date:..................

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ، وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ. ''اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا، اور اس کے پاس ہر چیز مقررہ وقت کے ساتھ ہے اس لئے تمہیں چاہئے کہ صبر کرو اور ثواب کی نیت رکھو''۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ارباب علم وفضل واصحاب نکتۂ نظر رخصت ہوجائیں گے۔ یہ سن کر دل بڑا مغموم ہوا کہ ہم نے عالم وفضل، فاضل جلیل، عالم نبیل، خطیب بے بدل، عالم باعمل، صوفی باصفا، اسلاف کی امانتوں کے امین اور شریعت وطریقت کے پاسبان، حضرت حاذق الامتؒ کے خلیفہ ومجاز، سید الاطباء حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہوکر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے، آمین!

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

احقر کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بارہا تلاوتِ قرآن کریم کا موقع ملا، اس وقت خاص طور پر یہ محسوس کیا کہ تلاوتِ قرآن سے آپؒ پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی، آنکھوں سے موتیوں کی لڑیاں سرکنے لگتیں، خشیتِ الٰہی اور محبت والفت کا صاف پتہ چلتا، یقیناً حضرت علیہ الرحمہ ایک سچے عاشقِ قرآن تھے۔ افسوس صد افسوس! یہ ہماری کم نصیبی ہے کہ آج ہم ایک عاشقِ قرآں وعاملِ قرآں سے محروم ہوگئے۔

حضرتؒ نہ صرف میرا اکرام فرماتے بلکہ ہر قاری وحافظ اور ہر عالم دین کا بے حد احترام کیا کرتے تھے، اپنے سے کم عمروں کا بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر استقبال کرنا آپؒ کا معمول تھا۔ انہیں اخلاقِ حسنہ کی بدولت نہ صرف ہندوستان بلکہ مصر اور دیگر ممالک کے بہت سے قراء کرام آپؒ سے از حد محبت رکھتے تھے، جب ملاقات ہوتی تو تلاوتِ کلام اللہ کی فرمائش ضرور کرتے اور سن کر نہایت محظوظ ہوتے، خوب دعاؤں سے نوازتے۔ ان نورانی مجالس میں حاضرین بھی حضرت حبیب الامت سے خوب استفادہ کیا کرتے تھے، آپ چونکہ ایک لائق وحاذق طبیب وحکیم بھی تھے اس لئے قراء کرام اپنی آواز کے لئے آپؒ سے قیمتی مشوروں اور دواؤں کے طالب ہوتے اور آپؒ نہایت فراخی وخوش اخلاقی سے دواؤں کے ساتھ بھرپور رہنمائی فرماتے۔ آج آپؒ ہمارے درمیان نہیں ہیں، میں تمام اہل خانہ خصوصاً برادر محترم حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی سے تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سبھی کو صبر عطا فرمائے اور حضرت حبیب الامتؒ کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے، آمین!

والسلام

محمد طیب جمال مظاہری

12-01-2021

Monthly
NUQOOSH-E-ISLAM
Muzaffarabad - 247129
Saharanpur (U.P.) India
Ph. 09719831058, 09758530623

ماہنامہ
نقوش اسلام
مظفرآباد، سہارنپور-۲۴۷۱۲۹ یوپی (انڈیا)
فون نمبر: ۰۹۷۱۹۸۳۱۰۵۸/۰۹۷۵۸۵۳۰۶۲۳

R.N.I.No.UP.URD/2007/22057 - www. nuqoosheislam.com
Ref 385/H41. E-mail: nuqooshe_islam@yahoo.co.in Date 16/7/20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم جناب ڈاکٹر فاروق اعظم صاحب قاسمی وجملہ برادران صاحبان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج صبح واٹس اپ کے ذریعہ یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی، خبر کیا تھی گویا آسمان سے بجلی بن کر راقم کے اوپر گری کہ آنجناب کے والد محترم طبیب حاذق، درجنوں سے زائد کتابوں کے مصنف ومؤلف، شہر بنگلور کے ہر دل عزیز اور دینی وملی رہنما حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

کچھ دیر کے بعد پھر واٹس اپ کھولا، جس میں مولانا مفتی محمد ساجد صاحب کھجناوری کی لکھی ہوئی تحریر بھی موصول ہوئی، جس کو پڑھ کر بہت افسوس اور قلبی رنج ہوا، میرے بھائی یہ حقیقت ہے کہ باپ کے انتقال سے اولاد کے اوپر یتیمی کا ایک ایسا داغ لگ جاتا ہے جو زندگی بھر لگا رہتا ہے اور یہ سب کے ساتھ ہے جو بھی اس دنیا میں آیا ہے چونکہ باپ کا سایہ اپنی اولاد پر ایک گھنے سایہ دار درخت کے مانند ہوتا ہے، ان کے چلے جانے سے انسان یک لخت خالی ہوجاتا ہے یہی نہیں بلکہ اس غم سے پوری طرح نڈھال ہوجاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں، لیکن کیا کیا جائے تقدیر الٰہی کے سامنے انسان کی ساری کوششیں ہیچ ہیں، بس آپ حضرات ''مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ'' کو تصور کرکے صبر کریں، مرضی مولیٰ میں اختیار نہ آپ کا ہے اور نہ ہمارا۔ اس سانحہ پر یہ نامہ سیاہ سب سے پہلے تو آپ حضرات کی خدمت میں تعزیتی مسنونہ پیش کرتا ہے اور ''اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَلَہٗ مَا اَخَذَ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی'' والی روایت پیش کرتا ہے اور صبر وتوکل کی امید رکھتا ہے۔

آپ حضرات کو یہی چند باتیں لکھ کر تسلی دینا چاہوں گا کہ صدمہ یقیناً جاں گسل ہے، سانحہ انتہائی الم انگیز ہے، صبر بہت مشکل ہے مگر صبر کرنا ہی پڑے گا، بس آپ کے غم میں شرکت کے علاوہ یہ ناکارہ آپ کی خدمت میں لکھ بھی کیا سکتا ہے، خود اپنے لئے دعاؤں کا محتاج ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے والد محترم کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

ہم نے اس ہستی میں رہ کر یہ اٹھائے رنج وغم
جو روانہ ہوگئے، سوئے عدم اچھے رہے

مرکز کے تمام کارکنان آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں، بقیہ دعوات صالحہ میں یاد رکھیں۔ والسلام

حمید اللہ قاسمی کبیر نگری
معاون مدیر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفرآباد، سہارن پور
حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

MONTHLY NUQOOSH-E-ISLAM
MARKAZU IHYAILI FIKRIL ISLAMI
MUZAFFARABAD, SAHARANPUR
247129 (U.P.) INDIA

ಸಾಲಾರ್ ಪಬ್ಲಿಕೇಷನ್ಸ್ ಟ್ರಸ್ಟ್ (ರಿ)

Salar Publications Trust (R)

(A Charitable Trust Registered Under Indian Trust Act)
Publishers of :DAILY SALAR & SALAR WEEKLY
(PREMIER URDU NATIONAL NEWSPAPERS & MAGAZINE)

پیغام

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی شہر کے ان چنندہ علماء میں سے ایک تھے جن کی ذات با برکات سے اللہ رب العزت نے بڑا کام لیا۔حضرت مولانا رحیمی نے دارالعلوم محمدیہ کی شکل میں ایک بہترین دینی واقامتی ادارہ قوم کو دیا تو وہیں خانقاہ رحیمی کے ذریعہ روحانی تسکین کا سامان بہم فراہم کیا۔رحیمی شفاخانہ کے ذریعہ ہزار ہا لوگ شفایاب ہوئے۔ان کے دینی، اصلاحی اور طبی مضامین وقتاً فوقتاً سالار میں شائع ہوتے رہے۔آپ کے طبی مضامین پھلوں،سبزیوں اور گھریلو علاج پر مشتمل انتہائی سہل انداز میں ہوتے تھے قارئین خوب پسند کرتے تھے۔

مولانا حکیم رحیمی کی رحلت سے ہم ایک عظیم دینی رہنما، مصلح قوم اور مشفق معالج سے محروم ہوگئے۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہورہی ہے کہ حضرت حبیب الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کے صاحبزادگان ان کی حیات وخدمات پر مشتمل ''آئینہ حبیب الامت'' منظر عام پر لارہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب نئی نسل کے لئے کافی مفید ثابت ہوگی۔اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔آمین!

کے رحمٰن خان
صدر، سالار پبلی کیشنز ٹرسٹ، بنگلور
سابق مرکزی وزیر ورکن راجیہ سبھا

Since 1964
Daily Salar Bengaluru
PUBLISHED FROM BENGALURU | HUBBALLI | KALABURAGI

HEAD OFFICE: Salar Golden Jubilee Building,
No.19, Chick Bazaar Road Cross, Tasker Town,
Shivajinagar, Bengaluru - 560 051.
Tel : 080-228 65111 / 12 / 13 / 14 / 15
E-mail: dailysalarbangalore@gmail.com
usmangmsalar@gmail.com

www.dailysalar.com
GST: 29AABTS3727R1ZP

MEMBER INS THE INDIAN NEWSPAPER SOCIETY

ಸಯ್ಯದ್ ಶಫೀಉಲ್ಲಾ ಸಾಹೇಬ್
ರಾಜ್ಯ ಹಿರಿಯ ಉಪಾಧ್ಯಕ್ಷರು
ಮತ್ತು ರಾಜ್ಯ ಕಛೇರಿ ಉಸ್ತುವಾರಿ

SYED SHAFIULLA SAHEB
State Senior Vice President
& State Office Incharge

ಕರ್ನಾಟಕ ಪ್ರದೇಶ ಜನತಾದಳ (ಜಾತ್ಯಾತೀತ)
KARNATAKA PRADESH JANATHADALA (SECULAR)
Off : ಜೆ.ಪಿ. ಭವನ, ನಂ. 19/1, ಪ್ಲಾಟ್‌ಫಾರಂ ರಸ್ತೆ, ಶೇಷಾದ್ರಿ ಪುರಂ,
ಬೆಂಗಳೂರು – 560 020. Ph. 080 - 23461944 | 23564858
Res : 102, Casa Blanca, No. 35 Norris Road,
Richmond Town, Bangalore - 560025. Cell - 9900221111

پیغام

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ شہر گلستاں بنگلور کی ہی نہیں بلکہ ہندوستان کی ایک معروف شخصیت تھے۔آپ سیاسی، سماجی، دینی حلقوں میں محتاج تعارف نہ تھے، حضرت حکیم صاحب نے بیک وقت کئی میدانوں میں کام کیا، آپ کی تصنیفات کی لمبی فہرست ہے، آج یہ علمی اثاثہ قوم کے کام آرہا ہے۔آپ بہترین طبیب، عمدہ خطیب، بے مثال مصنف اور عوام وخواص میں بے حد مقبول شخصیت تھے،حکومت کرناٹکا نے آپ کی خدمات کا اعتراف اور اعزاز کیا، حضرت حکیم صاحب فن تعبیر کے ماہر تھے، ہندو بیرونِ ہند سے لوگ استفادہ کرتے۔آپ نے بین المسالک کے اتحاد پر ہمیشہ زور دیا۔آپ کا یہ قول اکثر لوگوں سے سنا جاتا ہے کہ ''اپنا مسلک چھوڑو مت، دوسروں کا مسلک چھیڑو مت''۔آپ ایک لمبے عرصے یقین شاہ ولی مسجد کے خطیب رہے۔ سیاسی پارٹیوں اور سبھی دانشورانِ قوم سے رابطہ رہا لیکن کبھی اپنا ذاتی کام نہ لیا، بندہ سے بڑی محبت فرماتے اور ہمیشہ مجھے اپنا بڑا بھائی تصور کرتے۔آج ہم سبھی ایک نیک سیرت بزرگ عالمِ دین بلکہ ایک انجمن سے محروم ہوگئے ہیں۔آپ کے صاحبزادگان آپ کے مشن پر گامزن ہیں ان سب کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمت وحوصلہ سے منزل عطا فرمائے۔حضرت حکیم صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے،ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین ثم آمین!

سید شفیع اللہ
22/03/2021
سید شفیع اللہ
نائب صدر جے ڈی ایس

ABDUL AZEEM M.A. LLB
Ex-MLC, **Chairman**
KARNATAKA STATE MINORITIES COMMISSION

5th Floor, V. V. Towers
Dr. B. R. Ambedkar Veedhi,
Bengaluru - 560001

Phone: 080-22863400/22864204
Email : secretary@karmin.in

KSMC/CHM/2021-22 Date: 28.04.2021

پیغام

معروف طبیب حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کی رحلت ہم سب کے لئے ایک حادثہ ہے۔ ڈاکٹر رحیمی کے ہاتھوں سے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ فیض یاب اور شفایاب ہوئے۔ اللہ نے ان کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔ آپ ایک شاندار معبر تھے، وہ شہر و ریاست اور ملک گیر نہیں بلکہ عالمی گیر شہرت یافتہ تھے۔ سیاسی اثر و رسوخ کے باوجود اسے انہوں نے کبھی اپنی ذاتی منفعت کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ قوم وملت کے مفادات کو مقدم رکھا۔ ان کی پروقار شخصیت اور نورانی صورت آج بھی میری نگاہوں میں گھوم رہی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ 2004ء کے الیکشن کے بعد انہوں نے ایک مرتبہ مجھے مدعو کیا تھا۔ گھر پر بہت پر تکلف ضیافت کا اہتمام کیا۔ مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ میں پروقار تقریب میں مجھے تہنیت پیش کی، ان کی یادیں اور باتیں آج بھی میرے ذہن ودماغ میں تازہ ہیں۔ ہم اپنے ایک عظیم دینی رہنما اور مخلص معالج سے محروم ہوگئے۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ان کے صاحبزادگان حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کی حیات وخدمات پر مشتمل یادگاری مجلہ شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فرزندان جو آپ کے مشن پر گامزن ہیں ان کو ترقیات سے نوازے۔ آمین!

(عبدالعظیم)
چیرمین
کرناٹکا اسٹیٹ مائنارٹی کمیشن

📱: 98451 33617

AJMAL BAIG, Corporator
BRUHATH BENGALURU MAHANAGARA PALIKE, BAPUJINAGARA WARD - 134

Ref. Date..................................

پیغام

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کی شخصیت مرجع خلائق تھی۔ وجیہ شخصیت، نفیس لباس، نورانی چہرہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ میں جب بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔

حالانکہ آپ سیاست سے کافی دور تھے لیکن سیاست داں آپ سے کافی قریب تھے یہی وجہ تھی کہ علاقہ کے بہت سے ملی وسماجی کام آپ کے صرف ایک فون کال پر ہوجایا کرتے تھے۔ آج ہم ایک عظیم دینی وملی رہنما سے محروم ہوگئے، اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے اخلاف اور ہم تمام کو ان کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت حبیب الامتؒ کے جانشین ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی اور ان کے دیگر برادران کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے حضرت کی حیات وخدمات پر دستاویزی کتاب منظر عام پر لانے کا عزم کیا۔ یہ کتاب آنے والے نوجوانوں کیلئے یقیناً راہنما ثابت ہوگی۔

(الحاج) اجمل بیگ
کارپوریٹر
وارڈ نمبر 134، حلقہ باپوجی نگر، ممبر بی بی ایم پی فائنانس کمیٹی
08-03-2021

Res.: # 4, 6th Cross, Pipeline Road, Shamanna Garden, Mysore Road, Bangalore - 560 026.

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHRAA BANGALORE

SAHARA INDIA PARIWAR

حضرت حبیب الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی کی رحلت ملت کا ایک خسارہ ہے۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور کے قیام کے روز اول سے حضرت کا بڑا گہرا تعلق رہا۔ روزنامہ سہارا کے مقبول خاص وعام ہفتہ واری ضمیمہ "سنڈے امنگ" میں آپ نے مسلسل 12 برسوں تک طبی کالم لکھا، جس سے قارئین سہارا نے کافی استفادہ کیا۔ علاوہ ازیں سہارا کے لئے دینی، ملی وسماجی موضوعات پر مضامین تحریر فرمائے۔ ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اسے پُر کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ آپ نے طبی میدان میں جو کام کیا ہے رہتی دنیا تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

ریزیڈنٹ ایڈیٹر
روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور ایڈیشن

09-03-2021

ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA

No. 1, Church Street, Off Brigade Road, M.G. Road, Bangalore - 560001
Telephone No. 080 - 25594448/9, Fax: 080 - 41106292
Email. saharaurdubangalore@gmail.com
website: www.roznamasahara.com www.samaylive.com

Ahmar Jalesari
Urdu Poet

احمرؔ جلیسری
شاعر

Ref. No. Date 25/7/20

مجھ پہ در پردہ شفقتیں کر کے

روح رخصت ہو رہی تھی، کلمۂ طیب پڑھا — گھر میں اس دم آبدیدہ تھا ہر اک چھوٹا بڑا
کل نفس ذائقۃ الموت پڑھ کر دیکھئے — یہ مزہ چکھنا ہے سب کو، ان کو بھی چکھنا ہی تھا

شیخ الطریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی رحمۃ اللہ علیہ سے میری گفتگو کا سلسلہ بذریعہ فون شروع ہوا۔ اخبار ورسائل میں موصوف کے دواخانے اور ماہر نباض وغیرہ ہونے کا ذکر پڑھنے کو ملتا رہتا تھا ان دنوں مجھے جسمانی کمزوری کے ساتھ پیشاب کا بھی عارضہ تھا۔ حکیم صاحب کا مطب ان دنوں بنگلور میں ہی تھا، غالباً چند ماہ بعد دہلی میں بھی ہر ماہ ایک ہفتہ کیلئے تشریف لاتے۔ جب آپ بنگلور ہی میں تھے تو بذریعہ فون تفصیل سے گفتگو کر کے امراض کے بارے میں دریافت کرلیا اور بذریعۂ ڈاک مجھے دوائیں بھیج دیں اور ہدایت فرمادی کہ وقت پر دواؤں کا استعمال کریں۔ ہدایت کے مطابق میں نے دوا کھانی شروع کر دی، ایک ماہ کی دوا سے قدرے فائدہ نظر آیا۔ بعدہ میں نے فون سے حال بیان کیا تو دوسرے ماہ کچھ ترمیم کے بعد دوائیں بھیج دیں۔ یہ سلسلہ دہلی نہ آنے سے پہلے تک جاری رہا۔ جب آپ دہلی تشریف لائے تو دہلی پہنچ کر ملاقات کی اور حال بیان کیا ایک ماہ کی دوا مزید لوادی اور آئندہ ماہ حاضر ہونے کا حکم دیا، دوسرے ماہ دہلی جاکر ملاقات کی جب تک اپنے امراض میں مجھے کافی فائدہ ہو چکا تھا۔

حکیم صاحب کی کرم فرما نگاہوں نے مجھے اپنی جانب متوجہ کرلیا۔ اور میں نے بے جھجک آپ کا مرید ہونے کی درخواست پیش کر دی۔ حکیم صاحب نے مسکرا کر ٹال دیا، دوسرے ماہ میں نے پھر درخواست کی پھر ٹال دیا۔ تیسری بار میں نے بے حد منت کی تو مسکرا کر میری طرف دیکھا اور میرے ہاتھوں کو اپنے دستِ مبارک میں دیا کہ چند کلمات خاموشی سے پڑھے اور متن تسبیح پڑھنے کا حکم کسی ایک نماز کے بعد دیا۔ بس یہ کام ہونے کے بعد میں مرید ہو گیا۔ اور آپ کی در پردہ کرم نوازیاں جاری ہو گئیں۔ اتفاق سے کرونا کا مرض پھیل گیا اور دہلی جانے کا سلسلہ منقطع ہو گیا، البتہ فون سے گفتگو جاری رہی، دوائیں بھی کوریئر سے آتی رہیں۔ حکیم صاحب سے ایک ماہ سے فون پر بھی بات نہیں ہوئی تو تشویش بڑھ گئی۔ لیکن یکا یک فون لگ گیا اور حکیم صاحب نے خوب باتیں کیں۔ فرمانے لگے بہت مصروفیت رہی ہمارے یہاں کرونا کے مریض بہت ہو گئے تھے، اسی دوران ہمارے ایک عزیز کا انتقال ہو گیا، اب آپ سے فون پر ان شاء اللہ گفتگو رہے گی۔ ہم نے دوائیں منگوانے کے لئے درخواست کی تو فرمایا آپ کی دوائیں کل ہی بھجوادی جائیں گی۔ بہر حال آپ نے دوائیں بھیج دیں ہم نے استعمال شروع کر دیا کہ یکا یک اردو اخبار راشٹریہ سہارا میں مع تصویر آپ کے انتقال کی خبر چھپی، پڑھتے ہی پیروں تلے جیسے زمین کھسک گئی ہو۔ بنگلور فون کیا تو کسی صاحب نے اٹھا کر صرف اتنا کہا کہ ہاں ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ مسلسل تین روز تک حکیم صاحب کا چہرہ نگاہوں میں گھومتا رہا اور ذہنی پریشانی بدستور جاری رہی۔ اپنے مضمون کے اختتام پر یہ شعر پیش کر کے اختتام کرتا ہوں۔

مجھ پہ در پردہ شفقتیں کر کے — پیر مرشد نے ساتھ چھوڑ دیا

احمرؔ جلیسری

H.No. 4, M.M.I.G., Shaheed Nagar. AGRA - 282001 (U.P.). Mob. : 9359756301

میرے بہنوئی: کچھ یادیں، کچھ باتیں

قدوۃ السالکین استاذ الاساتذہ حضرت الحاج منشی محمد عالم صاحب رحیمی دامت برکاتہم
خادم التدریس مدرسہ خادم العلوم باغوں والی، مظفرنگر

ڈھونڈیں ہم اب نقوش رفتگاں کہاں
اب گرد کارواں بھی نہیں کارواں کہاں

موت ایک ایسا امر واقعی ہے جس سے کسی مذہب اور جماعت سے تعلق رکھنے والوں کو انکار نہیں ہے، بلکہ ہر ایک اس حقیقت مسلمہ کو تسلیم کیے ہوئے ہے، آج سائنس اور میڈیکل کے اس ترقیاتی دور میں بھی کوئی یہ دعویٰ کرنے کی ہمت نہیں کرسکا ہے کہ ہم نے موت کا علاج ڈھونڈ لیا ہے، لیکن دنیا میں بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے رخصت ہونے پر صرف خاندان اور قبیلہ ہی نہیں بلکہ ملتِ اسلامیہ کا ایک بڑا طبقہ غم وکرب اور اندوہ والم محسوس کرتا ہے، ایسی ہی شخصیات میں سے ایک شخصیت میرے بہنوئی مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحبؒ کی تھی، جو ۱۵؍جولائی ۲۰۲۰ء کو اپنے محبوب حقیقی سے جاملے۔

موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے

موصوف حلم وتحمل، ورع وتقویٰ کے پیکر تھے، چھوٹوں پر شفقت، دوسروں کی عزتِ نفس کا پاس ولحاظ، وقار وتمکنت آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے، آپ دقیق النظر شخصیت کے حامل اور قلندرانہ مزاج کے مالک تھے، عمدہ اوصاف، بلند کریمانہ اخلاق اور گوناگوں خوبیوں کا ایک حسین

امتزاج تھے، آپ خورد وکلاں سب کے لیے نہ صرف اخلاص ومحبت کا پیکر جمیل تھے، بلکہ ایک پسندیدہ اور محبوب مرد مومن تھے۔ آپ کی زندگی تواضع وانکساری، بےنفسی، حب جاہ وحب منصب سے کنارہ کشی کا منہ بولتا ثبوت تھی، گویا کہ ان کی زندگی لوگوں کو یہ دعوتِ عمل دیتی تھی:

آہ! کہ دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں، یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں، ذرا دھیان رہے

مرحوم کی پیدائش ضلع مظفرنگر کے ایک قصبہ ''چرتھاول'' میں ہوئی، لیکن اس وقت کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ بچہ مستقبل میں لوگوں کے لیے مشعلِ راہ، طبیب حاذق بنے گا، جہاں سے لوگ شفایاب بھی ہوں گے اور راہ یاب بھی ہوں گے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے معروف ادارہ ''مدرسہ خادم العلوم باغوں والی ضلع مظفرنگر'' میں حاصل کی اور کئی سال اس ادارہ میں زیر تعلیم رہے۔ فارسی اور دیگر کئی مضامین مجھ گنہگار سے بھی پڑھے، ایک طالبِ علم کے لیے جو چیزیں کامیابی کی ضامن ہوتی ہیں، ان میں سے اکثر مرحوم کی زندگی کا حصہ تھیں، درسگاہ میں حاضری، دورانِ درس پورا انہماک، اساتذہ کی گفتگو پر پورا دھیان، سبق کو بھرپور طریقہ پر سمجھ لینے کی کوشش، نمازوں کی پابندی اور مہمل چیزوں سے کلی اجتناب یہ تمام چیزیں بیک وقت زمانہ طالب علمی میں آپ کی ذات میں جمع تھیں۔ یوں تو آپ کا تعلق اپنے تمام اساتذہ سے تھا، لیکن مجھ سے کچھ خاص ہی تعلق رکھتے تھے۔ میرا اور میرے گھر کا تمام کام انجام دیا کرتے تھے اور کبھی کام کرنے کو اپنے اوپر بار محسوس نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ خوش دلی اور خندہ پیشانی سے تمام کام انجام دیے۔ (جزاہ اللہ خیراً اجزاءاً)

مدرسہ خادم العلوم باغوں والی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد پھر کچھ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور پھر حکیم ننو میاں جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پوتے تھے ان سے حکمت سیکھی اور پھر اس میں اس قدر مہارت ہوئی کہ ملک کے چپہ چپہ میں اس حوالے سے آپ کا نام متعارف تھا۔ مریضوں کا صبح سے

شام تک تانتا بندھا رہتا، لیکن اس کے ساتھ اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی کہتے کہ جس کے پاس پیسہ نہ ہو یا کم ہو اس کو دوا مفت دے دیا کرو اور اس پر خاص توجہ کے ساتھ عمل کرتے تھے۔

انہی اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کی وجہ سے بندہ نے اپنی ہمشیرہ شاہ جہاں کا نکاح ان سے کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تین لڑکے اور تین لڑکیاں عطا کیں، تمام بچے نہایت مہذب، بااخلاق اور اعلیٰ ظرف۔ جب بچے بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنی تینوں بچیوں کا نکاح میرے تینوں بیٹوں سے کر دیا، یہ ان کے مخلص اور زیرک طبع ہونے کا بین ثبوت ہے۔ یوں ہمارے گھر سے ان کا بہت گہرا اور دیرینہ کا تعلق تھا۔ انہوں نے ہمیشہ اس تعلق کا پاس ولحاظ اور خیال بھی رکھا، میرا اور میری اہلیہ کا تو بے حد احترام کرتے تھے، گاہے گاہے طبیعت کے بارے میں بھی پوچھتے رہتے اور پھر خود بھی دعا کرتے اور جلسہ وجلوس میں دعا کرتے اور کرواتے تھے۔ یہ ان کی ہم سے حد درجہ محبت وانسیت کی دلیل تھی جس کو احصائے تحریر میں نہیں لایا جا سکتا ہے، اسی محبت وتعلق کا یہ مظہر تھا کہ ہدایا وتحائف کا ایک طویل سلسلہ جاری رہتا کبھی کچھ بھیج دیتے اور کبھی کچھ بھیج دیتے اور میں شرمندہ ہوتا رہتا۔

مرحوم بہت پہلے ہی اپنے وطن ''چرتھاول'' سے بنگلور منتقل ہو گئے تھے اور وہاں اپنا ذاتی مکان بنا لیا تھا، اسی مکان میں مطب بھی قائم کیا تھا، جس سے واقعتاً وہ خدمت خلق کا فریضہ انجام دیتے تھے، بہت سے لوگوں کو جو دوا کا صرفہ برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے مفت دوا دیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دواؤں کی فیکٹری بھی قائم کی جس میں جملہ امراض کی دوائیں اپنی نگرانی میں تیار کرواتے تھے، الحمدللہ ان کے تینوں لائق فرزند ہمیشہ ان تمام اُمور میں ان کے شریک کار رہے۔

مرحوم نے حکمت کے پیشہ کے ساتھ ساتھ راہِ سلوک کی منزلیں بھی طے کیں یعنی آپ صرف ایک نرے حکیم یا طبیب نہیں تھے بلکہ آپ اپنے قلب کی اصلاح اور باطن کے تزکیہ کی طرف بھی ہمیشہ توجہ رکھتے رہے اور اس کے لیے صرف فکر مند ہی نہیں بلکہ کوشاں رہے۔ چناں چہ اسی لیے پرنامیٹ کے ایک پیر کامل سے بیعت واجازت حاصل کی اور خلعتِ خلافت پائی اور پھر راہِ سلوک کے بہت سے مسافروں کی رہ نمائی کی اور تزکیۂ باطن کی خدمت انجام دی۔ ہندو بیرون ہند میں اس کی ایک طویل فہرست ہے، اس کے ساتھ ساتھ طب اور سلوک پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ علاوہ

ازیں دیگر موضوعات پر بھی موصوف کا قلم چلا اور آپ کے گوہر بار قلم سے مختلف موضوعات پر کتابیں منصۂ شہود پر آئیں جن سے عام وخاص مستفید ہو رہے ہے مرحوم محترم نے لوگوں کے لیے روحانی وجسمانی علاج کے نظم کے ساتھ ساتھ اپنی قوم کے نونہالوں کی تعلیم وتربیت کے لیے بنگلور ہی میں ایک مدرسہ کی بنیاد بھی ڈالی جواب ایک زبردست ادارہ اور ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے، جس میں تمام تر تعلیم کا منظّم انتظام ہے۔ اس ادارہ میں فی الوقت میرے بیٹے قاری محمد افضل ناظمِ تعمیرات ہیں اور دفتر امورِ محاسبی میں خدمت انجام دے رہے ہیں، بلاشبہ مرحوم کی یہ کاوش لائق تحسین ہے اور ان کے لیے صدقۂ جاریہ بھی۔

مرحوم نے چوں کہ پوری زندگی لوگوں کی بھلائی، اپنی قوم کی ترقی، قوم کے بچوں کی اصلاح وتربیت، کمزور اور بے سہارا لوگوں کی مدد میں صرف کی تھی، اس لیے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی برکت سے ان پر وقت سے پہلے موت کا شاید حال کھول دیا تھا، چناں چہ انہوں نے وفات سے ایک روز قبل گھر پر چھوٹا سا جلسہ کیا، جس میں گھر کے ہی افراد تھے انہیں بہت سی وصایا کیں اور پھر عطر کی ایک شیشی دی اور فرمایا: اس کو میرے کفن پر لگا دینا یہ مدینہ کا عطر ہے، اور یہ بھی فرمایا: اگر میں بیمار ہو جاؤں تو ہسپتال مت لے جانا، گویا کہ ان کو پہلے سے علم ہو گیا تھا کہ اب میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ چناں چہ ۱۵/جولائی ۲۰۲۰ء میں بوقت شام اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے اور اگلے روز اپنی اہلیہ یعنی ہماری ہمشیرہ کے برابر میں دفن ہوئے۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ تیرے گھر کی نگہبانی کرے

✧✧✧

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ

ایک تشنہ تاثر

حقانی القاسمی

فیض رساں شخصیتوں کے اوصاف اور اطوار الگ ہوتے ہیں۔ ان کی ذات محض جسم وجاں کا مرکب نہیں بلکہ کائناتی عناصر اور احساس کا مجموعہ ہوتی ہے۔ ان کے باطن میں ایک کائنات آباد رہتی ہے۔ حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ انھیں فیض گستر شخصیات میں سے تھے جن سے خلق خدا بلا کسی امتیاز کے فیضیاب ہوتی رہی اور جن کے الطاف وعنایات سے بہت سے پژمردہ اور مضمحل چہروں میں نور اور سرور کی کیفیت پیدا ہوئی۔ حکیم صاحب اپنے عہد کے روحانی اور جسمانی معالج تھے جنھوں نے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو خلق خدا کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ایسی معزز اور باوقار شخصیتیں اس مادی اور صارفی عہد میں خال خال ہی ملتی ہیں جن کا عوام سے مفاد اور منفعت کا نہیں بلکہ محبت اور عطوفت کا رشتہ ہو۔

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلوص اور ایثار کا ایک پیکر تھے جن کی زندگی کا ہر لمحہ تحرک سے عبارت ہے۔ انھوں نے مختلف سطحوں پر جو کارنامے انجام دیے ہیں، وہ قابل رشک وتقلید ہیں۔ صحافت ہو یا خطابت، یا طبابت وحذاقت، مقامی مسائل وموضوعات ہوں یا آفاقی ہر ایک میں انھوں نے اپنا ایک الگ نقش قائم کیا اور خاص بات یہ رہی کہ وہ سلیقے سے سارے کام انجام دیتے رہے۔ حکیم صاحب کی ذات میں جو خوبیاں تھیں وہ کسی کو بھی ان کا عقیدت مند بنانے کے لیے کافی ہیں۔ میں ان سے شرف ملاقات سے تو محروم رہا، مگر ان کی تحریروں سے ملاقاتوں کا جو سلسلہ رہا اس نے مجھے بھی ان کا عقیدت مند بنا دیا۔

حکیم محمد ادریس حبان رحیمی سے میری شناسائی کا ذریعہ ان کا رسالہ ’نقوش عالم‘ تھا۔ اس رسالے کے مشمولات دیکھ کر مجھے بڑا اچھا لگا کہ اس میں سیاسی اور سماجی موضوعات کے ساتھ طبی موضوعات بھی ہوتے تھے جن پر اردو رسالوں میں کم مواد دستیاب ہوتا ہے، خاص طور پر مجھ جیسے مریض کے لیے تو اس میں شفایابی کے بہت سے نسخے تھے، اس لیے میں وہ رسالہ بہت ہی انہماک کے ساتھ پڑھتا تھا اور شاید میں نے مدارس کے مجلّات پر تبصرہ کرتے ہوئے اس رسالے کے بارے میں بھی اپنے تاثرات اخبارات میں لکھے تھے۔ تعلیم وتربیت، گوشۂ اطفال، گوشۂ خواتین اور ادبیات کے علاوہ اس میں طبی موضوعات اور مسائل پر بھی بیش قیمت مضامین ہوتے تھے اور میرے لیے اس رسالے میں خاص بات یہ تھی کہ مجلس ادارت میں جو نام تھے ان میں سے بیشتر کی نسبت اسی خاک سے ہے جس کا ایک ذرہ میں بھی ہوں۔ قاسمیت کی کشش نے مجھے اس رسالے کے اور قریب کر دیا اور میں اس رسالے کا بے چینی سے انتظار کرتا رہتا تھا۔ یہی رسالہ حکیم محمد ادریس حبان رحیمی سے مکمل تعارف کا ذریعہ بنا اور پھر اس رسالہ کی تحریروں سے ان کی شخصیت کے بہت سے زاویوں سے شناسائی کی صورت نکلی۔ اسی رسالے کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ حکیم صاحب تعبیر رویا کے ذریعے ابن سیرین کی روایت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں جب کہ آج کے عہد میں خوابوں کی صحیح تعبیر بتانے والے خال خال ہی رہ گئے ہیں۔ ایک بار صلاح الدین پرویز صاحب جن کے ساتھ میں آواں گارد مجلّہ استعارہ کی ادارت میں شریک تھا، انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ حقانی! کوئی خواب کی تعبیر بتانے والے کا نام بتاؤ، میرے ذہن میں بغتاً حکیم صاحب کا نام آیا، صلاح بھائی اکثر خواب دیکھا کرتے تھے اور مجھے لگتا ہے کہ بے خوابی کی شکایت کی وجہ سے ان کے ذہن میں عجیب عجیب طرح کے خواب آتے رہتے تھے اور وہ اکثر اس کی تعبیر کے لیے پریشان رہا کرتے تھے۔ خواب تو میں بھی اکثر دیکھتا رہتا تھا بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ خوابوں کے آسرے پہ کٹی ہے تمام عمر مگر میں نے اضغاث احلام سمجھ کر کبھی اس کی تعبیر جاننے کی کوشش نہیں کی لیکن صلاح بھائی کا معاملہ ذرا مختلف تھا، اس لیے تعبیر رویا کے لیے میں نے حکیم صاحب سے رابطہ کی کوشش کی۔ شام کے بعد کسی لمحہ میں ان سے بات ہوئی، صلاح بھائی نے اپنے خواب بتائے اور حکیم صاحب نے ان خوابوں کی تعبیر بتائی۔ میں نے دیکھا کہ صلاح بھائی کے چہرے پر ایک چمک تھی اور وہ حکیم صاحب

کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ کہنے لگے کہ حقانی! تم نے بڑی عظیم شخصیت سے میرا رابطہ کروادیا۔ انھوں نے جو تعبیر بتائی تھی، شاید وہ صحیح ثابت ہوئی۔ صلاح بھائی کو یہ جان کر اور بھی خوشی ہوئی کہ حکیم صاحب بنگلور میں رہتے ہیں جہاں صلاح بھائی کی سسرال ہے۔ شاید بیچ بیچ میں بنگلور کا بھی حوالہ آیا ہوگا، اس لیے صلاح بھائی بہت زیادہ خوش تھے اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ حکیم صاحب کے پکے مرید ہوگئے ہیں۔ مجھے بھی حکیم صاحب کی گفتگو سے شفقت اور محبت کا اندازہ ہوا جب کہ میں بڑی شخصیات سے گفتگو کرتے ہوئے ذرا ڈرتا ہوں کیونکہ اکثر بڑی شخصیات میں زعم، عجب وتکبر، نخوت اور رعونت جیسی چیزیں ہوتی ہیں اور حکیم صاحب ان تمام مکروہات سے منزہ نظر آئے۔

حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کی شخصیت سے مجھے ایک ذہنی قربت سی محسوس ہوئی اور میں نے ان کی بہت سی تحریریں پڑھیں تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ شعروادب کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ اقبال، غالب، اکبر وغیرہ سے ان کی بھی ذہنی مناسبت ہے، اسی لیے وہ اکثر اپنی تحریروں میں ان کے اشعار اور اقوال رقم کرتے رہتے ہیں بلکہ شاید کچھ شاعری بھی کرتے تھے۔ انھوں نے مختلف موضوعات مثلاً طب، تصوف، سوانح، تذکرہ وغیرہ پر بہت سی اہم کتابیں تصنیف کی ہیں۔ یہ تمام کتابیں افادی اور معلوماتی نوعیت کی ہیں جن میں معلومات اور اطلاعات کا بیش بہا خزینہ ہے، خاص طور پر خوابوں کی تعبیر، خطباتِ رحیمی، خطباتِ حبان برائے دختران اسلام، کلید شفا، بیاضِ حبان، فیضانِ گنگوہی، اور ان کے دیگر خطبات وملفوظات بہت قیمتی ہیں۔ خدا نے ان کے وقت میں بہت برکت دی تھی کہ تمام تر مصروفیات کے باوجود تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد ان کی تصانیف ہیں اور ان تصانیف میں جو زبان و اسلوب ہے وہ بھی بہت شیریں اور سادہ ہے۔

حکیم صاحب جامع الکمالات تھے۔ انھوں نے جس خانوادے میں اپنی آنکھیں کھولیں وہ بھی خانہ ہمہ آفتاب کی مثال تھا۔ ان کی تعلیم وتربیت میں بھی بزرگوں کی محبتیں، شفقتیں اور دعائیں شامل رہیں، اسی لیے ان کی شخصیت کو وہ تمام محامد واوصاف ملے جن پر لوگ رشک ہی کر سکتے ہیں۔ ان کی شخصیت میں بہت سی خوبیاں تھیں اور انہی خوبیوں نے انھیں عوام وخواص میں محبوبیت ومقبولیت عطا کی تھی اور شاید اسی وجہ سے وہ ''حبیب الامت'' کے نام سے بھی مشہور تھے۔ ان کی طبی اور صحافتی خدمات

کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انھوں نے اپنے مطب رحیمی شفاخانہ اور مدرسہ دارالعلوم محمدیہ سے جو چشمہ فیض جاری کیا ہے، وہ یقیناً ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ مطب اور مدرسہ سے فیض اٹھانے والے صرف بنگلور میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ہیں۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حکیم صاحب نے اپنے علم وفن سے پوری دنیا کو فیضیاب کیا ہے۔ ایسی شخصیتیں ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہیں اور ہمیں ایسی شخصیتوں سے بڑی تحریک اور ترغیب ملتی ہے۔ حکیم صاحب کے انتقال سے یقیناً خلق خدا کا ایک ایسا خسارہ ہوا ہے، جس کی تلافی ناممکن ہے۔ ایسی شخصیتوں کے لیے مجھ جیسا گنہگار مغفرت کی دعا کرے تو کس منہ سے کرے، ہاں یہ حقیر فقیر یہ دعا ضرور کرسکتا ہے کہ حکیم صاحب نے معاشرے میں جو مشعلیں جلائی ہیں، اس کی تھوڑی سی روشنی میرے حصے میں بھی آجائے تو زندگی اور آخرت سنور جائے۔

Email: haqqanialqasmi@gmail.com

✧✧✧

صدیق الرشید حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

ہزار ہا لوگوں کی شفایابی کا باعث بنے

محترم المقام حضرت قاری نثار احمد خان صاحب قاسمی مدظلہ العالی

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں زیر تعلیم تھے اور ناظمِ جامعہ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قرآن کریم کا اجراء کیا کرتے تھے، راقم الحروف (نثار احمد قاسمی) اور حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ بعد نمازِ مغرب خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ پہنچ جاتے اور پیر کامل حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی نور اللہ مرقدہٗ نبیرہ حضرت گنگوہیؒ کی مجالس سے اکتسابِ فیض کرتے، عشاء کے بعد ان نورانی و عرفانی مجالس سے مدرسہ واپسی ہوتی۔ حضرت حبیب الامتؒ سے میری دوستی زمانۂ طالبِ علمی میں گنگوہ سے شروع ہوئی اور آخر تک برقرار رہی، بچپن کی بے شمار باتیں اور یادیں ہیں جنہیں اس مختصر مضمون میں تحریر کرنا ممکن نہیں۔ یوں سمجھیں کہ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ سے دوستی بڑی بے تکلفانہ تھی، سب کچھ ہونے کے باوجود میں آپ کو ''حضرت'' کہہ کر مخاطب کرتا اور آپ مجھے ''حضرت قاری صاحب'' کہا کرتے تھے، ہم ایک دوسرے کو ہمیشہ برادر تصور کیا کرتے، آپسی محبت بھی اسی قدر تھی، کبھی ایک دوسرے سے خفگی ہو جاتی تو پھر فوراً دور بھی ہو جایا کرتی۔ یہ خفگی محبت والفت اور گہری دوستی کا نتیجہ تھی، ورنہ ایک دوسرے کا اکرام اور احترام بہت زیادہ تھا۔

راقم الحروف کو بے شمار مرتبہ شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں دبانے کی سعادت حاصل ہوئی، اسی طرح حضرت حبیب الامتؒ کو بھی حضرت شیخ کی خدمت کا شرف

حاصل تھا، اکابر علماء اور بزرگان سے محبت کے نتیجہ میں ہم کھنچ کر گنگوہ خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ پہنچ گئے جہاں نبیرۂ حضرت گنگوہی کے ارشادات وملفوظات سے ہم نے اپنی تشنہ لبی کو سیرابی بخشی۔ جب کاشف العلوم میں تعلیم مکمل ہوگئی تو میں گنگوہ سے دارالعلوم دیوبند چلا آیا، حضرت حبیب الامتؒ بھی دیوبند ہی آنے والے تھے، لیکن تکمیل کے بجائے آپ نے خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ میں رہ کر اپنے نفس کے تزکیہ کو ترجیح دی۔ پیر و مرشد حضرت مصطفیٰ حامل رشیدی اعرابی المعروف حضرتِ اجانؒ سے مجھے اور حضرت حبیب الامتؒ کو بے حد محبت و قربت حاصل تھی، پیر کامل حضرت اجان نام ونسب کے پیر و مرشد نہ تھے بلکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی مقامات سے نوازا تھا، صاحب کشف اور صاحبِ کرامت تھے، ایک مرتبہ حضرت حبیب الامتؒ نے مجھے دیوبند خط لکھا کہ فلاں تاریخ میں حضرت اجان دیوبند تشریف لا رہے ہیں، اس وقت مدنی گیٹ کے اوپر ایک معتبر عالم دین ''بھائی جان'' کے نام سے رہا کرتے تھے جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں، وہ حضرت شیخ کے رشتہ دار تھے، انہوں نے شیخ اجان کے استقبال اور انتظام کے لئے راقم اور چند دیگر طلباء کو مختص کیا، جب آپؒ گنگوہ سے دیوبند پہنچے تو حضرت حبیب الامتؒ بھی ہمراہ تھے، شیخ کے کہنے پر ہم انہیں مزارِ قاسمی لے گئے، بہت دیر تک اپنے پیر و مرشد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی قبر مبارک پر پائینتی باادب کھڑے رہے، پھر زمین پر بیٹھ کر فاتحہ خوانی اور ایصالِ ثواب کیا، واپسی پر ہم نے دریافت کیا کہ حضرت بہت دیر تک آپ کھڑے رہے؟ فرمایا: میں نے سلام کیا اور جب تک جواب نہیں آیا تب تک کھڑا رہا، جب سلام کا جواب مل گیا تب بیٹھا۔

حضرت اجان کی مجلسوں میں اکثر و بیشتر عالیجناب عبدالحمید صاحب چرتھاولی، صوفی عاشق الٰہی شریک ہوا کرتے تھے، مجھے اور حضرت حبیب الامتؒ کو بھی آپؒ سے بڑا لگاؤ تھا، جو خدمت سپرد کردی جاتی ہم اسے بجالاتے۔ حضرت حبیب الامتؒ کو ابتدا سے ہی لکھنے پڑھنے کا بڑا شوق تھا، تحریر بھی ماشاء اللہ بڑی شاندار اور عمدہ تھی، جو دیکھتا تو دیکھتا رہ جاتا، جب خانقاہ میں قیام کیا تو شیخ کے احکامات کے علاوہ ان کے ملفوظات وارشادات اور مجالس بھی قلم بند کرنے لگے، ہم نے بڑے ضخیم مسودے دیکھے جو انہوں نے گنگوہ میں رہتے ہوئے تحریر کئے تھے، شیخ کے پاکستان ہجرت کرنے کے

بعد حبیب الامت کی ترتیب کردہ کچھ کتابیں پاکستان میں شائع ہوئیں اور ایک کتاب ''فیضانِ گنگوہی'' ہندوستان میں طبع کی گئی۔ حضرت حبیب الامتؒ کے اسی قلمی ذوق کا نتیجہ ہے کہ آج آپ کی بحمدللہ تعالیٰ دوسو سے زائد کتابیں منظر عام پر ہیں۔

پیر کامل حضرت اجان نور اللہ مرقدہٗ حضرت گنگوہیؒ کے نبیرہ تھے، خانقاہ قدوسیہ رشیدہ آپ سے ہی آباد تھی، بتانے والے بتاتے تھے کہ رکھ رکھاؤ بھی حضرت گنگوہی جیسا ہی تھا، مزاج میں بڑے سخت تھے، ہلکی سی بھی بے ادبی برداشت نہ کرتے، سہارنپور، دیوبند، تھانہ بھون اور دیگر مقامات سے اکابرین علماء کرام تشریف لاتے رہتے تھے، بعض مرتبہ ان سے ناراضگی اور خفگی کا بھی اظہار فرما دیا کرتے تھے لیکن سب جانتے تھے کہ حضرت گنگوہی کے نبیرہ ہیں تو مسکرا کر خاموش ہو جاتے اور کوئی آپ کی ناراضگی پر رنجیدہ نہ ہوتا۔ حضرت اجان کے بڑے بھائی بحر العلوم حضرت مولانا عبد الرشید محمود عرف حکیم نھو میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ بھی گنگوہ میں ہی رہا کرتے تھے، آپ کا مطب بڑا معروف تھا، دور دور سے لوگ علاج کے لئے آتے، حکیم صاحب بڑے حاذق طبیب تھے۔ میں اور حضرت حبیب الامتؒ اجازت لے کر ان کی مجالس میں شریک ہوتے، بلکہ حکیم نھوں میاں سے ہی حبیب الامتؒ نے ابتدائی طبی اسباق کا درس لیا، یقیناً جب استاذ ایسا ہو تو شاگرد بھی اسی درجہ کا ہوگا؟ حضرت حبیب الامتؒ آگے چل کر انہیں اسباق کے ذریعہ ہزارہا لوگوں کی شفایابی کا باعث بنے، اللہ تعالیٰ نے حکیم نھوں میاں کا دستِ شفا حبیب الامتؒ میں ایسا منتقل فرمایا کہ لاکھوں ٹوٹے دلوں اور ہزاروں لاعلاج مریضوں نے آپ کے ذریعہ صحت وتندرستی کی عظیم نعمت کو دوبارہ حاصل کیا۔

خانقاہ میں رہ کر اجان کی صحبت نے حضرت حبیب الامتؒ کو نکھار کر کندن بنا دیا، تزکیہ کی بھٹی میں ایسے تپائے گئے کہ کھوٹ الگ ہو کر خالص سونا رہ گیا، جب تمام امتحانات سے کامیاب ہوئے اور کسوٹی پر کھرے اُترے تو حضرت اجان نے کم عمری کے باوجود اجازتِ بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

میرے والد محترم حضرت صوفی محمد داؤد خان صاحب مرحوم شیخ الاسلام حضرت مدنی سے بیعت تھے، ان کے بعد اور بھی کئی بزرگ اکابر علماء کی مجالس میں شرکت کیا کرتے، اس لئے ان طلبہ سے بے حد محبت کیا کرتے تھے جو اکابرین کی خدمت میں رہنا اپنی سعادت سمجھتے تھے، یہی وجہ تھی کہ والد محترم

حضرت حبیب الامتؒ سے بھی بے انتہا محبت کیا کرتے تھے، گنگوہ کے دورانِ قیام حبیب الامتؒ کے ہمراہ چرتھاول ان کے گھر پر متعدد مرتبہ جانا ہوا، آپؒ کے والد محترم حضرت الحاج محمد عمران صاحب بھی علماء کرام اور مشائخ کے بے حد قدرداں تھے، اسی نسبت سے حضرت اجان کی دعوت کرتے رہتے تھے، دو ایک مرتبہ اجان رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ میں بھی حضرت حبیب الامتؒ کے دولت کدہ چرتھاول گیا، آپ کے والد بھی احقر سے بڑی محبت وشفقت کے ساتھ پیش آتے۔ راقم الحروف (ثار احمد قاسمی) کے مکان پر بجنور حضرت حبیب الامتؒ صرف ایک مرتبہ بغرضِ ملاقات تشریف لائے، ورنہ فراغت کے بعد اکثر وبیشتر ہماری ملاقاتیں مسجد کٹرہ بڑیان نزد مسجد فتح پوری چاندنی چوک دہلی میں ہوا کرتیں۔ حبیب الامتؒ جب بھی دہلی تشریف لاتے تو مجھ سے ملنے ضرور آتے۔

دار العلوم محمدیہ قائم کر کے آپ نے کڑی محنت ومشقت کی، مشائخ کرام کو مدعو کیا، ہر طرح کے ملی وفلاحی کاموں میں شرکت کی، مختلف تنظیموں کے ذریعہ ملت کے درد کا درماں کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی جدوجہد کو قبول فرمایا اور ادارہ کے ساتھ آپ کو بھی بامِ عروج عطا کیا۔ ابتدا میں میرا بنگلور جانا ہوتا تو ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ قیام رہتا، پھر مصروفیات ایسی ہوئیں کہ بارہ پندرہ سال بعد ۲۰۱۶ء میں بنگلور جانا ہوا، حضرت حبیب الامتؒ نے دار العلوم محمدیہ جلسۂ دستار بندی پچاس حفاظ کرام میں مدعو کیا تھا، دیگر رفقاء کے ہمراہ جلسہ میں شرکت کی، پہلے اور آج میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا تھا، تمام تر سہولیات سے پُر دیدہ زیب عمارتیں بن چکی تھیں، مدرسہ، خانقاہ، مسجد، مہمان خانہ اور کمپیوٹر سینٹر کے ساتھ عملہ کے لئے فیملی کے مکانات بھی موجود ہیں، یہ سب حبیب الامت حضرت حکیم صاحب کی محنت ولگن اور خلوص کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر فرمایا، اللہ تعالیٰ خوب خوب اجر عظیم عطا فرمائے، آمین!

حبیب الامتؒ اپنے دوستوں کو نہ کبھی بھولتے اور نہ کبھی ان کے اکرام میں کمی کرتے تھے، رحیمی شفاخانہ بنگلور کی عمارت خریدتے وقت میرے ہاتھ سے ٹوکن دلوایا، الحمدللہ آج اس دواخانہ سے آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں کو مستفیض فرمایا ہے۔ انہیں دنوں شیخِ ثانی حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادیؒ) سے

حضرت حبیب الامتؒ کا تعلق قائم ہوگیا، مجھے بھی کئی مرتبہ اپنے ہمراہ آپ کی خانقاہ زکیہ پرنامبٹ تمل ناڈو لے گئے، حضرت حاذق الامتؒ حبیب الامتؒ سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے، تمام خلفاء میں حبان صاحب کو ممتاز مقام حاصل تھا، خانقاہ میں حضرت حاذق الامتؒ نے حضرت حبیب الامتؒ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھایا تو میرا ہاتھ بھی پکڑ کر اپنے قریب مسند پر بٹھالیا، میں نے انکار کیا تو بھی اصرار کر کے اپنے قریب ہی بٹھایا۔ مجھ سے بھی ایسی ہی محبت وشفقت کا مظاہرہ فرمایا جیسی حبیب الامتؒ کے ساتھ تھی۔ حضرت اجان کے بعد میں نے بھی پختہ ارادہ کرلیا کہ حضرت حاذق الامتؒ سے بیعت ہوجاؤں۔ اس بات کا اظہار حضرت حبیب الامتؒ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ ضرور، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن سوئے قسمت! متعدد مرتبہ حبیب الامتؒ کے کہنے کے باوجود دہلی سے بنگلور جانا نہ ہوا اور حضرت حاذق الامتؒ وصال فرماگئے۔ چند سال قبل حضرت حبیب الامتؒ کے ہمراہ اجمیر شریف اور دیگر بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری ہوئی، اس سفر میں جناب سید افضل صاحب اور ڈاکٹر محمد سفیان صاحب بھی ہمراہ رہے، حبیب الامتؒ کے ذریعہ بہت سی قیمتی باتیں معلوم ہوئیں، سفر بڑا کامیاب رہا، جس کی یادیں ابھی تک تازہ ہیں۔

حضرت حبیب الامتؒ کے وصال سے دل کو سخت ترین صدمہ پہنچا، اس حقیقت کو دل نے تسلیم نہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی منشاء کے آگے ہر شئے بے بس ولاچار ہے۔ حبیب الامتؒ میں جہاں بے شمار خوبیاں تھیں وہیں وہ اپنی ایمانداری، محبت والفت، کشادہ دستی، مہمان نوازی، نرم گفتگو، فعالیت اور لوگوں کی خدمت کے جذبہ سے معمور تھے، ہزار ہا لوگوں نے آپ سے دینی وطبی اور روحانی فیض حاصل کیا، اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ حضرت حبیب الامتؒ کی بال بال مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

حبیب الامت حضرت حکیم صاحبؒ کے بعد آپ کے صاحبزادگان بھی آپ ہی کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں، اللہ رب العزت استقامت نصیب فرمائے اور آپ کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق بخشے، آمین یارب العالمین! دعا گو

نثار احمد خاں قاسمی (امام وخطیب مسجد کٹرہ بڑیان چاندنی چوک دہلی)

حضرت مولانا حکیم حبان صاحب کا تقویٰ

استاذ الحکماء حضرت حکیم عبدالحلیم صاحب قاسمی مدظلہ، چیئرمین ریکس ریمیڈیز دہلی

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے دل کو گہرا صدمہ ہوا، ہمارے درمیان بڑی طویل رفاقت تھی، پچھلی تین دہائیوں سے جو محبت وتعلقات قائم تھے الحمدللہ اس میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ وہی لگاؤ، وہی محبت، وہی بے تکلفی اور وہی خلوص ومروت اخیر تک قائم ودائم رہی۔ حالانکہ حالات ومصروفیات نے ملاقاتیں کم کردیں بلکہ جوں جوں زندگی رواں دواں رہی اس میں اور اضافہ ہوتا گیا۔ ہم دوست احباب آپ کو قاری حبان صاحب کے نام سے پکارتے۔

حضرت حبان صاحب نور اللہ مرقدہ ظاہری وباطنی خوبیوں کے سراپا مجسم تھے، آپ ہر پہلو سے خوب سے خوب تر نظر آتے، ریکس ریمیڈیز کے قیام کے موقع پر میں نے حکیم صاحبؒ سے کمپنی میں شمولیت کے متعلق کہا جس پر آپ نے بے انتہا مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مسکرا کر فرمایا: حکیم صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کی اس کمپنی کو خوب ترقیات سے نوازے، لیکن میں اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ میں نے دریافت کیا تو کہنے لگے: کاروبار اور معاملات کے درمیان دوستی میں کہیں فرق نہ آجائے، آپ سے تعلقات زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ حکیم صاحب کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی، آپ نے دوستی کو آخر تک نبھایا، ریکس ریمیڈیز کے لئے آپ کی بڑی دعائیں رہیں۔ کمپنی کے قیام کے بعد کئی مرتبہ تشریف لائے، آپ کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر دل باغ باغ ہوجاتا، دہلی میں جناب سراج الحق صاحب سیفی، قاری نثار احمد صاحب قاسمی کے ہمراہ حبان صاحب سے لال کنواں مطب میں طویل نشست رہتی، آخری ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ بھی اپنے اہل وعیال اور مریدین

ومتوسلین کے پورے قافلے کے ساتھ تشریف لائے تھے، میں بھی اہل خانہ کے ساتھ تھا، جانے کیوں حکیم حبان صاحب سے بے تکلفی کے باوجود بے حد عقیدت تھی، جس کا میں نے اظہار بھی کیا، مسکرا کر فرمانے لگے: آپ تو میرے استاد ہیں، ادویات کے متعلق ہمیشہ اپنے آپ کو طب کا طالب علم سمجھتے اور فون پر مریض کے متعلق مشورہ میں شرم محسوس نہ کرتے، میں نے محسوس کیا کہ مریض سے حد درجہ شفقت کا معاملہ فرماتے جو اکابرین کا طریقہ رہا ہے۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ حبان صاحب اچانک داغِ مفارقت دے جائیں گے اور یہ ملاقات آخری ثابت ہوگی؟

آپ کا تقویٰ: ایک مرتبہ حبان صاحب لال کنواں مطب تشریف لائے کافی دیر گفتگو رہی، اس درمیان آپ نے کہا کہ مجھے آج جمنا پار ایک صاحب سے ملنے جانا ہے، وہ مدرسہ کے لئے رقم دینا چاہتے ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب مدرسہ دارالعلوم محمدیہ کے مالی حالات دشوار کن تھے، جناب حبان صاحب چلے گئے، دوسرے روز میری ملاقات ہوئی، میں نے معلوم کیا: حبان صاحب! کل آپ کسی سے ملنے گئے تھے مدرسہ کے لئے کیا لے کر آئے؟ آپؒ نے کہا: حکیم صاحب! میں منع کر کے آگیا ہوں اور تفصیل سے بتلایا کہ ان صاحب سے ملاقات بہت اچھی رہی، انہوں نے کہا کہ آپ میری ایک لاکھ روپئے کی رسید بنا دیں، میں نے معلوم کیا، آپ کیا کام کرتے ہیں؟ تفصیل معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ان کا کام ناجائز ہے، لہٰذا میں نے کہا کہ میں آپ کی رقم لینے سے معذرت خواہ ہوں۔ ماشاء اللہ حکیم حبان صاحب کا کیا تقویٰ اور کیا توکل تھا، یہ وہ دور تھا جب ایک لاکھ روپئے آج کے ایک کروڑ روپئے کے برابر تھے، یہ واقعہ مجھے ذہن نشین ہو گیا اور آج اٹھائیس سال گزرنے کے باوجود میں اپنے دوستوں اور مدارس سے آنے والے احباب کو ضرور سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا ایمان عطا فرمائے، آمین!

آپ کی محبت: حکیم حبان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خوب دستِ شفا عطا فرمائی تھی، فنِ دواسازی میں بھی خوب مہارت تھی، جس کا اندازہ دہلی اور بنگلور کے مطب سے کیا جا سکتا ہے، نہایت نفیس اور نظافت پسند طبیعت کے مالک تھے، علم دوست تھے، مطب کی مصروفیات کے باوجود لکھنے پڑھنے کا شوق تھا، آپ کی دو سو سے زائد کتابیں جس کا بین ثبوت ہیں۔ مجھ سے بڑی بے تکلفی کے

باوجود ہمیشہ ادب ملحوظ رکھتے اور بڑی محبت کے ساتھ فرماتے ''حضرت حکیم صاحب''۔ سبحان اللہ! یہ ان کی محبت تھی۔ افسوس! ایسے اعلیٰ اخلاق اور صفات کی حامل شخصیت، بے مثال معبّر، بہترین دوست وکرم فرما سے آج ہم محروم ہو گئے ہیں جن کا کوئی نعم البدل نہیں۔ لکھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ افسوس اسی بات کا رہا کہ جناب حبان صاحب کا انتقال لاک ڈاؤن میں ہوا، نماز جنازہ اور تدفین میں شامل نہ ہو سکا، یہی منظور خدا تھا، آپ کے اخلاق اور محبتیں ہمیشہ ساتھ رہیں گی، کسی بزرگ نے سچ کہا تھا۔

جان جانی ہے، نکالی جائے گی
آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
پھول تربت پر میری ڈالو گے کیا
خاک بھی تم سے نہ ڈالی جائے گی

دلی جذبات کی ترجمانی ممکن نہیں، بس دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حبیب الامت حضرت حکیم حبّان صاحبؒ کی بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان خصوصاً تینوں صاحبزادوں حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور حکیم محمد عدنان حبان نوادر سلمہم واہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپؒ کے نقشِ قدم پر ثابت قدم رکھے اور جس مشن پر حضرت حکیم صاحب گامزن تھے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین!

شریکِ غم
(حکیم) عبدالحلیم قاسمی
چیئرمین ریکس ریمیڈیز دہلی

✧✧✧

آہ! حضرت حبیب الامتؒ جوارِ رحمت میں

حضرت مولانا ابومعاویہ محمد معین الدین صاحب ندوی قاسمی مدظلہ

میرے علمی دوست مولانا اکرام صاحب دامت برکاتہم (پرنامبٹ) کی جانب سے وہاٹس ایپ پر ۱۶/جولائی بروز جمعرات صبح ۶ بجے مندرجہ ذیل پیغام موصول ہوا! ماہر نباض معروف عالم دین بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی (خلیفہ حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحب پرنامبٹ) کا بنگلور میں ۶۲ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ یہ دل سوز، روح فرسا، غم اندوہ خبر پڑھتے ہی بے ساختہ زبان سے کلمہ ترجیع جاری ہوا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی جنت الفردوس.**

آہ! دنیائے طبابت کے مایہ ناز سپوت، علم وعمل کے پیکر، طبیب حاذق، درجنوں سے زائد کتابوں کے مصنف، شہر بنگلور کی عظیم ہستی حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمہ اللہ اس دارفانی سے دار بقا کوچ کر گئے۔ باری تعالیٰ نے آں موصوف کو بے شمار خصوصیتوں سے نوازا تھا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف جسمانی ماہر نباض حکیم تھے تو دوسری طرف آپ سے بے شمار خلق خدا نے روحانی تزکیۂ واحسان کی راہیں بھی طے کیں۔ ایک طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ اسلامی قلعہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور کے بانی ومہتمم تھے، تو دوسری طرف مجسمہ علوم معارف تھے، جہاں آپ کے اشہبِ قلم سے قیمتی کتابیں منظر عام پر آئیں، وہیں آپ اپنے مریدین ومتوسلین کے لئے پارس تھے۔ خلاصہ یہ کہ "**فالسماحۃ والفصاحۃ والتق والعلم اجمع والحج والخ**......" راقم السطور کو حضرت سے واقفیت کا ذریعہ آپ کی ادارت میں نکلنے والا میگزین نقوش عالم بنا۔ پھر اس کے بعد ہی وہاٹس

ایپ کے ایک گروپ رحیمی شفا خانہ سے جڑا، جس سے میں برابر حضرت کے مجربات، ملفوظات، مضامین اور بیانات سے مستفیض ہوتا رہا، اسی طرح ہر ماہ کا میگزین نقوش عالم بھی پی ڈی ایف کی شکل میں آتا تھا۔ رواں مہینہ بھی ۷/جولائی کو موصول ہوا تھا، جس میں حضرت کا نقش اول کے تحت مضمون "قربانی اللہ تعالی کا پسندیدہ عمل" دیکھنے کو ملا، اسی طرح رسالہ میں مجلس رحیمی کے عنوان سے آپ کے ملفوظات بھی شامل ہوتے ہیں، کبھی کبھی گروپ میں آپ کے مضامین حضرت کی چھوٹی چھوٹی ویڈیو کلپ بھی شیر کی جاتی تھیں جو دینی واصلاحی ہوا کرتی تھیں۔

حضرت کے بارے میں فخر الاماثل، مجاہد ملت، نمونہ سلف حضرت مولانا شبیر احمد سلوجی صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ زکریا جنوبی افریقہ) خلیفہ مجاز فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ (سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں:

حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان مدظلہ ایک دردمند شفاف دل اور جمالیات سے لبریز نگاہیں اپنی ملکیت میں رکھتے ہیں خود ایک باخنداں، نرم خو، خوش گفتار وخوش مزاج ملنسار انسان ہیں۔ (جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ ۱۷)

حضرت حبیب الامت کی عظیم المرتبت شخصیت کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مجاز بیعت گنجینہ علم وعرفاں سالک حق حضرت مولانا قاری علاؤ الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی دربھنگوی لکھتے ہیں: جن حضرات نے ہمارے علامہ حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس صاحب کی شخصیت آپ کے حسن اخلاق، صاف وروشن معاملات آپ کی علمی لیاقت اور مخلوق خدا میں بے حد مقبولیت اور ہر دلعزیزی نیز سیکڑوں موضوعات پر آپ کی انمول تصانیف اور شب وروز کی پاک وپاکیزہ مصروفیات آپ کی خصوصی اور عمومی مجلسوں کے فیوض وانوار کا مشاہدہ اور ان سے کسی بھی درجہ میں انتفاع کیا ہے وہ شہادت دیں گے کہ حضرت والا کی خواص وعوام میں کتنی پذیرائی ہے۔ (تفسیری خطبات حبان ۲۸)

احقر کا حضرت سے صرف شناسائی تک ہی معاملہ رہا دیدار کی شرف یابی سے محروم رہا، سال گزشتہ بعد رمضان المبارک آندھرا پردیش کی ایک دینی درسگاہ (جامعہ نعمانیہ، ویکوٹہ چتور) بغرض درس وتدریس جانا ہوا، فدوی کی جائے قیام شہر بنگلور سے تقریباً سو کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی، چنانچہ ایک

مرتبہ یہ ارادہ ہوا کہ شہر بنگلور کی مشہور دینی درسگاہوں کی زیارت کی جائے، اپنے اس ارادہ کا اظہار اپنے رفیق تدریس حضرت مولانا نیاز صاحب دامت برکاتہم سے کیا، حضرت تیار ہو گئے، حسن اتفاق کہ اسی درمیان ایک تقریب جو بنگلور میں ہونا طے تھی اس میں شرکت کی دعوت ملی۔اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ۲۸/ مارچ ۲۰۲۰ء کو، بذریعۂ بائیک اپنے رفیق ورہبر حضرت مولانا نیاز صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں شہر بنگلور کے لئے روانہ ہوا، سب سے پہلے جامعہ شمس القرآن لکسندرا بنگلور جانا ہوا، پھر تقریب میں شرکت ہوئی، بعد طعام شہر بنگلور کی مشہور تعلیم گاہ دارالعلوم شاہ ولی اللہ ٹیانری روڈ بنگلور، اسی طرح شہر بنگلور کی سب سے قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم سبیل الرشاد (عربی کالج) گووند پور جانا ہوا، اس کے علاوہ حضرت حبیب الامت کا ادارہ بھی جانا تھا، لیکن وقت کی قلت کی وجہ سے جانہ سکا اور آئندہ کا عزم کر کے واپس آ گیا۔کاش کہ اگر اس موقع پر وقت میں کشادگی ہوتی تو حضرت کی خدمت میں حاضری ضرور ہوتی۔

آپ کا آبائی وطن صوبہ یوپی، ضلع مظفر نگر کے مشہور قصبہ چرتھاول ہے، جہاں 20/اپریل 1958ء میں آپ کی ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم قصبہ میں ہی حاصل کی، اس کے بعد ''خادم العلوم باغوں والی'' پھر گنگوہ کے مشہور ادارہ ''جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ'' میں داخلہ لیا اور تعلیم مکمل فرمائی۔آپ خصوصی طور پر نبیرہ فقیہ النفس حضرت حکیم عبدالرشید محمود انصاری (عرف حکیم نھو میاں گنگوہی) کی خدمت میں آٹھ سال رہ کر فیضیاب ہوئے۔

آپ تقریباً چالیس سال سے بنگلور میں قیام پزیر تھے، بلکہ اب تو آپ کے اہل وعیال کا وطن اصلی ہو چکا ہے۔آپ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے بزرگوں کا مشہور قصبہ پرنامبٹ (تامل ناڈو) کی معروف بزرگ ہستی حضرت حکیم زکی الدین احمد صاحب سے تعلق قائم کیا، حضرت حکیم صاحب نے آپ کو خرقۂ خلافت سے نوازا، آپ اپنے شیخ ومربی کے بارے میں اپنی کتاب امت کے روشن چراغ میں رقم طراز ہیں: مصلح زماں، طبیب دوراں، عارف باللہ، آفتاب علم نبوت، حاذق الامت، حضرت مولانا شاہ حکیم زکی الدین احمد صاحب قبلہ رحمہم اللہ خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی پرنامبٹ تمل ناڈو ان پاکیزہ نفوس میں سے تھے کہ جن کو اللہ رب العزت نے اپنے زمانہ کے لوگوں کی اصلاح

وتربیت کے لئے مخصوص فرمایا ہے (امت کے روشن چراغ ۳/۱۳۷) کاتب السطور اگر مندرجہ بالا کلمات حضرت کی ذات کے بارے میں کہتا ہے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا، آپ سے بھی خلق کثیر اصلاحی تعلق قائم کر کے خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے، ہمارے علاقہ کے بھی ایک عالم دین حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم (مدیر مکتبہ رحمت عالم پالی، گھنشیام پور، دربھنگہ، بہار) آپ کے خلیفہ ہیں، مرشد ومسترشد میں غایت درجہ کا لگاؤ ومحبت تھی: ؎

یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ حبیب الامت حضرت حکیم صاحب کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔آمین!

ابو معاویہ محمد معین الدین ندوی قاسمی
خادم التدریس جامعہ نعمانیہ، ویکوٹہ، آندھرا پردیش

✦✦✦

عجب اک سانحہ مجھ پر گزر گیا

فخرِ اردو ہمدردِ قوم عالی جناب منور حسن کمال قاسمی مدظلہ

سابق سب ایڈیٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا اردو دہلی

اسلام کے بنیادی سرچشمے قرآن اور احادیث ہیں، جن کی تعلیمات و ہدایات پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ قرآن کریم ہی دین اسلام میں قطعی حجت ہے اور احادیث شریف بھی۔ قرن اول سے دین اسلام کے علما وصلحا عام مسلمانوں کو دین اسلام کی اتباع اور فقہی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی جانب نہ صرف راغب کرتے رہے ہیں، بلکہ اس کے لیے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اسلامی ارکان کی تشریح وتوضیح کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے ہیں۔

ہمارے عہد کی ایک عظیم اور بزرگ شخصیت حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی بھی انہیں علما وصلحا اور عظما کی پیروی کرتے ہوئے کم وبیش چالیس برس تک خدمت انجام دینے کے بعد اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔ ان کی وفات یقیناً ایک سانحہ ہے، ان کے فرزندوں مولانا ڈاکٹر محمد فاروق، مولانا ڈاکٹر محمد عثمان سے اظہار تعزیت کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں تھے کہ بات کس طرح شروع کروں۔ اس لیے کہ ان کے انتقال پر ملال کی خبر میرے ایک بڑے ذاتی خسارے سے کم نہیں تھی، اور میں اپنے حواس مجتمع کرنے کے لیے خود کو تیار کرتا رہا تا آں کہ دو روز کے بعد مولانا ڈاکٹر محمد فاروق سے اظہار تعزیت کے لیے فون ملایا۔ اُدھر سے انتہائی رنج وملال میں ڈوبی ہوئی آواز سنی تو میں جو خود کو اظہار تعزیت کے لیے تیار کر چکا تھا، روہانسا ہوگیا اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہوگئے، یقیناً یہی کیفیت دوسری طرف بھی تھی۔ چند ٹوٹے پھوٹے جملوں کے بعد

سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اپنی قلبی کیفیت ظاہر کرنے کے لیے میرے پاس نہ الفاظ ہیں اور نہ اتنی سکت ہی ہے کہ کچھ جامع گفتگو کر سکوں۔ خود کو بہت مجبور تصور کر رہا ہوں۔ حضرت حکیم صاحب سے کئی برس سے رسمی شناسائی تھی، لیکن باضابطہ ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ میرے عزیز ترین دوست مفتی محمد ساجد کھجناوری سے یوں ہی دوران گفتگو حضرت حکیم صاحب سے ملاقات کا عندیہ ظاہر کیا تو انہوں نے وعدہ کرلیا اور چند برس پہلے ان کی دہلی آمد پر اپنے وعدے کو وفا اس طرح کیا کہ مفتی صاحب ان کے بیٹے کے ہمراہ مجھے ابوالفضل انکلیو جامعہ نگر دہلی میں ڈھونڈتے رہے اور میں غریب خانے سے دور ایک کام کے سلسلے میں کہیں دور تھا۔ فون پر بات ہوئی تو نہایت افسوس ہوا کہ میں اس وقت ابوالفضل میں نہیں تھا۔ شام سے قبل حضرت کے شفاخانے گلی شنکر والی آصف علی روڈ پہنچا تو انہیں اپنا منتظر پایا۔ یہ حضرت اور ان کے صاحب زادے حکیم محمد فاروق سے میری پہلی ملاقات تھی۔ اس ملاقات کا ماحصل یہ ہے کہ ملنے پر حضرت علیہ الرحمہ کی گفتگو نے یہ محسوس بھی نہیں ہونے دیا کہ ان سے پہلی مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ حضرت علیہ الرحمہ کی گفتگو میں جو مٹھاس، اپنائیت اور والہانہ پن نظر آیا، اس نے ملاقات کے لطف کو دوچند کر دیا۔ یوں بھی اپنے دیار (مظفر نگر) کے لوگ جب کہیں ملتے ہیں اور ان پر خدا کا خاص فضل ہوتا ہے تو اس لمحے جس مسرت کا احساس ہوتا ہے، وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ ان کی سوچ وفکر وتقویٰ طہارت اور قوم وملت کے تئیں بے انتہا مخلصانہ روش ایسی تھی کہ کوئی بھی ان کا گرویدہ ہوسکتا تھا۔

میں گفتگو کے لیے بہت سی باتیں سوچ کر گیا تھا، لیکن جب حضرت علیہ الرحمہ سے گفتگو شروع ہوئی تو وہ بولتے رہے اور میری سماعتوں میں رس گھولتے رہے، میں چاہتے ہوئے بھی بہت کم ہی بول پایا۔ زیادہ دیر ان کی عالمانہ اور حکیمانہ گفتگو سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ ایسی شخصیتیں غیر معمولی، انقلاب آفریں اور بے شمار خزانوں کی مالک ہوتی ہیں، جن کو سنتے جاؤ بس سنتے جاؤ! بالکل ایسے ہی حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت تھی۔ رب تعالیٰ نے انہیں بے پناہ صلاحیتیں ودیعت کی تھیں۔ دوران گفتگو فصاحت وبلاغت کے ایسے بے شمار موتیوں کے خزانے لٹاتے تھے کہ بس دامن بھرتے جائیے۔ در اصل اکتساب فیض تو سامنے والے کے شوق وذوق پر منحصر ہے کہ وہ اپنی خالی جھولی کس طرح بھرتا ہے

اور اپنی زندگی کی تاریکیوں کو کس طرح ضوفشانیوں میں بدلتا ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ سے جب بھی ملاقات ہوئی وہ اسی طرح موتیوں کے خزانے لٹاتے رہے اور میں اپنا دامن مراد بھرتا رہا۔ مجھے یہ معلوم ہی نہیں ہوسکا کہ وہ میرے حالات سے بڑی حد تک واقف ہو چکے ہیں۔ جتنا وقت بھی ان کے ساتھ گزرتا وہ بالکل ایک بزرگ وشفیق اور مربی ومحترم بڑے بھائی کی طرح میری بات سنتے اور ضروری مشورے دیتے۔ ایسی باتیں بہت کم دیکھنے میں آئی ہیں کہ سامنے والا آپ سے ملتے ہی وہ سب کچھ سمجھ جائے جو آپ کے دل میں ہے۔ اس حوالے سے تو وہ یقیناً ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت تھے کہ جنہیں چراغ رخ زیبا لے کر بھی نہیں ڈھونڈا جاسکتا۔ میں ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے اگر بیٹھ جاؤں تو ایک دفتر درکار ہوگا۔

یہ تو میں نے اپنا غم غلط کرنے کے لیے چند سطریں سپرد قلم کردی ہیں۔ ان کی اہم تصانیف کے فیضان کو عام کرنے کے لیے خدا نے چاہا تو مزید گفتگو کروں گا۔ آخر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ رب تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ سکون وراحت عطا کرے اور جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ علین میں خاص مقام عطا فرمائے! آمین ثم آمین!

سوگوار منور حسن کمال

N-93 ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر نئی دہلی۔25

✧✧✧

جامع کمالات شخصیت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

خادم الملت شاعر اطفال حضرت ڈاکٹر امجد حسین صاحب حافظ کرناٹکی مدظلہ العالی

سابق چیئرمین کرناٹکا اردو اکادمی

زندگی ایک چھتنار درخت کی طرح ہے۔ قدرت نے اسے حیات کی زمین میں بویا اور سینچا ہے۔ یہ درخت اسی زمین سے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے اسی کی نمی چوس کر اپنی شادابی بڑھاتا ہے اور اسی زمین میں اپنی جڑیں گہری اتار کر اپنی عمر بڑھاتا ہے۔ یہ قدرت کا نظام ہے، یہ چھتنار درخت جسے ہم زندگی کے نام سے یاد کرتے ہیں اس پر ہمیشہ نئے بیل بوٹے لگتے ہیں اور پرانے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ ان پرانے پتوں میں کچھ پتے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے شاخ سے ٹوٹنے کا زخم درخت برسوں تک اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے اور اس کا بوجھ دھرتی کو بھاری لگتا ہے۔ کیوں کہ یہ دھرتی، یہ مٹی ہی تو تخلیق آدم کا ذریعہ ہے۔ اسی مٹی سے آدم کا خمیر تیار ہوا تھا۔ اس لئے یہ مٹی اپنوں کو مٹی میں ملتے دیکھتی ہے تو اس کا سینہ شق ہو جاتا ہے۔ مگر قدرت کے قانون کے سامنے سبھی بے بس اور راضی بہ رضا ہیں۔

حضرتؒ کی زندگی

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی کی شخصیت بھی زندگی کے چھتنار درخت کے اس سرسبز وشاداب اور صحت بخش پتے کی سی تھی جس کا ''شاخ زندگی'' سے ٹوٹ کر گرنا زندگی کے وجود پر ایک کاری زخم کی طرح محسوس ہوتا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ زندگی کا یہ پھیلا ہوا درخت زمانہ دراز تک اپنے اس چہیتے، ہر دل عزیز بہترین خوبیوں سے معمور پتے کی جدائی کا زخم

سینے پر سجائے رکھے گا اور اسے نشان امتیاز جان کر آنے والے موسموں کے پروانوں کو فخر سے دکھائے گا۔ زندگی کا شجر سایہ دار اپنے ایسے ہی خوشبودار، خوب صورت، صحت وتوانائی اور نیکی کی روشن علامت کے حامل پتوں کی وجہ سے حیات کی زمین پر سر اٹھا کر کھڑا رہتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی بہت ہی اہم شخصیت کے انتقال سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کی بنیاد کا پتھر اکھڑ گیا ہے یا کوئی درخت اپنے وجود کے ساتھ ڈھے گیا ہے۔ وہ درخت جس کی چھاؤں نے ہزاروں لوگوں کو راحت پہونچائی، جس کے پھلوں کے ذائقے نے ہزاروں لوگوں کے جسم وجان کو توانائی بخشی، جس کے سائے میں کتنے ہی پودوں نے موسم کے سرد وگرم کا سامنا کیا۔ وہ درخت جو ریگستان میں آخری امید کی طرح سر سبز وشاداب تھا۔ کچھ ایسی ہی شخصیت تھی حبیب الامت کی۔ وہ صرف شہر بنگلور ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری ہندوستانی یونانی طریقِ علاج کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی قابلیت، لیاقت اور خدا کی بخشی شفائی صفت کی بدولت یونانی طریقِ علاج کی شناخت کو اس وقت مستحکم کیا جب ساری دنیا ایلوپیتھی طریقِ علاج کے سیلاب میں بہتی چلی جا رہی تھی۔ یونانی طریقِ علاج نہ صرف یہ کہ ہماری تاریخ وتہذیب اور ہمارے ماہر اطباء کی وراثت ہے بلکہ یہ مغربی طریقۂ علاج کی آندھی کے سامنے پاکیزہ طریقِ علاج کی ایک مستحکم دیوار ہے۔ حبیب الامتؒ نہ صرف یہ کہ ایک ماہر نباض طبیب اور حکیم حاذق تھے بلکہ وہ ایک زبردست عالم اور روحانیت کے خوگر نہایت نیک دل انسان تھے۔ اگر انہیں ہم باقیات صالحات کے زمرے میں رکھیں تب بھی کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کیوں کہ ہمارے جتنے اکابر علما اور صوفیا گزرے ہیں وہ سب کے سب عالم بے بدل کے ساتھ ساتھ حکمت کے اسرار سے بھی آگاہ تھے۔ ہمارے خانقاہی نظام کے بزرگان جس طرح روحانی علاج میں مہارت رکھتے تھے اسی طرح جسمانی اور ذہنی امراض کے علاج میں بھی ماہر ہوا کرتے تھے، یہ ساری خوبیاں جمع تھیں حبیب الامتؒ کی شخصیت میں۔

لاعلاج مریضوں کی امید

حبیب الامتؒ رسماً نہیں واقعتاً اپنی ذات سے ایک انجمن اور جسمانی وروحانی علاج کی ایک زندہ جاوید خانقاہ تھے، اللہ نے ان کے ہاتھ میں زبردست شفا دی تھی۔ زندگی سے مایوس مریض بھی

ان سے ملنے کے بعد زندگی کی امنگوں سے بھر جاتے تھے۔ ہزاروں لاعلاج مریضوں کی آخری امید گاہ تھے حبیب الامتؒ، ان کی ذات سے بنگلور شہر میں ایک خاص طرح کی رونق تھی ایسی رونق جس میں روحانیت کی پاکیزگی کی خوشبو کا احساس رچا بسا تھا۔ علم وانکسار کا رنگ گھلا ملا تھا۔ اپنائیت اور سلوک اور تواضع کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

حضرت کی شفقت ومحبت

حبیب الامتؒ کا رخصت ہو جانا کسی ایک شعبے کی کڑی کا ٹوٹ جانا نہیں ہے بلکہ کئی کڑیوں کا ٹوٹ کر بکھر جانا ہے۔ وہ ایک طرف حکمت کی قدیم اور مضبوط کڑیوں کے سلسلے کی مضبوط ترین کڑی تھے تو دوسری طرف روحانیت اور خانقاہیت کے سلسلے کی بھی عمدہ ترین اور مضبوط کڑی تھے۔ اسی پر بس نہیں ہے، وہ دینی علوم کے حصول اور اسے عام کرنے کے سچے جذبے کے حامل نظامی طریقِ تدریس کی بھی بہت بڑی کڑی تھے۔ ان سب کے علاوہ وہ عوام الناس کے درمیان ربط باہمی پیدا کرنے کی بھی سب سے بھروسے مند کڑی تھے۔ ان کے سانحۂ ارتحال سے امت کا بہت خسارہ ہوا ہے۔ ان کی رحلت میرا ذاتی خسارہ اور محرومی کا باعث بھی ہے۔ وہ اتنے بلند مرتبے کے انسان، عالم، حکیم اور روحانی پیشوا ہونے کے باوجود مجھے بے حد عزیز رکھتے تھے۔ ہر طرح دل جوئی کرتے تھے۔ ہر کام اور معاملے میں حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اپنے مدرسہ کے دستار بندی کے جلسوں میں بہ اصرار محبت اور شفقت سے بلاتے تھے۔ ان کے ہونے سے ایسا لگتا تھا کہ دنیا میں کوئی ہے جس کو میری یاد آتی رہتی ہے۔ جس کو میری صحت کی فکر رہتی ہے۔ ان کی محبتوں اور شفقتوں کی انتہا نہیں تھی۔ وہ اکثر فون پر دریافت کرتے، طبیعت کیسی ہے، کوئی تکلیف تو نہیں ہے، صحت کیسی ہے اور اگر میں کچھ تکلیف بتاتا تو پوچھتے کس ڈاکٹر کا علاج چل رہا ہے، کون کون سی دوائیں کھا رہے ہیں اور پھر آخری فیصلہ سناتے ساری دوائیں چھوڑ دیں، کوئی فکر نہ کریں، یہ کوئی بڑی تکلیف کی بات نہیں ہے۔ اور پھر دو تین دن کے اندر ہی ان کا پارسل آجاتا۔ دوائیں کتنی کھانی ہیں، کب کھانی ہیں، کس طرح کھانی ہیں ساری تفصیلات دوا کے ساتھ موجود ہوتی تھیں۔ ان کا انداز اتنا پیارا، اپنائیت اور خلوص کی گرمی سے اتنا شرابور ہوتا کہ آدھی بیماری تو صرف ان کی باتوں سے دور ہو جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ دور دور سے

ان کے یہاں علاج کے لئے آتے۔ دکھوں سے کراہتے اور اندیشہ ہائے دور دراز سے گھبرائے ہوئے آتے اور رخصت ہوتے وقت اس طرح امنگوں سے بھرے نظر آتے گویا ڈاکٹر صاحب نے کسی مسیحا کی طرح سر پر ہاتھ پھیر کر انہیں ہر طرح کے مرض سے پاک کر دیا ہو۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ سبھی کے دوست تھے، چاہے کوئی مریض ہو کہ مولانا، عام انسان ہو کہ بڑا حاکم، روحانی تعلیم کا خوگر ہو کہ دینی تعلیم کا واقف کار، علم دوست ہو کہ ادب دوست، کسی کو یہ نہیں محسوس ہوتا کہ ڈاکٹر صاحبؒ ان سے کسی سے کم پیار یا شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اسی لئے لوگ انہیں حبیب الامتؒ کے لقب سے یاد کیا کرتے ہیں۔ وہ سچ مچ حبیب الامتؒ تھے۔ امت کا درد لہو بن کر ان کی رگوں میں دوڑتا تھا۔ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور لیاقتوں سے کام لے کر امت کا درد مٹانے میں لگے رہتے تھے۔ چاہے وہ درد جسمانی ہو کہ روحانی، علمی ہو کہ ذہنی، گویا انہوں نے خود کو خلق خدا کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ یہ حبیب الامتؒ کی شخصیت کا ہی سحر تھا کہ جو ایک بار ان سے مل لیتا تھا ہمیشہ کے لئے ان کا ہو کر رہ جاتا تھا۔ ایسی با کمال اور محبت و شفقت اور خدمت کے جذبے سے لبریز شخصیت روز روز پیدا نہیں ہوتی۔ اس لیے ان کے بچھڑنے کا غم بھی سوا ہوتا ہے۔ ملال کا رنگ بھی اتنا گہرا ہوتا ہے کہ پورے سماج اور معاشرے کے چہرے پر دور سے ہی نظر آنے لگتا ہے۔ جب سبھی لوگ ایک ہی غم کی آگ میں جل رہے ہوں، ایک ہی طرح کی کمی محسوس کر رہے ہوں تو پھر ایک دوسرے کی تسلّی کے لئے کچھ کہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

یہ حبیب الامتؒ کی شخصیت کا خلوص تھا کہ انہوں نے جس طرف قدم بڑھایا شاہ راہ بن گئی۔ جس میدان میں قدم رکھا اس کی ہریالی نکھر گئی، جس طرف نظر اٹھا کر دیکھا وہ ان کا ہو گیا۔ جس طرف چل پڑے لوگوں نے اسے کامیابی کا راستہ سمجھ لیا۔ ان کے چہرے پر جو نورانیت تھی، ان کی باتوں میں جو حلاوت تھی، ان کے انداز میں جو اپنائیت تھی اور تواضع و تکریم کے وہ جیسے پیکر نظر آتے تھے وہ ان کے باطن کی طہارت تھی۔ انسان کا باطن روشن اور منزہ ہو تو ظاہر اپنے آپ سحر کار بن جاتی ہے۔ میں نے حبیب الامتؒ کو سفر میں بھی دیکھا ہے اور حضر میں بھی۔ مجلسوں میں بھی دیکھا ہے اور تنہائی میں

بھی۔ میں نے ان کی معیت میں دہلی، یوپی کا سفر بھی کیا ہے۔ ہر حالت میں انہیں نفس مطمئنہ کا پیکر پایا۔ خلوص اور انکسار کی مثال دیکھا۔

بزرگوں کے تربیت یافتہ تھے

حضرت حبیب الامتؒ بزرگوں اور خانقاہوں کے تربیت یافتہ اور صحبت یافتہ تھے۔ اس لئے ان کے ظاہر و باطن میں کوئی تضاد نہیں تھا۔ ان کا ظاہر ان کے باطن کا آئینہ تھا۔ انہوں نے مجھ ناچیز کو جس اپنائیت اور خلوص کے ساتھ اعزاز بخشا تھا اس سے ان کی شخصیت کی عظمت کا احساس دل میں ہمیشہ کے لئے بیٹھ گیا۔ ان کے لکھے ایک ایک جملے نے مجھے اپنے سحر میں گرفتار کر لیا۔ ان کے حوصلہ افزا اور تعریفی کلمات نے مجھے ان کی امیدوں پر کھرا اُترنے کا جذبہ بخشا۔ یہ بڑے لوگوں کی شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے عزیزوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں کہ عزیز ان کی تعریف کے معیار پر پورا اترنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ عزیزان ملّت کے مزاج میں مثبت تبدیلی واقع ہوتی ہے بلکہ تبدیلی کا یہ مثبت رویہ پھیل کر پورے سماج کو اپنے دائرے میں لے لیتا ہے اور ایک بہترین تبدیلی کا امکان روشن ہو جاتا ہے۔

یہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ حبیب الامتؒ کو اللہ نے اولادیں بھی ایسی ہی نیک فعال اور فرماں بردار عطا کیں۔ اور ان میں وہ ساری خوبیاں ودیعت فرمادیں جن کے طفیل وہ اپنے والد کی وراثت کو خوبی کے ساتھ سنبھال سکیں۔ سچ ہے کہ جب جذبہ سچا ہوتا ہے، دل میں خلق خدا کی خدمت کا جذبہ موجیں مارتا ہے تو اللہ کی طرف سے ایسی امداد مہیّا کر دی جاتی ہے جس سے روایت اور وراثت کو تسلسل حاصل ہو جاتا ہے۔

حبیب الامتؒ کا ہم سے رخصت ہو جانا ایک بہت بڑا حادثہ بلکہ جاں کاہ واقعہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور حبیب الامتؒ کے آل اولاد، خویش واقارب دوست احباب اور چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین!

✧✧✧

ایک عظیم بافیض شخصیت

مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی رحمۃ اللہ علیہ

فخر ملت حضرت مولانا مفتی محمد عارف جیسلمیری صاحب مدظلہ العالی
ناظم اصلاحِ معاشرہ جمعیۃ علماء لدھیانہ پنجاب

ملت اسلامیہ ہندیہ کے علمی و دینی اور ملی وسماجی حلقوں کے لئے یہ خبر بڑی ہی اندوہناک ہے کہ ملک کے معروف عالم دین اور عہد حاضر کے ماہر نباض وحکیم مولانا محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی ثم بنگلوری حیات مستعار کی تریسٹھ بہاریں دیکھ کر سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئے۔اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ، اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَ لَهٗ مَا اَعْطٰى وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى.

ڈاکٹر مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحبؒ سے غائبانہ واقفیت کا ذریعہ پہلے پہل ان کا جاری فرمودہ ماہنامہ ''نقوشِ عالم'' بنا تھا۔آج سے کوئی پانچ چھ سال پہلے کی بات ہے،مسجد عمر فاروق پنجابی باغ ٹبّہ روڑ لدھیانہ میں ماہنامہ نقوش عالم کے دو تین شمارے نظر نواز ہوئے،کھول کر پڑھنا شروع کیا تو مولانا محمد ادریس حبان صاحب رحیمی چرتھاولی کے مضامین نے بہ طورِ خاص متاثر کیا اور پھر یہ نام خانۂ ذہن میں اچھی طرح محفوظ ہوگیا۔ بعد میں معروف صاحبِ قلم مفتی محمد ساجد صاحب کھجناوری جیسے واقف کار حضرات کے توسط سے آپ کے حالات وخدمات کا تفصیلی علم ہوا۔راقم سطور نے سال گذشتہ شہر بنگلور کے دس روزہ پروگرام کا منصوبہ بنایا تھا اور اس سفر میں وہاں کی جن بافیض شخصیات کی خدمت میں حاضری اور جن مدارس وجامعات کے دیکھنے کا پختہ قصد وارادہ تھا،ان میں مولانا حکیم محمد

ادریس حبان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے قائم فرمودہ ادارے ''دارالعلوم محمدیہ بنگلور'' کا نام سرفہرست تھا۔افسوس کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے اس سفر کی نوبت نہ آسکی اور اس طرح حضرت چرتھاولی کی خدمت میں حاضری کی خواہش،خواہش ہی رہ گئی۔وَ كَمْ مِّنْ حَسَرَاتٍ فِيْ بُطُوْنِ الْمَقَابِرِ.

مولانا حکیم محمد ادریس حبان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر قدرت شروع سے ہی مہربان رہی، انھوں نے چرتھاول ضلع مظفرنگر کے ایک ایسے گھرانے میں آنکھیں کھولیں جو دین اور مشائخِ دین سے مضبوط وابستگی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ کے مصداق تھا۔آپ کے دادا مرحوم کا تقسیم ہند و پاک سے کئی سال پہلے بانیِ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کی معیت میں متحدہ پنجاب کا سفر ہوا تھا، یہ سفر دعوت وتبلیغ کی نسبت پر ہوا تھا،اس سفر میں مسلمانوں اور سکھوں سب سے ملاقاتیں رہی تھیں۔ بانیِ تبلیغ اور آپ کے دادا مرحوم کو دیکھ کر ہر جگہ سکھ لوگ ہاتھ جوڑ کر آداب بجالاتے،بعض سکھوں کی زبان سے تو یہاں تک سنا گیا کہ یہ ہیں سچے مسلمان اور اس کو کہتے ہیں اسلام، جو ان کی حرکات و سکنات اور اقوال وافعال کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ایسے پاکیزہ ومقدس ماحول میں حبیب الامتؒ کی پرورش ہوئی، بعدہٗ طلبِ علم کی غرض سے جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں داخلے کی سعادت حاصل ہوئی، جہاں کے اساتذہ علم وروحانیت کے مقامِ بلند پر فائز تھے۔مولانا چرتھاولیؒ نے اشرف العلوم کے زمانۂ قیام میں حکیم نھومیاں گنگوہیؒ اور بانی جامعہ مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ کی علمی وروحانی مجالس سے خوب خوب اخذِ فیض کیا۔

مولانا مرحوم کی عملی زندگی کا زیادہ تر دورانیہ بنگلور میں طے ہوا۔ جہاں اللہ نے انہیں اپنے دین متین کی متنوع خدمات کی انجام دہی کی توفیق بخشی۔ بنگلور میں بہ طور معالج وحکیم انھوں نے اپنی خدمات کا آغاز کیا تھا، اللہ نے ان کے کام اور وقت میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی، مختصر سے وقت میں دارالعلوم محمدیہ بنگلور نامی ادارے کا ان کے ہاتھوں قیام عمل میں آیا،جس کا شہر بنگلور کے بڑے مدارس میں شمار ہے اور جس کی خدمات کا دائرہ ملک کے مختلف صوبوں تک ممتد ہے۔اسی ادارے میں خانقاہ رحیمی کا سلسلہ شروع ہوا،جس سے عواص وخواص نے روحانی فیض اٹھایا۔حکیم صاحب کو اللہ عزاسمہ نے دستِ شفا عطا فرمایا تھا،ان کے دواخانے میں بہ غرض علاج بنگلور اور کرناٹک کے علاوہ

ملک و بیرون ملک کے لوگ بڑی تعداد میں پہنچتے تھے اور آپ کی تشخیص کردہ دواؤں سے شفاء حاصل کرتے تھے۔ مطب اور شفا خانے سے انھوں نے دین متین کی نشر واشاعت کا کام جس خوب صورتی سے لیا وہ بھی عام حکماء و ڈاکٹرس کے لئے ایک لائق رشک وتقلید مثال ہے، وہ مریضوں کے سامنے خدا کی قدرت کا مضمون کسی نا کسی عنوان سے ضرور بیان کرتے تھے اور دنیا کے اس مختصر سے وقت کو اسی مالک وخالق کی مرضیات کے مطابق گزارنے کی تلقین فرماتے۔ مطب کی لائن سے ان کے روابط ملک کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں سے رہے، اس لئے برادرانِ وطن کے مزاج ونفسیات سے بھی انہیں واقفیت حاصل تھی۔ مولانا مرحوم نے اپنوں سے کئے جانے والے خطابات میں یہ بات بار بار دہرائی ہے کہ ہندوستان کے غیر مسلموں کو اسلام سے نفرت نہیں ہے کہ یہ دین اسلام تو دین فطرت ہے اور اس کا ہر حکم خود فطرت کی پکار ہے۔ ہاں البتہ یہاں کے باشندگان کے ذہن مسلمانوں کے بارے میں صاف نہیں ہیں۔ یہ بات مولانا مرحوم نے اپنے نصف صدی پر مشتمل تجربات کی روشنی میں کہی تھی اور اس پر وہ بڑے پختہ اور مضبوط دلائل بھی رکھتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے بیچ نفرت اور شکوک وشبہات کی جو خلیج حائل ہے، یہ دراصل اسلام دشمن یہود ونصاریٰ کی دین ہے۔

ہمارے ملک کو دنیا بھر میں گنگا جمنی تہذیب کا گہوارہ کہا جاتا تھا اور یہاں کے مختلف مذاہب و ادیان کے ماننے والوں کی باہمی رواداری کو دنیا بھر میں عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھ کر بہ طورِ مثال پیش کیا جاتا تھا، انگریز جب اس ملک پر قابض ہوا تو اس وقت تک بھی ملک کی عام فضاء اسی تہذیب و ثقافت کا مظہر وعلم بردار تھی۔ انگریز نے "لڑاؤ اور راج کرو" کی پالیسی کے تحت دنیا بھر میں جو حربے اختیار کئے، ان میں سے ایک اس کا یہ نعرہ بھی تھا کہ ہم سب کو اپنے ماضی کو مطلق بھول کر حال کو سنوارنے اور مستقبل کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ نعرہ لوگوں کو بہ ظاہر بڑا دل فریب معلوم ہوا۔ اپنے اسلاف و اجداد کے علمی و دینی اور قومی و بین الاقوامی روشن کارنامے جب تک مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں محفوظ و مستحضر رہے اور انہیں خطوط پر وہ گامزن رہے تو اس وقت تک اس قوم کی ہمہ جہتی ترقیات کا سفر بلا توقف جاری رہا، شاطر انگریز نے اس جیسے نعروں سے مسلمان قوم

کو اپنے اجداد اور ان کے تاریخی و جرأت مندانہ کارناموں سے غافل و بے خبر بنانے کی مکمل کوشش کی اور بدقسمتی سے مسلمان بڑی آسانی سے ان کے دام فریب میں آکر اپنا وہ وزن کھو بیٹھے جو کہ دنیا بھر میں ان کے اجداد کا طغرائے امتیاز تھا۔ دوسرا نقصان یہ ہوا کہ ہندوؤں سے بھی دوری میں اضافہ ہوتا رہا۔

مولانا حبان صاحب رحیمیؒ کے مطابق ہمارے اپنے ہم وطنوں سے تعلقات ملکی سطح پر اسی وقت خوش گوار ہوں گے جب ہم انگریز کے دیئے ہوئے نظریئے سے بے نیاز ہوکر اسلامی تعلیمات کو اپنانے والے بن جائیں اور ہمارا ہر قول وفعل اسلامی اقدار وروایات کا نمونہ بن جائے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ غیروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہم بعض مواقع پر اسلامی احکامات کے ترک کا جرمِ عظیم کرتے ہیں، مولانا مرحوم کا دوٹوک اعلان تھا کہ ہمارے اس طرزِ عمل نے غیروں پر یہ غلط اثر مرتب کیا کہ ان مسلمانوں میں کوئی خاص نفع یا امتیاز کی بات نہیں بلکہ چوری، ڈاکہ زنی اور جھوٹ ومکر وفریب جیسے غلط کاموں میں یہ ہم سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ ہمارے لئے تو حضرت عمر فاروق کے جملے نمونۂ عمل ہیں کہ فتح بیت المقدس کے موقع پر آپ کو پیوند لگے کرتے میں ملبوس دیکھ کر جب ایک مسلمان نے یہ مشورہ دیا کہ آج آپ کوئی نیا کرتا پہن لیجئے، کیوں کہ یہودی ایسے کپڑوں کو پسند نہیں کرتے۔ تو حضرت عمر کا دو لفظی تاریخی جواب تھا کہ ہماری عزت اسلام سے ہے نہ کہ کپڑوں سے۔ چنانچہ اسی شان کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ آپ کو پیوند لگے کپڑوں میں دیکھ کر یہود نے تورات کو کھول کر دیکھنا شروع کیا اور جب اس میں فاتح بیت المقدس کی علامات میں اس چیز کو بھی بہ طورِ علامت موجود پایا تو صرف آپ کے اس عمل و کردار سے متاثر ہوکر بہت سے یہودی داخلِ اسلام ہوگئے۔

مولانا مرحوم کے نظریہ کی وضاحت سے متعلق مضمون کا حصہ توقع سے زیادہ طول اختیار کر گیا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ملک کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر، اسلامی تاریخ وتعلیمات سے ماخوذ مولانا چرتھاولی قدس سرہٗ کے اس نظریہ کو کما حقہ سمجھنا اور پھر اس کی بڑے پیمانے پر ترسیل واشاعت اہلِ علم کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ مولانا مرحوم کی ذات گوناگوں اوصاف ومحاسن کا مجموعہ تھی، وہ اپنے سینے میں ایک دلِ دردمند رکھتے تھے جو امت کے لئے ہمیشہ تڑپتا اور دھڑکتا رہا۔ اللہ نے انہیں علم وعمل

اور تصوف وروحانیت کے بلند مقام پر فائز فرمایا تھا۔ دنیا کے دروازے ان پر وا ہو گئے تھے، مگر ان کا دل حبِ دنیا سے کبھی ملوث نہ ہوا، محبت الٰہی کے طفیل حق گوئی و بے باکی جیسے اوصافِ حسنہ ان کی پہچان اور وجہ شناخت بنے۔ کوئی مفلوک الحال اور محتاج وغریب آپ کے ہاں آتا تو دل کھول کر اس کا تعاون فرماتے۔ مطالعۂ کتب بینی کے وہ ابتداءً ہی سے عادی تھے۔ اردو ادب سے بھی وافر حصہ عطا ہوا تھا، ان کی تصنیفات وتالیفات ہوں یا شائع شدہ خطبات وتقاریر، اردو ادب کا بیش بہا سرمامہ ہیں اور معارف وحقائق سے معمور ہیں۔ انھیں بجا طور پر ''حبیب الامت'' کا لقب دیا گیا، وہ ہر چھوٹا بڑا کام ملک وملت ہی کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر انجام دیا کرتے تھے۔ علم وعلماء سے ان کی محبت کو علمی دنیا میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ سخاوت کے وصف سے بھی خوب حصہ پایا تھا۔ اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے آپؒ ہمیشہ کوشاں رہے، آپ کے علم دوست صاحبزادگان سے امید ہے کہ وہ اپنے والد ماجد کی دینی وعلمی روایات کو قائم رکھیں گے۔ مولانا چرتھاولی مرحوم کے بارے میں یہ بات خاص طور پر لائق ذکر ہے کہ متعدد امتیازات واختصاصات سے متصف ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج انسان تھے۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کی بال بال مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کی حسنات میں ان کے کامل اتباع کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

✧✧✧

نقوشِ دل

بے مثال ادیب شہیر حضرت مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب مدظلہ العالی

استاذ دار العلوم وقف دیوبند

لمحہ لمحہ کر کے زندگی بنتی ہے اور کچھ وقت کے بعد زندگی کا سفر اپنی منزل پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ زندگی یاس وحرماں میں گھرے لوگوں کی ہو یا اطمینان وراحت کی دولت سے مالا مال انسانوں کی، یہ محروم القسمت افراد کی زندگی ہو یا خوش نصیب وممتاز ہستیوں کی، سب کا انجام ایک ہے اور سب کو منزلِ فنا میں داخل ہونا ہے، یہ فیصلہ ربِ کائنات کا ہے، یہ حکم خدائے ذوالجلال کا ہے۔ اس فیصلہ کے تحت ضعیف العمر بھی جاتے دیکھے، جوان رعنا بھی اٹھتے دیکھے، کسی نے ایک ہی سانس لی اور گیا، کوئی چند سانس ہی لے کر آیا اور چلا گیا۔

بہت سے اپنوں، بے شمار عزیزوں اور لاتعداد محسنین ومحبین اور کرم فرماؤں کو اس عالم سے جاتے دیکھا اور بہت سوں کی ابدی روانگی آنکھوں میں قید ہے، ذہن میں زندہ اور محفوظ ہے۔ مولانا حکیم محمد ادریس حبان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان ہی شخصیتوں میں گنا جا سکتا ہے اور اسی فہرست میں درج کیا جا سکتا ہے جن لوگوں سے مخلصانہ تعلق تھا اور جن کی بزرگانہ سرپرستی نے دل پر نقش قائم کیا۔ مولانا محمد ادریس حبان صاحبؒ سے مولانا مفتی محمد ساجد کھجناوری کی معیت میں پہلی ملاقات ہوئی، خندہ پیشانی سے ملے، اپنائیت سے گفتگو کی، حسنِ سلوک کا معاملہ کیا، ان کی ایک ایک ادا سے نظافت اور عمدہ ذوق کا اظہار ہوتا تھا۔ اللہ نے انہیں مردانہ حسن سے نوازا تھا، خوبصورت چہرہ، بھرے بھرے گال، رنگ سفید، کچھ سرخی سی چھائی ہوئی، آنکھیں نیک زندگی کا مظہر، لہجہ شائستہ،

زبان شیریں، آواز دھیمی، لباس موزوں، دلکش اور من موہنی شخصیت، ایسی شخصیت جسے دو گھڑی دیکھتے رہنے کو دل چاہے، نظریں ہٹانے پر طبیعت آمادہ نہ ہو، پہلی ملاقات سے انہوں نے اپنا گرویدہ بنالیا، وہ کچھ اس ادا سے پیش آئے کہ ان کی ہر ادا متاعِ گراں مایہ کی صورت میں زندگی کا یوں حصہ بنی کہ انہیں ذہن کی سلیٹ سے مٹانا ممکن نہیں۔

بہت سے مسافرانِ عالم سے ملنا ہوا اور بے شمار بڑے انسانوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، سب میں مشترکہ طور پر کششِ سبب کچھ نہ کچھ ضرور تھا، کسی کو بحرِ علم پایا، کسی کو مطالعہ کی دنیا کی مثال اور کسی کو کمال اور فن کی جوئے رواں کی صورت میں دیکھا، کسی کو اخلاقی عظمتیں حاصل تھیں اور کوئی کردار کی بلندی کا حامل تھا، مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحبؒ سے دوسری ملاقات بھی رہی، پہلے سے زیادہ تپاک اور گرم جوشی سے ملے، اجنبیت کا احساس تو پہلی ہی ملاقات میں جاتا رہا تھا، دوسری ملاقات قدرے بے تکلفی لئے ہوئے تھی، ہمدردانہ جذبات اور مخلصانہ محبت کا وہ ایسا مجسمہ تھے جس کے سینے میں دھڑکتا اور محسوس کرتا ہوا دل تھا، اپنے فن میں طاق تھے اور طبابت کے راستے سے مخلوقِ خدا کی خدمت اور نفع رسانی کا کام انجام دے رہے تھے۔

عوامی رابطے میں رہنے والے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ متحمل مزاج، نرم گو اور نیک خو ہوں، ان کا اخلاق بلند ہو اور وہ کردار کے مضبوط ہوں، وہ یہ احساس پیدا کرنے میں کامیاب ہوں کہ انہیں اپنے پیشہ سے وابستہ افراد سے تعلق ہے۔ اگر ایسا ماحول بنانے میں آدمی کو کامیابی مل جاتی ہے تو اس پر ترقی اور عروج کے دروازے کھل جاتے ہیں اور خداوند کریم کی عنایتیں ان کے ہم کاب رہتی ہیں، اس کی عطا اور بخشش کا مسلسل نزول ہوتا ہے، مقبولیت اور شہرت ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ دیا تھا، ان کے مطب میں یہی ماحول ہوتا تھا، ان سے دونوں ملاقاتیں ان کے مطب میں ہوئیں، مطب میں بھیڑ تھی اور جیسا کہ معلوم ہوتا رہا کہ مریضوں کی کثرت ہمہ وقت تھی، اس بھیڑ سے نمٹنا اور انتہائی تحمل کے ساتھ مریضوں سے پیش آنا، تشخیص اور تجویز کے مرحلہ کو آسانی سے عبور کر لینا اور مریض کی تسلی و تشفی کا بھی پورا خیال رکھنا ایک دانا، بینا اور اپنے فن پر پوری قدرت رکھنے والے انسان ہی کے لئے ممکن ہے۔

بات اپنے اختتام کی طرف بڑھتی، اس سے پہلے ہی حکیم صاحبؒ سے تیسری ملاقات بھی یاد آگئی، وہ دیوبند تشریف لائے اور الجامعۃ الانوریہ، شاہ منزل، محلّہ خانقاہ میں ان کی آمد ہوئی، ایک گھنٹہ کے قریب طلبا کے درمیان رہے۔ آپ نے مختصر خطاب بھی کیا، طلبا سے قرآن پاک بھی سنا اور نعت سننے کی خواہش بھی ظاہر کی۔ چلتے وقت طلبا کو انعامی رقم بھی عنایت فرمائی، طلبہ کی تعلیمی رفتار، طریقہ اور تربیت پر خوشی کا اظہار کیا۔ جو لوگ اپنے مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے صالح اور نیک ہوتے ہیں وہ ایسے مواقع پر اپنی مسرت اور اطمینانِ قلبی کو ضرور ظاہر کرتے ہیں اور اپنے سلوک و رویّے سے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ حکیم صاحبؒ سے یہ چند یادگار ملاقاتیں روح میں بسی ہوئی ہیں، انہوں نے اپنی اخلاقی عظمتوں سے دل میں جو جگہ بنائی تھی وہ ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ انشاء اللہ!

سنجیدگی اور متانت طبیعت کا حصہ تھی، قرطاس و قلم سے رشتہ بھی مضبوط تھا اور اس رشتے کے تقدس کو اچھی طرح جانتے تھے، ان کی کتابیں اور مضامین اسی رشتہ کی حرمت کو اجاگر کرتے ہیں، نوکِ قلم پر ہمیشہ اچھی بات آئی اور جو لکھا خلوصِ دل سے لکھا، خوفِ خدا کے تحت لکھا، اصلاحِ نفس اور اصلاحِ باطن کے لئے لکھا، ان کی تحریروں میں انسانی ہمدردی کی تڑپ، انسان دوستی کی گرمی تھی، زبان پر قدرت رکھتے تھے، تحریر کی نزاکت سے بھی آگاہ تھے اور دھیرے دھیرے ایک خاص اسلوب بھی ابھرنے لگا تھا۔ مولانا حکیم محمد ادریس حبانؒ مجموعۂ محاسن تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے فرزندان و دیگر افراد خانہ کو اپنی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ آمین!

✧✧✧

گلستانِ علم وفضل کی بہار

حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب مظاہری مدظلہ العالی

تھانہ بھون سے مظفرنگر جاتے ہوئے راستہ میں ایک قصبہ آتا ہے جس کا نام ''چرتھاول'' ہے، دورِ طفولیت میں ہم اکثر بیمار رہتے تھے اس لئے والدہ کے ساتھ علاج ومعالجے کے لئے مظفرنگر جانا ہوتا رہتا تھا، بس تھانہ بھون سے چل کر مختلف مقامات سے ہوتی ہوئی چرتھاول پہنچتی تو کچھ لمحات کے لئے رُک جاتی اور ہم بس کی کھڑکی سے چرتھاول کے بس اسٹینڈ کی مارکیٹ دیکھتے رہتے۔ اب یہ کیا معلوم تھا کہ اس سرزمین سے ایک باکمال عالم دین، ماہر فن طب، ولی کامل حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان صاحب رحیمی کے وجود بابرکت کی نسبت ہے، جن کے فیض سے ایک عالم معطر ہے۔

حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمہ کو ابتداءً ہی سے ایسے استاذ کی صحبت حاصل رہی جو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص تھے جن کا اسم مبارک حضرت مولانا رفیق احمد صاحبؒ تھا، یہ وہ شخصیت تھی جن کے شرف تلمذ کے سایہ تلے حضرت حکیم صاحب نے حفظ قرآن مکمل فرمایا، ظاہر ہے جس شخص کی تعلیم وتربیت کی ابتداء حضرت مدنی کے صحبت یافتہ تلمیذ رشید، پاک طینت وبابرکت شخصیت کی شاگردی سے ہو تو پھر زندگی میں برکت وبہار کیوں نہ آئے گی؟ آپؒ کی تعلیم وتربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت حکیم صاحب کے اندر یہ جذبہ وحوصلہ پیدا ہوگیا تھا کہ مجھے تعلیم وتعلم سے ہمیشہ جڑے رہنا ہے، بعدہٗ آپؒ نے علمی دنیا کا سفر کاشف العلوم چرتھاول، خادم العلوم باغونوالی، اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سے مکمل کیا۔

شیخ پر کلی اعتقاد واعتماد نہایت ضروری ہے، مرشد کی تجویز وتشخیص میں دخل نہ دو

علوم اسلامیہ کے علاوہ فن طب میں مہارت حاصل کرنے کے لئے خانوادۂ گنگوہیؒ کے مشہور ومعروف حکیم بحر العلوم حضرت مولانا عبدالرشید محمود (عرف حکیم ننھو میاں) نبیرہ حضرت گنگوہی سے طبی اسباق ودروس کا آغاز کیا، بعد میں پانڈی چری یونیورسٹی (تمل ناڈو) سے ''ایم ڈی'' کی ڈگری حاصل کی۔ خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ میں رہتے ہوئے حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ (نبیرہ حضرت گنگوہیؒ وخلیفہ ومجاز شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ) سے نو سال تزکیہ واحساس کے منازل طے کئے اور سلوک وطریقت کی حسین وادیوں کو عبور کیا، جس کے اثرات وثمرات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اولاً نبیرۂ حضرت گنگوہی حضرت مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ثانیاً حضرت مسیح الامتؒ کے خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا حکیم ذکی الدین احمد صاحب پرنامبٹ نے اجازتِ بیعت وارشاد سے سرفراز فرمایا۔ حقیقتاً حبیب الامت حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت کمالات وخوبیوں کا سنگم تھی، رب کعبہ نے آپ سے امامت وخطابت اور قلم وقرطاس کے ذریعہ اشاعت دین واسلام کا خوب کام لیا، آپؒ اپنے مافی الضمیر کو صفحۂ کاغذ پر بکھیرنے کا سلیقہ وہنر جانتے تھے جس کی بدولت آپؒ نے ملک وبیرونِ ملک علومِ الٰہیہ کا ایسا چراغ روشن کیا جس کی روشنی سے ہزاروں بندگانِ خدا فیضیاب ہو رہے ہیں اور آپ کے جاری کردہ سرچشمہ سے سیرابی حاصل کر رہے ہیں۔

آپؒ نے ہندوستان بھر کے اخبارات ورسائل، جرائد ومیگزینز میں بہت سے کالم لکھے جن میں تجزیاتی وتبصراتی، سیاسی وسماجی، علمی وفکری سب ہی طرح کے مضامین شامل ہیں، بارہا روزنامہ سہارا اور روزنامہ انقلاب وغیرہ میں حضرت حکیم صاحب کے کالم نظر نواز ہوئے۔ تحریری مہارت نے آپؒ کو مصنف ومؤلف بنادیا تھا، چنانچہ مختلف موضوعات پر دوسو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے بعض کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے۔ دراصل ہم حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت سے زیادہ واقف نہ تھے، اکثر ہم اخبارات میں آپ کو دیکھتے تو سمجھتے کہ یہ دیگر حکیموں کی طرح ایک حکیم ہیں، لیکن جب حضرت مولانا مفتی محمد ساجد کھجناوری نے حضرت حبیب الامتؒ کے متعلق بتایا تو میں حیران رہ گیا، واقعی حضرت حکیم صاحب بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ پھر اخبارات میں جب بھی نظر آتے تو دل میں عزت واحترام اور محبت محسوس ہوتی، آپؒ کے تئیں بڑی عقیدت وعظمت پیدا ہوجاتی۔

تواضع کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے آپ کو رفعت وبلندی کا اہل ہی نہ سمجھے

حبیب الامتؒ کو رب تعالیٰ نے زبان وبیان کی صلاحیت سے بھی خوب نوازا تھا، اس فن کے ذریعہ سے آپؒ ہزاروں انسانوں کو راہِ راست پر لانے کا سبب بنے، آپؒ کے خطبات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی مقررِ ذیشان یا شورش کاشمیری یا ابوالکلام آزاد جیسے لوگوں کے متبعین میں سے تو نہ تھے لیکن ہاں ایک عمدہ وجید واعظ ضرور تھے، دراصل دوسروں تک اس انداز سے بات پہنچانا کہ انسان خود بھی اس پر عمل کرے اور دوسروں پر بھی اس کا اثر ہو اسلام میں اس کی اہمیت ہے، یہی اصل بھی ہے۔ یہ لازم نہیں ہے کہ اسٹیج کی زینت بن کر خوبصورت الفاظ کا انتخاب ہو، جوش وجذبہ کا امتیاز ہو، حسن تعبیرات کی سحر انگیزی ہو، زبان کی صفائی کے ساتھ معلومات کی فراوانی ہو اور پھر اس میں ایسا تسلسل ہو جیسے سمندر کی موجیں لہراتی ہیں اور پرت بن کر پانی کے اوپری حصہ پر تیرتی ہیں۔ یہ سب اسی وقت کارگر ہے جب کہ اس کا مقصود رضائے رب کے لئے دین اسلام کا پیغام پہنچانا ہو، اگر کوئی ان سب کے بغیر بھی اپنا اصلی کام کر دیتا ہے تو وہ کامیاب ہے، اس کا مشن ومقصود کارگر ثابت ہو رہا ہے۔

حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات سے اندازہ ہوا کہ وہ قرآن وحدیث سے گفتگو کیا کرتے تھے، آپؒ کے کلام میں پختگی، جذبات واحساسات کو بیان کرنے میں سادگی ہوتی تھی، بات کو دلائل قرآنیہ وحدیثیہ سے مدلل ومبرہن کرنے کے سبب سامعین پر بہت گہرا اور زیادہ اثر ہوتا ہے اور خطاب کے اندر نورانیت وروحانیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کی تعمیر کا محل علوم قرآنیہ وحدیثیہ کی بنیادوں پر قائم ہو ورنہ وہ محض لفاظی بن کر رہ جاتا ہے۔ حضرت حبیب الامتؒ کے بیانات میں نورانیت بھی تھی اور روحانیت بھی۔ مختصر یہ کہ حضرت علیہ الرحمہ نے اس میدان میں بڑا کام کیا، مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں تقریباً چالیس سال اصلاحی وروحانی خطاب فرمایا، چنانچہ ان کے خطبات شائع ہوئے ہیں جن میں تفسیری خطبات حبان، خطبات رمضان المبارک، خطبات رحیمی، خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

مختلف علمی وعملی چشموں سے سیرابی کے بعد حضرت حکیم صاحب نے صوبہ کرناٹک کے مشہور شہر ''بنگلور'' کا رُخ کیا جہاں جامع مسجد اسلام پور میں امامت وخطابت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے امت مسلمہ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا اور دینی ماحول کے قیام کی سعی وکوشش فرمائی جس

میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کافی حد تک کامران ہوئے اور ایسی مقبولیت وشہرت حاصل کی جو یقیناً رب تعالیٰ کی طرف سے آپؒ کے لئے ایک نعمت ہے، ورنہ آج ایسا کون شخص ہے جو اتنی کم مدت میں ایسے ایسے عظیم وکبیر کارنامے انجام دے؟ مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی پائپ لائن بنگلور سے لے کر قیامِ دارالعلوم محمدیہ تک آپؒ کی محنت ولگن نظر آتی ہے، حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسندِ اہتمام پر فائز ہو کر خلوصِ نیت کے ساتھ دینی خدمات کا فریضہ انجام دیا۔ اس راستہ پر آگے چل کر آپؒ نے بہت سے اداروں کی سنگ بنیاد رکھی اور سینکڑوں مدارس وجامعات کی سرپرستی فرمائی، اس وقت آپ کے لئے یہ شعر کہہ دینا موزوں سمجھتا ہوں۔ ؎

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
راہ رو آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ ؎

بڑی مدت میں بھیجتا ہے ساقی ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

حضرت حبیب الامتؒ کی ملی وسماجی خدمات کا باب اتنا وسیع ہے کہ اس پر لکھنے کے لئے مستقل وقت درکار ہے، آپؒ کئی ملی تنظیموں کے صدر رہے، آپؒ کے زیر سایہ ملت اسلامیہ کے بہت سے سیاسی وسماجی مسائل حل ہوئے، اسلام واہل اسلام کے خلاف آواز بلند کرنیوالوں کو حکمت بھرا دندان شکن جواب دیا اور اپنے حسین کردار سے یہ ثابت کر دکھایا کہ ؎

ہم تو دشمن کو شائستہ سزاء دیتے ہیں
وار کرتے نہیں نظروں سے گرا دیتے ہیں

جہاں تک طبی خدمات کا تعلق ہے تو اس میں بھی آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے، علم طب سے متعلق جہاں مختلف تحریکوں کو جنم دیا (رحیمی شفا خانہ، آر ایس کے ہربل نامی اداروں کی بنیاد رکھی، آل انڈیا یونیورسل طب یونانی فاؤنڈیشن کا قیام کیا) وہیں اس موضوع پر تقریباً پچاس کتابیں تحریر فرمائیں جو حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمہ کی طب میں مہارت کا بین ثبوت ہیں۔

چونکہ رب کریم نے حضرت حبیب الامت علیہ الرحمہ کو تزکیہ نفس واصلاح حال کے لئے بھی منتخب فرمایا تھا، اس لئے آپؒ کے زیرِ سایہ نہ جانے کتنے سنگ ریزے تراشے گئے اور ان کو ہیرا بنایا گیا۔ علم وعمل میں رنگت اُسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ انسان کسی مخلص ولی کامل کی صحبت اختیار کرتا ہے اور اپنی اصلاح وتربیت کی نیت سے ان کی رہنمائی میں سخت جدوجہد کرتا ہے۔ درحقیقت اولیاءاللہ کے یہاں دِکھتا کچھ ہے لیکن نتیجہ کچھ اور نکلتا ہے، بسا اوقات پیر ومرشد اپنے مرید کو کسی غلطی وچوک پر ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے جبکہ وہ غلطی دیکھنے میں بہت معمولی ہوتی ہے اور کبھی بڑی غلطی کو بھی نظر انداز کردیا جاتا ہے، اس کی مصلحت وحکمت سے وہی واقف ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے سالک وطالب کو یہ سمجھ ہونی چاہئے کہ بڑوں کی باتیں بڑے ہی جانتے ہیں، اس طرح ان شاء اللہ فائدہ پہنچتا رہتا ہے، اگر چوں چرا کیا جائے تو نفع واصلاح کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کے مقاصد کے لئے اہل اللہ نے خانقاہوں کا قیام فرمایا جہاں سادہ زندگی، دنیا سے اعراض اور رضائے الٰہی کے لئے جد وجہد کی جاتی ہے۔ اخلاق رذیلہ سے خود کو پاک وصاف کرکے اخلاق حمیدہ وحسنہ پیدا کئے جاتے ہیں، اعمال صالحہ پر استقامت، معاصی ونافرمانیوں پر شرمندگی، رب کریم سے ہر وقت مناجات ومعافی، نیک کام کے لئے سرعت، برائی سے اجتناب، مجاہدات، ذکروشغل میں انہماک پیدا کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر حبیب الامت علیہ الرحمہ نے بھی حاذق الامت حضرت مولانا الشاہ حکیم ذکی الدین احمد صاحب قدس سرہٗ کے حکم پر ''خانقاہِ رحیمی دارالعلوم محمدیہ'' کی بنیاد رکھی تاکہ طالبین تزکیہ اس چہار دیواری میں آکر مطلوب ومقصود تک رسائی میں کامیاب ہوں، آپؒ کے اخلاصِ نیت اور خانقاہ کے قیام سے آپ کا فیض ایسا عام وتام ہوا کہ ملک وبیرون ملک حضرت حبیب الامتؒ کے خلفاء کی تعداد تقریباً چالیس ہے اور مریدین ومتوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

علاوہ ازیں حضرت علیہ الرحمہ ایک ایسے فن کے ماہرین میں شمار ہوتے تھے جو کتابوں یا کسی کی صحبت سے حاصل نہیں ہوتا، یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ اس فن کی کتب اور اس کے ماہرین کی صحبت فن کی مہارت میں مددگار تو ثابت ہوسکتی ہیں کیونکہ بسا اوقات جامع المنقولات والمعقولات کہے جانے والے افراد بھی اس میں گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، یہ فن الہامی ہے اور وہ ہے ''فنِ تعبیر'' رب تعالیٰ نے

آپ ﷫ کو اس فنِ تعبیر میں غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا، یہ خداداد استعداد ہوا کرتی ہے اور اس میں عبور اُسی وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان ولایت کے اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ ہر ایک کی بھلائی کے بارے میں سوچتا ہے، اس کے دل میں کینہ، بغض، حسد وغیرہ کی بوتک نہیں رہتی۔ جسے صوفیاء واولیاء کی زبان میں ''اہل دل'' کہا جاتا ہے، بحمد للہ حضرت علیہ الرحمہ نے نہ صرف یہ کہ اس فن سے اپنی زندگی میں لوگوں کو فائدہ پہنچایا بلکہ اس موضوع پر دو جلدوں میں جامع کتاب تصنیف فرمائی ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' جس کے ذریعہ وہ ابن سیرینؒ جیسے فن تعبیر کے ماہرین کی فہرست میں شامل ہوگئے اور بعد میں آنے والوں کو اس فن کا ایک کثیر قیمتی سرمایہ دے گئے۔

الغرض حضرت حبیب الامت ﷫ مختلف علوم وفنون کے ماہر، زبان وقلم کے بے تاج بادشاہ، حسین صورت کے ساتھ حسین سیرت کے حامل تھے، آپؒ کے جذبات واحساسات میں دریا کی روانی، تحریرات میں ادب کی شائستگی، تعبیرات کی جادوگری، کلام میں شستگی، لہجے میں شگفتگی تھی۔ جب گویا ہوتے تو اس شعر کا مصداق بن جاتے تھے۔ ؎

نطق کو سو ناز ہے تیرے لب اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر

اور جب انسان دل سے بولتا ہے تو یہ کہنا بھی سچ ثابت ہوتا ہے۔ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

حضرت حبیب الامت علیہ الرحمہ چونکہ صالح فطرت، نیک طبیعت اور مخلص ومتقی تھے اس لئے دل کے نیک جذبات کی ترجمانی کرنے والے آپؒ کے الفاظ کبھی ''ملفوظات'' بن جاتے تو کبھی ''وعظ ونصیحت'' اور ''ارشادات''۔ اگر یہ کہہ دیا جائے تو غلو نہ ہوگا کہ آپؒ معاصرین میں فائق ہوچکے تھے، آپؒ کے چرچے صلحاء وعلماء کی مجالس ومحافل میں ہوا کرتے، خداوندِ قدوس نے آپؒ کو دولت وعزت، شہرت وصالحیت، صحبتِ اکابرین واولیاء اور بے مثال انعامات سے نوازا تھا، اسی لئے حضرتؒ میر کارواں بنے، نگہ بلند کہے گئے، سخن دلنوازی میں بازی لے گئے اور رخت سفر جو ایک نیک بندہ

مؤمن دنیا سے لے کر رخصت ہوتا ہے جن کو ’’باقیات الصالحات‘‘ کہا جاتا ہے، آپؒ ان کو ہمراہ لے کر اس دارِ فانی کو خیر باد کہہ گئے۔ اور اپنے پیچھے جو اعمالِ صالحہ کے پودے لگا گئے وہ بھی یقیناً آپؒ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنیں گے، نہ جانے کتنے لوگوں کے لئے آخرت میں سرخ روئی کا ذریعہ بنیں گے۔ آپ کا الوداع کہنا بے شمار مریدین ومعتقدین کے لئے رنج وغم کا باعث ہے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے لئے بھی یہ گھڑیاں امتحان وآزمائش سے کم نہیں، لیکن سب کو علم ہے کہ یہ وقت ہر ایک کو آن پہنچے گا ’’كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ‘‘ اور یہ بھی کہہ دیا گیا: ’’فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لاَ يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُوْنَ‘‘۔

حبیب الامت حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمہ کی تین بیٹیوں کے ساتھ تین ہونہار بیٹے بھی پسماندگان میں (۱) حضرت مولانا ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی۔ (۲) مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی۔ (۳) حکیم محمد عدنان حبان نوادر ہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے، آمین یارب العالمین!

محمد صادق مظاہری

۱۹؍فروری ۲۰۲۱ء

✦✦✦

سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

شیدائے قلم حضرت مولانا عبداللہ سلمان ریاض صاحب قاسمی مدظلہ
ایڈیٹر ماہنامہ پیام انسانیت وگفتگو میڈیا، جنرل سکریٹری انٹرنیشنل قرآنک ریسرچ اکیڈمی بنگلور

الفاظ کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا
جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر اپنے منتشر خیالات کو مجتمع کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو کی بورڈ پر دوڑتی انگلیوں کو گویا لگام سی لگ جاتی ہے، اور بار بار حضرت کا پُرنور چہرہ وبشرہ آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت اپنی مسکراہٹ کے ساتھ اب لب کشا ہو کر کوئی پُرلطف گفتگو سے بہرہ ور فرمائیں گے۔ حضرت کی شخصیت سے ہم کس قدر متاثر ہوئے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہم حبیب الامتؒ کی زندگی ہی میں آپ کی شخصیت وخدمات پر ایک مبسوط کتاب ترتیب دے چکے تھے جو ہماری سستی وکاہلی کی وجہ سے شائع نہ ہو سکی۔ جیسے ہی کتابِ زندگی کے اوراق مکمل ہوئے ویسے ہی آپ کی زندگی نے آخری ہچکی لی اور زبان پر کلمہ شہادت: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. جاری ہو گیا۔

آپ کی زندگی ایسی پرلطف اور صاف وشفاف تھی کہ جس پر سب کو رشک تھا، حضرت حبیب الامت علیہ الرحمۃ کی زندگی کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت کا ورودِ باسعود بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ تھا۔ زندگی کے اتار چڑھاؤ کے درمیان آپ کے پایۂ استقامت کو کوئی چیز متزلزل نہ کر سکی، زمانہ کی سختی کے آگے آپ کے قویٰ اور اعصاب بہت مضبوط ثابت ہوئے۔ گردشِ ایام کی موجوں سے آپ لڑنا

جانتے تھے۔ جہاں بھی رہے مستقل مزاجی سے اپنے ہدف کو حاصل کرنے میں ہمیشہ کامیاب رہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے بہت سارے ادارے، انسٹی ٹیوشنز اور افراد تیار کئے۔ ایک مردم شناس ورجال ساز شخصیت کے مالک تھے۔ کندن کو جوہر بنانے کا ہنر جانتے تھے۔ آپ نے اپنے ماتحتوں اور بچوں کی تعلیم وتربیت اس انداز سے کی کہ وہ ہر میدان میں بحمداللہ تعالیٰ کامیاب وکامران نظر آتے ہیں۔ آپ نے ایک نہیں کئی شجرِ سایہ دار لگائے جس کی چھاؤں میں بیٹھ کر وارثین و منتسبین مستفیض ہوتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

حبیب الامتؒ اپنے آپ میں ایک انجمن تھے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ چھوٹوں کا اس قدر احترام کرتے کہ خود اپنی مسندِ خاص سے اٹھ کر کھڑے ہوجایا کرتے۔ آپ کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ آپ ایک اچھے قلم کار، صحافی، ادیب، خطیب ومقرر، مصنف ومؤلف، پیرِ طریقت ومعرفت کے ساتھ مایۂ ناز وممتاز معبر بھی تھے۔ بحیثیت طبیب وحکیم آپ معروف تھے ہی ساتھ میں ماہر نفسیات و ماہر نباض بھی تھے۔ ان سب کے باوصف وہ عاشق رسول، تلاوتِ قرآن کے شیدائی، ذکر واذکار کے پابند اور حضورِ پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والے تھے۔ تکبر، نخوت، بخل، کینہ وحسد جیسی صفات قبیحہ سے کوسوں دور تھے۔ آپ کے اندر محبت وشفقت، شجاعت و بہادری، سخاوت اور مہمان نوازی جیسی صفات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ لب پر مسکراہٹ، باتوں میں شیرینی و لطافت، متانت وسنجیدگی آپ کی شخصیت میں اجاگر تھیں۔ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے گہر بار قلم سے ہزاروں صفحات پر عمدہ مضامین ومقالات کی قندیلیں روشن کیں۔ آپ دیارِ تھانویؒ سے تعلق رکھتے تھے اسی لئے قدسیوں کے راہِ تصوف وسلوک پر گامزن تھے۔

حبیب الامتؒ عصر حاضر کے نباض تھے، حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر تھی۔ ہوا کے رخ کو سمجھتے تھے اسی لئے پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا اور سوشیل میڈیا کی افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے دعوت دین کے لئے ذرائع ابلاغ کا صحیح استعمال کرنا جانتے تھے۔ حبیب الامتؒ نے خطبات ونصائح کے ذریعے ایک بڑے طبقے کی اصلاح فرمائی۔ عوام میں طب وصحت کے تعلق سے بیداری پیدا کرنے کے لئے دوردرشن اور دیگر ٹی وی چینلوں کے پروگراموں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ آپ ایک

جہاں دیدہ شخصیت کے مالک تھے، آپ کی فکر میں بڑی وسعت تھی۔ آپ نے آج سے تقریباً پندرہ سولہ سال پہلے رحیمی شفاء خانہ کی ویب سائٹ لانچ کی تھی۔ آپ کی تمام تصانیف پی ڈی ایف کی شکل میں انٹرنیٹ پر موجود ہیں جن سے ابھی تک لاکھوں لوگوں نے استفادہ کیا اور کر رہے ہیں۔ حضرت حبیب الامتؒ کے خطباتِ جمعہ مستقل ریکارڈ کئے جاتے تھے۔ جنہیں یوٹیوب چینل پر دیکھا جاسکتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ایک بڑا طبقہ استفادہ کر رہا ہے اور آپ کا فیضان آج بھی جاری ہے۔

الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کے علاوہ آپ نے پرنٹ میڈیا کے ذریعہ بھی لوگوں کو خوب خوب فیض پہونچایا، اسی سلسلہ کی ایک کڑی آپ کا جاری کردہ رسالہ ماہنامہ نقوش عالم بنگلور ہے جو آپ کے اتحادِ ملت اور دعوت وتبلیغ، طب وصحت کا معروف ترجمان ہے۔ حبیب الامتؒ کے حالات حاضرہ سے متعلق خصوصی مضامین اور اداریئے اس رسالہ کی پہنچان تھے۔ آپ کا فیض عام تھا، آپ نے مسجد، مدرسہ، خانقاہ اور عوام کی صحت درست کرنے کے لئے رحیمی شفاخانہ، آر ایس کے ہربل اور یونیورسل طب یونانی فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔ آپ کی شخصیت گویا ایک گلدستہ تھی جس میں سینکڑوں رنگ کے پھول جمع تھے۔ میری حضرت حبیب الامتؒ سے آخری ملاقات ۲۱/جون ۲۰۲۰ء کو ہوئی تھی، راقم نے اپنے یوٹیوب چینل ''گفتگو میڈیا'' کے لئے آپ سے ایک انٹرویو کی اجازت چاہی تو آپ بخوشی راضی ہوگئے اور گفتگو میڈیا کی پوری ٹیم کو اپنی دعاؤں سے نوازا اور فرمایا آپ حضرات نے بہت اچھا کام شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کام کو بام عروج عطا فرمائے اور تمام شرور وفتن سے بچائے، دین مبین کی صحیح ترجمانی کی توفیق بخشے۔ آمین!

اس موقع پر حبیب الامت نے میری مرتب کردہ کتاب ''ارمغانِ حبّان'' پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے دریافت فرمایا کہ کیا کام مکمل ہوگیا؟ میں نے عرض کی جی حضرت! تاخیر بہت ہوگئی ہے۔ فرمانے لگے کُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنَةٌ بِاَوْقَاتِهٖ (ہر کام اپنے مقررہ وقت پر ہی ہوا کرتا ہے) کے مطابق شاید اب اس کا وقت آگیا ہے۔ پھر عزیز گرامی مولانا محمد عثمان حبان قاسمی کو بلایا اور کہا کہ اس کو کمپیوٹر میں محفوظ کرلیں۔ چائے نوشی کے درمیان ہم نے دیکھا ٹیبل پر مدارس عربیہ کے عنوان سے آپ کی نئی کتابوں کے دو مسودات رکھے ہوئے ہیں جو تکمیل کے مراحل میں تھے۔ دریافت کرنے پر

معلوم ہوا کہ یہ کتابیں تقاریر کی کتب میں شامل کرنے کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ چھوٹا منہ بڑی بات! میں نے اپنی ادنیٰ رائے ظاہر کرتے ہوئے عرض کی کہ اگر انہیں الگ کتابی شکل میں شائع کردی جائیں تو ایک مستقل کتاب بن جائے گی جس سے ہر شخص آسانی سے استفادہ کرسکے گا۔ میری اس ادنیٰ رائے کو آپ نے فوراً قبول فرمالیا اور تقاریر کی کتب سے نکال کر باقاعدہ الگ کتابی شکل میں ترتیب دینے کی حامی بھرلی۔

رخصت ہونے سے قبل آپ نے فرمایا: دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ آپ کے چہرے پر ایسے آثار نمایاں ہیں گویا ہماری یہ آخری ملاقات ہے۔ میں ذرا مایوس بھی ہوا اور دل میں خیال آتا رہا کہ آپ نے ایسی دعا کے متعلق کیوں فرمایا ہے؟ اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ شاید حضرت کو اپنی آخری گھڑی کا احساس ہوگیا ہو۔

لکھنے کو بہت کچھ ہے لیکن مضمون کی طوالت کی وجہ سے قاصر ہوں، حضرتؒ کی زندگی کے تفصیلی مطالعہ کے لئے میری مرتب کردہ کتاب ''ارمغانِ حبان'' میں راقم نے کوشش کی ہے کہ حضرت حبیب الامتؒ کی شخصیت اور کارناموں سے کماحقہ پردہ اٹھاسکوں۔ امید ہے کہ ''آئینۂ حبیب الامت'' کی طرح ''ارمغانِ حبان'' سے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے محبین اور مریدین ومتوسلین مستفیض ہوں گے۔ بھائی ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی ہمارے بڑے ہیں آپ کے حکم پر یہ چند سطور تحریر کردی ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے درجات میں اضافہ فرمائے اور ہمیں آپ کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

ورق تمام ہوا، مدح ابھی باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

✧✧✧

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

پیکر علم وعرفاں مفسر قرآں حضرت مولانا مفتی ظہیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی
بانی ومہتمم البقاء عربی مدرسہ مظفرنگر

میری عمر تقریباً چار سال تھی، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری سے فارغ ہوکر علوم باطنی کی تکمیل کے لئے نمونہ اسلاف عارف باللہ حضرت اقدس الحاج مصطفیٰ کامل صاحب رشیدی اعرابی نور اللہ مرقدہ کی خانقاہ میں راہ سلوک طے فرمارہے تھے۔ ساتھ ساتھ فن طب کے جواہر پاروں کو حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا حکیم نھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی تشریف لے جاتے۔ اسی اثنا میں ایک روز حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے والد صاحب مرحوم کے پاس آکر مجھے اپنے ہمراہ ہمشیرہ صاحبہ کے پاس گنگوہ لے جانے کی درخواست کی، جسے والد مرحوم نے قبول فرمالیا۔ ہم ایک امبیسیڈر کار کے ذریعہ گنگوہ پہنچ گئے، خانقاہ سے کچھ فاصلے پر ایک کشادہ صاف ستھری حویلی میں رہائش تھی جس میں ایک تہہ خانہ بھی تھا، کار سے سامان لے کر ہم گھر میں آگئے۔ میں کافی دنوں گنگوہ رہا، ہمشیرہ صاحبہ کے پاس قرآن کریم کی تعلیم بھی چلتی رہی اور طبیعت بھی خوب لگی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے معمول کے مطابق گھر تشریف لاتے۔ اکثر وقت خانقاہ میں گزرتا، بسا اوقات گھر آتے ہی کوئی نہ کوئی خانقاہ سے بلانے آجاتا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کو آپ سے کس درجہ بے تکلفی اور محبت تھی۔

جنوبی ہند کا پہلا سفر: حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے والد صاحب مرحوم سے اجازت چاہی اور تن تنہا جنوبی ہند کا پہلا سفر کیا، تمل ناڈو میں تھلی نامی بستی ہے، وہیں مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے شروع کردیئے، پھر یہاں کے موسم سے متاثر ہوکر یہیں مستقل قیام پذیر

ہوگئے اور کچھ وقت کے بعد اہل وعیال کو بھی یہیں شفٹ کرلیا۔ بعدۂ وہاں سے بنگلور منتقل ہوگئے، جہاں کچھ امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ اردو اخبارات میں کام کیا، پھر مسجد یقین شاہ ولیؒ سے نکل کر مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی میں مسندِ اہتمام پر فائز رہے اور طلبا کی خوب تربیت کی۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کا جو نظام چلایا اہل مدرسہ اسے آج بھی یاد کرتے اور سراہتے ہیں۔ آپ کے نظام تعلیم سے نہ صرف طلبا بلکہ اساتذہ بھی خوش تھے۔

دارالعلوم محمدیہ اور جامع مسجد کا قیام: مدرسہ کاشف العلوم کے بعد حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لائر پالیہ گنگونڈنہلی میں دارالعلوم محمدیہ اور جامع مسجد کے قیام کے لئے بالکل دارالعلوم دیوبند کی طرح ایسے علاقے کا انتخاب کیا گیا جو شہر بنگلور سے بالکل باہر تھا، نہ پانی کا صحیح انتظام نہ دوسری سہولیات مہیا۔ پورے محلّہ میں دو تین کنوئیں تھے انہی سے عورتیں گھڑوں کے ذریعہ پانی بھرتیں اور استعمال کرتی تھیں۔ جگہ جگہ سانپوں کے بڑے بڑے بل اور سوراخ تھے۔ کون جانتا تھا کہ مدرسہ اور مسجد کی برکت نیز علمائے کرام کی آمد سے اس جنگل میں منگل ہوگا۔ یہ چہل پہل، پختہ سڑکیں، رہن سہن کا سلیقہ طریقہ سب علمائے کرام کی آمد اور علم دین کی برکت کی وجہ سے ہے، ورنہ اس علاقے کی حالت یہ تھی کہ ایک مرتبہ دہلی فون کرنے کی ضرورت پڑی تو ہمشیرہ صاحبہ مرحومہ نے مجھ سے کہا کہ تمہارے بھائی جان (یعنی حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) دہلی گئے ہوئے ہیں، انہیں فون کرکے معلوم کرلیں کہ بنگلور کب واپسی ہے؟ چنانچہ ایس ٹی ڈی فون کی سہولت نہ ہونے سے سٹی مارکیٹ جانا پڑا۔

مسجد کی تعمیر اور علمائے کرام کی آمد: مسجد کے لئے جو جگہ مختص کی گئی تھی، اس کی چھت پر سیمنٹ کی چادریں پڑی ہوئی تھیں، لوگوں میں نماز کی رغبت بالکل کم تھی، کچھ خاص لوگ تو نماز میں آتے تھے، باقی سب اپنے اپنے کاروبار میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ چھوٹی سی مسجد جس کے دونوں طرف اساتذہ کی رہائش کے لئے دو کمرے بنے ہوئے تھے اور پیچھے کے حصہ میں مدرسہ کے لئے غالبًا چار کمرے تھے، جہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اتنی چھوٹی مسجد ہونے کے باوجود بھی وہ پُر نہیں ہوتی تھی، بلکہ مسجد کا زیادہ حصہ خالی رہتا تھا، رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضرت حبیب الامت نے بندہ ظہیر احمد قاسمی کو حکم فرمایا کہ آپ یہاں قرآن سناؤ گے۔ میں نے عذر

بھی کیا لیکن حضرت نے پھر اصرار کیا، چنانچہ میں نے قرآن سنانا شروع کردیا، بہت کم نمازی آتے، یہاں تک کہ جس روز قرآن کریم پورا ہوا اس روز بھی کوئی خاص چہل پہل نہیں تھی، نہ نمازیوں میں کسی طرح اضافہ دیکھا گیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس علاقے میں دین کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے۔

لیکن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں رہ کر تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع کیا، لوگوں کی ذہن سازی کی، دین کی دعوت دی اور نماز کی تلقین کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلد ہی لوگوں میں دینی بیداری پیدا ہونی شروع ہوگئی، لوگ مسجد کا رخ کرنے لگے، اب مسجد ناکافی ہونے لگی اور توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرتؒ نے دو کمرے ختم کرکے مسجد میں شامل کردیئے۔

مگر پھر بھی جگہ تنگ ہوگئی، نمازی زیادہ اور مسجد چھوٹی، چنانچہ دوسری مرتبہ اس قدر توسیع کی گئی کہ مدرسہ کا تمام تر حصہ مسجد میں شامل کردیا گیا اور اس طرح ایک عالی شان مسجد وجود میں آگئی، نقشہ بنوایا گیا اور اللہ کے گھر کو آیات قرآنی اور دیگر کتابات سے مزین کیا گیا، جب مسجد مکمل ہوگئی تو پھر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو حکم فرمایا کہ جب مسجد پر سیمنٹ کی چادریں پڑی ہوئی تھی، اس وقت بھی تراویح میں آپ نے ہی قرآن سنایا تھا، اب مسجد الحمد للہ مکمل ہوگئی ہے اور ہر طرح کی سہولتیں مہیا ہیں لہٰذا اب بھی قرآن آپ ہی سنائیں گے۔ یہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت اور خصوصی عنایات تھیں۔

حسن اخلاص: حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کے حسن اخلاق ہی کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور میں سیکڑوں بڑے بڑے علمائے کرام تشریف لائے اور انہوں نے دارالعلوم محمدیہ کے نظم ونسق کی تعریف فرمائی اور آپؒ کے حسن اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، جس کا اعتراف انہوں نے اپنی تحریروں میں فرمایا ہے۔

رحیمی شفاخانہ طب روحانی کا بھی مرکز: خانقاہِ رحیمی دارالعلوم محمدیہ کے علاوہ رحیمی شفاخانہ میں آنے والے جب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے عمدہ اخلاق اور بہترین صفات سے متاثر ہوتے تو حضرت سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرلیتے، اسی طرح بہت سارے علمائے کرام، ائمہ مساجد، حفاظ وقرا، مساجد کے ذمہ داران نے حبیب الامتؒ کی مجالس سے فیض پاکر اپنی

اصلاح کی، ایسے مریدین ومتوسلین کی تعداد سیکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے۔ اسی لئے رحیمی شفاخانہ نہ صرف جسمانی مریضوں کا بلکہ روحانی مریضوں کا بھی مرکز رہا، جس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ دارالعلوم محمدیہ میں ہر جمعہ ذکر کی مجلس ہوتی ہے جہاں بہت بڑی تعداد شریک ذکر ہوکر آپؒ سے اکتساب کرتی۔ یہ سلسلہ بحمد اللہ جاری ہے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشینوں نے آپؒ کے فیضان کو جاری وساری رکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ استقامت اور ترقی عطا فرمائے، آمین!

علمی خدمات: حضرت حبیب الامت رحمہ اللہ نے تھوڑی سی مدت میں دو سو کتابیں تالیف کی ہیں، جن میں تفسیر، تصوف، خطبات، خوابوں کی تعبیر اور طبی کتابیں بہت مشہور ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

ظہیر احمد قاسمی مظفرنگری

24-07-2020

✧✧✧

حضرت حبیب الامت نوراللہ مرقدہٗ

علمائے دیوبند کے سچے عاشق

محبّ العلماء حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی، مالک مکتبہ طیبہ دیوبند

یوں تو حضرت حبیب الامت نوراللہ مرقدہٗ میرے اعزا میں سے ہیں، میرے عزیز رشتہ دار اور درسی ساتھی حضرت مولانا شمشاد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (مالک مصنع القاسمی جدہ سعودی عرب) کے توسط سے ملنا جلنا زیادہ ہوگیا، لیکن دورانِ حج ۲۰۰۵ء میں آپؒ سے جو ملاقاتیں رہیں وہ بڑی یادگار اور مستقبل میں دوستی کا باعث ہوئیں۔ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب نوراللہ مرقدہٗ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں، ایک طرف آپؒ ماہر نباض طبیب وحاذق تھے تو دوسری طرف خانقاہ میں مسند نشیں شیخ کامل، جس کے فیض سے ایک بڑی تعداد مستفید ہورہی تھی، آپ کے اخلاق اکابر علماء کی یاد تازہ کرادیا کرتے تھے، کشادہ دستی، مہمان نوازی، علماء وعمائدین کا اکرام واحترام آپ کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا، جن لوگوں سے بہت زیادہ تعلق نہ ہوتا صرف تھوڑی سی بھی شناسائی ہوتی اور وہ کسی کام کے متعلق کہتے تو فوراً قبول کرلیا کرتے تھے، کبھی کسی کام کو منع نہ فرماتے، جب بھی دیوبند آنے کی دعوت دیتا خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرلیتے اور وقتِ مقررہ پر تشریف لے آتے۔ مجھے بھی اصرار کرکے بنگلور اور دہلی بلایا کرتے، میں پہنچ جاتا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر استقبال کرتے، مہمان نوازی ایسی کہ آدمی عش عش کر اٹھے، گھنٹوں بیٹھ کر گفتگو کیا کرتے۔ ہماری یہ ملاقاتیں کسی دنیاوی مقصد کے لئے کبھی نہ ہوئیں، ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: ”حضرت! میرا آپ کا تعلق محض اللہ کے لئے ہے، مجھے آپ سے جو محبت وانسیت ہے اس میں ذرہ

برابر بھی دنیاوی اغراض نہیں ہیں"۔ اور سچ بات بھی یہی تھی، میرے کتب خانہ "مکتبہ طیبہ دیوبند" کو آپؒ کی دینی کتابیں طبع کرنے کا شرف حاصل ہے، جب بھی کوئی نئی کتاب آتی تو میں معلوم کرتا کہ کیا چاہتے ہیں؟ مسکرا کر کہتے: "مولانا کچھ نہیں بس مجھے تو کتابوں سے شغف ہے"۔

اخلاق ایسا کریمانہ تھا کہ آدمی گرویدہ ہوجاتا، گفتگو ایسی شیریں کہ پہلی ملاقات میں برسوں کی شناسائی محسوس ہوتی، جس محفل میں ہوتے نمایاں نظر آتے، رکھ رکھاؤ ایسا کہ ہر نظر دیکھتی رہ جاتی۔ علمائے دیوبند کے سچے عاشق وترجمان تھے، مسلک اور برادری کا بڑا اکرام فرماتے لیکن کبھی کسی کی مخالفت نہ کرتے، آپ کی جملہ کتابوں میں جہاں علمائے حق کی ترجمانی نظر آتی ہے، وہیں تمام مسالک کا ادب واکرام خوب دِکھائی دیتا ہے۔ آپ نے بنگلور دارالعلوم محمدیہ کے اجلاسِ دستار بندی میں مجھے مدعو کیا، انتظام دیکھا تو کوئی شاہی تقریب محسوس ہوئی، پروگرام کی ترتیب وعمدگی اور مدعو مہمانان کا اکرام، ضیافت اور دیئے جانے والے تحائف دیکھ کر حبیب الامت کے ذوق کا پتہ چلتا تھا، جنوبی ہند میں آپ جس قدر مقبول تھے شمال میں بھی ایسی ہی مقبولیت حاصل تھی۔

آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی فون پر گفتگو ہوتی تو فرماتے: "حضرت مولانا طیب صاحب" میں کہتا کہ آپ میرے "حضرت" ہیں، آپ مجھے "حضرت" کہہ رہے ہیں؟ فرماتے: دیوبند کا بچہ بچہ میرے لئے "حضرت" ہے۔ اور پھر بڑی بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہوئے فرماتے: میں آپ کو دن میں اس لئے فون نہیں کرتا کہ تھوڑی سی گفتگو سے تسلی نہیں ہوتی۔ گھر کے ہر فرد اور تمام بچوں کا حال احوال معلوم کرتے، بے حد مزاح پسند تھے، فرماتے: مولانا طیب صاحب! آپ ہی تو بڑے بھائی ہیں جن سے دل کی بات ہوجاتی ہے، ورنہ سارا دن مصروفیت میں گزرتا ہے، کچھ دیر اہل خانہ اور رشتہ داروں سے گفتگو ہوجائے تو ذہن کو تازگی مل جاتی ہے۔

میں نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر بھی کئے، کئے مدرسوں اور جلسوں میں جانے کا اتفاق ہوا، شاہانہ لباس، عمدہ سواری اور سبھی کے ساتھ مشفقانہ رویہ ہوتا، کئی جگہوں پر دیکھا کہ انتظامیہ کی جانب سے ہدیہ پیش کیا گیا تو منع فرما دیا، گاڑی کا کرایہ بھی نہ لیتے۔ میں مذاقاً کہتا:

حضرت! آپ لے کر مجھے دے دیا کریں۔ یہ سنتے تو بہت ہنستے اور خوب محظوظ ہوتے ہوئے فرماتے: حضرت مولانا طیب صاحب! جو رقم آپ نے جمع کر رکھی ہے، پہلے اس کو نکالیں، جب خرچ ہوجائے گی تب مجھ سے لے لینا۔

آپ کے وصال سے دلی صدمہ پہنچا ہے، ایک بڑی تعداد مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ، مسجد، خانقاہ اور شفاخانہ سے فیض پارہی تھی، آپ کے بعد بھی اللہ نے اس فیض کو جاری وساری رکھا ہوا ہے، حضرتؒ کے جانشین ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی اور دیگر صاحبزادگان آپ ہی کے نقشِ قدم پر خدمتِ خلق میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے، حضرت حبیب الامتؒ کو غریقِ رحمت فرمائے، جملہ پسماندگان کو صبر عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

طالب دعا

محمد طیب قاسمی

مکتبہ طیبہ دیوبند

✧✧✧

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ
منفرد خصوصیات وامتیازات کے حامل

معتمد اسلاف حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی مدظلہ العالی
مہتمم مدرسہ کاشف العلوم چرتھاول وصدر جمعیۃ علماء ہند ضلع مظفرنگر یوپی

موت سے کسی کو رستگاری نہیں جو بھی اس دنیا میں آیا، اسے یہاں سے جانا ہے، یہ ایک حقیقت ہے۔ میں بڑے شش و پنج میں ہوں کہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کن خوبیوں سے اپنی بات شروع کروں؟ بچپن سے لے کر کبرسنی تک یادوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ وہ میرے بچپن کے ساتھی تھے۔ مدرسہ کاشف العلوم چرتھاول ضلع مظفرنگر کے رجسٹر داخلہ کے مطابق ۱۵؍فروری ۱۹۶۶ء میں آپ نے نورانی قاعدہ وناظرہ قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد پرائمری درجہ دوم میں داخلہ لیا۔ نورانی قاعدہ سے ناظرہ مکمل ولی کامل نمونۂ سلف حضرت حافظ سعید صاحب سے پڑھا اور پرائمری منشی عبدالوحید صاحب چرتھاول کے درجہ میں، اس وقت آپ کی عمر صرف نو سال تھی۔ ہم نے ساتھ ساتھ ناظرۂ قرآن شریف مکمل کیا، پھر حضرت مولانا رفیق احمد صاحبؒ کے پاس قرآن کریم حفظ کیا اور زمانۂ طالبِ علمی میں ایک طویل وقت ساتھ گزارا۔

حضرت مولانا رحیمی کو بچپن سے اللہ رب العزت نے بہت سے امتیازی اوصاف سے متصف فرمایا تھا۔ وہ حفظ قرآن کے ساتھیوں میں ممتاز اور اساتذہ کے منظورِ نظر تو تھے ہی ساتھ ساتھ اساتذہ کی دل سے خدمت کا جذبہ انہیں دیگر معاصر طلبا میں ممتاز بنائے ہوئے تھا۔ بزرگوں سے قربت اور

ان کی خدمت کا ہی اثر تھا کہ ادارہ میں جب بھی کسی بیرونی عالم دین کا ورودِ مسعود ہوتا تو مولانا رحیمی ہر اعتبار سے دیگر طلبا پر فوقیت لے جاتے۔ وہ وقت کے بڑے پابند تھے، لہو ولعب میں کبھی اپنا وقت ضائع نہیں کیا۔ درسگاہ کے بعد چھٹیوں کے اوقات میں کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے، وہ اپنی درسگاہ کے شریک طلبا میں سب سے خوشنویس تھے۔ اپنی منفرد خصوصیات وامتیازات کی وجہ سے جس کسی کی نظر مولانا رحیمی پر پڑتی تو بآسانی یہ اندازہ لگا لیتا کہ یہ ہونہار بچہ آگے چل کر بڑے معرکے سر کرے گا۔ مدرسہ کاشف العلوم کے بعد جب حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی صاحب گنگوہ تشریف لے گئے تو اہل اللہ کی صحبت اور ان کی نظر التفات نے انہیں کندن بنا دیا۔ کسے معلوم تھا کہ چرتھاول کی تاریخ میں یہ بچہ اپنا اور اپنے اساتذہ کا نام روشن کرے گا، آج دنیا مولانا محمد ادریس حبان صاحب کو حبیب الامت کے نام سے جانتی ہے۔ بنگلور میں قیام کے دوران انتہائی کم وقت میں آپ نے جو مثبت اور تعمیری کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

بنگلور جب میں پہلی مرتبہ حاضر ہوا تو اس وقت دارالعلوم محمدیہ کا ابتدائی دور تھا، مسجد کے لئے جگہ حاصل کر لی گئی تھی لیکن تعمیر شروع نہیں ہوئی تھی، میں نے ویران بستی کو دیکھ کر استفسار کیا کہ اس علاقہ میں مسلم آبادی ہے؟ فرمانے لگے اس علاقہ میں جو آبادی ہے وہ بیشتر مسلمانوں کی ہے۔ میں نے حیرت واستعجاب سے پوچھا کہ لوگوں کو دیکھ کر ایسا لگتا نہیں ہے؟ مولانا رحیمی صاحب فرمانے لگے کہ یہاں سخت محنت کی ضرورت ہے۔ علاقے کے مکینوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے ہی یہاں مدرسہ ومسجد کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کے عزم واستقلال کا اثر آج علاقے میں ہر سو نظر آرہا ہے، مدرسہ کا فیض جاری وساری ہے اور بڑی تعداد میں علما وحفاظ یہاں سے نکل کر دین وملت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

بنگلور حاضری کے موقع پر حضرت کے شفاخانہ میں ہی قیام رہتا۔ مجھے اپنے ساتھ مدرسہ لے جاتے، مدرسہ کا ماحول، طلبا کی تعلیم وتربیت کا خانقاہی انداز قابلِ دید ہوتا۔ میں نے ایک مرتبہ حضرت سے دریافت کیا کہ شاید بارگاہِ ایزدی کی طرف سے کوئی الہامی معاملہ تھا؟ تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ کئی مرتبہ اس طرف توجہ ہوئی، میرے قلب وذہن نے کہا کہ شاید یہ اللہ کی طرف سے ہے، کام

شروع کیا اور اللہ نے اسے قبول فرمالیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خوبیوں میں سے ایک عظیم خوبی خوش اخلاقی اور ملن ساری تھی، جو آپ سے ملتا یہ سوچتا کہ حضرتؒ مجھ سے زیادہ کسی سے محبت نہیں کرتے، مہمان نوازی ایسی کہ شاید کوئی دن ہو جو مہمان سے دستر خوان خالی ہو۔ خود مہمان کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ رمضان المبارک میں تو عجیب سماں ہوتا، علمائے کرام کے علاوہ مدارس کے سفرا بھی حضرت کے مہمان ہوتے، قیام کے ساتھ سحر وافطار کرتے، مدرسہ میں خاص طور پر سفراء حضرات کے لئے مہمان خانہ مخصوص تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک طرف مطب میں مریضوں کی تشخیص فرماتے وہیں دوسری طرف تالیف وتصنیف کا کام بھی فرماتے۔ تقریباً دوسو تصنیفات وتالیفات شائع ہوکر مقبول خاص وعام ہیں۔ آج ہم ایک مخلص کرم فرما ساتھی سے محروم ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے فیوض کو جاری وساری فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

دعا گو

محمد قاسم قاسمی

مدرسہ کاشف العلوم چرتھاول

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ممتاز صفات کے حامل

محبّ ملت حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ
مسجد ومدرسہ عبداللہ بن زید پاپولر کالونی مدینہ نگر بنگلور

تاریخ افراد واشخاص سے بنتی ہے اور یہ افراد واشخاص وہ ہوتے ہیں جو ایک جانب نیکی وتقویٰ اور خشیت وصلاح کا پیکر ہوتے ہیں تو دوسری جانب عزم وثبات اور ہمت واستقلال کا کوہِ گراں بن کر سامنے آتے ہیں۔ ایک زندگی تو ان کی وہ ہوتی ہے جو حقوق اللہ کی ادائیگی اور قربت الٰہی کے حصول کے جذبوں سے معمور ہوتی ہے اور ان کی زندگی کا دوسرا رخ وہ ہوتا ہے جو انسانی ہمدردیوں اور اصلاحی ورفاہی تحریکات کا عنوان بنتی ہے۔ تاریخ کے یہ وہ کردار ہیں جن کی طلب اور ضرورت ہر زمانے میں رہی اور کرم خداوندی سے ایسے لوگ ہر دور میں میسر رہے۔

ہندوستان وسیع وعریض ملک ہے اور مختلف طبقات یہاں آباد ہیں۔ ان طبقات کی خوش نصیبی ہے کہ ان میں ایسی شخصیتیں پیدا ہوتی رہیں جو تاریخ کا سرمایہ ثابت ہوئیں اور جن کی زندگی کے شب و روز ایک مثال بن کر ابھرے۔ مشہور مقامات سے لے کر قصبات یہاں تک کہ دیہاتوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے بھرپور عزائم کے ساتھ کبھی اجتماعی اور کبھی انفرادی سطحوں پر وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جو وقت گزرنے کے ساتھ نظیر بن گئے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے لے کر اس وقت تک کتنے آفتاب وماہتاب ہیں جو آسمان علم وفضل پر چھائے رہے اور کتنے نجوم وکواکب ہیں کہ زندگی ان کے اردگرد گھومتی رہی اور کتنے ثوابت وسیارے ہیں جو تاریخ کی رگوں میں زندگی بن کر دوڑ رہے ہیں۔ قدم قدم پر ہماری ملاقات ایسے شہرۂ آفاق لوگوں سے ہوتی ہے کہ ان کے

کاموں اور خدمات جلیلہ کو دیکھ کر جہاں حیرت ہوتی ہے وہیں خدا کی صناعی اور قدرت کا کامل یقین ہوتا ہے۔ماضی قریب پر اگر نظر ڈالیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک غم سے نجات نہیں ملتی اور حزن وملال کی کیفیت سے باہر آنا نہیں ہوتا کہ ایک اور نقصان کی خبر ملتی ہے۔ابھی پچھلے زخم بھرے نہیں کہ ایک اور زخم ابھرتا ہے، جانے والے کی زندگی کے نقوش دل و دماغ پر اس طرح مرتسم کہ ایک اور شناسا کے رخصت ہونے کی اطلاع ملتی ہے، یہی زندگی ہے اور اسی سے ہر فرد دو چار ہے، ۲۰۲۰ء کا جائزہ لیجئے تو علمی دنیا کے کئی بڑے نقصان اس سال کے نام منسوب ہیں۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے، ایک اور نقصان جو ماہر نباض حضرت مولانا ڈاکٹر ادریس حبان رحیمی صاحب رحمہ اللہ رحیمی شفا خانہ بنگلور، بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی شکل میں سامنے آیا۔حضرت علیہ الرحمہ ریاست کرناٹک کے ہی نہیں، علمی دنیا کے ایک باوقار اور باکمال فرد تھے۔ان کی حیثیت مسلم تھی، علمی دنیا میں ان کو قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، جس کسی کو مولانا سے شرف ملاقات کا حق حاصل ہوا ہو تو اس کا دل ضرور اس بات کی گواہی دے گا کہ مولانا ایک منکسر المزاج، متواضع، بلند اخلاق انسان ہیں، جو اپنے چھوٹوں سے محبت اور شفقت کے ساتھ ملتے ہیں۔ یہ ان کی بڑی خوبی تھی۔ان کی گفتگو ملنے جلنے کے انداز، نشست وبرخاست، آمد ورفت سے یہ تاثر ابھرتا تھا کہ مولانا سراپا اخلاق ہیں۔ میں نے آپ کی ذات ستودہ صفات میں چار صفتوں کو بہت ممتاز پایا۔

آپ کی پہلی ممتاز صفت، صفت علم ہے، آپ نے بے شمار کتابیں مختلف فنون پر تصنیف فرمائیں، موجودہ حالات اور خصوصی طور پر علم حکمت پر جو مضامین اردو اخبارات، نقوش عالم اور ملک کے مختلف رسائل میں ماہانہ، ہفت روزہ شائع ہوئیں، ہر خاص وعام میں مقبول رہیں، جن کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ نے آپ کو علمی میدان کا شہسوار بنایا تھا اور ملک بھر میں خصوصاً اہل کرناٹک کے لئے آپ کی خطابت، وعظ ونصیحت ایک مثالی کارنامہ رہا، جس کے ذریعہ بے شمار بندگان خدا راہ راست پر آئے اور صراط مستقیم کو اپنا نصب العین بنایا۔

آپ علما نواز تھے، ۲۰۱۸ کی بات ہے کہ دارالعلوم وقف دیوبند کے مایہ ناز استاذ شیخ القراء حضرت مولانا قاری علاؤالدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی بنگلور آمد پر دارالعلوم محمدیہ میں محفل

قرأت کا پروگرام حضرت مولانا کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں شہر کے معزز علمائے کرام بھی شریک رہے، جس شاہانہ انداز سے حضرت قاری صاحب کا استقبال کیا اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا، صرف یہی نہیں بلکہ ہم جیسے چھوٹوں کا جو اعزاز کیا گیا آج بھی وہ پرنور منظر دلوں پر نقش ہے، اور اپنے بڑوں کا ہمیشہ یہ طریق کار رہا کہ وہ اپنے چھوٹوں کی ہمت افزائی کے لئے اس طرح کا شفقت بھرا معاملہ فرماتے، یہ ایک ایسی صفت ہے کہ جس کے ذریعہ نوجوان علمائے کرام کے اندر علمی خدمات میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔میرے لئے یہ باعث شرف ہے کہ مولانا اور والد محترم کا اصلاحی تعلق جس روحانی معالج سے تھا وہ حاذق الامت حضرت مولانا شاہ حکیم زکی الدین صاحب نور اللہ مرقدہ، جن سے مولانا کو خلافت کا شرف بھی حاصل رہا اور اسی نسبت کی بنیاد پر خانقاہ رحیمی کے ذریعہ بہت سارے مریدین فیضیاب ہوتے رہے۔

آپ کی دوسری ممتاز صفت، صفت عمل ہے، جس کا نمونہ آپ کی اولاد اور تمام طلبہ ہیں۔سیرت کے حوالہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی زندگی کو اتنے کامل ومکمل طریقہ پر اپنایا جس کی نظیر رہتی دنیا تک مل نہیں سکتی، ہجرت کے موقع پر جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ داخل ہوگئے تو آپ تھکان کی وجہ سے ایک درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ گئے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ سے پہلے مصافحہ ومعانقہ فرمایا، اہل مدینہ یہ سمجھ کر ان سے ملاقات کر رہے تھے یہی محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں، اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی سیرت وصورت دونوں اعتبار سے عملی نمونہ تھے، اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تینوں اولادیں سیرت وصورت دونوں اعتبار سے آپ کا عملی نمونہ نظر آتی ہیں۔اور طلبا وضع قطع میں اٹھنے بیٹھنے میں لباس اور پوشاک میں اپنے اساتذہ کی ہو بہو نقل کرتے ہیں۔آپ اپنے مدرسہ کے ہر طالب علم کی ایسی تربیت فرمائی جو قابل دید ہے۔

تیسری ممتاز صفت، آپ میں صفت حلم تھی، آپ معتدل مزاج اور بردباری کے حامل شخص تھے۔اور یہ اسلامی مزاج ہے، صدائے اتحاد کرناٹک جو ایک ایسی تنظیم ہے، جس کا نظریہ ہے کہ اپنے مسلکی تشخصات کو برقرار رکھتے ہوئے ملی مسائل کے لئے تمام مسالک کے قائدین متحدہ پلیٹ فارم پر

آئیں، تاکہ پوری قوت کے ساتھ وقت کے ایوانوں سے امت مسلمہ کے حقوق منوائے جائیں اور یہ وقت کی اہم ضرورت بھی ہے، اس تعلق سے جب بھی حضرت سے ملاقات ہوئی آپ نے اپنی طرف سے پوری رہبری فرمائی، اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور آپ کی باتوں سے اس بات کا پتہ چلتا تھا کہ آپ اتحاد بین المسلمین کے عظیم داعی ہیں۔ آپ کی پانچویں ممتاز صفت، صفت تنظیم تھی۔ اور اسی صفت تنظیم کا مظہر ہے یہ دارالعلوم محمدیہ کا خوبصورت نظام، یہاں کی خوبصورت عمارتیں، یہاں کا مطبخ، یہاں کے شب وروز، یہاں کے اساتذہ وطلبہ، اسی طرح خانقاہ رحیمی، رحیمی شفاخانہ اور دوسرے ادارے، حضرت شیخ الہند کی وفات کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے شیخ الہند کے مشن کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا تھا، اسی طرح حبیب الامت کی وفات حسرت آیات کے بعد اب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ آپ کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کریں۔ بالخصوص مولانا محمد فاروق اعظم حبان صاحب قاسمی، مولانا محمد عثمان حبان صاحب قاسمی، حاجی عدنان حبان صاحب ان تینوں احباب کی ذمہ داری ہے کہ کسی اضمحلال اور کمزوری کا احساس کئے بغیر آپ کے تمام کاموں کو جاری رکھیں، ملک کے جو اکابر، مریدین، متوسلین، محبین آپ کے والد بزرگوار کے ساتھ تعلق رکھتے تھے، وہ سب آپ کے بھی ساتھ ہیں۔ اس لئے آپ کو کسی کمزوری کا احساس نہیں کرنا چاہئے اور اپنے والد نوراللہ مرقدہ کے اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمات جلیلہ کو شرفِ قبولیت بخشے اور ہمیں بھی آپ کی سیرت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

✧✧✧

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

با فیض دل آویز رقیق القلب شخصیت

خادمِ قرآں حضرت قاری محمد رضوان بیگ صاحب شمسی دامت برکاتہم
ادارہ ریم لدعوۃ القرآن الکریم بنگلور

حبیب الامت حضرت حکیم محمد ادریس حبان رحیمی علیہ الرحمۃ کا سانحۂ ارتحال میرے لئے جاں کاہ ہے، جس طرح انہوں نے میری اور میرے دینی وملی کاموں کی سرپرستی کی، ہمیشہ رہنمائی فرمائی، مفید مشوروں سے نوازا، ہر موقع پر دست گیری کی، ان شفقتوں کے نقوش ہمیشہ تازہ رہیں گے اور دل میں گدازی اور آنکھوں میں آنسو لاتے رہیں گے۔

حضرت علیہ الرحمۃ کی شخصیت حد درجہ دل آویز تھی، اولین ملاقات میں طویل المیعاد تعلقات کی بنیاد خود بہ خود قائم ہوجاتی تھی، جس خلوص اور اپنائیت سے وہ ملتے تھے، اس کا نقش ہمیشہ کے لئے دل کی گہرائی میں جگہ بنالیتا تھا۔

قرآن کریم کے مسابقتی پروگرام ناچیز کی گھٹی میں ہیں، جن کا سودا بندے کے دماغ میں ایک زمانے سے ہے، عملی اشتغال بھی سعودی عرب میں قیام کے زمانے سے رہا، پھر 2001ء میں جب انڈیا واپسی ہوئی، تو اس ذوق میں نئی تازگی پیدا ہوئی اور پروگراموں کے انعقاد کا جذبہ پیدا ہوا، اس مبارک سلسلے کو میں نے اپنی گلی سے شروع کیا، ابتدائی پروگرام میں حضرت حکیم صاحب کو مدعو کیا، حضرت کی کرم گستری اور خورد نوازی ہے کہ حقیر کی دعوت کو قبول کیا اور تشریف لائے، اسی پروگرام میں حضرت کی معرکۃ الآراء کتاب ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' کا اجرا بھی عمل میں آیا۔

اس پہلی ملاقات کا نقش دل پر جم گیا اور آپ کی پرکشش شخصیت نے میرے قلب پر گہرا اثر ڈالا، اس کے بعد یہ رابطہ ایک بااعتماد تعلق میں تبدیل ہوا اور ہم نے اپنے پروگراموں میں اور دیگر سرگرمیوں میں حضرت کی ذات سے بھرپور استفادہ کیا۔ حضرت نے ہمیشہ اپنی مؤقر شرکت سے ہمارے معمولی پروگراموں کو چار چاند لگائے، پروگراموں کو دیکھا، سنا، خطاب کیا اور مفید مشوروں سے نوازا۔

آپ گوناگوں خصوصیات کے مالک تھے، میں نے ذاتی طور پر متعدد خوبیوں اور کمالات کا تجربہ کیا، ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ آپ نہایت رقیق القلب تھے، دوران تلاوت اس کا بارہا مشاہدہ ہوا، اخفا کا اہتمام تھا لیکن قریب سے کیفیت کا ادراک ہوجاتا تھا، کلام الٰہی سے سرشار ہوجاتے تھے، دل بھر آتا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے، بندے نے اس کیفیت میں آپ کو ممتاز پایا۔ آپ کا دست کشادہ تھا، نیک کاموں میں خرچ کرنے کے عادی تھے۔ آپ نے مصروف ترین زندگی گزاری، صدی کے کام دہائیوں میں پورے کئے، تدریس سے امت کے نونہالوں کو سیراب کیا، امامت وخطابت کے منصب سے گم گشتہ راہ قوم کی رہنمائی کی، قیمتی تصانیف سے اسلامی کتب خانے کی ثروت میں اضافہ کیا، ادارہ قائم کرکے علم دین کی نشر واشاعت کے لئے دائمی سبیل قائم کی، طب و معالجے سے قوم کی خدمت کی، مختلف اداروں کی سرپرستی سے دین کی شادابی کے اسباب فراہم کئے۔

غرض! مختصر زندگی کو اپنی پیہم جد وجہد کے ذریعے غایت درجہ کامیاب بامراد اور نتیجہ خیز بنا کر اپنے مالک حقیقی سے جاملے، اللہ تعالیٰ حضرت والا کے درجات کو بلند فرمائے، آپ کی خدمات کو قبول فرمائے، آپ نے اپنے سچے جانشین چھوڑے ہیں جو آپ کے کاموں کو بحسن وخوبی انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے جاری کردہ فیوض کو قائم اور دائم رکھے، سبھی اہلِ خانہ مریدین ومتوسلین اور محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

✧✧✧

ساقیٔ تشنگانِ علم ومعرفت

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

پیکر خلوص ومحبت محبوب العلماء حضرت الحاج وہاج الدین صاحب انصاری مدظلہ، جدہ

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے، جو اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ آپ کی وفات کی خبر سن کر انتہائی صدمہ ہوا، صاحبزادہ محترم ڈاکٹر محمد فاروق صاحب سے بذریعہ ٹیلیفون رابطہ تو معلوم ہوا کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ قضائے الٰہی سے رحلت فرمائے گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون! دل کو سخت صدمہ پہنچا مگر یہ حقیقت ہے کہ جو بھی اس دنیا میں آتا ہے بالآخر کبھی نہ کبھی اُسے یہاں سے جانا بھی ہے:

موت سے کس کو رُستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

حضرت حکیم صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، جہاں تشنگان علم ومعرفت آتے اور اپنی پیاس بجھاتے، آپ خوش الحان وشیریں بیان مقرر، شائستہ کلام ادیب، کامیاب مؤلف اور مشفق مربی ہونے کے ساتھ ایک ماہر فن حکیم وطبیب تھے، آپ کے پاس روحانی وجسمانی ہر طرح کے امراض کا علاج تھا، علما، حکما، اور عمائدین شہر کی ایک بڑی تعداد آپ سے مرتبط تھی آپ کے یہاں سب کا یکساں اکرام تھا، علما وطلبا اور حفاظ کرام کو مفت دوائیں دی جاتی تھیں، آپ جیسی عظیم شخصیت کا رحلت فرما جانا قوم وملت کا بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

حبیب الامت حضرت حکیم حبان صاحب کو حق تعالیٰ نے متعدد صفاتِ حمیدہ سے نوازا تھا، آپ خوش اخلاق وخوش پوشاک تھے، تحمل وبردباری، چھوٹوں پر شفقت اور معاصرین کے ساتھ بڑوں جیسا سلوک آپ کی طبیعت ثانیہ تھی، جو آپ سے ملتا پہلی ہی ملاقات میں گرویدہ ہوجاتا، لوگ دور دراز سے آپ کی زیارت کے لئے آتے، بندۂ ناچیز کو بھی بنگلور پہنچ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات کا شوق تھا چنانچہ فروری ۲۰۱۷ء کے اوائل میں آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، ہمارے اس کارواں میں محترم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب قاسمی سیتاپور، حضرت مولانا ومفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی مدظلہ مقیم حال مدینہ منورہ، ومحترم بھائی محمد راشد صاحب لکھنؤ شریک تھے، حضرت حکیم صاحب نے نہایت شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا، پرتکلف ضیافت فرمائی، دو دن کے قیام کے دوران آپ کے ساتھ مختلف مجالس اور دینی پروگراموں میں شرکت ہوتی رہی، اس دوران آپ کے حسن اخلاق اور شگفتہ مزاجی سے ہم لوگ خوب محظوظ ہوتے رہے۔ آج حکیم صاحب ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کی یادیں اور معرفت بھری نصیحتیں برابر "مشامِ جاں" کو معطر کرتی رہیں گی۔

عقیدت ومحبت سے بھرپور ان سطور بالا کے ذریعہ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ صاحبزادگان وصاحبزادیوں اور محبین ومتعلقین کی خدمات میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حبیب الامت حضرت حکیم صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی قبر مبارک کو "روضۃ من ریاض الجنۃ" بنائے، آمین ثم آمین!

وہاج الدین احمد انصاری
مقیم حال جدہ
مملکت سعودی عربیہ

✧✧✧

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

خوش مزاج اور بیباک شخصیت

خطیب العصر حضرت مولانا محمد ابوطالب صاحب رحمانی مدظلہ العالی
رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان صاحب رحیمیؒ ہند وبیرونِ ہند ایک نباض حکیم کی حیثیت سے مشہور تھے، آپ نے بہت سے شعبہ جات میں طبع آزمائی فرمائی اور کامیابی نے آپ کے قدم چومے۔ مریدین ومتوسلین کا بہت بڑا حلقہ رہا۔ بہترین نباض، عمدہ شیرین خطیب، اوراک ماہر معبّر تھے، بندہ کو ہندوستان کے بہت سے صوبوں کے اجلاس میں آپ کے ہمراہ سفر کا اتفاق ہوا۔ اور الحمدللہ احقر کو بنگال میں آپ کی مہمان نوازی کا شرف ملا۔

آپ کی خدمات اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حکومتی سطح پر آپ کی خدمات کا اعتراف کیا گیا، جس میں ڈاکومنٹری اور سینکڑوں ایوارڈ شامل ہیں، میرے اور میرے والد محترم حضرت حافظ غلام احمد صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سے گزشتہ پچیس سالوں سے خوشگوار تعلقات رہے۔ ہم نے آپ کو بہت ہی شفیق، نیک نفس، خوش مزاج، حق گو اور نہایت بے باک پایا۔

آپ اسلاف کی تہذیب کے علمبردار اور پروقار شخصیت کے حامل تھے، میری بے پناہ عقیدت، محبت آپ سے وابستہ تھی، اچانک آپ کی رحلت امت کا عظیم خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کو ہمت وطاقت دے، ماشاءاللہ آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اداروں کو تاقیامت جاری رکھے۔ آمین یارب العالمین! ✧

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ
اوصافِ حاتمی کا مجسمہ

شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدی رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ، بانی ومہتمم دار العلوم مصباح التوحید بنگلور

میرے مرشد ومربی، کرم گستر، پیکرِ شرافت ونجابت، خاورِ علومِ سلوک ومعرفت، حلقۂ قدوسیؒ وگنگوہیؒ کے نقیب۔ نبیرہ امامِ ربانی حضرت گنگوہی حکیم زماں مولانا عبدالرشید محمود صاحبؒ (حکیم نھو میاں) کے صحبت وتربیت یافتہ، شیخ کامل حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی گنگوہیؒ (نبیرہ حضرت امام ربانی) کے تلمیذ خاص، نمونۂ سلف وصالحین، گنجینۂ علومِ ظاہری وباطنی، طب یونانی کے تیز گام رہرو، عہدِ حاضر کے معتبر معبر (ثانی ابن سیرینؒ) خیر خواہی وہمدردی کے پیکر، کثیر الجہات شخصیت، خوش خلق، خوش وضع وخوش طبیعت، خوش سلیقہ وخوش صورت وسیرت، خوش خرام وخوش کلام، معاملات ومعمولات میں یکتا، ضرورتمندوں، مسکینوں اور ناداروں کے لئے اوصافِ حاتمی کا مجسمہ، اکابرین ملتِ اسلامیہ کی روایات کا آئینہ، مریدین، متعلقین، متوسلین ومحبین کے دلوں کا سرور ونویدِ راحت، ملک وملت کے حالات ومعاملات پر مثلِ ماہیٔ بے آب تڑپنے اور تکلیف محسوس کرنے والا دل اپنے پہلو میں رکھنے والی عظیم شخصیت، اپنوں اور اپنوں سے زیادہ دوسروں کے شکستہ دلوں کا درد بانٹنے والی بے مثال ہستی، میرے افکار واحساسات (اشعار) کے نیر تاباں، شاعر آستانہ رحیمی کے ساز وآواز، جن کو اب تک ہمارا قلم مدظلہ العالی، دامت برکاتہم، عمت فیوضہم، حفظہ اللہ لکھتا رہا ہے،

یک لخت رحمۃ اللہ علیہ، نور اللہ مرقدہ، قدسرہ العزیز کیوں کر لکھے؟ مگر اب تو قلم بھی مجبور ہے، میں بھی مجبور ہوں اس کی رضا کے سامنے، موت ایک حقیقت ہے ہر ذی روح کو اس کے حوالہ ہونا ہے چاہے وہ کسی بھی مرتبہ وحیثیت سے امتیازی شان کا مالک ہو ؎

"ہم کیا رہیں گے جب نہ حبیبِ خدا رہے"

اس حقیقت کے پیش نظر کانپتی انگلیوں، لرزتے قلم، بھیگی پلکوں، تھکی تھکی سانسوں، مغموم ورنجور دل سے لکھنے پر مجبور ہوں کہ عارف باللہ پیر طریقت، حامئی سنت حبیب الامت شاہ حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی اپنے رب سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

سیکڑوں تعزیتیں لکھیں مگر: صحافت وشاعری کے میدان میں جب سے ہم نے قدم رکھا ہے نظم ونثر کی صورت میں سیکڑوں تعزیتیں لکھیں مگر چند تعزیتیں لکھتے وقت جس حالت و کیفیت سے دوچار ہو کر گزرنا پڑا اس کو لفظوں میں بیان کرنا کارِ دشوار ہے۔ ایک تو اپنے پہلے روحانی مرشد ومصلح سراج الامت حضرت مولانا سید حامد حسن صاحبؒ امروہوی ثم تھانوی خلیفہ حضرت تھانویؒ، دوسرے اپنی منجلی بیٹی عذرا افسر جو چھبیس سال کی عمر میں چھ ماہ کے دودھ پیتے بچہ محمد سفیان کو یادگار چھوڑ کر شوہر اور ساس سسر کے ظلم کا شکار ہو کر انتقال کر گئی، تیسرے میری چھوٹی شریک حیات حسینہ بانو جو پیرانی اماں شاہجہاں سیما خلد مکیں شریکِ حیات حضرت حبیب الامت کے سفر زیارتِ حرمین شریفین کی ساتھی تھیں۔ پیرانی اماں کے انتقال سے ٹھیک ایک ہفتہ پہلے ایک مہلک بیماری کینسر میں مبتلا ہو کر داغ مفارقت دے گئیں۔ چوتھے چالیس سالہ ساتھی اور بزرگ دوست امام المنطق و الفلسفہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب بستویؒ استادِ تفسیر وحدیث دار العلوم دیوبند۔ پانچویں پیرو مرشد حکیم حاذق فائض السرور حبیب الامت حضرت الحاج مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہ خلیفہ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم ذکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹی (خلیفہ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ جلال آبادی، خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی) مذکورہ بالا تعزیتیں لکھتے وقت عجیب سی کیفیت دل و دماغ پر طاری ہو جاتی، بالخصوص پیر ومرشد حضرت حبیب الامتؒ کا یہ تعزیتی مضمون لکھتے وقت، جب

لکھنے کے لئے بیٹھتا تو چہرہ آنکھوں کے سامنے آجاتا۔ کبھی ساتھ میں رہتے ہوئے پیش آنے والے واقعات یاد آکر اپنی طرف متوجہ کرلیتے، کبھی ساتھ میں سفر کے دوران علمی گفتگو اور معلومات میں اضافہ کرنے والے اکابر اور اولیائے کرام کے دلچسپ تذکرے ذہن پر چھا جاتے، کبھی سوچوں کے سمندر کی سرکش موجیں اپنی لپیٹ میں لے لیتیں جس سے بی پی بڑھ جانے کے خوف سے قرطاس وقلم کو ایک طرف رکھ کر چپ بیٹھ جاتا، پھر جب یہ موجیں اپنی سطح پر آجاتیں لکھنے کے لئے بیٹھتا، مضمون لکھنے کے دوران ایسا کئی بار ہوا اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ دل کا غم آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں سے ٹپکنے لگا، مگر غم کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے مضمون لکھنا بھی ضروری تھا۔

پیر ومرشد کی جنوب میں آمد: حضرت حبیب الامتؒ سے ہمارا تعلق چالیس سال پرانا ہے، جناب قاری انعام الحق صاحبؒ میرٹھی کے واسطے سے فروری 1971ء میں مسجد اسلام آباد بسونگڈی کے لئے بغرض امامت وخطابت ہم بنگلور آئے، ہم سے پانچ سال بعد حضرت حبیب الامتؒ تھلی تملناڈو میں شہر والوں کی دعوت پر تھلی جامع مسجد میں برائے امامت وخطابت تشریف لائے اور دو سال تقریباً یہاں قیام فرمایا۔ اس دوسالہ مدتِ قیام میں آپ نے شہریانِ تھلی کو اپنے اوصافِ حمیدہ، کردارِ جلیلہ اور خوئے جمیلہ کے وہ تحائف پیش کئے جس کے نتیجہ میں تھلی کا ہر چھوٹا بڑا آپ کا گرویدہ ہوگیا اور گرویدہ بھی ایسا کہ حضرت ان کے دلوں کی دھڑکن اور وہ حضرت کے دل کی دھڑکن بن گئے تھے، جب حضرت نے تھلی چھوڑ کر جانے کا قصد فرمایا تو لوگ کسی بھی قیمت پر حضرت کے جانے پر راضی نہ ہوئے۔ رزق اور موت اللہ تعالیٰ جہاں اُتار دیں تو اسباب بھی ایسے ہی بن جاتے ہیں، آخر سب کو راضی برضائے الٰہی ہونا پڑا، تھلی سے ہنسی خوشی رخصت ہوکر بنگلور شہر کے ایک محلّہ دیپانجلی نگر میسور روڈ کی مسجد معراج میں امامت وخطابت کے منصب پر فائز ہوئے، یہاں بھی آپ نے اپنی عادت کے مطابق خاندانی شرافت، اکابرین اور اپنے قابل اساتذۂ کرام کی تعلیم وتربیت کا ثبوت پیش کیا۔ وہی بلند اخلاق، صالح کردار، حسن معاملات، مروتیں محبتیں بانٹی جس کے نتیجہ میں صدر وسکریٹری اور مصلیانِ مسجد بہت خوش تھے بلکہ پاس پڑوس کے محلّہ والے بھی آپ کے حسنِ معاملات اور اخلاقِ حسنہ سے متاثر تھے، پھول جب کھلتا ہے تو اس کی خوشبو صحنِ

چمن تک ہی محدود نہیں رہتی، آس پڑوس والوں کو بھی معطر کرتی ہے۔ یوں دیپانجلی نگر اور اس سے جڑے ہوئے محلوں بابوجی نگر، گڑ دھلی، پائپ لائن، جے جے آر نگر، بیاٹرائن پورہ وغیرہ میں بھی آپ کی شہرت ہوگئی، بلکہ جب آپ کے علمی کمالات کے نیر تاباں کی کرنیں بنگلور کے دانشوروں اور علمی حلقوں پر پڑیں تو جگمگ جگمگ کرنے لگیں، اس لئے کہ اس دور کے بنگلور میں ایسے ہمہ صفات لوگ خال خال ہی تھے، جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اتنی نعمتوں کے حامل ہوں۔ آپ بیک وقت جید حافظ قرآن، خوش الحان قاری، بے باک وبے خوف حق گو مقرر، بے مثال عالم، کامیاب نباض وطبیب اور عمدہ خطاط تھے، مگر بہت سادہ رہتے لیکن عمدہ لباس زیب تن فرماتے، کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ پیکر انسانی اتنی ساری خوبیوں کا حامل ہے۔ وقت کی قدر وقیمت کو آپ اچھی طرح جانتے تھے، وقت کا ضیاع آپ کے نزدیک ایک گناہ کے ارتکاب سے کم نہ تھا، اس لئے مسجد معراج میں امامت وخطابت کے ساتھ روزنامہ آزاد بنگلور میں کتابت بھی کرنے لگے، ہر روز میسور روڈ سے شیواجی نگر آتے اور اپنے کام کو انجام دے کر نماز کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے پھر دیپانجلی نگر پہنچ جاتے، آپ سوچ سکتے ہیں کہ کتنی مشکلوں صعوبتوں کا سامنا ہوتا ہوگا، مگر چونکہ آپ ہمت اور حوصلوں کے کوہ ہمالیہ سے کم نہ تھے، ہر تکلیف آپ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی رہتی تھی، سچ ہے ہر تکلیف کے بعد راحت ہوتی ہے، اللہ بہت بڑا کارساز ہے اس نے دیکھا کہ میرا ایک برگزیدہ بندہ ہر دن مشقت برداشت کرکے اتنی دور آتا جاتا ہے اور کسی پر اپنی تکلیف کو ظاہر بھی نہیں کرتا، اس لئے دوسرا انتظام فرمادیا، ہیچ اے یل اسلام پور کی جامع مسجد میں نماز جمعہ اور نماز سے قبل آدھا گھنٹہ تقریر اور بس، آپ نے اسی پر رضائے الٰہی جان کر اکتفا کرلیا، اب ہفتہ بھر اخبار میں کتابت فرماتے اور جمعہ کی خطابت ونماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے، برسوں یہ سلسلہ جاری رہا۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ شہر بنگلور آکر حضرت نے کئی اعتبار سے اپنی پہچان بنالی تھی۔ سیاسی، سماجی، ادبی، مذہبی اور دیگر علمی حلقوں میں آپ کو عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور سب آپ سے بخوبی واقف تھے، بعدۂ جناب محمد اسماعیل تابش ایم ایل سی ایڈیٹر روزنامہ پاسبان، سکریٹری الحسنات گرلس ڈگری کالج فاروومین، سکریٹری مسجد یقین شاہ ولی نے باصرار آپ کا پاسبان میں

کتابت اور مسجد یقین شاہ ولی میں خطابت کے لئے تقرر کرا دیا۔ یہ مسجد حضرت یقین شاہ ولی کی درگاہ کے احاطہ میں واقع ہے، اسمبلی ہاؤس (ودھان سودھا) سے قریب ہے، مسجد اور روزنامہ پاسبان کے دفتر کا فاصلہ بھی کچھ زیادہ نہیں۔ جناب الحاج ابراہیم حاجی آدم سیٹھ صاحب مرحوم بانی وصدر، جناب الحاج محمد اسماعیل تابش صاحب مرحوم سکریٹری، جناب پہلوان باشاہ صاحب مرحوم اور دیگر تمام ساتھیوں معہ جناب الحاج عزیز سیٹھ صاحب وزیر اوقاف مرحوم کی محنت اور سیاسی اثر ورسوخ سے اس جگہ پر مسجد تعمیر ہوئی۔ یہ مسجد ایسے مقام پر تعمیر کی گئی ہے جہاں واقعتاً اشد ضرورت تھی چاروں طرف سرکاری دفاتر ہیں ان میں مسلم ملازمین بھی ہیں جن کو پنج وقتہ اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے دور دراز محلوں کی مسجد میں جانا پڑتا تھا اس مسجد کے تعمیر ہو جانے سے ان تمام کی مشکل آسان ہوگئی۔

حضرت سے ملاقات: اس مسجد میں امامت وخطابت کے دوران ہم کو حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اس سے پہلے حضرت کے نامِ نامی کو ہم دور دور سے سنتے چلے آرہے تھے، ملاقات پر تعارف کے بعد حضرت نے فرمایا میں نے بھی غائبانہ آپ کا نام سنا ہے، باہمی تعارف دونوں کے لئے مسرت وشادمانی کا باعث بنا، دیر تک گفتگو رہی، گفتگو کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ نوجوان اس کم عمری میں جب اتنا متین وسنجیدہ، اور ملنسار وبا اخلاق واقع ہوا ہے تو آگے چل کر اس بلند اخلاقی، ملنساری، تصعید تخیل اور اعلی استعداد کے باعث اللہ کے فضل سے اعلی مرتبہ کا حامل ہوگا، یہ ملاقات حضرت سے ہماری پہلی ملاقات تھی مگر لگ رہا تھا کہ برسوں پرانے تعلقات ہیں۔ اس کے بعد ملاقاتوں کا دروازہ ایسا کھلا جو کبھی بند نہیں ہوا، بلکہ جیسے جیسے وقت آگے کا سفر طے کرتا گیا ویسے ویسے ایک دوسرے کی قربت کا سبب بنتا گیا۔ اصل میں یہ کمال اور کشش حضرت کے اندر اخلاق واخلاص کی بنیاد پر تھی اور یہ ہماری ہی ایک کی بات نہیں تھی بلکہ جو کوئی بھی اور کسی بھی معاملہ میں آپ سے آکر ملا، گرویدہ ہوگیا۔ دونوں کے درمیان بے تکلفی تو تھی ہی، ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ مشورہ ہوا کہ بھائی کسی اللہ والے کا دامن پکڑا جائے (اصلاحی تعلق قائم کیا جائے) حالانکہ آپ گنگوہ شریف میں حضرت مولانا حاجی محمد کامل صاحبؒ نبیرہ حضرت گنگوہیؒ، حضرت حکیم عبدالرشید محمود صاحبؒ (حکیم نھومیاں) نبیرہ حضرت گنگوہیؒ اور مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ، شیخ وسیم صاحب سنسار پوری جیسے اکابرین

و مصلح امت کی تعلیم وتربیت میں کئی سال گزار کر بنگلور تشریف لائے تھے بایں وجہ بھی آپ کے قلب وروح مجلیٰ ومصفیٰ تھے، اس کے باوجود خشیت الٰہی اور حُبِّ رسول ﷺ کے پیش نظر اصلاحِ قلب وروح کا مزید جذبہ آپ کے اندر کارفرما تھا، چنانچہ دونوں کسی رہبر کامل کی جستجو میں لگ گئے۔ بہت تلاش کے بعد حامیٔ سنت پابند شریعت فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند کی ذاتِ بابرکت پر دونوں کا اتفاق ہوگیا، جب ایک پروگرام کے سلسلہ میں حضرت بنگلور تشریف لائے تو الحاج ٹی زمرو پاشاہ قریشی مرحوم کے مکان بنسن ٹاؤن جہاں ہمیشہ کی طرح حضرت فدائے ملتؒ کا قیام تھا پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق گئے اور بیعت ہوگئے، یوں ہمارے اور حضرت حبیب الامتؒ کے درمیان مضبوط روحانی رشتہ بھی قائم ہوگیا، جب کبھی ہمیں کوئی دشوار مرحلہ پیش آتا حضرت کے پاس پہنچ جاتے، حضرت چونکہ بہت زیرک اور معاملہ فہم تھے چٹکیوں میں حل نکال کر ہمارے حوالہ فرما دیتے، یوں ہی ماہ وسال ماضی ہوتے گئے، اور ہم لوگ حضرت فدائے ملتؒ کے سائے میں اپنا روحانی سفر طے کرتے گئے، ایک مرتبہ غالباً فون پر حضرت نے ہمیں بتایا کہ پیرومرشد حضرت فدائے ملت بہت زیادہ بیمار ہیں ہوش وہواس بھی خطا کر گئے ہیں خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ ہم دہلی اپولو ہسپتال پہنچ گئے مگر نازک صورتحال کے سبب ملاقات نہ کی اور واپس چلے آئے، چند دنوں بعد اطلاع ملی کہ حضرت اپنے رب حقیقی کی رحمت کے سائے میں جا سوئے، اناللہ وانا الیہ راجعون!

اب ہم دونوں حضرت فدائے ملتؒ کے روحانی سائے اور سرپرستی سے محروم ہوگئے، حضرت فدائے ملتؒ کے انتقال کے بعد پھر ایک مرتبہ کسی شیخِ کامل کی جستجو ہوئی، کسی نے سچ کہا ہے نیک نیت منزل آسان، چونکہ سچی لگن تھی رحمتِ حق نے رہنمائی فرمائی، پتہ چلا کہ پرنامبٹ تملناڈو میں ایک ولیٔ کامل اپنے روحانی فیض سے بندگانِ خدا کو مستفید ومستفیض کرنے میں مصروف ہیں، یہ وہی پرنامبٹ ہے جس کے بارے میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے پرنامبٹ کے علمی ماحول کو دیکھ کر فرمایا تھا ''میں دیوبند سے چلا اور دیوبند پہنچا'' پرنامبٹ کو جیسا کہ ہم نے سنا ہے خطۂ ولی بھی کہتے ہیں، اسی خطۂ ولی میں تھانوی سلسلہ کے ایک بزرگ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم ذکی الدین احمد صاحبؒ خلیفہ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ جلال آبادی موجود ہیں۔ یہ

اطلاع پاکر حضرت حبیب الامتؒ نے پرنامبٹ کا سفر فرمایا اور حضرت حکیم صاحبؒ سے ملاقات کی، چونکہ حضرت حبیب الامتؒ کے تشریف لانے کی اطلاع حضرت حاذق الامتؒ کو پہلے ہی پہنچ چکی تھی، اس لئے اپنے فرزندان، مریدین ومتوسلین کے ہمراہ شاندار استقبال فرمایا۔ آمبور گڑیاتم، ویلور عمرآباد اور مدارس تک سے علما، عمائدین، خلفا اور مریدین کی بڑی تعداد جمع تھی۔ حضرت حاذق الامتؒ کا گھر عید کا سا منظر پیش کررہا تھا، طالب ومطلوب کی یہ ملاقات بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ دونوں بزرگوں میں کچھ راز ونیاز کی باتیں ہوئیں، اسی نشست میں حضرت حاذق الامت نے حضرت حبیب الامت کو بیعت فرمالیا، ساتھ ہی خرقۂ خلافت بھی عطا فرمادیا۔ اللہ والوں کی نظر عام نظر نہیں ہوا کرتی وہ سامنے والے کے دل کی حالت وکیفیت کو پڑھ کر فیصلہ کرتی ہے کہ کس مقام ومرتبہ پر فائز ہے۔

دارالعلوم محمدیہ کا قیام: ۱۹۸۹ء میں آپ اپنے اصل کی طرف (دعوت وتبلیغ اور درس وتدریس کی طرف) رجوع ہوئے اور دارالعلوم محمدیہ کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد ایسے سلم ایریا (جھونپڑپٹی) میں ڈالی جہاں کوئی بھلا انسان آکر بسنا تو دور کی بات دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا، مگر حضرت کو نظر آگیا تھا کہ یہ جگہ علمی اعتبار سے تشنہ ہے۔ ابتدا میں ایک کرایہ کے مکان میں محنتی اساتذہ کی خدمات حاصل کرکے تعلیمی سلسلہ شروع کردیا، کچھ ہی عرصہ بعد حاصل شدہ زمین پر عارضی مسجد ومدرسہ کی عمارت کھڑی کردی گئی، آج آپ دیکھیں گے اس عارضی عمارت کی جگہ عالیشان مسجد اور مدرسہ کی عمارتیں کھڑی ہوئی ہیں۔ مسجد کی تعمیر کا جب حضرت نے ارادہ فرمایا تو کئی صاحبِ خیر نے اپنی طرف سے مسجد تعمیر کرنے کی پیش رفت کی مگر حضرت نے قبول نہ فرمایا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی منشاو مزاج کے مطابق مسجد بناتے جو حضرت کے نفیس مزاج کے معیار کے برعکس ہوتی اس لئے ان کو منظوری نہ دی، حضرت چونکہ نفاست وطہارت میں امتیازی شان کے مالک تھے، چاہے گھر ہو، شفاخانہ ہو، مسجد ہو، مدرسہ ہو، آپ کی طبعِ شفاف کا آئینہ دار ہیں۔ یہ عظیم الشان مسجد جہاں آرکیٹکٹ اور انجینئر کی پلاننگ کے ساتھ تعمیر ہوئی وہیں اس کے قرآنی کتبہ جات اور رنگوں کے انتخاب میں حضرتؒ کی نفیس طبیعت کا بھی بڑا دخل ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادگان خصوصاً خلفِ اکبر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی میں بھی وہی بلند نگاہی، معاملہ فہمی، انتظامی امور، ذہانت وذکاوت اور

نفاست پائی جاتی ہے جو حضرت حبیب الامتؒ میں دیکھنے کو ملتی تھی۔ حضرت حبیب الامتؒ نے حدیث رسول ﷺ "مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" پر عمل کے ساتھ خدمتِ خلق کے پیش نظر علاج معالجہ کی طرف بھی توجہ فرمائی اور مدرسہ کے خارجی اوقات میں ہر طرح کے مریضوں کا کامیاب علاج فرمانے لگے، چونکہ حضرت کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی تھی مریض صحت یاب ہوتے گئے اور حضرت کی شہرت کا پرچم بلند ہوتا گیا۔ مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا، نتیجتاً "رحیمی شفاخانہ" کے نام سے الگ دواخانہ قائم فرمایا۔ قدرت نے عناصر اربعہ کے ساتھ طہارت ونفاست کے ایک عنصر کا اضافہ کرکے شاید حضرتؒ کا خمیر تیار کیا تھا، حضرتؒ کی ہر چیز نفیس ہوتی تھی، حضرت کے مزاج اور طبعِ نفیس کا عکس آپ کو رحیمی شفاخانہ میں نظر آئے گا، شفاخانہ کی شفافیت اور صفائی ستھرائی کو دیکھ کر مریض کا آدھا مرض تو یونہی دور ہوجاتا ہے اور آدھا حضرت سے ملاقات اور دواؤں کے استعمال سے۔ آدمی کی فطرت ہے اچھی چیز کو دیکھ کر طبیعت میں انبساط کی کیفیت محسوس کرتا ہے جو مرض میں تخفیف کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

آستانۂ حاذق الامت میں حاضری: خرقۂ خلافت سے سرفرازی کے بعد حضرت حبیب الامت اس ذمہ داری کے تئیں فکرمند تھے، ہم خوشی میں مبارکباد دینے کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے تو حضرتؒ نے تفصیل سے پوری روداد سنائی، جسے سن کر ہمارے بھی سرد پڑے ہوئے احساس کی روح بیدار ہوئی اور ہم بھی حضرت حبیب الامت کی صف میں کھڑے ہونے کا ارادہ کرکے حضرت کے ساتھ پرنامبٹ گئے اور حضرت حاذق الامتؒ کے زمرہ میں داخل ہوگئے، یوں دونوں "بھائی" سے "پیر بھائی" ہوگئے، جہاں انوار وتجلیات اور رموز باطنی حضرت حاذق الامتؒ کے خزانۂ سلوک ومعرفت سے حضرت حبیب الامت کے حصہ میں آئے، وہیں حضرت حاذق الامتؒ کی دعائیں ہمارے لیے بھی شامل حال رہیں۔

حبیب الامتؒ کا سفر اور حاذق الامتؒ کی رحلت: دارالعلوم محمدیہ کے ایک پروگرام میں شرکت کے بعد حضرت حاذق الامتؒ نے اپنے چہیتے خلیفہ سے فرمایا: مولانا آپ کے مدرسہ میں بحمد اللہ سب کچھ ہے مگر عمارت نہیں ہے، آج کے دور میں عمارت کی بھی ضرورت ہے

کیونکہ اس سے مدرسہ کی ظاہری عظمت معلوم ہوتی ہے، اس لئے کچھ کوشش کرو، اللہ کا نام لے کر مسجد اور مدرسہ کی نئی عمارت بنانے کا افتتاح کرو، حضرت حاذق الامت کی دعا اور خواہش کو اللہ تعالیٰ نے بیرون ملک کے ایک طبی سفر کے ذریعہ پورا فرمادیا، حضرت حبیب الامت نے ایک جگہ اس سفر میں کامیابی کے سلسلہ میں لکھا ہے ’’جب حضرت حاذق الامتؒ کو اس سفر میں کامیابی کی روداد سناؤں گا تو بہت خوش ہوں گے اور مزید دعاؤں سے نوازیں گے جو میرے لئے ترقی کا زینہ ثابت ہوں گی‘‘۔

انہیں خیالات وتصورات کے درمیان ساؤتھ افریقہ میں حضرت حبیب الامت اپنے شب و روز گذار رہے تھے، کہ 22 ستمبر 2003ء سیاہ دن ثابت ہوا، نماز فجر کے بعد موبائل فون کی گھنٹی بجی دیکھا تو قاری عبدالباری صاحب حبانی نے بڑی کپکپاتی آواز سے بتایا کہ حضرت حاذق الامت ’’نور اللہ مرقدہ‘‘ ہوگئے۔ یہ خبر حضرت پر پہاڑ بن کر ٹوٹی اور غشی کی سی کیفیت طاری ہوگئی، قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم نے آپؒ کو سنبھالا، اب حضرت کا دل اچٹ گیا ہر گھڑی ایک دن اور ہر دن ایک ماہ کی صورت ہوگیا، آپ افریقہ کو خیر باد کہہ کر اپنے وطن ہندوستان آگئے، یہاں آنے کے بعد بھی سکون میسر نہ آیا، آستانہ حاذق الامتؒ کی حاضری کے لئے مثل ماہی بے آب بے چین وبے قرار رہے مگر چونکہ معتقدین، مریدین اور محبین نے مہینوں بعد اپنے شیخ کو دیکھا تھا کئی دنوں تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، اُدھر ڈاکٹر ناصر الدین احمد صاحب خلف اکبر حضرت حاذق الامت کے فون پر فون آرہے تھے کہ کب پرنامبٹ تشریف لارہے ہیں؟ جیسے ہی محبین کی ملاقاتوں سے فرصت پائی پرنامبٹ کے لئے رخت سفر باندھا اور 10 محرم الحرام مطابق 2 مارچ 2004ء کی صبح ہی یہ نورانی قافلہ جس میں جناب سید افضل پاشاہ صاحبؒ سکریٹری دارالعلوم محمدیہ، جناب عبدالرحمٰن صاحب عرف بابو بھائی، جناب ڈاکٹر عارف اللہ صاحب، جناب مولانا سعید احمد صاحب کشمیری، قاری عبدالباری حبانی اور راقم التحریر اظہار افسر رحیمی بھی شامل تھے، حضرت حبیب الامت کی معیت اور سرپرستی میں روانہ ہوکر تقریباً 12 بجے پرنامبٹ پہنچا۔ تمام منتظر حضرات نے حضرت حبیب الامتؒ کا پرجوش خیر مقدم کیا، متعلقین حلقہ کے درمیان حضرت کو اندر دواخانہ میں لے گئے، حضرت حاذق الامتؒ کے فرزندان جناب ڈاکٹر رضی الدین احمد، جناب ڈاکٹر ناصر الدین احمد، ڈاکٹر کبیر الدین احمد صاحبان حضرت

حبیب الامت کے گلے لگ کر بہت روئے اتنا کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ نماز ظہر کا وقت تھا تمام حضرات قبرستان سے متصل جامع مسجد میں نماز کے لئے گئے، نماز کے بعد ایصال ثواب کے لئے حضرت حاذق الامتؒ کے مزار پر حاضری دی، ایصال ثواب کیا حضرت حبیب الامتؒ یہاں بھی دیر تک روتے رہے، سبھی نم آنکھوں کے ساتھ گھر آگئے۔ بعدِ نماز عصر طے شدہ پروگرام کے مطابق مجلس ہال میں تعزیتی نشست کے لئے جمع ہوگئے، حسبِ دستور تلاوتِ کلام اللہ سے نشست کا آغاز ہوا، بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے پھول پیش کئے گئے، ’’کل نفس ذائقۃ الموت‘‘ کے عنوان پر حضرت حبیب الامتؒ کی تقریر ہوئی جس سے تمام مجمع پر رقت طاری ہوگئی۔

حبیب الامت کی پرسوز تقریر کے بعد مولانا سعید احمد قاسمی کشمیری کا بیان ہوا، آخر میں حضرت حبیب الامتؒ کی فرمائش پر راقم التحریر نے پرنم آنکھوں سے حضرت حاذق الامتؒ کے سانحۂ ارتحال پر کہے گئے قطعاتِ مرثیات پیش کئے، جس کے بعد حضرت حبیب الامتؒ نے جناب ڈاکٹر ناصر الدین احمد صاحب فرزند حضرت حاذق الامتؒ کی مسند نشینی کا اعلان کیا اور اپنے ساتھ لائی ہوئی دستارِ خلافت حضرت حاذق الامتؒ کے تمام خلفا اور مریدین کی اجازت لے کر اپنی طرف سے سر پر پہنائی، نمازِ عشا کے بعد یہ نورانی اور رحمانی قافلہ پرنامبٹ سے رخصت ہوکر بحمد اللہ بنگلور لوٹ آیا۔

نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے کہ کسی کو پرکھنا اگر منظور ہو تو دو چیزوں سے پرکھو ایک تو اس کے ساتھ سفر کرکے، دوسرے کوئی معاملہ کرکے تو اچھے برے کی پہچان ہوجائے گی۔ ہم نے اپنے حضرت حبیب الامتؒ کو دونوں چیزوں میں کھرا پایا۔ حضرت حبیب الامتؒ کے ہمراہ بیرون ملک ایک سفر ہوا، سفر کے دوران جتنے گھنٹے ساتھ گزرے، بڑے ہی خوشگوار ماحول میں گزرے، ہماری کسی بھی کوتاہی پر نہ کبھی حضرت نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور نہ ماتھے پر کوئی شکن آنے دی، منزل مقصود پر پہنچ کر ہمارے میزبان کے اصرار پر ایک رات حضرت ہمارے ہی پاس رکے دوسرے دن حضرت کے میزبان آئے اور حضرت کو لے گئے، قیام گاہ پر پہنچ کر حضرت نے فون پر بتایا کہ بعافیت اپنے مقام پر پہنچ گیا ہوں اور بحمد اللہ آرام سے ہوں آپ کوئی فکر نہ کریں آپ سے جدا ہونے کو طبیعت تو نہیں چاہتی تھی مگر مجبوری تھی۔ اس سفر میں حضرت حبیب الامت کی برکت سے اس ناکارہ کو ایسی عظیم

اور معرکۃ الآرا شخصیات سے ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل ہوا جن کو ایک نظر دیکھنے کے لئے لوگ ترٓپتے ہیں، اس پورے سفر میں ہم نے حضرت حبیب الامتؒ سے کوئی ایسا عمل وقوع پذیر ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جو خلافِ امرِ ربی اور خلاف سنت ہو اس دورِ قحط الرجال میں یہی ولایت کی سند ہے۔

دوسرا سفر: 5 جولائی 2010ء کو حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی بستوی کے فرزند مولانا محمد کلیم صاحب قاسمی کے عقد سعید میں شرکت اور زیارت حرمین شریفین (عمرہ) کی نیت سے مع فیملی حضرت حبیب الامت کی سرپرستی میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا سفر کرنے کا موقع نصیب فرمایا، اس مبارک سفر میں حضرت کی اہلیہ محترمہ (پیرانی صاحبہ) چھوٹے فرزند حاجی عدنان حبان نوادر بھی ساتھ تھے۔ 5 جولائی 2010ء کو بنگلور سے بذریعہ طیارہ یہ 5 رکنی قافلہ جدہ سعودی عربیہ پہنچا۔ وہاں سے مکہ مکرمہ، حضرت کے ایک متعلق کے ہمراہ ہوٹل گئے سبھی لوگ بہت تھک گئے تھے یہ دیکھ کر حضرت نے آرام کا حکم فرمایا۔ صبح 6 جولائی کو ناشتہ کر کے حرم کی طرف چل نکلے، عمرہ ادا کیا اور ہوٹل آکر احرام سے آزاد ہو کر معمول کا لباس پہن لیا، پھر شام کو بیت اللہ میں حاضر ہوئے اور بتوفیق الٰہی رات دیر گئے تک طواف، ذکر واذکار اور تلاوت ونوافل میں بحمد اللہ وقت گزارا، 8 جولائی کو آخری طواف کر کے مدینہ منورہ کے لئے نکل گئے، مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ کر ہوٹل میں سامان رکھا تھوڑا آرام کیا اور بارگاہِ رسالت مآب میں صلوۃ وسلام پیش کرنے کے لئے مسجد نبویؐ پہنچ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی خدمت میں صلوۃ وسلام پیش کر کے ہوٹل آگئے، 9 جولائی کو جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدنی دلہن کے والد محترم پر تکلف ناشتہ لے کر آگئے، ناشتہ کیا، چونکہ مسجد نبویؐ میں آج ہی نکاح خوانی تھی پوری تیاری کے ساتھ دربار رسول میں آگئے، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں صلوۃ وسلام پیش کیا اور مغرب تک کا وقت آرام گہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت کے نیچے درود وسلام کے وظیفہ میں بتایا، بعد نماز مغرب مجلس نکاح منعقد ہوئی، حضرت حبیب الامتؒ نے نکاح پڑھایا، نکاح میں ہندوستان اور سعودی عربیہ کے کئی بڑے علما صلحا اور عمائدین نے شرکت فرمائی، جناب الحاج سید ریاض احمد صاحب جوائنٹ کمشنر لوک آیوکتا حکومت کرناٹک بھی شرکتِ نکاح کے لئے انڈیا سے تشریف لائے تھے، جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی بستوی

مدظلہ العالی نے دعوت ولیمہ میں صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ میں چرے ہوئے بکرے کے گوشت کی بریانی سے مہمانوں کی تواضع فرمائی، عمائدینِ شہر رسولؐ میں صنعت کار جناب الحاج وہاج الدین صاحب، جناب الحاج مولانا اجمل صاحب قاسمی رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند مالک اجمل پرفیومرس، مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی پولیس آفیسر محکمۂ پولیس مدینۃ الرسولؐ، مولانا محمد شمشاد صاحب قاسمی مالک مصنع قاسمی جدہ سعودی عربیہ، جناب الحاج جا سمیر صاحب سابق وزیر حکومت اترپردیش اور ان کی اہلیہ ممبر پارلیمنٹ حکومت ہندوستان کے علاوہ بھی بہت سے سعودی شہری اور حکومتِ سعودیہ کے ملازم ہندوستانی علما وعمائدین شریک عقد تھے۔ ہم اپنی قسمت پر نازاں تھے کہ حضرت حبیب الامتؒ کے طفیل بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت کے ظاہری وباطنی فیوض وبرکات سے مستفید ومستفیض ہونے کا زیادہ موقع میسر آیا۔ سعودی عربیہ میں مقیم حضرتؒ کے مریض یا مرید جو ملاقات کے لئے آتے تھے آپؒ ان سے ہم جیسے ناکارہ وبے حیثیت آدمی کا تعارف ایسے اچھے انداز میں کراتے تھے جو چھوٹوں کو نوازنے کا ایک اچھوتا انداز تھا، حضرت حبیب الامتؒ کے ساتھ عمرہ کا یہ سفر تاعمر یاد رہے گا۔

حضرت حاذق الامتؒ کے انتقال کے بعد ہم حضرت حبیب الامتؒ سے رجوع ہو گئے تھے، حالانکہ میں عمر میں زیادہ تھا مگر مراتب ودرجات کے اعتبار سے حضرت بہت بڑے تھے، اتنے بڑے کہ جن کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑتا تھا، مگر ظاہر میں بہت سادہ، اس سادگی پہ کون نہ مر جائے۔ ہمیشہ ہمارے ساتھ ایک شفیق باپ کا سا معاملہ فرماتے اور یہ معاملہ ہمارے ایک کے ساتھ نہیں ہر شخص چاہے وہ حضرت کے سلسلہ میں داخل ہو یا نہ ہو، اس کے ساتھ بھی حسن سلوک اور محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے تھے، جسے یاد کر کے آج ہر کوئی رو پڑتا ہے۔ حضرت نہیں رہے مگر حضرت کی یادیں اپنوں ہی کے دلوں میں نہیں دوسروں کے دلوں میں بھی تازہ ہیں اور رہیں گی، ہمیں جہاں حضرت کی جدائی کا غم ہے وہیں یہ خوشی بھی ہے کہ حضرت کے پورے گھرانے کا ماحول پابندِ شریعت وسنت ہے، بود وباش، وضع قطع، شرعِ محمدی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے، تینوں فرزندان عزیزم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی رحیمی جانشین حضرت حبیب الامتؒ، عزیزم مولانا ڈاکٹر حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی، عزیزم

الحاج حکیم محمد عدنان حبان نوادر حضرتؒ کے وہ پھل دار شجر ہیں جن سے امتِ مسلمہ ان شاءاللہ تادیر فیض پاتی رہے گی۔ تینوں داماد قاری محمد افضل رحیمی، ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی، مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی بھی حضرت کے بیٹے ہی ہیں جن کو حضرت نے ہمیشہ قریب رکھا اور خوب تربیت ورہنمائی فرمائی، اللہ تعالیٰ میرے پیرومرشد حضرت حبیب الامتؒ کی بال بال مغفرت فرمائے، ہم کو حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے اور حضرت کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خاکپائے آستانۂ حضرت حبیب الامتؒ
اظہار افسر رحیمی اسعدی

✧✧✧

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

نقوش وتأثرات

محبّ العلماء حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری بجنوری دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ، وخطیب ہمالیہ ڈرگ کمپنی بنگلور

عالم گیر وبا کے زیرِ سایہ، موت کا عالمی رقص جاری ہے، جس کے خوفناک جلووں میں، اکابرین ملت واساطینِ امت سے محرومی کا دل دوز سلسلہ بھی خاموشی کے ساتھ سرگرمِ عمل ہے، گویا تسبیح ٹوٹ گئی ہے اور مقدس دانے پیہم بکھر رہے ہیں، ہر تازہ صبح کی گھڑیاں اور ہر نئی شام کی ساعتیں، سکتے میں ڈالنے والی سوغات لے کر نمودار ہو رہی ہیں، اس سلسلے کا حالیہ اور غیر متوقع صدمہ، حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ وفات ہے۔

ایک جہاں کو سوگوار کر گئے: آپ کی وفات نے شہر بنگلور، ریاست کرناٹک اور ملک بھر کو سوگوار کیا، نیز آپ کے فیض کا دائرہ چوں کہ نوع بہ نوع شعبوں کو محیط تھا، آپ تعلیم قرآن کے ایک اہم ادارے کے بانی ومہتمم بھی تھے، متعدد مدارس کے سرپرست، ایک مؤقر رسالے کے مدیر بھی تھے، آپ رسائل وکتب کی تصنیف وتالیف میں بھی مسلسل سرگرم تھے، طب ومعالجہ آپ کی سرگرمیوں کا مرکز تھا، دیگر دینی وملی خدمات میں بھی پیش پیش تھے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے آپ کی اچانک رحلت کی المناکی کا اثر زندگی کے کئی میدانوں میں تادیر محسوس کیا جائے گا۔

تین دہائی پر مشتمل تعلقات: حکیم صاحب میرے دیرینہ سرپرست تھے، ہمارے مابین محبت، اپنائیت، خلوص اور اعتماد کے تعلق کی عمر تین دہائی کے قریب ہے، اس وسیع زمانی

فاصلے کی آغوش میں متذکرہ تعلق برابر مضبوط اور قوی ہوتا گیا اور اعتمادِ باہم کے اس احساس میں تادم آخریں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔

کوہ پیما طبیعت: حضرت کا شمار باہمت و بلند حوصلہ افراد کی اس چنیدہ فہرست میں ہے، جن کی طبیعتوں نے متضاد اشغال کو جمع کرنے پر اصرار کیا اور پھر اپنے کوہ پیما مزاج کی بدولت اس میں بامراد وکامیاب بھی ہوئے، تجارت وکاروبار کی ہمہ ہمی اور راہ علم وفکر کی یکسوئی، ان دونوں کو ایک نبھانا، پنبہ وآتش کو یکجا کرنے سے کم نہیں، لیکن تاریخ کے صفحات نے ایسے باتوفیق رجالِ کار کی فہرست بھی بنائی ہے جو اس مشکل امتحان سے سرخرو ہوکر نکلے اور انہوں نے اپنے نفسِ گرم سے دونوں میدانوں کو تازہ اور سرسبز کیا اور ان کو برابر ترقی کی راہ پر گامزن رکھا۔

ذاتی وجاہت: چہرہ غایت درجہ وجیہ تھا، اس پر خندہ روئی، نورعلی نور کا سماں پیدا کرتی تھی، ہر ملاقاتی ایک خاص قسم کی دل آویزی محسوس کرتا تھا۔ میرے ایک قدیم الایام خاص دوست وکرم فرما کو ایک مرض کافی عرصے سے پریشان کر رہا تھا۔ میں حکیم صاحب کے شفاخانے لے کر حاضر ہوا، اللہ کی شان! پہلی خوراک ہی موجبِ صحت بنی، میرے دوست کے تاثرات میں ایک بات یہ شامل تھی کہ حکیم صاحب کا جگمگاتا چہرہ دیکھ کر آدھی بیماری دور ہوجاتی ہے، ان کے بارے میں یہ تاثر ہر کس وناکس کا ہے، ان کا انبساط، سامنے والے کی پریشانی اور بیماری کے لئے ایک مستقل اکسیر تھا۔

مجسم اخلاق: اخلاق کا پیکر تھے، اہل تعلق کی خاطر ومدارات میں دل بچھا دیتے تھے، تواضع اور کرم گستری کی حد کر دیتے تھے، اکرام کا معمول واہتمام اس درجہ تھا کہ سامنے والا پشیمان ہوجاتا، اہل علم کی خدمت سے خاص فرحت ومسرت محسوس کرتے تھے، ملاقات کے لئے آنے والے اہل علم کی، حسب حال معجون یا مقویات سے تواضع فرماتے، معالجے کے لئے آنے والے اہل علم کو دوا بیشتر مفت دیتے، یا قیمت بہت ہی مناسب لیتے۔...... **بندے سے خاص محبت:** میرے تعلق سے حسن ظن کی انتہا تھی، مجھے ان کے ادارے کی کچھ مالی معاونت کی سعادت عرصۂ دراز سے حاصل رہی، اس کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھتے تھے، ایک مرتبہ اس خدمت کا، خواص کے ایک مجمع میں، بڑے وقیع الفاظ میں ذکر کیا، جو بالیقین میری حقیر کاوش سے فزوں تر تھا۔

کسی کی برائی نہیں: میں نے آپ کے یہاں ایک خاص بات یہ دیکھی کہ آپ کو کسی کا منفی تذکرہ بالکل پسند نہیں تھا، نہ خود کسی مخالف کے بارے میں کوئی بات کہتے تھے اور نہ دوسروں کی زبانی سنتے تھے، حالانکہ اس قسم کا ماحول کئی بار سامنے آیا، مختلف لوگوں سے ناچاقیاں ہوئیں دوسروں کی طرف سے صلواتوں کے تیر برسائے گئے لیکن میں نے آپ کی زبان سے ان کی برائی نہیں سنی۔

تعلیم میں ذاتی دلچسپی: طب کے ہمہ جہت مشاغل کے ہجوم میں بھی تعلیم وتعلم سے خود کو زیادہ نزدیک رکھا، ادارے کی جمیع پہلوؤں سے سرپرستی کے علی الرغم تعلیمی سرگرمی کو براہ راست دیکھتے تھے، جب کسی بچے کا پارہ مکمل ہوجاتا ہے تو خود جائزہ لیتے، اطمینان ہوجاتا تو متعلقہ استاد کو آئندہ پارہ شروع کرنے کی ہدایت کرتے، تعلیمی معیار سے متعلق ہمیشہ فکرمند اور سرگرم رہتے تھے۔

سخاوت: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دست تعاون ہمیشہ کشادہ رہا، حتیٰ کہ آپ کے مدرسے کے تعاون میں بھی آپ کی جیب خاص کا کلیدی حصہ تھا، دیگر آنے والے مدارس کے نمائندوں کو بھی مالی اعانت فرماتے۔

ایثار: طبیعت میں ایثار کا جذبہ بھی نمایاں دیکھا گیا، ایک ادارے کا انتظامی بار ان کی ذات گرامی پر تھا، لیکن بایں ہمہ، متعدد بار دیگر اداروں کے لئے سرگرم تحریک دیکھا گیا، ایسے مواقع پر خاکسار کو بھی یاد فرماتے تھے اور واردین کے مدارس کا تعاون کرانے کی سفارش فرماتے تھے، ان کو اس نوع کی خدمت سے گویا ذاتی خوشی اور لذت محسوس ہوتی تھی۔

علمی مصروفیات: آپ نے اپنی متنوع مصروفیات سے ایسا سمجھوتہ نہیں کیا، جس کی قیمت علمی وفکری مشاغل کو ادا کرنی پڑتی، عالی حوصلگی نے ان امور پر کبھی قناعت کی اجازت نہیں دی، علم وفکر کے لئے معقول وقت فارغ کیا اور مختلف علوم وفنون کو اپنے قلم کا موضوع بنایا اور نہایت کارآمد کتابیں تصنیف کیں، جو آپ کے لئے بہترین ذخیرۂ آخرت ہے اور امت کے لئے قیمتی اثاثہ۔

آخرت کے لئے یکسوئی: یوں تو ہمیشہ آخرت ہی کو آپ کا نصب العین دیکھا، لیکن ادھر کچھ عرصے سے ذکر آخرت اور فکر آن جہاں نمایاں ہوگیا تھا۔ ذاتی گفتگو، مجالس کے مذاکرے، ملاقاتوں کے موضوعات وغیرہ سب کا محور ومرکز آخرت ہی ہوتا تھا، انتقال کے دن بھی

اہل خانہ کو جمع کر کے نصیحتیں کیں، فکر آخرت کی تلقین کی، گھر والوں نے گفتگو کے انداز سے الوداع کے آثار دیکھے تو استعجاب کیا اور جب دل بستگی کی باتیں کیں تو وقت آخریں کی جانب توجہ دلائی۔

یادگار نقوش: ہمارے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ہمیں آپ کی صحبت اور نزدیکی سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا، ان کی ان گنت یادوں کے نقوش دل میں ثبت ہیں، جو ہمارے لئے راہ نما ثابت ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے، ان کی نیکیاں اور خدمات قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے چھوڑے ہوئے نقوش وآثار کو صدقۂ جاریہ بنائے، ان کی اولاد واحفاد اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، ان کے جانشینوں کو ان کے مشن کے لئے قبول فرمائے، ان کے کاموں کو خیر وخوبی کے ساتھ آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

شمیم احمد مظاہری بجنوری
خطیب ہمالیہ ڈرگ کمپنی بنگلور
۲۷ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ جولائی ۲۰۲۰ء

✦✦✦

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال قربانیاں

پیکر خلوص ومحبت حضرت مولانا راشد حسین صاحب مظاہری مدظلہ العالی
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ

انتقال سے دو روز قبل میں اور میرے قابل صد احترام بزرگ ومخلص رفیق حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی دامت برکاتہم، اپنے پیر ومرشد حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضرت والا نے بٹھائے رکھا اور ہم اس کو اپنی سعادت اور دوجہاں کی دولت سمجھ کر بیٹھے رہے۔ حضرت اپنی دعاؤں، نصیحتوں اور محبتوں کے گوہر برسا رہے تھے قدر دانی یہی تو تھی کہ انہیں سمیٹ کر دامن دل بھر لیا جاتا مگر افسوس صد افسوس نعمتوں کی قدر بعد میں معلوم ہوتی ہے۔

میری فطرت خوش گمانوں اور خوش فہمی پالنے والوں کی سی ہے۔ دل کے نہاں خانہ یا میرے لاشعور کے کسی تاریک گوشے میں شاید یہ پوشیدہ وپنہاں تھا کہ یہ سدا بہار گلستاں یوں ہی اپنی بہار دکھاتا رہے گا۔ اور یہ نازشِ چمن گل اپنی خوشبو یوں ہی لٹاتا رہے گا۔ دو گھنٹے کی ملاقات کو ''بہت'' سمجھ کر اس میکدۂ علم وعرفاں سے اٹھ کر آ گیا جہاں تشنگانِ معرفت اپنے علاج تشنہ لبی کے لئے ہمیشہ دیوانہ وار جاتے تھے۔ اے کاش! کسی نے بتایا ہوتا:

مقامِ ضبط ہے اے دل سنبھلنا
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے
(بلقیس خاں)

ظلوم وجہول اشرف المخلوقات: یہ اچھا ہے کہ انسان فطرتاً ظلوم وجہول ہے ورنہ کسی کو خبر ہوتی کہ ؎

ترے میکدے میں ساقی یہ قیام آخری ہے
یہ سلام آخری ہے یہ پیام آخری ہے

تو کون بدبخت ان کی بزم سے اٹھنے کی ہمت وجسارت اپنے اندر پیدا کرسکتا ہے؟ چہارشنبہ وجمعرات کی درمیانی شب تھی جب موبائل فون پر اطلاع ملی کہ ؎

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

ہر ملاقات کا انجام جدائی کیوں ہے؟ جس وقت حبیب الامت کی رحلت کی خبر زحمت اثر سنی تو بڑی مذموم سی لگی، صدمہ ہوا، افسوس ہوا، قلق ہوا، کون سی آفت آئی تھی جو اس قدر عزیز ومشفق مربی سے اتنی جلدی جدا ہوگئے۔

حضرت حبیب الامتؒ سے احقر کا تعلق پچیس سال پرانا ہے، اس طویل مدت کی بے شمار مجلسیں، افادہ واستفادہ کی محفلیں آپ کے الطاف وعنایات کی کوئی حد نہیں۔ اسی لئے دو دن پہلے جب حضرت کی خدمت میں دوسوا دو گھنٹے گزارنے کا شرف حاصل ہوا تو ہم شکر وسپاس کے پیکر بنے ہوئے تھے۔ مگر اب خود کو کوستے ہیں اور حسرت سے سوچتے ہیں کہ بڑی مختصر ملاقات تھی۔ جو آخری ملاقات بھی ثابت ہوئی اب تو دل یہی کرتا ہے کہ میں سب کو تلقین کرتا پھروں:

قریۂ ہجر میں ملتے ہوئے لوگو سوچو
جانے کب، کون، کہاں، کس سے جدا ہوجائے؟

حضرت اقدس کے سانحہ ارتحال پر صرف میں یا ان کے عقیدت مند ہی اشک بار نہیں، ہوا سوگوار فضا سوگوار وصبا سوگوار ہے مگر سب سے بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ نرگس کو اب پھر ہزاروں سال اپنی بے نوری پہ رونا پڑے گا۔ مرحوم علامہ اقبال فرمایا کرتے تھے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

چمن کا وہ دیدہ ور حسرت دیدار کا ابدی تحفہ لٹا کر خود اپنی ابدی آرام گاہ میں محو خواب ہوگیا ہے۔ بیمار انہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔

حیات وقف تھی جن کی بہ حق دینِ مبیں
برائے حکمت ودانش جھکی ہوئی تھی جبیں
یہ کیسا وقت مریضوں پہ آج آیا ہے
''بڑے طبیب'' مریضوں کے درمیان نہیں

اگرچہ مولانا کے تمام فرزند بھی شعبۂ طب سے وابستہ ہیں لیکن آپ ''بڑے حکیم صاحب'' کے نام سے معروف ہوئے، حضرتؒ بہترین نباض اور حاذق طبیب تھے۔

خشیت وخوف الٰہی، تقویٰ اور فکر آخرت میں ہمیشہ مستغرق اور اخلاق وایثار وہمدردی کا مجسم پیکر تھے۔ پرکشش ودل نشیں صورت، بلند وبالا قد وقامت، مرغوب کن شخصیت ومسحور کن وجاہت، گویا ایک منفرد ومکمل مرد مجاہد تھے اور حقیقت میں بھی آپ نے بڑی مجاہدانہ زندگی بسر فرمائی۔

کثیر الجہات شخصیات: آپ کی شخصیت ہمہ گیر تھی اور آپ کی خدمات جلیلہ جہاں گیر تھیں، ہر میدان میں آپ نے کامیابی کے جھنڈے گاڑے، ظاہر میں آپ طبیب تھے لیکن حقیقت میں ملت کے دکھ درد کی دوا تھے، ملت کے ''تن بے روح'' میں روح پھونکنے، اس کی قوت وصحت اور شفا واصلاح کے جتنے گر اور گن تھے وہ سب آپ جانتے تھے، قوم کی اصلاح کے جتنے محاذ اور مورچے تھے ہر جگہ لوگوں نے آپ کو سینہ سپر پایا۔ حضرت حبیب الامت ایک صاحب نسبت بزرگ تھے، حضرت مولانا امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ الرحمۃ کو عطا فرمائی اور حکیم الامت تھانوی علیہ الرحمۃ نے خلافت مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کو عطا فرمائی۔ انہوں نے خلافت حاذق الامت حضرت

مولانا حکیم زکی الدینؒ کو عطا فرمائی اور حاذق الامتؒ نے خلافت حضرت حبیب الامت علیہ الرحمۃ کو عطا فرمائی گویا آپ کا سلسلہ حضرت تھانویؒ سے ہوتا ہوا نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ چاروں سلسلوں کے بزرگوں سے ملتا ہے۔

دینی تعلیمی خدمات: ملت کے نونہالوں میں دین اسلام کی روشنی اور قرآن و حدیث سے آگہی عام کرنے کے لئے آپ کی قربانیاں بے مثال ہیں۔ مدرسہ دارالعلوم محمدیہ اس دعوی کی بین برہان ہے۔ اس کے علاوہ کتنے ہی مدارس ہیں جو آپ کی زیر سرپرستی ترقی کے مدارج طے کرتے رہے ہیں، مدارس اور اہل مدارس کے تعاون کے لئے بھی آپ نے جیب و دل دونوں ہمیشہ کھلے رکھے۔ ملت کے فلاح و بہبود کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ لگا دیا، پوری زندگی معاشرہ اور عوام کی اصلاح کے لئے وقف کردی اور اپنی تحریر وتقریر سے عامۃ المسلمین میں اسلامی روح پھونکنے کی شبانہ روز کوششیں فرماتے رہے۔

بہترین معبر: خوابوں کی تعبیر ایک مشکل فن ہے لیکن اس فن دقیق میں بھی حضرت حکیم صاحب اپنے ہم عصروں کے امام ہیں۔ اس فن میں دو جلدوں پر مشتمل آپ کی کتاب فن تعبیر کے ماہر علما سے داد وتحسین حاصل کر چکی ہے۔

ایک خوش آواز خطیب کی حیثیت سے بھی آپ مشہور زمانہ تھے۔ درس وتدریس اور امامت کے فرائض بھی بحسن وخوبی پورے فرمائے، عوام تو عوام علمائے کرام بھی آپ کے گرویدہ تھے، داد و دہش، سخاوت وفیاضی، دریا دلی اور جذبۂ تعاون کا تو یہ عالم تھا کہ کیا متعلقین و منتسبین اور کیا مستفیضین و مستفیدین اور کیا غریب و مالدار بیمار سب کو اپنا ممنون ومشکور بنا رکھا تھا۔ صحافت کے میدان میں بھی آپ کا معتبر نام تھا، پھر جب تجارت وطبابت کی دنیا میں جلوہ فرما ہوئے تو حصولیابیوں اور کامیابیوں کی نئی نئی منزلیں طے کر کے دم لیا۔

حاذق طبیب اور پختہ کار عالم: حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ حکیم اور ملاّ دونوں تھے اگر کہیں ذرا سی کمی رہ جاتی تو سب ''نیم'' (کڑوا) ہوجاتا کیونکہ نیم حکیم خطرۂ جان و نیم ملا خطرۂ ایمان ہوتا ہے مگر آنجناب پختہ کار عالم اور ماہر فن حکیم تھے۔

آپ کے سلسلہ کے بزرگ حضرت تھانویؒ بھی ہوئے تھے، جبھی تو فیض احمد فیض کو کہنا پڑا۔

رہ بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے
تم اچھے مسیحا ہو شفا کیوں نہیں دیتے؟

لیکن ڈاکٹر مرحوم کی یاد بھی ''قلب حزیں'' کے لئے دوا کا کام کرتی ہے۔ بقول شاعر

دیا دواؤں کے ہم رہ دعا کا تحفہ بھی
اب ان کی یاد بنے گی علاج قلب حزیں

حکمت وطبابت کو عبادت بنانا آپ ہی جیسوں کا خاصہ ہے:

درود پاک پڑھا جب بھی نبض کو دیکھا

آپ کے پاس مرید آتے یا مریض، سب کا حال توجہ سے دل لگا کر سنتے، ماہر نباض تھے۔ مرض کی صحیح تشخیص فرماتے اور دوا بھی صحیح صحیح تجویز فرماتے، چونکہ مہمان نوازی گھٹی میں تھی، آنے جانے والوں کی خاطر ومدارات عمدہ چیزوں سے فرماتے۔

مہربان ہستی: مولانا مرحوم ہر شخص سے اس طرح ملتے کہ وہ دل میں خیال کرنے لگتا کہ حضرت اس سے بے حد محبت فرماتے ہیں، میں جب کبھی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا خلوص اور تپاک سے ملتے اور اس قدر اعزاز و اکرام فرماتے کہ شرمندگی کا احساس ہونے لگتا، ہر شخص سے آپ ایسا ہی سلوک فرماتے تھے، آج لوگ اکرام علما اور اکرام مسلم سے بے نیاز ہوتے جا رہے ہیں اور وارثین انبیا یعنی علمائے کرام کی کردارکشی سے بھی باز نہیں آتے ایسے میں حضرت حبیب الامتؒ کی ذات گرامی سب کے لئے نمونہ تھی۔ آپ کو ''حضرت حبیب الامتؒ'' کا اسی لئے کہا گیا کہ سب سے پیار ومحبت فرماتے تھے اور لوگوں کو اس کی تلقین بھی فرماتے تھے۔

خوش قسمت باپ: آپ کو مختصر زندگی ملی مگر وہ سب کچھ آپ حاصل کرنے میں کامیاب رہے جو سبھوں کو نہیں ملتی اور جو سب مل کر بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اولاد بھی نیک وصالح ملی، آپ نے اپنے لائق وفائق فرزندوں (حضرت مولانا ڈاکٹر فاروق اعظم حبان صاحب قاسمی، حضرت مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور الحاج حکیم محمد عدنان حبان صاحب مدظلہم) کو چھوڑا جو بے انتہا

صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اپنی مختصر زندگی میں جتنی خوشیاں بانٹیں اور جس قدر لوگوں کو خوش کیا اسی قدر لوگ آپ کی وفات سے غمگین واداس ہیں۔ پسماندگان، فرزندوں اور اہل خانہ کے غم وآلام کا تصور بھی محال ہے۔ احقر ان سب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ رب العزت پیر ومرشد حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

خاکپائے آستانہ حضرت حبیب الامتؒ

راشد حسین

امام وخطیب بسم اللہ مسجد راجندرانگر کورمنگلا بنگلور

✦✦✦

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ
ایک ہمہ جہت شخصیت

بحر العلوم عاشقِ قرآں حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب القاسمی دامت برکاتہم
هيئة التحقيق والدعاء العام المدينة المنورة، خليفه ومجاز حضرت حبيب الامتؒ

طبیب جسمانی وروحانی شہرہ آفاق حکیم ماہر نباض خانقاہ رحیمی کے مرشد ومربی دار العلوم محمدیہ بنگلور کے مدیر اعلیٰ اور ماہنامہ نقوش کے چیف ایڈیٹر حبیب الامت حضرت حکیم وڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی (رحمۃ اللہ علیہ) اب اس دار فانی میں نہیں رہے۔ آپ کی رحلت برصغیر ہی نہیں بلکہ عالمی برادری کے لئے ایک نہ پُر ہونے والا خلا اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ حضرت حبیب الامت ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا شمار ان علماء ومشائخ میں تھا جن سے عوام وخواص سب کی دینی ودنیاوی روحانی وجسمانی حاجتیں وابستہ تھیں جن کی شخصیت قوموں کی ذہنی وفکری، علمی وثقافتی، سیاسی واجتماعی زندگی میں روحِ رواں اور سرچشمۂ قوت بنی ہوتی ہے اور ان کی ذات سے ملک وملت، قوم وفرد کا وقار واعتبار وابستہ ہوتا ہے۔ ان کی جامع الجہات شخصیت اجتماعی زندگی کا محور ومدار بن جاتی ہے۔

حضرت حکیم صاحب کی جامع کمالات شخصیت ایک ایسا معنوی گلدستہ ہے جس کا ہر عنصر دلکش اور تابناک ہے۔ آپ کی شخصیت گوناگوں صفاتِ حمیدہ سے عبارت تھی۔ آپ عالم ربانی ہونے کے ساتھ طبیب روحانی وجسمانی بھی تھے صاحب دل اور روشن ضمیر عارف ہونے کے ساتھ صاحب فہم وفراست اور صاحب طرز ادیب وصاحب قلم بھی کامیاب وپراثر خطیب ہونے کے ساتھ شفیق وہمدرد شیخ ومربی

بھی۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت نے قوم کے افادہ واستفادہ کے لیے جنوبی ہند کا اہم مقام ومرکزی شہر بنگلور کو منتخب فرمایا جہاں سے آپ کا فیض جاری وساری ہے جبکہ آپ کا آبائی وطن اتر پردیش کے ضلع مظفرنگر میں قصبہ چرتھاول ہے۔ تقریباً چالیس سال قبل آپ نے شہر بنگلور میں سکونت اختیار فرمائی۔

جن لوگوں نے حکیم صاحب کو دیکھا اور برتا اور ان کی مجلسوں وصحبتوں سے فیض اٹھایا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ انتہائی رحم دل اور ملنسار انسان تھے۔ ہر خاص وعام مسلم وغیر مسلم آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ صحیح معنوں میں حبیب الامت کے لقب سے معنون تھے۔ آپ کی شخصیت وکمالات کی جان آپ کا تقوی وطہارت، خوف خدا، اخلاص وللّٰہیت، فکر آخرت ایمانی فہم وفراست اور علوم قرآن وسنت کی نشر واشاعت ہے۔

آپ جیسے عالم دین وباکمال شخصیت کا رحلت فرما جانا ایک عالم کے وفات کے مترادف ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) موت العالم موت العالَم۔

ایک صاحبِ علم ومعرفت کی موت سے گویا پورا عالم اجڑ جاتا ہے اور اس کا نقصان ایک شخص یا خاندان کا نہیں بلکہ دنیا کے تمام بسنے والے انسانوں کو محسوس ہوتا ہے۔ ایسی ہی موت کو عالمی موت اور ایسی ہی مصیبت کو عالمی مصیبت کہا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

میری پہلی ملاقات حضرت حبیب الامت سے اس وقت ہوئی جب آپ بقصد عمرہ وزیارت 2010ء میں حجاز مقدس تشریف لائے اور مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ جناب محترم ڈاکٹر اظہار افسر رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ تھے۔ قیام گاہ پر حاضری ہوئی آپ کی وضع قطع، تواضع وملنساری اور حکمت ودانائی سے بھرپور آپ کی باتیں سن کر اکابر علما واسلاف کی یاد تازہ ہوگئی اور میں نے اپنے رفیق محترم حضرت مولانا محمد اسحاق قاسمی جو حبیب الامت کے خلیفہ ومجاز ہیں اور آپ کے ساتھ تشریف لائے تھے ان سے کہا کہ آپ حضرات کا تعلق اس جماعت سے ہے کہ **لا یشقی جلیسھم** حضرت حکیم صاحب حسن باطن کے ساتھ حسن ظاہر کے پیکر تھے۔ انتقال سے تین دن پہلے ٹیلیفون پر برابر رابطہ رہا

اور میں ان کی بیماری اور صحت کے بارے میں پوچھتا رہا لیکن ہر بار انہوں نے فرمایا کہ کوئی خاص بات نہیں ہے، کھانسی کا عارضہ ہے ٹھیک ہو جائے گا۔ کسے خبر تھی کہ یہ آخری گفتگو ہے اور آپ اس دار فانی کو الوداع کہہ کر جوار رحمت خداوندی میں ابدی نیند سو جائیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اب ان سطور بالا کے ذریعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان وصاحبزادیوں وجملہ اہل خانہ محبین ومخلصین وخلفاء ومجازین ومنتسبین کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت حکیم صاحب کے تمام شعبہ جات عمل اور خدمت کو قائم ودائم رکھے اور آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آسماں ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

✧✧✧

آہ میرے مربی، میرے شیخ

استاذ القراء حضرت مولانا محمد ریاض صاحب مظاہری دامت برکاتہم
صدر القراء شعبۂ تجوید وقرأت دار العلوم ندوۃ العلماء، خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ

عربی محاورہ ہے ''اَلاَسْمَاءُ تَنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ'' انسانی نام آسمان سے اترتے ہیں۔ مخدوم گرامی قدر حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ کا نام بھی ایسا ہی تھا کہ نام لیتے ہی نورانی شکل اور فرشتہ صفت انسان کا تصور آنے لگے۔ لبوں پر تبسم اس طرح رقصاں کہ ظاہر وباطن یکساں نظر آئے، جو اندر وہی باہر، جو دل میں وہی آنکھوں اور زبان پر، عمل سے اس کا اظہار، اعلیٰ درجہ کا ادبی ذوق، پاکیزہ رو، کشادہ جبیں، روشن چہرہ، موتی جیسے خوبصورت دانت، میانہ قد، پختہ سیرت وکردار کے مالک، تہذیب وشائستگی کے حسنِ پیکر، اسلامی ثقافت کے دلکش مظہر، اعتدال وتوازن، وقار وسنجیدگی، تحمل وبردباری وخودداری، عالمانہ شان کے ساتھ شفقت ومحبت کا نقشِ جمیل، گفتگو کریں تو منہ سے پھول جھڑیں، آواز ایسی کہ کانوں میں رس گھول دے، بس یوں سمجھ لیں کہ ؎

وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

حضرت موصوفؒ کی شخصیت متعدد خصوصیات کی حامل تھی وہ ایک باصلاحیت اور ذی استعداد عالم تھے۔ اور اس علم کے وقار واعتبار کے مالک، خودداری اور عزتِ نفس کے ساتھ ساتھ تواضع وخاکساری اور انکساری ان کا خصوصی وصف تھا۔ اکابر کے سامنے نہایت منکسر اور اصاغر کے ساتھ انتہائی شفیق، خصوصاً طالبین ومعلمینِ علوم نبوت کے لئے تو وہ اپنے آپ کو خدمت گزار سمجھتے تھے۔ طبیب وحکیم کی حیثیت سے وہ ایک ماہر نباض اور کامیاب ڈاکٹر تھے۔ ہزاروں ہزاروں بلکہ لاکھوں

پیچیدہ مریض ان کی خدمت میں آتے اور ان کی تجویز کردہ دواؤں سے شفایاب ہوتے۔ بحیثیت ایک شیخ، مصلح اور مربی آپ کا حلقۂ ارادات تقریباً پورے ملک میں پھیل گیا تھا۔ ہزاروں مسترشدین اپنی روحانی اصلاح کے پیاسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی توجہ خاص کے نتیجہ میں اپنے قلوب کو منقیٰ ومصفیٰ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنے دلوں کی بھٹیوں کو گرماتے۔ آپ ایک اچھے قلمکار اور معبر بھی تھے، آپ کے گہر بار قلم سے سیکڑوں کتابیں منظر عام پر ہیں اور علمی حلقوں میں بے حد مقبول ہیں۔

حضرتؒ کی مزاجی خصوصیت یہ تھی کہ جو آپ سے قریب ہوتا اس پر اتنی محبت وشفقت نچھاور کرتے کہ وہ سمجھتا کہ سب سے زیادہ مجھے ہی حضرت کی محبت حاصل ہے۔ راقم الحروف بھی ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں بنگلور کے زمانۂ قیام میں یہ خاکسار ایک بار ضرور خدمت میں حاضر ہوتا اور زیارت وملاقات کی سعادت سے بہرہ ور ہوتا۔ بذریعۂ فون جب حاضری کی اجازت طلب کرتا تو خندہ پیشانی سے اجازت مرحمت فرماتے۔ جب حاضری ہوتی تو جس طرح ایک مشفق والد اپنے چہیتے بیٹے کو گلے لگاتا ہے۔ وہی معاملہ اس خاکسار کے ساتھ ہوتا، ساری تھکان کافور ہوجاتی، قلب وذہن کو جو سرور حاصل ہوتا وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت نور اللہ مرقدہ کی مختلف خصوصیات میں خدمت خلق کا ایسا جذبہ تھا جس نے انہیں ایک لمحہ بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔ حضرت کے مستفیدین کا بیان ہے کہ حضرت نے اپنے دن ورات ایک کردیئے تھے۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ہر ضرورت مند اور ہر مصیبت زدہ کے پاس وہ خود پہونچ جائیں، اور جو کچھ ان سے ہوسکے اس کے لئے وہ کر گزریں۔

آپ کے متعلقین آرام کے تعلق سے کہتے تو فرماتے ''میری صلاحیتیں آج کام آرہی ہیں، اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ آج میں کسی کے کام آرہا ہوں۔ بس آپ دعا کریں، اللہ تعالیٰ میری ان کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے''۔ حضرت حکیم صاحب برد اللہ مضجعہ کی ان گوناگوں خصوصیات وخدمات کو دیکھتے ہوئے بجا طور پر یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ نے ایک

کامیاب اور مفید زندگی گزاری اور اپنی صلاحیتوں واہلیتوں کا امکانی طور پر بہتر سے بہتر استعمال کیا۔ تعلق مع اللہ اور اخلاص کے وہ اعلیٰ مقام پر تھے۔ خدمت خلق، اصلاحِ معاشرہ، افادۂ عام، غریب پروری، یتیم نوازی، درس وتعلیم اور اشاعتِ علم ودین کے کاموں میں جس محنت ومحویت کے ساتھ لگے رہے وہ نہ صرف ہم سب کے لئے قابل اور لائقِ تقلید ہیں بلکہ ان کی سیرت وشخصیت کو مثالی اور معیاری ثابت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ جملہ صاحبزادگان خصوصاً محبی ومخلصی جناب مولانا ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ اپنے والد ماجد کے قدم بقدم ہیں، اور ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنے ہوئے ہیں۔

اللہ کرے یہ سب بسیران
اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند

کا مصداق ثابت ہوں اور اس منزل تک رسائی بھی حاصل کرسکیں۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

محمد ریاض المظاہری

صدر شعبۂ تجوید وقراءت دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

✧✧✧

اخلاقِ عالیہ کا ایک چراغ

سالک حق مفسر قرآں حضرت مولانا مفتی علاءالدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت نوراللہ مرقدہٗ

رفتید ولے نہ از دل ما

دنیا میں ایک سے بڑھ کر ایک اہل اللہ اور اہل دل کا ظہور ہوا، انبیائے کرام علیہم السلام سے لے کر اولیائے کرام تک اللہ کے محبوبوں اور عاشقوں کی طویل فہرست ہے، ہر ایک کا ایک مقام اور درجہ ہے اور ہر ایک سے ان کی صلاحیت ولیاقت کے لحاظ سے خدا نے اپنے بندوں کی خدمت اور انسانیت کی تعمیر وسربلندی اور تعلیم وتربیت کا کام لیا، ہمارے ملک میں پچھلی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ میں بڑے بڑے علم وعمل کے آفتاب نمودار ہوئے، جنہوں نے اس ملک کو دین اسلام کی دولت سے مالا مال کیا، اور ہندوپاک کی سرزمین کو اسلام اور دین محمدی سے آباد کیا، اور قوم وملت کی زبوں حالی کو خوشحالی اور اعلی تمدن سے بدل کر رشد وہدایت کے فرائض انجام دئے، ایک چراغ سے دوسرا چراغ اسی طرح روشن ہوتا رہا ہے۔

نہایت رنج وغم کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ امسال بڑے بڑے مشہور اور مقبول علمائے کرام سے سرزمین ہند محروم ہوگئی، تین ماہ کے دوران تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد بڑے علمائے کرام اس دار فانی سے دار البقاء کی جانب کوچ کرگئے، اسی وفیات کی عظیم کڑی ہمارے ''مرشد ولی نعمت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' بھی ہیں۔ مورخہ ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ء ۱۲ بجے شب کو آپ بھی اس دار فانی سے دار آخرت کی جانب رحلت فرماگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ جانکاہ حادثہ وفات کی خبر جیسے ہی ہم متوسلین اور خوشہ چینوں کو ملی ہمارے قلوب پر بجلی بن کر گری، اس دل فگار واقعہ

سے میری طرح ہر ایک محبّ شیخ پر ایک گہری چوٹ لگی ہے، اللہ تعالیٰ حضرت والا کو غریق رحمت کرے اور بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، خصوصاً حضرت مولانا فاروق صاحب حضرت مولانا عثمان صاحب اور چھوٹے بھائی الحاج حکیم محمد عدنان حبان پر بیحد خدا کی شفقتیں اور رحمتیں ہوں، حقیقت یہ ہے کہ راقم السطور حضرت مرحوم کی وفات پر بہت کچھ لکھنا چاہتا ہے، مگر دل ودماغ اور روح وجسم کا ایک ایک جز غم واندوہ میں ڈوبا ہوا اور آپ کی وفات حسرت آیات پر ماتم کناں ہے، سچ ہے موت العالم موت العالم۔

اچھی صفات کے علما وفضلا کی ماضی وحال میں کمی نہیں رہی ہے، مگر قدرت نے آپ کو تمام علمائے کرام کے درمیان جس امتیازی وصف سے نوازا تھا وہ تھا آپ کے اخلاق عالیہ اور اخلاق کریمہ۔ آپ کی زیارت باعث ہدایت وروشنی تھی، آپ کے دیدار اور صحبت سے مشرف ہونے والا ہر شخص آپ کے اخلاق فاضلہ کے چراغ سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق اچھے اخلاق کی روشنی لے کر واپس ہوتا، ایسے وقت میں جب ملکی اور عالمی پیمانہ پر انسانی اخلاق کا دیوالیہ ہو چکا ہے آپ کے پرنور اخلاق سے ایک جہاں منور تھا، بے شمار لوگوں کو آپ سے ہدایت کی دولت ملی، اور بہت سے حضرات صاحب اخلاق ہو گئے۔ آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر جس قدر بھی قلم اٹھایا جائے ہر گوشہ تشنۂ تکمیل رہے گا، دل چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے۔ مجھے امید ہے اور اللہ تعالیٰ سے استدعا بھی ہے کہ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے مخلص اور سچے صاحبزدگان آپ کی نیابت وجانشینی کا فریضہ انجام دیں گے، اللہ سب پر اپنا سایہ رحمت دراز فرمائے۔ تمام اہل خانہ، خلفا وخدام کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

یکے از خدام مجلس رحیمی

علاؤالدین قاسمی

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ بہار

۱۷؍جولائی ۲۰۲۰ عیسوی

✧✧✧

حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رشیدیؒ

زندگی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر

حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب کھجناوری قاسمی مدظلہ العالی
استاذ حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ، خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ

گزشتہ سال ۱۵؍جولائی ۲۰۲۰ء کو ایک غیر معمولی حادثہ یہ ہوا کہ پورے ملک میں سخت لاک ڈاؤن کے درمیان شہر گلستاں بنگلور میں ہمارے مخدوم گرامی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی اچانک منزل فردوس کو سدھار گئے، جو گزشتہ چار دہائیوں سے وہاں جسمانی اور روحانی مریضوں کو شفا کے نسخے فراہم کرنے کے ساتھ قلم وقرطاس کی بزم سجائے بیٹھے دین وملت کا درد دل بانٹ رہے تھے اور اس شعر کی گویا عملی تفسیر کر رہے تھے کہ

میری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

اسی لئے حضرت حکیم صاحب کے سانحۂ وفات کی خبر دینی، ملی اور طبی حلقوں میں شدت غم کے ساتھ سنی گئی اور مجھ جیسے بے شمار آپ کے عقیدت مندوں اور اخلاص کیشوں کو اپنی حرماں نصیبی کا خیال ستاتا رہا کہ آہ مکانی فاصلوں کے باوصف ہر دم اپنی محبتوں اور کتابی باتوں سے شادکام کرنے والا مونس وغم خوار کوئی دوسرا ''حبیب الامتؒ'' اپنی آنکھوں کا سرمہ بنے گا؟

حضرت حکیم صاحب کی شخصیت ظاہری طور سے جس قدر پرکشش اور مہتابی تھی اپنے معنوی کمالات میں بھی وہ طاق صفت تھے، ان کی خوش اخلاقی، خوش پوشا کی، خوش گفتاری، تواضع وانکساری

اور حلیم طبیعت کو ہر ملاقاتی بہت جلد تاڑ لیتا اور اپنی غرض و غایت کی تفہیم میں سہولت تلاش کر لیتا۔ اسی لئے آپ کے حلقۂ اثر میں علما، صلحا، دعاۃ، مبلغین، ائمہ مساجد اور سماج کے ہر اچھے طبقہ سے منسوب سنجیدہ افراد نظر آتے، جنھیں حکیم صاحب کی محبوبیت اپنا اسیر بنا کر رکھتی۔ آپ نے بڑی صاف ستھری زندگی گزاری، وہ صبر و شکر کے وظیفہ پر زندگی بھر عامل رہے اور اپنے کردار و گفتار سے اسی کی دعوت دیتے رہے۔ انہوں نے اپنی تریسٹھ سالہ زندگی میں دین و ملت کے لئے جو گہرے نقوش چھوڑے ہیں، حیرت ہوتی ہے کہ تن تنہا ایک انسان بھی اپنی مرتب اور فعال زندگی سے اخلاص و ہمت کے کیسے کیسے شیش محل تعمیر کر سکتا ہے۔ سچ ہے ہمت مرداں مددِ خدا۔ آج دار العلوم محمدیہ جیسا خوب صورت علمی چمن، خانقاہ رحیمی جیسا منظّم روحانی ہسپتال، رحیمی شفا خانہ جیسا شاندار طبی پلانٹ اور آل انڈیا انجمن مدارس کرناٹک جیسا تعلیمی مشاورتی بورڈ آپ کی خدمات کے مختلف گوشوں کا اجمال ہی تو ہے، جس سے حضرت مرحوم والا صفات کے ان ہمہ گیر مقاصد و منصوبوں کا عرفان ہوتا ہے جو آپ کے ماسٹر پلان میں بہت پہلے سے شامل رہے ہوں گے۔ اللہ نے آپ کی زندگی میں برکت رکھ دی تھی جس کے نتیجہ میں وسائل کی قلت کا بحران چھٹتا رہا اور اقبال مندی آپ کو سلامی دیتی رہی، پھر اپنے حینِ حیات حکیم صاحب نے ان مادی و معنوی فتوحات کو بھی برتا جو بڑی قربانیوں کے طفیل حق تعالیٰ شانہٗ اپنے بندوں کو عطا کر دیتا ہے۔...... ناچیز راقم الحروف یوں تو دیوبند ہی میں اپنے زمانۂ طالب علمی کے دوران حکیم صاحب کے نام اور کام سے کسی قدر آشنا ہو گیا تھا کہ آپ کا صحافتی آرگن ''نقوش عالم بنگلور''، طلبائے دار العلوم دیوبند کی لائبریریوں میں نظر افروز ہوتا تو آپ کی کارگزاری بھی علم میں آتی، بسا اوقات بعض اخبار و رسائل میں آپ کے کالم بھی کبھی اپنی طرف متوجہ کر لیتے، پھر حسن اتفاق فراغت کے بعد برائے تدریس تقرر بھی جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں ہو گیا، جہاں حضرت حکیم صاحبؒ نے درس نظامی کے ابتدائی سالوں میں وہاں کے مشاہیر اساتذہ سے استفادہ کرنے کے ساتھ قطب زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے دو پڑپوتوں حضرت مولانا حکیم عبد الرشید محمود عرف نھو میاں اور الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی رحمۃ اللہ علیہما کے خوانِ طب و روحانیت سے حظ اٹھایا تھا اور جہاں کے قیام کو مولانا ادریس حبان اپنی دینی و علمی ترقی کی بنیاد سمجھ کر زندگی بھر یہاں کے بزرگوں

کے ممنون احسان رہے۔ خیر! اپنی مادرِ علمی جامعہ اشرف العلوم رشیدی اور شہر بزرگ گنگوہ کی نسبت پر وہ بندہ کے ساتھ بھی مدارات اور شفقتوں کا سلوک کرنے لگے، قلم قرطاس سے میری رسمی سی وابستگی نے یہ تعلق مزید خوش گوار بنا دیا اور وہ گھر کے ایک فرد کی طرح مجھے بھی عزیز رکھنے لگے۔ آپ کے فرزندان بالخصوص ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی بڑے بھائی کی طرح قیام و طعام اور دوسری ضرورتوں کا ترجیحی طور پر خیال فرماتے، جس سے مجھے بھی لگتا کہ میں اپنے ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے شایانِ شان اجر جزیل نصیب فرمائے، آمین۔

اللہ کا شکر ہے کہ حضرت کی ادائیں آپ کے تربیت یافتہ فرزندان میں بھی منتقل ہو رہی ہیں، آپ کی وفات کے تقریباً نو مہینے بعد ابھی بنگلور کا سفر ہوا تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ کا مشن پوری آب و تاب کے ساتھ حسبِ سابق جاری ہے اور حضرتؒ کے جانشین محترم ڈاکٹر صاحب رواداری، محبت اور حسن تدبیر سے کاروانِ رحیمی کو ہینڈل کر رہے ہیں۔ بارک اللہ فی حیاتہ واعمالہ۔

جیسا کہ سطور بالا میں بھی بتایا کہ حضرت حکیم صاحب کو سرزمین گنگوہ سے جذباتی تعلق تھا، وہ یہاں کے اپنے علمی و روحانی اساتذہ کا ذکر خیر کرتے کرتے بسا اوقات آب دیدہ ہو جاتے۔ خانوادۂ حضرت گنگوہیؒ اور خانوادہ شریفی کا بڑے چاؤ سے تذکرہ چھیڑتے، اپنے استاذ زادے حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی، بانیٔ جامعہ حضرت مولانا قاری شریف احمد گنگوہی اور استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا وسیم احمد سنسار پوری سے بے پناہ محبت کا اظہار فرماتے، بعض اساتذہ کے لئے قیمتی ہدایا بھیجتے اور ان کی ضرورتوں کا مداوا سعادت مندی کے ساتھ فرماتے۔ بنگلور شہر کے کئی اصحاب خیر کو جامعہ کی طرف بھی متوجہ کیا، ادارہ کے صحافتی ترجمان ماہ نامہ صدائے حق کو دلچسپی سے ملاحظہ فرماتے اور اس کے شب و روز والے کالم پر کبھی کبھی فون کر کے اپنے جذبات سے آگاہ بھی کرتے۔ آپ کی ان تمام اداؤں سے ہمیں بھی سبق ملتا کہ اپنے محسنین کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے اور ان کے لئے حسب توفیق اچھے جذبات پیش کرنا چاہیے۔ غالباً اسی احسان شناسی کی برکت نے انھیں عزت واحترام اور دوسری فتوحات سے ہم عناں کیا، ان کی ڈھیروں مصروفیات سے ایک کم ہمت انسان کو بھی سبق ملتا کہ عزم و حوصلہ جوان ہو تو راستے کی تاریکیاں بھی کافور ہو جایا کرتی ہیں۔

ایک دہائی سے زیادہ عرصہ تک حضرت حبیب الامتؒ کو قریب سے دیکھنے، سمجھنے، سننے اور پڑھنے کے بہت سارے مواقع میسر آئے جس سے آپ کے کمال علم وفن اور طشت جواہر سے روبرو ہو کر عقیدت والفت کو استحکام ہی ہوتا۔ ان کا انضباط وقت، کاموں کی درجہ بندی اور ہمیشہ کسی طوافِ دشتِ جنوں سے ہم آہنگ فعال زندگی سے سبقت خیر کا راز ملتا۔ ان کی خلوت کا معمول مجھے نہیں معلوم لیکن جلوت میں بھی وہ مقصدی پہلو سے کبھی غافل نظر نہیں آتے تھے۔ شفاخانہ میں بھی ان کے سامنے مریض ہوتے یا پھر قلم وکتاب سے سرگوشی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے چھوٹی بڑی سیکڑوں کتابیں بطورِ یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے بعض کے تو متعدد ایڈیشن طبع ہو کر سند قبولیت پا چکے ہیں۔ اللہم زد فزد!

حضرت حکیم صاحبؒ عملاً طبابت کے پیشہ سے نہ صرف وابستہ رہے بلکہ بقول ڈاکٹر نواز دیوبندی: انہوں نے طب یونانی کو شاندار معاصر فن کی حیثیت سے متعارف کرایا اور کئی قیمتی تصانیف اپنے تجربات کی روشنی میں قلم بند فرمائیں۔ علاوہ ازیں دینی وعلمی موضوعات پر آپ کے اشہب قلم سے جو متاع بیش بہا تیار ہوا ہے، اللہ کی غیور ذات سے یہی توقع ہے کہ دوسری خدمات کی طرح یہ قلمی سرمایہ بھی آپ کی بارگاہ میں مقبول رہا ہوگا اور حضرت مرشد گرامی وہاں کی راحتوں سے بدستور متمتع ہو رہے ہوں گے۔ والحمدللہ اولاً وآخراً۔

✧✧✧

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

پیکرِ زہد وورع حضرت مولانا مفتی محمد ارشد جمیل صاحب رشیدی مدظلہ العالی
صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ بنگلور، خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

پیر ومرشد حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ سے راقم الحروف کی پہلی ملاقات چنتامنی مدرسہ کے اجلاس میں ہوئی، آپؒ کو مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا، اس موقع پر حضرت حبیب الامتؒ کا پرمغز خطاب سننے کو ملا، بعدہٗ آپؒ کے ہاتھوں قیمتی انعامات بھی اساتذۂ کرام نے موصول کئے۔ یہ ایک خوشگوار ملاقات تھی، پھر کچھ اسباب ایسے بنے کہ میں استعفیٰ دے کر گھر چلا گیا، چند احباب کی کوششوں سے اتفاقاً حضرت علیہ الرحمہ کے مدرسہ ''دارالعلوم محمدیہ بنگلور'' میں تقرر ہو گیا، میں نے جب بطورِ تدریس خدمت انجام دینی شروع کی تو آپؒ کے اخلاقِ عالیہ سے ایسا متاثر ہوا کہ فیصلہ کر لیا کہ اب ان شاء اللہ آپ کے یہاں ہی رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمالی اور قریباً سترہ برس گزر گئے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ اچھی زندگی بسر ہو رہی ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے خوب استفادہ کرنے کا موقع نصیب ہوا، ابھی تشنگی باقی تھی کہ آپؒ ہم تمام مریدین ومتوسلین کو الوداع کہہ کر داغِ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت رحمۃ اللہ علیہ گوناگوں صفات کے حامل نہایت سلجھی ہوئی طبیعت کے مالک تھے، مہمان نوازی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، ہر ایک کا بہت زیادہ اکرام اور خیال فرمایا کرتے تھے، دسترخوان پر موجود ہوتے تو درمیان میں اپنے دستِ مبارک سے کھانا دیتے جاتے، کوئی دور ہوتا تو نام لے کر فرماتے کہ فلاں صاحب کی رکابی خالی ہے وہ کچھ کھا نہیں رہے، خیال رکھیں۔ سفر وحضر میں اپنے سے زیادہ

احباب کے آرام کا خیال فرمایا کرتے تھے۔غصہ بالکل نہیں تھا،خصوصاً اپنی ذات کے لئے ناگواری کا اظہار بھی نہ فرماتے،البتہ شرعی یا کسی کے حقوق کی خلاف ورزی پر دوٹوک گفتگوفرمایا کرتے،لیکن اس تنبیہ میں بھی ادب واحترام اور عزتِ نفس کا پورا خیال رکھا کرتے،افرادِعملہ میں سے کسی سے شکایت ہوجاتی تو تنہائی میں بلاکر گفتگو کیا کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ عملہ کو ماہانہ وظائف وقت پر ادا کر دیئے جائیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاملات نہایت صاف ستھرے تھے،خود زیادہ دے دیتے لیکن کسی کا ایک روپیہ بھی خود نہ رکھتے۔فرمایا کرتے تھے کہ ''معاملات ہی اصل دین ہیں، معاملات کی خرابی کے ساتھ عبادت کرتے رہنا خودغرضی اور نافرمانی کی علامت ہے''۔ دارالعلوم محمدیہ کے لئے اگر کوئی رقم دے جاتا اور نام ظاہر نہ ہو اس لئے رسید نہ لیتا تو آپ کا حکم تھا کہ ''بندۂ خدا'' کے نام سے رسید بنا دیں تا کہ رقم مندرج ہو جائے اور حساب کتاب میں فرق نہ آئے۔

اس حقیر فقیر کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بے شمار اسفار کی سعادت حاصل ہوئی، بنگلور واطرافِ بنگلور تشریف لے جاتے تو مجھے ضرور ہمراہ رکھتے، دسترخوان پر مہمانانِ خصوصی کے لئے جو اہتمام ہوتا عمومی افراد کو بھی اس میں شریک فرماتے، دارالعلوم محمدیہ میں بھی یہی دستور تھا کہ خصوصی مجالس، جلسوں اور پروگراموں میں جو کھانا مہمانوں کے لئے ہوتا وہی کھانا طلبۂ عزیز اور اساتذۂ کرام کے لئے بھی تیار کیا جاتا۔۲۰۰۳ء میں دارالعلوم محمدیہ میں جب میرا تقرر ہوا تو ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، حضرتؒ کے اعزاز میں آپؒ نے دیگر لوازمات کے ساتھ بکرے کے پائے تیار کرائے، جب دسترخوان بچھایا گیا تو حضرت حاذق الامتؒ نے دریافت فرمایا کہ طلبۂ عزیز کے لئے کیا کھانا پکایا گیا ہے؟

حبیب الامتؒ نے فرمایا: حضرت! جو آپؒ کے لئے بنا ہے وہی کھانا ان کے لئے بھی ہے۔
حاذق الامتؒ نے پھر دریافت فرمایا: یہ جو بکرے کے پائے ہیں، کتنی تعداد میں بنائے گئے ہیں؟
حبیب الامت نے کہا: حضرت! سو پائے تیار کرائے گئے ہیں۔جس پر حضرت حاذق الامتؒ نہایت مسرور ہوئے اور حضرت حبیب الامتؒ کو خوب دعاؤں سے نوازا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے راقم الحروف نے اہل وعیال کے بنگلور لانے کی اجازت چاہی تو فرمایا: ابھی رُک جائیں، آپ کے لئے اللہ تعالیٰ گھر کا انتظام فرمادیں تو لے آیئے گا۔ چنانچہ آپؒ نے مہمان خانہ کے اوپر دو مکان اساتذہ کے لئے بنوائے اور پھر مجھے حکم فرمایا کہ اب آپ اپنی فیملی لے آئیں۔اہلِ خانہ میں سے کسی کی طبیعت ناساز ہوجاتی تو خوب تسلی وتشفی کے ساتھ دعاؤں سے نوازتے اور فرماتے: مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتے، بارہا اس بات کا مشاہدہ بھی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مستجاب الدعواۃ بنایا تھا، جو دعا فرمادیتے قبولیت کے آثار نمایاں ہوجاتے۔

ہم سے کوئی خطا سرزد ہوجاتی تو محبت ونرمی سے سمجھا دیا کرتے اور گفتگو اس طرح فرماتے کہ ہم دل ہی دل میں آئندہ اس طرح کے عمل سے مکمل اجتناب برتنے کا عہد کرلیتے، اصلاح کا نرالا اور اچھوتا انداز تھا۔غیر علماء کو مدرسین یا اساتذہ سے کوئی شکایت ہوتی تو براہِ راست سن کر اس کا ازالہ فرماتے، لیکن اگر کوئی طلبہ یا اساتذہ کی جھوٹی شکایت کرتا تو سخت ناراض ہوجاتے، فرمایا کرتے: میں ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو صرف طالب علم نہیں سمجھتا، میں انہیں ''اہل اللہ'' سمجھتا ہوں، یہ ''مہمانِ رسول'' ہیں۔ان سے بلاوجہ دشمنی رکھنے والے کو میں اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔

انتظامی امور میں نہایت نفاست وصداقت تھی، صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام فرماتے، شعبۂ حفظ القرآن کے طلبہ کا پارہ مکمل ہوتا تو بذاتِ خود جائزہ لے کر آگے بڑھانے کی اجازت عنایت فرماتے، اگر کوئی کوتاہی نظر آتی تو اصلاح فرما دیا کرتے، کبھی سفر یا مصروفیات کی وجہ سے خود ملاحظہ نہ فرماتے تو صاحبزادگان کو جائزہ لینے کا حکم تھا۔ جب بھی کوئی طالبِ علم قرآن کریم مکمل حفظ کرلیتا تو انعام کے ساتھ فرمایا کرتے کہ ''یہ ہمارا سرمایۂ آخرت ہے، حافظِ قرآن اور اس کے اہل خانہ کے لئے تو اعزاز کی بات ہے ہی لیکن دارالعلوم محمدیہ کے اساتذۂ کرام، ممبران وبہی خواہان اور جملہ منتظمین کے ساتھ میرے لئے بھی موجبِ سعادت ومسرت اور توشۂ آخرت ہے''۔

مجلس رحیمی میں ''ضرب'' لگوانے کی ذمہ داری اس حقیر کے سپرد تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ''خطباتِ رحیمی'' کی صوتی ریکارڈنگ کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کے حصہ میں رکھی تھی۔ حضرت

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات منفرد و بے مثال اور دل پر اثر کرنے والے ہوا کرتے، گفتگو میں ٹھہراؤ اور اطمینان ہوتا، ایک ایک لفظ سننے والے کو سمجھ آتا اور دل میں اُترتا جاتا۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

تحریر بھی بے مثال تھی، آپؒ نہایت بردبار، حلیم الطبع، کشادہ دست، نرم گو اور شگفتہ مزاج تھے، اپنے ذاتی مفاد کے لئے کبھی مدرسہ یا عملۂ مدرسہ کا استعمال نہیں کیا، بلکہ اپنی ذات سے جو کچھ ممکن ہوتا وہ دارالعلوم محمدیہ اور مرکزی جامع مسجد کے لئے ضرور کرتے۔

افسوس! آپ کی بافیض شخصیت سے آج ہم محروم ہو گئے، دل اس جدائی پر اشک کناں ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت نے سینکڑوں ہزاروں لوگوں کے دلوں کو رنجیدہ کر دیا، آج آپؒ کی شفقت وعنایات یاد آتی ہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامتؒ کی بال بال مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ہم متوسلین کو صبر کے ساتھ آپؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین ثم آمین!

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپؒ کے جانشین حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے راستہ پر گامزن ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کو خوب خوب صحت وتندرستی اور عمر خضر عطا فرمائے، ہمیں آپ سے خوب استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین یارب العالمین!

خاک پائے آستانہ حبیب الامتؒ
محمد ارشد جمیل رشیدی
خادم التدریس دارالعلوم محمدیہ گنگونڈناہلی بنگلور

✧✧✧

آہ! اک حاذقِ باکمال رخصت ہوئے

پیکر زہد وورع حضرت مولانا حکیم محمد زبیر عالم صاحب مفتاحی مدظلہ پورنیہ بہار
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ

موت ایک ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے جسے قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہے، موت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا صناع عالم کا اٹل فیصلہ کل نفس ذائقۃ الموت (ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے) ہر شخص پر نافذ ہو کر رہے گا اور تا صبح قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا:

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

قرآن پاک میں صاف اعلان ہے: اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ. جب ان کی میعادِ معین آجائے گی تو اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے جا سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ. عقلمند شخص وہ ہے جو مرنے کے لئے تیاری کرے۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے "موت العالم موت العالم" کہ ایک عالم دین کی موت پورے عالم کی موت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ایک عالم کی موت ایک مصیبت ہے جس کی تلافی ناممکن ہے اور ایسا خسارہ ہے جو پورا نہیں ہو سکتا اور عالم ایسا ستارہ ہے جو موت کی وجہ سے بے نور ہو گیا۔

ایک دوسری حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ علما کی موت سے علم اٹھا لیا جائے گا یعنی انسانیت ان فیوض وبرکات سے محروم ہو جائے گی جو دنیا میں عالم کی موجودگی کے باعث انہیں میسر تھیں۔ سرور

کونین آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب موت آ کر رہی تو پھر ہماری اور آپ کی کیا بات۔ موت تو رب کریم اور حقیقی محبوب کے دیدار کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اگر بشر کا انتقال نہ ہو تو وہ اپنے مہربان رب کا دیدار کیسے کرے گا، یہی تو وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے موت کو پسند فرمایا کہ منبر سے اپنی موت کا یوں اشارہ دیا، اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَاشَاءَ، وَبَيْنَ مَاعِنْدَهٗ فَاخْتَارَ عِنْدَهٗ، فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا. (بخاری شریف)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اس کے درمیان اختیار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا کی رونق دیں جتنی وہ چاہے اور ان (نعمتوں) کے درمیان جو اللہ کے پاس ہے، لہٰذا اس بندے نے اس (نعمتوں) کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ (سمجھ گئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے موت کو پسند کیا) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے ماں باپ قربان۔ چنانچہ سب کے سب انبیا، رسل، صحابہ، تابعین کے بعد اب اولیا اور اکابر وغیرہ کی جماعت ہم سے رخصت ہو رہی ہیں۔

۱۵/ جولائی رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے بذریعہ فون حضرت والا کی طبیعت خراب ہونے کی اطلاع ملی، گھبراہٹ کے عالم میں تیز قدموں کے ساتھ کاشانۂ رحیمی حاضر ہوا، تو دیکھا کہ پہلے ہی سے حضرت کے پاس کئی اشخاص موجود ہیں اور سبھی کے چہرے پر اداسی اور غم کے اثرات ہیں در یں اثنا حضرت کے چہرے پر نگاہ پڑی تو دیکھا کہ حضرت والا کی زبان پر لفظ اللہ کا ورد ہے چند لمحات گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہمارے آفتاب رشد وہدایت اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آنکھیں اشکبار ہوگئیں، دل پر بجلی سی گر گئی، آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا، دل کی دھڑکن تیز ہوگئی، دل کو قرار نہیں آ رہا تھا...... یا اللہ یہ کیا ہوگیا! ابھی دو روز قبل پورے تزک واحتشام کے ساتھ ہشاش بشاش ہو کر مطب میں تشریف لائے اور مریضوں کو دوائیں بھی تجویز فرمائیں، فون پر بھی کئی مریضوں سے بات چیت ہوئی، جسمانی اور روحانی اعتبار سے بالکل صحت مند تھے۔ مگر اے موت تو کتنی بے رحم نکلی، جب تو آئی بغیر بتائے آئی، تیرے آنے سے مجھ جیسے کتنے

مریدین ومتوسلین یتیم ہوگئے۔ ہم سب کو بھی ایک دن جانا ہوگا، حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ بھی اپنے مقررہ وقت پر پروردگار عالم کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کر گئے:

بھری برسات میں شاداب بیلیں سوکھ جاتی ہیں
ہرے پیڑوں کے گرنے کا کوئی موسم نہیں ہوتا

حضرت ایک جامع اور عبقری شخصیت کے حامل تھے جو روز روشن کی طرح عیاں تھی، آپ جیسی ہستی پر مجھ جیسے ناکارہ کا کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے۔ الامر فوق الادب کے تحت چند کلمات پیش خدمت ہیں۔ میری ملاقات حبیب الامت حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ۲۰۰۸ء میں رحیمی شفا خانہ بنگلور میں ہوئی تقریباً ڈیڑھ دو سال تک آپ کے مدرسہ دارالعلوم محمدیہ کے عربی درجات میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتا رہا، جمعہ کو بالخصوص آپ سے ملاقات ہوتی تھی اور جب بھی دل میں ملاقات کی خواہش ہوتی تو شفا خانہ پہنچ جاتا اور حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا، لیکن میری دلی خواہش تھی کہ میں آپ کے قریب رہوں۔ اتفاق سے دو تین ہفتہ میں حافظ اسعد صاحب نے جو شفا خانہ کے پرانے اسٹاف میں سے تھے از خود جانے کا ارادہ کیا، مجھے جیسے ہی معلوم ہوا میں نے فوراً آپ کی خدمت میں رہنے کے لئے درخواست پیش کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرما لیا اور مجھے بلا کر کافی گفتگو فرمائی اور ایک بات آپ نے مجھ سے یہ فرمائی کہ مولاناؒ مدرسہ میں آپ کا رہنا سہنا ایک حاکم کی طرح ہو رہا تھا، لیکن مطب میں آنے کے بعد آپ محکوم ہوں گے ہر آنے والے کی سننی پڑے گی، اس چیز کو آپ اچھی طرح سوچ سمجھ لیں اور ایک ہفتہ کے بعد مجھے آ کر بتائیں۔ میں نے تو دل میں ٹھان لیا تھا کہ مجھے مطب میں رہنا ہے بس میں نے کام شروع کر دیا میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ میں مطب میں محکوم ہوں بلکہ حضرت کی میرے اوپر خصوصی توجہ اور احسان رہا جسے میں مرتے دم تک بھلا نہیں سکتا۔ جتنا میں نے حضرت کو قریب سے دیکھا ہے خواہ سفر میں ہو، حضر میں ہو یا مطب میں ہو شاید ہی کوئی اور ایسا ہو:

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شوق: حضرتؒ عطر عمدہ سے عمدہ استعمال فرماتے خواہ وہ کتنی ہی مہنگی قیمت کا ہو۔ لباس بھی اچھا سے اچھا زیب تن فرماتے۔ عمامہ مستقل لگایا کرتے تھے خواہ مسجد میں ہوں یا مطب میں۔ تصنیف و تالیف محبوب تھی یہی وجہ ہے وفات سے چند دن قبل بھی آٹھ کتابیں تالیف فرمائیں۔

عملہ سے مشفقانہ برتاؤ: عملہ سے آپ کا ایسا والہانہ و مشفقانہ برتاؤ تھا کہ جسے چند الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ آپ نے کبھی کسی اسٹاف کو نام سے نہیں پکارا بلکہ ہمیشہ مولانا صاحب، حافظ صاحب یا ماسٹر صاحب کے القاب سے بلاتے تھے۔ مطب آنے میں اگر کسی کو تاخیر ہوجاتی یا وہ بغیر بتائے کسی دن غیر حاضر ہوجاتا تو آپ نہ ناراض ہوتے اور نہ غصہ فرماتے، لیکن جاتے وقت اگر کسی مریض کی وجہ سے تاخیر ہوجاتی تو آپ مناسب ہدیہ عنایت فرماتے تھے اور معذرت بھی کرتے کہ آپ لوگوں کو جانے میں تاخیر ہوگئی ہے۔ ہر اتوار کو ہدیہ متعین تھا اس کے علاوہ اکثر ہفتہ اور جمعرات کو بھی ہدیہ سے نوازتے تھے۔ اسٹاف میں سے کوئی اگر یوں کہتا کہ حضرت یہ میرا کام ہے میں کرلیتا ہوں تو آپ بہت زیادہ خوش ہوتے تھے۔ جب بھی کوئی مجلس ہوتی تو آپ فرماتے تھے کہ فلاں صاحب کا یہ جملہ بہت اچھا ہے کہ یہ میرا کام ہے۔ اکثر کمپنی میں اسٹاف اپنے ذمہ دار کے آنے سے وحشت اور خوف محسوس کرتے ہیں کہ کہیں کام میں ہم سے کوئی غلطی نہ ہوجائے، لیکن حضرت کا معاملہ اس کے برعکس تھا۔ حضرت کے دواخانہ میں آتے ہی ہم لوگ اپنے دلوں میں ایک الگ ہی خوشی محسوس کرتے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ ہم مشفق والد کے ساتھ ہیں (جب بچہ مشفق والد کے ساتھ ہوتو بے خوف ہوکر اپنی ذمہ داری نبھاتا ہے) کام میں سستی اور کاہلی کرنے پر بھی کبھی کسی کو سخت الفاظ نہیں کہے۔ یہی وجہ تھی کہ آج بھی ہم لوگ دل و جان سے مطب کے کام کو اپنا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔

مریضوں کے ساتھ حسن سلوک: اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت کو بہت ساری خوبیوں سے نوازا تھا وہیں، آپ کا اندازِ گفتگو اتنا عمدہ اور بہترین ہوتا تھا کہ مریض آپ کے طرز تکلم سے ہی صحت یاب ہونے لگتا تھا، مریض آپ کا یہ مشفقانہ برتاؤ دیکھ کر سمجھتا کہ حکیم صاحب میرے ساتھ خصوصی شفقت کا معاملہ کر رہے ہیں۔ مریض کی ہر بات کو پوری توجہ سے سنتے اور سوچ کر ان

کے مزاج کے مطابق دوا تجویز فرماتے تھے، جو بھی حکیم صاحب کو نبض دکھانے جاتے باہر آنے کا نام ہی نہیں لیتے کئی کو تو ہاتھ پکڑ کر پیار سے باہر کرنا پڑتا تھا چونکہ دوسرے مریض انتظار میں ہوتے تھے۔ آپ فرماتے کہ آنے والے مریضوں سے نرمی کا سلوک کریں کیونکہ کوئی بھی خوشی میں ہمارے پاس نہیں آتا بلکہ یہاں ہر کوئی اپنی بیماری اور پریشانی لے کر آتا ہے، ہر ایک کا بہت خیال فرماتے تھے۔

غیر مسلم مریض بھی کافی متأثر تھے: مسلم مریضوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم مریض بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کافی متأثر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد بہت سارے غیر مسلموں نے فون کرکے تعزیت پیش کی اور اپنے رنج و غم کا اظہار کیا۔ فون پر بات کرتے کرتے کتنے غیر مسلم مریضوں کو روتے سنا۔

الحمد للہ حضرت والا کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے بہت شفا رکھی تھی، مریض ڈاکٹرس اور اطبا حضرات سے مایوس ہوکر حضرت کے پاس آتے اور حضرت دوا تجویز فرماتے اور وہ مریض بفضلہٖ تعالیٰ شفایاب ہوجاتا:

الٰہی آرزو یہ ہے جو آئے شفا پائے
مریض لادوا آکر یہاں اپنی دوا پائے
ہم دوا دیتے تو ہیں لیکن شفا دیتا ہے تو
خاک میں اکسیر کا جوہر بنا دیتا ہے تو

یتیموں، بیوہ عورتوں اور پریشان حال کے ساتھ حسن سلوک: ان کے ساتھ خصوصی رعایت ہوتی تھی بلکہ اکثر کو مفت میں دوا عنایت فرماتے تھے۔ یہ صرف انہی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ اگر کوئی پریشان حال اپنی پریشانی کا ذکر کرتا تو حضرت والا یونہی مفت میں اس کو دوا دینے کا حکم فرمادیتے، اسی طرح دہلی مطب میں آنے والے بہت سے ایسے مریض ہیں جن کی دوا کئی سالوں سے مفت جارہی ہے۔ بہت سارے ایسے بھی مریض آتے جو اپنی دوا کی رقم باقی لکھوا کر چلے جاتے اور دوبارہ واپس ہی نہیں آتے، یا اگر واپس آتے تو بقایا رقم کو معاف کروالیتے، یا چند ایسے بھی تھے جو بقایا رقم ادا نہ کرکے نیا کارڈ بنواتے تاکہ بقایا رقم کے متعلق معلوم نہ ہوسکے اگر کسی

اسٹاف کے ذریعہ حضرت والا کو علم ہو بھی جاتا تو آپ فرماتے کہ ان صاحب کو یاد دلا کر شرمندہ نہ کریں ہوسکتا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی مجبوری ہو۔ کئی مریض ایسے ہوتے جو صرف نبض دکھانے آتے تھے کئی ایسے بھی ہوتے جو دوا لکھوانے کے بعد بھی نہ لیتے، کچھ ایسے بھی آتے جو دوا لے جانے کے بعد واپس کرکے رقم لے لیتے تھے، اس کے باوجود بھی آپ ناراض نہ ہوتے بلکہ مسکرا کر فرماتے میرے مقدر میں جو ہے وہ مل کر رہے گا۔ حضرت اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ مطب میں ہمارے بیٹھنے کی نیت صرف خدمت خلق ہے ورنہ تو رزق اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی دیتے ہیں۔

معذوروں کے ساتھ برتاؤ: معذور مریض کو جلدی دکھانے کا حکم تھا اور دوا تجویز فرما کر مختصر سی رقم لکھتے تھے، اس میں بھی اگر وہ کچھ کہتے تو حضرت یوں ہی دے کر فرماتے کہ لے جاؤ۔

علما اور طلبا کے ساتھ خصوصی رعایت: علمائے کرام اور طلبائے عزیز کے ساتھ خصوصی رعایت ہوتی تھی، پوری دوا دینے کے بعد آدھی سے بھی کم رقم لیتے تھے اور فرماتے کہ یہ تو مسجد اور مدرسہ کے خادم ہیں ان سے کیا لینا ان کی تنخواہ بھی مختصر ہوتی ہے بس یہ دعائیں دے دیں یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ کبھی کوئی درسِ نظامی کا طالب علم آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ دوا لکھنے کے بعد ان سے بعض علمی سوال کرتے، طلباء جواب میں غلطی کر جاتے تو آپ اصلاح فرما دیا کرتے۔ یہ سوال امتحان کے ارادہ سے نہیں ہوتا تھا بلکہ طالب علم کے اندر جستجو اور شوق پیدا کرنا مقصود ہوتا تھا۔

رشتہ دار اور ملنے والوں سے آپ کا حسنِ سلوک: رشتہ داروں میں سے کوئی خواہ دور کے ہوں یا نزدیک کے کسی سے دوا کی رقم نہیں لیتے تھے بلکہ ان کی اچھی خاطر تواضع کرتے اور وہ جو لینا چاہتے ان کو دے کر بھیجتے تھے ساتھ میں ہدیہ نقد کی شکل میں اس طرح دیتے کہ کسی کو معلوم تک نہیں ہوتا تھا۔

ملنے والوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے اور سب سے پہلے چائے ناشتہ کا انتظام کرواتے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ صرف مہمانوں کے لئے انتظام ہو بلکہ پورے اسٹاف کے لئے بھی انتظام ہوتا تھا، پھر کافی دیر تک باتیں ہوتی، کبھی کبھی شام کے وقت اخیر میں کوئی ملنے آتا یا فون کر دیتا کہ حکیم صاحب میں آرہا ہوں تو آپ ان کے انتظار میں گھنٹوں بیٹھے رہتے، جب کہ صبح سے شام تک مریض دیکھ کر

آپ تھک چکے ہوتے تھے۔ ہر آنے والے سے خواہ وہ ادنی ہو یا اعلیٰ سیاسی ہو یا غیر سیاسی مسکرا کر ملتے جس سے آنے والا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ مریض ہو یا کوئی ملنے والا جو بھی ایک مرتبہ حضرت سے مل لیتا بار بار ملنے کی خواہش کرتا۔ کئی مریض ایسے تھے جو اپنے چھوٹے بچوں کو ساتھ لاتے اور حضرت کے سامنے نعت پڑھواتے یا ملاقات کرواتے، حضرت بہت غور سے سنتے پھر اس بچے کو میمو پاور یا شہد یا نقد انعام دے کر بھیجتے تھے۔ ساتھ ہی بہت ساری دوائیں دیتے۔ مظفر نگر سے آنے والے مریضوں کے ساتھ خاص رعایت فرماتے اس کے باوجود اگر وہ رقم کم کرواتے تو بخوشی کر دیتے۔ یہ دیکھ کر دوسرے بھی مریض کم کروانے کے لئے کہتے تھے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ ٹھیک ہے جو دینا چاہیں دے دیں۔

بہار سے آنے والے نوجوان مریضوں کے لئے حضرت کا یہ جملہ ہوتا تھا (بوا ہمارے گاؤں کا ہے) پڑوسیوں سے کبھی دوا کی کوئی قیمت نہیں لیتے، چہ جائیکہ اسٹاف سے، مدرسہ کے تمام اساتذہ اور طلبا کے لئے مفت دوائیں عطا فرماتے۔ مریدین ومتوسلین اور منتسبین ومتعلقین کے لئے بطور ہدیہ دوا دیتے۔ کئی مریدین تو نقد رقم بطورِ تحفہ پاتے جن میں میں خود بھی شامل ہوں، بلا مبالغہ ہر ماہ پچاس ہزار سے زائد کی دوا مفت جاتی ہے۔ اگر کوئی مالدار مریض ہوتا تو آپ ان سے بھی مناسب رقم ہی لیتے ایسا نہیں کہ مالدار ہے تو رقم بڑھا کر لکھ دیں۔

آپ جھوٹ، غیبت سے حد درجہ نفرت کرتے تھے میں نے کسی عالم حکیم یا ڈاکٹر کی برائی بیان کرتے ہوئے نہیں سنا بلکہ ان میں سے کوئی بھی تشریف لاتے تو آپ ان کی بڑی عزت کرتے اور فرماتے کہ یہ ہماری لائن کے آدمی ہیں، ان کے ساتھ بھی خصوصی رعایت ہوتی تھی اور بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اپنا مسلک چھوڑو مت اور دوسروں کا چھیڑو مت۔ اگر ہم سے کسی کا فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری ذات سے کسی کو نقصان بھی نہ ہو، حالانکہ فی زمانہ لوگ اپنی جماعت کے لوگوں کی بہت برائی کرتے ہیں لیکن آپ اس کے برعکس تھے، اللہ معاف کرے آج کل کے نام نہاد پیر اپنے مریدین سے بہت امیدیں لگائے رہتے ہیں کہ کہیں سے کچھ آجائے ورنہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ آپ اس کے سخت خلاف اور ان باتوں سے مبرا تھے۔

بہترین مشورہ: اس دور میں کوئی کسی کو اچھا مشورہ بھی نہیں دینا چاہتا ہے جب کہ اس میں کسی کا کچھ نہیں جاتا۔ ابھی حال ہی میں میرے والد صاحب کو فالج ہوا تھا، بہت علاج کرایا گیا لیکن خاطر خواہ فائدہ نظر نہیں آیا۔ تقریباً دو ماہ میں گھر پر رہا، جاتے وقت حضرت دس ہزار روپے نقد دے کر بھیجتے تھے۔ والد صاحب کی طبیعت اتنی زیادہ خراب تھی کہ میرا ان کے پاس رہنا ضروری ہو گیا تھا اور میں نے والد صاحب کے پاس رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا، ہر دو تین دن پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ فون کرتے اور طبیعت کے بارے میں پوچھتے رہتے، آپ کے بتائے ہوئے طریقہ سے علاج شروع ہوا جس میں فائدہ نظر آیا۔ آپ نے ایک مشورہ یہ دیا کہ مولانا اگر آپ والد صاحب کو لے کر بنگلور آ جائیں تو یہاں علاج بھی ہوگا اور خدمت بھی۔ آپ ڈیوٹی بھی کرتے رہیں گے اس سے آپ کو تنخواہ بھی ملتی رہے گی۔ لیکن فیصلہ آپ کو کرنا ہے اس لئے کہ والدین انمول نعمت ہیں جن کا کوئی بدل نہیں، میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات مان کر والد صاحب کو لے کر بنگلور آ گیا، الحمد للہ آج والد صاحب 90 فیصد صحت مند ہو گئے ہیں۔ حضرت کی ہر بات میں محبت و شفقت جھلکتی نظر آتی تھی، آپ کی زندگی جیسی پیاری تھی موت بھی ویسی ہی پیاری ہوئی۔

آخر میں اپنے شیخ کی کیا کیا خوبیاں بیان کروں اور کہاں تک کروں ان کی خوبیاں لکھنے کو ایک دفتر چاہئے، بس اتنا عرض کروں گا کہ آپ صاحب نسبت، صاحب روحانیت اور خدا ترس بزرگ تھے۔ روایتوں کے سچے امین و پاسبان تھے، علمی و روحانی شخصیت کے شہنشاہ تھے بافیض عالم دین تھے، علما اور طلبا کی خبر گیری اور رہنمائی آپ کا طرۂ امتیاز تھا جو بھی ملتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ علم الادیان علم الابدان کے آپ حقیقی مظہر تھے، آپ کی شخصیت مردم شناس، وقت شناس اور مزاج شناس تھی۔ آپ بے غرض اور بے لوث مسیحا تھے، کبھی کسی سے کوئی غرض نہیں رکھی، کسی کی طرف کوئی امید نہیں باندھی، مخلوق خدا کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے بے قرار رہتے تھے، شریعت کے خلاف کوئی بات دیکھتے تو فوراً تنبیہ فرماتے، نمازوں کی پابندی کی ترغیب دیتے: ؎

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

یہی وجہ تھی کہ آپ نے نمازیوں کی سہولت کے لئے الگ سے حمام اور وضو خانہ کا انتظام کروایا تھا۔ الحمد اللہ حضرت کے تینوں صاحبزادگان میں حضرت والا کی بہت ساری خوبیاں اور اوصاف موجود ہیں۔ خصوصاً حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی جانشین حضرت حبیب الامتؒ اور حضرت مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی جو تصنع سے بالکل مبرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو حضرت والا کا سچا جانشین بنائے۔ آمین! پروردگار عالم سے دست بدعا ہوں اور اسی سے ثنا کی ہوں:

سنے کون ہائے صدائے دل ملے کس سے آہ شفائے دل
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

آئندہ جمعہ میں بیان نہ کروں: وفات سے تین چار جمعہ قبل فکر آخرت پر ہی مسلسل خطاب فرما رہے تھے۔ آخری بیان میں آپ نے آخرت کی تیاری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''غور سے سن لو ہو سکتا ہے کہ آئندہ جمعہ میں بیان نہ کروں۔'' اسی طرح جب آپ کی اہلیہ مرحومہ کی قبر پر حاضری ہوئی تو آپ کافی دیر تک بیٹھے رہے، آنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اب آئندہ یہاں اس طرح آنا نہیں ہوگا۔

حسنِ خاتمہ: وفات کے دن عصر کے بعد اچھی طرح غسل فرمایا، نئے کپڑے پہنے، مغرب کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ آج دعوت شیراز ہے تو حضرت ڈاکٹر فاروق صاحب نے عرض کیا کہ کس کی دعوت شیراز ہے تو آپ نے مسکرا کر کہا کہ دعوت شیراز ہے۔ پھر ذکر واذکار میں مشغول ہو گئے، عشا کے بعد گھر کے تمام افراد کو بٹھا کر دین اسلام، صلہ رحمی، معاملات، تجارت، وراثت وغیرہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ موت دو قدم دور ہے جاؤ فی امان اللہ اور زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا اور روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ان تمام باتوں کے ساتھ حضرت کا رخصت ہونا باعث اطمینان ہے اور خصوصاً وفات کے وقت زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہونا ایک مسلمان کے جنتی ہونے کی علامت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت نے جیسی زندگی بسر کی موت بھی ویسی ہی پائی، آپ نے اپنی آخرت بھی کامیاب بنالی اور دوسروں کو آخرت کی تیاری کا سبق دے گئے، آپ کی جدائی سے دل پریشان ہے، بقولِ شاعر ؎

کیا بتاؤں حال دل اب تو کچھ قابل بیاں نہیں
درد کدھر کدھر نہیں زخم کہاں کہاں نہیں

پروردگار عالم ہم تمام کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

خاکپائے آستانہ حضرت حبیب الامتؒ
محمد زبیر عالم مفتاحی
مقیم حال بنگلور کرناٹک

✧✧✧

وقت کا ابنِ سیرین جاتا رہا

محبوب المشائخ حضرت قاری سید محمد قاسم صاحب دامت برکاتہم العالیہ
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ، مہتمم مدرسہ دارالقرآن مسوری غازی آباد

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے جس تیزی کے ساتھ اس دار فانی سے اپنے انوار وبرکات سمیٹ کر رخصت ہو رہے ہیں اس سے اس دنیا کی تاریکی میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے، یوں لگتا ہے کہ یہ دنیا اب اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے، شیطانیت وضلالت کی اس اندھیر نگری میں اولیاء اللہ سے محرومی ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

ایسی ہی ایک محرومی سے اس وقت دوچار ہونا پڑا جب معلوم ہوا کہ شیخ طریقت حبیب الامت حضرتِ اقدس مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ اپنی زندگی کے تریسٹھ برس گزار کر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلقین ومحبین کے دلوں میں بہت اچھی یادیں چھوڑ گئے، آپؒ نے ملت پر بڑے احسانات کئے ہیں، دینی امور کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں آپؒ کی بے پناہ خدمات موجود نہ ہوں، جمعیۃ علماء ہند صوبہ کرناٹک کے دس سال آپ نائب صدر رہے، بے شمار ملی وسماجی تنظیموں اور سیکڑوں مدارس ومکاتب کے صدر وسرپرست کی حیثیت سے آپ نے تعمیری وتعلیمی سرگرمیوں کے ذریعہ دینی وعصری علوم کی شمعیں روشن کیں۔

تصنیف وتالیف میں بھی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ اپنی مثال آپ تھے، ہر فن پر آپ کو دسترس حاصل تھی، اصلاحِ معاشرہ، سیرتؐ، تصوف ومعرفت، طب وحکمت، تفسیر وقصیدہ خوانی جیسے علوم وفنون پر تقریباً دوسو کتابیں تحریر کیں۔ خانقاہی نظام آپ کا بہت عمدہ تھا، روزانہ عمومی مجلس اور بعد نماز جمعہ خصوصی مجلس کا اہتمام تھا، آپ کے خلفاء ملک اور بیرون ملک میں موجود ہیں، مریدین اور متوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ خوابوں کی تعبیروں میں مہارت تامہ حاصل تھی، آپ کو وقت کا ''ابن سیرین'' کہا جاتا تھا۔ الغرض آپ کی خدمات کو اگر شمار کیا جائے تو مستقل کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے میرا تعلق نہ صرف علاقائی تھا بلکہ آپ میرے شیخ ومربی اور رہنما تھے، حضرت والا نے اپنے صاحبزادوں اور پوتوں ونواسوں کی موجودگی میں راقم الحروف کو اپنے دستِ مبارک سے اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔

حضرت اقدس پیر ومرشد حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کی رحلت سے بے حد صدمہ پہنچا، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جملہ اہل خانہ اور سبھی متعلقین ومحبین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرتِ تامہ فرمائے۔ آپ کے فیوض کو پوری دنیا میں عام وتام فرمائے اور ہمیں آپ کے نقوش پر دوام بخشے، آمین!

طالب دعا

(قاری) سید محمد قاسم

مدرسہ دار القرآن مسوری غازی آباد

✦✦✦

متنوع اوصاف وکمال کے مظہر
حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

نجم العلماء حضرت مولانا مفتی اصغر علی صاحب القاسمی دامت برکاتہم العالیہ
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ، امام وخطیب مسجد نورانی پادرائن پورہ، بنگلور

۱۶/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات بعد نماز فجر واٹس ایپ کھولا تو ہر طرف سے ایک ایسی اندوہناک خبر آنی شروع ہوئی جس کی تردید عقلاً مشکل اور شرعاً ناممکن تھی، وہ یہ کہ حضرت حبیب الامتؒ اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ کپکپاتے ہونٹوں سے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا کہ یہی حکم ربانی ہے۔ یوں تو دنیا سے روزانہ ہزاروں، لاکھوں لوگ انتقال کر جاتے ہیں، مگر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے انتقال پر دلی صدمہ ہوتا ہے۔ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی علیہ الرحمہ انہی ہر دل عزیز ہستیوں میں سے ایک تھے جن کے انتقال سے ان کے تمام متعلقین، محبین، مریدین، علماء کرام اور طلبائے عظام کو دلی صدمہ پہنچا ہے۔

قسام ازل نے حضرت مولانا مرحوم کو متنوع اوصاف وکمالات سے مزین فرمایا تھا۔ ایسے اوصاف کہ پہلی بار آپ سے ملنے والا بھی آپ کی محبت کا اسیر ہو جاتا تھا، ایسی خوبیاں جن سے اکثر عوام تو عوام خواص بھی عاری ہوتے ہیں۔ راقم الحروف کی حضرت علیہ الرحمہ سے جب بھی ملاقات ہوتی تو آپ ایسے خوش گوار، پرتپاک اور خوش مزاجی کے ساتھ ملتے جیسے برسوں سے جان پہچان ہو۔ بھاری بھرکم بدن کے باوجود اپنی مسند وکرسی سے اٹھ کر ہم جیسے نا اہلوں سے سلام ومصافحہ کرنا یہ آپ کا وصف خاص تھا، یقیناً یہ ایسی خوبی ہے جس سے خود ہم محروم ہیں۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انتقال سے چند ماہ قبل شہر بنگلور کے تین علمائے کرام کے نام الگ الگ تین خطوط لکھ کر اپنے جانشین سپوت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی صاحب کے حوالے کر دیئے تھے کہ یہ میری طرف سے امانت ہے، ان حضرات تک پہنچا دیں۔ ان تین علما کرام میں ایک ناچیز بھی شامل ہے۔

جب وہ خط ڈاکٹر محمد فاروق اعظم صاحب سے ناچیز کو موصول ہوا تو پڑھ کر آنکھیں اشک بار ہوگئیں کہ آپ علیہ الرحمہ ناچیز سے کتنی ہمدردی و خیر خواہی اور شفقت و محبت فرماتے تھے۔ اس بابرکت اور یادگار نامہ میں ایک طرف امت مسلمہ کی زبوں حالی کا ذکر اور اس کی اصلاح کی فکر تھی تو دوسری طرف ناچیز کے تئیں اظہارِ محبت اور اعتماد و یقین تھا۔

اللہ تعالی نے مولانا مرحوم سے بے شمار اور گراں قدر دینی و ملی خدمات لیں۔ مولانا مرحوم کی حیات مستعار کتنی مصروف تھی، اس کا اندازہ لگائیں کہ آپ دار العلوم محمدیہ کا اہتمام، خانقاہ رحیمی کی مجلس، رحیمی شفا خانہ، ادویات کی فیکٹری، بنگلور و دہلی کے مطب میں مریضوں کا علاج، تصنیف و تالیف، خطبہ جمعہ، گھر اور مدرسہ میں واردین و صادرین سے ملاقات اور ان کی ضیافت و خدمت کے لئے وقت نکال لیا کرتے تھے۔ حیرت ہے کہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اتنے کام کیسے کر لیا کرتے تھے:

کڑے سفر کا تھکا مسافر، تھکا ہے ایسا کہ سو گیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کر لیں، ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

عنداللہ مغفرت کے جو ظاہری اسباب ہو سکتے تھے وہ سب اللہ تعالی نے مرحوم سے لئے۔ صدقہ جاریہ جس کا ثواب بعد الموت بھی جاری رہتا ہے، آپ نے کئی ایک صدقات جاریات کئے ہیں۔ مثلاً روحانی بیماریوں سے شفایابی کے لئے دار العلوم محمدیہ جیسا عظیم دینی ادارہ قائم فرمایا جو دین اسلام کا قلعہ اور علمی میخانہ اور روحانی بیماروں کے لئے شفا خانہ ہے۔ جسمانی بیماریوں سے شفایابی کے لئے رحیمی شفا خانہ قائم فرمایا، جو خدمت خلق کا ذریعہ بھی ہے اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا خانہ بھی۔ الحمد للہ اس سے بے شمار خلق خدا نے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہی ہے۔ اسی طرح ایک اچھے والد کا فرض نبھاتے ہوئے اپنے پیچھے تین فرزندان نیک صالح اولاد کی شکل میں جو حافظ و عالم ہیں، چھوڑے

ہیں۔ جن کی طاعات و عبادات میں تا قیامت مولانا مرحوم کو حصہ ملتا رہے گا۔ نیز مزید صدقہ جاریہ کے طور پر مختلف موضوعات پر دینی سماجی اور طبی دو سو سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف فرمائی ہیں۔ افسوس کہ جس ہستی کے وجود سے ہم علما و عوام کی مجلسوں میں رونق و رنگ آیا کرتا تھا، جن کے ایمان افروز خطبات سے ایمان و یقین میں تازگی پیدا ہوا کرتی تھی، جن کی خانقاہی مجلس سے ویران قلب آباد ہوا کرتے تھے، جن کے وعظ و پند سے اعمال میں رغبت و شوق پیدا ہو جاتا تھا، جن کی قیمتی تحریروں اور چشم کشا مضامین سے گلشن علم و ادب مہک اٹھتا تھا، افسوس صد افسوس کہ اب وہ ہستی ہمیشہ کے لئے ہمیں داغِ مفارقت دے کر رخصت ہوگئی:

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

حقیقت یہ کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے ایک دنیا ویران سی ہوگئی ہے، علمی حلقہ مغموم ہوگیا ہے، اس وقت مولانا مرحوم کے اہل خانہ ہی تعزیت کے مستحق نہیں بلکہ عالم میں پھیلے تمام وابستگان حبان رحیمی تعزیت کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام دینی ملی سماجی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر مغفرت کا ذریعہ بنائے، درجات بلند فرمائے، اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے، امت مسلمہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور تمام پسماندگان خصوصا حضرت مرحوم کے خلف اکبر ڈاکٹر مولانا محمد فاروق اعظم قاسمی و دیگر برادران و اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

اصغر علی القاسمی
مسجد نورانی پادرائن پورہ بنگلور

✧✧✧

مرشدی ومولائی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

کسرِ نفسی اور اخلاقِ عالیہ کا مینارۂ نور

صدرِ جمہوریہ کی دعوت قبول نہ فرمائی

حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد طیب صاحب تونگی حبانی مدظلہ العالی الناور
خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

یہ پرفتن زمانہ جسے ’’دورِ قحط الرجال‘‘ کہنا زیادہ موزوں ہے، اس میں ایسی دینی وعلمی شخصیت سے تعلق قائم ہو جانا جو اکابرین کا عکسِ جلی ہو، ایسا ہے جیسے ریگستان میں پیاسے کو پانی مل جائے۔ راقم الحروف حالِ دل کے لیے ایسی ہی ہمہ جہت شخصیت کا متلاشی تھا جن سے دردِ دل کا مرہم پا سکے، سوئے اتفاق جب حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ سے ملاقات ہوئی تو ساری تشنگی بجھ گئی اور عزم وہمت جوان ہو گیا۔ پھر تو رات دن اصلاحِ حال کے لیے رجوع ہوتا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی والہانہ عقیدت ومحبت پیدا ہوئی کہ ہر ہر معاملہ میں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مقدم سمجھتا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نہ جانے اس حقیر میں کیا دیکھا کہ بیعت وخلافت کی اجازت دیتے ہوئے ایک بڑی ذمہ داری اس حقیر کے کاندھوں پر رکھ دی۔ میں اپنی کم علمی اور نااہلی پر اشکبار ہو گیا مگر وہ دعوئ الفت کیسا جس میں شیخ کے حکم پر بسر وچشم رضامندی ظاہر نہ کی جائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں شریک ہوتا تو بڑی محبت والفت کے ساتھ قریب بٹھاتے اور خوب گفتگو فرماتے۔ جن جن معاملات میں مشکلات نظر آتیں، میں عرض کرتا اور آپؒ اس کا آسان حل ارشاد فرما دیا کرتے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہدایت کا سرچشمہ تھی، باطل اور شیطانی قوتوں کے آگے مضبوط ڈھال تھی، آپؒ کے ذریعہ لوگ اپنی زندگی کے دشوار کن مسائل سے نجات پاتے۔ آپؒ ہمہ وقت خدمتِ خلق میں مشغول رہتے اور اسے اپنی سعادت تصور کرتے۔

جس وقت پرتھیا پاٹیل صدر جمہوریہ تھیں اُن دنوں صدر ہاؤس سے بڑے بڑے عہدیدار حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرضِ علاج دہلی مطب آیا کرتے، جس کی خبر صدر صاحبہ کو بھی تھی، انہوں نے بذاتِ خود مجھ سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سنے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ آپ بڑے حکیم صاحب کو لے کر راج بھون آئیں۔ میں نے کئی مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ حضرت! آپ کا فیض بحمد اللہ ہر جگہ جاری ہے، صدر جمہوریہ ہند آپ کی آمد کی خواہشمند ہیں۔ جس پر ہمیشہ مسکرا کر فرماتے: ’’حکیم صاحب! آپ صدر ہاؤس جا رہے ہیں تو گویا میں ہی جا رہا ہوں، میں بوریہ نشیں ہوں، مجھے یہیں رہنے دیں‘‘۔ سبحان اللہ! کیا کسرِ نفسی تھی، بڑے سے بڑا افسر آپ کے پاس آتا تو کبھی اس کی آمد پر خوش نہ ہوتے، البتہ حسبِ ضرورت دینی واصلاحی گفتگو اور نصیحت ضرور کرتے اور ارشاد فرماتے کہ ’’اپنے منصب کا صحیح استعمال کریں‘‘۔

میں نے جب عرض کیا کہ جمعیۃ علماء الناور نے اس حقیر کو صدر اور آل انڈیا ملی کونسل ضلع دھارواڑ نے نائب صدر بنا دیا ہے، نیز گزشتہ قومی وملی خدمات پر صدر جمہوریہ ہند پرتھیا پاٹل کے ہاتھوں اعزاز اور ایوارڈ دیا گیا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے مبارکباد پیش فرمائی اور خوب دعاؤں سے نوازا۔ اس موقع پر آپ نے ایک صوتی پیغام بھی بھیجا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ’’ماشاء اللہ! دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو مزید بلند فرمائے، نیک نامی اور سرخروئی عطا فرمائے اور ان خدمات کو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ یہ سب چیزیں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں، ان سب کو سامنے رکھ کر دیگر نعمتوں کا بھی ادراک اور استحضار کرنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر مانگے اتنی ساری نعمتیں دی ہیں، اتنے سارے عہدے عطا فرمائے ہیں، ہم پر اتنا فضل فرمایا ہے تو اس کے بدلے میں اور زیادہ اللہ تعالیٰ سے قربت

حاصل کرنی چاہئے اور مزید تقوی و پرہیز گاری اختیار کرنی چاہئے۔ ''چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات'' جتنے بھی یہ عہدے ہیں اللہ تعالیٰ خوب خوب مبارک فرمائے، ان عہدوں سے آپ کی نیک نامی ہو، ان عہدون کے ذریعہ آپ دین کی خدمت کرسکیں اور آخرت کی تیاری کرسکیں۔ لیکن ایک بات عرض کرتا ہوں کہ تمام عہدوں کو سامنے رکھیں اور فائدہ بھی اٹھائیں لیکن ان کو دل میں جگہ نہ دیں۔ دل میں رہنے والی صرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ذات ہیں اور بحکمِ خداوندی والدین ہیں۔ اللہ رب العزت سے محبت کرنا فرض عین ہے، یہ جتنے عہدے آپ کو ملے ہیں اُن پر مجھے خوشی ہے، دل سے مبارکباد بھی دیتا ہوں، لیکن اپنے دل کو خالصتاً اللہ ذوالجلال کی رضا کے لئے رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نہیں سما سکتا ہوں زمین میں، میں نہیں سما سکتا ہوں آسمان میں، میں نہیں سما سکتا ہوں عرش وکرسی میں، اگر میں سما سکتا ہوں تو قلبِ مومن میں۔ ''الا من اتی اللّٰہ بقلب سلیم''. اللہ رب العزت اگر سماتے ہیں تو مومن کے قلب میں سماتے ہیں۔ مومن جو جب رضائے الٰہی کا ادراک ہونے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنا بنا لیتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر چیز کی محبت دل سے باہر ہو، جیسے کشتی پانی میں رہتی ہے اور اندر مسافر بیٹھتے ہیں، اسی طرح ضروریات زندگی بقدرِ ضرورت ہوں لیکن دل میں ان کی محبت نہ ہو۔ دل میں خالص اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت ہو کیونکہ اللہ اور اللہ کے نبی سے محبت کرنا فرض عین ہے ورنہ ایمان کامل نہیں ہوتا۔ پانی کشتی سے باہر ہوتا ہے اور کشتی پانی پر چلتی ہے، اگر کشتی میں پانی آجائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے، اسی طرح مومن کی مثال ہے کہ جو مومن بندہ ہے اس کو ہر چیز سے تعلق تو ہو لیکن دل سے باہر تک ہو، دل کے اندر محبت صرف اللہ سے ہو۔''

''آپ دین و دنیا اور مخلوق کی جو خدمت انجام دے رہے ہیں، پریشان حال آکر آپ سے اپنی پریشانیاں دور کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سلیقہ عطا فرمایا ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سبھی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ مزید یہ کہ مجھ ناچیز سے بھی آپ کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ اس تعلق کو آخرت کا ذریعہ بنائے اور دنیا میں سرخ روئی عطا فرمائے اور آپ کے فیض سے ایک بڑی مخلوق کو فائدہ پہنچائے۔ آمین''۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر حوصلہ افزائی اور محبت والفت اور دعاؤں سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چھوٹوں پر کس قدر شفیق ومہربان تھے، شفقت وکرم فرمائی کا یہ سلسلہ ہر ہمیشہ ہوا کرتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اخلاقِ عالیہ کا مینارۂ نور تھے، میں نے بارہا دیکھا کہ معتقدین میں سے کوئی لمبی بات کرتا، کوئی ہاتھ پکڑ لیتا، کسی کی زبان سے کوئی لفظ پھسل جاتا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ماتھے پر شکن تک نہ آتی، ہر کسی سے محبت اور مسکراہٹ کے ساتھ گفتگو فرمایا کرتے۔ ہر مرید اور ہر معتقد کا یہ دعویٰ ہوتا کہ حضرت مجھ سے محبت زیادہ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبی خدمات بھی بڑی طویل ہیں، میں نے جب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ادویات کا اپنے مطب میں استعمال شروع کیا الحمدللہ بے پناہ لوگوں کو فائدہ پہنچا، اللہ نے آپ کی ادویات میں خوب شفا رکھی ہے یا یوں کہیں کہ آپؒ کو اللہ رب العزت نے خوب خوب دستِ شفا عطا فرمائی تھی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ملاقات ہوجاتی تو دل کی کیفیت تبدیل ہوجایا کرتی، طبیعت میں سکون پیدا ہوجاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم کا بحرِ بیکراں تھے، رشد وہدایت کا سرچشمہ تھے۔ دریائے عشقِ رسول ﷺ میں غوطہ زن تھے، سیرتِ طیبہؐ کی باریکیوں کو کھول کر بیان کرتے اور چھوٹی سی چھوٹی سنت پر بڑی اہمیت وعقیدت کے ساتھ عمل پیرا ہوتے۔ زندگی کے مشاغل میں ان امور کی جانب توجہ دِلاتے جن کی طرف کسی کا خیال بھی نہ جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت ہم مریدین ومعتقدین کے لیے فرسانِ روح ثابت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوالِ عارفانہ، خصائلِ حمیدہ اور نورانی چہرے کی ضوفشانی سے ایک عالم محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کی بال بال مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے اہل وعیال خصوصاً تینوں صاحبزادوں اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین!

✧✧✧

موت العالم موت العالم

مقررِ باکمال ثناخوانِ مصطفیٰ حضرت مولانا محمد سہیل صاحب قاسمی بنگلوری مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت نوراللہ مرقدہٗ

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ. (سورہ توبہ:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور سچوں کے ساتھ رہو۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: ان الله عز وجل قال من آذى لى ولياً فقد آذنته بالحرب. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میرے ولی کو تکلیف دی اس سے میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ:۵)

خدائے عز وجل کی بارگاہ میں شکر بجالانا چاہتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے شیخ ومربی حضرت حبیب الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی (رحمۃ اللہ علیہ) کی صحبت سے فیضیاب ہونے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کچھ قیمتی لمحے گزارنے کا موقع عنایت فرمایا، دعا گو ہوں کہ خدائے تعالیٰ امت مسلمہ کو میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔

پہلی ملاقات: ایک اجلاس میں میرا جانا طے تھا، منتظمین جلسہ کی جانب سے اطلاع ملی کہ میرے مرشد محترم حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ بھی رونق وزینت جلسہ ہوں گے، دل میں عزت واحترام کی لہریں رواں دواں ہونے لگیں، دل اپنی قسمت پر باغ باغ ہو رہا تھا کہ آج اس ناکارہ کو ایک ولیٔ کامل، عالم باکمال سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگا، اس عاجز نے

حضورِ اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں گلہائے اقدس پیش کئے۔ مرشدی ومولائی حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس محبت وعقیدت سے نعت سنی اور حوصلہ افزائی فرمائی، وہ حسین منظر آج بھی دل ودماغ میں نقش ہے۔ حضرت والا نے عظمت قرآن کے عنوان پر تقریر فرمائی اور حاضرین جلسہ کے قلوب کو منور فرمادیا، جلسہ کے اختتام پر حضرت والا نے اس عاجز کو تعریفی کلمات اور دعاؤں سے نوازا، بڑوں کی بات بڑی ہوتی ہے، احقر کو کافی حوصلہ ملا اور یہ تمنا ہوئی کہ ان اللہ والوں کے حضور اللہ تعالیٰ بار بار نعت گوئی کے شرف سے مالا مال فرمائے، صد شکر کہ اللہ نے یہ تمنا اور حسرت بار بار پوری فرمائی۔

شیخ سے میری عقیدت ومحبت: حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جمال سے کون ناواقف ہے، دل کرتا تھا کہ اس نورانی چہرے کو بس دیکھتا ہی جاؤں، پوری محبت و عقیدت کے ساتھ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کو دیکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے یہ عاجز دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں ایک پرکیف اور پرنور جلسہ میں شریک تھا۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت سے ملاقات ہوئی، عقیدت ومحبت میں دل ناتواں نے چاہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک ہاتھ چوموں، موقعِ غنیمت کو کیسے ہاتھ سے جانے دیا جاسکتا تھا، میں نے اپنے شیخ پیر ومرشد کا ہاتھ یکے بعد دیگرے اپنی دونوں آنکھوں سے لگایا اور چومنے کا شرف حاصل کیا، دل ہی دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ ”من خوش نصیبم“ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چوم لیا۔

اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی وانکساری اور علمائے کرام سے عقیدت ومحبت اور علمائے کرام کے احترام نے مجھے متحیر کردیا کہ آپ نے اس عاجز وبے بس ناکارہ وگنہگار کا عصیان سے بھرا ہاتھ چوم لیا اور اس گنہگار کے معصیتوں سے بھرے ہاتھ کو معصیت کی نحوست سے پاک وصاف فرمایا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی، ایسے لگا جیسے کائنات ہل گئی، دل پشیمان تھا اور یہ چیخ وپکار کر رہا تھا کہ اے گنہگار انسان تو کس قدر غفلت میں پڑا ہوا ہے، دیکھ ان اللہ والوں کی نفرتوں وعداوتوں، بغض وحسد اور کینہ سے پاک دل کو، دیکھ ان کی محبت کو، دیکھ ان کے محبتوں سے بھرے قلوب کو، دیکھ ان کے محبتوں کو بانٹنے کے انداز کو، دیکھ ان کی عاجزی وانکساری کو، میں دل میں اپنے آپ کو کافی ہلکا محسوس کرنے لگا۔

سبحان اللہ قربان جاؤں ایسی محبتوں کو بانٹنے والے میرے شیخ پر، کاش آپ باحیات ہوتے، کاش ہم مزید فیض حاصل کرپاتے۔مگر سچ ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. (سورہ رحمٰن)

حضرتؒ کی شفقت: افسوس صد افسوس: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے بس ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ میرے والدمحترم داعی الی اللہ غوث محی الدین صاحب کی طبیعت ناساز تھی، برادرم انجینئر شرف الدین صاحب اور دیگر اہل خانہ کے مشورے سے یہ طے پایا کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جائے اور والدمحترم کی طبیعت سے آگاہ کرکے دوالی جائے۔ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم صاحب قاسمی کے توسط سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، جب میں اندر داخل ہونا چاہ رہا تھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ناشتہ سے فراغت حاصل کررہے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور کہا ''آیئے ناشتہ کیجئے'' میں نے معذرت چاہی اور باہر انتظار کرنے لگا، کچھ ہی دیر میں بلاوا آیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، والدمحترم کے لئے دوائی لے کر رخصت ہوا، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر فاروق اعظم حبان رحیمی صاحب دامت برکاتہم کا فون آیا، سلام دعا کے بعد ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ والدمحترم (حبیب الامت) ابھی تک آپ کے انتظار میں ہیں اور آپ کو سنتی (لمبے) بال ہونے اور چہرے پر ماسک کی وجہ سے پہچان نہ پائے۔ میں نے جواب میں کہا کہ ان شاء اللہ کل آکر حضرت سے ملاقات کرلوں گا، برادرم شرف الدین صاحب کہنے لگے ابھی جائیں اور حضرت سے ملاقات کرآئیں، مشغولی کہیں یا غفلت یا تقدیر الٰہی میں جا نہ سکا۔ والدمحترم نے اگلے دن یاددلایا اور کہا جائیں اور ملاقات کرآئیں، مشیت خداوندی ہی کہا جاسکتا ہے جا نہ سکا۔ دن گزرتے گئے اور اچانک ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ء کو فجر کے بعد یہ افسوسناک اور اندوہناک خبر موصول ہوئی جس نے میرے قلب کو ملامت زدہ اور پارہ پارہ کرکے رکھ دیا، میں اس سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ اس افسوس کے ساتھ کیسے جیوں گا کہ ایک آخری بار حضرت سے ملاقات نہ کرسکا اور یہ افسوس ابھی تک مجھے اندر سے کھائے جارہا ہے کہ کاش ایک ملاقات ہوجاتی، لیکن تقدیر الٰہی کی حکمتوں سے کون پوری طرح واقف ہوسکتا ہے، شاید اسی میں خیر تھی! مزید برآں میری حسرت کے آنسوؤں کا سمندر اس وقت مزید گہرا ہوگیا جب حضرت مولانا حکیم محمد عثمان حبان صاحب دلدار قاسمی (دامت

برکاتہم) سے تعزیتی ملاقات ہوئی اور آپ نے یہ کہا کہ آپ کو والدمحترم (حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) یاد فرمارہے تھے اور ارشاد فرمارہے تھے کہ آپ کی دعوت کریں گے۔

ہائے افسوس! اب جبکہ حضرت والا ہمارے درمیان نہیں رہے اور عالم آخرت کی طرف کوچ کرگئے اور دعوت کا وہ دسترخوان عالم دنیا میں بچھنے سے رہا اس لئے میں بارگاہ خداوندی میں قوی امید لئے ہوئے ہوں کہ اب ان شاء اللہ دعوت کا وہ دسترخوان جنت میں بچھے گا اور خداوند قدوس اللہ والوں کے دسترخوان پر ہم گنہگاروں کو بھی ضرور بالضرور سیراب کریں گے۔

بارگاہ ایزدی میں دعاگوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت والا کی خدمات سے مستفید ہونے کی توفیق عطافرمائے اور اللہ والوں کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین!

ماہر قلم نہیں ہوں
طفل مکتب شیخم ہوں

✧✧✧

حبیب الامتؒ حضرت حاذق الامتؒ کا عکس تھے

معتمد اسلاف حضرت الحاج سید عبدالرزاق صاحب مدظلہ العالی
صدر مسجد نور مڑیوالہ بنگلور، خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

پیر و مرشد حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اچانک رحلت سے بندہ ہی نہیں بلکہ پورا صوبہ اور اہلیانِ علم سکتہ میں آ گئے۔

اگرچہ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے پچھلے پینتس سالوں سے واقف تھا، آپ کی اصلاحی تقاریر اور نورانی چہرہ ہمیشہ سامنے رہتا، لیکن پہلی مرتبہ ۱۹۹۸ء میں حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ الحمدللہ شہر بنگلور میں روز اول سے حضرت حاذق الامت کی میزبانی کا شرف بندے کے حصہ میں لکھا تھا، حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، درحقیقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کا عکس تھے۔ بلا کی نفاست، نرمی، تربیت واصلاح کا نرالا انداز، چھوٹا ہو یا بڑا حد درجہ اکرام وشفقت کا معاملہ فرماتے۔

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت حکیم ناصر الدین صاحب کو جانشین منتخب کرتے ہوئے خانقاہ زکیہ کے اصولوں کو دوبارہ منظّم فرمایا، حضرت حاذق الامت کے بعد بارہا حضرت حبیب الامت کا خطاب سنا، ہر مرتبہ ایسا محسوس ہوتا جیسا کہ خانقاہ زکیہ میں آج حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ خطاب فرما رہے ہیں۔ ہمیں کوئی بھی جسمانی وروحانی پریشانی لاحق ہوتی تو میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور چٹکیوں میں آپ اس مسئلہ کا حل فرما دیتے۔ میں اور میرے

اور پورے خاندان کے احباب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ تعلق رکھتے، مسجد نور مڑیوالہ کا ہر پروگرام آپ کی سرپرستی میں انجام پاتا، اگر یہ معلوم ہوتا کہ حضرت سفر پر ہیں تو اہل محلّہ آپ کے آنے کا انتظار کرتے۔ آج ہم خصوصاً اہل بنگلور حضرت والا کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین!

آپ کے صاحبزادگان الحمدللہ آپ کے نقش قدم پر ہیں، دارالعلوم محمدیہ، خانقاہ رحیمی اور رحیمی شفا خانہ کو اللہ تعالیٰ تادیر قائم رکھے اور ہم سب کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

خاکسار

سید عبدالرزاق

✧✧✧

میرے بھائی میرے استاد اور میرے شیخ

فخر قوم حضرت الحاج عبدالرشید خان صاحب خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ

زندگی کا دارومدار عمل پر اور عمل کا زندگی پر ہے، انسان کی عظمت وبلندی اس کے ظاہری اعمال سے نمایاں ہوتی ہے، انسان کے عمل سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ آدمی باشعور اور بلند نگاہ ہے یا نہیں، اسی معیار کے مطابق اس کے اخلاق ہوتے ہیں۔ انسان لاکھ خوبصورت اور وضع قطع سے آراستہ ہو لیکن اخلاق وعمل نہ ہو تو ساری خوبصورتی بے کار ہے، لیکن اگر ایک شخص سیدھا سادہ ہو مگر عمل اور اخلاق اعتبار سے مکمل ہو تو ہر شخص اس کی جانب متوجہ ہونے لگتا ہے۔

استادِ محترم، میرے شیخ، میرے بھائی حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۹۷۸ء میں قصبہ تھلی ضلع دکنی کونہ تملناڈو کے ذمہ داران اپنی مسجد میں رمضان المبارک کے موقع پر قرآن کریم سنانے کے لئے لے کر آئے۔ کم عمر، نہایت حسین وجمیل دبلے پتلے ستواں ناک اور کپڑوں کا وہ سلیقہ جس کو ہمارا علاقہ جانتا ہی نہیں تھا۔ موصوف کی آمد سے علاقہ میں ہلچل ہوگئی۔ بستی کے بڑے بڑے مالدار جن کے دروازوں پر جانا لوگ اپنی سعادت سمجھتے کبھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کسی کے گھر نظر نہ آئے۔ مگر آپ کا فطری حسن وجمال، عادت و اخلاق، پاکیزہ سیرت نے پوری بستی کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ تھلی کی آب وہوا (جس کو کسی زمانہ میں لٹل انگلینڈ کہا جاتا تھا) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خوب راس آئی۔ دیہات کی کھلی فضا اور ناریل کے باغات کی ٹھنڈی چھاؤں حضرتؒ کو بڑی پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگان دین کی صحبت عطا کی تھی، لہٰذا آپ نے تھلی میں آتے ہی عوام الناس کی قرآن مجید کی جانب توجہ مبذول کرائی۔ عالمانہ

بصیرت تھی، آپ نے ہر گھر میں قرآن مجید کی تعلیم کو پہنچانے کا عزم کیا، آپ کی محنت سے تھلی کے ہر شخص نے خوشی خوشی اپنے بچوں کو مدرسہ بھیجنا شروع کردیا۔ سچ کہا حضرت علامہ اقبال صاحبؒ نے ؎

جو عالم ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد
ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس توجہ نے سیکڑوں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگ اور نوجوانوں کو دعوت وتبلیغ کی جانب متوجہ فرمایا۔ قسم ہاقسم کی بے شمار بدعات آپ کی توجہ سے ختم ہوئیں، ورنہ ہم نے تھلی اور قرب وجوار کے علاقہ میں دیکھا کہ جمعرات اور جمعہ کو بچے وخواتین تھوڑے سے پٹانے (چنے) اور چینی لے کر امام ومؤذن کی خدمت میں پہنچ جاتے، ایک روپیہ کا نذرانہ پیش کرتے اور دادا، دادی، نانا، نانی، والدین یا اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرواتے اور اسی کو ذریعہ نجات تصور کیا جاتا۔ الحمدللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام رسم ورواج کا خاتمہ فرمادیا اور لوگوں کو ایسے دلکش طریقہ پر سمجھایا کہ ایک قدیم رسم ہونے کے باوجود آپؒ کی بات پر "آمنا وصدقنا" کہہ اُٹھے۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاقِ حسنہ کی ایسی کرامت تھی کہ پوری بستی میں علمی ماحول نظر آنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تہذیب وظرافت، خوش مزاجی، خدمت گزاری کے جذبہ نے سب کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

نمازوں کی پابندی، صبح وشام کا مکتب اور اصلاح حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات تھے، کبھی بازار میں یا کسی چائے خانہ وغیرہ میں نہ بیٹھتے۔ خالی وقت میں گھر پر ادویات تیار کرتے۔ ان دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے برانڈ کا ایک صابن تیار کیا تھا جس کا نام 313 رکھا، اس صابن کو علاقہ میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی، لیکن بازار میں دکانداروں نے مال زیادہ تر قرض پر لیا اور امانت واپس نہیں کی، اس لئے آپ نے اس کام کو بند کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم دوست تھے، تہذیب وتمدن، اخلاق و شعور گھٹی میں پڑا تھا۔ بستی کا ہر شخص حضرت کو اپنے پاس بٹھانے میں فخر محسوس کرتا لیکن خالی وقت میں بھی حضرت نے اپنے آپ کو مصروف رکھنے کا راستہ ڈھونڈ نکالا۔ آپؒ وقت ملنے پر سرکاری اردو

اسکول تشریف لے آتے، آپ کی آمد ہمارے لئے باعثِ رحمت وبرکت ثابت ہوئی۔ ہم اساتذہ کی اصلاح کے ساتھ آپ ہماری معلومات میں اضافہ کا سبب بنے۔ میں عمر میں آپ سے ضرور زیادہ ہوں، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسنِ عمل اور حسنِ اخلاق نے مجھے اپنا مرید بنالیا، اس درمیان میں نے آپ سے قرآن مجید کی اصلاح لی، آپ تجوید کے عمدہ معلم، بہترین خطاط، بے مثال خطیب اور ایک بے لوث استاد تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو پوری بستی ''حضرت حافظ صاحب'' کے نام سے یاد کرتی تھی، وہی عادت ہمیں بھی ہوگئی تھی۔ حضرت سے ایسی والہانہ محبت ہوئی کہ اگر ایک دن ملاقات نہ ہوتی تو ایسا لگتا کہ کوئی چیز کھوگئی ہے، آپ نے بھی محبت کا جواب اسی محبت سے دیا اور ہمیشہ ''بھائی رشید'' کہہ کر مخاطب فرماتے، میں اپنے والد کا ایک ہی بیٹا تھا، میں بھائی کے پیار سے محروم تھا، اللہ تعالیٰ نے ایک صالح مربی مشفق بھائی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں عطا فرمادیا۔

اس رشتہ کو تاحیات صرف آپؒ نے ہی نہیں بلکہ بھابھی صاحبہ مرحومہ ومغفورہ نے بھی نبھایا، ہمیشہ پردہ کیا، کبھی سامنے نہیں آئیں لیکن جب بھی حضرت کے گھر جانا ہوا تو تمام بچے بھابھی کے حکم پر خدمت میں لگ جاتے۔ بیمار ہونے کے باوجود خود کچن میں رہ کر کھانا بناتیں، سلام کہلواتیں اور بچوں سے کہتیں کہ دیکھو! تمہارے تایا آئے ہیں۔ یہ حسنِ اخلاق کا نتیجہ تھا۔ میری اہلیہ کو ہمیشہ اپنی حقیقی بہن جانا، جانسٹھ مظفرنگر اور دہلی جانا ہوا تو زندگی میں پہلی مرتبہ رشتہ داروں کی حقیقی محبت کا احساس ہوا جسے قلمبند کرنا ناممکن ہے۔ ہر خوشی اور غم میں شریک ہونا آپ کا معمول تھا۔ آپ کی موجودگی میرے لئے حقیقی بھائی سے بڑھ کر تھی۔ میں اپنے مربی بھائی، علمی، ادبی استاد اور شیخ کے پیکر کو لکھنے سے قاصر ہوں۔ کسی بھی مشکل گھڑی میں میرے گھر کے ہر فرد کی رائے یہ ہوتی کہ حضرتؒ سے معلوم کرلیں ان شاء اللہ کوئی حل نکل آئے گا اور ایسا ہی ہوتا، اللہ رب العزت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص بصیرت عطا فرمائی تھی۔

انتقال سے چند ماہ قبل میرے بڑے فرزند کی طبیعت خراب ہوگئی، سب کے الگ الگ مشورے تھے، دماغی معاملہ تھا۔ میری اہلیہ نے کہا کہیں نہیں آپ مولانا کے پاس لے جاؤ، میں فرزند کو لے کر حضرت حبیب الامت کی خدمت میں حاضر ہوا، بڑی توجہ سے دیکھا اور مسکرا کر فرمانے لگے: رشید بھائی! ان کو دوا کی نہیں صرف دعا کی ضرورت ہے، آپ بچے کے لئے دعا فرمادیں، ان شاء اللہ یہ

ٹھیک ہوجائیں گے۔ الحمدللہ ایسا ہی ہوا، صبح تک فرزند ٹھیک ہوگئے، یہ حقیقت تھی کہ حضرتؒ صرف جسمانی طبیب نہیں بلکہ روحانی طبیب بھی تھے۔ انتقال سے چار روز قبل فون پر بات ہوئی، کیا معلوم تھا کہ آئندہ گفتگو نہیں ہوگی، کورونا کی وَبا کا زور تھا، تمام راستے بند تھے، اچانک رات ساڑھے گیارہ بجے ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی کا فون آیا کہ تایا جی! ابوحضور دنیا میں نہ رہے۔ یہ خبر پورے شہر و بیرون شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی، دل اس خبر کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا، نہ بیمار نہ کوئی کمزوری، تھوڑی دیر میں تمام اہل خانہ حضرت کے دولت کدہ پر پہنچ گئے، پورا محلّہ ماتم کدہ تھا۔ صاحبزادگان ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، مولانا حکیم محمد عثمان حبان قاسمی، حکیم محمد عدنان حبان، بڑے داماد قاری محمد افضل رحیمی موجود تھے۔ دہلی سے دو بچیاں دو داماد اور رشتہ دار نہ آسکے۔ لاک ڈاؤن کے باوجود پوری رات شہر کے لوگوں کا تانتا بندھا رہا، ہر شخص کی زبان پر صرف یہی تھا کہ کسی کو یہ امید نہ تھی کہ حضرت حبیب الامتؒ اتنی کم عمری میں اللہ کے حضور حاضر ہوجائیں گے، یہی مرضیٔ خداوندی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں بڑی برکت رکھی تھی، دوسری مصروفیات کے ساتھ آپؒ نے دو سو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔

میں سبھی قارئین اور حضرت کے مریدین ومتوسلین سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت ودرجات کی بلندی کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو قبول فرما کر انہیں تا قیامت جاری رکھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کو آپ کا سچا جانشین بنائے۔ ماشاء اللہ حضرتؒ نے تمام بچوں وبچیوں کی وہ مثالی تربیت فرمائی ہے جو قابلِ دید وقابل تحسین ہے۔ آپؒ کے رخصت ہوجانے کے بعد مدرسہ، خانقاہ، مسجد، مطب اور آنے والے مہمانوں کا حسنِ انتظام وہی ہے جو حضرت والاؒ کے دور میں تھا، اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرتؒ کے نقش قدم پر گامزن رکھے۔ آمین ثم آمین!

طالب دعا: عبدالرشید خان

ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر اسکول تھلّی، مقیم حال بنگلور

✧✧✧

مستجاب الدعوات حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الحاج ڈاکٹر رضی الدین احمد صاحب مدظلہ العالی
صاحبزادہ حضرت حاذق الامتؒ، سابق ہیڈ آف اناٹومی گورنمنٹ ہاسپٹل انڈین میڈیسن چنئی

اس رنج والم کے موقع پر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں؟ والد بزرگوار حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کے خلفائے عظام میں ایک نمایاں شخصیت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی، والد محترم سے قلبی و روحانی تعلق ایسا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر خود کو نامکمل تصور کرتے، بہت کم مدت میں اجازت وخلافت مرحمت فرمادی۔ حضرت حکیم صاحبؒ نفیس طبیعت کے مالک تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رہنا سہنا بہت ہی شاہانہ تھا، لیکن مزاج میں کسرِ نفسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اس شاہانہ انداز واطوار کے باجود نہایت سادہ گفتگو کرنے کے عادی تھے۔ میں نے آپؒ کو بڑے قریب سے دیکھا ہے، بنگلور آپؒ کے دولت خانہ پر بارہا قیام ہوتا، رات کھانے کے بعد جو نورانی مجلس منعقد ہوتی اس کے انوار و برکات کو بیان کرنے سے عاجز ہوں، حضرت حبیب الامتؒ کی دلچسپ گفتگو میں ہم ایسے محو ہوتے کہ رات کا ایک حصہ گزر جاتا، اکابرین کے بے شمار واقعات اس قدر ازبر تھے کہ ہمیں حیرانی ہوتی، میں احباب سے عرض کرتا کہ دیکھو! حضرتِ والا کا قوتِ حافظہ کمال کا ہے۔ یقیناً یہ چیز من جانب اللہ تھی۔

میرے قریبی دوستوں میں سے ایک دوست کا کچھ کھانے پینے کا مال پانی کے جہاز سے آرہا تھا، اتفاقاً جہاز سمندر میں کہیں پھنس گیا، نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی، یقین ہو چلا تھا کہ اب لاکھوں کی مالیت کا مال ضائع ہو جائے گا، اسی پریشانی میں وہ حبیب الامت حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی، حضرت والا نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے، پھر مخاطب ہو کر فرمایا: ''آپ فکر نہ کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ آج شام تک آپ کا جہاز نکل آئے گا''۔ دوست حیران کہ یہ کیوں کر ممکن ہے، دعا تو کرالی تھی لیکن اسباب نظر نہیں آرہے تھے، لیکن سچ بات ہے کہ اہل اللہ کی دعائیں اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے، خدا کی قدرت دیکھئے کہ تھوڑی دیر کے بعد اطلاع آگئی کہ جو مال جہاز میں پھنس گیا تھا وہ بغیر کسی نقصان کے شام تک نکل آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب حکیم صاحب کی کرامت اور عند اللہ مقبولیت کا کھلا ثبوت ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ والد محترم حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے سچے خلیفہ ومجاز ہونے کا کردار ادا کیا، جب بھی پرنامبٹ تشریف لاتے تو حاذق الامتؒ کے مزار پر حاضری دے کر خانقاہ میں قیام فرماتے، اور کوئی مقصد نہ ہوتا۔ خانقاہ سے وہ عقیدت ومحبت ہوتی جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے موقع پر حضرت حبیب الامتؒ ساؤتھ افریقہ کے طبی سفر پر تھے، تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد آپ تشریف لائے، اس وقت تک پرنامبٹ خانقاہ میں کسی کو جانشین منتخب نہ کیا گیا تھا، سفر سے واپسی پر فوراً پرنامبٹ بہت سے علمائے کرام کے ہمراہ تشریف لائے اور ایسی نورانی مجلس منعقد کی اور ایسا پر مغز خطاب فرمایا کہ تمام اہل خانہ اور بستی کے احباب کو حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ آپؒ نے حضرت والدؒ کی مسند پر چھوٹے بھائی ناصر الامت حکیم ناصر الدین احمد کو والدہ اور تمام بھائیوں کے مشورہ سے بٹھا کر فرمایا: ''میں آپ کو حضرت حاذق الامتؒ کے اُسی سلسلہ سے اجازت وخلافت دیتا ہوں جو مجھے حضرت نے عطا فرمائی تھی، آپ حضرت کے فیض کو جاری رکھیں، یہ وہ خانقاہ ہے جہاں پر بڑے بڑے اکابرین نے سلوک ومعرفت کے اسباق پڑھے اور علمِ تصوف کے دریا بہائے''۔

وہ دن اور آج کا دن الحمد للہ خانقاہِ زکیہ پرنامبٹ سے فیض جاری ہے، یہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی حسنِ نظر تھی، والد محترم کے بعد کوئی بھی مشورہ ہوتا ہم بلا تکلف حضرت سے کر لیا کرتے، بڑی خوبصورت تدابیر اور آسان راستہ تجویز فرمادیتے۔ ہم بنگلور جاتے تو اپنے تمام کام چھوڑ دیتے، سب سے فرماتے: آج میرے شیخ زادے تشریف لائے ہیں۔ عاجزی کا یہ عالم کہ ہمیں شرمندگی محسوس

ہونے لگتی، ہمیشہ فرماتے: یہ سب میرے شیخ حضرت حاذق الامت ؒ کا طفیل ہے۔ جب بھی آپؒ کی آمد کی اطلاع اہلِ پرنامبٹ کو ہوتی تو اہلِ خانہ سمیت حضرت حاذق الامتؒ کے سبھی مریدین میں خوشی کا ماحول پیدا ہو جاتا۔ ہر فرد کی زبان پر ہوتا کہ حکیم صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت والا ؒ کی الفت و محبت، ایثار و خلوص، عبادات و خدمات سب کا سب محض اللہ کے لئے تھا۔ آج جبکہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں ایسے میں ابھی بھی یقین نہیں ہو رہا ہے، لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین ہیں، یکے بعد دیگرے ہر ایک کو اس دنیا سے جانا ہے۔ وصال کے بعد حضرت ؒ کی قبر پر حاضری ہوئی تو ایک عجیب قسم کی پر لطف خوشبو محسوس ہوتی رہی، میں نے دیگر ساتھیوں سے اس بارے میں کہا تو انہوں نے بھی تصدیق کی کہ ہم بھی ایسی ہی خوشبو محسوس کر رہے ہیں۔

آپؒ کی دینی و ملی اور خانقاہی خدمات ایسی تھیں جن سے ایک کثیر تعداد ابھی تک فائدہ اٹھا رہی ہے، یقیناً یہ آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سبھی کو صبر نصیب فرمائے، آمین۔ حبیب الامت حضرت حکیم صاحب ؒ کے تین نہایت لائق و فائق صاحبزادے علمی و عملی میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں، بالخصوص آپؒ کے جانشین عزیز القدر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی۔ دعا ہے کہ رب العزت حضرت ؒ کے بقیہ کاموں کو پورا کرنے کی قوت و استقامت نصیب فرمائے اور آپؒ کے علمی فیض کو تا دیر جاری و ساری رکھے، آمین یا رب العالمین!

ڈاکٹر رضی الدین احمد

✧✧✧

حبیب الامتؒ کا عشقِ رسول ﷺ

آپؒ کے ہمراہ روضۂ اقدس کی حاضری اور انمول یادیں

عالیجناب الحاج امتیاز صاحب موکانے مدظلہ، مالک اسٹار میرین چنئی

جس طرح ریگستان میں تشنہ لب کو پانی مل جائے بالکل یہی مثال حضرت حبیب الامت ؒ سے میری ملاقات کی ہے۔ ذہنی اذیت و تکالیف اور دماغی دباؤ کے دوران ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ اور عالیجناب ڈاکٹر رضی الدین صاحب مدظلہ کے توسط سے حضرت حبیب الامتؒ کے یہاں پہلی حاضری ہوئی، آپؒ نے تمام باتیں بغور سنیں اور جو جواب عنایت فرمایا اس سے یوں محسوس ہوا کہ ایک لمحے میں میری تمام پریشانیاں کافور ہو گئی ہیں۔ پھر تو حضرت حبیب الامت ؒ سے ایسا تعلق اور ایسی محبت پیدا ہوئی کہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ خانقاہِ رحیمی بنگلور ملاقات کے لئے پہنچ جاتا۔ جب بھی کوئی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہوتا تو والدہ محترمہ اور اہلیہ کہتیں کہ بنگلور حضرت سے رابطہ کر لیں، چنانچہ میں فوراً رجوع ہوتا اور اللہ تعالیٰ آپؒ کے ذریعہ میرا کام پورا فرما دیا کرتے۔ رضائے الٰہی سے حبیب الامت ؒ کے ہمراہ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی تو خود کو خوش قسمت تصور کرنے لگا۔ اس درمیان آپؒ کے اخلاق و کردار نظر و عنایات دیکھ کر میری محبت و الفت اور عقیدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ سفر پر جانے سے قبل پیرانی صاحبہ (اہلیہ محترمہ حضرت حبیب الامتؒ) نے آپؒ کو اپنا قرآن کریم تلاوت کے لئے دیا اور کہا: اس میں تلاوت فرمائیں گے تاکہ میرا بھی حصہ رہے۔ حضرت حبیب الامتؒ نے ایک قرآن کریم مکہ مکرمہ میں اور ایک قرآن کریم مدینہ

منورہ میں پورا فرمایا۔ شریکانِ سفر احباب کو اس کے فضائل بھی بتائے، مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ آپ نے قرآن کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک چیونٹی دب کر مری ہوئی ہے، اسے دیکھ کر آپؒ پر رقت طاری ہوگئی، آنسوؤں سے چہرہ تر ہوگیا، بہت دیر تک روتے رہے اور پھر فرمایا: ''جس طرح مومن ومسلمان کو ان مقدس شہروں میں دفن ہونے اور انتقال کرنے کی آرزو ہوتی ہے، غالبًا اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات بھی اس بات کی خواہش رکھتی ہوں گی، یہ چیونٹی ہندوستان میں دب کر مری ہوگی لیکن مٹی مکہ مکرمہ کی نصیب میں لکھی تھی''۔ سبحان اللہ!

ایک دن میں، حضرت ڈاکٹر فاروق اعظم صاحب اور ڈاکٹر سفیان صاحب مطاف کے وہیل چیئر والے حصہ میں حضرت حبیب الامتؒ کو طواف کروا رہے تھے، بھیڑ کی وجہ سے دونوں حضرات مجھ سے بچھڑ گئے، اس وقت حضرت کی وہیل چیئر کے پیچھے میں تھا، میں نے اپنی خوش بختی سمجھی کہ یہ سعادت میرے حصہ میں آئی ہے، چنانچہ میں نے تنہا حضرت کا بقیہ طواف پورا کرایا، اس درمیان دیکھا کہ حضرت حبیب الامتؒ پر وجد یا غنودگی جیسی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، جب حجرِ اسود کے قریب آتے تو آنکھیں کھول لیتے جیسے ہی دو چار قدم آگے بڑھتے تو آنکھیں بند ہوجاتیں۔ میں حیران بھی تھا اور اس بات کو سمجھ بھی نہیں سکا۔ طواف اور نماز کے بعد باب عبدالعزیز کے برابر سے وہیل چیئر کے لئے بنائے گئے راستہ پر آیا تو سمجھ نہ سکا کہ حضرت کے وزن کے ساتھ تنہا چیئر کیسے اُتاروں، اسی شش وپنج میں تھا کہ دو افراد نہایت دبلے پتلے لیکن حسن وجمال ایسا کہ دیکھتے رہ جائیں، عربی لباس پہنے ہوئے آئے، دونوں نے سلام کیا، حضرت سے مصافحہ کیا اور بغیر کچھ معلوم کئے دونوں نے وہیل چیئر اُٹھا کر باہر کردی۔ میرا مسئلہ حل ہوگیا تھا، وہ سلام اور مصافحہ کرکے چل دیئے، میں نے یک لخت پلٹ کر دیکھا تو وہاں دور دور تک کوئی نہیں تھا، میں تعجب میں مبتلا ہوگیا کہ کون تھے کہاں سے آئے اور کہاں چلے گئے؟ حضرت حبیب الامتؒ سے اس وجدانی کیفیت کے متعلق کچھ معلوم نہ کرسکا۔ ہندوستان واپسی ہوئی، ابھی ایئرپورٹ سے باہر ہی آئے تھے کہ موبائل فون پر ایک نئے نمبر سے میسج آیا جس میں کسی عالم یا عارف کے حوالہ سے ایک قول نقل کیا گیا تھا، وہ یہ کہ ''اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں پر دورانِ طواف سکینہ نازل ہوتا ہے''۔ بعد میں کئی احباب سے اس بات کی تصدیق بھی ہوئی کہ حضرت پر طواف کے درمیان

نوم جیسی کیفیت طاری رہتی، حجرِ اسود پر متوجہ ہو جاتے، اگر معلوم کرتے کہ حضرت نیند آرہی ہے تو فرماتے: ''نہیں! چلتے رہو''۔ طواف کے درمیان اکثر ادعیہ مسنونہ اور قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے۔

مدینہ منورہ پہنچے تو روضۂ اطہر پر حاضری کے لئے دل مچلنے لگا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ باب السلام سے داخل ہوئے، آپ کی آنکھیں بھیگی ہوئیں اور لبوں پر درودِ پاک جاری تھا، روضۂ اقدس پر پہنچے تو بے حد جمِ غفیر تھا، تعینات پولیس والوں نے حضرت کی وہیل چیئر کو جالیوں کے بالکل قریب قبرِ مبارک کے بالکل سامنے کرکے کھڑے ہونے کی جگہ دے دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر وہ متاثر ہوئے یا کوئی اور بات تھی اللہ بہتر جانتے ہیں۔ میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کھڑے کھڑے درود وسلام پیش کررہا تھا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ رہے تھے، ایک عجیب کیفیت طاری تھی، لوگ آرہے تھے اور پولیس انہیں آگے بڑھا رہی تھی، جب بیس منٹ گزر گئے تو حبیب الامتؒ نے فرمایا: اب چلتے ہیں۔ ایک پولیس والے نے مزید ٹھہرنے کا اشارہ بھی کیا لیکن حضرت نے فرمایا کہ بس چلو باہر چلتے ہیں۔ ہم سب باہر نکل آئے، دل کائنات کی سب سے عزیز ترین ہستی کے حضور سلام محبت پیش کرکے نکلا تھا، حضرت کے ہمراہ قبرِ مبارک پر اتنی دیر تک حاضری میری خوش بختی وخوش نصیبی کی بات تھی۔

اس سفر میں قدم قدم پر زہد وتقویٰ اور سنت وعشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آپؒ مظہر تھے، ہم نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بہت باتیں سیکھیں، آپ دیانتداری اور امانت داری کے ساتھ حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ تجارت میں ایمانداری اور حلال کا خاص لحاظ رکھنے کی تلقین فرماتے، کسی بھی کام کو مشکل تصور نہ کرتے بلکہ فرمایا کرتے: اگر انسان کا یقین اللہ پر ہو اور نگاہ بلند ہو تو آدمی ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتا ہے۔ بڑے رنج کی بات ہے کہ آج ہم حضرت کی شفقت ومحبت سے محروم ہوگئے، اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں صبر عطا فرمائے، آمین!

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی مدظلہ آپ کے سچے جانشین ہیں، جس فیض کے بند ہونے کا ہمیں خوف تھا الحمدللہ حضرت ڈاکٹر صاحب اور دیگر صاحبزادوں نے اسے جاری رکھا ہوا ہے، اللہ کے فضل سے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات اور خانقاہی نظام حضرت ڈاکٹر صاحب نے ایسے ہی قائم رکھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو خوب صحت وتندرستی عطا فرمائے اور اس سلسلہ کو دور دور تک عام فرمائے، آمین!

طالب دعا

امتیاز احمد موکانے

چنئی تمل ناڈو

✧✧✧

اعلیٰ اخلاق اور عاجزی کا پیکر

حضرت مولانا حکیم حبان صاحب

فخر قوم عالیجناب الحاج شبیر احمد خان پٹیل صاحب مدظلہ العالی
وجملہ برادران، پٹیل بیکری بنگلور

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ سے والد محترم عالیجناب الحاج پٹیل عبدالجبار خان صاحب مرحوم کے پچھلے چالیس سال پرانے تعلقات تھے۔ ہم نے آپ کی محنت اور امانتداری کو قریب سے دیکھا ہے، آپ کے اعلیٰ اخلاق بالخصوص دوسروں کا ادب، معاملات کی صفائی اور عاجزی کا یہ عالم تھا کہ سامنے والا شرمندگی محسوس کرنے لگتا۔ علم کے ساتھ مکمل عمل تھا، کبھی کسی کے آگے اپنی تکلیف بیان نہ کرتے، ادارہ کے ذمہ دار ہوتے ہوئے ہمیشہ عزت نفس کو ملحوظ رکھتے اور چندہ کے تعلق سے بے تکلفی کے باوجود نہ فرماتے، دوسرے اداروں کے ذمہ دار اگر آتے اور مستحق ادارہ ہوتا تو بذریعہ فون تصدیق کرتے اور فرماتے بھائی شبیر صاحب آپ اس ادارہ کا ضرور تعاون کریں۔ میرے والد محترم سے اکثر علمائے کرام کا تعلق رہتا تھا، وہ بھی شہر کی ایک معزز شخصیت تھے، لیکن جو مقام حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کو حاصل تھا وہ کسی کو نہیں۔

جس وقت دارالعلوم محمدیہ کی بنیاد رکھنے کا ارادہ کیا سب سے پہلے مجھ ناچیز سے مشورہ کیا، آپ نے بڑے حالات کا سامنا کیا، لیکن کبھی کسی مخالف کی برائی یا جواب نہ دیا بلکہ ہمیشہ کہتے ہمارا کام ہی جواب ہے۔ مدرسہ کا حسنِ انتظام، نفاست، طلبا کی تربیت، تعلیم پر خاص توجہ، نہایت سادہ اور پرکشش

عمارتیں، استاد وطلبا سے شفقت، کوئی کام ایسا نہ تھا جو قابل دید وتعریف نہ ہو۔ بے انتہا محبت بے تکلفی کے باوجود کبھی نام نہ لیتے اور ہمیشہ بڑے خلوص سے ''بھائی شبیر'' کہہ کر پکارتے اس بھائی میں وہ بلا کی محبت ہوتی کہ دل چاہتا کہ اپنا سب کچھ مولانا پر نثار کردوں۔ آپ نے اپنی بچی کے نکاح میں مدعو کیا، شرکت کے لئے آپ کے علاقہ مظفرنگر جانے کا اتفاق ہوا، نہایت سادگی کے ساتھ تقریب منعقد ہوئی، خواص تو خواص عام لوگوں نے جن محبتوں اور خلوص سے مجھ ناچیز کو نوازا اس کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ میں نے مظفرنگر جانسٹھ میں حضرت مولانا کی وہ عزت توقیر دیکھی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کئی روز قیام رہا، اس درمیان حجام کی دکان پر جانے کا اتفاق ہوا، میں نے بال بنوائے، بڑی محبت سے بال بنائے جب میں نے رقم ادا کرنی چاہی تو حجام نے کہا آپ ہمارے مہمان ہیں آپ بنگلور سے تشریف لائے ہیں، مولانا کے مہمان ہیں تو گویا ہمارے ہی مہمان ہیں، بہت کہنے کے باوجود رقم لینے سے معذرت کرلی۔ میں اپنے فرزند کے ہمراہ دہلی کے مطب گیا، آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی سے ملاقات ہوئی ایسا محسوس ہوا کہ ہم دہلی نہیں بلکہ بنگلور اپنے گھر میں موجود ہیں، بحمد اللہ تمام صاحبزادگان میں اپنے والد محترم جیسے اخلاق ہیں۔

مجھے یاد ہے انتقال سے غالبًا ایک ماہ قبل رحیمی شفاخانہ جانا ہوا، حکیم صاحب نے بڑی محبت سے گفتگو فرمائی، اسی درمیان آپ کے بڑے فرزند ڈاکٹر محمد فاروق صاحب آگئے، مولانا نے میری جانب اشارہ کرکے فرمایا: دیکھو بیٹا فاروق! بھائی شبیر صاحب کے بڑے احسانات ہیں۔ جب بھی ملتے فرماتے بھائی شبیر صاحب آپ کو اللہ جزائے خیر دے۔ میں نے کہا مولانا آپ چھوٹی سی بات بھی بچے کے سامنے بتلارہے ہیں؟ آنکھوں میں خوشی سے آنسو آگئے، فرمایا اگر انسان بندہ کا شکر ادا نہ کرے تو اللہ کا کیسے ادا کرسکتا ہے۔ اللہ اکبر!

آپ کا قائم کردہ رحیمی شفاخانہ جس سے صرف صوبہ کرناٹک نہیں بلکہ پورا ہندوستان فیض پارہا ہے طب یونانی کے دواخانوں میں بنگلور کی شان ہے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، مذہبی، سیاسی، سماجی ہر شخص فیض پارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو ہمیشہ باقی رکھے۔ آمین! بڑے اسپتالوں میں کئی کئی ماہ گھومنے کے بعد جو مرض تشخیص ہوتا مولانا وہ چٹکیوں میں بیان فرمادیتے۔ کوئی تقریب

ہمارے گھر اور خاندان کی مولانا کے بغیر نامکمل تھی، یہی حال حضرت مولانا کا تھا سب سے پہلے فون پر فرماتے، بھائی شبیر آپ کو فلاں تاریخ میں تشریف لانا ہے۔

آپ کا وصال نہ صرف میرے لئے بلکہ ایک عالم کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے، لیکن آپ نے اہل خانہ کی وہ تربیت فرمائی کہ آپ کے بعد کئی مرتبہ حاضری کا اتفاق ہوا، صاحبزادے وہ استقبال کرتے ہیں کہ مولانا کی یاد آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو کروٹ کروٹ سکون عطا فرمائے اور آپ نے شہر بنگلور و کرناٹک کے لئے جو دینی وملی خدمات انجام دی ہیں ان کو قبول فرمائے اور اُسے تاقیامت کے جاری رکھے اور سبھی اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

دعا گو

شبیر احمد خان پٹیل

وجملہ برادران، پٹیل بیکری خلاصی پالیہ بنگلور

✧✧✧

بڑے حکیم صاحب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ

زندگی کے یادگار اسفار

ہمدردِ قوم فخرِ ملت عالیجناب الحاج ایڈوکیٹ عبدالستار صاحب مدظلہ العالی گوہاٹی آسام

حکیم صاحب حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ سے ہماری پہلی ملاقات آپ کے مطب رحیمی شفاخانہ بنگلور میں ہوئی، میرے سسر صاحب عالیجناب الحاج عبدالغنی صاحب مرحوم کو ہارٹ کا کچھ مسئلہ تھا، چونکہ ہمیں آئے دن مختلف شہروں کی عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کے لئے جانا ہوتا رہتا ہے، ہم نے اپنے چند دوستوں سے سسر صاحب کے علاج ومعالجہ کا مشورہ کیا، تین الگ الگ شہروں میں ہمیں الگ الگ دوستوں نے ''بنگلور والے حکیم صاحب'' سے ملاقات کی رائے دی، چنانچہ ہم بنگلور رحیمی شفاخانہ پہنچ گئے، حضرت حکیم صاحب نے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''آپ کا دل تو جوان ہے، ہرنی کی طرح چل رہا ہے''۔ سسر صاحب سن کر خوشی سے نہال ہوگئے، کہنے لگے: میں یہی تو کہتا تھا کہ مجھے دل کا کوئی بڑا عارضہ نہیں ہے، بیس سال قبل ایک حکیم نے میرا ہاتھ دیکھ کر یہی کہا تھا جو آپ نے فرمایا ہے۔ حضرت حکیم صاحبؒ نے ادویات تجویز کیں اور الحمدللہ آخر عمر تک سسر صاحب مرحوم کو دل کی کوئی ایسی تکلیف لاحق نہ ہوئی جس کا ہمیں خدشہ رہتا تھا۔

اس کے بعد تو جیسے مستقل حکیم صاحب سے ملاقاتیں ہونے لگیں، جب بھی بنگلور آنا ہوتا بغیر ملے جانے کو دل نہ کرتا۔ اگر آپؒ اپنے دہلی والے مطب میں ہوتے اور ہمارا دہلی جانا ہوتا تو بھی آپ سے ملے بغیر واپسی نہ ہوتی۔ ان تعلقات میں اس قدر بے تکلفی اور محبت پیدا ہوگئی تھی کہ حکیم صاحب ہمیں ''بھائی عبدالستار صاحب'' کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ ہم نے صاحبزادے ایڈوکیٹ عزیزم محمد

فیصل سلمہ کے نکاح کی دعوت دی تو حکیم صاحب نے بخوشی قبول فرماکر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی وڈاکٹر محمد سفیان رحیمی کے ہمراہ وقتِ مقررہ پر گوہاٹی آسام تشریف لے آئے اور گھر کو زینت بخشی۔ گوہاٹی سے کافی آگے ''تن سکھیا'' میں نکاح کی تقریب تھی۔ بہت سارے دوست واحباب، ایڈوکیٹ، جج صاحبان، حکومتی افسران کے علاوہ کثیر تعداد میں علمائے کرام اور غیر مسلم برادرانِ وطن نے شرکت کی، حضرت حبیب الامتؒ کے ہمراہ بڑی نورانی محفلیں آراستہ ہوئیں، بہت خوبصورت ملاقاتیں، نشستیں اور مجلسیں رہیں، بہت کچھ کہنے اور بہت کچھ سننے کا موقع ملا، شادی کی اس تقریب میں علمائے کرام کی مجالس ہماری لئے اعزاز کی بات تھی۔ اسلامی تہذیب واخلاق کی صحیح اور حقیقی جھلک اس موقع پر غیر مسلموں کو نظر آئیں تو وہ نہایت متاثر ہوئے، حکیم صاحبؒ کے گرد بیٹھ کر اکتسابِ فیض کرنے والے مسلم دوستوں سے زیادہ غیر مسلم تھے جن میں کئی پنڈت وسوامی اور پولیس آفیسرز تھے۔ آج بھی وہ غیر مسلم اس نورانی وعرفانی مجلس کا تذکرہ کرتے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرتے ہیں۔

حکیم صاحبؒ نے ہمارے یہاں آٹھ دن قیام فرمایا، اس درمیان بہت سے مریضوں کی تشخیص بھی فرمائی، انہیں ضروری ہدایات بھی دیں اور بعد میں ان کے لئے دوائیں بھی بھجوائیں۔ آپؒ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے بہت شفا رکھی تھی، آپؒ اکابر علمائے کرام اور کبار شیوخ کے فیض یافتہ تھے، غالبًا یہی وجہ تھی اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کی زبان وبیان میں تاثیر اور ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ صاف گفتگو اور صاف کردار کے مالک تھے، مجھے جس چیز نے حکیم صاحب کی جانب متوجہ کیا وہ آپ کے اخلاقِ حسنہ تھے، نہایت نرم بات کرنے کے عادی تھے، کسی بھی مسلک کا آدمی آجاتا تو آپؒ کا گرویدہ ہوکر جاتا، مزاج میں تشدد بالکل نہیں تھا، ہمیشہ فرمایا کرتے: ''بھائی! مسلک کے بجائے مشرب پر توجہ دو، اتحاد کے بغیر تمہاری قوت سلب ہوجائے گی''۔ آپؒ کے اخلاقِ کریمانہ کی بدولت ہمارے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپؒ کے ہمراہ عمرہ کے لئے جایا جائے۔ کئی مرتبہ حکیم صاحب سے کہا: آخر آپؒ نے قبول فرمالیا، پھر تو جب بھی عمرہ وزیارت کے لئے جانا ہوا حکیم صاحب کے ہمراہ گئے، ہمارے تمام گھرانے کو یہ افتخار حاصل ہے کہ حضرت حبیب الامتؒ کی معیت میں ہم نے سفرِ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ آپؒ کے ہمراہ ہماری زندگی کے یہ یادگار اسفار ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ حرمین شریفین میں گزارے گئے وہ

دن نہ صرف یہاں کی زندگی کے لئے بلکہ آخرت کی حقیقی زندگی کے لئے بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور دیگر شہروں کے علمائے کرام، اکابرین وساکنان سے آپؒ کی جو عقیدت ومحبت تھی اور وہاں کے لوگوں کی آپؒ کے تئیں جو الفت وعقیدت اور قدر ومنزلت ہم نے دیکھی ہم وہ بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ روحانی اسفار نہایت بابرکت ونورانی ثابت ہوئے، ابھی تک دل میں ان کی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔

۲۰۱۹ء میں تمام اہلِ خانہ کے ہمراہ ایک ساتھ عمرہ کا ارادہ کیا لیکن کچھ حکیم صاحب اور کچھ ہماری مصروفیت کی وجہ سے جا نہ سکے، پھر لوک ڈاؤن ہوگیا، ارادہ تھا کہ جیسے ہی حالات سازگار ہوں گے اس نیت کو عملی جامہ پہنالیں گے۔ لیکن بدقسمتی رہی کہ حالات بد سے بدتر ہوتے گئے اور اسی درمیان حضرت حبیب الامتؒ کے وصال کی ناگہانی خبر ملی، سن کر دل ودماغ ساکت ہوگئے، اس سانحہ کو دل قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا، لوک ڈاؤن کی وجہ سے آخری دیدار اور جنازہ میں بھی شرکت نہ ہوسکی، ہم سمجھتے ہیں کہ حکیم صاحب کے گھرانے کے لئے ہی نہیں بلکہ ہمارے اہلِ خانہ اور آپ کے بہت سے محبین کے لئے یہ ایک بڑا اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حبیب الامت حضرت حکیم صاحبؒ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سبھی اہل خانہ خصوصاً ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی اور جملہ مریدین وتلامذہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، حکیم صاحبؒ کے بنائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

✧✧✧

آپؒ کے مطب کا اندازِ نو

عالیجناب ڈاکٹر نفیس احمد صاحب قاسمی مدظلہ، چیف میڈیکل آفیسر این ایف ایس جی
سنٹرل گورنمنٹ ہیلتھ اسکیم منسٹری آف ہیلتھ، اینڈ فیملی ویلفیئر گورنمنٹ آف انڈیا

ہم وطن ہونے کے ناطے یوں تو میں حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہ کو بچپن ہی سے جانتا ہوں مگر یہ شناسائی معمولی تعارف تک محدود تھی، اکثر والد محترم حضرت مولانا رفیق احمد صاحب مرحوم ومغفور کے ذریعہ کئی بار حکیم صاحب کا ذکر منیر سن رکھا تھا، اس کے علاوہ بہت سے معزز لوگوں سے جو اتفاق سے حکیم صاحب کے مریض تھے کئی ایک طبی واقعات بھی سن رکھے تھے۔ قدرت کا نظام دیکھئے کہ اکتوبر 2004ء میں اچانک میرے ٹرانسفر کا آرڈر آجاتا ہے، فطری طور پر اچانک آرڈر آنے سے حیرانی وپریشانی ہوئی مگر ساتھ ہی یہ اطمینان بھی تھا کہ شہر بنگلور میں حکیم صاحب مقیم ہیں۔ میں نے حضرت والد صاحب سے فون پر بات کی اور صورت حال سے باخبر کیا کہ شہر حیدرآباد سے اچانک بنگلور ٹرانسفر ہوگیا ہے اور اس ماہ کے اواخر تک بنگلور منتقل ہوکر ڈیوٹی جوائن کرنی ہے۔

یہاں میں عرض کرتا چلوں کہ یو پی ایس سی کے ذریعہ میری اولین تقرری بحیثیت میڈیکل آفیسر یونانی 2001ء میں حیدرآباد شہر میں ہوئی، سروس کے ابتدائی تین سالوں میں حیدرآباد کے مقامی وغیر مقامی حضرات سے دوستانہ تعلقات بنالئے تھے اور وہاں کے ماحول میں ایسا رچ بس گیا تھا کہ حیدرآباد مجھے وطن ثانی لگنے لگا تھا۔ ٹرانسفر کی خبر اولاً مجھے ناگوار گزری اور پھر اس ارادہ سے کہ چلو بنگلور جاکر کچھ دن کام کرکے پھر واپس حیدرآباد آنے کی کوشش کروں گا، معمولی رخت سفر لے کر بنگلور کے لئے

روانہ ہوگیا۔ میرے آنے کی اطلاع والد صاحب نے حضرت حکیم صاحب کو پہلے ہی پہنچادی تھی جیسے ہی میں ریلوے اسٹیشن پہنچا حکیم صاحب کے بھیجے ہوئے آدمی نے میرا سامان گاڑی سے اتارا اور آٹو رکشا میں بٹھا کر حکیم صاحب کے دولت خانہ پر پہنچا دیا۔ اس طرح بنگلور کے قیام کا پہلا دن حکیم صاحب کے دولت کدہ پر رہا، ان کے والہانہ انداز میں خوش آمدید کہنے اور پر تکلف ضیافت سے میں نے محسوس کیا کہ جس طرح حکیم صاحب مجھ سے پیش آرہے ہیں یقیناً میں اس کا مجاز نہیں، ابتدائی پندرہ دن میں نے حکیم صاحب کے یہاں گزارے جہاں انہوں نے میری خاطر و مدارات میں کسی طرح کی کوئی کمی نہ آنے دی، دن کے کسی حصے میں حکیم صاحب میرے پاس بیٹھ کر گفتگو فرماتے، مجھے کوئی پریشانی تو نہیں دریافت فرماتے۔ میں حاضر ہوتا تو میرے لئے اٹھ کھڑے ہوتے، جب میں شرمندگی اور ندامت کا اظہار کرتا تو مجھے ''استاد زادہ'' کہہ کر خاموش فرما دیتے، میں شاید اصل موضوع سے ہٹتا جارہا ہوں لیکن مجھے کہنے دیجئے میں نے اساتذہ کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے بہت سے افراد دیکھے ہیں لیکن عملی طور پر اساتذہ کا احترام کرنے والے حکیم صاحب سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

اللہ جل جلالہ کچھ لوگوں کو مخصوص کام کے لئے مختص کر دیتا ہے اور اسی حساب سے ان حضرات کی صلاحیت میں اضافہ فرما دیتا ہے، بفضلہٖ تعالیٰ حکیم صاحب بیک وقت ہمہ جہت صفات کے حامل تھے، نہایت ہی حسین و دلکش، لاجواب مقرر، باکمال طبیب، اعلیٰ مصنف، شاندار منتظم و مہتمم، غیر معمولی سخی و مہمان نواز انسان تھے۔

بنگلور میں میرے قیام کو اب تقریباً سولہ سال ہو چلے ہیں اور اس دوران حکیم صاحب کو سفر، حضر، تنہائی، اجتماعی مجالس الغرض سبھی حالتوں میں ساتھ رہ کر بنفس نفیس ان کی شخصیت کا مشاہدہ کیا ہے، ایک طبیب کی حیثیت سے پچھلے دس سالوں سے میں بلا ناغہ ہر اتوار رحیمی شفاخانہ حاضر ہو رہا ہوں اور مریضوں کے علاج و معالجہ میں تعاون کر رہا ہوں، اس دوران میں نے اپنی آنکھوں سے تجدیدِ مطب کے انوکھے انداز کا جو مشاہدہ کیا ہے اس کی ایک جھلک آپ کے روبرو رکھنا چاہتا ہوں، تجدید مطب کے اس پہلو کو اجاگر کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ فن طب اپنے ہی لوگوں میں مقبولیت کھوتا جا رہا ہے، اس دور کے اطبا نے اپنی پہچان کھو دی ہے اور طب یونانی سے ان کا تعلق محض ڈگری تک محدود

ہو کر رہ گیا ہے۔ آیئے حکیم صاحب کے قائم کردہ رحیمی شفاخانہ بنگلور کی ایک جھلک آپ کو دکھاتا ہوں۔ رحیمی شفاخانہ میں پہنچ کر آپ خود مطب کی جدت، طریقِ تشخیص، مریضوں کے لئے فراہم کی گئی سہولتیں، دواسازی کے طریقے، ظاہری نفاست، فارمیسی کا جداگانہ انداز وغیرہ کے بارے میں دلچسپ معلومات حاصل کریں گے۔

جیسے ہی آپ گنگونڈ نہلی چھٹویں کراس میں داخل ہونا چاہیں تو دور ہی سے ایک بڑا سائن بورڈ نظر آتا ہے جس پر جلی الفاظ کے ساتھ مختلف زبانوں میں مطب کا نام واضح طور پر لکھا گیا ہے بورڈ کی جگہ کا انتخاب عجیب کہ نہ چاہتے ہوئے بھی پہلی ہی نظر میں ''رحیمی شفاخانہ'' نظر آجاتا ہے۔ مطب کے سامنے کی جگہ کشادہ اور مطب کی جائے وقوع مین روڈ سے چند میٹر دوری پر ہے۔ مطب کے آگے پارکنگ کی کافی جگہ موجود ہے۔ اپنی کار یا اسکوٹر، آٹو سے آنے والے مریض مطب کے گیٹ تک باآسانی بغیر کسی دقت و مشقت کے پہنچ سکتے ہیں۔

بڑے دروازے سے اندر داخل ہوتے وقت دہلیز سے پہلے جوتے اتارنے کی اضافی جگہ مختص کی گئی ہے۔ جہاں مطب کے اوقات میں ایک دربان یا نگہبان تعینات رہتا ہے، اس دواخانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کا پورا عملہ شرعی لباس و وضع قطع میں رہتا ہے مصلحتاً سنتری کو مخصوص قسم کی یونیفارم پہننے کی اجازت دینے کا مقصد اس کی شخصیت کو بارعب بنانا ہے تاکہ راستہ پر چلنے والے عام افراد بلاوجہ مطب کے آس پاس نہ کھڑے ہوں اور اس طرح مطب کے اطراف کا ماحول پراگندہ نہ ہو اور مریضوں کے جوتے و قیمتی سامان کی حفاظت کی جاسکے۔

دواخانہ میں داخل ہوتے ہی کشادہ ویٹنگ روم بنایا گیا جہاں مریض کو آرام سے بٹھا دیا جاتا ہے، مریض کے ساتھ آنے والا تیماردار رجسٹر کاؤنٹر تک جاتا ہے جہاں تعینات مستعد افراد اس کا استقبال کرتے ہیں، نئے مریضوں کا رجسٹریشن نمبر جنریٹ کیا جاتا ہے، یہ نمبر ایک منفرد ٹوکن ہے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتا ہے اور اس کو دِکھانے کے بعد ہی آپ کی فائل اور ریکارڈ دستیاب ہوتے ہیں۔ یہ فائل حکیم صاحب کے چیمبر میں بھی پہنچائی جاتی ہے، اس دوران مریض آرام کے ساتھ ویٹنگ روم میں اخبار پڑھ سکتا ہے وہاں پر دستیاب کتابیں و جرائد و میگزین وغیرہ کا مطالبہ کر سکتا ہے یا

پھر ویٹنگ روم میں لگے اسکرین پر طبی پیغام ونشریات کو دیکھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کے ساتھ اُکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا۔ رحیمی شفا خانہ کے منتظمین نے اس ویٹنگ روم کو بڑی نفاست کے ساتھ آراستہ کیا ہے۔ پہلی نظر میں یہ کسی فائیو اسٹار ہوٹل یا بڑے ہاسپٹل کے ویٹنگ روم سے کم نہیں لگتا، خوبصورت ودیدہ زیب طغرے، طبی اعلانات واشتہارات، آر ایس کے ہربل کے ذریعہ تیار کردہ فارمولہ جات کو بڑے خوبصورت انداز میں دیواروں پر آویزاں کیا گیا ہے، ایسے ماحول میں بیٹھ کر مریض کے اعصاب پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رجسٹریشن چیمبر سے متصل اور ویٹنگ ہال میں دو اٹیچ واش روم بنائے گئے ہیں تاکہ خواتین وحضرات ضروریات سے فراغت کے لئے بلاکسی تکلیف وتکلف کے اور بغیر بے پردگی کے طبعی تقاضوں کی ادائیگی کرسکیں، اس ویٹنگ روم کے ٹھیک مدمقابل ایک کمرہ خواتین کے لئے مختص ہے، پردہ نشین خواتین کے لئے اس طرح کے انتظامات بہت کم دواخانوں میں دستیاب ہوتے ہیں، رجسٹریشن کی فیس بہت معمولی ہے جو مریض کی ذاتی فائل اور ریکارڈ کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے، مریض کے ریکارڈ کردہ فائل کو حسبِ ضرورت علاج ومعالجہ کے مستقل مراحل میں استعمال کیا جاتا ہے، مستقبل قریب میں یہ ریکارڈ ریسرچ وتحقیق کے کام میں لایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کی سہولتوں کے عین مطابق ریسپشن کاؤنٹر پر فون کرکے رجسٹریشن فائل نکلواکر اپنا وزیٹنگ ٹائم فکس کیا جاسکتا ہے۔ ٹائم کے اس تیقن سے آپ اپنی باری کا متوقع ٹائم معلوم کرسکتے ہیں، اس کے علاوہ حکیم صاحب کی عدم دستیابی کی پیشگی اطلاع فراہم کی جاتی ہے۔

ویٹنگ ہال سے متصل سیدھے ہاتھ پر وسط ہال میں بڑے حکیم صاحب حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کا چیمبر ہے، یہ کمرہ نہایت پاکیزہ انداز میں مختصر مگر دیدہ زیب فرنیچر سے آراستہ ہے۔ مطب کے سامنے والی دیوار پر بڑے حکیم صاحب اور ان کے فرزند ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کے دستاویز اور ڈگریاں، طغروں وتختیوں میں بڑے سلیقے وترتیب سے چسپاں کی گئی ہیں، حکیم صاحب کا سراپا اور مطب کی سجاوٹ مریض کے دل ودماغ کو مسحور کردیتی ہے۔ بڑے حکیم صاحب نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا ہے کہ موجودہ زمانہ کے جدید ترقیات کا جائز استعمال کرنے میں زندہ دلی کا مظاہرہ کیا جائے، چنانچہ وائرلیس موبائل فون، انٹرکام، فیکس مشین، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور ٹیلی فون

جیسے آلات اس مطب میں سامنے رکھے نظر آتے ہیں۔ حسب روایت نسخہ نویسی اردو میں کی جاتی ہے تمام ریکارڈ بھی اسی زبان میں محفوظ کئے جاتے ہیں۔ مریض کا نمبر پکارے جانے کے بعد مطب سے باہر آنے والا مریض اپنا نسخہ لے کر فارمیسی کے ٹھیک سامنے بنائے گئے ویٹنگ ایریا میں بیٹھ جاتا ہے اور لکھی گئی ادویہ کا نسخہ فارمیسی کاؤنٹر تک پہنچا دیا جاتا ہے جہاں یونیفارم میں تعینات کردہ عملہ بڑی مستعدی کے ساتھ تحریر کردہ نسخہ حسب ضرورت تیار کرکے مریض کے حوالہ کردیتا ہے۔ جس مریض کا نام پکارا گیا ہے وہ مطب کے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے جس کو حکیم صاحب کے برابر والی آرام دہ کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے، مریض کی کیفیت، دوا کا ردعمل، دوا کی افادیت وعدم افادیت وغیرہ معلوم کرنے کے بعد حکیم صاحب تحریر کردہ رپورٹ دیکھ کر اس کی مطابقت نبض، بول وبراز سے کرتے ہیں اور حسب ضرورت دوا میں تبدیلی، اضافہ یا دوا کے بند کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ نئے مریض کو ٹائم زیادہ دیا جاتا ہے کیونکہ مرض اور مریض کی روداد معلوم کی جاتی ہے اور سبھی چیزوں کو رجسٹر میں ریکارڈ کیا جاتا ہے تشخیص کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جدید انویسٹی گیشن جیسے خون کی جانچ، ایکسرے، اسکیننگ، تھائی رائڈ، شوگر، کینسر، ایم آر آئی، سی ٹی اسکیننگ جیسی جانچیں بھی کرائی جاتی ہیں، آئندہ وزٹ پر مریض ان رپورٹ کو لے کر حاضر ہوتا ہے اور اس طرح کسی بھی مریض کی نسخہ نویسی تشخیص کے مکمل ہونے کے بعد ہی کی جاتی ہے۔

مطب کرنے کا یہ امتیازی طریقہ موجودہ زمانے کے بڑے بڑے دواخانوں، طبیہ کالج کے اسپتالوں میں بھی نظر نہیں آتا، اس طریقِ مطب نے حکیم صاحب کی مقبولیت میں چار چاند لگا دیئے ہیں چنانچہ ان کا مرجوعہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ بنگلور، اطرافِ شہر اور کرناٹک کے علاوہ باہری صوبوں اور بیرونِ ملک سے بھی مریض ان سے رجوع ہورہے ہیں۔ رحیمی شفاخانہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مریض کے آرام کا خیال ان کی اولین ترجیح ہے۔ موجودہ دور کے جدید دواخانوں کی طرح پینے کے پانی کی فراہمی، گرم وٹھنڈے پانی کی دستیابی، شاندار ویٹنگ روم، نماز پڑھنے کیلئے علیحدہ جگہ جہاں خواتین وحضرات باپردہ نماز کی ادائیگی کرسکتے ہیں۔ ان تمام سہولتوں کے ساتھ علاج کی قیمت بہت ہی معمولی رکھی گئی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اوسطاً ماہانہ علاج کی

قیمت ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے، تیس سے پچاس روپیہ یومیہ، مہنگائی کے اس دور میں اس طرح کا علاج تصور سے باہر سمجھا جاتا ہے۔ تشخیص مکمل ہونے پر نسخہ تحریر فرمانے کے بعد اس کو فارمیسی چیمبر میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس فارمیسی میں دستیاب سبھی ادویہ حکیم صاحب کی زیر نگرانی تیار کی جاتی ہیں۔ جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکیم صاحب نے اشکالِ ادویہ میں غیر معمولی الٹ پھیر کی ہے جو اس مطب کا طرۂ امتیاز ہے۔ مریض کے وزن، مرض، مزاج وطبع کو ذہن میں رکھتے ہوئے پرانے نسخہ جات کو اقراص، کیپسول، حبوب، سفوف، جوشاندے، خیساندے کی صورت میں تبدیل فرما کر حسب ضرورت استعمال کیا جاتا ہے، قدیم اطبا کے علاج بالمفردات کے رجحان کو قائم رکھتے ہوئے مفرد دوا سے علاج کر کے فن کو زندہ جاوید رکھے ہوئے ہیں۔

ادویۂ مفردات کی خریداری، شکر وشہد کی قوام سازی، ادویہ کی سفوف سازی، حبوب واقراص کی تیاری جوشاندہ وخیساندہ ادویہ کی وزن بندی وغیرہ کے مراحل میں شناخت ادویہ، دوا کی اصلی جائے پیدائش، دوا کی درآمدگی جیسے امور حکیم صاحب خود ذاتی نگرانی میں کراتے تھے۔ دوا کی ظاہری شکل، پیکنگ کی خوبصورتی کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

ویٹنگ روم سے متصل اندر والے بڑے کمرے میں نماز پڑھنے کے علاوہ حکیم صاحب کے ذریعہ تیار کردہ مرکبات، مفردات کا وافر ذخیرہ ہمیشہ موجود رہتا ہے، ادویہ کو رکھنے کے لئے قطار در قطار کمرہ کے چاروں طرف الماریاں لگائی گئی ہیں۔ اس کمرہ سے متصل دوسرے کمرے میں ''ماہانہ نقوش عالم'' کے ملازم اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ باہر کی فارمیسی میں حسب ضرورت ادویہ یہاں سے منتقل کی جاتی ہیں، اسی جگہ سے بیرونی پتوں پر دوا ارسال کرنے کی پیکنگ وغیرہ کے مراحل طے کئے جاتے ہیں، گویا ٹیلی میڈیسن کے آج کے زمانے کے تصور کو حکیم صاحب نے عرصۂ دراز سے اپنی پریکٹس کا حصہ بنا رکھا ہے۔ خطوط کے ذریعہ مریض سے رابطہ اور پھر اس کے مطابق نسخہ نویسی، رپورٹ طلب کر کے تشخیص کرنے اور پھر علاج کرنے کی پریکٹس اس مطب میں کافی دنوں سے جاری وساری ہے۔ ویڈیو ٹیلی میڈیسن کے ذریعہ مریض کی تشخیص اور ڈاک سے دواؤں کی فراہمی کے ذریعہ حکیم صاحب نے ہزاروں مریضوں کی خدمت کی ہے، اس طرح دور دراز علاقوں میں بیٹھے

مریض رحیمی شفاخانہ سے مستفید ہو رہے ہیں۔ حکیم صاحب مرحوم ومغفور رحمۃ اللہ علیہ کی کلی شخصیت کا ایک پہلو جو صرف قریبی لوگوں کو معلوم ہے وہ ہے ان کا شوقِ مطالعہ اور فنِ تالیف وتصنیف۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ حکیم صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی طبی وغیر طبی تصنیفات کی تعداد سے 200 سے زائد ہے۔ مضامین ومقالہ جات کی کوئی تعداد نہیں ایک اندازے کے مطابق شائع شدہ صرف طبی مضامین ومقالوں کی تعداد 800 سے تجاوز کر گئی ہے۔ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی مرحوم ومغفور کی شخصیت کا یہ طبی پہلو ہے جسے میں نے اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کی ہے۔ آپ کی جامع صفاتِ کثیرہ شخصیت پر ڈھیروں مضامین لکھے جا سکتے ہیں، تقریباً 10 سال آپ کے شانہ بشانہ طبی مصاحبت کے اس سفر میں میں نے حکیم صاحب سے بہت سی باتیں سیکھی ہیں۔ ان کے مریضوں میں عام آدمی، تاجر پیشہ افراد، گورنمنٹ آفیسرس، مزدور طبقے کے افراد، مساجد ومدارس کے علما وطلبا، کرناٹک گورنمنٹ کے اہلکار، ڈاکٹرس، انجینئرس غرضیکہ ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے مریض یکساں طور پر بلاتفریق مذہب وملت ان سے رجوع ہوتے تھے۔ حکیم صاحب کی بھرپور شخصیت اور پورنور سراپا اتنا مسحور کن تھا کہ لوگ حکیم صاحب کا دیدار کرنے کی نیت سے بھی حاضر مطب ہوتے۔

حکیم صاحب کا قائم کردہ یہ دواخانہ رحیمی شفاخانہ بنگلور محفوظ ہاتھوں میں معلوم ہوتا ہے، ان کے جانشین ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی المعروف حارث حبان ان کے سچے وارث وامین ہیں میری دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ حضرت حکیم صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، ان کے قائم کردہ اس دواخانہ کا فیضان تاقیامت جاری وساری رکھے۔ آمین ثم آمین!

ڈاکٹر نفیس احمد قاسمی

چیف میڈیکل آفیسر این ایف ایس جی

✧✧✧

شفقت وخلوص کے علمبردار بھائی جانؒ

ماہرالادویات حکیم محمد طاہر حسین ایم ڈی، قمر نیچورل دواخانہ چرتھاول

برادرِ محترم ولیٔ کامل شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفاتِ حسرت آیات ہم تمام بھائیوں اور جملہ اہل خانہ کے لئے نہ صرف باعث رنج وغم ہے بلکہ مستقل محرومی کا ایسا سبب ہے جس کی تلافی اب ممکن نہیں۔ ماشاء اللہ ہم نو بھائی اور دو بہن ہیں، سب سے بڑے آپؒ ہی تھے۔

والد مرحوم شیخ الانصار حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ کے وصال کے بعد سبھی کی آپؒ نے سرپرستی فرمائی۔ آپؒ ایثار وقربانی، محبت والفت اور شفقت وعنایات کا سرچشمہ تھے، جس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ دادا جان شیخ الانصار محمد سلیمانؒ تمام خانوادے میں نہایت رعب وداب اور رکھ رکھاؤ کے مالک تھے، آپ کے بعد والد مکرم اپنی نفیس طبیعت اور صاف گوئی کی وجہ سے مقبولِ خاص وعام تھے، ۲۰۱۵ء میں والد صاحب بھی انتقال فرما گئے تو خاندان بھر میں بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی ایسا چہرہ نہیں تھا جس پر نگاہیں ٹھہرتیں۔ بس ایک برادرِ محترم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا بارعب نورانی چہرہ تھا جس پر نظر پڑتے ہی جھک جایا کرتیں اور پھر بار بار نگاہیں زیارت کے لئے اٹھتی اور گرتی رہتیں۔ آپ جیسے جمال وکمال کا ایسا حسین امتزاج برسہا برس بعد کسی شخصیت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جو دیکھتا دیکھتا رہ جاتا، جو ایک مرتبہ ملاقات کرلیتا وہ بار بار ملنے کی آرزو کرتا۔ جو آپ کی گفتگو سن لیتا وہ شیدائی ہوجاتا۔ شفقت ومحبت کی چاشنی میں ڈوبے الفاظ براہِ راست دل پر اثر کرتے تھے۔ وقت کے مایہ ناز اساتذۂ کرام اور شیوخ المشائخ کے آگے زانوئے تلمذ طے کرکے علم وعمل اور مہر

والفت کے چشمے جاری کرنے والے ''بھائی جان'' والد مرحوم کے نائب ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری کا پیکر تھے۔ گفتگو میں ادب واکرام اس قدر تھا کہ ہم چھوٹے شرمندہ ہوجاتے۔ کشادہ دستی ایسی تھی کہ جس طرف سے نکلتے مٹھی بھر کر دیتے جاتے اور دینا بھی ایسا کہ دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلتا۔ ایسی ہی بے شمار خوبیوں کے مالک تھے جن کا ذکر کرنا یہاں ممکن نہیں۔

پشت ہا پشت سے ہمارا گھرانہ خالصتاً تاجرانہ رہا ہے، اگرچہ خاندانی اور علاقائی اعتبار سے دینی خدمات میں بھی اس خانوادہ نے سبقت لی ہوئی تھی لیکن یہ سب مالی وجسمانی خدمات تھیں، دینی علوم سے بہت زیادہ قربت نہ تھی۔ دادا سلیمان چونکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور آپ کی مجالس میں باہتمام شامل ہوا کرتے۔ تھانہ بھون، جلال آباد، دیوبند اور دیگر مختلف جگہوں سے جب علمائے کرام کی چرتھاول آمد ہوتی تو ان کے استقبال اور مہمان نوازی کے لئے پہلا نام دادا سلیمان کا ہوا کرتا تھا۔ ان اکابر علمائے عظام کی دعاؤں کا ہی اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو ایک ایسا چشم وچراغ عطا فرمایا جس کی علمی کرنوں نے نہ صرف علاقہ کا نام روشن کیا بلکہ شمال تا جنوب ایک بڑی خلقت کو آپؒ نے اپنی دینی، فکری، تصنیفی، طبی اور خانقاہی خدمات کے ذریعہ بہرہ مند فرمایا۔

حضرت بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کی دینی وعلمی لیاقت وحذاقت کے مدنظر والد محترم کبھی ''ادریس'' کہہ کر مخاطب نہ فرماتے، بلکہ ہمیشہ ''مولانا'' کہا کرتے تھے۔ یہی حال والدہ مرحومہ کا بھی تھا۔ ہم سب بہن بھائی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے چھوٹے ہیں، کیسی ہی بے تکلفانہ مجلس ہوتی والد محترم کے ادب واکرام کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ٹیک تک نہیں لگایا کرتے، کبھی اونچی آواز میں بات نہ فرماتے۔ ہم سبھی بھائی ابا جان کے اشاروں کنایوں کو خوب سمجھتے تھے لیکن بھائی جان اشارے کنائے کرنے سے پہلے سمجھ جاتے کہ ابا کیا چاہتے ہیں۔

حصولِ علم کے جویا تھے، اپنی زندگی کے تعلیمی وخانقاہی ایام میں خاندان کی کسی تقریب میں شرکت نہیں کی کہ کہیں تعلیمی حرج نہ ہو۔ مدرسہ وخانقاہ کی تعلیم وتربیت کے بعد گھریلو زندگی کے مشاغل ہونے کے باوجود تعلیم وتعلم سے دور نہ ہوئے، اپنے علاقہ سے ہزاروں کلومیٹر دور شہر بنگلور کو اپنا علمی مرکز بنایا اور جو خوبصورت دینی وملی گلدستے بنائے اور سجائے آج دنیا اس سے فیض پا رہی ہے۔

فنِ طب یونانی میں وسیع تجربہ رکھتے تھے، علمِ مفردات کے بڑے ماہر تھے، روایتی حکما کی طرح اپنے تجربات ومشاہدات کو چھپانے والے ہرگز نہ تھے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی پرخلوص مہمان نوازی اور بے مثال کشادہ دستی کے کی طرح طب یونانی کی ترویج واشاعت میں قلبی کشادگی بھی زیادہ تھی تو بے جا نہ ہوگا۔ کوئی ایک نسخہ طلب کرتا تو آپؒ اُس نسخہ کے ساتھ کئی دیگر بیش قیمت نسخہ جات دے کر دیگر مفردات کی نشاندہی بھی فرما دیتے۔ بعض اطبا کہتے کہ حکیم صاحب! ہم نے تو کتابوں میں یہ چیزیں نہیں دیکھیں؟ تو فرماتے: ''بھائی! یہ سینوں کے راز ہیں، برسہا برس کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں، میں نہیں چاہتا کہ دیگر اطبا کی طرح انہیں سینے میں دفن کیئے لے جاؤں۔ مخلوقِ خدا کی خدمت کے بغیر ہر علم اور ہر فن بے کار ہے''۔

بھائی جان حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات کا نتیجہ ہے کہ آج بحمد اللہ تعالیٰ خاندان بھر میں ایک درجن سے زائد ڈاکٹرس اور اطبا اس فن کے ذریعہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جب بھی مجلس ہوتی تو ہمیشہ ہم تمام بھائیوں کو یہ نصیحت فرماتے کہ مریض کی مالی مشکلات کو مدنظر رکھ کر علاج معالجہ کریں اور یہ یقین رکھیں کہ میری یہ خدمات محض رضائے الٰہی کے لئے ہیں۔ ادویات کے استعمال میں حرام تو دور مشکوک اشیا کے استعمال سے بھی منع فرمایا کرتے تھے۔

ابا جان مرحوم کے بعد سب کی نگاہیں صرف اور صرف حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھیں اور آپ بھی ہر خوشی وغم میں ہم سبھی پر عنایتیں اور محبتیں نچھاور کیا کرتے تھے، مہینے ڈیڑھ مہینے میں پابندی کے ساتھ چرتھاول تشریف لاتے، حالانکہ ابا جان کے وصال کا سب سے زیادہ اثر آپؒ پر تھا، سفر میں دشواری بھی ہوتی لیکن ہم بہن بھائیوں کی محبت کھینچ لاتی۔

افسوس صد افسوس! آپ کی ان شفقتوں سے یہ خانوادہ محروم ہوگیا جس کی تلافی نہیں کی جاسکتی، بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ فرمانے کے بعد دلوں میں محرومی کی وہ آگ دہک رہی ہے جسے بجھایا نہیں جاسکتا۔ ہزاروں لوگوں نے تعزیت کی، رنج وغم کا اظہار کیا، ہمیں تسلی ودلاسہ دیا، ہم ان سبھی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ راحت وآرام عطا فرمائے، مغفرتِ تامہ فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین۔ عزیزم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان

قاسمی، حکیم محمد عثمان حبان دلدآر قاسمی، حکیم محمد عدنان حبان نوادر، قاری محمد افضل، حکیم محمد عثمان قاسمی اور ڈاکٹر محمد سفیان حضرت بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان تمام بچوں اور بچیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور جو بھابی مرحومہ اور بھائی جانؒ نے تربیت فرمائی ہے اس پر استقامت عطا فرمائے اور سبھی اہل خاندان کو بھی صبر عطا فرمائے، آمین۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

غمگین بھائی

ماسٹر محمد شمیم، حکیم محمد شعیب، ڈاکٹر محمد طیب، حکیم طاہر حسین

حکیم محمد سالم، محمد کامل، ڈاکٹر عمار حسین، محمد عمیر حسن، حافظ محمد محبوب

وجملہ اہل وعیال، چرتھاول ضلع مظفرنگر یوپی

✧✧✧

خسرِ محترم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

طبی دنیا کی ایک معتبر شخصیت

ڈاکٹر حافظ محمد سفیان صاحب رحیمی زید مجدہم، مالک ریگل میڈیکل سینٹر دہلی

۱۵/ جولائی ۲۰۲۰ء دیر رات برادرِ محترم حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ مکرمی ابوحضور قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ میرے لئے یہ خبر قیامتِ صغریٰ سے کم نہ تھی، ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کہتے کہتے آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوگیا، ضبط کے باوجود دل کو قرار نہ تھا، اہل خانہ کو بھی سنبھالنا ضروری تھا، اس دوراہے پر جب کہ عالمی وبا کے باعث پورے ملک میں لاک ڈاؤن نافذ تھا اور سفر کی اجازت نہ تھی ہم نہ جنازہ میں شرکت کرسکتے تھے اور نہ گھر میں رہ کر قرار آرہا تھا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف رشتہ میں میرے پھوپا اور خسر تھے تو دوسری طرف ایک شفیق ومربی استاذ بھی تھے، مزید برآں میرے والد محترم حضرت منشی محمد عالم صاحب دامت برکاتہم کے آپؒ شاگردِ رشید بھی تھے، اس طرح کئی رشتوں کی وجہ سے آپؒ سے ہماری محبت والفت بہت زیادہ تھی۔ والد محترم حضرت منشی جی دامت برکاتہم کے متعلق حضرت حبیب الامتؒ نہایت پرخلوص جذبات واحساسات رکھتے تھے، فرمایا کرتے کہ اپنے والد کا ازحد خیال اور اکرام کریں، یہ وہ شخصیت ہیں جنھوں نے تحصیلداری کو ٹھوکر مار کر مدرسہ کا بوریہ نشیں ہونا پسند کیا اور پچپن سالوں سے تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ادھر والد محترم فرماتے: اپنے پھوپا کے ادب واکرام میں کمی نہ آنے دینا، ایسی شخصیت بہت دنوں بعد پیدا ہوتی ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ راقم السطور (محمد سفیان) کو ابتدائی طبی اسباق اور نسخہ سازی حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کرنے کا شرف ہے، خود بڑے حاذق اور ماہرِ نباض حکیم تھے، درجنوں ممالک سے لوگ علاج کے لئے رجوع ہوتے، طبی دنیا میں چہار جانب آپ کا شہرہ تھا، اللہ تعالیٰ نے حکمت ودانائی اور دستِ شفا سے خوب نوازا تھا، آپؒ کے کئی بھائی بحمد اللہ طبیب وڈاکٹر ہیں، آپ کبھی کبھی اس حقیر سے طبی مشورہ طلب فرماتے تو میں آپؒ کی عاجزی وانکساری پر دنگ رہ جاتا، سمجھ نہ آتی کہ یہ خسر محترم کی محبت والفت کا انداز ہے یا تربیت کا طریقہ۔ آپؒ ہمیشہ اپنے چھوٹوں کو بڑی اہمیت دیا کرتے جس سے آپؒ کے اخلاقِ عالیہ کا پتہ چلتا ہے۔

میں نے جب اپنا کلینک ''ریگل میڈیکل سینٹر'' قائم کیا تو بڑی خواہش تھی کہ ایک مرتبہ خسر صاحب اپنی تشریف آوری سے رونق بخشیں، چنانچہ ۲۰۱۲ء میں جب حبیب الامتؒ ایک بار دہلی آئے تو باہتمام ریگل میڈیکل سینٹر تشریف لائے اور کلینک کا معائنہ فرما کر نہایت مسرت وشادمانی کا اظہار کیا اور خوب دعاؤں سے نوازا۔ آپؒ کی اطلاع پاکر مریضوں کی لمبی قطار لگ گئی، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کئی گھنٹے اطمینان وسکون کے ساتھ تمام مریضوں کی تشخیص فرمائی۔

خسرِ محترم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو جہاں دنیا شیخِ کامل اور طبیب وحاذق کی نظر سے دیکھتی تھی وہیں ملک وبیرونِ ملک میں آپؒ ایک معتبر وبے مثال معبر بھی جانے جاتے تھے، آپؒ کی تالیف کردہ کتاب ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' کی بدولت اشراف وعلماء کرام کے درمیان ''ثانی ابن سیرین'' کے نام سے معروف تھے۔ خدمتِ خلق میں ہمہ وقت مصروف رہتے، ایثار وقربانی میں کوہِ استقامت تھے، سفرِ عمرہ پر جانا ہوا تو دن بھر عبادات میں اور رات کے تقریباً دو بجے تک مریضوں کی تشخیص فرماتے، ہم نے کئی مرتبہ عرض کی: آپ منع کردیں۔ ہنس کر فرماتے: ''بیٹا! یہ سرزمین مکۃ المکرمہ اور مدینۃ الرسولؐ کی ہے، یہ سعادت سبھی کو نہیں ملتی، ان کی خدمت بہت بڑا اعزاز ہے''۔ کسی بھی مریض سے فیس نہیں لی، مقبولیت کا یہ عالم کہ ایک صاحب اُٹھتے نہیں کہ دوسرے آجاتے۔ آپؒ کی بے شمار خوبیوں کو اس مختصر چند سطری مضمون میں تحریر نہیں کیا جاسکتا، چند باتیں بطورِ آئینۂ دل سپردِ قلم کردیں، وگرنہ آپؒ کی عالی شخصیت پر اس وقت یہ شعر نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دو نبیرے احمد احمد معین حبان سلمہ اور محمد محمد امین حبان سلمہ کے تکمیلِ حفظ قرآن کی دعائیہ تقریب میں خصوصی دعوت پر ماہِ جنوری ۲۰۱۹ء کو بنگلور جانا ہوا، کسے خبر تھی کہ آپؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہمارا یہ سفر آخری ہوگا اور جو پر مغز وجامع خطاب ہم سن رہے ہیں اُس کے بعد اِس شرف سے محروم ہو جائیں گے؟ آہ! دل غموں سے نڈھال ہیں، آپ کی معیت میں کئے گئے بہت سے اسفار اور اصلاحی مجالس آج بہت یاد آتی ہیں، رنج والم کا ایک پہاڑ ہے جس کے تلے ہم دبے جاتے ہیں، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے نہ جانے کتنے امیدوں کے چراغ گل ہو گئے۔ اب تو بس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خسر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سبھی پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور برادرِ محترم حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی (جانشین حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) کو اور سبھی برادران کرام کو ہمت وحوصلہ عطا کرے، آمین یارب العالمین!

شریکِ غم
ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی
ریگل میڈیکل سینٹر شاہ گنج چوک اجمیری گیٹ دہلی

✦✦✦

مکرمی ابو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اللہ مجھے جنتی لباس پہنانے والے ہیں

محترمہ ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان صاحبہ دہلی

یَا رَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْهِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ! انسان کی زندگی ایک پانی کے بلبلہ کی مانند ہے، لیکن اسی بلبلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک ولولہ اور جذبہ رکھا ہے جو انسان کو فکرِ آخرت عطا کرتا ہے اور اپنے رب کے حضور حاضری کا تصور پیدا کرتا ہے اور یہی عقیدہ اور تصور ایمان کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا بہت بڑا کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہم سب بھائی بہنوں کو ایسے عظیم المرتبت والدین سے نوازا جنہوں نے ہمیشہ فکرِ آخرت اور آخرت کی دائمی زندگی کا ایسا تصور ذہن میں بٹھا دیا کہ جس کا ادراک دن رات رہتا ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے: ''والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت'' یہ فکر ہر ایک کو نصیب ہو جائے تو گھر جنت کا نمونہ بن جائے اور انسان کی آخرت سنور جائے۔ عظیم المرتبت، اللہ کو محبوب رکھنے والے، عاشقِ رسول ﷺ، سنتوں پر عمل کرنے والے، اللہ سے حد درجہ محبت کرنے والے ہمارے پیارے والدین جن کی آغوش میں ہم نے پرورش پائی، جن کی تربیت سے شعور وآگہی حاصل ہوئی اور جنہوں نے زندگی کا ہر چھوٹا بڑا کام کرنے کا طریقہ سکھایا، جنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا، جنہوں نے علم جیسی لازوال دولت سے نوازا، ایسے مہربان والدین آج ہم سے بچھڑ کر اپنی آخری آرام گاہ میں استراحت پزیر ہیں۔

تین سال قبل پیاری امی جان اچانک ہی رخصت ہو گئیں تو پیارے مشفق ومہربان ابو حضور نے ہم سب کو سنبھالا، اگرچہ خود بھی غموں سے نڈھال رہتے لیکن اس کے باوجود ہم سب کو صبر کی تلقین

فرماتے، فکرِ آخرت کی تاکید فرماتے، بچپن سے ہم نے اپنے والدین کو کبھی کوئی کام خلافِ شرع کرتے نہیں دیکھا، چھوٹی چھوٹی باتوں میں سنتوں کا خیال رکھتے۔ نماز، قرآن کی پابندی، پردے کا اہتمام وغیرہ سے ابوحضور اور امی جان نے گھر کو جنت کا نمونہ بنایا ہوا تھا۔ الحمدللہ آج بھی سب بھائی بہنوں نے اس کو برقرار رکھا ہوا ہے اور امی جان و ابوحضور کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں۔ لیکن آج وہ نورانی پاکیزہ مشفق چہرے اپنی حقیقی قیام گاہ جنت سدھار گئے اور ہم سب کو اپنی شفقت و محبت سے محروم کر گئے۔ لاک ڈاؤن سے قبل ابوحضور دہلی تشریف لائے تھے، اس وقت آپ نور اللہ مرقدہٗ سے یہ ہماری آخری ملاقات تھی، آخری مرتبہ ابوحضور نے دہلی سے ہی کپڑے خرید کر سلوائے، جب کپڑے تیار ہوئے تو فرمانے لگے کہ ''اب میں بنگلور جاؤں گا تو فاروق عثمان عدنان کہیں گے کہ ابو آپ نے اتنے معمولی اور سستے کپڑے کیوں بنوائے ہیں؟ لیکن بیٹے! اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مجھے بہت قیمتی کپڑے عطا فرماتے آئے ہیں، میری خواہش تھی کہ میں زندگی میں ایک مرتبہ ایسے معمولی کپڑے بھی پہنوں، یہ لوگ نہیں جانتے کہ اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے کتنے قیمتی لباس زیب تن فرمانے والے ہیں، جو دنیا میں کسی نے کبھی نہیں دیکھے یعنی ''جنتی لباس''۔

یہ سن کر میں رونے لگی تو آپ نے شفقت سے میرے سر پر اپنا دستِ مبارک رکھتے ہوئے فرمایا: ''بیٹے! میں ابھی فوراً نہیں جا رہا بلکہ جب جاؤں گا تو ان شاء اللہ بتا کر جاؤں گا، یہ میں نے اپنے اللہ سے وعدہ کیا ہوا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ مجھے مہلت ضرور دیں گے اور آپ لوگوں کی محبت کا اندازہ اس وقت ہوگا جب آپ لوگ ایصالِ ثواب کریں گے''۔

بنگلور جانے کے بعد لاک ڈاؤن شروع ہوگیا، آپ بڑے رنجیدہ رہتے، فون پر جب بھی بات ہوتی تو فرماتے: ''بیٹے! یہ وقت بھی دیکھنا قسمت میں لکھا تھا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر خفا ہیں کہ اپنے گھر کے دروازے بھی بند کر لئے، آگے نہ جانے کیا ہونے والا ہے''۔ بار بار بنگلور آنے کے لئے اصرار کرتے رہے، جب بھی گفتگو ہوتی ابوحضور بلانے کی بات کرتے تو دل ڈوب سا جاتا، از حد بے بسی محسوس ہوتی، دل چاہتا کہ پَر لگ جائیں اور ہم اُڑ کر ابوحضور کے سینے سے جا لگیں۔ وہ وقت ہی ایسا تھا کہ چاہ کر بھی نہیں جا سکتے تھے، منگل کی رات ابوحضور کی ویڈیو کال آئی تو دل بہت خوش

ہوا کہ آج ابو کی زیارت نصیب ہوگئی، لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ آخری دیدار ہے؟ چہارشنبہ کے دن صبح سے ہی دل اُچھل اچھل کر حلق میں آتا محسوس ہوتا رہا، بار بار ابوحضور کا خیال آتا رہا، کسی سے فون پر بات بھی نہ ہو سکی، اسی گھبراہٹ و بے چینی میں شام ہوگئی، برادر عزیز مولانا عثمان حبان کا میسج ملا کہ ابو حضور کی طبیعت بہتر ہے۔ لیکن دل کو قرار نہیں تھا، رات میں گیارہ بجے کے قریب لگا کہ جیسے دنیا ویران ہوگئی، ہر چیز بے نور اور ہر طرف اندھیرا ہوگیا، تب ہی بڑی بھابی کا فون آیا، میں نے بے قراری سے ابوحضور کی طبیعت کا معلوم کیا تو کہنے لگیں کہ بس صبر کرو، اللہ کو ایسے ہی منظور تھا۔ ایصالِ ثواب کا اہتمام کرو، ہم ابوحضور کے سایہ سے آج محروم ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

آہ! وہ وقت بھی کیسا وقت تھا، وہ الفاظ بجلی بن کر ہم پر قہر برسا گئے، ہوش و ہواس گم ہوگئے، جس کا کبھی تصور نہ کیا تھا وہ ہوگیا۔ یا اللہ! کیا کبھی ایسا بھی ہو سکتا تھا، ایسی بے بسی ایسی مجبوری کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہم اپنے پیارے ابوحضور کے آخری دیدار سے بھی محروم ہوگئے۔ تسلی دلاسے سب بے سود تھے، ابوحضور ہم سے جس قدر محبت فرماتے تھے اتنے ہی ہم سے دور ہوگئے، امی جان کے انتقال کے وقت ابوحضور کے کہے گئے الفاظ ''بیٹے! صبر کرو، اللہ آپ کو اور ہم سب کو صبر دے، صبر صبر صرف صبر'' کانوں میں گونجتے رہے۔ اب تک لگتا تھا کہ ابھی ہم بچے ہیں، لیکن آج اچانک محسوس ہوا کہ ہم یتیم بھی ہوگئے، تینوں بھائی اور بڑی بہن و چھوٹی بہن سب ایک دوسرے کو تسلی دے رہے تھے، لیکن جو محرومی اب زندگی میں آ گئی اسے کون پورا کر سکتا ہے؟ سب ٹوٹ کر جیسے بکھر گئے، بڑے بھائی جان جو ہمیشہ ابوحضور کے بغیر کبھی کھانا نہیں کھاتے تھے، اب کیسے تنہا ہوگئے۔

تقریباً ایک ہفتہ بعد خواب میں ابوحضور تشریف لائے، نہایت خوبصورت جیسے ہمیشہ سے رہتے تھے، سر پر وہی پگڑی، بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں، کشادہ پیشانی، گلابی ہونٹ، سرخ و سفید رنگ، روشن چہرہ، نہایت نفیس سفید لباس زیب تن کئے ہوئے، گاؤ تکیہ سے ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں۔ میں پاس ہی بیٹھی ہوئی ہوں، فرما رہے ہیں: ''بیٹے! آپ لوگ تو نہیں تھے جب میرا انتقال ہوا، وہ وقت تکلیف دہ تھا، مجھے بھوک بھی لگی تھی لیکن وقت آ پہنچا تھا، امرود کھانے کو بھی طبیعت چاہ رہی تھی مگر وقت نہیں رہا، بالآخر انتقال ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسری زندگی عطا فرمادی، اب کوئی تکلیف و

پریشانی نہیں، اب الحمدللہ میں سب سے ملاقات کرسکتا ہوں''۔ ابوحضور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ ''مجھے اپنے اللہ پر ذرہ برابر بھی شک نہیں، اللہ سے اس قدر امید ہے کہ جیسے ہی میرا انتقال ہوگا، اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا فرمادیں گے''۔

ابوحضور کو ہم نے کبھی وقت کا ضیاع کرتے نہیں دیکھا، ہمہ وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے، مطب سے فارغ ہوتے تو تصانیف میں مشغول ہو جاتے، تسبیحات کا خاص اہتمام فرماتے۔ آخری مرتبہ جب دہلی آئے تھے تو فرما رہے تھے کہ ''بتیس کتابوں کا ذخیرہ میرے ذہن میں فی الوقت موجود ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے اور زندگی میں مجھے اتنی مہلت مل جائے، صحت ساتھ دیتی رہے تو ان شاء اللہ یہ کتابیں تیار ہو جائیں گی''۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا۔ دل بے حد مضطرب تھا، رہ رہ کر ابوحضور کی یاد ستاتی رہتی، لمحہ لمحہ اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا، رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو تھی کہ الٰہی! صبر وسکون عطا فرما اور پیارے ابوحضور کے حالات سے باخبر فرما تاکہ قلب کو اطمینان نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تڑپتے دل کی پکار قبول فرمائی اور رات میں خواب دیکھتی ہوں کہ ایک ایئر و برج ٹائپ کی صاف وشفاف سرنگ ہے جس میں میں اور امی جان مرحومہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گزر رہے ہیں، جب اس ایئر و برج سے ہوتے ہوئے انتہا پر پہنچے تو سرنگ ختم ہوگئی اور ہم ایک چھت پر پہنچ گئے، امی جان نے بتایا کہ دیکھو یہ کعبۃ اللہ کی چھت ہے اور آج کعبہ کو غسل دیا جا رہا ہے، اندر جھانک کر دیکھو تمہارے ابو اور بادشاہ اندر موجود ہیں۔ چنانچہ میں نے نیچے دیکھا تو اندر کا منظر صاف نظر آرہا تھا، آگے آگے ابوحضور تھے اور ان کے پیچھے بادشاہ، ابوحضور کے چہرے پر ایک عجیب وغریب نور سے چمک رہا تھا، جو اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہ آیا، ایسے ہی چمکدار ہاتھ تھے، نہایت خوبصورت چمکدار عباء زیب تن فرمائی ہوئی تھی، بادشاہ کے لباس کے آگے آپ کا لباس زیادہ اجلاء اور شفاف تھا، کعبۃ اللہ کے اندر تین ستون اور ان کے درمیان لٹکی ہوئی ڈوری، کچھ برتن نما چیزیں صاف نظر آرہی تھیں۔ میں نے امی جان سے کہا کہ واقعی ابوحضور ہی ہیں۔ امی جان نے کہا: غور سے دیکھو ان کے ہمراہ مولانا عثمان (شریکِ حیات) بھی موجود ہیں۔ میں نے دیکھا تو وہ بھی بادشاہ کے پیچھے پیچھے موجود ہیں۔ امی جان نے کہا کہ اب یہ لوگ اندر سے غسل دے کر فارغ ہو جائیں گے اور آپ کے ابو باہر

آجائیں گے، پھر ہم سب مل کر طواف کریں گے۔ چھت پر ایک طرف کچھ عرب خواتین بھی موجود ہیں جن میں چھوٹی بہن امۃ البریرہ بھی نظر آئیں۔ مکرمی امی جان نے ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا: دیکھو! آج جو اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس مقام یعنی کعبۃ اللہ کی چھت تک پہونچایا ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ ہمارے لئے بہت خوش نصیبی کی بات ہے، ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے، یہ مقام بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے، یہ سمجھو کہ جسے اللہ تعالیٰ چن لیں وہی اس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی، اس بشارت پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے وہ نہایت کم ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اعمالِ صالحات کے ساتھ شکر گذاری کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

چند دن قبل ایک خواب اور دیکھا کہ دستر خوان لگا ہوا ہے اور انواع واقسام کے کھانے سجے ہوئے ہیں، ابوحضور اور امی جان تشریف فرما ہیں، میں بھی قریب بیٹھی ہوں، ماموں شاہ عالم صاحبؒ بھی موجود ہیں۔ میں نے ابوحضور سے معلوم کیا کہ آخر آپ کے ساتھ کیا ہوا تھا، مجھے شروع سے آخر تک تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟ ابوحضور خاموش رہے اور امی جان نے نہایت سختی کے ساتھ کہا کہ یہ نہیں معلوم کیا کرتے، اس بات کا پردہ ہے، کوئی اور بات کرلو۔ اسی درمیان ابوحضور اور ماموں جان اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے امی جان سے معلوم کیا کہ کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ آج جمعہ کی نماز فاروق پڑھائیں گے، اس میں شرکت کے لئے بنگلور گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ بنگلور تو کافی دور ہے۔ امی جان نے کہا: ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ آنکھ کھلی تو صبح جمعہ کا دن تھا، میں نے بھائی جان سے خواب کا ذکر کیا تو بھائی جان نے فرمایا: واقعی! آج کئی جمعہ کے بعد میں نے ہی نماز پڑھائی ہے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ نیک ارواح کو نماز میں شامل ہونے کی اجازت دیتے ہوں۔

ابوحضور جتنے خوبصورت تھے اتنی ہی سیرت بھی خوبصورت تھی، نہایت بلند اخلاق کے حامل تھے۔ خوش اخلاق، نرم خو، نرم زباں تھے، کبھی سختی سے بات نہ کرتے، گفتگو میں حیا کا بڑا دخل تھا، ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے: ''انک لعلی خلق عظیم'' بے شک آپ ﷺ کے اخلاق نہایت بلند ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی اسی پر عمل کرنا چاہئے''۔ ہم سب بھائی بہنوں میں شروع سے امی ابو کی تربیت کا یہ اثر رہا کہ عام بچوں کی طرح کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا، گھر کا ماحول ہمیشہ پاکیزہ رہا، میل محبت اتحاد واتفاق سے

رہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان محبتوں کو قائم رکھے، اللہ رب العزت میرے برادرِ کبیر محترم ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم اور برادرِ صغیر مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی وعزیزم حکیم محمد عدنان حبان نوادر سلمہ اور دونوں بہنوں ڈاکٹر امۃ المعیز فرزانہ افضل، ڈاکٹر امۃ البریرہ فہمیدہ حبان اور پورے خاندان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ جیسے ہمارے والدین نے ہماری تربیت فرمائی ہے ایسے ہی ہمیں بھی بچوں کی تربیت کرنا نصیب فرمائے، والدین کی قبروں کو جنت کے باغات میں تبدیل فرمائے، اللہ رب العزت ہمارے پیارے بھائی جان جن کے کاندھوں پر سب ذمہ داری ہے، ان کو خوب خوب صحت وتندرستی عطا فرمائے اور عمر خضر عطا فرمائے، آمین!

لکھنا تو بہت کچھ چاہتی ہوں لیکن دل بھر آتا ہے، ہاتھ لرزنے لگتے ہیں، ذہن منتشر ہو جاتا ہے، آہ! کس قدر مشکل ہے؟ جنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا آج ان کے لئے یہ قلم چلانا کس قدر دشوار ہے؟ بس اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں ہمارے پیارے والدین کے لئے ذریعۂ آخرت بنائے، آمین یارب العالمین!

بھائیوں کو دیکھتی ہوں تو ان میں ابوحضور نظر آتے ہیں، بہنوں کو دیکھتی ہوں تو امی جان نظر آتی ہیں، اس دُکھ درد کو وہی محسوس کرسکتا ہے جس کے والدین اس دنیا میں نہیں رہے، جو ان کی انمول دعاؤں سے محروم ہوگئے، جو اس گھنے سایہ دار شجر کی چھاؤں سے ہمیشہ کے لئے کھلے میدان میں آسمان تلے آگئے۔ آہ! دل ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے یہ سوچ کر کہ عرش کے پائے جس ماں کی دعاؤں سے لرز جاتے تھے اس پیاری ماں کے ہاتھ اب ہمارے لئے کبھی نہ اُٹھ پائیں گے، اللہ رب العزت سب کے والدین کو سلامت رکھے اور ہمیں اپنے والدین کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

اپنے جنت نشیں عظیم والدین کی محروم بیٹی
قرۃ العین فاطمہ عثمان
مقیم حال دہلی
۱۰رجنوری ۲۰۲۱ء بروز اتوار

میرے پیارے ابوحضور رحمۃ اللہ علیہ

محترمہ امۃ البریرہ فہمیدہ حبان صاحبہ دہلی

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کا عجیب نظام بنایا ہے، یہاں کوئی آتا ہے تو کوئی رخصت ہو رہا ہوتا ہے، تخلیقِ دنیا سے اب تک یہی سلسلہ چلا آرہا ہے اور قیامت تک یہی نظامِ قدرت کارفرما رہے گا۔ جب دنیا سے کوئی رخصت ہوتا ہے تو اس کے جانے پر رنج وغم اور افسوس ہوتا ہے، پھر رفتہ رفتہ سب کچھ معمول پر آجاتا ہے۔ لیکن کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے رخصت ہونے پر اپنے پرائے سبھی غم و اندوہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں، قوم کا بڑا نقصان ہوتا ہے، ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے جس کی تلافی عرصۂ دراز کے بعد بھی نہیں ہوتی، دل ایسا غمگین ہوتا ہے کہ رہ رہ کر یاد ستاتی ہے۔

ایسی ہی رفیع درجات شخصیت عظیم المرتبت میرے والدِ محترم کی تھی جنہوں نے قوم وملت کی فلاح کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا، تمام عمر دینی ودنیوی خدمات میں صرف کی، ہر خاص وعام کی بھلائی کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے، ہر کسی کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ فرماتے، ہر لمحہ فکر رہتی کہ زندگی کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے ہو، ہر دن ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بھلائی کے لئے صرف فرمایا کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ رب العزت نے آپؒ کو منفرد مقام عطا فرمایا تھا۔

افسوس صد افسوس! آج میں بے انتہا غمگین ہوں، آہ! میرے عظیم والد محترم اب ہمارے درمیان نہیں رہے، اناللہ وانا الیہ راجعون! کبھی کبھی والد محترم ابوحضور یہ شعر پڑھا کرتے تھے: ؎

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

آج محترم ابوحضور کی جدائی پر بے ساختہ یہ شعر یاد آرہا ہے اور رہ رہ کر اپنے مشفق ومہربان والد صاحب کی یاد دِلا رہا ہے۔ والدِ معظم نے ہمیں انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا، بولنا سکھایا، دنیا میں رہنے کا قرینہ سکھایا، اچھے برے حالات سے گزرنا سکھایا، جو ہماری مسکراہٹ سے مسکرا اُٹھتے، ہمارے ایک آنسو سے تڑپ اٹھتے، ہمارے ذرا سے دکھ تکلیف پر خود بھی دُکھی ہوجاتے اور اپنی بے پناہ محبت سے ہمارے تمام دُکھ درد کو دور کردیتے، زمانہ کی ہر برائی اور دکھ سے بچا کر ہماری حفاظت کیا کرتے، دل نہایت رنجیدہ ہے، آج ایسی شفیق ہستی ہمیں داغِ مفارقت دے کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملی۔ بس رضائے الٰہی کے آگے سرِ تسلیم خم ہے۔

دورانِ گفتگو کبھی کبھی ابوحضور مجھ سے معلوم فرماتے کہ بیٹا! میرے انتقال کے بعد تم مجھے کتنا ایصالِ ثواب کروگی؟ میں دیکھوں گا کہ تم میں سے کون مجھے کتنا ثواب پہنچائے گا۔ آپؒ کی یہ بات سن کر اور پیارے ابوحضور کی جدائی کا سوچ کر رواں رواں کانپ اُٹھتا اور بے ساختہ آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ جس پر ابوحضور فوراً ہی دلجوئی فرمانے لگتے اور مسکرا کر فرماتے: بیٹا! اتنی چھوٹی سی بات پر رونے لگ جاتی ہو، موت تو حقیقت ہے، دنیا کو چھوڑ کر اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہونا ہے، مومن کے لئے تو دنیا قید خانہ ہے، اصل زندگی تو بعد میں شروع ہونے والی ہے، جب میرے مالک کا بلاوا آجائے گا تو خوشی خوشی حاضر ہوجاؤں گا، لیکن بے فکر رہو جانے سے قبل ان شاء اللہ تم لوگوں کو آگاہ کردوں گا۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری کے ساتھ دعائیہ کلمات زبانِ مبارک پر ہوتے تھے کہ اے اللہ! اپنے اس بندے سے راضی ہوجا، میں گنہگار بندہ ہوں لیکن تیری رحمت لا فانی سے مایوس نہیں ہوں، تجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں، یقیناً میرا رب بڑا مہربان ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے کووِڈ کی وجہ سے حالات ابتر تھے، والد محترم ابوحضور کے انتقال سے قبل ملک کے اندرونی وبیرونی حالات سفر کے قابل نہیں تھے، ہر مقام پر سخت چیکنگ اور کورونا ٹیسٹ کئے جانے کی وجہ سے سفر کرنا دشوار تھا۔ ہم لوگ دہلی میں تھے اور محترم ابوحضور بنگلور میں تھے، اس وقت کچھ دنوں سے ابوحضور بار بار ہم لوگوں کو یاد فرما رہے تھے، فون پر گفتگو فرماتے ہوئے دہلی کے حالات معلوم فرماتے کہ سفر کے قابل ہیں یا نہیں؟ فرمایا کرتے تھے کہ جیسے ہی حالات بہتر ہوں فوراً بنگلور

آجائیں، میرا دل آپ لوگوں سے ملنے کے لئے بے چین وبے قرار ہے۔ محترم ابوحضور کا بار بار اصرار دیکھ کر ہم لوگ بھی آپ سے ملنے کے لئے بیتاب تھے۔ پندرہ روز قبل گفتگو ہوئی تو میں نے طبیعت معلوم کی، فرمانے لگے: الحمد للہ! بہت بہتر ہے، لگتا ہے کہ آخر وقت چل رہا ہے، شام ہوچکی ہے، میری زندگی کا سفر تمام ہونے والا ہے، سورج غروب ہورہا ہے، رات کب ہوجائے کچھ خبر نہیں۔

آہ! ابوحضور کی زبان سے ایسے الفاظ کبھی نہیں سنے تھے، ایسی بات سنی تو میں بہت بے چین و مضطرب ہوگئی، آپ ایسے کیوں فرما رہے ہیں؟ یہ بھی معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوسکی، فون رکھنے کے بعد آنسو بہاتی رہی، سوچتی تھی کہ آخر کیا معاملہ ہے؟ کیوں ایسی بات کر رہے ہیں؟ خود کو تسلی دی کہ شاید دنیا بھر کے حالات ابتر سے ابتر ہونے کی وجہ سے دل پر ملال ومایوسی طاری ہے، لیکن پھر ابو حضور کے الفاظ کانوں میں گونجتے تو دل مایوس ہوجاتا۔ جلد از جلد ابوحضور کے قریب پہنچنے کی آرزو تھی۔ ننہال وددھیال میں ماموں جان اور چچا صاحبان سے کئی مرتبہ فون پر بات ہوئی، انہوں نے بتایا کہ بھائی جان (ابوحضور کو بھائی جان کہا کرتے) سے زیادہ گفتگو نہیں ہورہی ہے، ایسا لگتا ہے کہ شاید بہت مصروف ہیں۔ ہم نے کہا: غالباً مصروفیت زیادہ ہے۔ تصدیق کے لئے برادرِ عزیز مولوی محمد عثمان حبان قاسمی سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی یہ کہہ کر تسلی دی کہ آج کل محترم ابوحضور کچھ نامکمل تصانیف کی تکمیل میں مصروف ہیں، رات دن تصنیف وتالیف میں مشغولیت کی وجہ سے نیند بھی پوری نہیں ہورہی ہے۔ لیکن آہ! کون جانتا تھا کہ یہ تیاریاں اور یہ مصروفیات اپنے رب کریم سے ملاقات کے سلسلہ میں ہے؟

ایک روز قبل محترم ابوحضور سے رات میں ویڈیو کالنگ کے ذریعہ بات ہوئی، طبیعت میں کچھ نقاہت وکمزوری محسوس ہورہی تھی، میں نے کہا: ابوحضور! سنا ہے کہ دہلی سے بنگلور سفر کے حالات میں بہتری آئی ہے۔ یہ سن کر ابوحضور کے چہرہ پر خوشی جھلکنے لگی، فوراً ہی موبائل مشفق ومکرم بھائی جان کو دیتے ہوئے فرمایا: لو اپنے بھائی جان سے بات کرو، آنے کے تعلق سے بتاؤ۔ محترم المقام بھائی جان (حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی مدظلہ) سے بات ہوئی۔ ابھی ہم بنگلور جانے کے لئے پروگرام ترتیب ہی دے رہے تھے کہ ابوحضور کی طبیعت علیل ہونے کی اطلاع ملی، ہم بے چین ہوگئے، ہر ہر

منٹ پر کال کئے جا رہے تھے، اُدھر بنگلور میں ابوحضور کے قریب ہونے کی وجہ سے کوئی ہماری کال ریسیو نہیں کر رہا تھا، اس بات سے اور زیادہ تشویش ہونے لگی، گھبراہٹ اور بےچینی میں عجیب کیفیت طاری ہوگئی، دل اچھل اچھل کر حلق میں آ رہا تھا، اللہ تعالیٰ کے حضور کپکپاتے ہاتھ اٹھے ہوئے تھے، رو رو کر ابوحضور کی طبیعت اور درازئ عمر کے لئے دعا کر رہے تھے، بےقراری سے انتظار تھا کہ ابوحضور کی طبیعت میں بہتری آئے تو گفتگو کے ذریعہ اطمینان حاصل ہو جائے، لیکن انہی لمحات میں ایسی غمناک خبر ملی جسے سن کر سماعت پر یقین نہ آیا، جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی، رواں رواں کپکپا اُٹھا، در و دیوار سب خود پر گرتے محسوس ہوئے، ہوش و ہواس جاتے رہے، دل بار بار پکارنے لگا کہ کاش! یہ خبر جھوٹی ہو، یہ حقیقت نہ ہو بلکہ خواب ہو جو آنکھ کھلنے پر ختم ہو جائے، لیکن موت ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا، مشفق و مہربان میرے پیارے ابوحضور ہمیں اس دنیائے فانی میں چھوڑ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے، انا اللہ وانا الیہ راجعون!

دل غمگین تھا، بےبس تھا، کووِڈ کی وجہ سے بنگلور ایئرپورٹ پر کورنٹائن کیا جا رہا تھا، ابوحضور کے دیدار کے لئے کسی طور پہنچنا ناممکن تھا۔ آہ! میرے پیارے والد محترم کے جسمِ اطہر کو آخری آرامگاہ پہنچا دیا گیا اور ہم آپ کے آخری دیدار سے بھی محروم رہ گئے، ہم تمام کے دل میں ایک حسرت و یاس باقی رہ گئی۔ مشفق و مہربان والد محترم کی قربت تمام عمر نصیب رہی لیکن ان کی آخری جھلک دیکھنے کو ہم ترستے رہے، یہ محرومی مقدر میں لکھی تھی۔ اب تو نظروں کے سامنے ہر وقت ہر لمحہ خلوص و محبت کا پیکر ابوحضور کا چہرۂ انور گھومتا نظر آتا ہے، کتنا نورانی چہرہ تھا، اللہ رب العزت کی صناعی کا مکمل شاہکار تھے، دیگر عبادات کے علاوہ خصوصاً نمازِ جمعہ کے لئے ایک دن قبل تیاری فرمالیا کرتے تھے، بہت ہی اہتمام کے ساتھ تیار ہوتے اور فرماتے: ''میری تیاری اپنے رب کے لئے ہوتی ہے''۔ اللہ اکبر!

اور اب جبکہ سراپا جسم و روح مکمل ہی ربِ حقیقی کے حضور حاضر ہوئے ہیں تو یقیناً پوری تیاری کے ساتھ حاضری ہوئی ہوگی، اس وقت کیسا نورانی چہرہ رہا ہوگا، میری آنکھیں آپ نور اللہ مرقدہٗ کا وہ آخری نورانی چہرہ دیکھنے کو بےقرار و بیتاب رہیں اور یہ حسرت دلِ غمگین سے شاید عمر بھر نہ نکل پائے۔ جب جب سوچتی ہوں دل بےقرار ہو اُٹھتا ہے اور آنکھوں سے بےحساب آنسوؤ بہنے لگتے ہیں۔

سراپا مجسم الفت امی حضور تین سال قبل ہمیں چھوڑ کر جنت نشیں ہوگئیں تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ یہ دعا کرتی رہی کہ الٰہ العالمین! اب ہمارے پیارے والد محترم ابوحضور کا سایۂ عاطفت قائم و دائم رکھنا، یا الٰہی! میں اپنے مشفق و مہربان والد مکرم کے آخری لمحوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی تاب کبھی نہیں رکھتی، ایسا روح فرسا موقع زندگی میں نہ آئے۔ شاید وحدہٗ لاشریک لہ نے میری اس دعا کو قبولیت بخشی اور میں اپنی آنکھوں سے اور دور رہنے کی وجہ سے ابوحضور کو آخری لمحوں میں نہ دیکھ سکی، آہ! پیارے ابوحضور ہم سے جدا ہوگئے، یہی منشائے الٰہی تھی، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا ہے ہی اصل بندگی ہے۔

الحمدللہ محترم ابوحضور کا ایسا طرزِ زندگی تھا کہ جو بھی آپ کے قریب ہوتا اس کو آپ کے ہر عمل سے کچھ نہ کچھ سیکھنے کو ضرور ملتا، ہر کسی کے ساتھ نہایت نرمی اور محبت سے پیش آتے، بالخصوص بچوں کے ساتھ نہایت شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، بچوں کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھتے اور اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ بچے آپ سے قریب اور بےتکلف ہو جاتے، آپ جس کسی کو بھی نصیحت فرماتے تو انداز اتنا نرم و خوشگوار ہوتا کہ سننے والا کبھی بیزار نہ ہوتا بلکہ دل چاہتا کہ اور وعظ و نصیحت فرماتے رہیں۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا کبھی بھی محترم ابوحضور کو گھر میں بےجا ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے نہیں دیکھا، کبھی غصہ آ جاتا تو نہایت آرام و سکون کے ساتھ ظاہر فرماتے یا درگزر کر دیا کرتے۔ محترم ابوحضور بیٹیوں سے بےحد محبت فرماتے تھے، بچپن کا دور تھا، ہم سے گھر میں کچھ نہ کچھ غلطی ہو جاتی، جس پر والدہ صاحبہ امی جان کی ڈانٹ ڈپٹ پڑا کرتی۔ امی جان ابوحضور کے مقابلے ذرا سخت مزاج تھیں، خصوصاً اولاد کی تربیت کے تعلق سے۔ حالانکہ امی جان کی شفقت بھی کم نہ تھی لیکن تربیت کے معاملہ میں ہماری کوئی کوتاہی برداشت نہ کرتیں۔ ایسے میں جہاں امی جان ہم کو ڈانٹتیں تبھی پیارے ابوحضور کی حمایت حاصل ہو جاتی اور آپ امی جان کی گرفت سے ہمیں بچا لیتے اور اپنی خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ ہماری غلطیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے، تبسم کے ساتھ فرماتے: ''بلاوجہ غصہ کرتی ہو، یہ تو بچے ہیں، سمجھ جائیں گے''۔

اپنے حلم اور ہم سے بے پناہ محبت کی خاطر خود بھی ہم سے کبھی ناراض نہ ہوتے اور نہ کبھی سخت آواز میں یا لہجہ میں گفتگو فرماتے، جو بات ہم امی جان کے سامنے کہتے ہوئے ڈرتے وہ بات بڑی آسانی کے ساتھ محترم ابوحضور سے کہہ دیا کرتے۔ ابوحضور ہماری چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر جائز خواہش کو بخوشی پورا فرما دیا کرتے۔ الحمدللہ ہم لوگوں کا بچپن بے حد خوبصورت گزرا، اللہ رب العزت نے اتنے عظیم والدین عطا فرمائے۔ میں اپنے والدین کی سب سے چھوٹی بیٹی ہوں، سراپا مجسم الفت امی حضور کے علاوہ محترم ابوحضور کا لاڈ پیار بہت زیادہ تھا۔ بچپن میں اکثر وبیشتر مجھ سے گھر میں کچھ نہ کچھ نقصان ہو جاتا تھا، اس وقت میری عمر پانچ چھ برس رہی ہوگی، امی حضور کی ڈانٹ کے ڈر سے بچنے کے لئے میں چپکے سے گھر سے باہر کھیلنے کے لئے نکل جاتی یا پڑوس کی آنٹی کے یہاں چلی جاتی اور کافی دیر بعد جب لگتا کہ اب غالباً محترم ابوحضور گھر آ چکے ہوں گے تو گھر واپس آتی، اس طرح ابوحضور کی غیر موجودگی میں جو کلاس لی جا سکتی تھی وہ نہ لی جاتی۔ بچپن سے جڑی ایسی ہی بہت سی خوبصورت یادیں ہیں جو ہر وقت اپنے جنت نشیں عظیم والدین کی یاد دلاتی ہیں، اب وہ سکون اور خوشیاں یاد آتی ہیں جو والدین کی گود میں کبھی میسر تھیں۔

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے والدین نے دینی وعصری علوم سے آراستہ کیا، بہترین پرورش فرمائی، خود بہت سے مصائب برداشت کئے لیکن ہم لوگوں کو مکمل آسائشیں مہیا کیں، بحمداللہ ہم تین بہنیں اور تین بھائی ہیں، امی جان اکیلی ہم لوگوں کو سنبھالتیں، ہمارے آرام وراحت کا خیال رکھتیں، تربیت پر بھرپور توجہ فرماتیں، خود بیمار ہو جاتیں تو بھی ہم سے غافل نہ رہتیں، اللہ تعالیٰ نے خوشحال زندگی سے نوازا تھا۔ ابوحضور کی شب وروز کی محنتوں سے حاصل کی ہوئی حلال آمدنی سے گھر میں بہت ہی خیر وبرکت اور خوشحالی قائم تھی۔ امی جان بھی بہت سلیقہ شعار، ہنرمند، نفاست پسند، باشعور، خدمت گزار اور نیک وصالحہ تھیں، ہر کام بہت سلیقے وخوش اسلوبی سے انجام دیا کرتیں، یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ تمام ایمانی صفات آپ کی ذات میں نمایاں تھیں۔

محترم ابوحضور بے انتہا مہمان نواز تھے تو امی جان بھی میزبانی کے فرائض انجام دینے میں کسر باقی نہ رکھتیں۔ مہمانوں کے لئے کھلا دل رکھتیں، مہمان کافی تعداد میں بھی آ جاتے تو کھانا خود ہی

بناتیں، کبھی باہر سے بنا ہوا یا ہوٹل سے منگوانا پسند نہ کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابوحضور کو سخاوت سے مالا مال فرمایا تھا، اپنوں اور غیروں سبھی کے ساتھ سخاوت کا معاملہ تھا، مستحق کو بھی دیتے تھے اور غیر مستحق کو بھی، اس میں امی جان بھی پورا تعاون فرماتیں۔

مکرم ابوحضور مزاجاً نفیس تھے، ہر چیز میں سلیقہ اور نفاست کو پسند فرماتے تھے، لباس میں بھی الگ ہی ذوق رکھتے تھے، عمدہ اور سادہ لباس پسند فرماتے لیکن ایسا ہوتا کہ خوبصورت اور نایاب لگتا، جیسا اپنے لئے پسند فرماتے ویسا ہی یا اس سے بھی بہتر سبھی کے لئے پسند فرماتے، اپنے لئے جو بھی کچھ منگواتے جیسے کپڑا یا کوئی اور چیز تو پہلے گھر کے سبھی افراد کے لئے منگواتے پھر اپنے لئے۔ ہم عرض کرتے: ابوحضور! آپ نے تو اپنے لئے صرف ایک ہی جوڑا منگوایا ہے؟ جس پر ابوحضور فرماتے: ”جی ہاں بیٹے! مجھے ایسے ہی خوشی حاصل ہوتی ہے، مجھے گوارہ نہیں کہ میں کوئی بھی چیز اکیلا استعمال کروں، یہ عمل میرے نبی ﷺ کا رہا ہے، اسے میں بھی پسند کرتا ہوں“۔

ابوحضور وامی جان دونوں ہی جتنی محبت بیٹیوں سے فرماتے تھے اتنی ہی یا اس سے بھی کہیں زیادہ بہوؤں سے فرمایا کرتے تھے، کبھی بیٹی اور بہو کے درمیان فرق محسوس نہ کرتے۔ الحمدللہ والدین کی تعلیم وتربیت کی خاطر گھر کا ماحول بہت پاکیزہ اور پرسکون رہا ہے، دین وشریعت کو خصوصاً ملحوظ رکھا جاتا ہے، اسلامی رسم ورواج قائم ہیں جو آج کے جدید دور میں کم ہوتے جا رہے ہیں۔ الحمدللہ تعالیٰ!

ابوحضور ادب وآداب کو ملحوظ رکھتے، خاندان کے بزرگوں کی تابعداری وفرمانبرداری کرتے۔ ہر خاص وعام غریب وامیر سبھی کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آتے، کسی کی دل آزاری نہ ہونے دیتے۔ آپ نور اللہ مرقدہٗ خدمت گزاری کے جذبہ سے معمور تھے، بچپن ہی سے اساتذۂ کرام کی خوب خوب خدمت کیا کرتے تھے، یوں تو بہت سارے واقعات ہیں لیکن ایک واقعہ جو ابوحضور نے اپنے طالبِ علمی کے وقت کا سنایا تھا یوں کہ ہے قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں واقع مدرسہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی میں زیر تعلیم تھے، گنگوہ کی خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ میں آنا جانا تھا، اپنے شیخ حضرت اجان رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم وخدمت کیا کرتے تھے، سلوک ومعرفت کے سلسلہ میں حضرت سے قربت تھی۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی ابوحضور سے قلبی محبت فرماتے تھے، سخت گرمی کا موسم تھا، اس وقت لائٹ (بجلی) کا بھی کوئی معقول انتظام نہ تھا، شیخ اپنے حجرۂ مبارک میں آرام کی غرض سے لیٹ گئے، عشا کے بعد کا وقت تھا، ابوحضور نے ہاتھ سے پنکھا جھلنا شروع کیا، پنکھا جھلتے رہے، حضرت گہری نیند میں تھے، درمیان میں آنکھ نہ کھلی، بجلی بھی نہ آئی، پنکھا جھلتے جھلتے کئی گھنٹے گزر گئے، آخر تہجد کا وقت ہوا، پھر بھی حضرت والا نیند سے بیدار نہ ہو سکے، وقت گزرتے ہوئے آخر فجر کی اذان کی آواز آئی جس پر شیخ نیند سے بیدار ہوئے، دیکھا ابھی بھی پنکھا جھل رہے ہیں اور جاگنے کی وجہ سے آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں، حضرت سمجھ گئے، فرمایا: پوری رات ہوگئی پنکھا جھلتے رہے، میں غفلت کی نیند سوتا رہا، اٹھا دیا ہوتا؟ عرض کیا: حضرت میرے لئے سعادت کی بات ہے۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں جو ابوحضور کی حیات سے جڑے ہوئے ہیں، ابوحضور کی شخصیت کے متعلق ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے، میری اس تحریر میں والدین کی خوبیوں کی ایک معمولی سی جھلک ہے، اگر ان کی مکمل خوبیوں کو بیان کیا جائے تو ایک ذخیرہ تیار ہو جائے۔

ہمارے مشفق ومکرم برادر محترم بھائی جان (مکرمی ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم) الحمدللہ والد محترم ابوحضور نوراللہ مرقدہٗ کے قائم مقام ہیں، والد اقدس حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے آپ جانشین ہیں، بہت ساری خوبیاں عادات واطوار والد محترم نوراللہ مرقدہٗ کی آپ میں موجود ہیں، والدہ ماجدہ امی حضور بتاتی تھیں کہ محترم بھائی جان کو شیرخواری کے دور میں بہت سارے علما وصلحا اور اولیا اللہ کی گود میں کھیلنے کا موقع نصیب ہوا اور ان کی دعائیں ساتھ رہیں۔ آپ مدظلہ العالی والد محترم کے نقوشِ حیات پر صدق دل سے عمل پیرا ہیں، خاندان سے متعلق سبھی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے ہیں، سبھی کے ساتھ خیرخواہی کا جذبہ رکھتے ہیں، الحمدللہ گھر کے سبھی افراد آپ کا بے حد ادب واکرام کرتے ہیں اور آپ ہی کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سچا جانشین سمجھتے ہیں، آپ سے وہی الفت ومحبت رکھتے ہیں جو والد محترم ابوحضور سے رہی اور ہے۔ مکرمی بھائی جان بھی ہم سے قلبی محبت فرماتے ہیں، آپ کی شفقت پیارے والدین کی یاد دلا دیتی

ہے۔ اسی طرح برادرِ عزیز مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی جو کہ عمر میں مجھ سے چھوٹے ہیں لیکن تعلیم وتعلم، حسنِ خلق، نیکی وپاکیزگی اور عبادت وریاضت میں ہم سے آگے ہیں، میں ان کی تعظیم وتکریم برادرِ کبیر کی طرح کرتی ہوں۔ ہم سبھی بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے برادرِ عزیز حکیم محمد عدنان حبان نوادر سلمہ ہیں جن پر بچپن سے لے کر اب تک سارے گھرانے کی شفقت رہی اور ہے۔ الحمدللہ آج بھی جب ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو بچپن کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں، بہت ہی سلجھے ہوئے مزاج اور نرم طبیعت کے مالک ہیں، خودداری کوٹ کوٹ کر بھری ہے، بہت ساری خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ بھی ہے کہ غربا ومساکین سے دلی ہمدردی اور خیرخواہی کا جذبہ رکھتے ہیں، آئے دن خاموشی سے امداد کرتے رہتے ہیں، الحمدللہ تعالیٰ!

مجھے برادران میں ابوحضور کی جھلک دکھائی دیتی ہے، مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ الحمدللہ میرے تینوں برادران اور ہمشیرائیں محترم والدین کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں۔ میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے پیارے والدین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین۔ مکرمی بھائی جان کو صحت وعافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے، ہم تمام بہن بھائیوں کے درمیان وہی محبت والفت قائم رکھے جس کا حکم والدین کیا کرتے تھے۔ ہم سبھی اہل خانہ کو اور والد محترم کے جملہ خلفا ومجازین اور بہی خواہان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

ابوحضور کی غمگین بیٹی

امۃ البریہ فہیمہ حبان

مقیم حال دہلی

✧✧✧

شیخِ طریقت

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

کی حیاتِ مبارکہ پر

ایک اجمالی نظر

رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِیۡ صَغِيۡرًا

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

مشفق وکرم فرما والد محترم پیر و مرشد حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کے وصال والے دن صبح فجر کے بعد حاضرِ خدمت ہوا تو تلاوتِ قرآن میں مشغول تھے، بعدہٗ بہت دیر تک ذکر واذکار میں مصروف رہے، پھر میری جانب تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا، خیریت دریافت فرمائی۔ میں نے الحمد للہ کہتے ہوئے آپ کی طبیعت کے متعلق معلوم کیا تو نہایت اطمینان سے فرمایا: اللہ کا شکر ہے۔ پھر مذکورہ بالا شعر پڑھا اور فرمایا: بس نیند نہیں آئی تو تلاوت کرنے لگا۔ میں نے عرض کیا: اب آرام فرمالیں تو مناسب رہے گا۔ فرمایا: ''نہیں! آنکھ جب تک کھلی ہے غنیمت ہے، پھر تو آرام ہی آرام کرنا ہے۔ زندگی کی ڈور کب ٹوٹ جائے خبر نہیں، موت آجائے تو اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَأۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ''. ''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے''۔ (سورۂ حجر:۹۹)

دل تڑپ اٹھا، آنکھیں بھر آئیں، میں نے نظریں نیچی کرلیں، خاموش لبوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرنے لگا: الٰہی! والدہ کے وصال کے بعد ابھی ہمارے اس بابِ جنت (والد) کو ہم پر بند نہ فرمانا، والد بزرگوار کو لمبی عمر عطا فرما اور ہمارے سروں پر تادیر آپؒ کا سایہ دراز فرما۔

ایک دن قبل عالیجناب سید افضل پاشا صاحب مرحوم کا خواب بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے مسجد میں لوگ جمع ہورہے ہیں، آپ (حبیب الامت) آئے اور سیدھے ممبر پر

کسی منسٹر سے ملاقات کو گایا جاتا ہے حالانکہ نماز میں مومن اللہ سے باتیں کرتا ہے

رسول اللہ ﷺ سے جا کر بغل گیر ہو گئے اور چہرے پر بوسے دینے لگے۔ تعبیر معلوم کی تو ”مبارک خواب“ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ کسے خبر تھی کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مبارکبادی کا یہ خواب آپؒ کے متعلقین ومتوسلین کے لئے رنج وغم کی نوید ہے؟ ہزاروں لوگوں کے دلوں پر آپ کی وفاتِ حسرت آیات سے جو چوٹ پہنچی ہے اس کا مداوا نہیں کیا جا سکتا:

درد ہو دل میں تو کیا کیجئے
دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجئے

حضرت حبیب الامتؒ کا فیضِ عام

والد محترم شیخ طریقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار لوگ دینی، طبی اور قلبی استفادہ کے لئے حاضر ہوتے، آپ بلا تفریق مذہب ومسلک خوشی خوشی ان کے جسمانی وروحانی علاج میں مشغول رہتے۔ اگرچہ اوقات کے سخت پابند تھے، مسجد ومدرسہ، مہمانانِ کرام، علمائے عظام، تصنیف وتالیف اور مطب وغیرہ کا وقت متعین تھا، اس درمیان اہلِ خانہ بھی مخل نہ ہوتے، پھر بھی کوئی ملنے والا آ جاتا تو درمیان میں ہی ملاقات فرما لیتے۔

کوئی مریض بے وقت آ جاتا تو بھی دیکھ کر بھیجتے۔ ہم عرض کرتے: ان لوگوں کو عادت ہو جائے گی اور آپ کو بے آرامی ہوتی ہے تو مسکرا کر فرماتے: ”میں نے اپنے شیخ حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ سے معلوم کیا کہ حضرت! آپ کے اوقاتِ مطب کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: حبان صاحب! جب مریض آ جائے تو وہی میرے اوقاتِ مطب ہیں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ حضرت حاذق الامتؒ کے اس طریقہ کو اپنا لوں مگر دیگر مصروفیات پیچھا نہیں چھوڑتیں، بس اسی لئے کہتا ہوں کہ مریض اپنے مرض سے پریشان آتا ہے، ہم اپنے اصولوں کو پتھر کی لکیر نہیں بنا سکتے، آنے والے کا اکرام اور خیال کرنا بھی ضروری ہے“:

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

ادب واکرام میں بے مثال

ہر چھوٹے بڑے کا از حد اکرام فرمایا کرتے تھے، دار العلوم محمدیہ اور دیگر مدارس کے اساتذہ کرام اور طلبائے عزیز کو نہایت محبت سے مخاطب فرماتے۔ عمر رسیدہ لوگوں کو ہمیشہ حاجی صاحب اور علمائے کرام کو حضرت کہتے، کبھی نام نہ لیتے۔ بزرگ اور اہل علم حضرات کا اپنی جگہ سے اٹھ کر استقبال فرماتے، بعض کم عمر علما شرمندہ بھی ہو جاتے کہ حضرت! ”حضرت“ تو آپ ہیں، ہم تو کچھ نہیں۔ مسکرا کر فرماتے: ”میں ہر ہر فرد خصوصاً علما اور طلبہ کو خود سے بہتر تصور کرتا ہوں“۔ یہ صرف باہر کا ماحول نہیں تھا، گھر میں بھی ہر چھوٹے بڑے سے نہایت ادب کے ساتھ گفتگو فرماتے، کمسن بچوں کو بھی القاب وآداب لگا کر مخاطب فرماتے اور ارشاد فرمایا کرتے: ”ہم ان بچوں سے جیسی بات کریں گے یہ ویسا ہی سیکھیں گے“۔ برادرِ کبیر حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم (جانشین حبیب الامتؒ) کسی بات کا اظہار کرتے تو فوراً قبول فرما لیتے، ہم سبھی بہن بھائیوں سے اکثر وبیشتر ارشاد فرماتے کہ ”بڑے بھائی کا درجہ والد کے برابر ہے، ان کا اکرام اور تعمیل اتنی ہی ضروری ہے جتنی والد کی“۔ برادرِ کبیر جب تک گھر تشریف نہ لاتے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کھانا تناول نہ فرماتے۔ بعض مرتبہ چار بج جاتے لیکن انتظار فرماتے اور جب تشریف لاتے تو دستر خوان بچھواتے۔ برادرِ صغیر حکیم محمد عدنان حبان نوادر نہایت کم گو ہیں، دورانِ گفتگو بار بار متوجہ ہو کر ارشاد فرماتے: ”کیوں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ مناسب ہے؟“۔ الغرض حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ جو حسنِ سلوک محبت وخلوص کا معاملہ تھا وہ اسلاف کا نمونہ پیش کیا کرتا تھا۔ افسوس! آج ہم آپؒ کی عنایات سے محروم ہو گئے۔

ذہانت وحاضر جوابی

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وحاضر دماغی بے مثال تھی، تالیفات کے درمیان کوئی ملاقات کے لئے آ جاتا یا کسی کا فون ہوتا تو گفتگو ختم کر کے اسی جگہ سے لکھنا شروع فرما دیتے جہاں رُکے تھے، حاضر دماغی اور تسلسل کا یہ عالم تھا کہ پچھلی دو چار سطریں دیکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہ فرماتے۔ والد اقدس رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذہین اور حاضر جواب تھے، ایک واقعہ تحریر کر دینا مناسب ہوگا۔ ہوا

یوں کہ ایک مرتبہ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نوراللہ مرقدہٗ (ہردوئی) جنوبی ہند تشریف لائے ہوئے تھے، اس وقت تک حضرت حاذق الامتؒ سے ملاقات نہ ہوئی تھی، شاہ صاحب کے میزبان سے ملنے کی اجازت لے کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ آپؒ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے، سوئے اتفاق حضرت دسترخوان پر کھانا تناول فرمارہے تھے، جب فارغ ہوئے تو والد بزرگوار سے مخاطب ہوکر حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے دریافت فرمایا: مولانا! آپ نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا؟ والد صاحب نے عرض کیا: ''حضرت! آپ کھانا تناول فرمارہے تھے، اس لئے میں نے سلام نہیں کیا''۔ فرمایا: بالکل صحیح بات ہے، اچھا یہ بتاؤ کہ جب ہم دسترخوان پر تھے تو میں نے آپ سے کھانے کے لئے کیوں نہیں کہا؟ قبلہ حبیب الامتؒ نے عرض کیا: ''حضرت! آپ یہاں مہمان ہیں اور میزبان کی بغیر اجازت کوئی مہمان کسی کو کھانے پر مدعو نہیں کرسکتا''۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان جوابات سے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا: ماشاء اللہ! پوری پوری اصلاح ہوچکی ہے۔ عرض کیا: حضرت! میں تو اصلاح کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔ فرمایا: مولانا میری طبیعت چاہتی ہے کہ آپ رابطہ رکھیں آگے اللہ بہتر جانتے ہیں۔ اس واقعہ کو سنا کر والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شاہ صاحبؒ سے چند مرتبہ خط و کتابت ہوئی، پھر حضرت حاذق الامتؒ سے تعلق قائم ہوگیا تو ہردوئی کا خیال ہی نہیں آیا۔

کاروانِ ماضی کو پھر سے آپؒ لے آئے

والد مکرم حضرت حبیب الامت نوراللہ مرقدہٗ نے برسہا برس کبار شیوخ کی خدمت میں رہ کر اکتسابِ فیض کیا۔ آٹھ برس تک خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ میں ولیٔ کامل قلندرِ زماں حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی قدس سرہٗ نبیرۂ حضرت گنگوہیؒ کے پاس رہے، ان کی جوتیاں سیدھی کیں۔ مرشد نے تاجِ بیعت وارشاد سے نوازا، جب شیخ پاکستان ہجرت فرماگئے اور کراچی میں خانقاہ لیلۃ النہار قائم فرمائی، حبیب الامتؒ کو جنوبی ہند کے سفر کا حکم دیا اور خود گوشہ نشینی اختیار فرمالی۔ اس درمیان صاحبِ کشف حضرت جی الحاج حافظ عبدالستار صاحب نوراللہ مرقدہٗ (خلیفہ ومجاز حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری)، حضرت مولانا اسرار الحق صاحب اعظم گڑھی نوراللہ مرقدہٗ، فدائے ملت

حضرت مولانا سید اسعد مدنی نوراللہ مرقدہٗ سے تعلق رہا، لیکن یکے بعد دیگرے بہت جلد یہ حضرات اس دارِفانی سے کوچ فرماگئے۔ بعدہٗ حبیب الامتؒ سلسلۂ تھانویؒ کے نقیب حضرت مسیح الامت جلال آبادیؒ کے خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحب پرنامبٹی نوراللہ مرقدہٗ سے بیعت ہوگئے۔ پہلی ہی ملاقات میں حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دوربین نگاہوں نے جویائے صادق کی بصارت دیکھ لی، فوراً اجازت وخلافت سے سرفراز فرمادیا۔ حاذق الامت اور حبیب الامت کے درمیان کے تعلق نے اکابر واسلاف کی یاد تازہ کردی، شیخ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے بعد حضرت حبیب الامتؒ نے کبھی رضائے شیخ سے پلک تک نہ جھپکی، حاذق الامت کی دعائے سحرگاہی اور حبیب الامت کے تسلیم ورضا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا نوازا کہ آج ایک کثیر تعداد حلقۂ سلوک ومعرفت میں داخل ہوکر فیضیاب ہورہی ہے۔ والد معظم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند سال قبل ولی کامل حضرت جی حافظ عبدالستار صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے جانشین حضرت جی حافظ جمیل احمد صاحب نانکوی مدظلہ العالی نے بھی اجازتِ بیعت وارشاد عنایت فرمائی۔ الغرض حضرت مدنی، حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہم کے چاروں سلسلوں قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ، نقشبندیہ میں حضرت حبیب الامت کو اجازت وخلافت حاصل تھی۔ یہ فیض اور جواہر پارے بہت کم خوش نصیبوں کو میسر ہوتے ہیں، اسی لئے ایک موقع پر کہا تھا:

آپ نے ہی گنگوہیؒ کے مصلے پر جاکر   ذکرِ رب کے جاموں کو خوب پیا ہے بھر بھر کر
آپ نے جوانی کے ولولوں کی داں دے کر   قربتِ الٰہی کا پالیا ہے وہ گوہر
آپ نے ہی سیرتؐ کو جان و دل بنایا ہے
آپ نے ہی کاملؒ کے رمزِ دل کو پایا ہے
آپ نے ہی نھوںؒ کے علمِ طب کو پایا ہے   آپ نے ہی حاذقؒ کے سوزِ دل کو پایا ہے
آپ نے ہی رومیؒ کے نقشِ پا کو پایا ہے   آپ نے ہی بصریؒ کی تیرگی کو پایا ہے
کاروانِ ماضی کو پھر سے آپ لے آئے
مصطفیٰ کے قدموں کی گرد آپ لے آئے

کشادہ دستی وفراخ دلی میں اپنی مثال آپ تھے

کشادہ دستی ایسی تھی کہ اپنی ضرورت کی چیزیں بھی دے دیا کرتے تھے۔غربا وضرورت مندوں کو مٹھی بند کر کے رقم عنایت فرماتے۔سامنے والے کو عمدہ سے عمدہ ہدایہ وتحائف دینے کے عادی تھے۔ عطر کا ذوق بہت زیادہ تھا، مشک وعنبر اور زعفران کو زیادہ پسند فرماتے، جو خود استعمال کرتے وہی دوسروں کو ہدیہ دیتے،عطر فروشوں سے مسلسل رابطہ رہتا۔

ایک مرتبہ نہایت قیمتی عطر منگوایا،عطر کی شیشی اسّی گرام تھی، ایک تولہ کی قیمت پچاسوں ہزار روپے تھی، ہمارے دل میں بھی اس کی خواہش پیدا ہوئی، فرمایا: سوئے اتفاق آج کچھ نئے لوگ ملاقات کے لئے آئے تھے،دوایک علمائے کرام تھے،کوئی اور چیز نظر نہ آئی تو میں نے وہی عطر تحفہ میں دے دیا۔کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی نے آپؒ کے پاس موجود چیز کی تعریف کی تو فوراً انہیں دے دی،ایک صاحب نے ہاتھ میں بندھی ستر ہزار کی گھڑی کو بنظرِ تحسین دیکھا تو نکال کر ہدیہ فرمادی، انہوں نے منع بھی کیا تو فرمایا:نہیں!اب اگر آپ نے قبول نہ کی تو میرے دل کو ٹھیس پہنچے گی۔ والدِ اقدس حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی فراخ دلی کا یہ عالم تھا کہ قیمتی جوتے، واسکٹ، گھڑی، انگوٹھی اور عصا تک اٹھا کر دے دیا کرتے۔مطب سے دواؤں کے علاوہ اصلی زعفران،عنبر،مشک،نیلم، یاقوت، سچے موتی اور اس جیسی بہت سی قیمتی اور نایاب چیزیں خواص تو خواص عام اور اجنبی مہمانوں کو ہدیہ فرمادیتے۔

کتابیں میری روح اور غذا ہیں

کتابوں سے خاص شغف تھا، راقم ہر سفر میں دو چار کتابیں لے آتا تو والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ مبارک کھل اُٹھتا۔ ہمیشہ مطالعہ فرمایا کرتے،کوئی دن بغیر مطالعہ کئے نہ جاتا،گھر میں کئی ہزار قیمتی کتابوں کے ذخیرہ کے باوجود فرمایا کرتے تھے کہ ’’کتابوں کی سخت ضرورت ہے،لیکن سوچتا ہوں کہ رکھنے کی جگہ نہیں منگوا کر کیا کریں گے، اگر اللہ تعالیٰ انتظام فرمادیں اور زندگی نے وفا کی تو گھر میں ایک بڑا کتب خانہ بنانا ہے تا کہ ہر موضوع اور ہر مکتبۂ فکر کی کتابیں ہمہ وقت دستیاب رہیں‘‘۔ والدہ مرحومہ عرض کرتیں کہ یہ کتابیں بھی بہت ہیں، اتنا بڑا ذخیرہ آپ کو نا کافی لگتا ہے۔ والد بزرگوار مسکرا

کر ارشاد فرماتے: ’’الحمد للہ! اللہ کا فضل ہے کہ کافی کتابیں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کتابیں میری روح اور غذا ہیں، میری روح کی شگفتگی کے لئے ان کا زیادہ سے زیادہ ہونا بہت ضروری ہے‘‘۔ ہر ماہ سیکڑوں رسائل وجرائد آیا کرتے، اگر آپؒ سفر میں ہوتے تو تمام اخبار ورسائل کو ایک مخصوص جگہ پر جمع کر دیا جاتا اور واپسی پر ان سبھی کا ترتیب وار مطالعہ فرماتے۔اتنے رسالوں میں کبھی کوئی رسالہ نہ پہنچتا تو فوراً نشاندہی فرمادیتے کہ ’’فلاں رسالہ نہیں آیا، معلوم کرو کہ کیا بات ہے‘‘۔ یہ مطالعہ کی کثرت ہی تھی کہ کبھی کسی تقریر کی تیاری نہ فرماتے، بہت ہوا تو کوئی آیت یا حدیث دیکھ لیتے یا تحریر فرمالیتے۔

لمحہ لمحہ آخرت کا استحضار

اخیر کے دو سال آخرت کے استحضار میں اس قدر اضافہ ہو گیا تھا کہ ہر دو باتوں میں ایک آخرت کے متعلق ہوتی، کوئی نئی چیز خریدی جاتی تو خوشی ومسرت کے اظہار کے ساتھ خوب دعاؤں سے نوازتے لیکن پھر فرماتے: ’’دیکھو! آخرت سے غافل مت ہو جانا، اصل آرام اور انعام وہیں ملے گا‘‘۔ بچوں کی شرارتوں پر تبسم فرماتے، خود بھی مزاح فرماتے اور پھر سنجیدگی سے ارشاد فرماتے: ’’یہ بچے صرف دنیاوی حد تک مستقبل نہیں ہیں، ان کی تربیت پر خاص توجہ رہے، یہ آپ کے لئے آخرت کی کھیتی ہیں‘‘۔ ایک سال سے کاروبار میں قطعاً دلچسپی نہیں تھی، ہم تینوں بھائی کسی معاملہ میں مشورہ چاہتے تو اشارہ کنایہ سے اپنی رائے کا اظہار فرماتے اور ارشاد فرماتے: ’’اب آپ لوگ خود دیکھ لیں کہ کیا مناسب ہے؟ بہتر ہے فاروق سے معلوم کرلیں، بحمد اللہ آپ سب دیکھ ہی رہے ہیں، اب میری طبیعت ان جھمیلوں سے بھاگ رہی ہے، اب تو آخرت کی تیاری کرنی ہے، اصل سفر کے لئے زادِ راہ جمع کرنا ہے‘‘۔ انتقال سے قبل چار جمعہ مسلسل ’’موت، آخرت، ایمان، اعمالِ صالحات‘‘ پر گفتگو فرمائی۔ دنیا کی بے ثباتی اور اخروی زندگی پر خاص توجہ دلاتے۔

دستر خوان پر بیٹھتے تو مقدار سے کم تناول فرما کر ہاتھ کھینچ لیتے، کھانے پر اصرار کیا جاتا تو فرماتے: ’’اب تو جنت کی نعمتوں کا وقت قریب ہے، دنیا بے ذائقہ نظر آتی ہے‘‘۔ ہم تشویش میں مبتلا ہو جاتے تو مسکرا کر فرماتے: ’’اللہ رب العزت سے ملاقات تو کرنی ہے، موت طلب کرنا جائز نہیں

لیکن تیاری کرنی لازمی ہے، جتنا ملاقات کا شوق ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ''۔ ''جو شخص اللہ سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا تو اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا''۔ (بخاری: بروایت عبادہ بن صامتؓ)

سجدوں کے عوض فردوس ملے یہ بات مجھے منظور نہیں

ہمیشہ جنت کو عبادت کا بدلہ سمجھنے والوں کی اصلاح فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے:

''اگرچہ ساری زندگی عبادت وفرمانبرداری میں صرف ہوجائے پھر بھی اللہ کی ''رحمت'' کے بغیر بخشش نہیں ہوگی، یہ سمجھنا کہ میں نے اتنی عبادت کرلی ہیں، اتنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کردیا ہے اس کے عوض میری مغفرت ہوجائے گی، بالکل خام خیالی ہے، اعمال کی توفیق اور مغفرت سب ''رحمتِ خداوندی'' کے سبب ہیں، اسی لئے میں عرض کرتا ہوں کہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اللہ کی رحمت پر نظر رکھیں'':

سجدوں کے عوض فردوس ملے، یہ بات مجھے منظور نہیں
بے لوث عبادت کرتا ہوں، بندہ ہوں ترا، مزدور نہیں

خود بھی تہجد میں نماز کے بعد دعا فرمایا کرتے: ''اے اللہ! اس حقیر اور فقیر ادریس حبان کو اپنی رضا اور رحمت سے مایوس نہ فرمانا، میرے اعمال یقیناً اس قابل نہیں کہ قبول ہوں، الٰہی العالمین! میرے دل میں آپ کی رحمت ومغفرت کے بارے میں ذرہ بھر بھی شک نہیں، بس آپ کے غضب اور بے اعتنائی سے ڈر اور خوف محسوس ہوتا ہے، اے اللہ! مجھے اور میرے اہلِ خانہ کو، میرے اعزا واقارب کو اور میرے اساتذہ اور متعلقین ومحبین کو اپنی رضا وخوشنودی اور رحمت کے طفیل بخش دیجئے، اپنے حضور باریابی کے وقت شرمندگی کے ساتھ نہیں بلکہ اپنی رحمت کے سایہ میں بلایئے گا، یا غفور الرحیم! آپ رب العالمین ہیں میری اس حقیر دعا کو قبول فرمالیجئے''۔ یہ اور اس جیسی بے شمار دعائیں والد بزرگوار حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھیں۔

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں

والد محترم کی اجازت سے ماہِ مارچ میں دہلی مطب کے لئے جانا ہوا، جس دن پہنچا اس کے اگلے ہی دن لوک ڈاؤن لگ گیا، واپسی کا کوئی راستہ نہ تھا، اس درمیان والد بزرگوار کو میری دوری کا بڑا احساس تھا۔ بار بار فون کرتے، برادرِ کبیر حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ سے واپسی کے متعلق گفتگو فرماتے کہ کوئی صورت ہے یا نہیں؟ بالآخر جون میں واپسی ہوئی، دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا: ''اگر آپ ہوتے تو بہت سے کاموں کی تکمیل میں معاون ہوتے، بہت وقت ضائع ہوا ہے''۔ حالانکہ اس درمیان آٹھ کتابیں تالیف فرمائیں، میں نے عرض کیا: ان شاءاللہ تعالیٰ بقیہ کاموں کو اب پورا کرلیں گے۔ تو نہایت آہستگی سے فرمایا: ''وقت کہاں بچا ہے؟ جتنا کام ہونا تھا ہوگیا، آگے آپ لوگ کرتے رہنا''۔ مجھے شدید احساس ہوا کہ جب بھی کتاب کی بات آتی تو چہرہ پر رونق آجاتی، نہایت پرجوش ہوجاتے، شاید حالات کا اثر ہو، یہ سوچ کر میں نے عرض کیا: آپ فکر نہ فرمائیں جو بھی کام ہیں میرے سپرد فرمادیں، ان شاءاللہ تعالیٰ جلد از جلد مکمل کرلئے جائیں گے۔ مسکرا کر فرمانے لگے: ''میں نے اس درمیان کئی کتابیں مکمل کی ہیں، فاروق کو بھی دِکھائی ہیں، انہوں نے بھی چند باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے، ان سب کو مدنظر رکھ کر میں نے نشانات لگادیئے تھے، کتابیں بفضلہٖ تعالیٰ اب بالکل تیار ہیں، ایک نظر آپ بھی دیکھ لینا، اس کے بعد فائنل پرنٹ نکلوادینا''۔

دہلی سے واپسی کے بعد تقریباً سوا مہینے والد محترم کی خدمت میں رہا، اس درمیان آپؒ نے اپنی تمام فائلوں کو سمیٹتے ہوئے بہت سی چیزوں کے متعلق آگاہ فرمایا۔ مطب کے علاوہ دن کا اکثر وبیشتر حصہ قرآن کریم کی تلاوت، ذکر واذکار میں صرف فرماتے، ہر عمل اور ہر قول سے ایسا محسوس ہوتا کہ آپ کا قلب فرقت کے کسی آتشی دریا میں بہہ رہا ہے اور وصلِ حبیب کے لئے مچل رہا ہے۔ دو دن قبل تہجد کے بعد بلا کر کچھ باتیں تحریر کرائیں، میں نے عرض کیا: آپ اس قدر مضطرب ہیں؟ ہم سے کوئی خطا سرزد

ہوگئی ہے تو معافی چاہتے ہیں۔ فرمانے لگے: ''آپ سبھی سے میں راضی ہوں، میں تو بس اپنے رب کی رضا کا طالب ہوں، زندگی کی شام ہوگئی ہے، آفتاب غروب ہوا چاہتا ہے۔ میں نے جو لکھایا ہے صبح فاروق سے بھی بتادوں گا، اب آپ جاؤ اور آرام کرو'۔ میں نے مزید بیٹھنے کی اجازت چاہی تو منع فرما دیا کہ ''بس آرام کرو'۔ میں اُٹھ کر چلا تو پیچھے سے انتہائی درد میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی: ؎

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ، کیا چاہتا ہوں

صبح فجر میں طبیعت معلوم کی تو مسکرا کر فرمایا: ''الحمدللہ بہت اچھی طبیعت ہے، مگر بڑھاپے کے اثرات نظر آ رہے ہیں، ارے میاں! اب تو ساٹھ کے اوپر ہو چلے، ساٹھ سال کے بعد جو زندگی مل جائے یہ تو بونس ہے، جب رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ باسٹھ تریسٹھ برس ہوئی ہے تو ہماری زندگی بھی بس اُتنی ہی بہتر ہے؟ اب تو مالکِ حقیقی سے ملنے کا اشتیاق ہے، یہاں کی محفلوں سے دل بھر گیا، اخروی زندگی میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلسیں مل جائیں تو اس سے بڑھ کر سعادت کی کوئی بات نہیں۔ اعمال تو اس قابل نہیں البتہ محبت والفت کا نذرانہ شاید قبول ہو جائے''۔ یہ کہتے ہوئے مشفق والد مکرم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، موتیوں کی کئی لڑیاں ٹوٹ کر رخسار اور داڑھی پر بکھر گئیں۔ آپؒ کی یہ کیفیت دیکھ کر زبان گنگ ہوگئی، میں چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کہہ سکا۔ چہرۂ مبارک کو دیکھتا تو بار بار مولانا رومی کے یہ اشعار ذہن میں گردش کرنے لگتے: ؎

اے خدا از عاشقاں خشنود باد — عاشقاں را عاقبت محمود باد
عاشقاں را از جمالت عید باد — جانِ شاں در آتشت چوں عود باد
دیگراں از مرگ مہلت خواستند — عاشقاں گویند نے نے زود باد

''اے اللہ! عاشقوں سے راضی رہ اور عاشقوں کی عاقبت محمود (قابلِ ستائش) کر۔ عاشقوں کی ترے جمال کے دیدار سے عید ہوتی ہے اور ان کی جان تیری آتش میں (جلنے والے خوشبودار) عود کی طرح ہوتی ہے۔ دوسرے سب موت سے مہلت چاہتے ہیں، لیکن عاشق کہتے ہیں کہ نہیں نہیں اے موت تو جلدی آ (اور ہمیں حق سے واصل کر)۔

ہم نے سونا سپردِ خاک کیا

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر کی جگہ، کفن اور اس پر لگائے جانے والے عطر کے متعلق پہلے ہی سے آگاہ فرما دیا تھا، الغرض والد اقدس حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے ہی اشارہ مل گیا تھا جس کی انہوں نے پوری پوری تیاری بھی کر لی تھی، کئی مرتبہ ہمیں بھی اشارہ کیا لیکن ہم سمجھ نہ سکے۔ دادا جان کے وصال کے وقت والدہ مرحومہ اور اور والد بزرگوار نے جو خواب دیکھے تھے بعینہٖ وہی خواب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے قبل دِکھائی دیئے، رحلت سے مکمل چار ماہ آٹھ دن قبل میری اہلیہ نے خواب دیکھا کہ مرحومہ ومغفورہ والدہ ماجدہ عدت میں بیٹھی ہیں۔ اسی طرح ایک دن بعد مجھے خواب دِکھائی دیا کہ گھر کا صدر دروازہ زمین پر گر گیا ہے۔ ہم نے ان خوابوں کو وسوسہ اور کابوس سمجھا، اسی لئے کسی سے تذکرہ بھی نہ کیا۔ لیکن مکمل چار مہینے آٹھ دن بعد والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب کو دین پر استقامت کی تلقین اور نصیحت ووصیت فرما کر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اچانک ہی اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف کوچ فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون:

خاک میں ڈھونڈتے ہیں سونا لوگ
ہم نے سونا سپردِ خاک کیا

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

ہماری تو دنیا لٹ گئی، لمحوں میں تہی دست ہوگئے، گھر کی دیواریں بوجھ محسوس ہونے لگیں، ایسا محسوس ہوتا کہ ہر آنے والا سانس زبردستی کھینچا جا رہا ہے، غم کا پہاڑ ایسا کہ عقل ماؤف ہونے لگی، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پھر والدہ کے انتقال کے وقت کہے گئے والد بزرگوار کے الفاظ ''صبر صبر'' کانوں میں گونجنے لگے، ایسا لگا گویا تین سال پہلے صبر کی تلقین کرنے والے الفاظ آج ہی کے لئے کہے گئے تھے، بے اختیار زبان پر ''فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا'' جاری ہوگیا۔ دل میں اٹھنے والے طوفان کو قرار آیا تو اہلِ خانہ اور آنے والے احباب کی طرف توجہ کی۔ ہر کوئی صبر واستقامت کا کہہ رہا تھا، نظروں کے آگے بچپن کا وہ منظر گھومنے لگا جب قبلہ والد اقدس رحمۃ اللہ علیہ باہر سے آتے تو تحائف کے طور

پر مختلف قسم کی کتابیں کا غذ اور نایاب ترین قلم لا کر دیا کرتے اور فرماتے ''میرا یہ بیٹا لکھنے پڑھنے میں مجھ پر گیا ہے''۔ کبھی فرماتے: ''زندگی تو پانی کا بلبلہ ہے، ہم چلیں جائیں گے تو لوگ چند دن تذکرہ کریں گے پھر بھول جائیں گے''۔ کبھی یہ بھی فرمایا کرتے: ''لوگ سوانح لکھتے ہیں، کچھ زمانہ یاد رکھتے ہیں پھر رفتہ رفتہ سب ختم ہو جاتا ہے، یہی اس دنیا کا معمول ہے''۔ گزرے لمحات کی یادیں ایک ایک کر کے تازہ ہو گئیں، دیوبند سے سالانہ چھٹیوں میں گھر آتا تو عشائیہ کے بعد تمام اہل خانہ والد بزرگوار کے کمرہ میں جمع ہو جاتے، گفتگو کے ساتھ ہم پیر دبانے لگتے تو اکثر و بیشتر منع کرتے ہوئے فرماتے: ''طلبہ سے پاؤں دبوانا اچھا نہیں لگتا، لیکن کبھی خود ہی فرماتے کہ چلو آپ کی خواہش ہے تو دبالو''۔ ایک مرتبہ پاؤں دباتے دباتے اچانک راقم کے سینے پر ہلکی سی ٹھوکر لگائی، کچھ دیر بعد دوبارہ ایسا ہی کیا، تیسری مرتبہ پیر کا انگوٹھا سینے تک آیا تو والدہ مرحومہ نے فرمایا: آپ کبھی تو طالبِ علم کہہ کر پیروں کو ہاتھ لگانے نہیں دیتے، آج بچے کے سینے پر پاؤں لگا رہے ہیں؟ والد محترم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے فرمایا: ''میں اپنے بیٹے کا دل ٹٹول رہا تھا کہ تکبر تو سینے میں نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی''۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا: ''کیوں! میرا انگوٹھا لگنے سے دل میں ناگواری پیدا ہوئی؟'' راقم نے مسکراتے ہوئے انکار کیا تو فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے، پھر کہا: بیٹا! علم کے ساتھ تکبر کے بجائے عاجزی پیدا ہو تو سمجھو علم کا نور آ رہا ہے''۔

فراغت کے بعد دارالعلوم محمدیہ میں درسِ نظامی کی چند کتابیں آپؒ نے اس فقیر کو پڑھانے کا حکم فرمایا، تدریسی خدمات کے دوران کبھی کبھی امتحاناً بہت سی گفتگو فرماتے تاکہ معلوم رہے کہ بچوں کا صحیح حق ادا کیا جا رہا ہے یا نہیں؟ مدرسہ کی جانب سے نہ تو خود تنخواہ لی اور نہ ہی ہم برادران میں سے کسی کو دی، بلکہ دیوبند جانے سے پہلے والد اقدس نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: ''دیکھو بیٹے! میں نے تمہارا داخلہ مدرسہ میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کرایا ہے، دینی تعلیم کے حصول کے بعد اس کا حق ہے کہ تم اُسے آگے پہنچاؤ، لیکن اگر ذہن میں یہ بات ہو کہ اس سے دنیا کمائیں گے تو اپنا سامان واپس رکھ دو اور جو پڑھنا چاہو پڑھ لو، انجینئر ڈاکٹر جو بننا چاہو بن جاؤ مگر یہ اچھی طرح یاد رکھ لو کہ علومِ اسلامیہ کو سیکھنے کے بعد خدمت کرنی ہوگی، فیصلہ تمہارا ہے''۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ خود جو کچھ مدرسہ

سے لیا وہ واپس کر دیا اور ہمیں جب مدرسہ میں خدمت پر مامور فرمایا تو اپنے صرفۂ خاص سے حسبِ ضرورت ہر ماہ ایک رقم عنایت فرماتے اور ارشاد فرماتے: ''یہ مدرسہ سے تنخواہ نہیں ہے بلکہ میں اپنے پاس سے دے رہا ہوں تاکہ آپ کی ضرورت پوری ہوتی رہے اور تدریسی خدمات میں تساہلی پیدا نہ ہو''۔ نکاح خوانی یا تقریر کا کوئی ہدیہ قبول نہ فرماتے بلکہ مدارس و مکاتب اور تنظیموں کے جلسوں اور پروگراموں میں شرکت کے لئے آنے جانے کے جملہ اخراجات بھی ہمیشہ اپنی جیب سے ادا کرتے۔ وقتاً فوقتاً حاجتمندوں اور مدرسے کی ضروریات کے لئے جب خود دیتے تو ہمیں بھی حکم فرماتے۔

رات کی محفلوں میں ماضی کے بے شمار واقعات سناتے، ہر واقعہ کا مقصد اصلاح اور تزکیہ ہوتا، اپنے اساتذۂ کرام اور شیوخ کا تذکرہ فرماتے، ہنسی مذاق بھی ہوتا لیکن ادب و احترام ملحوظ رکھا جاتا۔ جھوٹ اور شکوہ شکایات سے سخت ترین نفرت تھی، دل اور زبان کا ایک حال تھا، جس نے جو بتا دیا وہی سچ سمجھتے۔ قوتِ فیصلہ بہت زیادہ تھی، کیسا ہی دشوار مسئلہ ہوتا فی الفور حل فرما دیا کرتے۔ تشخیص ایسی کہ بعض مریض کا چہرہ دیکھ کر ہی ادویات تجویز فرما دیتے۔ کشادہ دستی بہت زیادہ تھی، ایک ہرے رنگ کا تھیلا ''نامۂ اعمال'' کے نام سے تھا جس میں خطیر رقم ہوتی، اس حقیر کو اس کا علم تھا یا ایک ہمشیرہ جانتی تھیں، اسی میں سے نکال کر تقسیم فرماتے۔ وصال سے آٹھ روز قبل سب نکال کر تقسیم کر دیا، ایک روپیہ بھی اس تھیلے میں نہ چھوڑا۔ یوں تو طلبا، علما اور ضرورت مندوں پر خوب خرچ فرمایا کرتے لیکن چند سالوں سے رمضان المبارک میں مدرسہ کے مطبخ کا کل خرچ اپنی جیب سے ادا کر رہے تھے۔ برادرِ کبیر حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ اور ہم بہن بھائیوں نے بھی کچھ دینا چاہا تو فرمایا: آپ لوگ یہ رقم کہیں اور خرچ کر لو، زندگی کا اعتبار نہیں، مجھے سرمایۂ آخرت جمع کرنے دو''۔

اعزا و اقارب کا تو بہت زیادہ اکرام تھا اگر نئے لوگ بھی کسی چیز کی خواہش کرتے تو فوراً پوری فرما دیا کرتے۔ حج و عمرہ جانے والوں کو بطورِ تحفہ رقم پیش کرتے تاکہ وہاں خرچ کرنے پر ثواب میں شمولیت ہو جائے۔ اپنے دسترخوان پر ہمیشہ گوشت کو لازم رکھا لیکن خود بہت کم تناول فرماتے، بہت سے کھانے بڑی چاہت کے ساتھ بنواتے مگر وہ سب کے سب مہمانوں کے لئے ہوتے، دسترخوان پر پہلی ڈش گوشت ہوتی، کبھی لانے میں تاخیر ہو جاتی تو دو جملے ''گوشت مسلمان کا دوست'' اور ''سید الطعام'' کہہ

کرتوجہ دلاتے۔ تیتر، بٹیر، مچھلی کو جنتی کھانے اور سبزیوں میں لوکی اور چقندر کو سنت کی وجہ سے پسند فرمایا کرتے تھے، خود قلیل الطعام تھے۔

قبلہ والد محترم نے کبار علما کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا، وقت کے مشائخ سے تربیت حاصل کی باوجود اس کے چھوٹی چھوٹی باتیں یا آیت وحدیث دریافت فرماتے۔ ترجمہ دِکھا کر فرماتے کہ دیکھو! درست ہے یا نہیں؟ صحیح جواب پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے: ''علوم شرعیہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ جزو کے معلوم کرنے میں جھجک نہیں ہونی چاہئے، بعض لوگ چھوٹوں سے دریافت کرنا شان کے خلاف سمجھتے ہیں، یہ صحیح نہیں، دین سیکھنے اور سکھانے میں شرم نہیں ہونی چاہئے، میرا یقین ہے کہ اس سیکھنے میں صرف ہونے والے وقت کا اللہ حساب نہیں لیں گے''۔

کسی معاملہ میں قبلہ برادرِ محترم حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی رائے معلوم ہو جاتی تو پھر والد بزرگوار اپنی رائے ظاہر نہ فرماتے، یہ محض اس لئے تھا تاکہ بڑے بھائی کا اکرام ہم چھوٹوں کے دلوں میں والدین کی طرح ہی سرایت کر جائے۔

الغرض بے شمار باتیں ہیں جنہیں اس مختصر مضمون میں نہیں لکھا جاسکتا، بس قبلہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد محرومی کا ایک لامتناہی سمندر ہے جس کی وسعت وقت کے بڑھنے کے ساتھ بڑھتی جارہی ہے۔ یہ چند باتیں غبارِ دل کے طور پر سپردِ قرطاس کردیں ورنہ ذہن جنبشِ قلم پر دسترس سے عاجز و نالاں ہے:

تری کتاب پہ میں نے گلاب رکھا ہے
سبھی سوالوں کا بس اک جواب رکھا ہے

جانشین حبیب الامتؒ برادرِ اقدس حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ

والد محترم کے پردہ فرمانے کے بعد مشفق ومکرم برادرِ کبیر حضرت ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم نے تمام اہل خانہ کو تسلی وتشفی اور دلاسہ دیا۔ والد اقدس کی غیر موجودگی میں آپ ہی گھر کی رونق ہوتے، اب جبکہ والد بزرگوار پردہ فرما گئے ہیں تو حضرت کی جملہ تمام ذمہ داریاں

برادرِ مکرم کے کاندھوں پر ہیں، والد رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے یقیناً اسے بھرا تو نہیں جاسکتا لیکن برادرِ محترم کی شفقت وعنایات اور محبت والفت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طور کم نہیں ہیں۔ پدرِ بزرگوار کے بعد ہمارے سروں پر حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کا دستِ شفقت اس رنج وغم کو کم کرنے اور دلوں کے زخموں کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے، آپ نے جس طریقے سے تمام اہلِ خانہ کو سنبھالا اور جس طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کی پاسداری فرمائی اس نے والد مرحوم کی یاد تازہ کردی۔

ہم تمام بہن بھائی آپ کے ازحد مشکور ہیں اور آپ کو والد مرحوم کا نائب سمجھتے ہیں، حقیقتاً آپ میں قبلہ والد اقدس کی تمام صفات موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سچے اور حقیقی جانشین ہیں، اللہ تعالیٰ برادرِ محترم حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کو خوب خوب صحت وشفا عطا فرمائے اور ہمارے سروں پر آپ کا سایۂ عاطفت تادیر قائم ودائم فرمائے، ہم تمام کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشے، حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ ووالدہ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام ومرتبہ عطا فرمائے، سبھی اہل خانہ، خلفا ومجازین اور تلامذہ وغم خواران کو صبر جمیل اور آپؒ کے نقشِ قدم پر چلنا نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین!

ہم شکر گزار ہیں

یہ کتاب والد محترم پیر ومرشد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام، مرید ومتوسلین، شاگردان ومحبان کی خواہش اور برادرِ مکرم حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم (جانشین حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) کے حکم پر ترتیب دی گئی ہے، اس حادثۂ جاں فشاں پر جن علمائے کرام، عمائدین عظام، بہی خواہان، اعزا واقارب اور حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ سے وابستہ افراد وشخصیات نے ہمیں تسلی وتشفی دی اور ہمارے غم کو اپنا غم جانتے ہوئے اشک شوئی فرمائی ہم ان تمام حضرات کے بے حد ممنون ومشکور ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سبھی کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے، میں

اس موقع پر برادرِ مکرم قاری محمد افضل ممتاز رحیمی، مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی، ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی اور حکیم محمد عدنان حبان نوادر کے ساتھ ان تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں ہمارا تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی دونوں جہانوں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

والد اقدس کے سایہ سے محروم
غمگین بیٹا
محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

✧✧✧

بچپن اور آغازِ تعلیم

پیدائش

قصبہ چرتھاول ضلع مظفرنگر صوبہ اتر پردیش کی زرخیز سرزمین جہاں سے بہت سے سلاطین علم نے جنم لیا، وہاں شیخ الانصار الحاج محمد عمران صاحب ابن محمد سلیمان کے گھرانے میں ۲۰/اپریل ۱۹۵۸ء مطابق ۳۰/رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ بروز یک شنبہ ایک فرزند ارجمند پیدا ہوا جس کا نام دادا سلیمان نے ''محمد ادریس'' رکھا۔ ایک روز قبل عامل کامل عالیجناب تایا شریف صاحبؒ کو نہرِ چرتھاول کے کنارے ایک فقیر ملا جس نے سلام کے بعد کہا: تمہارے یہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بیٹا تولّد ہوگا جس کا نام ''ادریس'' رکھنا، زچگی میں پریشانی ہوگی تو مکان تبدیل کر دینا۔ تایا شریفؒ گھر آئے تو معلوم ہوا کہ بھائی محمد سلیمان کی بہو کو درد زہ ہے، تین دن گزر گئے لیکن ولادت نہ ہوئی، چنانچہ فقیر کی بات یاد آنے پر سامنے والے دوسرے مکان میں لے گئے جہاں آسانی سے ولادت ہوگئی۔

نام

اذان واقامت کے بعد خالو محترم ملاجی اسلام الدینؒ کے کہنے پر ''ادریس'' پر اتفاق ہوا، لیکن دادا سلیمان نے فرمایا: صرف ''ادریس'' نامناسب ہے لہٰذا ''محمد'' کے اضافہ کے ساتھ ''محمد ادریس'' نام رکھ دیا جائے۔ چنانچہ دادا سلیمان کی مرضی سے جو نام رکھا گیا وہ وہی تھا جو فقیر نے بتایا تھا۔ بعدہٗ خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ میں حضرتِ اجان نبیرۂ حضرت گنگوہیؒ نے ''حبان'' تخلص رکھا اور ''رحیمی'' و ''رشیدی'' باغونوالی اور گنگوہ کے مدرسوں کی طرف نسبتاً لکھتے۔ حلقہ سلوک میں ''حبیب الامت'' کے نام سے معروف ہوئے۔

سلسلۂ آباؤ اجداد

جناب حکیم مقصود صاحب کے والد محترم عالیجناب ملاجی امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چرتھاول کے محلّہ نور بافان میں اکثریت اس خاندان کی آباد تھی جو''اجمیری'' کہلایا کرتے تھے، وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سیکڑوں سال قبل آباؤ اجداد خصوصاً ''خواجہ صاحب'' اجمیر سے مظفر نگر کے قریب ''ہیبت پور'' میں آ کر آباد ہو گئے تھے، پھر وہاں سے ''چرتھاول'' آ کر آباد ہو گئے۔ ملاجی امام الدین نے جس وقت یہ بات بیان کی اس وقت ان کی عمر نوّے سال اور حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چھ یا سات برس تھی۔

تاریخ چرتھاول

تاریخی شواہد و آثار کے مطابق چرتھاول تین ہزار سال پہلے ایک ریاست تھی، ''کیرانہ'' اور ''جھنجانہ'' پانچ ہزار سال پرانے ہیں، اور ''چرتھاول'' ان دونوں کے بعد آباد ہوا، ''چرتھاول'' نام کیوں رکھا گیا یہ کسی کو معلوم نہیں، البتہ شواہدات سے تین ہزار سال پرانی تاریخ تسلیم کی گئی ہے۔

محلّہ نور بافان جب آباد ہوا تو جنگل کو صاف کراتے ہوئے ایک مسجد بنی بنائی نکل آئی جس کی تعمیر شاہ محمد تغلق نے کرائی تھی، مسجد صاف ستھری کر کے آباد کر لی گئی۔ مسجد کے نیچے ایک تہہ خانہ تھا جسے لوگوں نے کھودا تو زینہ کی سو پیڑیوں تک بھی تہہ خانہ ختم نہ ہوا، بالآخر مٹی ڈال کر بند کر دیا گیا، مسجد کی مرمت اور توسیع کا کام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دادا سلیمانؒ نے اپنے دور میں انجام دیا، پانی کے لئے نل، وضوخانہ، حمام وغیرہ کا نظم کیا گیا اور مسجد کی چھت تبدیل کر کے ایک برآمدہ بھی تعمیر کرایا۔ اہل محلّہ کے اصرار پر دادا سلیمانؒ تاحیات اس مسجد کے متولی رہے۔

حسب ونسب

محمد ادریس حبان ابن شیخ الانصار محمد عمران ابن محمد سلیمان ابن محی الدین عرف ملھو ابن سعدی ابن نظام الدین ابن خواجہ ابن ظفر ابن عبد اللہ۔ بقولِ امام الدین صاحبؒ کے ''عبد اللہ'' کا سلسلہ

نسب پنجاب اور ایران سے ہوتے ہوئے عرب ممالک سے جاملتا ہے۔ چونکہ مختلف ہجرتوں اور اسفار کی بدولت ''شجرۂ نسب'' تحریری طور پر محفوظ نہ رہا، بس حضرت عبد اللہؒ اجمیری کے متعلق زبانی یہ بات معروف تھی کہ ان کا سلسلہ نسب کسی عرب سرزمین سے تھا۔ واللہ اعلم بالصواب!

برادری اور پیشہ

چرتھاول کا ''محلّہ نور بافان'' اپنی وجہ تسمیہ کی بنا پر ہی رکھا گیا تھا، یہاں کی آبادی کپڑا بننے کا کام کیا کرتی تھی۔ دادا محمد سلیمانؒ نے بھی یہی پیشہ اختیار کر لیا تھا، کئی بڑے بڑے ہینڈلوم قائم کئے جس سے اس زمانہ میں یومیہ کئی کئی ہزار روپے کا منافع حاصل ہوتا۔ بقول سلطان القلم رحمۃ اللہ علیہ ''زمانہ قدیم میں ہر برادری اپنے کام سے ہی پہچانی جاتی تھی، جو خاندان جس کام میں لگ جاتا وہ اسی برادری کا تصور کیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ پولیس اور فوج میں بھرتے ہونے والے چاہے کسی بھی طبقے کے افراد ہوں سب کو ''خان'' کہا جاتا تھا۔ جس نے جو پیشہ اختیار کر لیا وہ اسی برادری کا سمجھا جاتا''۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی آل نے چرتھاول میں آباد ہو کر کپڑا بننے کا کام اختیار کر لیا تھا اور چونکہ برادری میں سب سے اعلیٰ حسب ونسب، خاندانی وجاہت وشرافت اور معزز گھرانہ پڑدادا سلیمان کا ہی مانا جاتا تھا اس لئے ''شیخ انصار'' کہلائے جاتے تھے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور ان سے تعلق

چرتھاول میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ جب وہ چرتھاول تشریف لائے تو سکڑ دادا محی الدین عرف ملھو نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے دعائے خاص کی درخواست کی جس کا اثر وثمرہ پڑدادا محمد سلیمان کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ نہایت پابند صوم و صلوٰۃ اور دیندار شخص تھے، ہمیشہ جمعہ کے دن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں حاضر ہوا کرتے، اسی کی برکت تھی کہ مزاج میں خوش اخلاقی، صاف گوئی تھی، ممتاز حیثیت کے مالک تھے، علاقہ میں ان کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ چرتھاول سے تھانہ بھون کا فاصلہ اٹھارہ کلومیٹر ہے، دادا سلیمانؒ کا آنا جانا پیدل ہوا کرتا تھا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں جمعہ ادا کرتے، مجلس میں شرکت کرتے

اور عصر کے بعد وہاں سے چلتے تو مغرب کی نماز چرتھاول میں آکر پڑھا کرتے۔ عصر تا مغرب اتنا طویل سفر طے کرلینا عقل سے بعید ہے اور آج کے کمزور انسانوں کی دست قدرت سے باہر بھی۔ یہ یا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی یا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا اثر تھا۔

والد محترم شیخ الانصار حضرت الحاج محمد عمران صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت الحاج محمد عمران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے، بڑے ناز ونعم سے پرورش پائی تھی، مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ ومجاز حضرت حافظ جمیل احمد صاحبؒ کے آگے شرفِ تلمذ حاصل کیا، حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیرانہ سالی تھی جب حضرت مسیح الامتؒ نے اجازت وبیعت سے سرفراز فرمایا۔ والد محترم الحاج محمد عمرانؒ نے ناظرہ قرآن مجید، چند پارے حفظ اور اردو، عربی وفارسی کی ابتدائی کتابیں حافظ جمیل احمد صاحبؒ کے آگے پڑھیں، لیکن مولویت پوری نہ کرسکے۔ اکلوتے فرزند ہونے کی وجہ سے جلد گھر کی ذمہ داریاں آپؒ کے کاندھوں پر آگئیں۔

بڑے نفیس طبیعت کے مالک تھے، انتہائی اصول پسندانہ زندگی گزارتے، حرام اور بے جا امور سے سخت نفرت تھی، یہی وجہ تھی کہ دسیوں سال مسجد میں للہ فی اللہ امامت کی اور دادا سلیمانؒ کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ہینڈلوم کو ذریعہ معاش بنائے رکھا، باغات کے شوقین تھے، قسم قسم کے پھلوں کے باغات خریدتے اور فصل آدھی مارکیٹ میں اور آدھی اعزا واقارب میں پہنچا دیتے۔ مطالعہ کا ذوق رکھتے تھے، دینی، علمی اور طبی کتابیں مستقل زیرِ مطالعہ رہتیں۔ ہر چھ سے دس دنوں میں قرآنِ کریم کی تلاوت مکمل کرنے کے عادی تھے، رمضان المبارک میں علاوہ تراویح دس سے پندرہ قرآن کریم مکمل فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے ساتھ ہی یہ عزم کرلیا تھا کہ اپنے فرزندار جمند کو حافظ قرآن اور عالم دین بنانا ہے۔

طب نبویؐ سے بڑا شغف تھا، دسیوں پیچیدہ نسخوں کو آسان اور سہل انداز سے سمجھا دیا کرتے، چلتے چلتے کھڑے ہوئے جھاڑ پودوں کے نام، فوائد، استعمال اور خاصیت بیان کردیا کرتے، صاحب

ثروت شخص تھے، محفل کے آداب ومہمان نوازی سے اچھی طرح واقف تھے، ہر شخص کی عمر، مزاج، تعلیم اور شخصیت کے مطابق گفتگو کیا کرتے تھے۔ موسم کی تمام سختیوں کے باوجود ایک نماز بھی مسجد سے باہر پڑھنا پسند نہ فرماتے، ہمیشہ دل مسجد میں لگا رہتا، محلّہ نور بافان کی مسجد جو شاہ تغلق کی تعمیر کردہ تھی اور جس کی بعد میں دادا سلیمانؒ نے توسیع کی تھی بوسیدہ ہونے پر دوبارہ از سر نو تعمیر کرائی، امام وموذن کے لئے رہائشی عمارت تعمیر کی، مسجد کے اخراجات کے لئے ایک الگ جگہ پر عمارت بنائی اور کرایہ کی آمدنی مسجد کے لئے مختص کی۔ الغرض حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی اور بھی بے شمار خوبیاں تھیں جنہیں یہاں تحریر کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔ آمین!

حضرت حبیب الامتؒ کی والدہ ماجدہؒ

والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ''اصغری بیگم'' تھا، جو عالیجناب سلیم الدین صاحب شیخ الانصار کی اکلوتی صاحبزادی تھیں، ضلع شاملی کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''کھندراؤلی'' کی رہنے والی تھیں، نہایت خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، فراخ دست اور علماء نواز خاتون تھیں، بچوں اور طلبا کو وقتاً فوقتاً پیسے دیتے رہتیں، محلّہ کے امام وموذن اور علمائے کرام نیز غربا کے یہاں باری باری کھانا بھجواتیں، خود زیادہ تعلیم یافتہ نہیں تھیں لیکن اہل علم کی بہت قدر کیا کرتیں، باہر سے کوئی بھی عالم آجاتے تو اپنے یہاں دعوت کرتیں، اگر موقع نہ ہوتا تو کھانا تیار کراکر ضرور بھجواتیں۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو حصولِ علم کے لئے ہر ممکنہ موقع عطا فرمایا، کمسنی میں ہی دادا جان محمد سلیمانؒ کے سپرد کردیا، چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مکتب کے دنوں میں دادا جان کے پاس الگ پلنگ پر سوتے، بڑے لوگ آتے تو ان کے قریب بیٹھ کر گفتگو سنتے، خاطر و مدارات میں ساتھ دیتے، ابتدائی تربیت دادا جان سے حاصل کی۔ جب دادا سلیمانؒ کا وصال ہوگیا تو والدہ نے کہہ کر دیگر اہل علم حضرات اور چرتھاول کی بزرگ شخصیات کے سپرد کردیا، دن بھر ان کی خدمت میں رہتے، رات کو گھر آجاتے۔

والدہ ماجدہ صوم وصلوٰۃ کے علاوہ تہجد، اشراق واوّابین کی پابند ایک وضع دار خاتون تھیں، ہمیشہ ضرورت مندوں کی مدد بڑی خاموشی کے ساتھ کرتی رہتیں، ذکر واذکار کی پابندی بہت زیادہ تھی، انتقال سے قبل بڑی خوشی کے ساتھ ایک ایک فرد سے کہا: میں نے نو بیٹوں، دو بیٹیوں، ان کی بہوؤں، شوہروں اور جملہ آل واولاد کو شمار کرکے ہر ایک کے لئے سترّ سترّ ہزار کلمہ طیبہ پڑھ کر ان کے نامۂ اعمال میں جمع کرا دیا ہے، والدین، دیگر اعزا اور خاندان کے مرحومین اور اپنے لئے الگ تسبیحات پڑھی ہیں۔ ہر ماہ سوا لاکھ آیت کریمہ پڑھنے کی عادی تھیں۔ ہر ایک کے لئے دستِ دعا کشادہ رہتا، محبت والفت کی پیکر ہر چھوٹے بڑے کا اکرام کرنے والی تھیں، ہمیشہ کہا کرتیں: میری تو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ جب موت کا وقت آئے تو میں کسی کی محتاج نہ ہوں، ہاتھ پیر چلتے ہوئے ہوں اور جمعہ یا جمعرات کا دن ہو۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے دعا قبول فرمائی اور بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب دوبارہ وضو کرکے لیٹیں اور وصال فرما گئیں، اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین!

ابتدائی پرورش وتربیت

ابتداءً دادا سلیمانؒ نے جب تین سال کی عمر تھی اسی وقت سے اپنے پاس رکھنا شروع کردیا تھا، گھر کے سامنے والے دوسرے مکان میں دادا جان کا قیام تھا، محلّہ کے بزرگ افراد اور ملنے والے لوگ وہیں آجاتے، مہمان نوازی کے ساتھ طویل گفتگو ہوتی رہتی، ایسے میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا بستر دادا جان نے اپنے برابر ہی لگوا لیا تاکہ کچے ذہن کی دینی آبیاری کی جاسکے۔ علما، صلحا، اکابر واسلاف کے واقعات اور ایسی کہانیاں جس سے اخلاقی پہلوؤں پر مثبت اثر ہو سناتے۔ مدارس کے جلسوں اور دینی تقاریب میں شرکت کے لئے اپنے ہمراہ لے جاتے، حضرت تھانویؒ کی مجلس ذکر میں بروز جمعہ پابندی کے ساتھ شرکت فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ جب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چھ سال کی تھی حضرت کی مجلس میں تھانہ بھون کاندھے پر بٹھا کر لے گئے اور درخواست کی کہ اس بچے کے سر پر دستِ مبارک رکھ کر دعا فرمادیں۔ چنانچہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے بہت سی دعاؤں سے نوازا۔

فدائے ملتؒ کے ساتھ عشائیہ میں مزاحیہ گفتگو

ایک مرتبہ کٹیسرے میں جلسہ ہوا، جس میں حضرت مولانا رفیق احمد صاحبؒ چرتھاول، فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند تشریف لائے۔ دادا سلیمانؒ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی سائیکل پر بٹھا کر کٹیسرے جلسہ گاہ لے گئے، رات کا قیام تھا۔ حسنِ اتفاق عشائیہ میں فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ کے برابر حبیب الامتؒ کو جگہ ملی۔ فدائے ملتؒ نے دریافت فرمایا: یہ بچہ کون ہے؟ مولانا رفیق احمد صاحب نے کہا: حضرت یہ میرے ساتھ چرتھاول سے آیا ہے۔ فدائے ملتؒ نے ازراہِ مذاق فرمایا کہ ''بیٹے کیوں آئے ہو''؟ حضرت حبیب الامتؒ نے بے ساختہ کہا کہ ''تقریر کرنے آیا ہوں''۔ فدائے ملتؒ یہ سن کر بہت دیر تک ہنستے اور تبسم فرماتے رہے، اور فرمایا: بھائی پھر ہمارے آنے کی تو ضرورت نہیں تھی، یہ بچہ ہی کافی تھا۔ فدائے ملتؒ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خوب باتیں کیں، شفقت سے پاس بٹھا کر کھلاتے رہے، چونکہ آپؒ دبلے پتلے اور بہت کمزور سے تھے تو فرمایا: اگر تمہیں مولانا بننا ہے تو خوب کھاؤ اور موٹے ہوجاؤ، بغیر کھائے پیے اور موٹے ہوئے مولانا نہیں بن سکتے۔

آغازِ تعلیم

حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کی عمر چار سال رہی ہوگی کہ والدہ اصغری بیگم نے محلّہ کی ایک تعلیم یافتہ خاتون (جن کا تعلق دیوبند سے تھا) کے پاس لے جاکر پڑھنے کے لئے بٹھایا، لیکن دادا سلیمانؒ نے کہا کہ بڑا بنانے کے لئے بڑوں کے آگے تعلیم دِلائی جانی ضروری ہے، چنانچہ ہاتھ پکڑ کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ کاشف العلوم میں لے جاکر داخلہ کرایا اور ولی کامل حضرت حافظ سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ میں بٹھا دیا۔

والدہ ماجدہ اپنے ہاتھ سے تختی پوت کر اور بستہ تیار کرکے دیتیں، دادا سلیمانؒ گود میں اٹھا کر مدرسہ چھوڑ کر آتے۔ بغدادی قاعدہ، پارۂ عم اور اردو کی ابتدائی کتب پوری کرنے میں والد گرامی حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ معاونت فرماتے رہے۔

چونکہ کاشف العلوم میں ابتدائی تعلیم تھی اس لئے ہندی، اردو، حساب کے ساتھ ناظرہ قرآن مجید حضرت منشی عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مکمل کیا۔ حضرت حبیب الامتؒ بچپن سے انتہائی ذہین تھے اس لئے ہمیشہ امتیازی نمبر حاصل کیا کرتے جس کی بدولت اساتذہ کی خاص توجہ آپ پر رہتی۔ یہی وجہ تھی کہ ساڑھے چھ یا سات سال کی عمر میں ہی حفظ قرآن کریم کے لئے حضرت مولانا رفیق احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے انتخاب فرما کر اپنی درسگاہ میں شامل کرلیا۔ چنانچہ دیگر طلبہ سے فرمایا کرتے: دیکھو یہ بچہ ابھی نیا نیا آیا ہے، لیکن اس نے کتنی جلدی جزاول حفظ کرلیا ہے۔

حضرت مولانا رفیق احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ مہتمم تھے دینیات پڑھایا کرتے تھے، ان کے کہنے پر قاری عبدالقدوس صاحب کے پاس تین دن تجوید وقرأت کے اسباق کے ساتھ مشق کیا کرتے۔ چونکہ عمر کم تھی اور مدرسہ کے ہونہار طالب علم تھے لہٰذا مولانا رفیق احمد صاحبؒ اپنی سائیکل پر بٹھا کر مختلف جلسوں میں لے جایا کرتے، اور وہاں قرأت وتقریر کرایا کرتے۔ الغرض اساتذۂ کرام کی محبت والفت، حوصلہ افزائی اور دعاؤں نیز حضرت حبیب الامتؒ کی محنت ولگن نے آپؒ کا راستہ آسان کردیا اور آپؒ نے صرف گیارہ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کریم مکمل کرلیا۔

درسِ نظامی میں داخلہ

والد بزرگوار حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ نے ۱۹۷۰ء میں بھورے والی مسجد (موجودہ نام مسجد عثمان غنیؓ) کے امام صاحب سے کہا کہ میں "محمد ادریس" کا داخلہ درسِ نظامی میں کرانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: آپ محمد ادریس کو میرے ہمراہ بھیج دیں، میں ان شاء اللہ تعالیٰ باغونوالی میں داخلہ کرادوں گا۔ چنانچہ باغونوالی مدرسہ خادم العلوم کے دفتر میں داخلہ انچارج حضرت منشی محمد عالم صاحب دامت برکاتہم نے داخلہ کی کارروائی پوری کی اور آٹھ دن بعد مدرسہ حاضر ہونے کا کہہ کر بھیج دیا۔

حبیب الامتؒ کے ممتاز اساتذۂ کرام

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دو سال جامعہ اسلامیہ خادم العلوم باغونوالی میں تعلیم حاصل کی، ایک سال فارسی اور دوسرے سال عربی اول میں زیر تعلیم رہے۔ بعدہٗ مدرسہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

میں داخلہ لے لیا، اشرف العلوم ایک بڑا ادارہ ہے، وہاں کے مہتمم حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی وسیم احمد صاحبؒ کے آگے حضرت حبیب الامتؒ نے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ یہ دونوں حضرات آپ سے بے حد محبت فرماتے، چنانچہ آپ علیہ الرحمہ کے درسِ نظامی کے ممتاز اساتذۂ کرام میں سے حضرت مولانا محمد ایوب صاحب قاسمی، حضرت مولانا جمیل احمد صاحبؒ مظاہری شیخ الحدیث جامعہ خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر، حضرت مولانا محمد حنیف صاحبؒ مظاہری شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر، حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ ناظم جامعہ رشیدیہ گنگوہ سہارنپور، حضرت مولانا وسیم احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ گنگوہ سہارنپور کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ کاتبِ تقدیر کا فیصلہ تھا کہ آپ درسِ نظامی کی تکمیل نہ کرسکے، مشکوٰۃ کے سال مدرسہ کو خیرباد کہتے ہوئے حضرت حبیب الامتؒ خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ میں قیام پذیر ہوگئے۔

صوفی عاشق الٰہی کی صحبت

چرتھاول میں رہتے ہوئے حضرت حبیب الامتؒ کا اٹھنا بیٹھنا محترم صوفی عاشق الٰہیؒ کے پاس ہونے لگا تھا۔ صوفی جیؒ اللہ والوں میں سے تھے، صاحب نسبت بزرگ تھے، ان کا تعلق حضرت گنگوہیؒ کے نبیرہ حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ ابتدائی زندگی بڑی دنیا دارانہ تھی، اپنے زمانہ کے پوپ سنگر تھے، صبح ایک جوڑا اور شام ایک جوڑا نہایت نفیس پہننے کے عادی تھے، نزاکت ونفاست ایسی کہ دھوپ وشبنم سے بچنے کے لئے چھتری لگا کر نکلتے ۱۹۶۰ء میں ایک رات کی فیس آٹھ سو اور ہزار روپئے لیا کرتے، لیکن قلندرانہ نظر نے ایسی کایا پلٹی کہ تمام چیزوں کو چھوڑ کر خوفِ خدا میں مبتلا ہوگئے۔

دل کی سیاہی دور کرنے کے لئے کچھ دن اجمیر شریف میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، پھر حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ حضرت نظام الدین اور پھر حضرت خواجہ علاؤالدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر چلہ کشی میں مصروف رہے۔ مگر دل کا چین میسر نہ ہوا تو گوشہ نشیں ہوگئے۔ کسی نے خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ میں قطب عالم شیخ عبدالقدوس کے پڑنواسے اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے

نبیرہ حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی (خلیفہ ومجازِ اول حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ ومجازِ دوم حضرت شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کو کہا، چنانچہ گنگوہ حضرت الحاج مصطفیٰ کامل صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب خانقاہ میں قلندری ماحول اور حاجی صاحبؒ کا قلندرانہ مزاج دیکھا تو وہیں کے ہوکر رہ گئے۔ پیرومرشد کے کہنے پر صوفی جی نے سخت مجاہدات کئے اور تمام مال نکال باہر کیا، چلہ کشی کی بدولت سوکھ کر کانٹا ہوگئے، آخر زندگی فقیرانہ طور پر گزاری۔

انہی کی ابتدائی صحبت نے حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کو تزکیہ وسلوک کی راہ پر گامزن کیا، ایسا جنون طاری ہوا کہ مدرسہ کے علاوہ تمام اوقات صبح وشام صوفی جیؒ کی خدمت میں گزارتے، صوفی جیؒ باکمال وصاحبِ کرامت بزرگ تھے، ان کی صحبت بابرکت سے ایسا تپایا کہ کندن بن گئے۔

عہدِ طفلی میں کھیل سے اجتناب

حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ نے لڑکپن اور بچپن کے زمانہ میں کوئی کھیل نہیں کھیلا، نہ کبھی پتنگ بازی کی نہ گلی ڈنڈا کھیلا، گولیاں، بیٹ بال غرض جو بھی کھیل رائج تھے کبھی کسی میں شامل نہ ہوئے، بلکہ بڑے بزرگوں کی صحبت میں جا بیٹھتے اور ان کی باتیں سنتے رہتے، دادا سلیمانؒ اور صوفی جیؒ کی پاکیزہ صحبت نے آپؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھردی، دوزخ کے خوف سے آپ لرزنے لگے، جنت کے حصول اور اللہ کی رضامندی کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوگئے۔ قصبہ اور رشتہ داروں میں ہر چہار جانب یہ چرچا ہونے لگا کہ اس بچہ پر صوفی جی کی صحبت کا خاص اثر ہوا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اوائل عمری میں ہی ایسے تجربات حاصل ہوگئے تھے کہ جیسے چالیس پچاس سال کی عمر کے آدمی کو حاصل ہوا کرتے ہیں۔ بچپن میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو کا انداز بدل چکا تھا، اور آپ کی زبان سے وعظ ونصیحت کے گراں قدر جملے صادر ہونے لگے جنہیں دیکھ کر لوگ ششدر رہ جاتے، اسی بنا پر آپ کے بہت سے اساتذہ نے یہ پیش گوئی کی کہ یہ لڑکا اپنے وقت کا بہت زیادہ تجربہ کار اور مصلح شخص ثابت ہوگا۔

استاذ کا اعتماد

چنانچہ ہوا بھی یہی کہ اساتذہ کرام کی پیش گوئی پوری ہوئی، حضرت حبیب الامتؒ کے استاذ محترم حضرت مولانا رفیق صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری دنوں میں فون پر گفتگو کرتے تو ارشاد فرماتے ''میں آپ سے اپنے شاگرد کی طرح نہیں بلکہ بحیثیت ایک بزرگ کے بات کرتا ہوں، آپ میرے لئے دعا فرمائیں''۔ اللہ اکبر! بڑوں کی باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں۔

✧✧✧

خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ کے ایام

خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ میں تزکیہ و چلہ کشی

صوفی جیؒ نے ذکر اللہ وصحبتِ اولیاء اللہ کی وہ چاشنی چٹائی کہ دورانِ تعلیم ہی خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ میں پیر کامل قلندرِ زماں حضرت مصطفیٰ کامل رشیدی المعروف حضرتِ اجّان رحمہ اللہ کی مجالس میں حاضر ہونے لگے۔ پھر جب پیر ومرشد کی نگاہوں نے احاطہ شروع کیا تو مستقل طور پر خانقاہ میں قیام پذیر ہوگئے اور چلہ کشی شروع کردی۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

(اکبرالہ آبادی)

شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت

خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ کے دورانِ قیام کم عمری میں آداب واکرام کا پورا لحاظ اور دلجمعی وذوق و شوق کی بھڑکتی آگ دیکھ کر حضرتِ اجانؒ نے آپؒ کو انیس سال کی مختصر عمر میں مجازِ صحبت سے نوازا اور سخت ترین چلہ کشی کے لئے قطبِ عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کا وہ کمرہ عطا فرمایا جس میں قطب عالم کے ذکر اللہ کی ضرب سے دراڑ پیدا ہوگئی تھی۔ نوسال حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تزکیہ قلب اور سلوک کے منازل طے کئے، اسی دوران شیخ علیہ الرحمہ کے مختلف اسفار میں ہمرکاب رہے، سفر وحضر کے دوران بہت سے مدارج کو پار کیا، شیخ کی نگاہِ التفات نے دل کی کایا پلٹ کر رکھ دی، دن ورات شیخ کے ساتھ بسر کرنے کا ایسا معمول بنایا کہ شیخ جہاں کہیں بھی جاتے ساتھ ساتھ رہتے، انہیں

کے دامن کو تھامے ہوئے خانقاہِ رشیدیہ سے باہر نکل کر کبھی حضرت نظام الدین اولیاءؒ، کبھی خواجہ اجمیریؒ، کبھی کلیر شریف اور کبھی کراچی کی خانقاہوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے آپ کو تپاتے رہے۔ علم باطن کے تمام اسرار ورموز منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی رحمۃ اللہ علیہ نے تئیس سال کی قلیل عمر میں چاروں سلسلوں (نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ) میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ دستار کی جگہ اپنا رومال اور جبہ عطا فرمایا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مصلے پر آٹھ سال

اس دوران حضرت اجان کے حکم سے حضرت گنگوہی کے مصلے پر آٹھ سال امامت کے فرائض انجام دیئے۔ حبیب الامت علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ میں نے بارہا شیخ کی خدمت میں عرض کیا: حضرت! خانقاہ میں کبھی مرکز نظام الدین کے علما، کبھی سہارنپور اور رائے پور کے اکابرین، کبھی دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ خصوصاً حضرت قاری محمد طیب صاحب قاسمی نور اللہ مرقدہٗ تشریف لاتے ہیں، ایسے اونچے مرتبہ والے حضرات کی امامت کراتے ہوئے مجھے جھجک محسوس ہوتی ہے۔ تو شیخ فرمایا کرتے: خانقاہ کی مسجد میں مصلےٰ پر ہم جسے کھڑا کریں گے وہی امام ہے، تمہاری نظر شیخ کے حکم پر ہونی چاہئے۔ چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ آخر تک اس اہم ذمہ داری کو پورا فرماتے رہے۔ قیامِ گنگوہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا پاکیزہ دل ودماغ بخشا جس نے آپؒ کو سنت وطریقت، علم وعمل سے معمور گوہر نایاب بنادیا:

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(علامہ اقبالؒ)

رشتہ

۱۹۷۲ء کے آخری مہینہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ مکرم استاذ الاساتذہ نمونۂ سلف حضرت منشی محمد عالم صاحب مدظلہ العالی نے حبیب الامتؒ کے والد محترم کو اپنے یہاں مدعو

فرمایا۔ اس وقت حبیب الامتؒ باغونوالی میں زیرِ تعلیم تھے۔ سنبھل ہیڑہ گاؤں سے منشی جی نے اپنے خسر محترم حافظ محمد حنیف صاحب اور جانسٹھ سے ولی کامل حضرت منشی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور باغونوالی مدرسہ سے حضرت مولانا محمد حنیف صاحبؒ مہتمم خادم العلوم باغونوالی کو دعوت دی۔ ان چار حضرات کی موجودگی میں حضرت منشی جی مدظلہ نے فرمایا کہ محترم بھائی عمران صاحب! آپ کے فرزند محمد ادریس ہمیں پسند ہیں، میری بہن ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو اس رشتہ کو منظور فرمالیں۔ چنانچہ والد گرامی نے منظور فرمالیا۔ نہ کوئی رسم تھی، نہ کوئی لین دین اور نہ ہی رشتوں کے دستور کے مطابق اشارات و کنایات۔ بس ایک محفل بٹھائی گئی جس میں زبانی رشتہ کی مانگ کی گئی اور فوراً ہی والد بزرگوار نے ہامی بھر کر منظوری دے دی۔

لطیف بات یہ کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا، چونکہ منشی جی آپؒ کے استاذ بھی تھے اس لئے ایک دن اچانک منشی جی نے فرمایا کہ آج تم مدرسہ میں کھانا مت کھانا، دوپہر میں ہمارے گھر آجانا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تعمیل حکم میں جب گھر پہنچے تو علم ہوا کہ رشتہ ہو چکا ہے۔ ظہرانہ منشی جی کے گھر پر رہا جس کے بعد حضرت مولانا حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رشتہ کی مبارکباد دی اور دعائے خیر فرمائی۔

شادی

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ۱۰؍مئی ۱۹۷۳ء میں نہایت سادگی کے ساتھ ادا کی گئی، آپؒ کے خسر محترم نے خط لکھا کہ ایک جوڑا اور ایک برقع کے علاوہ کچھ نہ لے کر آئیں، اور دولہا کے ساتھ سات آدمی آئیں۔ لیکن حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ددھیال و خاندان بہت بڑا تھا، اس وقت چرتھاول میں پانچ سو گھر خاندان کے آباد تھے، اتنی قلیل تعداد میں براتی لے جانا انتہائی مشکل کام تھا، لہٰذا والد گرامی حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ نے اس مشکل کو رفع کرنے اور اِس بے جا رسم سے بچنے کے لئے یہ شکل اختیار کی کہ خود جانسٹھ نہ گئے بلکہ اپنے بڑے بھائی جناب رفیق صاحب کو اپنا نائب بنا کر دولہا کے ساتھ بھیج دیا، امبیسڈر کار کے ذریعہ یہ حضرات جانسٹھ پہنچے، کار کا کرایہ تین سو روپے طے ہوا تھا

جو اس زمانہ میں بہت زیادہ تھا۔ ولی کامل صاحب الکشف حضرت مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب بنگالی نور اللہ مرقدہٗ (شاگردِ خاص حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ) نے نکاح خوانی کی، ظہرانے کے بعد یہ حضرات دلہن کو لے کر چرتھاول آگئے۔ دلہن کے ساتھ آنے والے سامان میں کسی بھی قسم کا جہیز نہ تھا، بس ایک سوٹ کیس تھا جو دلہن کو دِیا گیا تھا، چونکہ آپؒ کے والد بزرگوار نے پہلے ہی جہیز کے متعلق فرمادیا تھا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔ لہٰذا خسر محترم نے اس بات پر پورا عمل کیا اور چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ دے سکے۔

ولیمۂ مسنونہ

دوسرے دن عظیم الشان ولیمہ ادا کیا گیا جس میں دو ہزار افراد نے شرکت کی، کھانے میں دیگر لوازمات کے ساتھ زردہ اور پلاؤ وغیرہ شامل کیا گیا جو اس زمانہ کا بہترین کھانا تصور کیا جاتا تھا۔ دعوتِ ولیمہ جسے بھی دی گئی خصوصاً علمائے کرام تو بہت حیران ہوئے کہ نکاح کا پتہ نہ چلا اور ولیمہ اتنا عمدہ اور شاندار رہا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے اساتذہ کرام نے خوب دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ اگر سبھی ایسا نکاح کریں تو کتنی اچھی بات ہے۔

مختصر سی برات، سادگی سے نکاح، بغیر جہیز کے دلہن شاید اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اس نکاح کی خیر و برکت والدین کے بقول زندگی بھر محسوس کی گئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اہلیہ محترمہ شاہ جہاں سیما حبان نور اللہ مرقدہا کو بے شمار نعمتیں عطا کیں اور اس قدر نوازا کہ ظاہری کسی شئے کی کمی نہ رہی، سبھی رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور ان کی ادائیگی حقوق کی مسلسل کوشش آپ دونوں کا تاحیات معمول رہا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا جس کے اسباب پیدا فرمادیے گئے چونکہ آگے چل کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ایک داعی، ایک پیر کامل، ایک خطیب زماں اور ایک رہبر صادق بننا تھا، اس لئے یہ طریقہ وسعادت رب ذوالجلال نے آپؒ کے حصے میں رکھ دی تھی۔

حبیب الامتؒ ہمیشہ اپنے بیانات و خطابات میں اس بات کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ ”نکاح اور شادی جس قدر سادگی سے ادا کئے جائیں اس میں اتنی ہی خیر و برکت ہوتی ہے۔“ پھر اپنے نکاح کا

واقعہ بیان فرمایا کرتے، اس کے بعد یہ بھی فرمایا کرتے کہ ''حقیقتاً میرا نکاح جس قدر سادگی سے ہوا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا ہی خیر و برکت سے نوازا ہے۔'' ذٰلک فضل اللّٰہ!

خدمت ایسی کہ مشائخ کی یاد تازہ ہوگئی

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ و مرشد کی ایسی خدمت کی کہ زمانہ قدیم کے مشائخ و خدام کی یاد تازہ ہوگئی۔ ایک مرتبہ گرمی کے دنوں میں حضرت اجانؒ نے پنکھا جھلنے کا حکم فرمایا، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پنکھا جھلنے لگے، اجانؒ کی آنکھ لگ گئی، لیکن مجال ہے کہ شیخ کے حکم سے سرتابی کی ہو، ساری رات پنکھا جھلتے گزار دی، صبح فجر کی اذان پر جب شیخ رحمہ اللہ کی آنکھ کھلی تو پتا چلا کہ پوری رات اسی طرح تعمیلِ حکم میں صرف کردی۔ کبھی ایسا ہوا کہ پانی لانے کا حکم فرمایا: جب حاضر خدمت ہوئے تو شیخ کو محوِ استراحت پایا، جب بیدار ہوئے تو پانی پیش کیا۔

تعمیلِ حکم میں سائیکل کا بوجھ

اسی طرح ایک مرتبہ مہمان آئے تو حضرتِ اجانؒ نے فرمایا: جلدی سے بازار چلے جاؤ اور وہاں سے کچھ پھل اور کھانے کی چیزیں لے آؤ، سائیکل لے جانا، بغیر سائیکل کے مت جانا۔ چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تھیلا لیا، سائیکل اٹھائی اور پیدل ہی بازار کی جانب دوڑ لگادی، بازار دو کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا، جب واپسی ہوئی تو شیخ نے دریافت فرمایا: سائیکل سے گئے اور پھر بھی دیر سے آئے ہو، آخر کیا وجہ ہے؟

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: حضرت! آپ کا حکم تھا کہ سائیکل کے بغیر نہ جانا، مجھے سائیکل چلانی نہیں آتی، تعمیلِ حکم کی بدولت سائیکل کو لئے لئے پیدل جانے آنے میں تاخیر ہوگئی۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کی کچی پکی روٹی

کبھی کبھی حضرتِ اجانؒ محبت و شفقت میں خدام اور خانقاہ میں قیام پذیر لوگوں کے لئے اپنے ہاتھ سے روٹی بنا کر سب کو تقسیم فرماتے، چونکہ عورتوں اور مردوں کے ہاتھ میں فرق ہوتا ہے، چنانچہ

روٹی موٹی ہوتی اور کچھ کچی پکی بھی، بعض خدام دبی زبان سے اظہار کرتے کہ ہمارا پیٹ خراب ہوگیا ہے تو حضرت اجان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ادریس! تمہارا پیٹ صحیح ہے، ان کا کیوں خراب ہوگیا ہے؟ حبیب الامتؒ عرض کرتے: حضرت! شیخ کے دستِ مبارک سے روٹی ملنا سعادت و شرف کی بات ہے، ان کے معدے کمزور ہیں جو روٹی ہضم نہ کرسکے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نہایت خوش ہوتے اور فرماتے: تم نے درست کہا، یہ محبت و الفت اور پیر و مرشد کی قدر و قیمت کیا جانیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے واقعات اس طرح کے ہیں جن میں شیخ کے احکامات کی تکمیل کے لئے خود مصیبت اٹھاتے رہے لیکن پیر و مرشد کے آگے زبان سے ایک لفظ نہ نکالا۔

طبی اسباق

گنگوہ خانقاہ میں رہتے ہوئے حضرت اجان رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ کبیر بحر العلوم حضرت مولانا حکیم عبد الرشید محمود عرف حکیم ننھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حبیب الامتؒ کا آنا جانا رہا کرتا تھا۔ حکیم صاحبؒ بھی آپؒ کو بے حد پسند فرمایا کرتے۔ حکیم ننھو میاں فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ لڑکا بہت ذہین ہے، اگر یہ طب کی چند کتابیں پڑھ لے تو اس کی ذات سے لوگوں کو بے انتہا فائدہ پہنچے گا''۔

حضرت حکیم صاحب کے فرمان اور آپ کی توجہ کی بدولت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے طب کے اسباق عزیز الملک حکیم اجمل خاں صاحب کی تصنیف کردہ کتاب ''حاذق'' بطور سبقاً پڑھی۔ یہ جو اسباق پڑھائے گئے تھے حکیم صاحب کی وہی صحبت اور وہی اسباق آگے چل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں طبی خدمات کا باعث بنے۔

حکیم ننھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ذکر النبیؐ

حکیم صاحب بھی نہایت نفیس الطبع انسان تھے، اگر یوں کہا جائے کہ مولانا گنگوہیؒ کا علمی اثاثہ حکیم صاحب کو ملا تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ ایک مرتبہ گنگوہ میں سیرت النبیؐ کا جلسہ ہوا، بڑے بڑے اکابر علمائے کرام تشریف لائے، دار العلوم دیوبند، سہارنپور، گنگوہ، تھانہ بھون، دہلی حضرت نظام الدین اور نہ جانے کہاں کہاں سے مشائخ عظام جلسہ میں بطورِ سامع شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں صرف حکیم

نھومیاں کا خطاب ہوا۔ دو ڈھائی گھنٹے کی اپنی تقریر میں حکیم صاحبؒ نے ''قرآن کریم کی سورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارکہ ہیں'' کے موضوع پر بڑا جامع خطاب فرمایا۔ اتفاقاً دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی نور اللہ مرقدہٗ کے برابر میں حضرت حبیب الامتؒ کو جگہ ملی، تقریر ختم ہوئی تو قاری صاحبؒ نے فرمایا: کیوں صاحبزادے! حکیم صاحب کی تقریر سے کیا سمجھے؟ حبیب الامتؒ نے عرض کیا: حضرت! مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ قاری صاحب نے فرمایا: تم کیا سمجھوگے؟ حکیم صاحب کی جامع ومعانی تقریر تو ہماری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔

حکیم نھومیاں زبردست صلاحیت کے مالک تھے، نبی کریم ﷺ کا شجرۂ مبارکہ ترتیب دیا جس کا سائز غالباً پانچ بائی دس فٹ ہوگا، باریک باریک الفاظ تھے، بڑے بڑے تاریخ داں وسیرت نگار دنیا بھر سے دیکھنے کو آتے، شجرہ کھولا جاتا تو پورے کمرے میں پھیل جاتا۔ حکیم صاحب نے زمانۂ طالب علمی میں جب آپ علیہ الرحمہ کی عمر سترہ برس تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارکہ میں ایک قصیدہ ''القصیدۃ الرشیدۃ فی ذکر النبیؐ'' کے نام سے تحریر کرکے دیوبند سے شائع کیا تھا، ایک نسخہ حضرت حبیب الامتؒ کو اپنے ہاتھوں سے عنایت فرمایا، ڈیڑھ دو سو عربی اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ حضرت حکیم صاحب کی وہ واحد کتاب ہے جسے دوبارہ منظر عام پر لانے کا شرف حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا، اصل متن کے علاوہ باقاعدہ ''حب النبیؐ'' شرح ذکر النبیؐ کے نام سے موسوم ایک سو چوالیس صفحات پر مشتمل یہ شرح اہل علم حضرات کے یہاں بے حد پسند کی گئی۔ جس پر فخر الاماثل، قدوۃ السالکین حضرت مولانا ابو القاسم نعمانی دامت برکاتہم مہتمم واستاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند نے تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب سے بھی حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کا والہانہ عشقِ رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوتا ہے۔

اہلیہ محترمہ کا گنگوہ میں قیام

دورانِ قیامِ گنگوہ چونکہ حضرت حبیب الامتؒ کا نکاح ہوگیا تھا، اس لئے حضرت اجانؒ کی اجازت سے آپؒ اپنی اہلیہ محترمہ کو بھی گنگوہ لے گئے۔ خانقاہ کے عقب میں خواجہ شبیہ الحسن مرحوم کا

ایک گھر ساٹھ سال سے بند پڑا تھا، اسے مستعار لے کر عارضی طور پر قیام فرمایا، جہاں رہتے ہوئے آپؒ کی اہلیہ کی طبیعت سخت ناساز ہوگئی، حضرت اجان رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے اہلیہ کو گھر چھوڑ آئے مگر قیام گنگوہ ہی تھا۔ جب طبیعت سنبھل گئی تو اہلیہ محترمہ کو دوبارہ گنگوہ بلالیا۔ اس مرتبہ خانقاہ کی طباخہ حنیفے نامی خاتون کے مشورہ سے (جو نہایت نیک اور ہمدرد خاتون تھیں) الحاج سید محمد حسن صاحب کے مکان کا ایک کمرہ لے کر قیام فرمایا۔

حبیب الامتؒ کے بڑے صاحبزادے کی پیدائش

حبیب الامتؒ اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں صبح نکلتے تو شام بلکہ عشا میں واپسی ہوتی، ایسے میں زوجہ محترمہ نے دعا کی کہ ''اے اللہ! ہمیں ایک فرزند عطا فرمادے جو نیک اور فرماں بردار ہو''۔ چنانچہ دعا کا ثمرہ حبیب الامتؒ کے جانشین اور بڑے صاحبزادے ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کی شکل میں ظاہر ہوا، حضرت مصطفیٰ کامل صاحبؒ نے ''حارث عشیر'' نام رکھا۔ نسبتی برادر عالیجناب حضرت مولانا حافظ کاتب شاہ عالم صاحب رحیمیؒ نے تاریخی نام ''فاروقِ اعظم'' نکالا۔ حبیب الامتؒ نے ''محمد فاروق اعظم المعروف حارث حبان'' نام رکھا۔

خانقاہ سے روانگی

کافی عرصہ اسی طرح گنگوہ میں قیام رہا، چند لوگ تھلی تمل ناڈو سے خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ میں اصلاح کے لئے حاضر ہوئے جن سے حبیب الامتؒ کی شناسائی ہوگئی، بعدہٗ پیر کامل حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپؒ نے اپنی اہلیہ کو خسر محترم حضرت منشی محمد شفیع صاحبؒ کے پاس جانسٹھ مظفر نگر چھوڑا اور دعاؤں کے ساتھ بنگلور تشریف لے آئے۔ چونکہ متمول گھرانے کے چشم و چراغ تھے، نفاست ونظافت طبیعت میں رچی بسی تھی لہٰذا سٹی مارکیٹ ریلوے اسٹیشن سے کمھار پیٹ مسجد ومرکز کے لئے کار کرائے پر لی۔ عالیجناب الحاج عبد الجبار صاحب کانپوری (جو مرکز کمھار پیٹ میں حفاظ کرام، علمائے عظام اور قراء حضرات کے لئے نہایت مخلص تھے) نے دیکھا کہ کلف لگے کپڑے، اونچی دیوبندی ٹوپی اور ہاتھ میں خوبصورت بریف کیس لئے ایک خوبرو جوان اُترا ہے تو

معلوم کیا کہ آپ کون ہیں اور کیوں تشریف لائے ہیں؟ حبیب الامتؒ نے فرمایا: مجھے قرآن سنانا ہے۔ انہوں نے کہا: صاحبزادے آپ کی یہ نفیس طبیعت، ایسے میں آپ کہاں آ گئے۔ بہر حال! انہوں نے اور مولانا نثار احمد صاحب سابق امام وخطیب مسجد کمہار پیٹ نے تھلی کے لوگوں کو مشورہ دیا کہ آپ کے یہاں کا موسم بہت اچھا ہے اور تمام افراد تاجر ہیں، لہٰذا انہیں آپ لے جائیں۔ چنانچہ ان دونوں حضرات کے مشورہ سے تھلی کے لوگ حضرت حبیب الامتؒ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ جہاں آپ نے ابتداءً رمضان المبارک میں قرآن کریم سنایا، تھلی کے لوگ خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ میں پہلے ہی مل چکے تھے اور اب دینی خدمات دیکھ کر ایسی الفت پیدا ہوگئی کہ انہوں نے مستقل قیام پر زور دینا شروع کر دیا، بمشکل انہیں راضی کیا کہ پہلے میں اپنے والد محترم سے اجازت لے لوں، اگر وہ اجازت مرحمت فرمادیں تو میں مستقل قیام کی ہامی بھر لوں گا، چنانچہ والد کی اجازت کے بعد آپؒ دوبارہ فیملی کے ساتھ تھلی تشریف لے گئے۔

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ جنوبی ہند

تھلی میں دورانِ قیام خدمات

سلجھی طبیعت کے مالک، بہترین خطاب کرنے اور لوگوں میں دین داری پیدا کرنے والے شخص سے تھلی کے لوگوں کا پہلے واسطہ نہیں ہوا تھا، اس لئے ہر فرد آپؒ کا گرویدہ ہو گیا۔ دو سال کے اس عرصہ میں حبیب الامتؒ نے گاؤں کے تقریباً پینتیس بچوں اور بچیوں کو ناظرہ قرآن مجید مکمل کرایا۔ گاؤں میں تعلیمی ماحول بنایا، اردو دینیات اور مسنون دعاؤں کے ساتھ بچوں وبچیوں میں تعلیمی روح پھونکی۔ ابتدا میں مکتب کی صباحی اور مسائی کلاس تھلی کے سرکاری اردو اسکول میں لگائی جاتی تھی، لیکن حضرت علیہ الرحمہ کے کہنے پر اہل قصبہ نے مدرسہ کی عمارت کا انتظام کیا۔ وہاں کے متمول اور معروف شخص الحاج محمد قاسم صاحب عرف صاحب جان کو تیار کر کے مسجد کی ایک زائد خالی جگہ پر مدرسہ تعمیر کرایا اور اس کے ساتھ تین دکانیں بنوائیں، تاکہ دکانوں کے کرائے سے مدرسہ کے اخراجات پورے ہوں۔ حبیب الامتؒ نے مدرسہ کا نام ''نور العلوم'' رکھا۔ جو بحمد اللہ تعالیٰ آج ایک بڑا ادارہ ہے، جسے اب گاؤں سے باہر ایک بڑی اراضی پر عمدہ عمارت بنا کر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس تین سالہ قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ایک صاحبزادی بھی عطا فرمائی۔

تشخیص وعلاج کی ابتدا

ان دنوں چونکہ تھلی میں باقاعدہ کوئی علاج ومعالجہ کا بہتر نظم نہیں تھا، لوگ اپنے مریضوں کو بنگلور یا اطراف واکناف کے علاقوں میں لے جا کر دکھایا کرتے، ایسے میں بہت سے لوگوں کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے زبانی گھریلو ٹوٹکے بتائے جس سے انہیں کافی افاقہ ہوا، چند لوگ اپنے علاج

کے لئے رجوع ہوئے تو آپؒ نے دیسی ویونانی ادویات گھر میں ہی تیار کر کے انہیں دیں بحمد للہ تعالیٰ مریض ٹھیک ہونے لگے۔ حکیم نھومیاںؒ سے جو درس ملا تھا اس کو عمل میں لانے کا موقع ملا تو والد گرامی حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ کے نسخوں کو بھی کام میں لاتے ہوئے پریکٹس جاری رکھی، جس مریض کا بھی علاج کیا بحمد للہ تعالیٰ وہ روبصحت ہوگیا، یہ دیکھ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے وقتاً فوقتاً ادویات سازی اور تشخیص وعلاج کا سلسلہ جاری رکھا، لیکن اسے پروفیشنل نہیں بنایا۔

بنگلور آمد کا سبب

اس درمیان بنگلور کے ایک سیرت النبیؐ کے جلسہ میں خصوصی خطاب کے لئے آپ علیہ الرحمہ کو مدعو کیا گیا، جوانی کے ولولے اور خانقاہی تربیت کے نتیجہ میں آپؒ نے جو خطاب فرمایا، عوام وخواص میں بے حد پسند کیا گیا۔ انہیں دنوں میں حبیب الامتؒ کے نسبتی برادر حضرت مولانا حافظ کاتب شاہ عالم صاحبؒ (جوان دنوں روزنامہ آزاد میں دینی صفحات کی کتابت کیا کرتے تھے) تھلی اپنی ہمشیرہ سے ملنے کے لئے آئے، آپ کے ہمراہ قاری محمد فرقان صاحب بھی تھے، رات میں قیام کیا، اتفاقاً نہایت موسلا دھار بارش ہوئی، چونکہ اطراف واکناف کا علاقہ پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا اور ہر طرف ہریالی تھی ایسے میں جب بجلی کڑکی اور زمین پر گری تو نہایت خوفناک آوازیں پیدا ہوئیں، بجلی کی شدت کچھ زیادہ ہی تھی جس سے کاتب صاحب کا دل نہایت رنجیدہ ہوا، رات کا کھانا بھی کسی نے نہیں کھایا، اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی، جاتے ہوئے انہوں نے آبدیدہ ہوکر مشورہ دیا کہ آپ بھی بنگلور تشریف لے آئیں وہاں دینی خدمات اور معاشی ضروریات کے زیادہ مواقع ہیں۔

چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے عالیجناب قاری محمد فرقان صاحب سے بنگلور کی کسی مسجد میں جگہ کی بات کہی۔ دیپانجلی نگر کی مسجد معراج میں امام وخطیب کی ضرورت تھی، انہوں نے عالیجناب الحاج پٹیل عبد الجبار خان صاحب مرحوم (عالیجناب الحاج شبیر احمد پٹیل بیکری کے والد بزرگوار) سے بات کی، سوئے اتفاق جناب عبد الجبار صاحب نے سیرت النبیؐ کے جلسہ میں خطاب سنا تھا، وہ اس وقت مسجد کے صدر بھی تھے، انہوں نے سنا تو فوراً رضامند ہوگئے اور یوں تھلی سے دیپانجلی نگر کی مسجد معراج میں آپؒ کا تقرر ہوگیا۔

مسجد معراج میں تقرر اور نمازِ جمعہ وقیامِ مکتب

مسجد معراج کے دورانِ قیام آپؒ نے دیکھا کہ اطراف کی اکثر آبادی غیر مسلم ہے، جن میں تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، مسلمانوں کو ہمیشہ لڑائی جھگڑے کا خوف لاحق رہتا۔ حبیب الامتؒ نے اس خوف کو دور کرنے کی سعی فرمائی، مسجد کی ضروریات کے پیش نظر برآمدہ، حمام، وضوخانہ اور احاطہ تعمیر کرایا، ابھی تک نمازِ جمعہ سے مسجد محروم تھیں۔ آپؒ نے لوگوں کو سمجھایا کہ مسجد شہر کے درمیان واقع ہے، لہٰذا جمعہ ضرور ہونا چاہئے، چنانچہ پہلا جمعہ حضرت حبیب الامتؒ کی امامت وخطابت میں ادا کیا گیا۔ آپؒ نے صباحی ومسائی مکتب کی شکل میں دینی تعلیم کے نظم کے لئے ''معراج العلوم'' کے نام سے مکتب قائم فرمایا، الحمد للہ تعالیٰ یہ مدرسہ تاحال قائم ہے، حضرت علیہ الرحمہ کے ہی شاگرد مولانا جاوید صاحب مدرسہ میں تدریسی خدمات اور مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

روزنامہ آزاد کی کتابت

بنگلور کے قدیم اخبارات میں ایک نام ''روزنامہ آزاد'' بڑا معروف تھا، جس نے آزادئ ہند میں بڑا اہم رول ادا کیا۔ بنگلور آنے کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرتبہ اتفاقاً روزنامہ آزاد کے دفتر جانا ہوا، جہاں کچھ حضرات کتابت میں مصروف تھے۔ کچھ سلام دعا کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا تو میں بھی لکھنا جانتا ہوں۔ اخبار کے مالک عبد الہادی رفعت صاحب نے سنا تو کہا کہ آپ دو کالم لکھ کر دکھائیں! ایک مضمون ''آدابِ صحت'' کے عنوان سے تھا، جسے حبیب الامتؒ نے فوراً لکھ ڈالا۔ دو کالم پر مشتمل عمدہ خوشخطی وبہترین کتابت شدہ مضمون دیکھ کر عبد الہادی صاحب نے کہا کہ آپ تو بہت اچھے کاتب ہیں، میں آپ کی کتابت سے بہت خوش ہوں، آپ ہمارے یہاں روزانہ چار کالم لکھ دیا کریں، ہم آپ کو پانچ سو روپئے ماہوار دیں گے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں امام وخطیب ہوں اور میسور روڈ سے بار بار آفس آنا میرے لئے دشوار ہے۔ عبد الہادی صاحب نے کہا کہ آپ اپنے گھر سے کتابت کر کے لا دیا کریں۔ چنانچہ مسجد کی ذمہ داری کے ساتھ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی تعطیل نہ کی، اندرونی صفحات جو دینی مضامین پر مشتمل ہوتے تحریر فرمایا کرتے۔ لیکن چند سالوں بعد روزنامہ آزاد کی اشاعت بند ہوگئی۔

نبی کریم ﷺ کا دوسرا اسلام

مسجد معراج میں رہتے ہوئے مورخہ ۲۵؍مئی ۱۹۸۲ء اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اور بیٹی عطا فرمائی، ولادت بعد نمازِ ظہر گھر میں ہوئی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ روز نامہ آزاد کے دفتر گئے ہوئے تھے، پڑوس میں رہنے والی عورتوں نے اس موقع پر بڑا تعاون کیا، کسی قسم کی زحمت نہ ہونے دی۔ چونکہ اس زمانہ میں فون بھی عام نہ ہوئے تھے لہٰذا دفتر میں بھی کوئی اطلاع نہ دی جاسکی۔ مغرب سے کچھ قبل حبیب الامتؒ واپس تشریف لائے تو مسجد کے مؤذن جناب شیخ اسماعیل صاحب مرحوم نے آپؒ کو دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا، پھر بغل گیر ہوکر خوب آہ وفغاں کی۔ حضرت حبیب الامتؒ کو معلوم نہیں تھا کہ کیوں رو رہے ہیں، آپؒ نے تسلی دی اور دریافت فرمایا: آپ اس قدر غمزدہ کیوں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ بہت بڑا حادثہ ہوگیا ہے۔ فرمایا کہ کیا حادثہ؟ کہنے لگے کہ آپ کے یہاں دوسری بیٹی پیدا ہوگئی ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سبحان اللہ! بیٹی کی پیدائش رسول اللہ ﷺ کا سلام ہے۔ بیٹی کی پیدائش پر رونا تو زمانۂ جاہلیت کی بات ہے، بیٹا اگر انعام ہے تو بیٹی بھی اللہ کی رحمت ہے، اس پر رونا ٹھیک نہیں، یہ تو بڑی سعادت کی بات ہے۔

روز نامہ علمبردار میں

روز نامہ آزاد کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے روز نامہ علمبردار میں بھی بطورِ کاتب کام کیا، یہ اخبار سی ایم ابراہیم صاحب کی ادارت میں تھا، جس کے مینیجر جناب سید شرف الدین اشرفی صاحب چن پٹنی تھے، یہ اخبار کم وبیش ایک سال نہایت آب وتاب کے ساتھ جاری رہا، پھر یکلخت یہ بھی حوادث کا شکار ہوگیا۔

روز نامہ پاسبان اور ایک کارنامہ

روز نامہ علمبردار بند ہوا تو حضرت حبیب الامتؒ نے روز نامہ پاسبان جو شہر بنگلور کا سب سے قدیم اخبار تھا کے لیے خدمات دیں۔ پاسبان کے ایڈیٹر جناب محمد اسماعیل تابش صاحب تھے جو ایک بڑے ادیب، مفکر اور سیاستداں تھے، آپ نے اپنی جوانی کے ایام پاکستان کے قائد اعظم محمد علی جناح

کے ساتھ مسلم لیگ کی سرگرمیوں میں صرف کیئے، اردو اور انگریزی نہایت شستہ تھی، ایک پختہ قلمکار تھے، اسی لئے اس زمانہ میں روز نامہ پاسبان کے اداریہ بہت مقبول تھے۔ ایک مرتبہ آپؒ کو اسماعیل تابش صاحب نے بلایا اور کہا کہ کل آپ کے سوا تمام کاتب حضرات چھٹی پر ہیں اور اخبار کا نکلنا ضروری ہے لہٰذا چار صفحات کے بتیس کالم آپ کو ہی لکھنے پڑیں گے۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں سارا اخبار کیوں کر لکھ سکتا ہوں؟ یہ ممکن نہیں ہے۔ تابش صاحب نے کہا کہ آپ تمام کاتبوں میں زود قلم ہیں مجھے امید ہے کہ اگر آپ کوشش کریں تو اخبار کا نکلنا ممکن ہے۔ چنانچہ حضرت علیہ الرحمہ نمازِ فجر کے بعد دفتر آگئے، آپ نے اس دن مکہ مسجد گنگا نگر میں دو نکاح بھی پڑھائے اور کتابت بھی کی، بفضلہٖ تعالیٰ رات گیارہ بجے تک چار صفحات یعنی مکمل اخبار کے بتیس کالم پرنٹ کے لئے دے دیے۔ صبح میں اخبار شائع ہوگیا، اخبارات کی تاریخ میں شاید یہ پہلا واقعہ تھا جو صرف ایک کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، روشنائی میں قلم ڈبو کر لکھنا مشکل کام تھا جسے تنہا کاتب نہیں کرسکتا تھا، اس تیز رفتار کتابت پر اخباری افراد ''کاتب ایکسپریس'' کے نام سے آپؒ کا تذکرہ کرتے۔ ان دنوں حضرت حبیب الامتؒ نے مکہ مسجد گنگا نگر میں بطورِ خطیب خدمات انجام دیں۔

اسلام پور جامع مسجد میں خطابت

روز نامہ پاسبان میں دورانِ کتابت اسلام پور ائیر پورٹ کے سامنے جامع مسجد میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خطابت کے لئے مدعو کیا گیا، لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد معراج سے اسلام پور منتقل ہوگئے۔ ایچ اے ایل باشا کے نام سے ایک صاحب تھے جن کا اسکریپ کا کاروبار تھا، باشا صاحب نے اسلام پور کی جامع مسجد اپنے صرفہ سے تعمیر کرائی تھی جو پتھر کی مساجد میں ایک عمدہ مسجد ہے۔ یہ مالدار ترین آدمی تھے لیکن تعلیم یافتہ نہ تھے، اسی لئے مزاج میں شگفتگی وشائستگی نہ تھی، تعریف پسند انسان تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اخبار میں کام کیا کرتے اس لئے صبح نکلتے تو شام واپسی ہوتی، پھر بعد عشا کچھ بالغ افراد کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے۔

✧✧✧

اسلام پور سے شیواجی نگر آمد

چند دنوں بعد الحاج باشا صاحب مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مولانا! میرے پاس سبھی لوگ امام، مدرس، صدر وغیرہ بیٹھتے ہیں، لیکن آپ کیوں نہیں بیٹھتے؟ حبیب الامتؒ نے فرمایا: حاجی صاحب! میں اخبار میں کام کرتا ہوں مجھے دن میں فرصت نہیں ہوتی، اس لئے میں آپ کے پاس نہیں بیٹھ پاتا۔ یہ سنتے ہی انہوں نے کہا کہ آپ اگر میرے پاس نہیں بیٹھ سکتے تو آئندہ مہینہ سے کوئی اور جگہ تلاش کرلیں! حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی برملا فرمایا کہ حاجی صاحب! آئندہ ماہ سے نہیں، اسی ہفتہ بلکہ آج سے ہی آپ کسی اور خطیب کو متعین کرلیں۔ چنانچہ اسماعیل تابش سے کہہ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے براڈوے روڈ پر چار مینار مسجد کے قریب ایک مکان کرایہ پر لیا اور اسلام پور کی خطابت کو خیرباد کہہ کر دوسرے دن ہی شیواجی نگر آکر قیام پذیر ہوگئے۔

تبلیغی مرکز سلطان شاہ اولیاء کے پہلے امام وخطیب

انہیں دنوں روزنامہ پاسبان کی کتابت کے دوران جناب مناف صاحب تھلی والے آئے اور انہوں نے کہا کہ شیواجی نگر بس اسٹینڈ کے پیچھے حضرت سلطان شاہ اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے احاطہ میں ایک ہفتہ قبل ایک مسجد کا قیام عمل میں آیا ہے، مسجد کی جگہ اوقاف کی ہے اور بہت بڑا رقبہ ہے، یہاں درگاہ کے نام پر صبح وشام کچھ اوباش جمع ہوجاتے تھے جو تاش کھیلنے اور افیم پینے میں مشغول رہتے، درگاہ پر بہت سی خرافات ہوگئی تھیں، درگاہ کا تقدس بھی پامال ہورہا تھا، چنانچہ مسجد قائم کرنے کے بعد اوقاف کے لوگوں سے علاقے کے لوگوں کا ٹکراؤ ہوگیا، رات میں مسجد کی دیوار تعمیر کرتے اور صبح میں پولیس آکر گرادیا کرتی، کیوں کہ اوقاف یہاں ایک تجارتی مرکز یا کمپلیکس تعمیر کرنا چاہتا ہے، اس لئے ذمہ داران مسجد اِس تعمیر کے حق میں نہیں، پولیس کو استعمال کرتے ہیں جو آنے والے نمازیوں اور امام کو ہراساں کرتی ہے، ایسی صورت میں کوئی بھی وہاں نماز پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مردم خیز سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں، جیدار اور نہایت بہادر ہیں، پولیس ودیگر طاغوتی طاقتوں کا خوف آپ کے دل میں نہیں رہتا، اگر آپ امامت کے لئے تیار ہوجائیں تو اس مسجد کی تعمیر ممکن ہوسکتی

ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میری ذات سے ایک مسجد کی تعمیر ممکن ہوسکتی ہے تو میں ضرور یہ سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھانے کی ذمہ داری قبول فرمالی۔ فجر کی نماز کے لئے اس لئے نہیں آسکتے تھے کہ اس وقت مکان براڈوے روڈ پر پوسٹ آفس کے پیچھے والی گلی میں تھا جہاں سے صبح سویرے پہنچنا ممکن نہیں تھا، ویسے بھی دن چڑھے بعد ہی مسجد کی تعمیر پر اعتراض کرنے والے اور پولیس آڑے آتی لہٰذا ظہر تا عشا ہی رہنا ضروری تھا، چار نمازوں کے علاوہ نمازِ جمعہ اور خطابت بھی حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہی ذمہ تھی۔

اس وقت مسجد کی کمیٹی کے ذمہ داران میں قابل ذکر افراد جناب الحاج موسیٰ سیٹھ صاحب، الحاج خلیل احمد صاحب، الحاج جمال احمد صاحب، الحاج قادر نواز صاحب، الحاج شاہ نواز صاحب، الحاج منیر احمد ملک صاحب وغیرہ تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کم وبیش دو ماہ امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے، اس دوران مسجد کی عارضی دیوار بھی بن گئی اور لوہے کا ایک شیڈ یعنی چھت بھی ڈال دی گئی، نماز پڑھنے کی جگہ ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا کر اس میں بالو بھر دیا گیا اور اینٹوں کا فرش بچھا کر صفیں بنادی گئیں، چونکہ اس علاقہ میں کوئی مسجد نہ تھی، لہٰذا دن بدن نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور جیسے جیسے نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ویسے ویسے لوہے کا شیڈ بھی بڑھاتے گئے۔ یہ جگہ بڑی کشادہ تھی اس لئے درگاہ کے حصے کو چھوڑ کر باقی پورے حصہ پر مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنالیا گیا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں فقیرانہ بے نیازی بچپن سے ہی تھی، متمول اور مالدار لوگوں سے دور رہتے تھے، اس لئے دو ماہ بعد ہی آپؒ نے ذمہ داران سے کہا کہ آپ کسی دوسرے امام کا تقرر فرمالیں، اب جبکہ مسجد قائم ہوچکی ہے اور اوقاف کے تمام اختلافات بھی ختم چکے ہیں تو اب امام وخطیب آپ حضرات کو آسانی سے مل جائیں گے۔ چنانچہ مفتی شاکر صاحب صدر جمعیۃ علماء بنگلور کے والد مرحوم مولانا حافظ غلام صدیق صاحب کو امام وخطیب متعین کرلیا گیا۔ آج الحمدللہ یہی مسجد تبلیغی سرگرمیوں اور تبلیغی جماعت کا بڑا مرکز بن گئی ہے۔ آج بحمداللہ تعالیٰ اس مسجد میں ہزاروں افراد نماز پڑھ رہے ہیں، ملک وبیرونِ ملک سے جماعتیں آجا رہی ہیں۔ بنگلور کے اس بڑے تبلیغی مرکز کی مسجد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اولاً خدمت کا شرف حاصل ہے۔ ✧

شہر بنگلور کی مستقل رہائش

مظفر نگر میں قیام اور کاروبار

اخباری دفتر میں تنخواہ کبھی وقت پر نہ ملتی، جس سے پریشان ہو کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بنگلور سے مظفر نگر (یوپی) جا کر رہائش اختیار کرلی۔ دورانِ قیام آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کاروبار کئے، ہول سیل چاول کا کاروبار کیا، جنرل اسٹور کھولا، پھر مین مارکیٹ میں کاروں کے پارٹس کی ہول سیل دکان کھولی، کچھ کاروبار چلے کچھ میں نقصان بھی ہوا لیکن اطمینان وسکون میسر نہ تھا، بالآخر اپنے خسر محترم ولی کامل حضرت منشی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ کیا تو آپؒ نے فرمایا: بیٹا! اہل علم حضرات کے لئے تعلیم وتعلم اور دینی خدمات کے علاوہ کوئی کام اچھا نہیں ہے، میرا مشورہ ہے کہ آپ دوبارہ وہی لائن اختیار کرلیں جس پر دین سے وابستگی ہو۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ بنگلور واپسی کا ارادہ فرمالیا۔

رسول اللہ ﷺ کا تیسرا ''سلام'' اور اہلیہ کی بیماری

مظفر نگر کے دوران قیام اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ایک اور بیٹی سے نوازا، لیکن اہلیہ کی طبیعت اس قدر ناساز ہوئی کہ زندہ رہنا مشکل نظر آنے لگا، ایسے میں اہلیہ کو تنہا چھوڑنا بھی ممکن نہیں تھا، سخت ذہنی پریشانی کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قیام کیا، بہت دعائیں کی، بفضلہٖ تعالیٰ جب کئی ماہ بعد طبیعت بہتر ہوئی تو بنگلور واپس تشریف لے آئے۔

بنگلور آمد اور یقین شاہ ولیؒ میں تقرر

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بنگلور واپس آئے تو اسماعیل تابش مرحوم کے کہنے پر روز نامہ پاسبان میں دوبارہ کتابت شروع کردی۔ اسماعیل تابش ''مسجد یقین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ'' میں سکریٹری کے

عہدہ پر فائز تھے، انہوں نے اپنی مسجد میں نمازِ جمعہ سے قبل خطبہ دینے کی فرمائش کی، آپؒ نے خطبہ دیا تو بے حد پسند کیا گیا۔ بہت سے خطبا نے درخواست دی ہوئی تھی لیکن اسماعیل تابش صاحب نے بغیر کسی درخواست کے تقرر نامہ دے دیا۔

مسجد یقین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ میں ہر مکتبہ فکر کے نمازی تھے، مثلاً تبلیغی جماعت، جماعت اہل حدیث، جماعت اسلامی، سلفی حضرات، بریلوی ودیوبندی وغیرہ اس مسجد کے مصلی ہوتے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے میں یہ دائرۂ کار اختیار فرمایا کہ کسی بھی مسلک پر اعتراض اور اٹیک کرنے کے بجائے اصلاحی گفتگو فرماتے، جسے مصلیانِ کرام نے بہت پسند کیا، اس طرح لوگ دور دور سے خطبہ سننے کے لئے مسجد یقین شاہ ولی آنے لگے۔

یہاں پر رمضان المبارک میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دو مرتبہ نمازِ تراویح میں قرآن کریم سنانے کا موقع ملا، جس کی اسماعیل تابش مرحوم نے اپنے اخبار روز نامہ پاسبان کے ذریعہ خوب تشہیر کی، پاسبان کے پہلے صفحہ پر پہلے سے متعین کردہ مخصوص جگہ پر بڑا سا اعلان دیا جاتا کہ ''ممتاز عالم دین حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی امام وخطیب مسجد یقین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں قرآن کریم سنائیں گے''۔ اس عرصہ میں بہت سے لوگوں سے شناسائی اور تعلقات پیدا ہوگئے، تعلیم یافتہ اور بڑے عہدوں پر فائز افراد نماز کے بعد سلام دعا رکھتے، شہر کے ایک بڑے طبقے میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خوب تعارف ہوا، دور دور تک شہرت ہوگئی۔

بہت سے لوگوں نے اسماعیل تابش صاحب سے اعتراضاً کہا: یہ مسجد بریلوی مکتبہ فکر کی ہے، یہاں حضرت یقین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ اور دربار بھی ہے اور مولانا محمد ادریس حبان رحیمی دیوبندی ہیں۔ تو تابش مرحوم نے کہا کہ یہ ایسے دیوبندی خطیب ہیں جن کے پیچھے ہر آدمی نماز پڑھنے پر فخر محسوس کرتا ہے، کسی کو کوئی اعتراض نہیں، لہٰذا اختلافی بات نہ کریں!

اہلیہ محترمہ کا ایک خواب اور تعبیر

یقین شاہ ولیؒ کے دورانِ قیام اہلیہ صاحبہ نے ایک خواب دیکھا کہ دو چاند ہیں جوان کی گود میں یا گھر میں آگئے ہیں، حالت خواب میں ہی تعجب فرما رہی ہیں کہ دو چاند کیسے ہوگئے؟ آنکھ کھلی تو

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا خواب بیان کیا، چنانچہ آپ نے تعبیر دی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دو فرزندان اور عطا فرمائیں گے۔ چند دنوں بعد اہلیہ کو لے کر خسر محترم کے یہاں جانسٹھ جانا ہوا، اس وقت اس خواب کی تعبیر رونما ہوئی اور ۵/مارچ ۱۹۸۷ء کو مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی کی پیدائش ہوئی۔

مولانا اسرار الحق اعظم گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق

یقین شاہ ولی میں دوران قیام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حضرت مولانا اسرار الحق صاحب اعظم گڑھی نور اللہ مرقدہٗ سے قائم ہوگیا، آپ صاحب نسبت وصاحب کرامت بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت یقین شاہ ولی کی درگاہ پر تشریف لائے اور مراقبہ فرمایا، درگاہ سے باہر آئے تو حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا حبان صاحب! یہ بزرگ اللہ والے تو ہیں لیکن صاحب نسبت نہیں ہیں، بس وہ اپنی عبادات وریاضات سے ولی تو بن گئے لیکن کسی صاحب نسبت شیخ سے تعلق نہ ہونے کی بنا پر ان کو سلسلہ کی نسبت حاصل نہ ہوسکی۔

اسی زمانہ میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا آپ علیہ الرحمہ سے اصلاحی تعلق ہوگیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب الامتؒ کو بیعت بھی فرمایا، مگر افسوس حضرت کچھ ہی زمانہ گزرا تھا کہ انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور قبر کو نور سے منور فرمائے، آمین!

یقین شاہ ولی کو چھوڑنے کا فیصلہ

یقین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں ٹھنڈی اور خنک ہوائیں ہوا کرتیں، ویسے بھی بنگلور میں مرطوب ہوا ہے، درختوں کی کثرت کی وجہ سے چھاؤں ہی چھاؤں تھی، دھوپ قطعاً نہ ہوتی، جس سے بچے بیمار ہونے لگے، یہاں کا موسم راس نہ آیا، لہٰذا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جلد ہی اس جگہ کو چھوڑنے کا فیصلہ فرما کر اسماعیل تابش سے فرمایا: میں اب یہاں نہیں رہ سکتا، آپ کسی اور خطیب کا بندوبست فرمالیں! انہوں نے کہا کہ خطیب اگر آپ لا کر دیں گے تو ہم آپ کو رخصت کریں گے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا ناصر حسن عبیدی ابن جناب مولانا ذاکر حسن عبیدی پھلتی کو اپنی جگہ پر خطیب رکھوایا، اس طرح حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے رخصت ہوئے۔

مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی کا اہتمام

دو سال سے زائد عرصہ تک حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے یقین شاہ ولی میں خطابت کی، کبھی کبھی فرصت کے اوقات میں جناب الحاج شرف الدین صاحب سی او ڈی انسپکٹر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر بیٹھ جایا کرتے، انہوں نے ہمیشہ یہ ذہن سازی کی کہ آپ امامت میں کیوں مصروف ہیں، آپ جیسا آدمی تو مدرسہ میں ہونا چاہئے جس سے ملت کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ وہ مسلسل اصرار کرتے رہے کہ آپ یہ جگہ چھوڑ کر مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی کا اہتمام اختیار فرمالیں۔ ان کی شخصیت اور گفتگو ایسی دل پزیر ہوا کرتی کہ وہیں سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ذہن بن گیا کہ اب مدرسہ کی لائن میں بھی کچھ خدمت کرنی چاہئے۔ مزاج میں چونکہ پہلے سے خودداری بھری ہوئی تھی، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شرف الدین صاحب میں آپ کے یہاں آ تو جاؤں گا اور اہتمام بھی قبول کرلوں گا مگر میں درخواست نہیں دوں گا، ایک عالم کا ایک غیر عالم کو اگرچہ وہ تعلیم یافتہ ہی ہو میں درخواست دینا خودداری کے خلاف تصور کرتا ہوں۔

شرف الدین صاحب نے فوراً قبول کرلیا اور یقین شاہ ولی کی مسجد خیر باد کہنے سے ایک ماہ قبل شرف الدین صاحب نے کمیٹی کی جانب سے لیٹر پیڈ پر تقرر نامہ لا کر دے دیا، اس طرح ایک ماہ بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی بنگلور کا اہتمام سنبھال لیا۔ پوری کمیٹی نے بہت زیادہ عزت افزائی اور اکرام کیا اور سارا سامان کمیٹی کے لوگ بذاتِ خود گاڑی میں بھر کر لائے اور مدرسہ کے قریب اُتار کر گھر میں لگایا، یہ محض اس لئے کہ انہیں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ میں لانے کے لئے حد درجہ دلچسپی تھی، اسی لئے اہل کمیٹی نے یہ زحمت گوارہ کی۔

مدرسہ کاشف العلوم کا دورِ اہتمام

مدرسہ کاشف العلوم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اہتمام سے چالیس سال قبل قائم ہوا تھا، حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے اس کی بنیاد رکھی تھی، یہ جامع مسجد ہوسہلی کے احاطہ میں قائم ہے، یہ دار العلوم سبیل الرشاد کے بعد قدیم مدارس میں شمار کیا جاتا ہے۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے آنے

سے قبل کاشف العلوم انتظامی اعتبار سے درست نہ تھا، مخیّر احباب چندہ دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تقرر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جائزہ لیا تو دیکھا کہ اتنی بڑی جگہ ہونے کے باوجود مدرسہ میں صرف تین درسگاہیں تھیں، باقی کمرے برسوں سے کباڑ خانہ بنے ہوئے تھے، مسجد کا بالائی حصہ کبوتروں سے آباد تھا اور جا بجا گھاس اُگی ہوئی تھی، صفائی کا ازحد فقدان تھا۔ حبیب الامتؒ نے سب سے پہلے مدرسہ کی صفائی پر توجہ فرمائی، مسجد کے برآمدہ کے نیچے جو درسگاہ تھی وہ کچرہ خانہ بنی ہوئی تھی، جسے صاف کرا کر قالین وغیرہ بچھوائے اور اس میں حفظ قرآن کی درسگاہ قائم فرمائی۔ مسجد کے نیچے تہہ خانہ تھا جو غیر آباد تھا، اسے بھی مکمل صاف ستھرا کرا کر اور اہلِ خیر حضرات کے تعاون سے اس زمانہ میں اسّی ہزار روپے کے کارپیٹ ڈالے گئے، وہائٹ واش کرایا گیا، تپائی اور ڈیکس بنوائے گئے، نظامِ تعلیم از سرِ نو مرتب کیا گیا اور اساتذہ کو اس کا پابند بنایا گیا۔

مدرسہ کے احاطہ میں سرکاری اردو اسکول قائم تھا جس کی عمارت مدرسہ نے کرائے پر دی ہوئی تھی، لیکن یہ کرایہ بھی جو کئی لاکھ روپے تھا کئی سالوں سے وصول نہ ہوا تھا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کی صفائی بھی کرائی، تعلیمی نظام بھی درست فرمایا، حکومت کے ذمہ جو رقم واجب الادا تھی وہ بھی وصول فرمائی، تعلیمی نظام کو خوب سے خوب تر بلند فرمایا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خاص اور دورِ اہتمام میں حفظ وقرأت کی درسگاہیں شہر بنگلور میں بہت مشہور ومقبول ہوئیں۔ اہلِ بنگلور نے خوب سراہا، وقتاً فوقتاً جو حضرات مدرسہ سے بیزار تھے ان کو مدعو کیا گیا اور مدرسہ کی کارگردگی سے ان کو مطمئن کیا گیا، جس کے نتیجہ میں انہوں نے مدرسہ کا تعاون دوبارہ شروع کر دیا۔ مدرسہ سے متعلق عوام میں جو تناؤ تھا وہ دور ہو گیا۔

مدرسہ کاشف العلوم کا استعفیٰ

۱۹۸۸ء میں ایک سال کا چندہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت تقریباً دو لاکھ روپے سے زائد وصول ہوا۔ الغرض اس طرح کاشف العلوم کے اخراجات اور آمد وخرچ کا معاملہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درست فرما دیا۔ مسجد و مدرسہ کے پورے احاطہ میں پھلواریاں لگوائیں، کچھ نئے کورسز کی بھی ابتدا

فرمائی، درسِ نظامی کے ابتدائی چند درجات بھی شروع فرمائے، گھریلو عورتوں کے لئے سلائی کڑھائی یعنی ٹیلرنگ انسٹی ٹیوٹ بھی قائم فرمایا۔ جامع مسجد ہوسہلی کے منبر ومحراب سے جمعہ کے خطبہ کے ذریعہ ملک وملت کے لئے ایک انقلابی پیغام پہنچانا شروع کیا، جس سے مسجد کی تینوں منزلیں ہزاروں افراد سے بھرنے لگیں، اس منظر کو دیکھ کر اہلِ محلّہ وکمیٹی کے حضرات بھی خوش ہوئے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے آنے سے ایک انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ خود الحاج شرف الدین صاحب کہتے تھے کہ حضرتؒ یہاں صرف دو سال رہے لیکن آپؒ نے تنہا بیس سال کا کام کیا۔ آپؒ کے دورِ اہتمام صرف دو سال میں حفاظِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے دستارِ فضیلتِ قرآن حاصل کی اور چھ قراء حضرات فارغ ہوئے۔ چونکہ اہل محلّہ کے مزاج پہلے سے بگڑے ہوئے تھے، وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کیلئے مدرسہ میں مداخلت کرتے رہتے، اس لئے بادلِ نخواستہ صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے استعفیٰ دے دیا اور ایک ماہ قبل ہی کمیٹی کو مطلع فرما دیا کہ ایک مہینے کے بعد میں اہتمام میں نہ رہوں گا، آپ کسی اور کا نظم کر لیں۔ چنانچہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کے تمام اثاثوں کی فہرست بنا کر کمیٹی کے سپرد فرما دی کہ میرے اس دو سالہ عرصہ میں اتنا کام ہوا ہے اور اتنا اثاثہ تیار ہوا ہے۔ کاشف العلوم سے استعفیٰ دے کر آپؒ مع اہل وعیال جانسٹھ تشریف لے گئے۔ بعدہٗ مدرسہ کی کمیٹی نے مستقل چھ ماہ تک آپ کا انتظار کیا اور بار بار اصرار کیا کہ آپ ہی مدرسہ کے مہتمم رہیں گے، لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت فرما لی لیکن ہمیشہ اس ادارہ کے لئے نیک خواہشات کا اظہار فرماتے اور اب اخیر ایام میں صدر مدرسہ بذاتِ خود تشریف لا کر حضرت سے چندہ کی درخواست کرتے جس کو بخوشی پورا فرماتے۔

✦✦✦

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عمرہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ مقدس

جانسٹھ پہنچ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ والدہ صاحبہ نے سرمہ کی سلائی بھر کر دی اور کہا: یہ لگالو، تو حبیب الامتؒ نے سرمہ لگالیا، بیدار ہوئے تو یہ تعبیر لی کہ اللہ تعالیٰ عمرہ کی سعادت عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسباب بھی پیدا فرما دیئے، لیکن آپؒ کی اہلیہ کے کہنے پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ جانسٹھ قیام کیا، اس لئے کہ اس وقت آپؒ کی ساس صاحبہ کی طبیعت سخت ناساز تھی، جب افاقہ ہوا تو حبیب الامتؒ عمرہ کے لئے روانہ ہوگئے، ۱۹۸۹ء کی ابتدا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی، مکہ مکرمہ میں پندرہ یوم اور مدینہ منورہ میں پندرہ دن قیام فرمایا۔

مکہ مکرمہ کا ایک عبرت انگیز واقعہ

مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران حضرت مولانا محمد طیب صاحب (جو ہندوستان کے ہی رہنے والے تھے اور مکہ میں تجارت کیا کرتے تھے اور حضرتؒ کے ساتھیوں میں سے تھے) نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: مولانا! آپ اگر کل مکہ مکرمہ آجاتے تو میں آپ کو ایک عبرت انگیز چشم دید واقعہ خود دِکھاتا۔ حبیب الامتؒ نے واقعہ کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ کل ظہر کے وقت حرمِ مکی میں ایک جنازہ لایا گیا، لیکن جیسے ہی مسجد حرام کے دروازہ کے قریب جنازہ لے کر گئے تو دروازہ خود بخود بند ہوگیا، لواحقین نے سمجھا کہ شاید کسی کام سے دروازہ بند کردیا گیا ہے، چنانچہ دوسرے دروازے سے داخل ہونا چاہا تو وہ بھی دروازہ خود بخود بند ہوگیا، یہاں تک کہ حرم کے آٹھوں

دروازے بند ہوگئے، دروازوں کو زور لگا کر کھولنا بھی چاہا تو نہیں کھلے، جنازہ دور لے جاتے تو دروازے آسانی سے کھل جاتے اور جب جنازہ لے کر داخل ہونا چاہتے تو فوراً دروازے بند ہوجاتے اور کسی طرح نہ کھلتے۔ یہ عجیب وغریب منظر ہزاروں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ امامِ حرم کو مطلع کیا گیا تو وہ مسجد حرام سے باہر جنازہ کے قریب تشریف لائے اور دریافت فرمایا: اس شخص نے زندگی میں کتنے حج کئے ہیں؟ لواحقین نے بتایا کہ ایک بھی حج نہیں کیا۔ معلوم کیا: کتنے عمرے کئے ہیں؟ بتایا گیا کہ ایک بھی عمرہ نہیں کیا۔ معلوم کیا: مسجد حرام میں کتنی نمازیں پڑھی ہیں؟ بتایا گیا کہ مسجد حرام میں کبھی داخل ہی نہیں ہوا، حالانکہ مکہ مکرمہ میں ہی پیدا ہوا اور یہی وفات پائی لیکن کبھی بھی مسجد حرام میں نہیں آیا۔ چنانچہ امام حرم نے فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا: اس کی نماز باہر ہی ادا کردو، جس نے اللہ کے گھر کا حق ادا نہیں کیا اور جو حرمِ مکہ میں رہ کر حرم میں داخل نہ ہوا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ باہر ہی رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ نماز باہر ہی ادا کرکے جنازہ اٹھالیا گیا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ سنا کر اکثر فرمایا کرتے تھے: ہمیں چاہئے کہ جب موقع ملے، جہاں جگہ ملے اور جب توفیق ہو تو فوراً اعمالِ صالحات اور عبادات کرلینی چاہئیں، یہ نہ سوچنا چاہئے کہ الگ سے وقت نکال کر فلاں عمل یا فلاں عبادت کریں گے۔ جب حرمِ مکی کے سایہ میں رہ کر عمل کی توفیق سلب ہوگئی تو ہم تو مقدس زمینوں سے ہزاروں میل دور دنیاوی بازاروں میں مگن ہیں، اس لئے ہمیں تو اور بھی اخلاصِ نیت سے توفیقِ صالحات کی دعا کرنی چاہئے اور ہمیشہ عمل کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

حرم کی ایک بلی کا واقعہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ رمضان المبارک میں میرا یہ مقدس سفر ہوا تھا، اس درمیان ہوٹل میں رہتے ہوئے ظہر کے بعد ہی افطار کی تیاری کر لیتے اور پھر حرم چلے جاتے، عصر مغرب وہیں پڑھتے، مغرب اور عشا کے درمیان زیادہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے پہلے سے تیار شدہ کھانا بغیر گرم کئے جلدی جلدی کھا کر تراویح

کے لئے چلے جاتے، اس لئے کہ حرم کی تراویح بڑے اطمینان سے ہوا کرتی ہیں اور آتے آتے کافی دیر ہو جاتی۔

ایک دن ہم تمام رفقا نے مل کر بریانی تیار کی اور کمرہ کو بند کر کے حرم جانا چاہا تو دروازہ میں ایک بلی کو بیٹھے ہوئے پایا، ہم نے سوچا کہ یہ حرمِ مکی کی بلی ہے، بھوکی بھی ہے، اسے بریانی کھلا دیتے ہیں، ہم نے ایک پلیٹ میں ہڈی اور گوشت کے کافی سارے ٹکڑے نکال کر رکھ دیے، بلی کے سامنے جب پلیٹ رکھی تو وہ دور ہو گئی لیکن بھاگی نہیں، ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ بلی کافی دیر بیٹھی رہی لیکن گوشت کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا، یہاں تک کہ اُٹھ کر چلی گئی۔ مغرب کے بعد ہم واپس آئے تو بلی کو دروازے میں منتظر پایا، ہم نے دوبارہ گوشت نکال کر اس کے آگے رکھا تو وہ فوراً کھانے لگی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ سنا کر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ بلی حرم کی رہنے والی ہے اور رمضان المبارک کے ایام ہیں، ہم نے اسے دن میں کھانے کو دیا تو اس نے کچھ نہ کھایا اور افطار کے بعد دیا تو فوراً کھا لیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ حرم مکی کی بلیاں بھی روزے سے رہتی ہیں اور دن میں کھانے کو عیب سمجھتی ہیں۔ ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہمارے ملک میں مسلم ہوٹلوں کے اندر پردہ ڈال کر خوب کھانا کھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم محنت کرنے والے ہیں، ہم روزہ رکھ لیں گے تو کام نہیں ہوگا۔ الامان الحفیظ! اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے، آمین!

✧✧✧

قیامِ دار العلوم محمدیہ کیلئے دعا اور جدوجہد

دعائے خاص

حرمین شریفین میں دورانِ قیام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نئے ادارہ کی بنیاد رکھنے کے لئے خصوصی طور پر دعا فرمائی۔ جن علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں ان سے بھی ادارہ کے قیام کے لئے دعا کی درخواست کی، ایک ماہ کے بعد آپؒ جانسٹھ واپس آ گئے۔ بنگلور جانے سے قبل ایک سفر آپؒ نے پاکستان کا کیا اور پھر اہل وعیال کے ہمراہ بنگلور تشریف لے آئے، اس مرتبہ قیام نمک منڈی والی مسجد کے قریب ٹیانری روڈ میں رہا۔ جب کاشف العلوم کے اراکین کو اطلاع ہوئی کہ آپؒ تشریف لے آئے ہیں تو وہ فوراً آ گئے اور اصرار کیا کہ آپ اہتمام دوبارہ سنبھال لیں، ہم چھ ماہ سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے اب اپنا ذہن کچھ اور بنا لیا ہے، البتہ مدرسہ کی خیر خواہی کے لئے مجھ سے آپ جو بھی مشورہ چاہیں لے سکتے ہیں۔

قیامِ دار العلوم محمدیہ کیلئے حضرت نانکویؒ کی دعا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین میں ادارہ کے قیام کے لئے دعا کے بعد جب واپس آئے تو نانکہ ضلع سہارنپور میں حضرت حافظ عبد الستار صاحب نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ ومجاز حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوریؒ) کی خدمت میں حاضر ہوئے، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ صاحبزادۂ محترم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی تھے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی توجہ فرمائی اور جیسے ہی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا علم ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے فوراً بڑی خندہ پیشانی سے

اُٹھ کر بیٹھ گئے، دعا سلام کے بعد حضرت علیہ الرحمہ نے اپنی پشت سے لگے دو تکیوں میں سے ایک نکال کر فرمایا کہ ''لو حضرت! یہ تکیہ لگاؤ۔'' حبیب الامتؒ کے ذہن میں یہ بات تھی کہ تکیہ کا انکار کرنا حدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ آپؒ نے تکیہ لے کر رکھ لیا اور باادب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس پہلی اور آخری ملاقات میں حضرتؒ اس قدر مانوس اور بے تکلف ہو گئے جیسے برسوں کی شناسائی ہو اور آنا جانا ہو۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خوش مزاجی دیکھ کر حبیب الامتؒ کو ہمت ہوئی تو عرض کیا کہ ''حضرت! ایک ادارہ قائم کرنے کا ارادہ ہے، اسی مقصد سے بنگلور واپسی ہو رہی ہے''۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھائے اور خاموشی سے چند منٹ دعا فرماتے رہے۔ دعا سے فارغ ہو کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی جذباتی اور پرزور انداز میں ارشاد فرمایا: ''الحمد اللہ! مدرسہ قائم ہو گیا، جاؤ مدرسہ قائم ہو گیا''۔ آپ علیہ الرحمہ نے یہ الفاظ کئی مرتبہ ادا فرمائے۔ دورانِ گفتگو باہر سے چند متمول لوگ ملاقات کے لئے آئے تو خادم سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تاکیداً فرمایا: ''ابھی بٹھائے رکھو! میں مولانا حبان صاحب سے بات کر رہا ہوں''۔ آدھے گھنٹہ کی اس ملاقات میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی دعاؤں سے نوازا۔ حبیب الامتؒ نے حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کو کچھ ہدیہ پیش فرمایا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''یہ تو میرے لئے تبرک ہے''۔ پھر رخصت ہونے سے قبل حبیب الامتؒ نے صاحبزادہ کے سر پر ہاتھ رکھوایا اور ان کے لئے دعا کرائی۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے رخصت ہوتے وقت دریافت فرمایا کہ حضرت دوبارہ ملاقات ہوگی؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت آہستہ سے فرمایا: ان شاء اللہ۔ یعنی اگر اللہ چاہے۔

چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملۂ ان شاء اللہ کی حکمت سمجھ میں نہ آسکی۔ بنگلور آنے کے بعد کئی سال گزر گئے لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوبارہ حاضری نہ ہو سکی، اسی دوران حضرت رحمۃ اللہ علیہا اپنے صاحبزادے و نبیرہ کے ہمراہ سفرِ حج کے لئے تشریف لے گئے اور سرزمینِ پاک میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا، جنت المعلیٰ میں دفن فرمائے گئے۔ اس وقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خیال آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کشف کے ذریعہ مطلع فرما دیا تھا کہ اب دوبارہ ملاقات نہ ہو سکے گی، اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آہستہ سے انشاء اللہ فرمایا تھا۔ بڑوں کی بڑی بات! اہل اللہ کے ہر

جملہ میں حکمتیں پنہاں رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو غریقِ رحمت فرمائے اور آپؒ کے سلسلہ کو تا قیامت جاری و ساری رکھے، آمین!

سفرِ پاکستان

سفرِ عمرہ کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ دو ڈھائی ماہ جانسٹھ قیام پذیر رہے، اسی دوران حبیب الامتؒ نے چند احباب کے ہمراہ ایک سفر پاکستان کا فرمایا، لاہور میں حضرت مولانا سید عبد القادر صاحب آزادؒ (خطیب و امام بادشاہی مسجد لاہور) کے یہاں مہمان رہے۔ حضرت علیہ الرحمہ نہ صرف مہمان نواز تھے بلکہ ایک دینی اور ملی قائد و رہنما بھی تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کے دستِ حق پرست پر دو لاکھ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ پاکستان و بیرونِ پاکستان میں دس ہزار سے زائد مدارس کے سرپرست تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دورانِ گفتگو ادارہ سے متعلق یہ اظہار فرمایا کہ مجھے ایک نیا ادارہ قائم کرنا ہے جس میں مالی تعاون درکار ہے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف ہمت افزائی فرمائی بلکہ عملی طور پر حبیب الامتؒ کا ساتھ دیا اور جمعہ کے دن بادشاہی مسجد لاہور کے منبر پر اپنے ساتھ کھڑا کر کے ارشاد فرمایا کہ ''یہ میرے دوست ہندوستان سے تشریف لائے ہیں اور ایک ادارہ قائم کرنا چاہتے ہیں، آپ حضرات تعاون فرمائیں''۔

۱۹۸۹ء میں شاہ صاحبؒ کے اعلان پر نمازِ جمعہ کے بعد سولہ ہزار روپے کا تعاون ہوا۔ لاہور کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لے گئے جہاں قاری حنیف صاحب مہاجر مرحوم کے یہاں چند دن قیام رہا اور انہی کے توسل سے کچھ دوست و احباب سے ملاقات ہوئی، نتیجتاً انہوں نے بھی عطیہ جات ادارہ کے لئے عنایت کئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہند و پاک کے حالات نارمل تھے اور دونوں ممالک میں دوستی و تعلقات تھے، آنے جانے پر کسی قسم کی کوئی پابندی و کشیدگی نہ تھی، دہشت گردی کا سایہ تک نہ تھا، پاکستان کے لوگ ہندوستان اور ہندوستان کے لوگ پاکستان وافر تعداد میں آیا جایا کرتے۔ روزانہ ایک ٹرین اور ایک بس دہلی سے لاہور جایا کرتی تھی، پاکستان کے لوگوں میں بہت ہی خیر سگالی کا جذبہ تھا۔

حکیم عطاء الرحمٰن کا تعاون اور نسخہ جات کا تحفہ

اسی زمانہ میں حکیم عطاء الرحمٰن صاحب مالک رحمٰن دواخانہ مظفر گڈھ پنجاب پاکستان سے بھی ملاقات ہوئی، انہوں نے اور ان کے ساتھی جناب صوفی جمال صاحب نے مدرسہ کا تعاون فرمایا، ساتھ ہی حکیم صاحب نے بہت سے نسخے برائے مطب عنایت کئے اور کہا: آپ کی دینی خدمات اپنی جگہ ہیں، آپ چونکہ میرے ہم پیشہ ہیں، طب نبوی سے شغف رکھتے ہیں، یہ چند نسخے میں بطورِ تحفہ آپ کو دے رہا ہوں۔ چنانچہ حبیب الامتؒ نے وہ نسخے لے لئے اور ادارہ کی جمع شدہ رقم لے کر جانسٹھ ہوتے ہوئے بنگلور تشریف لے آئے۔

قیامِ ادارہ پر حضرت منشی جی حفظہ اللہ کا مشورہ

نمونۂ سلف ولی کامل استاذ الاساتذہ حضرت منشی محمد عالم صاحب حفظہ اللہ باغونوالی نے حضرت حبیب الامتؒ سے مشورۃً یہ بات ارشاد فرمائی کہ آپ اس روپے سے بنگلور کے بجائے مظفرنگر کے علاقہ میں مدرسہ قائم فرمائیں۔ بنگلور دور دراز کا علاقہ ہے، وہ نہ اپنا وطن ہے اور نہ وہاں اپنی تہذیب وثقافت ہے، دیارِ غیر ہے، ہر انسان پر اچھے برے حالات آتے ہیں، ایسے میں وہاں کون ساتھ دے گا؟ اگر اپنے وطن میں مدرسہ قائم فرمائیں گے تو یہاں اہلِ وطن، دوست واحباب اور رشتہ دار سبھی کام آسکتے ہیں۔ لیکن حضرت حبیب الامتؒ نے فرمایا: آپ کا مشورہ حق بجانب ہے، آپ کے خلوص ومحبت کا میں دل کی گہرائیوں سے قدرداں ہوں، لیکن چونکہ یہ رقم بنگلور میں ادارہ قائم کرنے کے نام پر آئی ہے، اب اگر ادارہ مظفرنگر میں قائم کرلیا گیا تو یہ ایک طرح کی خیانت ہوگی۔ محض اس لئے میں آپ کے مشورہ پر عمل پیرا نہیں ہوسکتا۔ اس بات کو حضرت منشی جی نے بہت پسند فرمایا۔ چنانچہ حضرت حبیب الامتؒ نے بنگلور میں ہی ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمالیا۔

ادارہ کا قیام

ادارہ کے قیام کے لئے ایسی جگہ کی تلاش کی گئی جہاں آبادی بھی ہو، ضروریاتِ زندگی اور آمد ورفت کی سہولت بھی ہو اور شہر کے قریب بھی ہو اور سب سے بڑھ کر اس علاقہ میں ادارہ کی ضرورت بھی

ہو، چنانچہ مختلف علاقوں کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد لائر پالیہ گنگونڈنا ہلی میں جگہ پسند فرمالی۔ جناب عبد الحمید خان صاحب (برادر مکرم جناب قاری عبدالباری حبانی) کے ذریعہ لائر پالیہ میں جگہ کی تلاش کی گئی اور کئی دنوں کے بعد عارضی طور پر بطورِ کرایہ ایک عمارت پسند فرمائی، جو حاجی عبدالباسط صاحب مرحوم کی ملکیت تھی، چنانچہ ان سے بات چیت کی گئی، انہوں نے پندرہ ہزار روپے ایڈوانس اور ڈھائی ہزار روپے ماہانہ کرائے پر چار کمروں پر مشتمل عمارت کا ایک حصہ گراؤنڈ فلور دے دیا اور ایک ماہ بعد خالی کرا کر دینے کا وعدہ کیا۔ اس طرح حضرت حبیب الامتؒ مع اہل وعیال اکتوبر کے پہلے عشرہ میں اس عمارت کے ایک کمرہ میں آکر قیام پذیر ہوگئے، اس مختصر کمرے کے برابر میں چھوٹا سا مطبخ اور باہر متصلاً بیت الخلاء تھا۔ تین مناسب سائز کے کمروں پر مشتمل عمارت میں یوں بحمد اللہ تعالیٰ اکابر کی دعاؤں اور حضرت حبیب الامتؒ کی محنتوں سے دارالعلوم محمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔

دارالعلوم محمدیہ کا افتتاح

ایک چھوٹی سی میٹنگ کے بعد باہمی مشورہ سے حضرت حبیب الامتؒ نے ادارہ کا نام ''دارالعلوم محمدیہ'' رکھا، چنانچہ مختصر سی تیاری کرکے ۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۹ء میں مدرسہ کا افتتاح عمل میں آیا، ایک سادہ سی تقریب منعقد کی گئی جس میں پچاس سے زائد عمائدینِ شہر شریک ہوئے، فیض آباد ٹانڈہ کے ایک عالم دین کو بطورِ مہمانِ خاص مدعو کیا جنہوں نے افتتاحی دعا فرمائی۔

سرپرست وصدر اور مدرسین وطلبا

مدرسہ کے پہلے مدرس قاری محمد رضوان صاحب مظاہری نسیمی اور دوسرے مدرس حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب ارریاوی قاسمی متعین کئے گئے، ساتھ ہی مقامی بچوں کے داخلے شروع کردیے گئے ایک ماہ کے اندر سو سے زائد بچے صبح وشام کے مکتب میں داخل ہوگئے۔ دارالاقامہ کے پہلے طلبہ حبیب الامتؒ کے صاحبزادہ محترم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، نیز حافظ عبدالباری حبانی اور حافظ محمد یٰسین حبانی تھے، ان تین طلبہ سے حفظ کی درسگاہ شروع ہوئی اور ایک مہینے میں بحمد اللہ تعالیٰ چالیس سے زائد طلبہ دارالاقامہ میں داخل ہوگئے۔

ادارہ کے پہلے صدر بنگلور شہر کی ایک معروف شخصیت حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب نظامی بانی وخطیب وامام مسجد معمور پادرائن پورہ کو بنایا گیا۔ آپ جامع مسجد بنگلور سٹی کے سابق خطیب بھی تھے، مولانا عبدالحفیظ صاحب آل انڈیا ریڈیو پر صبح کے وقت تلاوتِ قرآن کیا کرتے تھے۔ اسی طرح پہلے سرپرست مبلغ اسلام حضرت مولانا سید عبدالقادر صاحب آزاد رحمۃ اللہ علیہ امام وخطیب بادشاہی مسجد لاہور کو بنایا۔

بے سروسامانی اور دیارِ غیر

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر مدرسہ قائم کرنے کا ایک جنون سوار تھا۔ بے سروسامانی کا عالم، کسی دنیاوی بڑی شخصیت کی مدد اور تعاون نہیں، اپنا خاندان نہیں، رشتہ دار نہیں، اپنا وطن نہیں ایسے میں بس چند دوست واحباب جن سے پہلے سے دید شنید تھی وہ بھی گنتی کے۔ مثلاً الحاج عبدالرشید خان صاحب مدظلہ، الحاج شبیر احمد خان صاحب مالک پٹیل بیکری، ڈاکٹر صغیر احمد صاحب سائنٹسٹ۔ مختصر سی جگہ اور مختصر سا بجٹ لے کر حبیب الامتؒ نے عزائم ومنصوبہ بندی کے ذریعہ ادارہ کی آبیاری کا کام انجام دینا شروع کیا۔ یومیہ اخراجات، مدرسین کی تنخواہ، مطبخ، زمین کا حصول وعمارت نیز مستقبل کی فلاح وبہبود کے لئے جامع کوشش وجستجو اصل کام تھا جسے انجام دینا ابھی باقی تھا۔

مخالفت

جیسے ہی مدرسہ کا اعلان ہوا تو ایک طوفان کھڑا ہوگیا، دیگر کئی مساجد کی کمیٹی کے ممبران دارالعلوم محمدیہ کے مخالف ہوگئے، بہت سے لوگوں نے یک زباں ہوکر مہم شروع کردی کہ حبان صاحب باہر سے آئے ہوئے ہیں یہاں انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ مدرسہ قائم کریں۔ بہت سے افراد نے مخالفت کی آواز بلند کرتے ہوئے کہا کہ مدرسہ کی ذمہ داری میں ہم لوگوں کو بھی شامل کرو ورنہ ہم مدرسہ ختم کردیں گے۔ چنانچہ روزانہ کوئی نہ کوئی شوشہ اور الزام تراشی وذہنی تکلیف دینے کے لئے کوئی نہ کوئی حرکت ہوتی رہتی۔ ایک صاحب نے قسم کھائی کہ دو ماہ میں اگر اس مدرسہ کو ختم نہ کیا تو گویا میں اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا۔ ایک صاحب نے کہا کہ حبان صاحب باہر کے رہنے والے ہیں انہیں

ہمارے علاقے میں مدرسہ کھولنے کی کیسے ہمت ہوئی؟ اس طرح کی بے تکی باتوں کا ایک طویل سلسلہ چلتا رہا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس مخالفانہ زمانہ میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مدرسہ کی چہار دیواری کے باہر جتنی آبادی ہے گویا وہ ساری کی ساری ہی مخالف ہے، کوئی ہمدردی کے دو بول بولنے کے لئے تیار نہ تھا۔ کئی ماہ بعد جب ایک مسجد سے وابستہ کئی بااثر لوگوں نے دیکھا کہ ان پر کوئی اثر نہیں اور برابر کام کئے جارہے ہیں اور دارالعلوم محمدیہ پورے اطمینان کے ساتھ ترقی کی جانب گامزن ہے تو انہوں نے ایک وارننگ لیٹر لکھ بھیجا کہ ”آج عشاء کی نماز کے بعد فلاں جگہ میٹنگ ہے اور آپ کو حاضر ہونا ہے۔“

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لیٹر وصول فرمالیا، لیکن صاف منع فرمادیا کہ ”میں آپ کے تابع نہیں ہوں، میں آپ کے بلانے سے نہیں آؤں گا“۔ چنانچہ آپ وہاں نہیں گئے۔

ہفتہ عشرہ کے بعد انہیں لوگوں نے دوبارہ ایک آدمی بھیجا کہ مولانا حبان صاحب کو بلا کر لاؤ، ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جب وہ صاحب حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپؒ نے انہیں حاجی عبدالباسط صاحب کے پاس بھیج دیا کہ آپ یہ بات ان سے جاکر کہیں۔ ان صاحب نے حاجی صاحب سے کہا کہ مولانا کو فلاں فلاں صاحب نے بلایا ہے، آپ ادارہ کے صدر ہیں، مولانا کو آپ ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ یہ سنا تو حاجی صاحب نے تاریخی جملہ کہتے ہوئے فرمایا کہ ”مولانا حبان صاحب نہ میرے تابع ہیں اور نہ ہی میں نے مولانا کو ادارہ کی ذمہ داری دی ہے بلکہ حبان صاحب نے ہی مجھے صدر بنایا ہے، نہ وہ آپ کے یہاں آئیں گے، نہ بات کریں گے، نہ مشورہ کریں گے اور نہ ہی آپ کی کسی بات کا جواب دیں گے، کیوں کہ اس مدرسہ کا آپ حضرات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے بڑوں سے یہ بات جاکر کہو کہ آپ اپنی گستاخیوں سے باز آجائیں“۔

چنانچہ وہ صاحب واپس ہوگئے اور دوسرے دن آکر کہا کہ اگر بلانے سے نہ آئیں تو ہم مولانا حبان صاحب کو لے جائیں گے۔ حاجی صاحب نے یہ سنا تو کہا کہ اپنے تمام افراد سے جاکر کہو کہ غنڈہ گردی نہ کریں، اگر زیادہ غنڈہ گردی کروگے تو تمہارے بڑے کی ٹانگ چیر کر تالاب میں ڈال دوں گا۔ چنانچہ بغضِ معاویہ کا یہ طوفانِ بدتمیزی چند ماہ کے لئے رُک گیا۔

دارالعلوم محمدیہ کا پہلا سالانہ جلسہ

اسی دوران دارالعلوم محمدیہ کا پہلا سالانہ جلسہ منعقد کیا گیا جس میں پہلے طالبِ علم حافظ محمد یٰسین حبانی کی دستار بندی عمل میں آئی۔ جلسہ میں مہمانِ خصوصی کے طور پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب مانکوی اور حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب ندوی کو مدعو کیا، اسی طرح جناب عزیز سیٹھ مرحوم وزیر ٹرانسپورٹ کو بھی مدعو کیا، جلسہ میں کئی سو عمائدین شہر شریک ہوئے، بحمداللہ تعالیٰ دارالعلوم محمدیہ کا یہ پہلا جلسۂ دستار بندی نہایت کامیاب رہا۔

مخالفت میں مزید شدت

دارالعلوم محمدیہ کی ایک سالہ کارکردگی سامنے آئی اور پہلا جلسۂ دستار بندی کامیابی کے ساتھ گزرا تو عوام میں ایک شعور پیدا ہوا کہ یہاں بچوں کی تعلیم وتربیت صحیح ہورہی ہے، جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ عبث اور بے کار ہیں۔

چنانچہ مقامی بچے کثیر تعداد میں داخل ہونے لگے اور عوام سے مدرسہ کی قربت بڑھنے لگی، شہر کے علما کی آمد ورفت شروع ہوگئی اور دارالعلوم محمدیہ کو شہرت ملنے لگی۔ لیکن جن لوگوں کو مدرسہ سے بغض تھا انہوں نے مزید شدت سے مخالفت شروع کردی، مخالفین کبھی کاروں میں، آٹو میں بیٹھ بیٹھ کر مدرسہ کے معاونین کے پاس پہنچتے اور ان سے اپیل کرتے کہ دارالعلوم محمدیہ کا تعاون نہ کریں۔

حالانکہ بے شمار افراد اس بات کے شاہد ہیں کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھائی سال تک کوئی تنخواہ مدرسہ سے نہ لی، بعدۂ جب آپؒ کا مطب قائم ہوگیا تو وہ تنخواہ بھی واپس کردی اور مزید رقم ادارہ کو دی کہ کہیں کوئی رقم زائد خرچ نہ ہوگئی ہو۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان کہ مخالفین جہاں بھی گئے ان کو روسیاہی نصیب ہوئی۔ معاونین نے کہہ دیا کہ ہم حبان صاحب کو جانتے ہیں، آپ حضرات اس سلسلہ میں دوبارہ آنے کی کوشش نہ کریں۔ بہرحال یہ سب تھک ہار کر بیٹھ گئے مگر ایک نیا طوفان یہ کھڑا کیا کہ علاقہ کے غیر مسلموں کو اُکسایا، جس کے نتیجہ میں مدرسہ پر سو سے زائد افراد نے چڑھائی کردی اور مطالبہ کیا کہ صبح کے وقت

مدرسہ کی دعا اور پانچ وقت کی اذان بند کردیں۔ یہاں تک کہ مخالفین کی طرف سے ایک خط موصول ہوا کہ اگر آپ مدرسہ بند نہیں کریں گے تو ہم مدرسہ کو بم سے اڑا دیں گے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ’’میرا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدرسہ اور اہلِ مدرسہ کی حفاظت فرمائیں گے، کیوں کہ ہم ایک نیک اور علمی تحریک لے کر اُٹھے ہیں‘‘۔ الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ کام کرتے رہے اور بے خوف ہوکر مدرسہ کی خدمت میں لگے رہے، یہاں تک کہ دوسرا سال پورا ہوگیا، اس سال تقریباً تین طلبا کی دستار بندی کی گئی۔

پولیس میں رپورٹ

مخالفین جب ہر طرف سے مایوس ہوگئے تو شیطان نے ان کو اکسایا کہ پولیس اسٹیشن میں مولانا حبان کے خلاف رپورٹ درج کرائی جائے۔ لہٰذا ۱۹۸۹ء سے لے کر ۱۹۹۰ء تک گیان بھارتی پولیس اسٹیشن میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف چھ رپورٹ درج کرائی گئیں، جن میں یہ کہا گیا کہ حبان صاحب باہر بستی سے آکر یہاں فتنہ پھیلا رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حفاظت مقصود رکھی تھی، جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے کے مصداق جب بھی پولیس اسٹیشن سے کوئی پولیس مین یا انسپکٹر آیا تو اس نے آپؒ کا چہرہ دیکھ کر کہا کہ حضرت آپ اپنے کام میں لگے رہیں، ہم آپ سے کوئی چارہ جوئی نہ کریں گے۔ جب پولیس اسٹیشن سے بھی مخالفین کو کوئی مدد نہ مل سکی تو بنگلور پولیس کمشنر کے دفتر پہونچ کر دو رپورٹ درج کرائیں۔ وہاں سے باقاعدہ انکوائری آئی اور انہوں نے کہا کہ آپ اپنے کام میں لگے رہیں، آپ کو کمشنر کے دفتر آنے کی ضرورت نہیں، ہم نے آپ کو دیکھ لیا ہے، آپ ملک وملت کے کام میں لگے ہوئے ہیں، آپ دھرم آچاری ہیں اور مسلم پنڈت ہیں، ہم آپ کی قدر کرتے ہیں، ہمارے لائق کوئی سیوا ہو تو ہم آپ کی سہائتا کریں گے، آپ ہمیں ضرور بتائیں۔

دارالعلوم محمدیہ کا علاقہ سے کوئی چندہ تو تھا ہی نہیں اوپر سے مزید مخالفت کے یہ طوفانِ بدتمیزی اٹھتے رہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک فولادی عزم لے کر اٹھے تھے، اس لئے ہر آنے والی رکاوٹ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانی سے دور فرمادیا۔

ایک اور نیا فتنہ

بحمد اللہ تعالیٰ دار العلوم محمدیہ ترقی کی جانب گامزن تھا، طلبہ کی کثیر تعداد زیر تعلیم تھی اور محلّہ کے صبح وشام کے مکتب میں ڈھائی سو بچے زیر تعلیم تھے، اور اسّی بچے دار الاقامہ میں تھے۔ اسی دوران چند لوگ دار العلوم محمدیہ آئے اور انہوں نے حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم سے مطالبہ کیا کہ آپ نے مدرسہ تو قائم کر لیا لیکن ہمیں اس کا ممبر نہیں بنایا؟ ہم اسی لئے آئے ہیں کہ آپ ہمیں مدرسہ کی کمیٹی میں شامل کریں اور مدرسہ کی ذمہ داری دیں۔

لیکن آپ دامت برکاتہم نے انہیں دوٹوک جواب دے دیا کہ میں آپ کو کمیٹی کا ممبر نہیں بناؤں گا اور نہ ہی مدرسہ کی کوئی ذمہ داری دوں گا۔ کافی زور ڈالا گیا لیکن حضرت دامت برکاتہم نے صاف فرمادیا کہ آپ اس تعلق سے کوئی بات نہ کریں، آپ آئیں جائیں ملیں لیکن مدرسہ کے متعلق اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوگی۔ یہ حضرات یہ کہہ کر واپس چلے گئے کہ اچھا ہم بھی دیکھیں گے کہ مدرسہ کس طرح چلائیں گے؟ چنانچہ چوبیس سال تک جب تک ان سے ہوسکا مخالفت کی مگر بالآخر وہ بھی تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کا احسان ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ مدرسہ کا تیسرا سال خیر وخوبی سے گزرا اور دار العلوم محمدیہ کی اپنی جگہ بھی خرید لی گئی، تیس بائی سو یعنی تین ہزار اسکوائر فٹ جس پر آج مدرسہ بنا ہوا ہے۔ تقریباً ستّر ہزار روپے میں جگہ خریدی گئی۔ یہ رقم بھی اس زمانہ کی ایک بڑی رقم تھی، مدرسہ کے بھاری بھرکم اخراجات کے ساتھ زمین کا خریدا جانا یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کا فضل تھا اور حرمین شریفین میں جو حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم نے دعا فرمائی تھی اللہ رب العالمین نے اسے قبول فرمالی تھی۔

چوتھا تعلیمی سال شروع ہوا تو شہر بنگلور میں خوب پذیرائی ہوئی اور مخیّر حضرات بھی اس طرف متوجہ ہوئے، لیکن کچھ لوگ ابھی بھی مخالفت پر اُترے ہوئے تھے، ان مخالفین نے شہر بنگلور کے پہلوانوں اور غنڈوں کو دعوت دی کہ آپ مدرسہ میں آئیں اور ان سے مدرسہ چھین کر ہمیں دے دیں۔ اس ساری سازش سے بے خبر حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم دفتر میں تشریف فرما تھے کہ صبح کے دس

بجے پہلوانوں کی پوری ٹیم مدرسہ میں داخل ہوگئی اور کہا کہ ہمیں حساب دکھاؤ؟ حضرت حبیب الامت جانتے تھے کہ پہلوانوں کو حساب سے کیا سروکار؟ حساب تو بہانہ ہے، مقصد کچھ اور ہی ہے۔ اتنے میں صدر مدرسہ مولانا عبد الحفیظ خان صاحب نظامی بھی آگئے، مولانا عبد الحفیظ خان صاحب اور حضرت حبیب الامتؒ نے صاف منع کردیا کہ تمہارا مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، نہ ہی تم تعلیم یافتہ ہو، جنہوں نے تمہیں بھیجا ہے ہم ان کے مقاصد سے اچھی طرح واقف ہیں۔ چنانچہ انہیں تنبیہ کی کہ اس سلسلہ میں آئندہ کبھی یہاں نہ آئیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ تمام نامراد ہوکر واپس ہوگئے۔

مخالفین اس قدر اوچھی حرکتوں پر اُتر آئے تھے کہ انہوں نے حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم کے دہلی جانے کا انتظار کیا، جب آپؒ مع اہل وعیال دہلی تشریف لے گئے تو انہوں نے رات کو آپؒ کے گھر کا تالا توڑ کر ہر چیز چوری کرلی، یہاں تک کہ آٹا، نمک، ماچس، مٹی کا تیل اور چینی جیسی معمولی چیزیں بھی لے گئے۔ حبیب الامت دامت برکاتہم فرمایا کرتے تھے کہ جن لوگوں کے دلوں میں دنیا کی حقیر چیزیں اس طرح بسی ہوئی ہوں ان سے الجھ کر میں اپنی قوت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے نظر منزل پر گامزن رکھی اور فیصلہ کرلیا کہ میں قرآن وحدیث کی ترویج واشاعت کے لئے کھڑا ہوا ہوں، دنیا ادھر سے اُدھر ہوجائے، ان شاء اللہ میں اپنے مقصد سے نہیں ہٹوں گا۔

بالآخر جب کوئی راستہ نہ بچا تو مخالفین نے کنارہ کشی اختیار کرلی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم کی استقامت کو قبول فرماتے ہوئے ان الجھنوں سے بری فرمادیا۔ بعد میں کئی افراد نے معافی تلافی بھی کی تو حضرت حبیب الامتؒ نے ان سے باز پرس نہ فرمائی اور معاف بھی فرمادیا۔ یہ آپؒ کی اعلیٰ ظرفی اور دلداری کی بات تھی۔

✧✧✧

مرکزی جامع مسجد اور ٹرسٹ کا قیام

محمدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کا قیام

ابھی تک دار العلوم محمدیہ کی تمام تر ذمہ داری حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ہی سنبھال رہے تھے، لیکن مدرسہ کے امور کافی پھیل چکے تھے، مدرسہ کی ذمہ داریاں بڑھتی جارہی تھیں، اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ مولانا عبد الحفیظ صاحب چونکہ بہت سے اہم موقعوں پر فیصلہ لینے میں ناکام رہتے ہیں، اس لئے ان کی جگہ الحاج عبد الباسط صاحب کو مدرسہ کا دوسرا نیا صدر متعین فرمایا۔

اس کے بعد ٹرسٹ بنانے کی تیاری ہوئی، لہٰذا مخلص اور تعلیم و تعلم سے قربت رکھنے والے لوگوں کو تلاش کیا گیا اور الحاج عبد الباسط صاحب مرحوم کے مشورہ سے ''عالی جناب الحاج اکمل پاشاہ صاحب، عالی جناب محمد نواب جان صاحب، عالی جناب انور سادات صاحب مرحوم، عالی جناب شیخ نذیر صاحب بیرنگ مرچنٹ، عالی جناب اے آر رحمٰن صاحب ایڈوکیٹ، عالی جناب الحاج سید افضل پاشاہ صاحب ماولی، جناب اسلم پاشاہ صاحب داماد حاجی عبد الباسط صاحب اور عالی جناب الحاج امجد صاحب کورمنگلا'' کو ٹرسٹی بنایا گیا۔

جن میں الحاج عبد الباسط صاحب تاحیات منصبِ صدارت پر فائز رہے۔ ان کے بعد تمام ٹرسٹیان کے مشورہ سے الحاج اکمل پاشاہ صاحب کو صدر بنایا گیا، اور جناب انور سادات صاحب کو سکریٹری، چنانچہ یہ بھی اپنی آخر عمر تک سکریٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔ ان کے بعد الحاج سید افضل پاشاہ صاحب ماولی کو سکریٹری بنایا، یہ بھی اپنی آخری عمر تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

مسجد کا قیام

چونکہ دار العلوم محمدیہ کے طلبا کی تعداد کثیر ہوگئی تھی، اتنی بڑی تعداد کو لے کر جمعہ کے لئے کسی مسجد جانا مشکل تھا، لہٰذا ٹرسٹ کے ذمہ داران سے مشورہ کیا گیا اور ساٹھ بائی پچاس فٹ جگہ مسجد کے لئے خرید لی گئی، الحاج عبد الباسط صاحب کا بیس بائی ساٹھ سائز کا ایک ٹکڑا تالاب کے ایک کنارہ پر مسجد کی زمین سے متصل تھا، اس لئے حاجی صاحب نے وہ زمین مسجد کے لئے دینے کا اعلان کردیا۔ بعد میں جب مسجد کی تعمیر ہوئی تو اس وقت اس کے کاغذات قانونی اعتبار سے مکمل کرالئے گئے۔ مسجد کی پچاس بائی ساٹھ زمین کی قیمت ساٹھ ہزار روپے ادا کی گئی۔ دار العلوم محمدیہ پھر مسجد کے لئے خریدی گئی دونوں زمینوں کی قیمت محترم الحاج قاسم علی محمد صاحب اور الحاج عبد الستار علی محمد صاحب (جو سگے بھائی ہیں، نہایت دیندار قسم کے لوگ ہیں، دبئی میں کاروبار کرتے ہیں) کے صرفۂ خاص سے خریدی گئیں۔ حاجی صاحب نے جو زمین دی اسے ملاکر مسجد کا رقبہ ساٹھ بائی ستّر ہوگیا۔ مورخہ ۱۶/اگست ۱۹۹۰ء بروز جمعرات کو مرکزی جامع مسجد دار العلوم محمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا، شہر بنگلور اور علاقۂ گنگونڈناہلی سے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب ندوی امام و خطیب جامع مسجد آر ٹی نگر، حضرت مولانا عبد الجبار صاحب، حضرت مولانا عبد الحفیظ خان صاحب، حضرت مولانا محمد یٰسین قاسمی اور حضرت مولانا عبد الواحد صاحب کراچی کی موجودگی میں حضرت حبیب الامتؒ نے پہلی اینٹ رکھتے ہوئے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ عمائدین جلسہ میں عالیجناب الحاج احمد صدیقی صاحب، عالیجناب سید رفیع اللہ صاحب، عالیجناب الحاج نثار احمد صاحب اور الحاج عبد الباسط صاحب کے نام قابل ذکر ہیں، علمائے کرام کے خطابات ہوئے، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر مسرت کا اظہار کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت حبیب الامتؒ نے دار العلوم محمدیہ اور جامع مسجد کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ہمارا مقصد قوم کے بچوں کو دیندار بنانا اور انہیں جدید علوم سے آراستہ کرنا ہے، فی الحال اس تعمیر کے بعد مزید جامع منصوبے بنائے گئے ہیں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ حاضرین اور شرکائے کرام نے مسجد کے سنگ بنیاد پر دلی مسرت کا اظہار کیا۔ اور یوں تالاب کے کنارہ اس قطعۂ اراضی پر مسجد کی بنیاد ڈالی گئی جس پر آج بحمد اللہ تعالیٰ ''مرکزی جامع مسجد دار العلوم محمدیہ قائم ہے''۔

مسجد کا نام اور افتتاح

الغرض مسجد کی تعمیر شروع ہوئی، بے سروسامانی کا عالم تھا، شہر کے مخیّر احباب تک پہنچنا مشکل تھا کیوں کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج چندہ کرنے کا نہ تھا، لیکن جہاں تک ممکن ہوا آپؒ اپنے خاص متعلقین سے ملے، مختلف لوگوں کے مختلف تعاون جیسے سیمنٹ لوہے کے گاڈرس اور شیٹ وغیرہ کے ذریعہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ عارضی مسجد تعمیر ہوئی اور مورخہ یکم شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۷ر فروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار افتتاح عمل میں آیا۔ حضرت حبیب الامتؒ اس کے پہلے خطیب متعین ہوئے، امام کی جگہ مدرسہ کے اساتذہ کرام کو پنج وقتہ نمازیں پڑھانے کی ذمہ داری سپرد کی گئی۔ مسجد کی تعمیر سے قبل الحاج عبد الباسط صاحب نے کہا کہ مسجد کا نام ''مسجد خداداد'' رکھ دیا جائے، لیکن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی تک اس محلّہ میں جامع مسجد قائم نہیں ہوئی لہٰذا ہم مسجد کا نام ''جامع مسجد'' رکھیں گے۔ چنانچہ ذمہ داران کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی اور سب کے مشورہ سے مسجد کا نام ''مرکزی جامع مسجد دار العلوم محمدیہ'' رکھ دیا گیا۔

پانی کی پریشانی

پینے اور استعمال کے لئے پانی کی بے انتہا پریشانی تھیں، دار العلوم محمدیہ سے ملحق ایک ہی کنواں تھا، جس سے صبح و شام پانی سینچ کر مدرسہ کے ڈرموں میں لا کر بھر دیا جاتا، اس خدمت کو پہلے پہل خود حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے انجام دیا، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دیگر اساتذہ کرام بھی شامل ہوگئے۔ چونکہ پورے محلّہ کے لئے یہ ایک ہی کنواں تھا، اس لئے صبح چار بجے سے لے کر نو بجے تک اور پھر شام کے چار بجے سے لے کر عشا تک پانی بھرنے والوں کا ہجوم رہتا، جس میں عورتیں کثیر تعداد میں ہوتیں، لہٰذا اذانِ فجر سے قبل ہی مدرسہ کے ڈرموں کو پانی سے بھر لیا جاتا، اسی پانی کو احتیاط سے دن بھر استعمال کیا جاتا۔ صبح نو بجے تک کنویں کا سارا کا سارا پانی ختم ہو جاتا اور زمین نظر آنے لگتی، لیکن اللہ تعالیٰ کی شان اور عطا، مدرسہ کی برکت کہ شام چار بجے تک پھر اس میں اتنا ہی پانی جمع ہو جاتا۔ شام میں پھر لوگ پانی کھینچ کر لے جاتے اور پھر دوبارہ نیا پانی آ جاتا۔ یہ سلسلہ

کئی سالوں تک چلتا رہا، جب مسجد قائم ہوئی تو اس کی تعمیر کے لئے تالاب سے پانی لے لیا گیا لیکن اب سوال یہ تھا کہ مصلیانِ کرام کے لئے پانی کہاں سے لائیں؟ حاجی عبد الباسط صاحب مرحوم کے داماد عالی جناب اسماعیل شریف عرف شوکت صاحب کرنی والوں نے اپنے صرفۂ خاص سے ایک کنواں کھدوایا اور اس پر موٹر لگایا، اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ مسجد کے مصلیانِ کرام کے لئے اور خصوصاً مدرسہ کے طلبا کے لئے پانی کا انتظام ہوا اور ہر وقت کی پریشانی جو پانی کے متعلق تھی وہ ختم ہوگئی، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین! مسجد کی تعمیر سے جہاں اہلِ محلّہ کو پانی، نماز اور جمعہ کی سہولتیں ہوئیں وہیں مدرسہ کے لئے بھی کافی سہولتیں پیدا ہوگئیں اور الحاج عبد الباسط صاحب کی عمارت کو جو کرائے پر حاصل کی گئی تھی خیر باد کہہ دیا گیا اور مدرسہ کلی طور پر مسجد میں منتقل ہوگیا۔ چونکہ مسجد کا ایک ہال ایک برآمدہ اور باہری صحن میں تین کمرے بنا دیئے گئے تھے جس کے ایک کمرے میں دفتر قائم کر دیا گیا۔ برآمدہ میں دونوں جانب چھوٹے چھوٹے دو کمرے بنائے گئے تھے جن میں اساتذہ کرام رہا کرتے، دفتر کے برابر کا کمرہ طلبا رہائش کے لئے استعمال کرتے اور بقیہ طلبا برآمدہ میں سوتے، مسجد کے اندر اور باہر اور بقیہ ایک کمرے میں درسگاہیں لگا دی گئیں۔

اہلیہ کی قربانی اور چھوٹے صاحبزادے کی پیدائش

مدرسہ منتقل ہونے سے قبل حاجی صاحب کی اسی عمارت میں مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۹۱ء کو حضرت حبیب الامتؒ کے چھوٹے صاحبزادے حکیم محمد عدنان حبان نوادر (تاریخی نام ''افتخار حسین'') کی پیدائش ہوئی، نومود بچے کے ساتھ ایسی حالت میں بھی آپ کی اہلیہ صاحبہ نے مدرسہ کے طلبہ کی خدمت سے انکار نہ کیا اور تکالیف کے باوجود تمام طلبہ و اساتذہ کے لئے کھانا پکاتی رہیں۔

مدرسہ کی ایک کرامت

مسجد کے برآمدہ میں طلبا سوتے ہی تھے، سوئے اتفاق برآمدہ میں لگا ہوا پنکھا اچانک ہُک میں سے نکل کر طلبا کے اوپر سے گزرتے ہوئے دس فٹ کے فاصلہ پر جا کر گرا، یہ قرآن اور مدرسہ کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس حادثہ سے بچایا، اگر یہ طلبا پر گرتا تو نہ جانے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

حبیب الامتؒ و آپ کی اہلیہ کی خدمات

ذاتی مکان

مسجد کے سامنے ایک سائٹ تھی، اہلیہ محترمہ نے اپنا زیور فروخت کرا کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو وہ رقم پیش کردی اور عرض کیا: آپ سائٹ خرید لیں، بقیہ رقم سے ایک دو کمرے تعمیر کرا لیں، اللہ تعالیٰ آگے راستہ کھولیں گے تو زیور بھی بن جائے گا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے منع بھی کیا لیکن پھر اہلیہ کے اصرار پر راضی ہوگئے، چنانچہ مدرسہ مسجد میں منتقل ہونے سے قبل ہی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دو کمروں پر مشتمل مکان بنوایا اور پردہ کی اونچی دیوار کرا کر اس گھر میں منتقل ہوگئے۔

پورا گھرانہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا

مکان کی تعمیر کے دوران جو مستری اور مزدور کام کر رہے تھے وہ تمام کے تمام ایک ہی فیملی کے تھے، ان کی خواتین کبھی پانی اور کبھی کسی اور ضرورت کے لئے گھر آتی رہتی تھیں، جب مکان مکمل ہوا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی دعوت کی، پہلے تو وہ دستر خوان پر بیٹھنے کو تیار نہیں ہوئے۔ معلوم کرنے پر بتایا کہ صاحب (حضرت) بیٹھے ہیں تو ایسے میں ہم کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور خود بھی تشریف فرما ہو کر انہیں اپنے دستِ مبارک سے کھانا کھلایا، ان میں جو عمر رسیدہ اور سنجیدہ لوگ تھے وہ یہ محبت والفت دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، دعوت کے بعد انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ آپ نہا دھو کر کل آجائیں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح میں وہ سب آگئے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تپاک سے استقبال کیا، انہیں بٹھایا، اسلام کی خوبیوں

کے متعلق مزید باتیں ارشاد فرمائیں اور کلمہ شہادت پڑھا کر داخلِ اسلام کرلیا۔ آپؒ نے ان سے قبولِ اسلام کا سبب دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگے: حضرت! ہم نہایت کم درجہ کے لوگ ہیں، کسی کا برتن تو درکنار اگر ہم کسی کے گھر میں بھی قدم رکھ دیں تو یہ ناقابلِ تلافی خطا تصور کی جاتی ہے۔ دورانِ تعمیر آپ نے ہمیں اپنے برتنوں میں پانی دِیا، دستر خوان پر اپنے ساتھ بٹھایا اور اپنے ہاتھوں سے کھلایا، یہ اعلیٰ اخلاق دیکھ کر ہمیں احساس ہوا کہ اسلام ہی وہ دینِ الٰہی ہے جو زندگی کے طور طریقے سکھاتا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گلے سے لگایا، مزید ان کی ضیافتیں فرمائیں اور پھر کیرلا کے علاقہ میں واقع نو مسلموں کے لئے تربیتی مدرسہ میں بھجوا دیا۔ سبحان اللہ!

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو صرف اسلام کی ظاہری اور معاشی خوبیوں کو دیکھ کر انہوں نے اسلام قبول کرلیا، اگر ہم سیرتِ طیبہ کو اپنی زندگیوں میں صحیح طریقہ پر اُتار لیں تو شاید ہمیں وہ مشکلات نہ جھیلنی پڑیں جن سے آج کا مسلمان نبرد آزما رہا ہے۔

اسکول کا قیام

مدرسہ کے وسائل اگرچہ مختصر ہی تھے لیکن تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت کے تحت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اسکول قائم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مدرسہ کے پاس سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے آپؒ کی اہلیہ محترمہ نے اپنا بقیہ زیور بیچ کر اسکول کی عمارت اور ایڈوانس کا انتظام فرمایا، نرسری کلاسز شروع کی گئیں اور اسکول کا نام اہلیہ محترمہ کے نام پر ''سیما پبلک اسکول'' رکھا گیا۔

ایک عرصہ تک اسکول اسی کرائے کی عمارت میں چلتا رہا، پھر مسجد کی عارضی تعمیر کے بعد برآمدہ میں چلا، بعدہٗ مسجد کے پیچھے زمین پر ایک ہال بنا کر سیماء پبلک اسکول کو وہاں منتقل کردیا گیا۔ مدرسہ کے لئے جو جگہ تین ہزار فٹ خریدی گئی تھی اس میں ایک ہال تعمیر کیا گیا اور ایک دو چھوٹے کمرے بھی بنائے گئے، اسکول میں تقریباً تین سو طلبا ہو گئے تھے، لہٰذا کچھ مسجد کے پیچھے کمرے میں اور کچھ اس ہال میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ بہرحال! عمارت کی تنگی کے باوجود مدرسہ بھی ترقی کرتا رہا اور اسکول بھی۔

✧✧✧

حضرت کی اہلیہ کی مدرسہ کے لئے خدمات

ابتدا سے ہی دارالعلوم محمدیہ میں مطبخ کی تنگی تھی، حاجی عبدالباسط صاحب نے دس بائی دس کی ایک جگہ اس شرط پر دی کہ اس میں مطبخ مدرسہ کے صرفہ سے تعمیر کرلیا جائے اور جب مدرسہ کے پاس اپنی جگہ ہوجائے تو وہاں مطبخ منتقل کرنے کے بعد اس عارضی مطبخ پر جو رقم صرف ہوئی ہے وہ حاجی صاحب ادا کردیں گے، لہٰذا عارضی مطبخ تعمیر کرلیا گیا۔ طباخ کی پہلے ہی سے شدید ضرورت تھی، لیکن مدرسہ کے پاس تنخواہ دینے کا انتظام نہ تھا، اس لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ اگر یہ خدمت آپ انجام دیں تو بہتر رہے گا، چنانچہ آپؒ کی اہلیہ نے شدید گرمی، شدید برسات اور شدید سردی کے باوجود تمام طلبا اور اساتذہ کا لمبے عرصہ تک تینوں وقت کھانا بنایا، جبکہ آپ کے دو صاحبزادے اور تینوں صاحبزادیاں ابھی کمسن ہی تھے، ایسے میں ان سب کی ضروریات بھی ہوا کرتیں۔ اکثر وبیشتر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ بیمار بھی ہوجایا کرتیں لیکن کبھی بھی کھانا پکانے میں کوتاہی نہ فرمائی اور فی سبیل اللہ دارالعلوم محمدیہ کی خدمت کرتی رہیں۔

مدرسہ میں جو کچھ سیدھا سادہ بنتا تھا وہی کھانا گھر میں بھی آجاتا، اپنے لئے کوئی سالن یا خصوصیت سے کوئی کھانا کبھی بنوانا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی پسند نہ فرمایا اور نہ جائز سمجھا۔ کھانا بھی اس لئے آتا کہ ابتدائی سالوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کوئی تنخواہ نہ لی تھی، کیوں کہ مدرسہ کو مالی مشکلات کا سامنا تھا۔ بعض مرتبہ بچوں کے والدین اتنی کثیر تعداد میں آجاتے کہ سارا کھانا انہیں کھلا دیا جاتا اور گھر کے لئے کچھ نہ بچتا، لیکن حبیب الامت کے ساتھ آپ کی اہلیہ نے بھی کبھی ناراضگی و ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری اہلیہ مدرسہ کا تعاون نہ فرماتیں اور اس طرح قربانی نہ دیتیں تو مدرسہ قائم نہ رہتا، دارالعلوم محمدیہ قائم کرنے میں مرحومہ کی کافی محنت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ صاحبہ کچی لکڑیاں دھویں سے بھرپور پھونکنی سے خوب دھونکنی دے دے کر کھانا بناتیں، اسٹو اور گیس کی سہولتیں میسر نہ تھیں، اس لئے خصوصیت سے سردی اور برسات کے موسم میں بھی گیلی لکڑیوں سے کھانا بنا کر تیار کرتیں، طبیعت خراب ہوجاتی لیکن صبر وشکر کے ساتھ للہ فی اللہ خدمت انجام دیتی رہیں۔

اہلیہ صاحبہ کے آگے ناگ سانپ

جس جگہ دارالعلوم محمدیہ قائم کیا گیا ہے یہاں چاروں طرف غیر آباد جگہ تھی، کچی سڑکیں، کچی گلیاں اور کچی نالیاں تھیں۔ یہاں سانپوں کے بڑے بڑے بدھ بنے ہوئے تھے، چونکہ یہ جگہ پہلی بار آباد ہو رہی تھی اس لئے تالاب اور اطرافِ تالاب سے سانپ نکل نکل کر آبادی میں آتے رہتے تھے۔ خالی پڑی ہوئی جگہوں پر، گھڑوں اور سوراخوں میں، پتھروں کے نیچے سانپوں نے بسیرا کیا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جمعہ کے دن تمام طلبہ واساتذہ نمازِ جمعہ کے لئے مسجد گئے ہوئے تھے، اہلیہ صاحبہ کھانا بنا رہی تھیں، ایسے میں ایک کالا سیاہ سانپ کئی فٹ لمبا مطبخ میں گھس آیا اور اپنا پھن کھول کر ایک دم کھڑا ہوگیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اس وقت اکیلی تھیں، خطرہ یہ کہ اگر ہلیں تو سانپ ڈس نہ لے، چنانچہ دو تین منٹ سانس روکے کھڑی رہیں، سانپ بھی پھن اُٹھائے دیکھتا رہا، اہلیہ محترمہ کو خوف ہونے لگا کہ شاید آج تو جان بھی نہ بچے، لیکن اللہ تعالیٰ نے حسنِ نیت کے طفیل اور مدرسہ کی برکت سے بچالیا، ناگ سانپ مطبخ کے روشن دان سے خود بخود باہر چلا گیا۔ بحمداللہ تعالیٰ!

سانپوں کی بہتات

روزِ اول سے ہی اس علاقہ میں سانپوں کی بہتات تھی، صبح میں آپؒ کے چھوٹے صاحبزادہ عزیزم حکیم محمد عدنان حبان نوادر سلمہٗ اٹھتے تو گیلری میں آجاتے۔ سانپوں کے چھوٹے چھوٹے بچے رینگتے رہتے تو ان کو ہاتھ میں اُٹھا کر مسلنے لگتے، لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل کہ سانپوں نے کوئی نقصان نہ پہونچایا۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نسبتی برادر حضرت مولانا مفتی ظہیر احمد صاحب قاسمی (مہتمم البقاء عربی مدرسہ مظفرنگر) آئے ہوئے تھے۔ مولانا ظہیر صاحب کسی کام سے باہر نکلے، رات کا وقت تھا، بجلی گل تھی، اچانک ان کا پاؤں سانپ پر پڑا، سانپ نے فوراً پیر میں ڈس لیا۔ انہیں فوراً مقامی ڈاکٹر کے پاس لے گئے، پھر وکٹوریہ ہسپتال سٹی مارکیٹ لے کر گئے۔ جہاں علاج معالجہ کے بعد اللہ کے فضل وکرم سے ان کی جان بچ پائی۔ جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کی تعمیر کے بعد بھی سانپوں کی تعداد کم نہ ہوئی بلکہ ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا، پھر تو یہ

عالم تھا کہ حصیر کے نیچے سانپ، مصلےٰ کے نیچے سانپ، لکڑی کا منبر تھا، اس کے نیچے سانپ، حصیریں لپیٹ دی جاتیں تو اس کے نیچے سانپ گھس جاتے، تکیہ کے نیچے، وضو کے لوٹوں میں، پکانے کے برتنوں کے نیچے، جلانے کی لکڑیوں میں، ڈسک کی درازوں میں سانپ ملتے، غرض کوئی دن ایسا نہ گزرتا جس میں کئی کئی سانپ نہ مارے جاتے۔ دفتر میں، درسگاہ میں، مسجد میں اور بیت الخلاء جو عارضی بنائے گئے تھے، سانپ نکلتے۔

رات کے وقت خصوصاً بارش میں باہر نکلتے ہوئے ڈر لگتا کیوں کہ راستے میں، نالیوں میں سانپ رینگتے ہوئے نظر آتے۔ غرض زندگی میں نہ اتنے سانپ دیکھے اور نہ مارے۔ دارالعلوم محمدیہ قائم ہونے کے پانچ سال بعد تک مسلسل روزانہ سانپ نکلتے رہے اور مارے جاتے رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ سانپ موجود بھی رہے لیکن طلبا کو کبھی نقصان نہ پہنچا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ خدانخواستہ اگر کسی طالب علم کو سانپ کاٹ لیتا تو لوگ بدنام کر دیتے، سانپ نے کاٹا بھی تو ہمارے گھر کے ایک فرد کو۔ اس طرح کی قربانی دینا بھی حق تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ کے مقدر میں رکھا تھا۔ بہر حال سانپوں کی یہ آبادی اور تعداد آخر کار ختم ہوئی اور لوگ ان سے مامون ومحفوظ ہو گئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ!

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کنگ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس میں

۱۹۹۲ء میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ عمرہ کی زیارت عطا فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں عمرہ اور زیارت سے فراغت کے بعد حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ حاضری ہوئی، مسجد نبوی اور روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہو کر ''کنگ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ'' کے مدیر العام کی خصوصی دعوت پر آپؒ ان کے ہمراہ پرنٹنگ کمپلیکس تشریف لے گئے، جہاں دنیا کی ہر زبان میں قرآن کریم کی چھپائی کا انتظام ہے۔ خصوصاً قرآن مجید کے ترجمے ہر زبان میں شائع کئے جاتے ہیں۔ زائرین حرمین شریفین کو یہ نسخے ہدیہ کئے جاتے ہیں، تاکہ قرآن کریم کی صحیح صحیح تلاوت اور تعلیم ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو تاقیامت جاری رکھے، آمین!

الزامِ بے جا

بحمد اللہ تعالیٰ دارالعلوم محمدیہ ترقی کی جانب گامزن رہا اور تعلیم کی طرف حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ توجہ رہی، طلبا کثیر تعداد میں اسی مختصر سی عمارت میں رہتے رہے، لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو ابھی ایک اور امتحان مقصود تھا، کچھ افراد نے محض اس لئے کہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ خود ہی مدرسہ چلا رہے ہیں اور انتظامی امور میں ہمیں یاد نہیں رکھتے، چند با اثر لوگوں کے پاس جا کر یہ الزام لگایا کہ حبان صاحب جو پیسہ مدرسہ کے نام سے لا رہے ہیں وہ خود ہی کھا رہے ہیں۔

اس وقت تک دارالعلوم محمدیہ کا سالانہ بجٹ بارہ لاکھ روپے پہنچ چکا تھا جس میں کسی بھی طرح کا تعاون علاقہ کا نہ تھا۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایک ایک پائی کا حساب رسید نمبر کے ساتھ موجود تھا، بے شمار لوگوں نے دفتر محاسبی کا معائنہ کیا تو نہ صرف اطمینان کا اظہار کیا بلکہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی سلیقہ مندی اور دفتری اسلوب کو نہایت پسند بھی کیا۔ ان چیزوں سے الحاج عبدالباسط صاحب اچھی طرح واقف تھے، جب انہیں اس بات کی اطلاع ملی تو وہ الزام تراشی کرنے والوں کے روبرو پہنچ گئے اور بلند آواز سے کہا: تم لوگ سب کے سب ''ترلے'' ہو، یعنی فتنہ پرور ہو، مجھے بتاؤ تم میں سے کسی ایک نے بھی ایک روپیہ کبھی مدرسہ کو دیا ہے؟ تو ان کے منہ لٹک گئے، چند ایک نے نفی میں جواب دیا۔ حاجی صاحب نے کہا کہ جن لوگوں نے کبھی مدرسہ کا تعاون نہ کیا ہو ان کو مدرسہ کا حساب لینے کا حق نہیں ہے، اپنے کالے منہ لے کر فوراً چلے جاؤ۔ چنانچہ سب کے سب چلے گئے۔

دبئ کے اسفار

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دینی خدمات کے ساتھ ساتھ تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا، ابتداءً اردو اخبارات میں کام کیا لیکن یہ ملازمت تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت میں نو حصے برکت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور ملازمت میں ایک حصہ برکت بتائی گئی ہے۔ لہٰذا کوشش ہونی چاہئے کہ ملازمت کے بجائے تجارت کریں، اس میں انسان نفع نقصان کا مالک خود ہوتا ہے اور اپنی محنت وجستجو کے مطابق اللہ تعالیٰ کے یہاں سے پاتا ہے۔

چنانچہ دارالعلوم محمدیہ کے قیام کے ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چاندی اور جواہرات کی تجارت کا آغاز فرمایا، اس زمانہ میں دبئی میں اس کام کی بڑی پذیرائی تھی۔ آپ نے نہایت نفیس اور قیمتی پتھر جس میں اصلی عقیق، مرجان، سچے موتی، زبرجد، یاقوت، نیلم اور زعفران کے علاوہ ایرانی وہندوستانی ڈیزائن والی چاندی کی انگوٹھیاں لے جاکر دبئی کے کاروباریوں کو فروخت کیں، اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ پہلے ہی سفر میں آپؒ کو مناسب منافع ہوا، جس کے بعد وقتاً فوقتاً آپ نے اس کاروبار کو جاری رکھا، جب دارالعلوم محمدیہ میں مصروفیات زیادہ ہوگئیں اور مریضوں کی آمد بڑھ گئی تو پھر آپ نے جواہرات کے اس کاروبار کو بند فرمادیا۔

میں نے ذکر کرنا ایک بدو سے سیکھا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ علمی وروحانی جواہر پاروں کی تلاش میں رہا کرتے تھے، انہیں اسفار کے دوران ایک مرتبہ عرب امارات کے چند دوستوں کے اصرار پر دبئی کی مسجد الغریر میں آپ کا وعظ رکھا گیا۔ ایک بڑی تعداد نے آپ کی قیمتی پندونصائح سے استفادہ کیا۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نماز سے فارغ ہوکر ایک کونے میں بیٹھا تھا کہ ایک عرب بدو میرے برابر آیا اور نماز میں مشغول ہوگیا، اس کے کپڑوں سے بکریوں کی بو آرہی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد اس نے اپنی پھٹی ہوئی جیب سے تسبیح نکالی اور نہایت اطمینان اور خلوص وتوجہ کے ساتھ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوگیا۔ نہایت محبت کے ساتھ سبحان اللہ، سبحان اللہ، الحمدللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر کا ورد کرتا رہا۔ اس کے اس پیارے انداز کو دیکھ کر میں بکریوں کی بو بھول گیا اور اس دن مجھے احساس ہوا کہ اللہ کا نام کتنے پیار سے لیا جاتا ہے، سچ بات یہی ہے کہ میں نے ذکر کرنا اس عربی بدو سے سیکھا۔ سبحان اللہ! بڑوں کی کیا بڑی باتیں ہوتی ہیں۔

✧✧✧

ادارہ کی تعمیر اور تحریکِ اصلاحِ معاشرہ

دارالعلوم محمدیہ کی ابتدائی عارضی تعمیر

دارالعلوم محمدیہ کے طلبا کی تعداد ۱۹۹۲ء تک کثیر ہوگئی تھی، ایک کمرہ دارالاقامہ کے طور پر استعمال ہوتا اور دیگر طلبا مسجد کے برآمدے میں سویا کرتے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش ومحنت سے مدرسہ کے لئے زمین خرید لی گئی تھی لہٰذا تعمیر کے لئے جدوجہد جاری تھی بالآخر ایک بڑا ہال تیس بائی تیس کا تعمیر کیا گیا، جو درسگاہ کے طور پر بھی استعمال ہوتا اور دارالاقامہ کے لیے بھی۔ مسجد کے باہر تھوڑی سی جگہ میں ایک وضوخانہ بھی تعمیر کیا گیا، ساتھ ہی مدرسہ کے ہال سے متصل ایک کمرہ بنایا گیا جس میں پرانا عارضی مطبخ منتقل کردیا گیا۔

فساد بابری مسجد

بحمد اللہ تعالیٰ تعلیمی سلسلہ بحسن وخوبی آگے بڑھ رہا تھا، تعلیمی سرگرمیاں پورے انہماک کے ساتھ جاری تھیں کہ ایسے میں ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد شہید کردی گئی، جس کے بعد پورے ملک میں فساد پھیل گیا، بنگلور بھی فساد سے محفوظ نہ رہا، چنانچہ ہر علاقہ اور ہر محلّہ میں ہندو مسلم منافرت پھیل گئی اور کئی مہینوں تک علاقہ میں خوف وہراس طاری رہا کہ کب آس پاس کی ہندو آبادی ہمارے علاقے پر حملہ کردے۔ ایسے میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے الحاج عبدالباسط صاحب اور محلّہ کے دیگر سمجھدار حضرات پر مشتمل ایک امن کمیٹی بنائی گئی جس میں کچھ ہندوؤں کو بھی شامل کیا گیا، اس کمیٹی کی تشکیل اور آپسی بھاری چارہ وامن وامان قائم رکھنے میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نمایاں طور پر خدمات انجام دیں۔ مسلم علاقے میں غیر مسلم نوجوانوں کو اور غیر مسلم علاقے میں مسلم نوجوانوں کو

رات میں پہرہ دینے کے لئے تعینات کیا گیا۔ گیان بھارتی پولیس اسٹیشن سے چار پولیس گاڑیوں کا بھی انتظام کیا گیا جس سے پولیس علاقے کا دورہ کرتی اور امن وامان قائم رکھتی، ان کے کھانے پینے کا بندوبست بھی اہلِ محلّہ نے ہی اپنے صرفہ سے کیا اور اس پورے علاقے میں کسی بھی طرح کی بدامنی نہ ہونے دی اور ہندو مسلم اتحاد کو ہر صورت میں باقی رکھا۔

بنگلور میں اصلاحِ معاشرہ تحریک کا آغاز

یوں تو تاریخ سے ثابت ہے کہ جنوبی ہند کے مالابار علاقہ اور ساحل سمندر مدراس تمل ناڈو میں سب سے پہلے اسلام کی کرنوں اور شعاعوں سے اہل ہند فیضیاب ہوئے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آزادی سے قبل شمالی ہند کے زرخیز علاقوں پنجاب اور دیوبند سے اولاً اسلامی کرنیں پھوٹیں، آٹھ سو سالہ قدیم مسجد جس میں شیخ سعدی ؒ نے نماز ادا فرمائی تھی دیوبند میں واقع ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی ثقافت وتہذیب شمال میں بہت پہلے اپنی جڑیں مضبوط کر چکی تھی۔ مرکز اسلامیہ اور ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے قیام کو الحمد للہ تعالیٰ آج ڈیڑھ سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود دارالعلوم دیوبند کی علمی خدمات دنیا کے چپے چپے اور گوشے گوشے میں پہونچ چکی ہیں۔ بحر العلوم دارالعلوم دیوبند اپنی علمی خدمات کے آئینے میں آج بھی نایاب اور نرالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یوپی کے مغربی حصہ میں بحمد اللہ تعالیٰ کہیں بھی بدعات وخرافات کا نام ونشان نہیں، راسخ العقیدہ مسلمانوں کی بستیاں جگہ جگہ آباد ہیں اور فرزندانِ دارالعلوم اس شمع کو مزید تابناک ودرخشاں کرنے اور اپنی علمی خدمات کو وسعت دینے میں مصروف ہیں۔

لیکن کیرلا کو چھوڑ کر جنوبی ہند کا باقی حصہ جس میں کرناٹک، تمل ناڈو، پانڈیچری اور آندھرا پردیش وغیرہ علاقوں میں اگرچہ مسلمان اپنی ایک الگ شناخت رکھتے ہیں اور کثیر تعداد میں آباد ہیں لیکن جامعہ باقیات الصالحات ویلور کے علاوہ پچاس ساٹھ سال قبل تک یہاں کوئی قابلِ ذکر علمی اور فکری مرکز قائم نہیں ہوا تھا۔ بنگلور میں پچاس سال پہلے دو مدرسے قائم ہوئے، ایک اول الذکر جامعہ رحمانیہ کمبی پور اور دوسرا دارالعلوم سبیل الرشاد۔ لیکن ان دونوں مدارس کے قیام سے قبل بھی دعوت وتبلیغ

اور تقریر وتحریک کے ذریعہ علمائے دیوبند نے خوب خوب اہل جنوب کو سرفراز فرمایا جس کی کچھ اجمالی تفصیلات گزشتہ صفحات میں بھی آ گئی ہیں۔ ان تمام کیفیات اور جد وجہد کے باوجود بنگلور اور اطرافِ بنگلور میں بدعات ورسومات کی جڑیں پھلتی اور پھولتی رہیں۔ محرم الحرام کے پنجے، تعزیے اور علم ودیگر بدعات وخرافات نیز تقریبات اور اس میں مردوں وعورتوں کا ہجوم قوالی وغیرہ کا عام چلن تھا۔ شادیوں میں حد درجہ خرافات یعنی شادی محلوں میں شادیوں کا رواج جس میں بے پردگی اور قرآن وسنت کے خلاف بہت سی ناگفتہ بہ رسومات پھیلی ہوئی تھیں۔

اسلام کی شمع مالابار اور تمل ناڈو میں کافی پہلے روشن ہوگئی تھی۔ مغلیہ دور میں بھی اسلام دور تک پھیل گیا تھا، ٹیپو سلطان اور نظام حیدرآباد کے زمانہ میں اسلامی افکار ونظریات رچ بس گئے تھے، لیکن تحریک آزادیٔ ہند اور تقسیم کے بعد جو خسارہ جنوبی ہند کو ہوا وہ اسلامی تہذیب وتمدن کی جگہ ہندوانہ رسومات وبدعات کی صورت میں مسلم معاشرہ میں سرایت کر گیا تھا، لیکن گزشتہ پچاس سالہ دور میں علمائے شمال کا بنگلور واطرافِ بنگلور ورود ہوتا رہا جس سے مقامی مساجد میں ناظرہ پڑھے ہوئے مکمل طور پر مسائل سے ناواقف ائمہ وخطبا کا دور ختم ہونا شروع ہو گیا یہاں تک کہ اکثر مساجد میں علمائے دیوبند نے اپنی خدمات پیش کیں، بالآخر عوام میں اسلامی شعور بیدار ہوا۔ بے جا رسومات وبدعات سے نفرت پیدا ہوئی، پردہ اور حجاب کا عام رواج ہوا، لڑکیوں کے لئے اسلامی اور دینی مدارس قائم ہوئے۔ اصلاح پسند علما اور عوام کا مطالبہ ہوا کہ شادی بیاہ کی رسومات اور جہیز کے لین دین اور جوڑے کی رقم نیز لڑکی والوں پر شادی بیاہ کا ناجائز بوجھ جو برسوں سے چلا آ رہا ہے اسے ختم کیا جائے اور سادگی کے ساتھ شادیاں کرنے کا رواج عام کیا جائے۔

''اصلاحِ معاشرہ'' کے عنوان سے اس تحریک کو لے کر سب سے پہلے لائر پالیہ گنگونڈناہلی بنگلور سے آغاز ہوا، شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ کی قیادت میں سات مساجد کی کمیٹیوں کو لے کر ''اصلاحِ معاشرہ'' کے نام سے ایک محاذ قائم کیا گیا جس کی صدارت الحاج عبدالباسط صاحب مرحوم (صدر دارالعلوم محمدیہ) کو سونپی گئی، جناب میر سیف اللہ نعیم صاحب، جناب غلام غوث صاحب، مولانا ذکریا صاحب والا جاہی، مولانا ریاض الرحمٰن صاحب

رشادی، مفتی محمد قربان اسعدی، مفتی اشرف علی باقوی اور بنگلور کے جملہ علمائے کرام نے اس میں بڑھ چڑھ کر خوب حصہ لیا اور اس طرح یہ تحریک پورے شہر بنگلور میں کامیابی کی طرف گامزن ہوئی۔ اس کے اثرات بنگلور کے اطراف واکناف اور دور دراز علاقوں تک پہنچے جس کے نتیجہ میں مساجد میں سادگی کے ساتھ نکاح کرنے کا عام رجحان پیدا ہوا۔ گنگونڈ نا ہلی لائر پالیہ میں حضرت حبیب الامتؒ کی جدوجہد سے ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کیا گیا جس میں کرناٹک کے معروف اور ہر مکتب فکر کے ممتاز علمائے کرام کو مدعو کیا گیا، اس طرح اس تحریک ''اصلاحِ معاشرہ'' کے اثرات سے بغیر جہیز اور بغیر جوڑے گھوڑے کے شادیاں ہونے لگیں۔ نکاح وبیاہ کی تقاریب سادگی سے انجام دی جانے لگیں اور شادی کے بینڈ باجے و دیگر خرافات کا خاتمہ ہوا۔ آج کل بنگلور میں ہر شادی کے موقع پر نکاح خوانی کا اہتمام مساجد میں ہی ہوتا ہے، یہ ماضی کی اسی تحریک کا ثمرہ ہے، اللہ تعالیٰ اسے باقی رکھے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور جن حضرات نے اس میں جدوجہد کی ہے اللہ رب العزت ان کو اس کا بھرپور ثمرہ عطا فرمائے، آمین!

دارالعلوم محمدیہ کا چوتھا اجلاسِ دستار بندی

دارالعلوم محمدیہ بنگلور کے چوتھے جلسۂ دستار بندی کی تیاریاں کی گئیں تو حضرت حبیب الامتؒ نے فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ شہر بنگلور کی جمعیۃ کے روحِ رواں حضرت مولانا غلام صدیق سیٹھ صاحب، الحاج بشیر احمد سادات صاحب، جناب الحاج تنویر احمد صاحب، مفتی محمد قربان اسعدی صاحب مہتمم جامعہ حسینیہ املہ پور ٹمکور اور مولانا مختار احمد صاحب مہتمم مدرسہ سراج العلوم بارلین بنگلور، مولانا محمد شاہ عالم صاحب مظفر نگری، شاعر اسلام مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدی مہتمم دارالعلوم مصباح التوحید بنگلور اور دیگر ممتاز علمائے کرام کو دعوتیں دی گئیں۔ بڑی تعداد میں حفاظِ کرام کی دستار بندی اور سند فراغت فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھوں سے فرمائی۔ جلسہ کی نظامت مشہور عالم حضرت مولانا ابوطالب صاحب رحمانی کلکتوی مدظلہ نے کی۔

✧✧✧

اجازت وخلافت

نبیرۂ حضرت گنگوہیؒ سے اجازت وخلافت

خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ میں رہتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے پیر ومرشد ولی کامل قلندرِ زماں حضرت حافظ مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی نوراللہ مرقدہٗ نے بائیس تیئیس سال کی عمر میں حضرت شیخ الاسلامؒ اور حضرت رائے پوریؒ کے سلسلوں سے دو اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی۔ حضرت مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ حضرت گنگوہیؒ کے نبیرہ تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کو اولاً حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ اور ثانیاً حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔ حضرت علیہ الرحمہ نہایت نفیس طبیعت کے مالک اور وضع قطع کے ساتھ آداب واکرام کے سخت پابند تھے۔ بادشاہوں کی طرح تزک واحتشام کے ساتھ رہا کرتے، لیکن مزاج قلندرانہ تھا، ظاہر وباطن آئینہ کی طرح صاف، جو کہتے برملا اور سامنے کہتے، یہاں تک کہ فدائے ملت بھی آپؒ کے آگے لب کشائی سے اعتراض کرتے۔ ایک مرتبہ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: او اعرابی، ادھر آ۔ صبح ہوئی تو اپنے نام کے ساتھ ''اعرابی'' لکھنا شروع کر دیا۔ حضرت علیہ الرحمہ پاکستان ہجرت فرما گئے، کراچی میں خانقاہ قائم کی، وہیں وصال ہوا۔

حضرت حاذق الامتؒ سے اجازت وخلافت

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دو خلافت پہلے سے حاصل تھیں، دارالعلوم محمدیہ کے چوتھے جلسہ دستار بندی کے بعد تیسری خلافت واجازت جنوب میں سلسلۂ حضرت تھانویؒ کے نقیب حاذق

الامت حضرت مولانا شاہ حکیم زکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ ومجاز مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ) سے حاصل ہوئی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ سے نکلے تو کوئی ایسی شخصیت نظر نہ آئی جو دل کی لگی دور کر سکے، ہمیشہ فرمایا کرتے: وہ اہلِ نظر اب کہاں؟ چونکہ آپؒ نے حضرت گنگوہیؒ کا جاہ و جمال بصورتِ حضرت مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ بہت قریب سے دیکھا تھا، اس لئے بھی آپؒ کے دل میں کسی کی طرف میلان پیدا نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا الطاف عزیزی صاحب مظاہری کے مسلسل اصرار پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پرنامبٹ جانے کے لئے تیار ہوگئے، ایک دن کے قیام کا ارادہ فرمایا، واپسی کا ٹکٹ ہمراہ لے گئے۔ جب خانقاہ زکیہ پرنامبٹ میں قدم رکھا تو وہاں کی نورانیت نے گرویدہ بنالیا، حاذق الامت حضرت حکیم زکی الدین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے چہرہ انور پر نظر پڑی تو بقولِ شاعر ’’پہلی نظر تھی، دل کا مول‘‘ بس پھر کیا تھا ہمیشہ کے لئے حضرت کی غلامی اختیار فرمالی۔ عشا سے قبل حضرت حاذق الامتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، حضرت علیہ الرحمہ کی سیدھی سادی گفتگو، اصلاح کا انوکھا انداز، محبت والفت میں ڈوبے الفاظ اور خلوص وللّٰہیت سے ایسے متاثر ہوئے کہ ایک دن کا پتہ بھی نہ چلا کہ کیسے گزر گیا، حاذق الامتؒ نے بھی نہایت بے تکلفی کے ساتھ مسلسل اپنے ہمراہ رکھا۔ اگلے دن حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: حضرت! ایک دن اور قیام کی اجازت عطا فرمائیں تو زہے قسمت، آپ کی صحبت بابرکات سے مزید مستفیض ہونے کا موقع میسر ہوگا۔ حاذق الامتؒ نے نہایت خوشی کے ساتھ اجازت عطا فرمائی۔ دوسرے دن واپسی کی اجازت چاہی تو فرمایا: حبان صاحب! میری خواہش ہے کہ آپ ایک دن اور قیام فرمائیں۔ چنانچہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مزید ایک دن حضرت کے حکم پر قیام پذیر رہے۔ تیسرے دن رخصت ہوتے ہوئے فرمایا: حضرت! طبیعت تو نہیں چاہتی لیکن بنگلور پہنچ کر دارالعلوم محمدیہ کا نظام سنبھالنا ضروری ہے۔ حضرت حاذق الامتؒ نے بھی ارشاد فرمایا: میری طبیعت بھی ابھی سیر نہیں ہوئی، لیکن ان شاء اللہ آئندہ ملاقات رہے گی۔

بنگلور آنے کے آٹھ دن بعد حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاذق الامتؒ کی جانب سے خط موصول ہوا جس میں اپنے دستِ مبارک سے حضرت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا تھا: ’’آپ سے ملاقات

کے بعد بار بار خیال آیا کہ آپ کو اجازت دوں، الحمد للہ آج توکل علی اللہ آپ کو اجازت خلافت دے رہا ہوں، اپنے دل کی نگہبانی کریں اور ہر حال میں اصلاح کی طرف نظر رکھیں‘‘۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خط پڑھ کر بہت دیر تک روتا رہا کہ حضرتؒ نے کیا ذمہ داری دے دی! چنانچہ حاذق الامتؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ حضرت! بندہ اس قابل کہاں؟ مگر حضرت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا: یہ نعمت حقدار کو ملتی ہے، آپ اس کے صحیح حقدار ہیں۔ آپ اس لائق بھی ہیں اور اس قابل بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی صلاحیت کے بغیر یہ چیز عطا نہیں فرماتے۔ آج سے آپ لوگوں کی اصلاح وتزکیہ اور بیعت وتلقین کا سلسلہ قائم کریں، وقتِ ضرورت بلا تکلف فون کرلیں یا آجائیں، میں بھی ان شاء اللہ آتا جاتا رہوں گا۔ پھر ایک دن سختی سے ارشاد فرمایا: اگر آپ اپنی مجلس قائم نہیں کریں گے اور ضرورت مندوں کو بیعت نہیں کریں گے تو یہ حق تعالیٰ کی ناشکری ہوگی۔ بار بار لوگوں کو میرے پاس لے کر آجاتے ہیں کہ بیعت فرمالیں! ارے بھائی آپ بنگلور میں کس لئے ہیں؟

ایک ماہ بعد حضرت حاذق الامتؒ بنگلور تشریف لائے، مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ گنگونڈناہلی میں نمازِ ظہر کے بعد ظہرانے سے فارغ ہوکر آپ علیہ الرحمہ کا اصلاحی خطاب ہوا۔ ذکر بالجہر اور دعا کے بعد حاذق الامتؒ نے ارشاد فرمایا: آئندہ سے آپ اسی طریقہ سے اپنی مجلس کا آغاز فرمائیں۔ چنانچہ حضرت کے حکم پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس کا آغاز فرمایا، روزانہ نمازِ عشا کے بعد طلبا، اساتذہ وعملہ دارالعلوم محمدیہ کی عمومی مجلس ذکر منعقد کی جاتی ہے اور نمازِ جمعہ کے بعد خصوصی مجلس ذکر بالجہر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

نمونۂ سلف حضرت جی حافظ عبد الستار نانکویؒ کے صاحبزادہ سے خلافت

چوتھی اجازت وخلافت حضرت مولانا حافظ جمیل احمد صاحب مدظلہ سے حضرت حبیب الامتؒ کو حاصل ہوئی، آپ نمونۂ سلف حضرت حافظ عبد الستار صاحب نانکوی نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ ومجاز حضرت

شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ) کے جانشین ہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق پہلے سے نانکہ سے رہا، دارالعلوم محمدیہ کے لئے حضرت علیہ الرحمہ سے دعا بھی کرائی، لیکن زیادہ فیضیاب نہ ہوسکے، لیکن آپ علیہ الرحمہ کا وہی فیضان صاحبزادۂ محترم حضرت حافظ جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔ حضرت حافظ جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی چند سال قبل بنگلور تشریف لائے، دارالعلوم محمدیہ کے مہمان خانہ میں قیام رہا، طلبہ سے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ میں خطاب فرمایا، تعلیمی وتربیتی معیار کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے صاحبزادے حضرت الحاج ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب ودیگر خدام بھی تھے۔ آپ کو رحیمی شفاخانہ پر مدعو کیا گیا، اس موقع پر مشاہیر علمائے کرام بھی اس مجلس میں موجود تھے، اسی دوران حافظ جمیل احمد صاحب مدظلہ نے حاضرین سے مخاطب ہوکر حبیب الامتؒ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ نے جن الفاظ میں مجھے اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ توکل علی اللہ آپ حضرات کی موجودگی میں حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کو اجازت وخلافت دے رہا ہوں۔ آپؒ اس کے اہل ہیں، میرے دل میں آیا کہ آپؒ اکابر علماء کے منظورِ نظر اور صحبت یافتہ ہیں اس لئے حبیب الامت کو یہ نعمت ملنی چاہئے، بس دل میں آیا تو میں نے حکیم صاحب کو مجاز بنادیا۔ پھر دعائے خیر فرمائی۔

چاروں سلسلوں سے بیعت وتلقین کی اجازت

یہ اللہ تعالیٰ کی دین اور اکابر علمائے کرام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ ان چاروں سلسلوں چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی، باوجود اس کے آپؒ کا خیال اور تصور یہی تھا کہ میں اس لائق کہاں؟ بس خوش گمانی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان اکابر کی جوتیوں کا صدقہ، ان کا اعتماد اور بھروسہ ہے، بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے حسنِ ظن کو پایۂ تکمیل بخشے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

✧✧✧

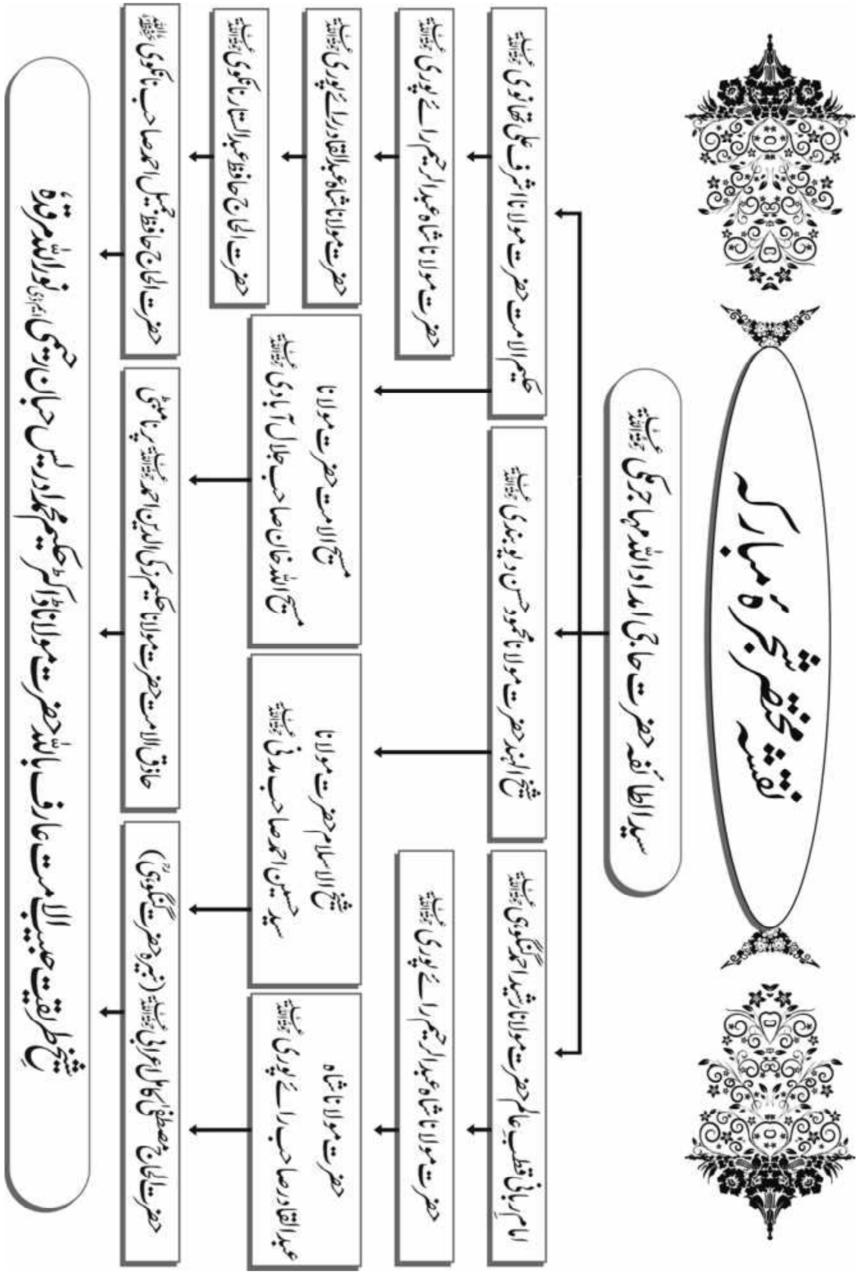

حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر بات بسر وچشم

اہل وعیال آبائی وطن میں

بابری مسجد قضیہ کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خسر محترم حضرت منشی محمد شفیع صاحبؒ کے مشورہ سے بنگلور کا مکان فروخت کر کے حاصل شدہ رقم سے جانسٹھ ضلع مظفر نگر (یوپی) میں ایک مکان خرید لیا اور جملہ اہل وعیال کو وہاں منتقل فرما دیا، خود دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں قیام فرما رہے۔ آپؒ کا ارادہ تھا کہ بنگلور کا مدرسہ ومسجد اور اسکول مقامی علمائے کرام کے سپرد کر کے مستقل طور پر اپنے آبائی وطن منتقل ہو جائیں۔

مدرسہ عربیہ الحسنات الباقیات کی ابتدا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کا مزاج بھی تعلیم وتعلم کا ہی تھا اور مدرسہ اور اسکول سے ایک لگاؤ پیدا ہو گیا تھا، لہٰذا جانسٹھ پہنچنے کے بعد بھی اہلیہ صاحبہ نے محلّہ کی کچھ لڑکیوں کو قرآن کریم، دینیات وضروری مسائل کی تعلیم دینا شروع کر دی۔ تعلیمی معیار اور تجوید کے ساتھ پڑھانے پر بچیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ اہلیہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کے بعد باقاعدہ ایک صباحی ومسائی مکتب قائم کر لیا، اہلیہ محترمہ اور حبیب الامتؒ کی صاحبزادیاں خلوص وللّٰہیت کے ساتھ قرآن ودینیات اور دیگر ضروری تعلیم وتربیت کرتی رہیں۔ دو سال کے قلیل عرصہ میں بچیوں کی تعداد ساڑھے تین سو سے زائد ہو گئی۔ بچیوں کی تعلیم کے ساتھ تربیت بھی کی گئی تو علاقے میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی، اکابر علمائے کرام اس کے معائنہ کے لئے تشریف لائے، سبھی نے تعلیم وتربیت کے اونچے معیار کو سراہا اور کہا کہ واقعی بچیوں کی تعلیم کے لئے اس طرح کے ادارے نہ صرف جانسٹھ بلکہ ہندوستان کے ہر علاقے میں قائم ہونے چاہئیں۔

مدرسہ عربیہ الحسنات الباقیات کا باضابطہ قیام

بچیوں کی تعداد چونکہ زیادہ ہو گئی تھی اور گھر کے نیچے اور اوپر کے حصے میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ انہیں گھر میں رکھ کر تعلیم دی جا سکے، اس لئے اہلیہ صاحبہ کو فکر لائق تھی کہ الگ سے باقاعدہ زمین خرید کر ایک مدرسہ قائم کر لیا جائے۔

ادھر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حاذق الامت حضرت مولانا شاہ حکیم زکی الدین احمد صاحب پرنامبٹی نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت رحمۃ اللہ علیہ) سے ہو چکا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی دعا کی درخواست کی گئی کہ مدرسہ کے لئے کوئی قطعۂ اراضی خرید لی جائے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے یہ دعا یوں قبول فرمائی کہ جانسٹھ میں سادات کی حویلی کا ایک ٹوٹا ہوا حصہ جو ایک بگھہ پر مشتمل تھا خرید لیا گیا۔ چند ماہ بعد اس کی صفائی کا کام شروع کیا گیا تو اس میں سے اتنی مقدار میں پرانی اینٹیں نکل آئیں کہ تین درسگاہیں انہیں اینٹوں سے تعمیر کر لی گئیں، سامنے برآمدہ کے لئے تھوڑی سی اینٹیں خریدی گئیں اور یوں تھوڑی سی جدوجہد کے بعد مدرسہ کی عمارت تیار ہو گئی۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلسل ہر ہر عمل میں اپنی اہلیہ اور صاحبزادہ حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کی رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ خسر محترم منشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، ڈاکٹر خالد صاحب مرحوم سابق چیئرمین جانسٹھ، حافظ نواب الدین صاحب، جناب نسیم پاشا صاحب، حاجی سعید الدین صاحب انصاری، جناب رئیس اعظم عرف پٹواری صاحب، شاعر اسلام الحاج محمد اسلام صاحب اور حافظ عبد الخالق صاحب ودیگر بہت سے اہلیانِ قصبہ اور علمائے کرام کی موجودگی میں ''الحسنات الباقیات'' کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور انہیں حضرات کے ہاتھوں ادارہ کا افتتاح عمل میں لایا گیا۔ اس طرح مدرسہ گھر سے الگ منتقل کر دیا گیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑی خدمت انجام دی گئی، کئی سو بچیوں نے قرآنِ مجید مع تجوید پڑھا اور تربیت کے ساتھ دیگر ضروری مسائل وغیرہ سیکھے۔ یہ سب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اہلیہ واہل خانہ کی جدوجہد اور دین سے لگاؤ، معاشرہ کا درد رکھنے کی بدولت ہوا، اللہ تعالیٰ حبیب الامتؒ وجملہ کارکنان کو اجر عظیم عطا فرمائے، آمین!

حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کا قیامِ بنگلور پر زور

حضرت حبیب الامتؒ نے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت میں جنوب سے شمال منتقل ہو رہا ہوں، اسی غرض سے سات سال قبل فیملی کو وہاں منتقل کر دیا اور مدرسہ الحسنات الباقیات کی بنیاد ڈالی، ایسے میں میری خواہش ہے کہ بنگلور کو خیر باد کہہ کر اپنے وطن لوٹ جاؤں، وہاں اہلیہ وبچیاں الحسنات کی تعمیر وترقی میں مصروف ہیں لہٰذا میں بھی اس تعلیمی سفر میں ان کا ہاتھ بٹاؤں۔ لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، جب یہ معاملہ حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے پیش کیا گیا اور آپؒ کو معلوم ہوا کہ حبیب الامت بنگلور کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں تو حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”نہیں نہیں ابھی وقت نہیں آیا، آپ اپنی جگہ پر جمے رہیں اور یہی کام انجام دیتے رہیں، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی فیملی کو بھی یہیں بلالیں، تاکہ دلجمعی کے ساتھ بنگلور میں وقت گزرے“۔ بہرحال! حضرت حاذق الامتؒ کے حکم سے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا واپسی کا ارادہ یکسر بدلنا پڑا، اس کے لئے کافی ذہنی تکالیف اور زحمتوں کا سامنا ہوا، کیوں کہ بنگلور میں رہنے کے لئے کوئی ذاتی مکان نہ تھا اور کرائے پر مکان لے کر رہنا آپؒ کے مزاج میں نہ تھا، ویسے بھی جانسٹھ میں مستقل قیام کا ارادہ ہو چکا تھا، گھر کے ہر فرد کا ذہن بن چکا تھا کہ ہمیں جانسٹھ میں ہی رہنا ہے۔ ایسے میں رہائش کے لئے جملہ انتظامات بھی مکمل کر لئے گئے تھے اور خود حبیب الامتؒ بھی ذہن بنا چکے تھے، اب انتظار تھا کہ کب جانسٹھ پہنچیں اور اپنا تعلیمی زندگی کا نیا سفر شروع کریں۔ لیکن حضرت حاذق الامتؒ نے بنگلور چھوڑنے اور یہاں سے واپس ہونے سے منع فرمادیا تو حبیب الامتؒ نے بنگلور کو ہی قیام گاہ بنالیا۔ ادھر حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے حبیب الامتؒ کی قربت اور نزدیکیاں بڑھتی رہیں چنانچہ مہینے میں ایک سفر بنگلور سے پرنامبٹ کا ضرور فرماتے اور حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں اصلاح کے لئے برابر حاضر ہوتے رہے۔

دارالعلوم محمدیہ کا پانچواں اجلاسِ دستار بندی

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں آچکا ہے کہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور کے پہلے سرپرست حضرت مولانا سید عبدالقادر صاحب آزاد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ خطیب وامام بادشاہی مسجد لاہور تھے، دوسرے سرپرست

فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ تھے، چونکہ مولانا عبدالقادر آزاد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا اس لئے فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کو سرپرستِ مدرسہ مقرر کیا گیا۔

چنانچہ پانچواں اجلاسِ دستار بندی حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی اور آپ کی صدارت میں منعقد ہوا، شہر بنگلور سے حضرت مولانا اکبر شریف ندوی صاحب شیخ الحدیث مدرسہ شاہ ولی اللہ ٹیانری روڈ اور دیوبند سے حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی ندوی نائب مہتمم واستاذِ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند کو مدعو کیا گیا۔ طلبا کا علمی مظاہرہ ہوا، مقامی علمائے کرام، شرکا و مدعوئین عظام کے بیانات ہوئے، ستائس طلبا کی دستار بندی حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے فرمائی اور سند فراغت دی، آپ علیہ الرحمہ کی دعا پر جلسہ اختتام پزیر ہوا۔ دو ہزار سے زائد افراد نے جلسہ میں شرکت کی، اس طرح حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور دارالعلوم محمدیہ سے ایک اور مضبوط رشتہ قائم ہو گیا۔

جمعیۃ علماء کرناٹک کی صدارت سے علیحدگی

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی جمعیۃ علماء کی سرگرمیوں میں کافی قربتیں تھیں۔ جمعیۃ کے خاص و عام پروگراموں میں آپؒ کی مسلسل شرکت رہا کرتی، چونکہ جمعیۃ علماء ہند کرناٹک کے نائب صدر بنا دیے گئے تھے اور مرکز جمعیۃ علماء میں جو تعلیمی بورڈ تھا اس میں کرناٹک کے چار افراد کی نمائندگی میں ایک آپؒ کا بھی نام شامل تھا۔ لہٰذا جمعیۃ کی تمام سرگرمیوں میں حبیب الامتؒ کی حصہ داری رہی، لیکن حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کے بعد اس میں خاصی کمی آگئی۔ ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں بھی ایک زمانہ میں صوبہ تمل ناڈو کی جمعیۃ علماء کا صدر رہا ہوں، یہ کام بہت اچھا ہے، ملک وقوم کی خدمت ہوتی ہے، لیکن یہ عہدے اور ذمہ داریاں نفس کو موٹا کرتی ہیں“۔ پھر حضرت حبیب الامتؒ کو حکم فرمایا کہ ”جہاں جہاں بھی آپ اس طرح کے عہدوں پر فائز ہیں ان تمام سے کنارہ کش ہو جائیں اور دینی وملی اور مدرسہ کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں، باقی اپنے روزگار یعنی دواخانہ کو وسعت دیں۔ خانقاہی نظام کو بڑھائیں، عوامی تحریک اور جلسہ جلوس سے اجتناب

برتیں، دارالعلوم محمدیہ میں اکابرین کے طریقہ پر خانقاہی ماحول پیدا کریں۔'' الغرض حبیب الامتؒ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس حکم سے جمعیۃ علماء ہند میں نوسالہ صدارت کے بعد اور دیگر اسی طرح کی قومی وملی تحریکات سے یکسوئی اختیار فرمالی اور دارالعلوم محمدیہ کی تعلیم وتعلم کی جانب بھرپور توجہ فرمائی۔

تصنیف وتالیف کا آغاز

اسی دوران پہلی مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ تصانیف وتالیفات کا کام بھی انجام دینا چاہئے۔ یہ بھی ایک خاموش خدمت ہے۔ چنانچہ آپ نے اولاً ایک ایسے مشکل عنوان پر کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا جس پر بہت کم مصنفین نے قلم اُٹھایا ہے اور وہ ہے ''خوابوں کی تعبیر''۔ حبیب الامت نے پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' مرتب فرمائی، جس پر اکابر وممتاز علمائے کرام نے اپنی تقاریظ لکھیں۔ آپؒ نے مسودہ سب سے پہلے حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں پیش فرمایا جسے حضرت علیہ الرحمہ نے نہایت پسند فرمایا اور دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ اور یوں پہلی تالیف ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' شائع ہوکر منظر عام پر آگئی۔ آج آپؒ کی یہ کتاب عموماً ہر عالم دین کے کتب خانہ کی زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

سیما پبلک اسکول دارالعلوم محمدیہ کو دے دیا گیا

چونکہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ صاحبہ کے صرفۂ خاص سے سیما پبلک اسکول قائم کیا گیا تھا، بحمد اللہ تعالیٰ اس میں تین سو سے زائد بچے اور بچیاں زیر تعلیم تھے اور اہل محلّہ کو اس سے خصوصی تعلیمی فائدہ پہنچ رہا تھا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دارالعلوم محمدیہ کی ملکیت میں دے دیا تاکہ دارالعلوم محمدیہ کا ٹرسٹ ہی اسے چلالے۔

غرض محمدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کی ایک میٹنگ میں آپؒ نے یہ بات تمام ممبران کے سامنے رکھی اور فرمایا کہ اسکول کو آپ حضرات اپنی زیرنگرانی لے لیں۔ چنانچہ اس بات کو منظور کرلیا گیا اور اسکول کے لئے جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے عقب میں جو جگہ خالی پڑی ہوئی تھی اس میں کچھ کمرے تعمیر کئے

گئے نیز دارالعلوم محمدیہ کی عمارت کے ایک حصہ میں بھی اسکول کو جگہ دی گئی۔ محترمہ ساجدہ بیگم صاحبہ کو ان کے گزشتہ عہدہ ''ہیڈمس'' کے طور پر بحال رکھا گیا، البتہ اسکول کو ترقی دینے کے لئے خصوصی طور پر عالی جناب انور سادات صاحب مرحوم سکریٹری محمدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کو خصوصی انچارج بنایا گیا۔ انہوں نے اسکول کی بقا اور ترقی کے لئے بے پناہ محنت کی، ابتدا سے لے کر پانچویں کلاس تک چار سو سے زائد طلبا وطالبات تعلیم حاصل کرنے لگے۔

غیرشرعی عمل پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سخت رویہ

بچوں کو عصری علوم کے ساتھ اسلامی ثقافت وتہذیب سے بھی آراستہ کیا جاتا، اسکول کے فنکشن اور پروگراموں میں بھی یہ کوشش کی جاتی کہ غیرشرعی وغیر اسلامی امور اور پروگراموں سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے، ایک مرتبہ اسکول کا پروگرام جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے سامنے اسٹیج لگا کر منعقد کیا گیا۔ بچوں کے پروگرام، علمی مظاہرے، مکالمے اور تقاریر وغیرہ بڑی پسندیدگی سے سنے گئے، ہزاروں کی تعداد میں سامعین موجود تھے، جلسہ کا آخری حصہ اختتام پزیر تھا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے اٹھ کر چلے آئے کہ اب تو جلسہ ختم ہی ہونے والا ہے۔ لیکن سوئے اتفاق کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ اسٹیج پر بچیاں ڈانس کررہی ہیں، اگرچہ وہ باقاعدہ ڈانس نہ تھا مگر اس میں ڈانس کی شکل وصورت کہیں کہیں نظر آرہی تھی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کے ایک استاذ سے فرمایا کہ جو کرنٹ جلسہ گاہ میں مدرسہ سے دیا گیا ہے اس کی وائر نکال دیں۔

وائر نکلتے ہی مائک خاموش ہوگیا، جناب انور سادات صاحب اندر آئے اور کہنے لگے کہ یہ وائر کس نے نکالی ہے؟ حبیب الامتؒ نے فرمایا کہ ''یہ وائر میں نے نکلوائی ہے کیوں کہ ہمارے اپنے اسکول میں کوئی بھی پروگرام غیرشرعی نہیں ہوسکتا''۔ آپؒ نے انور سادات صاحب سے مزید فرمایا کہ ''سکریٹری صاحب! آپ اچھی طرح سن لیں کہ میرا اور آپ کا تعلق محض اللہ کے لئے ہے، آپ اگر اس طرح کا کام کریں گے تو میں آپ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔'' یہ بات نہایت قابل تعریف ہے کہ مرحوم انور سادات صاحب نے برجستہ معذرت خواہی کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ آئندہ اس طرح کا کوئی بھی عمل ان شاء اللہ تعالیٰ اسکول میں نہ ہوگا۔

صاحبزادی کا نکاحِ مسنونہ

ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بنگلور سے جانسٹھ تشریف لے گئے تو خسر محترم حضرت منشی محمد شفیع صاحبؒ نے آپؒ سے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ تم اپنی بڑی بچی کو منشی محمد عالم صاحب کے صاحبزادے قاری محمد افضل ممتاز رحیمی سے منسوب کردو۔ چنانچہ چرتھاول والد گرامی اور والدہ صاحبہ سے بھی رائے لی گئی تو انہوں نے بھی اثبات میں جواب دیا اور فرمایا کہ بہتر ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے زبانی طور پر رشتہ کردیا، لیکن خسر صاحب نے فرمایا کہ صرف رشتہ نہیں بلکہ ابھی نکاح کی تاریخ متعین کرلیں۔ ان کے ارشاد پر صرف بارہ دن بعد مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۹۸ء کو نکاح کی تاریخ متعین کردی گئی۔ گھر کے اوپر کا حصہ جو تمام کا تمام خالی تھا پر شامیانے کا انتظام کیا گیا، دولہے کے ساتھ نکاح کے لئے پچیس افراد آئے، قصبہ جانسٹھ سے بھی تقریباً ڈھائی سو افراد کی ضیافت کی گئی، اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ سادگی کے ساتھ نکاح ہوگیا اور بعد نمازِ ظہر رخصتی کردی گئی۔

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تحفہ

نکاح سے ایک روز قبل حضرت حاذق الامتؒ کا بھیجا ہوا منی آڈر جانسٹھ کے پتہ پر موصول ہوا، جس میں حضرت علیہ الرحمہ نے پانچ سو روپے بطورِ تحفہ ارسال فرمائے تھے اور اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا تھا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علیہ الرحمہ کو فون کیا کہ حضرت! آپ سے دین و ایمان کی دولتیں نصیب ہوتی ہیں، لیکن آپ نے اس ناچیز پر مہربانی فرمائی کہ دنیا بھی عطا فرمادی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسے نہیں بلکہ تبرک ہیں۔ تو حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر خوب دعائیں دیں اور ارشاد فرمایا کہ اسے آپ نکاح میں خرچ کرلیں۔

صاحبزادۂ محترم کی دارالعلوم دیوبند سے فراغت

اسی سال نکاح کے چند ماہ بعد آپؒ کے صاحبزادہ مکرم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد گھر آگئے، چونکہ ابھی تک مدرسہ الحسنات الباقیات چل رہا تھا

اس لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اس کی خدمت میں مصروف ہوگئے، باہری امور آپ کے سپرد کردئے گئے اور اندرونی انتظامات کی سرپرستی اہلیہ محترمہ کے حوالہ کردی گئی، پہلے سے تعلیمی انتظام بڑی صاحبزادی کے سپرد تھا، جس کی وجہ سے انہیں صدر معلّمہ کے عہدے پر برقرار رکھا گیا، ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ کے باہری امور سنبھالنے سے مدرسہ کا تعارف دور دور تک ہوگیا، لوگ اپنے رشتہ داروں کی بچیاں اپنے گھروں میں رکھ کر مدرسہ میں داخلہ کراتے، اس دوران بچیوں کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی، یہ سب انتظامی اور تعلیمی معیار کی بدولت تھا، جس میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل رہنمائی حاصل تھی۔

✧✧✧

شیخ سے محبت والفت کی عظیم مثال

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت حاذق الامتؒ سے والہانہ لگاؤ

حضرت حبیب الامتؒ کی پرنامبٹ حاضری ہوتی رہی اور حضرت حاذق الامت قدس سرہٗ بھی گاہے بگاہے بنگلور تشریف لاتے رہے، حبیب الامتؒ دارالعلوم محمدیہ میں مصروفِ خدمت رہے اور حضرت علیہ الرحمہ سے مسلسل رابطہ رہا اور اصلاحی تعلق بڑھتا رہا، ہر پندرہ بیس دنوں میں حاضری ضرور ہوتی، جس دن پرنامبٹ کا سفر ہوتا اس دن حضرت حاذق الامتؒ سراپا انتظار ہوتے، اگر تھوڑی بھی دیر ہوجاتی تو بار بار فون کرتے، پہنچنے پر فرماتے کہ ''کیا بات مولانا! اتنی دیر سے آئے ہیں، خیریت تو ہے۔'' ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمہ بنگلور تشریف لائے تو رات میں رحیمی شفاخانہ کے اوپر مکان پر قیام فرمایا، حضرتؒ نے حبیب الامتؒ سے فرمایا کہ اپنے بچوں سے ملاقات کراؤ، چنانچہ سبھی بچوں کے سروں پر حضرت حاذق الامتؒ نے ہاتھ رکھ کر خوب دعاؤں سے نوازا۔

حضرت حاذق الامتؒ کی بے تکلفی اور آم سے رغبت

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی جب بھی حضرت حاذق الامت کے یہاں حاضری ہوتی تو کچھ نہ کچھ لے کر جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''حبان صاحب! آپ یہ نہ لایا کریں، تحفہ تحائف لینا میرا مزاج نہیں ہے''۔ لیکن حبیب الامتؒ نے اصرار فرمایا اور عرض کیا کہ ''حضرت! اگر آپ ہدیہ لانے سے منع فرمائیں گے تو گویا آپ پرنامبٹ آنے سے منع فرما رہے ہیں۔ میں کسی لالچ میں نہیں بلکہ للہ فی اللہ محض آپ کی محبت میں یہ حقیر نذرانہ اور مختصر سی اشیا لے کر حاضر ہوتا ہوں، ویسے بھی مجھ جیسا فقیر آپ جیسے بادشاہ کی کیا خدمت کرسکتا ہے، میں جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں وہ صرف اور صرف اظہارِ محبت کے لئے ہوتا ہے''۔ یہ سن کر حضرت علیہ

الرحمہ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''ٹھیک ہے آپ کے لئے اجازت ہے، آپ حسبِ منشا تحفہ تحائف لا سکتے ہیں''۔ چنانچہ حضرت حاذق الامتؒ کے یہاں حبیب الامتؒ کی زیادہ آمد و رفت اور مزاج شناسی کی وجہ سے ہلکی سی بے تکلفی بھی پیدا ہوگئی تھی، اس لئے حضرت علیہ الرحمہ سے کبھی کبھی دورانِ گفتگو پسندیدہ و ناپسندیدہ چیزوں کا اظہار بھی ہوجاتا، حضرتؒ کو بھی آپؒ سے ہدیہ لینے میں کچھ تکلف مانع نہ ہوتا تھا۔ حبیب الامتؒ کو معلوم ہوا کہ حضرت علیہ الرحمہ کو آم بہت پسند ہیں، لہٰذا آم کے موسم میں حضرتؒ کے لئے آم لے کر جاتے اور حضرتؒ بھی جب تک آم موجود ہوتے تو خوب نوش فرماتے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ دوسروں کو زیادہ کھلاتے اور خود کم کھاتے۔ آم کے دنوں میں اگر دسترخوان پر آم نہ موجود ہوتا تو صاحبزادگان کو سختی سے فرماتے ''آم کیوں نہیں لائے؟''

ایک مرتبہ آم کے موسم کے اختتام پر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بڑی جستجو اور تلاش کے بعد صرف ایک ٹوکری آم حاصل کرسکے جس میں دس پندرہ کلو آم تھے۔ آپؒ نے سوچا کہ اتنی سی چیز کیا لے کر جائیں؟ لہٰذا دس کلو انار بھی ان کے ساتھ لے لئے۔ حضرت علیہ الرحمہ نے ملاحظہ فرمائے اور شام میں فرمایا کہ ''مولانا! آپ آم بھی لائے ہیں اور انار بھی، اچھا ہوتا کہ انار کے بجائے آم ہی آم لے آتے''۔ حبیب الامتؒ نے عرض کیا کہ حضرت! بہت تلاش کیا مگر اتنے ہی مل سکے، آم کم ہونے کی وجہ سے میں انار لے آیا۔ بہرحال! حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کا برجستہ آم کی خواہش ظاہر کرنا یہ حد درجہ محبت و شفقت کی علامت تھی، ورنہ بڑے بڑے متمول لوگ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش ہوتے اور تحفہ پیش کرتے تو حضرتؒ صاف انکار فرما دیتے۔ یہ حضرتؒ کی حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پر بے انتہا کرم فرمائی اور شفقت تھی اور اسی شفقت میں بہت ساری باتیں اور تعلیمات بھی ارشاد فرما دیتے۔ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جو بھی ہدیہ آتا آپؒ اسے اسی وقت تقسیم فرما دیا کرتے۔

حضرت حاذق الامت اور حبیب الامتؒ کی غایت درجہ محبت والفت

ایک مرتبہ ٹمکور کے سفر پر تھے، راستے کے کناروں پر انتہائی نفیس گرے (کٹھل) پھنس بک رہے تھے۔ حبیب الامتؒ کو معلوم تھا کہ حضرتؒ کو پھنس بہت پسند ہیں، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا

معمول تھا کہ اپنی کار ازراہِ ادب حضرت حاذق الامت کی کار کے پیچھے رکھتے، چنانچہ آپؒ نے ڈرائیور سے فرمایا کہ حضرتؒ کی کار سے آگے تیزی کے ساتھ چلو، اور آگے جاکر جہاں پھنس بک رہے ہوں وہاں گاڑی روک دو! ڈرائیور نے تعمیل کی۔ حضرت والا نے دیکھا کہ خلافِ معمول مولانا حبان صاحب اپنی کار آگے لے گئے ہیں، لیکن جب آگے پہنچے تو دیکھا کہ حبیب الامتؒ کی کار رُکی ہوئی ہے اور آپؒ پھنس اور گرے خرید رہے ہیں۔

حضرتؒ نے ارشاد فرمایا ''مولانا حبان صاحب! ہمارے لئے بھی ایک پھنس خرید لیں۔'' تو آپؒ نے فرمایا کہ ''حضرت صرف اور صرف آپ ہی کے لئے پھنس لینے کے لئے آگے آیا ہوں۔ اس پر حضرتؒ نے بہت دعاؤں سے نوازا۔

حضرت علیہ الرحمہ کو تنفس کی شکایت تھی، اس لئے اہلِ خانہ کیلئے کھانے سے منع کرتے اور گھر میں حضرت کے سامنے کیلئے پیش نہ کئے جاتے۔ ایک بار بنگلور تشریف لائے تو حاذق الامت کے سامنے حبیب الامتؒ نے بڑے بڑے اور خوبصورت کیلئے پیش کئے، تو حضرتؒ نے خوب نوش فرمائے اور محبت سے فرمایا کہ جو بچیں وہ میرے ساتھ کار میں رکھ دینا...... اور ہنس کر یہ بھی فرمایا کہ ''ناصر کو یا کسی اور کو یہ ہرگز نہ بتانا کہ میں نے کیلئے کھائے ہیں''۔ یہ بات حضرت حاذق الامتؒ کی حد درجہ محبت وشفقت کی علامت تھی۔

ایک مرتبہ شیواجی نگر سے گزر رہے تھے تو برسات کے موسم کا مشہور پھل جامن ایک شخص فروخت کررہا تھا، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی بڑی اور کالی جامن دیکھی تو حضرت علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ حضرت بڑی اچھی جامن ہیں، آپ نوش فرمائیں! تو حضرتؒ نے ہنس کر ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھو مولانا حبان صاحب کس قدر خیال رکھتے ہیں۔ آپؒ نے جامن خرید کر حضرت والا کو پیش فرمائیں تو حضرتؒ نے دو چار کھا کر فرمایا کہ ان کو اہلِ خانہ کے لئے پرنامبٹ لے کر جائیں گے۔ یہ اگرچہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ جانتے تھے کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ آپ کی دل سے قدر فرماتے ہیں، لہٰذا اس طرح کی بے تکلفی اور محبت کا اظہار کرنے سے منع نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ بنگلور تشریف لائے، دارالعلوم محمدیہ میں قیام

فرمایا، شام میں مغرب کے بعد حضرت مدرسہ کے باہر راستے پر چہل قدمی فرمانے لگے تو دیکھا کہ ایک بکرا بندھا ہوا ہے۔ حضرتؒ نے ازراہِ مذاق فرمایا کہ ''مولانا حبان صاحب! کیا یہ ہمارے لئے ہے؟'' تو آپؒ نے فرمایا کہ جی حضرت یہ آپ کے لئے ہی ہے۔ تو حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس نے کیا غلطی کی ہے جو اسے ذبح کر رہے ہیں''۔

دوسرے دن ناشتہ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اور مریدین ومتوسلین، اساتذہ اور طلبا سبھی شریک تھے، حبیب الامتؒ نے بکرے کے سو پائے منگوا کر پکوائے اور ناشتہ میں حضرتؒ کے سامنے پیش کئے تو حضرتؒ نے فرمایا ''میں اگر یہ کھالوں گا تو دوسرے حضرات کیا کھائیں گے؟'' آپؒ نے فرمایا کہ ''حضرت سب کے لئے ہیں''۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ ''کتنے ہیں؟'' آپؒ نے فرمایا کہ ''سو ہیں''۔ تو حضرت علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''بہت اچھی بات ہے''۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ اتنے پیسے خرچ نہ کیا کریں اور سادگی اختیار کریں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی

ایک مرتبہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پرنامبٹ حاضر ہوئے، آپؒ کے ساتھ آٹھ افراد تھے، عالیجناب سید افضل صاحب، الحاج بابو بھائی اور دیگر مدرسہ کے کچھ اساتذہ کرام۔ دوپہر میں کھانے کا دسترخوان بچھا تو مچھلی کے بڑے بڑے کباب رکھے گئے، ایک ایک کباب ایک ایک پلیٹ میں آرہا تھا۔ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''مولانا! کھائیں میں نے تین دن سے یہ فرج میں رکھوائے ہوئے تھے کہ جب آپ آئیں گے تو بنائیں گے۔'' حضرتؒ بھی آپؒ سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے۔

سوئے اتفاق ایک بار حبیب الامتؒ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دس پندرہ دن فون نہ کرسکے تو حضرتؒ نے پرنامبٹ سے فون کیا کہ ''مولانا! کہاں ہیں؟ کچھ اتا پتا نہیں چل رہا ہے، ہم تو آپ کے منتظر ہیں''۔ آپؒ نے فرمایا ''حضرت! طبیعت علیل ہے، پیٹ کا نظام خراب ہے، جلاب لگے ہوئے ہیں''۔ حضرتؒ نے یہ سن کر فون رکھ دیا۔ تو حبیب الامتؒ کو بے قراری پیدا ہوگئی کہ حضرتؒ

نے مجھے یاد فرمایا ہے، لہٰذا مجھے پرنامبٹ حاضر ہونا چاہئے۔ چنانچہ فون کر کے اطلاع دی کہ حضرت میں کل صبح حاضر خدمت ہو رہا ہوں۔ تو حضرتؒ بہت خوش ہوئے۔

پرنامبٹ پہنچے تو دیکھا کہ حیدرآباد سے بھی کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں، ان سے بھی ملاقات ہوئی، حضرت علیہ الرحمہ نے حبیب الامتؒ سے طبیعت معلوم کی تو آپؒ نے فرمایا کہ معدے میں گرانی ہے اور ضعف ہے۔ حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دعائے صحت دی اور خاموش رہے۔ دوپہر میں جب کھانے کے لئے دسترخوان بچھا تو معلوم ہوا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب کے لئے چکن حلیم بنوایا ہے، سارے دسترخوان پر صرف حلیم ہی حلیم تھا۔ یہ دیکھ کر آپؒ نے عرض کیا کہ ''حضرت! آج غیر معمولی طور پر صرف حلیم ہی حلیم ہے؟'' تو حاذق الامت نے فرمایا: کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے، لہٰذا آج ہمارے گھر میں بھی تمام حضرات حلیم ہی کھائیں گے۔ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غایت درجہ محبت وشفقت تھی کہ حبیب الامتؒ کے لئے جو کھانا بنوایا وہ سبھی کے لئے تیار کرایا، یہ محض حبیب الامتؒ کی محبت والفت اور قربت کا نتیجہ تھا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ ''حضرت! بیمار تو مولانا حبان صاحب ہیں، آپ نے سب کو بیمار کا کھانا کھلا دیا؟'' تو حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''یہ محبت کا تقاضہ ہے''۔

ایک لطیفہ

ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مدراس جانا تھا، صاحبزادۂ حضرت حاذق الامتؒ حضرت الحاج ڈاکٹر رضی الدین صاحب مدظلہ العالی سے فون پر بات کی اور فرمایا کہ ہم لوگ مدراس آنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر پر ہی قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ حبیب الامتؒ اور دارالعلوم محمدیہ کے سکریٹری جناب سید افضل پاشا صاحب بعد مغرب مدراس پہنچے، ریلوے اسٹیشن سے باہر آ کر سیدھے ڈاکٹر رضی الدین احمد صاحب مدظلہ کے دولت خانے پر پہنچے تو یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ بھی دولت کدہ پر تشریف فرما ہیں۔ رات میں حبیب الامتؒ کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری رہی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پند و نصائح سننے کو ملے، بعد نمازِ عشا کھانے کے لئے دسترخوان بچھا تو ڈاکٹر رضی الدین صاحب نے

کھانے میں دیگر لوازمات کے ساتھ ''جھینگے'' کے کباب بھی بنوائے تھے، جن کے بارے میں حبیب الامتؒ کو علم نہ تھا کہ یہ جھینگے ہیں، حضرت علیہ الرحمہ نے آٹھ دس کباب آپؒ کی پلیٹ میں ڈال دیے، چونکہ حبیب الامتؒ کو ان کے کھانے کی نہ عادت تھی اور نہ مزاج تھا، اس لئے دل پر جبر کر کے ان کو اس لئے جلدی جلدی کھا گئے کہ حضرت والا کو اس بات کا احساس نہ ہو اور بعد میں بقیہ دسترخوان پر موجود جو پسندیدہ ہے اسے کھالیں، لیکن حاذق الامت نے جب دیکھا کہ آپؒ نے جلدی جلدی تمام کباب کھالئے ہیں تو حضرت علیہ الرحمہ نے یہ سمجھا کہ حبان صاحب کو یہ بہت پسند ہیں، لہٰذا حضرتؒ نے اور کئی کباب پلیٹ میں رکھ دیے۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت کہ لقمہ اندر کو لیں تو باہر کو نکلے۔ لیکن حضرت والا نے اپنے دستِ مبارک سے دیے تھے اس لئے مزاج کے خلاف ہونے کے باوجود بھی تمام کباب کھالئے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''کھانے کے کئی گھنٹے بعد تک ایسا محسوس ہوتا رہا کہ وہ جھینگے پیٹ میں چل پھر اور تیر رہے ہیں۔'' دوسری ملاقات میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کیفیت کا اظہار حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اور بتایا کہ ''حضرت! پہلی مرتبہ آپ کے دستِ مبارک سے جھینگے کھانے کا اتفاق ہوا ہے''۔ حضرت والا نے خوب تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ''اچھا اچھا چلئے آپ نے جھینگے تو کھائے''۔ رات میں جب آرام کرنے کا وقت ہوا تو حضرتؒ نے حبیب الامتؒ کے لئے وہ کمرہ مختص فرمایا جس میں حضرت والا خود آرام فرمایا کرتے تھے، گرمی شدید تھی اور اس کمرے میں اے سی کا انتظام تھا، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چند حضرت علیہ الرحمہ سے گزارش کی کہ حضرت والا آپ اس میں آرام فرمائیں کیوں کہ اس میں اے سی کا انتظام ہے، ہم دوسرے کمرے میں جہاں صرف پنکھا ہو سو جائیں گے۔ لیکن حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ''نہیں نہیں! آپ حضرات اسی کمرے میں سوئیں گے''۔ یہ واقعہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بے نفسی اور ایثار وقربانی کا مظہر ہے کہ خود گرمی کی حالت میں پنکھے کے نیچے سوئے اور آپ حضرات کو اے سی میں سلایا۔

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ صبح ناشتہ کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو لندن سفارت خانے جانا تھا تو حضرت علیہ الرحمہ سے حبیب الامتؒ نے عرض کیا ''حضرت! ہم لوگ سفارت خانہ جا رہے

ہیں''۔ اگرچہ حاذق الامت کو بھی اسی دن اپنی آنکھوں کا چیک اپ کرانے آئی ہسپتال جانا تھا۔ حضرتؒ نے دریافت فرمایا: کیسے جاؤ گے، سواری کا کیا انتظام ہے؟ تو عرض کیا کہ حضرت آٹو رکشہ لے لیں گے۔ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں آپ حضرات میری کار سے سفارت خانے جائیں۔ چونکہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم تھا کہ حضرتؒ کو بھی علاج کے لئے جانا ہے تو آپؒ نے معذرت خواہی کی تو حضرت والا نے حکماً فرمایا: نہیں! آپ کار سے ہی جائیں گے۔ چنانچہ ڈرائیور کو بلایا اور تمل میں اسے کچھ ہدایت فرمائی۔ حبیب الامتؒ کیوں کہ تمل نہیں جانتے تھے اس لئے معلوم نہ ہوسکا کہ حضرت نے کیا فرمایا ہے؟ حبیب الامتؒ کار میں سوار ہوئے تو ڈرائیور سے فرمایا کہ گاڑی میں پٹرول ڈلوالیں! تو ڈرائیور نے اشارۃً بتایا کہ گاڑی میں پٹرول ڈال کر ہی حضرتؒ نے مجھے آپ کے ہمراہ بھیجا ہے۔ جب آپؒ سفارت خانہ پہنچ گئے تو ڈرائیور سے فرمایا کہ آپ واپس چلے جائیں، ہمیں یہاں زیادہ وقت لگ جائے گا اور شام ہوجائے گی۔ لیکن ڈرائیور نے کہا کہ آپ اپنا کام پورا فرمالیں، مجھے حضرت علیہ الرحمہ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ حضرات کو لے کر ہی گھر واپس پہنچوں، اس لئے میں آپ کا انتظار کروں گا۔ چنانچہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے کام سے فارغ ہوکر حضرت والا کی گاڑی سے گھر واپس ہوئے تو حضرت علیہ الرحمہ سراپا منتظر تھے، چار بج چکے تھے لیکن حضرت نے دوپہر کا کھانا ابھی تک تناول نہیں فرمایا تھا۔ حبیب الامت کو دیکھتے ہی حضرتؒ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور آپؒ کو حضرت علیہ الرحمہ کے ہمراہ کھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اپنے آپ میں بہت زیادہ شرمندگی ہوئی، حضرت والا کی عنایات و مہربانی کا ہمارے پاس کیا بدل ہوسکتا تھا کہ حضرتؒ نے اس پیرانہ سالی میں کھانے کا وقت ہونے کے باوجود دیر تک ہمارا انتظار فرمایا، اللہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت کی عظیم مثال

ایک مرتبہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ مڑیوال بنگلور عیادت کے لئے تشریف لائے، حضرتؒ کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا غلام الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ محمودیہ کورٹ گرہ ٹمکور کے پتے کا آپریشن

ہوا تھا، ایسے میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بھی مڑیوال پہنچ گئے، لیکن حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ ابھی تک نہیں پہونچے تھے، کچھ دیر بعد حضرت تشریف لے آئے اور سیدھے ہسپتال پہنچے، مولانا سے ملاقات کی اور انہیں تسلی دی، مزید دیگر حضرات بھی حضرت علیہ الرحمہ کے ہمراہ تھے، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد حضرت نے تمام ساتھیوں سے فرمایا کہ آپ لوگ باہر چلیں۔ چنانچہ تمام حضرات باہر نکلنے لگے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جانے والوں میں سب سے پیچھے رہا، حبیب الامتؒ نے دیکھا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شیروانی کے اندر سے ایک نوٹوں کی گڈی نکالی۔ یہ تو آپؒ کو معلوم نہ تھا کہ وہ کتنے تھے، لیکن اتنا اندازہ ہوا کہ وہ تقریباً پانچ ہزار روپے ضرور ہوں گے۔ حضرتؒ نے انہیں جلدی سے دیے اور واپس لوٹ گئے۔ یہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مریدین اور خلفا پر شفقت کی ایک عظیم مثال ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ پیر اپنے مریدین اور عقیدت مندوں سے لیتے ہیں، مگر یہاں معاملہ ہی بالکل برعکس تھا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ لینے کے بجائے دیتے تھے۔ اور یہی صفاتِ حمیدہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ میں بھی تھیں۔ جیسے شیخ ویسے مرید والی بات حبیب الامتؒ اور آپ کے شیخ حضرت حاذق الامتؒ پر صادق آتی ہے۔

شمع تو آگے ہی رہا کرتی ہے

جب حاذق الامتؒ باہر تشریف لے آئے تو حبیب الامتؒ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ بنگلور تشریف لائے ہیں تو تھوڑی دیر کے لئے اس فقیر کے غریب خانہ پر بھی تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضرت علیہ الرحمہ نے قبول فرمالیا اور آپؒ کو حکم فرمایا کہ تم ڈرائیور کے برابر میں آگے والی سیٹ پر بیٹھو۔ آپؒ نے معذرت کی تو حضرتؒ نے اصرار فرمایا۔ لہٰذا آپؒ حضرت کا حکم سمجھ کر آگے سیٹ پر بیٹھ گئے، گاڑی اسٹارٹ ہوکر چل پڑی، تھوڑی دور جانے کے بعد حبیب الامتؒ نے عرض کیا کہ ''حضرت! گستاخی معاف! الامر فوق الادب کے بمصداق یہ گستاخ آگے بیٹھ گیا، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ شمع آگے ہی رہا کرتی ہے، اس لئے آپ آگے تشریف لے آئیں اور میں پیچھے بیٹھ جاؤں گا۔ حضرت والا نے گاڑی رکوائی اور آگے تشریف فرما ہوئے۔ حضرتؒ نے اس کو نہایت پسند فرمایا اور

بہت دعائیں دی۔اول یہ کہ آگے بیٹھ کر حکم کی تعمیل کردی اور پھر یہ کہہ کر کہ شمع تو آگے ہی رہا کرتی ہے حضرت والا کے ادب اور مقام کو بھی واضح کردیا۔

آپ بھی خوشبو سونگھ کر آجاتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے پرنامبٹ فون کیا تو حضرتؒ کے صاحبزادۂ مکرم ناصر الامت حضرت الحاج ڈاکٹر حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ نے فون اٹھایا، آپؒ نے خیر وعافیت معلوم کی اور عرض کیا کہ حضرت والا سے بھی بات کرادیں! تو ناصر الامت نے فرمایا کہ آج حضرت کسی مریض کو دیکھنے کے لئے بنگلور لکسندرا کے علاقے میں تشریف لے گئے ہیں۔حبیب الامتؒ نے عرض کیا کہ مجھے تو حضرت کے آنے کی اطلاع نہیں ملی ہے۔ناصر الامت نے ہنس کر فرمایا کہ حضرت والا نے آج خود ہی تبسم کے ساتھ ارشاد فرمایا تھا کہ حبان صاحب کو اطلاع نہ کریں کہ میں بنگلور آرہا ہوں، کیوں کہ وہ اپنا سب کام اور مصروفیت چھوڑ کر ملاقات کو آجائیں گے، اور ویسے بھی مجھے جلد ہی پرنامبٹ واپس آنا ہے۔حبیب الامتؒ نے عرض کیا کہ حضرت والا بنگلور تشریف لائیں اور میں حاضرِ خدمت نہ ہوسکوں یہ ممکن نہیں۔ لہٰذا اصرار کرکے ناصر الامت سے لکسندرا کے جس مکان پر آپ تشریف لارہے تھے ان کا فون نمبر حاصل کرلیا اور سیدھے آٹو رکشہ کے ذریعہ حضرت علیہ الرحمہ کے پاس پہنچ گئے، حضرت والا سے ملاقات ہوئی تو حضرتؒ نے فرمایا: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں بنگلور آیا ہوں؟ حبیب الامتؒ نے فرمایا کہ میں نے حسنِ اتفاق پرنامبٹ فون کیا تو آپ کی آمد کی اطلاع ہوگئی۔حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ بھی خوشبو سونگھ کر آجاتے ہیں۔

ظہرانہ کا انتظام انہیں کے یہاں تھا، وہاں سے فارغ ہوکر جب واپس ہوئے تو آپؒ نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی تشریف آوری بنگلور ہو اور ہم اس سے محروم رہیں؟ تو حضرتؒ نے فرمایا کہ نہیں نہیں چلو آپ کے یہاں بھی چلتے ہیں۔

چنانچہ حضرت تشریف لائے، حسنِ اتفاق اس وقت دار العلوم محمدیہ کا تعلیمی سال شروع ہورہا تھا، حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی گئی تو حضرتؒ نے رحیمی شفاخانہ والے مکان کے ہال

میں عربی درجات کے طلبا کو درسی کتابوں کا سبق شروع فرمایا اور دعائے خیر فرمائی، چونکہ کھانے کا وقت نہ تھا اور حضرت والا کو جلدی تھی اس لئے چائے اور کچھ مٹھائی وغیرہ نوش فرمائی اور دعائیں دیتے ہوئے پرنامبٹ واپس تشریف لے گئے۔

حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب الامت کو سفرِ دہلی سے بے خبر رکھا

ایک مرتبہ اطبا کی کانفرنس میں شرکت کے لئے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے جارہے تھے، حضرتؒ کو بنگلور ریلوے اسٹیشن سے سوار ہونا تھا، ایسے میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو عین وقت اطلاع ملی کہ حضرت علیہ الرحمہ بنگلور تشریف لائے ہوئے ہیں اور ریلوے اسٹیشن پر ہیں۔آپؒ عجلت میں دوڑے دوڑے ریلوے اسٹیشن پہونچے، راجدھانی ایکسپریس کی فرسٹ کلاس سے حضرت سفر فرمارہے تھے، گاڑی چلنے کے لئے تیار تھی، آپؒ نے اندر جاکر حضرتؒ سے ملاقات فرمائی اور عرض کیا ''حضرت! اگر پہلے سے مجھے اطلاع ہوتی تو میں بھی آپ کے ہمراہ دہلی جانے کے لئے ٹکٹ بنوالیتا''۔حضرتؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ ''مجھے علم تھا کہ اگر میں نے پہلے ہی آپ کو بتادیا تو آپ میرے ہمراہ ضرور چلیں گے، اسی لئے میں نے گھر میں اور خاص کر ناصر کو ہدایت کردی تھی کہ مولانا حبان صاحب کو ہرگز اطلاع نہ دی جائے''۔ چنانچہ آپؒ حضرت حاذق الامتؒ سے دعائیں لیتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔

✧✧✧

قیامِ رحیمی شفاخانہ پر حاذق الامتؒ کی دعا

رحیمی شفاخانہ بنگلور کا افتتاح

جب رحیمی شفاخانہ بنگلور کے لئے عمارت خریدی گئی تو حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے درخواست کی کہ حضرت! رحیمی شفاخانہ کا شاندار طریقہ سے افتتاح کرنے کا ارادہ ہے، کچھ سیاسی وزرا اور وزیر صحت کو بھی بلانے کا ارادہ ہے۔ تو حضرتؒ نے فرمایا ''نہیں ابھی نہیں، جب میں کہوں گا اس وقت افتتاح کرنا''۔ حبیب الامتؒ نے یہ تصور کیا کہ حضرت والا شاید کوئی تاریخ دیں، لہٰذا اس وقت ہی افتتاح کرلیں گے۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ منتظر تھے کہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کب تاریخ دیں اور رحیمی شفاخانہ کا افتتاح عمل میں آئے۔

ایسے میں ایک دن حضرتؒ کا فون آیا کہ میں بنگلور پہنچ گیا ہوں اور تھوڑی دیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے شفاخانہ پر آجاؤں گا۔ عصر سے قبل غالباً چار بجے کا وقت تھا حضرت والا تشریف لے آئے، پانچ چھ افراد بھی ہمراہ تھے، مدرسہ کے اساتذۂ کرام کے علاوہ کچھ اور افراد بھی جمع ہوگئے۔ حبیب الامتؒ نے حضرت علیہ الرحمہ سے ملاقات کی، مصافحہ ہوا، حضرتؒ نے پورے دواخانہ کا معائنہ فرمایا۔ پھر مریضوں کی تشخیص کے لئے جو کمرہ متعین کیا گیا تھا اس کا بھی معائنہ فرمایا اور وہیں مسند پر تشریف فرما ہوگئے اور زور سے ارشاد فرمایا ''سب کو یہیں بلالو''۔ تمام حاضرین اندر آگئے، جنہیں جگہ ملی وہ بیٹھ گئے اور باقی وہیں کھڑے ہوگئے۔

حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دعا کرو! چنانچہ سب نے ہاتھ اُٹھالئے، حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی، کچھ جہری تھی اور کچھ سری۔ دعا کے اختتام پر تمام حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: ''بس یہ رحیمی شفاخانہ کا افتتاح ہے''۔

اس وقت حبیب الامتؒ کو خیال ہوا کہ حضرت علیہ الرحمہ نے کتنا بڑا کام کتنی آسانی اور سادگی کے ساتھ پورا فرمادیا۔ حضرتؒ نے اپنی حکمت عملی سے فضول اخراجات اور بے وجہ انتظامات سے بچا لیا۔ یہ سب حضرت والاؒ کی حد درجہ عنایات و مہربانی تھیں۔

جب رحیمی شفاخانہ بنگلور کی عمارت خریدی گئی تو حبیب الامتؒ نے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ''حضرت! اس عمارت کا رجسٹریشن ہوچکا ہے۔'' حضرتؒ نے خوب دعائیں دیں اور بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''مولانا! یہ آپ نے میرے لئے خریدی ہے''۔ پھر خود ہی دریافت فرمایا کہ میرے کہنے کا مطلب آپ سمجھے؟ آپؒ نے فرمایا ''جی ہاں! میں سمجھا ہوں''۔ تو فرمایا کہ کیا سمجھے؟ حبیب الامتؒ نے عرض کیا کہ ''حضرت! اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے لینے سے جتنی خوشی مجھے ہوئی ہے اس سے زیادہ خوشی و مسرت آپ کو ہوئی ہے''۔ حضرتؒ مسکرائے اور فرمایا کہ ہاں ہاں اس کا مطلب یہی ہے، آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ جب رحیمی شفاخانہ کے افتتاح کے بعد پرنامبٹ واپس تشریف لے گئے تو وہاں سے اپنے صاحبزادۂ محترم ناصر الامت حضرت الحاج ڈاکٹر ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ کو بنگلور بھیجا اور فرمایا کہ تم دیکھ کر آؤ کہ مولانا حبان نے کیسا مکان خریدا ہے۔ لہٰذا وہ بنگلور تشریف لائے اور عمارت کا اچھی طرح معائنہ کیا اور واپسی پر حضرتؒ کو اطلاع دی کہ ماشاء اللہ مکان بہت عمدہ ہے، عمارت بڑی اچھی بنائی گئی ہے، دواخانہ کے لحاظ سے بہت موزوں ہے۔ جب پہلی مرتبہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے رحیمی شفاخانہ کی عمارت کا معائنہ فرمایا تو حبیب الامتؒ سے ارشاد فرمایا کہ ''مولانا! ماشاء اللہ بہت اچھی عمارت ہے، آپ صفائی ستھرائی کا انتظام کریں، اور اپنی فیملی کو یہیں بلالیں تاکہ آپ کا دل بھی لگ جائے، کاروبار میں بھی دلجمعی پیدا ہو اور سکون کے ساتھ آپ اپنا کام کرسکیں۔

مخالفین کو حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

ایک دن کچھ افراد حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ ''حضرت! ''مولانا حکیم حبان صاحب ایک ماڈرن آدمی ہیں، نہایت ٹیپ ٹاپ سے رہتے ہیں، انہیں سر سے پیر تک

دیکھیں تو کوئی چیز ادھر سے ادھر نہیں ہوتی، کپڑوں میں کوئی شل نہیں ہوتا، ٹوپی پگڑی نہایت نفیس ہوتی ہے، علما حضرات اس ٹیپ ٹاپ سے نہیں رہتے جیسا کہ حبان صاحب رہتے ہیں''۔

حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: اس کے علاوہ کیا برائی ہے؟'' آنے والوں نے کہا کہ کچھ اور برائی تو نہیں ہے''۔ حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ نے نہایت سختی کے ساتھ ارشاد فرمایا: ''بس کرو! ہمارے سامنے غیبت مت کرو! قدیم زمانہ میں بڑے بڑے شیوخ اور اکابر ہوا کرتے تھے، ان کے شاگرد اور خلفا بھی اسی درجہ کے ہوا کرتے تھے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا بھی ان کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ہوئے۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلفا و مجازین اسی انداز کے ہوئے، وہ سب اونچے درجہ کے لوگ تھے، لہٰذا ان کے خلفا و شاگردان بھی اونچے درجہ کے ہی ہوا کرتے تھے اور میں جیسا ہوں ویسے ہی میرے خلفا بھی ہیں''۔ یہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی حد درجہ کسرِ نفسی تھی کہ آپؒ نے اپنے آپ کو انتہائی چھوٹا بنا کر پیش فرمایا اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و الفت کا اظہار بھی فرما دیا اور مخالفین کا منھ بھی بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ اور حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات میں اضافہ فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو تا قیامِ قیامت جاری و ساری رکھے، آمین!

رحیمی شفاخانہ سے پہلے عارضی مطب

رحیمی شفاخانہ کے افتتاح سے قبل باقاعدہ مطب نہیں تھا، بس حبیب الامتؒ اپنے ہی گھر میں دوائیں لاکر صاف کر کے کوٹ چھان کر مریضوں کو دے رہے تھے، بحمد اللہ حضرت حبیب الامتؒ کے دست مبارک میں بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی تھی۔ جب لوگوں کو فائدہ پہنچا تو بفضلِ تعالیٰ مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ اسی اثنا میں ایک مرتبہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی فیملی کو اپنے پاس بلا کر رکھیں اور اپنے کاروبار کو بھی وسعت دیں۔ چونکہ اس وقت فیملی جانسٹھ میں تھی تو حبیب الامتؒ نے دعا کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت! ذاتی کاروبار کی شروعات اور اہلِ خانہ کی موجودگی اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اپنا ذاتی مکان ہو، بظاہر اسباب تو نہ تھے۔ حضرت والا نے خصوصی دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا: میں ان شاء اللہ تعالیٰ دعا کروں گا، آپ نیت کر لیں!

رحیمی شفاخانہ کی عمارت

ابھی پندرہ دن ہی گزرے تھے کہ لائر پالیہ میں موجود صدیق نرسنگ ہوم کے فروخت کی اطلاع ملی، بے سروسامانی کے باوجود حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے توکل علی اللہ قدم بڑھا دیا اور عالیجناب الحاج سید افضل پاشا صاحب مرحوم، محترم قاری نثار احمد صاحب قاسمی اور عالیجناب الحاج عبد الرحمٰن صاحب عرف بابو بھائی کی موجودگی میں ڈاکٹر صدیق صاحب سے صدیق نرسنگ ہوم کا سودا کر لیا، جس کا ٹوکن ایڈوانس بھی الحاج سید افضل پاشا صاحب سے دس ہزار روپئے کی شکل میں لے کر دیا۔ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو آپ نے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چونکہ پندرہ لاکھ کی رقم اس وقت کے لحاظ سے بڑی خطیر رقم تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم اور حضرت علیہ الرحمہ کی برکت سے رجسٹریشن کا انتظام فرمایا۔ آگے چل کر یہی عمارت ''رحیمی شفاخانہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ ۲۰۰۰ء کی بات ہے۔

جانسٹھ سے دوبارہ اہلِ خانہ کی بنگلور آمد

رجسٹریشن کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام اہلِ خانہ کو پھر بنگلور بلا لیا۔ ظاہر ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ فیملی کو منتقل کرنا ایک نہایت دشوار عمل تھا، چونکہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا اور آپ کی دعا بھی تھی تو بحمد اللہ تعالیٰ تمام اہل خانہ پھر سے بنگلور آکر مقیم ہو گئے اور نئے سرے سے بنگلور کی مستقل رہائش اختیار کر لی۔

صاحبزادہ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی کا نکاح

اس مکان کی خریداری کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین و صاحبزادۂ محترم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی کا نکاح عمل میں آیا۔ محترم المقام عالی جناب الحاج مبین احمد صاحب انصاری مظفر نگر کی دخترِ ثانی سے رشتہ طے ہوا اور جلد ہی مورخہ ۱۳؍جنوری ۲۰۰۱ء کو تمام اہل خانہ کی موجودگی میں نہایت خوش اسلوبی سے عقد نکاح عمل میں آیا، اگلے دن انتہائی سادگی مگر سلیقہ کے ساتھ ولیمۂ مسنونہ کی دعوت رکھی گئی، تقریباً ایک ہزار افراد نے شرکت کی جن میں اکثریت علمائے

کرام وحفاظِ عظام کی رہی۔حبیب الامتؒ نے تمام مہمانانِ کرام کا ان کی شایانِ شان خیال فرمایا۔
حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور زوجین کو خاندان کی سبھی معزز وبزرگ شخصیات جن میں سرفہرست حضرت حبیب الامتؒ کے والد گرامی محترم المقام عالیجناب حضرت الحاج محمد عمران صاحب نوراللہ مرقدہٗ ، والدہ صاحبہ محترمہ، خسر مکرم منشی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہٗ، خوش دامن صاحبہ اور استاذ الاساتذہ حضرت اقدس منشی محمد عالم صاحب مدظلہ نے خوب خوب دعاؤں سے نوازا۔

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور بابرکت عمارت

جب رحیمی شفاخانہ کی عمارت میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اہلِ خانہ آکر مقیم ہوگئے تو اس درمیان کئی مرتبہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس گھر کو اپنے مبارک قدموں سے رونق بخشی، ایک رات حضرت علیہ الرحمہ نے اس کے ایک اوپری کمرے میں بھی قیام فرمایا۔جس رات حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے قیام فرمایا تو حبیب الامتؒ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے رات دو بجے بیدار کردیں۔حبیب الامتؒ ہمیشہ سے اکابر وعلما خصوصاً اپنے شیوخ کا حد درجہ اکرام اور ان کی خدمت کو سعادت تصور فرماتے، ظاہر سی بات ہے ایسے میں آپؒ کو نیند کہاں آتی، ساری رات جاگتے رہے کہ مبادہ حضرت علیہ الرحمہ کو اٹھانے میں تاخیر نہ ہوجائے۔ جب دو بجے تو آپؒ حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ حضرتؒ تشریف فرما ہیں۔حاذق الامت نے دیکھا تو فرمایا: مجھے وضو بنانا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کا پانی پیش کیا تو آپ نے وضو فرمایا اور برآمدہ میں نمازِ تہجد ادا فرمائی اور پھر بہت دیر تک خصوصی برکت کے لئے دعا فرماتے رہے۔

جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے: حضرت مخمر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے: ’’نحوست کچھ نہیں ہے اور برکت تین چیزوں میں ہوتی ہے،عورت، گھوڑے اور مکان میں‘‘۔رحیمی شفاخانہ بنگلور کی یہ عمارت حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بڑی بابرکت ثابت ہوئی، مریضوں کی مستقل آمد شروع ہوگئی، کثیر تعداد میں مریض آنے لگے اور ابھی بھی بحمد اللہ تعالیٰ آپ کا فیض جاری وساری ہے۔

ساؤتھ افریقہ کا طبی واصلاحی سفر

ساؤتھ افریقہ کا کامیاب سفر

۲۰۰۳ء کے آخر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تبلیغی وطبی سفرِ ساؤتھ افریقہ ایک ساتھ ہوا۔عالیجناب قاری عبدالرحمٰن محسن صاحب قاسمی مرحوم ہمراہی تھے، ساؤتھ افریقہ میں مستقل تین ماہ قیام رہا، وہاں ہزاروں مریضوں کی حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تشخیص فرمائی۔اکابر علمائے کرام اور بزرگانِ ساؤتھ افریقہ سے ملاقاتیں رہیں، آپؒ کے جن علمائے کرام وعمائدین ساؤتھ افریقہ سے نہایت قریبی تعلقات رہے ان میں عالیجناب حضرت مولانا شبیر احمد صاحب سلوجی مدظلہ جو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کے شاگردِ خاص وجمعیۃ علماء ساؤتھ افریقہ کے صدر اور ساؤتھ افریقہ کے عظیم الشان ادارہ دارالعلوم زکریا کے مہتمم بھی ہیں، آپ سے اکثر ملاقاتیں رہیں۔اسی طرح حضرت مولانا یحییٰ بام صاحب مدظلہ خلیفہ ومجاز حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ، حضرت مولانا ابراہیم بام صاحب مدظلہ، حضرت مولانا ایوب کاچوی صاحب، حضرت مولانا نذیر احمد جسات صاحب، حضرت مولانا محمد صابر صاحب چینل اسلام، حضرت مولانا مفتی محمد امجد صاحب قاسمی مہتمم العربیہ الاسلامیہ آزادوِ، حضرت مولانا محمد داؤد صاحب مدظلہ سکریٹری جمعیۃ علماء ساؤتھ افریقہ، حضرت مولانا محمد بشیر صاحب مفتاحی مدظلہ بے تال، حضرت مولانا اسمٰعیل سلیمان دریاوا صاحب انچارج ریوڈیو اسلام سے مستقل روابط رہے۔اس دوران ساؤتھ افریقہ کے ’’ریڈیو اسلام‘‘ پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل تقاریر نشر ہوئیں۔’’چینل اسلام‘‘ پر بھی مستقل طبی اور اصلاحی انٹرویوز نشر کئے گئے۔بہت ساری مساجد میں بھی اصلاحی بیانات کا طویل سلسلہ چلا۔برنگو اسپرائٹ، اسٹن برگ، جوہانسبرگ، پری ٹوریا اور لین ایشیا جیسے کئی شہروں میں خطابات ہوئے۔

اسی دورانِ سفر جمعیۃ علماء ساؤتھ افریقہ کی تصدیق پر مخصوص افراد نے جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی تعمیر جدید کے لئے عطیہ جات بھی دیے۔ حضرت چندہ کے معاملہ میں بے حد احتیاط فرماتے اور نہایت دیانتداری کے ساتھ معاملہ فرماتے، چنانچہ اس طبی واصلاحی کامیاب سفر سے ماہِ مارچ ۲۰۰۴ء میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بنگلور واپسی ہوئی اور مسجد کی رقم ٹرسٹیان کے سپرد فرمادی۔

پرنکوسپرائٹ ٹاؤن میں دولوگوں کا قبولِ اسلام

ایک مرتبہ فاروق نانا بھائی کے اصرار پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پرنکوسپرائٹ ٹاؤن ان کے فارم ہاؤس پر تشریف لے گئے، جہاں مسجد نور کے نام سے ایک چھوٹی مگر خوبصورت مسجد دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ نمازیوں کی کثیر تعداد میں زیادہ نوجوان نظر آئے جن کے چہرے داڑھیوں سے مزین تھے۔ مسجد کے امام حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نے بڑے تپاک کے ساتھ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ دورانِ گفتگو ٹاؤن کے حالات سے آگاہ کیا اور عرض کیا: حضرت! وعظ سے قبل دو اشخاص کو کلمۂ شہادت پڑھا کر داخلِ اسلام فرمالیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت قلبی مسرت وشادمانی حاصل ہوئی، آپؒ نے فرمایا: ای سعادت بزورِ بازو نیست۔ بغیر کسی محنت ومشقت کے یہ سعادت حاصل ہورہی ہے، یقیناً یہ امام صاحب کی محنت کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

> حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حلقۂ بگوش اسلام کیا، استغفار اور کلمہ شہادت پڑھایا اور ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں جن کا ترجمہ امام صاحب نے کیا۔ دونوں باپ بیٹے تھے، چونکہ عیدالاضحیٰ کا موقع تھا، اس مناسبت سے باپ کا نام ''ابراہیم'' اور بیٹے کا نام ''اسمٰعیل'' رکھا۔ بعدہٗ دونوں نومسلموں کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ان سے سوال کیا کہ کس چیز نے آپ کو اسلام کی طرف راغب کیا؟ انہوں نے بتایا کہ ہم دو سال سے اسلام لانے کا ارادہ رکھتے تھے، ہم مقامی مسلمانوں کے اخلاق اور ان کے کردار سے متاثر ہیں۔ سبحان اللہ!

یہ واقعہ سنا کر حبیب الامتؒ نہایت مضطرب ہوجاتے اور فرماتے کہ اس دورِ فتن میں بھی لوگ اسلام کے پرچم تلے آنے کے لئے بے قرار ہیں، آج بھی ہم اپنے آپ کو اسلام کے سانچہ میں ڈھال لیں تو غیر مسلم اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں مگر افسوس! اغیار کو اسلام کی روشنی سے روشناس کرانے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہم خود ہیں، نہ ہم اسلام کو سو فیصد اپنی زندگی میں لاتے ہیں اور نہ ہی دوسروں تک اس مبارک روشنی کو پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور دعوت و تبلیغ کے اس اہم فریضہ کو سمجھنے اور اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

جماعت کے نوجوانوں کی علماء نوازی

ساؤتھ افریقہ کے دورانِ قیام ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقا کے ہمراہ ''پوچش روم'' جارہے تھے، راستے میں کار کا ٹائر پنکچر ہوگیا، ڈرائیور مسٹر احمد چوبدات ٹائر بدلنے کے لئے نکلے ہی تھے کہ ایک خوبصورت باشرع نوجوان اپنی کار سے آکر رُکا، دعا سلام کے بعد معلوم ہوا کہ اس سے قبل شہر ''فنٹابل پارک'' میں حبیب الامتؒ سے ملاقات ہوچکی ہے، نوجوان نے ٹائر کی تبدیلی میں ساتھ دیا۔ حبیب الامتؒ نے گاڑی درست ہونے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: مولانا! آپ نے بڑی مہربانی فرمائی، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نوجوان نے عرض کیا: حضرت! میں مولانا نہیں ہوں، بس تبلیغی جماعت کا ایک ادنیٰ ساتھی ہوں۔ خیر آپؒ رخصت ہوکر چل دیئے، ڈرائیور نے کئی جگہ سائڈ بھی دی اور رفتار بھی کم کی لیکن نوجوان حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی کے پیچھے ہی چلتا رہا۔ پچیس تیس کلومیٹر کے بعد اس نوجوان کی منزل آئی تو گاڑی دوسری طرف موڑ کر چلا گیا، حبیب الامتؒ نے دریافت فرمایا: اس نوجوان کا کیا مسئلہ تھا سمجھ میں نہیں آیا؟ ڈرائیور نے عرض کیا: حضرت! وہ بطورِ احترام آپ کے پیچھے چل رہا تھا، اسی لئے آگے نہیں نکلا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، اے کاش! اگر تبلیغی جماعت میں لگنے والے ہمارے سبھی نوجوانوں کے اخلاق اتنے بلند ہوجائیں اور وہ علمائے کرام کی اس طرح قدر کرنے لگیں، ان میں ایثار وقربانی کا ایسا جذبہ پیدا ہوجائے تو کتنے ہی

لوگ بغیر تشکیل کے جماعت کے کام میں شریک ہوکر اپنی زندگی بدل سکتے ہیں۔ میں نے یہاں کئی اور جماعت سے وابستہ افراد کو دیکھا ہے کہ ان میں کسرِ نفسی و عجز وانکساری اور علمائے کرام کی عزت افزائی نظر آتی ہے، کاش! ہمارے اطراف کے جماعتی بھائیوں وکارکنان میں بھی ویسا ہی جذبہ اور اخلاص پیدا ہوجائے تو اصلاحِ احوال میں کامیابی کا باعث بن سکتا ہے۔

دو عظیم سانحات

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دورانِ سفر دو بڑے سانحات پیش آچکے تھے، پہلا سانحہ حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کی وفات کی صورت میں مورخہ ۲۲/دسمبر ۲۰۰۳ء کو پیش آیا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ یہ سفر حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور آپ کے حکم پر ہی عمل میں آیا تھا، کسے معلوم تھا کہ اس سفر سے واپسی ہوگی تو حضرت سے ملاقات نہ ہوسکے گی۔ حضرت والا کی دعاؤں سے یہ سفر انتہائی کامیاب ترین سفر رہا۔ آہ! حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں راستہ دِکھا کر خود راہِ آخرت کا انتخاب فرمالیا۔ سفر کی کامیابی کی ساری خوشیاں حضرت کی وفاتِ حسرت آیات میں دب کر رہ گئیں۔

دوسرا سانحۂ ارتحال حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خسر محترم حضرت منشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیش آیا، آپ کی وفات مورخہ ۳/مارچ ۲۰۰۴ء کو مظفر نگر میں ہوئی۔ یہ سانحہ حبیب الامتؒ کے پورے خاندان واہل خانہ اور تمام افراد کے لئے ایک بڑا المیہ تھا، کیوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک گھنے سایہ دار درخت کی طرح سب پر سایہ فگن تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بقول انہوں نے ہر نازک حالات میں اور ہر پریشانی ومصیبت کے وقت اپنا دست شفقت ہمارے سروں پر قائم رکھا اور کبھی ہمیں محرومی کا احساس نہ ہونے دیا، وہ ایک عظیم شمع کی مانند تھے، جس طرح شمع خود جل کر دوسروں کو روشنی پہنچاتی ہے، اسی طرح انہوں نے اپنی زندگی، اپنے تجربات، اپنی شفقت سے ہم سب کو خوشیاں عطا کیں۔ وہ باضابطہ عالم نہیں تھے لیکن کسی عالم سے کم بھی نہیں تھے۔ نیک دل، پاک طینت، صبر وتحمل کے پہاڑ اور صبر واستقلال کی عظیم مثال تھے۔ وہ ہر وقت اللہ کے ذکر وشکر میں رطب اللسان رہتے، آپ نے دنیا

کی حرص وہوس سے بے نیاز اور رشتہ داروں واپنوں کی زیب وزینت اور خوشیوں سے ماورا نہایت کفایت شعاری سے زندگی گزاری۔ ایسے بڑے باپ کے بڑے بیٹے یعنی چھجو خان صاحب خلد آشیاں بہادر پوری کے صاحبزادے تھے جو بارہ سو بگھہ زمین کے مالک تھے، اگرچہ بچپن میں والدہ کا انتقال ہوگیا تھا لیکن چھجو خان صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے ناز ونعم سے پالا اور پڑھایا لکھایا اور کبھی ماں سے محرومی کا احساس نہ ہونے دیا، ابتداءً نہایت خوشحال زندگی بسر کی۔ لیکن تعلیم وتعلم سے لگاؤ کی بدولت تمام زمین کو ٹھوکر مار کر کنارہ کش ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ وخسر مکرم حضرت منشی جی کے درجات میں اضافہ فرمائے، جنت الفردوس میں اپنی شایانِ شان مقام عطا فرمائے، آمین!

دار العلوم محمدیہ میں دعائیہ اجلاس

ساؤتھ افریقہ سے واپسی پر دار العلوم محمدیہ بنگلور میں ایک دعائیہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ اور خسر محترم حضرت منشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قرآن خوانی، ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔ کثیر تعداد میں علمائے کرام، عمائدین شہر بنگلور اور اطراف واکناف سے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ومتوسلین اور خلفائے کرام نے شرکت کی، دار العلوم محمدیہ بنگلور اور دیگر بہت سے مدارس ومکاتب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خصوصی طور پر مسلسل قرآن خوانی کا اہتمام رہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خسر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات میں اضافہ فرمائے، کروٹ کروٹ چین وسکون عطا فرمائے، ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جملہ اہل خانہ وبہی خواہان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

صاحبزادگانِ حاذق الامتؒ کو حبیب الامتؒ نے مسند نشیں فرمایا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہفتہ مدرسہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے دار العلوم محمدیہ کی ضروریات کی تکمیل میں صرف ہوا، ایک ہفتہ کے بعد پرنامبٹ کا سفر فرمایا۔ حضرت حاذق الامتؒ کے وصال کے بعد سے حضرت علیہ الرحمہ کی مسند خالی تھی جس کو حضرت کے سلسلہ کے لوگوں کے لئے باقی رکھنا نہایت ضروری تھا۔ اس کے پیش نظر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علیہ الرحمہ کے

چھوٹے صاحبزادے حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ (جو ابھی تک عام لباس میں رہتے تھے) کے لئے کرتا پائجامہ اور پگڑی کا انتظام کر کے بنگلور سے پرنامبٹ لے گئے اور تمام حاضرین کی موجودگی میں ان کو وضو کرنے کے لئے کہا۔ وہ جب وضو کر کے آ گئے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیگ سے کرتا پائجامہ نکال کر دیا اور فرمایا کہ پہن کر آؤ! جب وہ پہن کر آ گئے تو حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اور شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر صاحب رحیمی اسعدی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علمائے کرام کے دستِ مبارک سے ان کے سر پر دستار باندھی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت نامہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’آپ کے سر پر جو دستار باندھی گئی ہے، یہ دستارِ خلافت ہے‘‘۔ چونکہ ابھی تک حکیم ناصر الدین احمد صاحب حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کے برابر والی جگہ پر بیٹھ رہے تھے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی جگہ بٹھایا اور فرمایا: آج سے آپ کی یہ جگہ ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: آپ اپنی والدہ محترمہ امی جان صاحبہ کو سلام کر کے آئیں۔ جب وہ والدہ صاحبہ کے روبرو حاضر ہوئے اور ان کی نگاہ اس حلیہ پر پڑی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا: بیٹا یہ لباس صالحین کا لباس ہے، اسے اپنے سے جدا مت کرنا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کی جانشینی کے بعد تمام خلفا و مریدین میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی، سبھی نے اطمینان کا اظہار کیا۔ اس موقع پر حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں صاحبزادے، داماد نیز تمام رشتہ دار اور خلفا موجود تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادوں کو خلافت عطا فرمائی، پہلے بڑے صاحبزادے حضرت الحاج ڈاکٹر رضی الدین احمد صاحب مدظلہ العالی اور دوسرے حضرت الحاج حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ۔ اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم ناصر صاحب کو ’’ناصر الامت‘‘ کا خطاب بھی عطا فرمایا۔

دوسری صاحبزادی کا نکاح

اسی درمیان استاذ محترم حضرت منشی محمد عالم صاحب مدظلہ کی فرمائش اور والد گرامی کے حکم پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری صاحبزادی کا مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی سے رشتہ

منظور فرما لیا۔ مورخہ ۱۷ر نومبر ۲۰۰۴ء بروز بدھ کثیر تعداد میں علمائے کرام، حفاظ عظام، اکابر ملت اور بہت سے مہمانانِ کرام کی موجودگی میں حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ عربیہ خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر نے نکاح خوانی کرائی، اکابرین وعمائدین اور خاندان کی معزز و بزرگ شخصیات نے دلہا و دلہن کو خوب دعاؤں سے نوازا۔ اگلے دن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ولیمہ مسنونہ میں شرکت فرمائی۔

مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی زید مجدہم کا دہلی میں دواخانہ ہے، ابتداءً دارالعلوم محمدیہ میں تدریسی خدمات کے دوران بحمد اللہ تعالیٰ آپ نے کئی سال مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی میں تراویح میں بہت عمدہ قرآن کریم سنایا اور اب اپنے برادرِ کبیر حضرت مولانا محمد ارشد قاسمی مدظلہ کے پاس لندن برطانیہ میں ہر سال تراویح میں قرآن کریم سنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ اس نکاح سے دور دور تک بہت شہرہ ہوا، اکابر امت کی نکاح خوانی یاد آ گئی، اس لئے کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت منشی محمد عالم صاحب مدظلہ العالی نے جہیز کے نام پر کچھ لین دین نہ فرمایا، البتہ آنے والے مہمانان کا خوب اکرام اور خاطر تواضع کی گئی، کثیر تعداد میں علمائے کرام کی شرکت نے اس نکاح کو بڑی رونق بخشی۔

✧✧✧

دارالعلوم محمدیہ کی جدید تعمیر وترقی

مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کی تعمیر جدید

جیسا کہ گزشتہ سطروں میں تحریر کیا گیا تھا کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ ساؤتھ افریقہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ایما پر ہوا تھا اور حبیب الامتؒ کچھ متمول حضرات سے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور کی جدید تعمیر کے لئے تقریباً پچاس لاکھ روپے کی خطیر رقم لے کر واپس ہوئے تو درمیانِ سال ۲۰۰۴ء میں مسجد کے سنگ بنیاد ثانی کا اہتمام کیا گیا، جس میں پرنامبٹ مدراس سے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان، حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مہتمم جامعہ مسیح العلوم بنگلور، حضرت مولانا عبد الرحیم سعید صاحب رشادی مہتمم دارالعلوم سعیدیہ کاول بیرسندرا، حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری خطیب مسجد ہمالیہ ڈرگس کمپنی بنگلور، حضرت مولانا حافظ امجد حسین کافظ کرناٹکی سابق چیئرمین اردو اکاڈمی بنگلور، شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر رحیمی اسعدی مہتمم دارالعلوم مصباح التوحید بنگلور اور دارالعلوم محمدیہ کے جملہ اراکین اور کثیر تعداد میں عمائدین شہر ومہمانان کرام نے شرکت کی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر مسجد کا نقشہ اور آرکیٹکٹ کا کام عالیجناب حمایت اللہ صاحب انجینئر نے بغیر کسی فیس اور اجرت کے للہ فی اللہ انجام دیا اور ایک خوبصورت مسجد کا مکمل پلان دارالعلوم محمدیہ کو عنایت کیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ آگے چل کر انہی کی نگرانی میں مسجد کی تعمیری پلاننگ تکمیل کو پہنچی۔ آج بحمد اللہ تعالیٰ مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کی پرشکوہ تین منزلہ عمارت قائم ہے جو نہ صرف مسجد ہے بلکہ یہ علاقۂ گنگونڈنا ہلی کی ''مرکزی جامع مسجد'' بھی ہے۔ تبلیغی جماعت وغیرہ یہاں آکر ٹھہرتی ہیں، دارالعلوم محمدیہ کے صباحی و مسائی مکتب، شعبۂ حفظ کی درسگاہیں مسجد کی عمارت میں ہی چلتی ہیں۔ نیچے کے حصہ میں روزانہ بعد

نمازِ عشا اور دوپہر میں بعد نمازِ جمعہ خصوصی طور پر مجلس رحیمی منعقد کی جاتی ہے۔ تالبینِ حق جوق در جوق شریک ہوتے ہیں اور تعلق مع اللہ حاصل کرتے ہیں۔ بزرگانِ دین ومشائخ کرام کی کتابوں سے اقتباسات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پند ونصائح فرماتے، مریدین و متوسلین کے جمِ غفیر کے درمیان لوگوں کے دلوں کی تشنہ لبی کی تکمیل فرماتے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ذکر بالجہر کرایا کرتے، سائلین کے جوابات اور طالبین کی دل جوئی فرماتے، پورے ملک خصوصاً عالم اسلام کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام ہوتا۔

مسجد کی تعمیر کا مکمل تخمینہ اس لئے صحیح نہیں لگایا جاسکتا کہ کچھ افراد نے سیمنٹ، جلی، بالو اور لوہے کے ذریعہ مسجد کا تعاون کیا اور مختلف سامان مہیا کرایا، لیکن موٹا موٹا تخمینہ ڈھائی کروڑ روپئے سے زائد ہوتا ہے۔ یہ سب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے انتھک محنت ولگن، خلوص وللّٰہیت اور دینی حمیت کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تاقیامت اس مسجد کو آباد رکھے، آمین!

دارالعلوم محمدیہ کا چھٹا اجلاسِ دستار بندی

ابھی مسجد کی تعمیر چل ہی رہی تھی کہ دارالعلوم محمدیہ کی جلسۂ دستار بندی کا چھٹا اجلاس ۲۸/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۲/اگست ۲۰۰۷ء بروز اتوار منعقد کیا گیا اور کثیر تعداد میں فارغ حفاظِ کرام کی دستار بندی عمل میں آئی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر دارالعلوم وقف دیوبند سے حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی ندوی علیگ مدظلہ العالی، بنگلور سے حضرت مولانا پی ایم زکریا صاحب والا جاہی، حضرت مولانا اکبر شریف صاحب ندوی استادِ حدیث دارالعلوم شاہ ولی اللہ ورکن عالمی تبلیغی شوریٰ اور دیگر بہت سے مہمانانِ خصوصی وعمائدین شہر نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

حسنِ اتفاق دبئ کے پٹرولیم انویسٹر الشیخ محمد بن خلفان کے والد الشیخ خلفان بن خرباش اپنے علاج کے سلسلہ میں رحیمی شفاخانہ بنگلور آئے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بھی دارالعلوم محمدیہ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ شیخ خلفان خرباش اپنے دوست شیخ خالد سالم سلطین اور دیگر احباب کے ہمراہ دارالعلوم محمدیہ کے جلسۂ دستار بندی میں شریک ہوئے اور انہوں نے بھی حفاظِ

کرام کو سندِ تکمیل حفظِ قرآن کریم اپنے ہاتھوں سے پیش کی اور دستارِ فضیلت ان کے سر پر رکھی۔ چونکہ ابھی مسجد کی تعمیر کا کام مکمل نہیں ہوا تھا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر شیخ خلفان خرباش نے مسجد اور مدرسہ کا معائنہ کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ مدرسہ کی عمارت نہایت خستہ حالت میں ہے، شیخ نے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ اخلاق اور تعلیمی معیار کو دیکھتے ہوئے دارالعلوم محمدیہ کی جدید عمارت بنانے کا وعدہ کرلیا۔

دارالعلوم محمدیہ کی تعمیر جدید

تقریباً دو ماہ کے بعد شیخ خلفان خرباش کے تعمیراتی کام انجام دینے والے الحاج محمد عادل شریف صاحب حضرت حبیب الامتؒ سے ملاقات کے لئے دارالعلوم محمدیہ آئے اور انہوں نے دارالعلوم محمدیہ کی عمارت کا مجوزہ نقشہ (جو حبیب الامتؒ نے بہت پہلے سے تیار کر رکھا تھا) دفتر اہتمام سے حاصل کیا کہ میں یہ نقشہ شیخ خلفان کو بھیج رہا ہوں جسے وہ دیکھ کر منظوری دیں گے۔ لہٰذا ان کو مجوزہ تین منزلہ عمارت کا پورا پلان اور نقشہ دے دیا گیا۔ ایک ماہ کے بعد مورخہ ۲۷ رجنوری ۲۰۰۸ء بروز اتوار صبح دس بجے دارالعلوم محمدیہ کی جدید عمارت کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا۔ اس پروگرام میں حضرت حبیب الامتؒ کی دعوت پر حضرت مولانا پی ایم زکریا صاحب والا جاہیؒ، حضرت مولانا اسحاق صاحب قاسمی، حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی، عالیجناب سید ریاض صاحب جوائنٹ کمشنر لوک آیوکتا، عالیجناب الحاج شبیر پٹیل بیکری اور شہر کے بہت سے علمائے کرام وعمائدین عظام نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر عمارت کا سنگ بنیاد حبیب الامتؒ کے دست مبارک سے عمل میں آیا۔ پرانی عمارت کو منہدم کرنے اور اس کا ملبہ صاف کرنے کے لئے تقریباً چالیس ہزار روپے صرف ہوئے جو ادارہ نے ادا کئے۔

دارالعلوم محمدیہ کی جدید عمارت تقریباً ایک سال میں مکمل ہوئی، اراکین حضرات خصوصاً حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ شیخ خلفان خرباش آئیں اور اپنے ہاتھوں سے اس عمارت کا افتتاح کریں، لیکن شیخ کی مشغولیات اور ہندوستان نہ آنے کی وجہ سے علمائے کرام کی موجودگی میں اراکین کی خواہش پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور آپ کے دستِ مبارک سے افتتاح عمل

میں آیا۔ جدید عمارت کے افتتاح کے موقع پر شیخ خلفان خرباش کے نام کا ایک کتبہ عمارت کے سامنے والے حصہ پر لگایا گیا۔ الحاج عادل شریف صاحب انجینئر جو اس عمارت کے کنٹریکٹر تھے، ان کی مخلصانہ خدمت کے پیش نظر صدر وسکریٹری وجملہ اراکین نے ان کی شال پوشی وگل پوشی کی اور ایک عالی شان تہنیت نامہ بھی پیش کیا۔ دارالعلوم محمدیہ کی جدید عمارت بنانے کے اسباب اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائے کہ شیخ خلفان خرباش کے اہل خانہ میں سے کسی کو ایسا مرض لاحق تھا جس کا علاج دنیا بھر میں گھوم پھر کر نہ ہوسکا۔ کسی نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے علاج کے لئے رجوع ہونے کو کہا، اللہ کا فضل وکرم کے جو مرض چھ سال میں ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہ آسکا وہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے تین ماہ میں کافور ہوگیا اور یوں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش (ادارہ کی جدید عمارت) اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔

مہمان خانہ کی اراضی

جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کی داہنی طرف بالکل مقابل ایک پلاٹ خالی پڑا ہوا تھا جو جناب الحاج محمد افضل صاحب ممبئی والوں کا تھا، وہ کبھی کبھی اس پلاٹ کو دیکھنے اور خبر لینے آجایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ آئے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بات کی اور کہا کہ آپ یہ پلاٹ دارالعلوم محمدیہ کو عنایت فرمادیں اور اس کی جو مناسب قیمت ہوتی ہے وہ آپ لے لیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے اسی محلّہ کے ایک غیر مسلم نے مجھے چار لاکھ روپے کی پیش کش کی ہوئی ہے۔ لیکن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسجد کے مقابل کسی غیر مسلم کو لا بٹھانا مناسب نہیں ہے، چنانچہ کسی غیر کے بجائے دارالعلوم محمدیہ کے حق میں پلاٹ فروخت کرنے پر انہیں راضی کرلیا اور ان سے کہا کہ آپ اس کی کم سے کم قیمت ادارہ سے لے لیں، اس معاملہ کو طے کرنے میں عالی جناب الحاج سید افضل پاشاہ صاحب اور ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی نے اہم رول ادا کیا اور ممبئی والے افضل صاحب سے بات چیت کر کے ساڑھے تین لاکھ روپے میں ان سے یہ جگہ خرید کر رجسٹری کرالی گئی۔ آج اس کی قیمت ساٹھ لاکھ روپے سے زائد ہے۔

دارالعلوم محمدیہ کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ

بعد میں اس خریدی ہوئی جگہ پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ایما و اراکین کے مشورہ پر تعمیری نقشہ بنایا گیا اور دو منزلہ عمارت تعمیر کی گئی۔ نیچے مہمان خانہ اور برابر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی سہولت کے لئے کتب خانہ قائم کیا گیا، نیز دوسری منزل پر دارالعلوم محمدیہ کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا۔ اس عمارت کی تعمیر میں عمومی چندہ اور عطیہ جات وغیرہ استعمال کئے گئے۔ عالی جناب الحاج حفیظ اللہ صاحب کوکس ٹاؤن بنگلور کی پیش کش پر ان کے صرفۂ خاص سے کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کے لئے چودہ عدد کمپیوٹر، مکمل فرنیچر یعنی ٹیبل، کرسی، بلیک بورڈ وغیرہ اور ایک دفتر، ایک کلاس روم برائے تھیوری بنائے گئے۔ جس میں دارالعلوم محمدیہ کے طلبا کی باقاعدہ ایک نصاب کے تحت کلاس لی جاتی اور انہیں کمپیوٹر کی جدید تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے، بحمد اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ جاری ہے۔

مدرسین کی فیملی کے لئے رہائشی عمارت

دارالعلوم محمدیہ کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کی اوپری منزل کی عمارت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صرفۂ خاص سے تعمیر کروائی، جس میں تقریباً نو لاکھ روپے سے زائد خرچ ہوئے، اس میں وہ رقم بھی شامل تھی جو بطورِ تنخواہ اہتمام کے دوران آپ نے مدرسہ سے لی تھی، مدرسہ کے ابتدا میں جب آپ کی تنخواہ مقرر ہوئی تو پندرہ سو روپے ماہوار تھی اور جب آپ نے غالباً ۲۰۰۷ء میں ٹرسٹیان کو درخواست دی کہ اب مجھے تنخواہ نہ دی جائے تو اس وقت چھ ہزار روپے تنخواہ تھی، کل تنخواہ سے زائد رقم آپ نے اوپری منزل کی تعمیر میں صرف کر کے یہ عمارت مدرسہ کے لئے وقف فرمادی۔ تاحال اس عمارت میں مدرسینِ دارالعلوم محمدیہ بنگلور اپنی فیملی کے ہمراہ رہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین!

مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کا افتتاح

ابھی تک مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کی تعمیر کا کام مکمل نہیں ہوسکا تھا، ابھی مسجد کی پوری پلاسٹنگ، دریچوں، دروازوں کے چوکھٹ، کھڑکیاں، دروازے اور گرلس جیسے بھاری بھرکم اخراجات

چونکہ مدرسہ کے لئے یک مشت ناقابل برداشت تھے، اس لئے کبھی کام کرایا گیا اور کبھی بند رکھا گیا، اس طرح نہایت سست رفتاری کے ساتھ کام ہوتا رہا۔ دو منزلیں تیار تھیں لیکن اوپری منزل کی چھت اور فنیشنگ کا کام باقی تھا، چونکہ مدرسہ کی عمارت کا کام بھی ہونا تھا، جگہ کی قلت تھی، ایسے میں مورخہ ۱۵؍شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ مطابق ۹؍ستمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعرات شب برأت کے موقع پر بہت سے مہمانانِ کرام اور اراکین محمدیہ ایجوکیشنل چاریٹیبل ٹرسٹ کی موجودگی میں مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کا افتتاح حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ عشا پڑھا کر فرمایا۔ افتتاح کے موقع پر حضرت حبیب الامتؒ نے مسجد کو ایک گراں قیمت قدِ آدم کھڑی بطورِ ہدیہ اپنے صرفۂ خاص سے عطا فرمائی جو اپنی عمدہ لکڑی اور دستکاری کی وجہ سے دیکھنے کے لائق ہے اور مسجد کی زینت بنی ہوئی ہے۔ ابھی تک مسجد کے دونوں طرف کے باہری صدر دروازوں پر لوہے کے گیٹ نہیں لگائے جاسکے تھے، اگرچہ تعمیر مکمل ہوچکی تھی، ایسے میں ایک دن شیخ خلفان خرباش تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائے تو شیخ نے مسجد کی تعمیر پر انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں! حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے دائیں اور بائیں جانب کے دونوں بڑے دروازوں کو بنوانے کی اپیل کی جس پر انہوں نے ڈیڑھ لاکھ روپے عنایت کئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسی رقم سے دونوں دروازے بنائے گئے۔ بالآخر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی محنت و جستجو اور اراکین محمدیہ کی کوششوں سے ۲۰۱۴ء میں مسجد کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ آج بفضلہ تعالیٰ ڈیڑھ ہزار نمازی تمام سہولتوں کے ساتھ بآسانی نماز ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ معاونین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین!

✧✧✧

ماہنامہ نقوشِ ہند اور نقوشِ عالم کا آغاز

ماہنامہ نقوشِ ہند بنگلور

بابری مسجد کی شہادت کے بعد عالی جناب انور سادات صاحب مرحوم کا مسلسل اور بے حد اصرار تھا کہ ایک ماہنامہ یا پھر ہفت روزہ اخبار شائع کیا جائے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہنامہ پر اتفاق فرمایا اور ماہنامہ ''نقوشِ ہند'' کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا گیا جس کے مدیر اعلیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ رہے اور مدیر عالیجناب انور سادات صاحب مرحوم۔ پچاس ساٹھ صفحات پر مشتمل چھوٹے سائز پر چھپوا کر پہلا شمارہ شکاری پالیہ بنگلور کے تبلیغی اجتماع میں برائے فروخت رکھا گیا۔ چونکہ بے سروسامانی اور ناتجربہ کاری کے باعث نقوشِ ہند کے نکالنے میں بہت زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک طرف مالی وسائل کی کمی اور دوسری طرف مضمون نگاروں کی قلت......لیکن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جنون تھا جو وقت کے ساتھ پروان چڑھتا گیا، ہر ماہ ذاتی اخراجات میں سے رقم نکال کر رسالہ پر صرف کی جاتی اور وقت پر اشاعت کا باقاعدہ اہتمام فرمایا، ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ جناب انور سادات صاحب مرحوم نے نقوشِ ہند کی اشاعت پر اپنی عدم دلچسپی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ رسالہ نکالیں یا نہ نکالیں، آج سے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

انور سادات صاحب مرحوم کا اس طرح درمیان میں ہی قلمی سفر چھوڑنے پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا بھی کہ نقوشِ ہند کی اشاعت پر آپ کا ہی اصرار تھا۔ آپ اس سفر میں ساتھ رہیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میرا آئندہ اس رسالہ میں مالکانہ یا کسی بھی قسم کا ساتھ نہیں رہے گا۔ اور پھر رجسٹریشن کے کاغذات لاکر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردیے۔ اس طرح نقوشِ ہند کئی ماہ تعطل کا شکار رہا۔

ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں استقلال واستقامت روزِ اول سے ہی تھا۔ آپؒ اس تعطل پر سنجیدگی سے نہ صرف غور کرتے رہے بلکہ اس کی اشاعت کے لئے راہیں بھی تلاش کرتے رہے، چنانچہ چند ماہ کے بعد دوبارہ نئے عزم وحوصلہ کے ساتھ ماہنامہ ''نقوشِ عالم'' کے نام سے ایک نیا رجسٹریشن کروایا اور توکل علی اللہ ماہنامہ نقوشِ ہند کے بجائے ''نقوشِ عالم'' کی نئے سرے سے اشاعت فرمانے لگے۔

روزِ اول سے ہی محترم الحاج عبدالواجد صاحب مرحوم مالک نیشنل پرنٹرس بنگلور اور آپ کے صاحبزادے جناب محبّ صاحب کا ماہنامہ نقوشِ عالم کے ساتھ خصوصی تعاون رہا اور انہوں نے نہایت کم صرفہ پر عمدہ پرنٹنگ اور دیدہ زیب سرورق کے ساتھ تعاون جاری رکھا۔ ۲۰۰۰ء میں اس کا سائز پہلے سے بڑا کردیا گیا اور ساتھ ہی اس رسالہ کو باقاعدہ حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کی سرپرستی میں دے دیا گیا۔ حضرت رحمہ اللہ کی مجالس، اقوالِ مبارکہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پندونصائح اس میں مستقل شائع ہونے لگے۔

نقوشِ عالم کا یہ قلمی سفر جاری رہا اور پھر جب حضرت علیہ الرحمہ وصال فرماگئے تو مزید توجہ رسالہ پر دی گئی، درمیان میں مولانا عبدالواحد صاحب قاسمی (جو روزنامہ راشٹریہ سہارا پٹنہ اردو اخبار کے سب ایڈیٹر رہے ہیں) نے نقوشِ عالم کی کچھ ذمہ داریوں مثلاً ترتیب وغیرہ کو سنبھالا ہوا تھا، چونکہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ اور دیگر امور میں زیادہ مصروف رہا کرتے، اس لئے اس طرح کی چند ذمہ داریاں ان کے سپرد رہیں۔ انہوں نے تقریباً دوسال سب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا اور ۲۰۰۶ء میں بنگلور سے مستقل طور پر پٹنہ بہار منتقل ہوگئے۔ ایسے میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ کو نائب مدیر کی حیثیت سے رسالہ کی کچھ ذمہ داریاں سپرد فرمائیں، صاحبزادہ کی توجہ سے الحمدللہ ماہنامہ نقوشِ عالم کا یہ سفر مزید تابناکی اور بڑی کامیابی وکامرانی کے ساتھ جاری رہا۔ ابتداء سے ہی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں یہ

بات تھی کہ رسالہ کی کسی ایک مسلک کی ترجمانی کئے بغیر تمام مسالک کے اختلافات سے مبرا مضامین پر مشتمل اشاعت ہو اور کسی ایک مسلک کی ترجمانی سے گریز کرتے ہوئے صرف اور صرف اسلامی اقدار کے ساتھ اس کی اشاعت کو یقینی بنایا جائے۔ ان سنہرے اصولوں کی بدولت شروع زمانہ سے ہی ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور کی اہمیت وافادیت ہر مکتب فکر کے لوگوں میں رہی۔ بحمد اللہ تعالیٰ رسالہ اصلاحی اور سبق آموز واقعات پر مشتمل عمدہ مضامین سے مزین ہر ماہ پابندی کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپؒ کے صاحبزادہ کی محنت ولگن سے رسالہ نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی، اس درمیان کئی خصوصی شمارے ''سیرتِ مصطفیٰ نمبر، مدارس اسلامیہ نمبر، حضرت حاذق الامتؒ نمبر، دارالعلوم محمدیہ نمبر وغیرہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شائع فرمائے، جس میں نہایت اچھوتے اور نایاب مضامین شامل کئے گئے جس کی بدولت یہ خاص نمبر نہ صرف اپنی خصوصیات کے حامل رہے بلکہ آج بھی دستاویز کی شکل رکھتے ہیں۔

۲۰۱۰ء میں جب آپؒ کے دوسرے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی دیوبند سے فراغت کے بعد بنگلور آئے تو سب ایڈیٹر کے طور پر رسالہ کی بہت سی ذمہ داریاں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سپرد فرمادیں، اسی دوران آپؒ نے نقوشِ عالم کا ایک حصہ طب نبوی اور یونانی ادویات اور صحت ومعالجہ سے متعلق مخصوص فرمادیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی زیرنگرانی جنوبی ہند سے نکلنے والا یہ واحد طبی رسالہ ہے، آج ماشاء اللہ آن لائن اور سوشل میڈیا پر اس رسالہ کو پڑھنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ حبیب الامتؒ کے اس فیضان کو تادیر قائم ودائم رکھے، آمین!

✧✧✧

آل انڈیا انجمن مدارس کرناٹک

انجمن مدارس کا قیام

حضرت حافظ امجد حسین حافظ کرناٹکی سابق چیئرمین اردو اکاڈمی بنگلور، مولانا سید عبد الرحیم سعید رشادی مہتمم دارالعلوم سعیدیہ کاول بیرسندرا، مولانا انور علی رشادی اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر رحیمی اسعدیؒ نے مل بیٹھ کر مدارس کی ایک انجمن پر زور دیا، جس کے لئے تقریباً دوسو سے زائد علمائے کرام کو دعوت نامے بھیجے گئے۔ دارالعلوم سعیدیہ کاول بیرسندرا بنگلور میں پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بطورِ مہمان مدعو کیا گیا۔

انجمن کا نام ''انجمنِ مدارس'' طے ہوا۔ اس کے بعد عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا تو اجلاس کے شرکا اور تمام ممتاز علما نے صدارت کے لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا نام پیش کردیا۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار فرمایا کہ مجھ سے بہتر اور باصلاحیت علما اس مجمع میں موجود ہیں، یہ ذمہ داری ان کو دی جائے۔ لیکن شرکائے کرام نے آپؒ کی ایک نہ سنی اور آپ کو عہدۂ صدارت قبول کرنے پر اصرار کرتے رہے۔ چنانچہ مجبوراً یہ ذمہ داری حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمائی۔

اغراض ومقاصد

انجمن مدارس کے اغراض ومقاصد میں سب سے اہم مقصد علمائے کرام میں باہم ربط وضبط اور مسالک سے اوپر اُٹھ کر اتفاق واتحاد کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ دوسرا مقصد مدارس کی زبوں حالی اور موجودہ دور کے ترقی یافتہ زمانہ میں مدارس کے درمیان تال میل پیدا کرنا اور ایک اہم وفاق بنانا تھا۔ تاکہ تمام مدارس ایک مرکزی بورڈ کے ممبر بن جائیں، جن کا نصاب ایک ہو، امتحانات کے ایام

ایک ہوں، اسی کے ساتھ مدارس کی چھٹیاں بیک وقت عمل میں آئیں اور نیا تعلیمی سال بیک وقت شروع ہو۔ تیسرا مقصد یہ کہ غیر مسلم افراد کو مدارسِ اسلامیہ کے تئیں جو بدگمانیاں ہیں ان کو دور کیا جائے اور مدارس کی سرگرمیوں میں ان کو خصوصاً مندروں کے پجاریوں اور عیسائیوں کے مبلغین کو شریک کر کے اسلام کے قریب کیا جائے۔

انجمن مدارس کے اجلاس

چنانچہ اس مقصد کو سامنے رکھ کر دارالعلوم سعیدیہ کے باہری میدان میں ایک عظیم الشان اجلاس رکھا گیا جس میں بہت سارے مدارس کے علمائے کرام کے علاوہ چترادرگہ کے معروف پنڈت مُرغَن صاحب کو مدعو کیا گیا۔ دوسرا اجلاس شکاری پالیہ میں حضرت حافظ امجد حسین حافظ کرناٹکی (جو اس انجمن مدارس کے کنوینر ہیں) کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا، اس اجلاس میں بھی بہت سارے علمائے کرام اور مختلف تنظیموں سے وابستہ افراد کے ساتھ ساتھ بہت سے معروف پنڈتوں، پجاریوں نے شرکت کی۔ اس اجلاس کے نتیجہ میں تقریباً تین سو مدارس انجمن میں شامل ہوگئے۔ پہلے ہی اجلاس سے ریاست کرناٹک کے وزیر حج عالی جناب آر روشن بیگ صاحب اور سابق وزیر اعظم دیوے گوڑا کے دست راست اور وزیر سیاحت و ہوابازی سی ایم ابراہیم صاحب، ڈاکٹر کے رحمٰن خان ڈپٹی اسپیکر اور بہت سے مسلم لیڈران نیز جمعیۃ علماء کرناٹک کے سابق صدر حضرت مولانا مفتی محمد قربان صاحب اسعدیؒ بانی و مہتمم جامعہ حسینیہ عملہ پور ٹمکور بھی شامل رہے۔ انجمن کی سرپرستی امام المنطق حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب قاسمی بستوی رحمۃ اللہ علیہ استاد حدیث دارالعلوم دیوبند نے قبول فرمائی اور اجلاس میں بنفسِ نفیس شریک ہوئے، اس کے بہت بہتر نتائج سامنے آئے۔

شدید مخالفت

بدقسمتی سے بنگلور کے وہ علمائے کرام جو ہر معاملہ میں اپنے آپ کو مقتدر سمجھتے تھے اور ہر اجلاس کی سرپرستی اپنا حق تصور کرتے تھے، انہوں نے مخالفت شروع کردی۔ اس مخالفت میں اتنی شدت اختیار کی گئی کہ انجمن مدارس کے مقاصد کو فراموش کر کے اس کے ختم کرنے پر زور دیا گیا۔ چنانچہ اس

کی مخالفت میں کئی اجلاس منعقد ہوئے، جس میں کم وبیش تین سو سے زائد علما نے شرکت کی، یہ صرف اس لئے کہ انجمن مدارس میں ان لوگوں کو نہیں لیا گیا تھا جو ہر معاملہ میں شریک ہونا اور ٹانگ اڑانا اپنا ملی فریضہ سمجھتے تھے۔ ان لوگوں نے نہایت سنجیدہ اور پاک وصاف طینت چند علمائے کرام کو بھی ساتھ لے لیا اور انہیں بلا وجہ بدظن کیا، بلکہ انجمن مدارس کے قیام، اس کی سرگرمیوں کو قوم کے لئے انتہائی خطرناک اور نعوذ باللہ "مسجد ضرّار" سے تعبیر کیا۔ انجمن مدارس کے ریکارڈ میں آج بھی ان اخبارات کی کاپیاں اور کٹنگ موجود ہیں جس میں انجمن مدارس کے تئیں اور اس سے متعلق طرفین نے ایک دوسرے کے خلاف مضامین اور اشتہارات شائع کئے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ، اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ، اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا. (سورۃ البنی اسرائیل:۵۳)

"میرے بندوں سے آپ فرما دیجئے! وہ (بات) کہیں جو بہت اچھی ہے، بے شک شیطان ان میں فساد ڈلواتا رہتا ہے، بے شک شیطان انسان کا کھلا دُشمن ہے"۔

شروع شروع میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کوشش کی کہ انجمن مدارس کے مقاصد مخالفین کو سمجھائے جائیں، مگر شدید مخالفت نے انہیں سننے اور سمجھنے سے قاصر کئے رکھا۔

جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ اس کے علاوہ چونکہ احادیث مبارکہ میں اختلاف اور فتنہ کے وقت دین واعمال کی حفاظت کے لئے کنارہ کشی کرنے کا حکم ہے، لہٰذا اسی پر عمل کرتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ سے بچنے کے لئے خاموشی اختیار کرلی۔

یہ سلسلہ کئی ماہ چلا، انجمن مدارس کے اراکین نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ان کا منھ توڑ جواب دیا جائے، لیکن حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: وہ حبِ جاہ کے لئے مخالفت پر آمادہ ہیں، میں اللہ سے خوف کھاتا ہوں، ان کی طرح میں زبان دراز نہیں کرسکتا۔ بالآخر شہر کے کچھ ذی شعور حضرات درمیان میں آئے اور انہوں نے اس معاملہ کو ٹھنڈا کیا۔ لیکن اس اختلاف کی نحوست نے انجمن مدارس کی سرگرمیوں کو سرد کردیا۔ اگرچہ بعد میں مخالفت کرنے والوں کی اکثر شخصیات نے

رحیمی شفاخانہ بنگلور آ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے معافی طلب کی اور عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ انجمن مدارس کے مقاصد اتنے اعلیٰ ہیں، لہٰذا جو ہو گیا ہم اس کے لئے معذرت خواہ ہیں، آپ اللہ کے لئے ہمیں معاف فرما دیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوش مزاجی کے ساتھ نہ صرف انہیں معاف کر دیا بلکہ ارشاد فرمایا: میرے دل میں آپ اور کسی بھی عالم دین کے لئے اللہ جانتا ہے نہ کوئی بغض ہے اور نہ ہی ذرہ برابر میل۔

آل انڈیا انجمن مدارس

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں تحریر کیا جا چکا کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مستقل مزاج تھے اور جو کام شروع فرما دیتے پھر اس میں مصروف رہتے۔ چنانچہ انجمن مدارس کے معاملہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ کرناٹکی سے مشورہ کے بعد اس انجمن کے قائم مقام ایک دوسری انجمن ''آل انڈیا انجمن مدارس'' کے نام سے قائم فرمائی، جو بحمد اللہ تعالیٰ جاری و ساری ہے۔ مختلف دینی امور کے سلسلہ میں مختلف اداروں کی جانب سے مالی تعاون حاصل کرنے کے لئے ذمہ دارانِ مدارس یا سفرا حضرات آتے ہیں تو ان میں جو معروف مدارس اسلامیہ جن کی خدمات قابل ستائش ہیں ان کے نمائندگان کو ''آل انڈیا انجمن مدارس'' کی جانب سے تصدیق نامہ دیا جاتا ہے، تا کہ اہل کرناٹک اپنا تعاون مستحق مدارس کو دے سکیں۔ انجمن مدارس کے تین دفاتر ہیں، ایک شکاری پور، ایک دیوبند اور ایک بنگلور دارالعلوم محمدیہ میں، بہر حال یہ آل انڈیا انجمن مدارس آج بھی قائم و دائم ہے اور مدارسِ اسلامیہ کے تئیں اور بھی کئی عوامی خدمات خاموشی کے ساتھ انجام دے رہی ہے۔

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ حج

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا سفر حج

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ میں فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے جاؤں تو اکیلا نہ جاؤں بلکہ تمام فیملی کے ہمراہ اس مقدس سفر کے لئے روانہ ہوؤں، نیز یہ کہ اپنے ذاتی صرفہ سے اس مبارک سفر پر جایا جائے۔ اس نیت کے پیش نظر جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی تو آپ نے اپنے والد محترم سے پہلے خود جانا مناسب خیال نہ فرمایا۔ لہٰذا ۲۰۰۴ء میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے والد بزرگوار کو پہلے اپنے صرفۂ خاص سے حج بیت اللہ کے لئے بھیجا، لیکن افسوس والدہ ماجدہ کی بینائی جانے کی وجہ سے آپ حج بیت اللہ کے لئے نہیں جا سکیں، جس کا انتہائی قلق رہا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سفر حج

جب حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حج سے تشریف لے آئے اور وہاں کی نورانی فضاؤں کا مشاہدہ بیان فرمایا تو مزید تشنگی میں اضافہ ہو گیا، اس سے قبل بہت سے احباب نے سفر حج کی پیش کش کی لیکن آپؒ نے محبت سے انہیں منع فرما دیا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ یہی تھا کہ میں ذاتی رقم سے اہل و عیال کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت کروں۔ چنانچہ اگلے سال ۲۰۰۵ء کے آخر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مع اہلیہ محترمہ اور چھوٹی صاحبزادی، وصاحبزادے مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی و حکیم محمد عدنان حبان نوادر کے ہمراہ فریضۂ حج کے لئے بیت اللہ ٹورس اینڈ ٹراویلس کے ذریعہ روانہ ہوئے۔ اس سفر میں دارالعلوم محمدیہ کے سکریٹری عالی جناب الحاج سید افضل پاشا صاحب مع اہلیہ، عالیجناب عبدالرحمٰن صاحب عرف بابو بھائی (ٹرسٹی) مع اہلیہ، اور ڈاکٹر فصیح مع اہلیہ و والدہ کل پندرہ افراد ہمراہ تھے۔ چونکہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور اور رحیمی شفاخانہ میں بھی کسی نہ کسی کی

موجودگی ضروری تھی، اس لئے اس سفر میں بڑے صاحبزادے ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ شامل نہ ہوسکے۔ انہوں نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں مدرسہ اور دواخانہ کی ذمہ داریوں کو سنبھالا۔ مکۃ المکرّمہ کے دورانِ قیام حضرت مولانا محمد شمشاد صاحبؒ قاسمی مقیم جدہ سعودی عرب برابر ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔ اس دوران دیوبند کا معروف کتب خانہ مکتبہ طیبہ کے مالک حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہ (جو فریضۂ حج کے لئے اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے ہوئے تھے) سے ملاقات رہی، نیز مدینہ منورہ میں نمونۂ سلف حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی گورکھپوری ثم مدنی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی ثم مدنی استاذ مسجد نبوی، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قاسمی اور دیگر بہت سے معروف علمائے کرام سے بارہا ملاقاتیں رہیں۔ قیام گاہ پر بھی دیگر کئی علما وخواص حضرات آتے رہے، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی مدظلہ سابق امام و خطیب مسجد کورمنگلا بنگلور سے بھی قربت نصیب رہی، حج کا یہ روحانی وجسمانی سفر صرف ذاتی نہ رہا بلکہ متعدد اور بارہا مجالس منعقد ہوئیں جن میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ کی بدولت خلیفۂ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باغ کی زیارت نصیب ہوئی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی بکریاں اس باغ میں چرتی تھیں جن کا حضرت مولانا مدظلہ نے دودھ عنایت فرمایا اور اسی باغ کی کچھ کھجوریں بھی دیں، انہی حضرات کی رہنمائی میں مدینہ منورہ کے مختلف مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے سرفراز ہوئے اور یوں بحمد اللہ تعالیٰ روحانی وجسمانی فیوض وبرکات کے حصول کے ساتھ چالیس روزہ یہ مبارک سفر ۲۰۰۶ء جنوری کے آخر میں اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ اسلام کو اپنے گھر اور نبی پاک ﷺ کی مسجد میں حاضری کا شرف عطا فرمائے، آمین!

جمرات پر حادثہ

اسی سال دورانِ حج جمرات پر وہ سانحہ پیش آیا جس میں تقریباً پانچ سو سے زائد افراد جاں بحق ہوگئے تھے، جمرات پر کنکر مارنے کے لئے جب پہنچے تو ہر طرف ایمبولینس اور اسٹریچرس دِکھائی دیے،

معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ تھوڑی دیر قبل یہ حادثہ اس لئے پیش آیا کہ لوگوں نے پولیس اور انتظامیہ کی رہنمائی اور احکامات کو نظر انداز کردیا تھا، تھوڑے سے لوگوں کی ذراسی کوتاہی نے بہت سارے لوگوں کی جان لے لی اور بہت سوں کو مشکل میں ڈال دیا۔ اس حادثہ پر افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: دیکھو حج تو اپنے آپ کو اللہ کی رضا ومنشا کے مطابق ڈھال لینے کا نام ہے، جب حاجی اللہ کی خوشنودی کے لئے ننگے سر صرف دو چادروں میں لپٹا ہوا آتا ہے تو گویا وہ میدانِ حشر کا عکس پیش کررہا ہوتا ہے، احرام کفن کے مشابہ اور ارکانِ حج میدان حشر کا سماں باندھ دیتے ہیں۔ اللہ کے دربار میں پہنچ کر اپنی من مانی نہیں ہوسکتی، سخت گرمی، بھوک پیاس کی شدت، دنیا سے بے التفاتی، صبر وضبط، محنت ومشقت، جسمانی وروحانی جد وجہد اور مالی اخراجات کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی اخلاصِ نیت پر ہی فیصلہ فرماتے ہیں کہ ''اے بندے! جا میں نے تجھے بخش دیا''۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج مبرور (نیکی والا حج) کا ثواب جنت ہی ہے''۔ یاد رکھیں! جب بندہ ''لبیک اللھم لبیک'' کی صدا لگاتے ہوئے دربارِ الٰہی میں پہنچتا ہے تو پھر اسے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ جس کے دربار میں جارہا ہے، وہ کوئی عام نہیں بلکہ بادشاہوں کو بادشاہی دینے والا ہے، اس کے دربارِ عالی شان میں ہیبت وعظمت اور جلالت وکبریائی کے پیش نظر آنکھ بھی اس کے منشا کے خلاف پلک نہیں جھپکا سکتی، انتہائی آداب وخلوص اور خوف وخشیت کے ساتھ حاضری دینی چاہئے۔ اگر وہاں بھی اپنی من مانی ہوگی تو یاد رکھیں وہ زمین انبیا کی سرزمین ہے، فوراً فیصلہ ہوتا ہے اور فوراً کوتاہی پر پکڑ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو سمجھ عطا فرمائے، آمین!

صاحبزادہ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کا سفرِ حج

اگلے سال ۲۰۰۷ء میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے صاحبزادۂ محترم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مع اہلیہ محترمہ حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے، اس سفر میں آپؒ کے گھر سے اور کوئی نہ جاسکا کیوں کہ رحیمی شفاخانہ اور دارالعلوم محمدیہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور قاری محمد

افضل ممتاز رحیمی مدظلہ کی موجودگی ضروری تھی۔ چونکہ مدرسہ میں مشترکہ قربانی کا نظم رہا کرتا تھا، اس لئے کم از کم دو افراد کا رہنا ضروری تھا۔

تیسری صاحبزادی کا نکاحِ مسنونہ

اسی سال مورخہ ۲۰؍مئی ۲۰۰۷ء کو تیسری صاحبزادی کا عقد مسنونہ مکرمی ڈاکٹر حافظ محمد سفیان رحیمی زید مجدہم سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی ایما اور قدوۃ السالکین حضرت منشی محمد عالم صاحب مدظلہ کی خواہش پر عمل میں آیا۔ خاندان کے تمام افراد کے علاوہ بنگلور، چنئی، بنگال، دہلی اور یوپی وغیرہ سے تقریباً دو ہزار سے بھی زائد مہمانانِ کرام نے نکاح میں شرکت کی اور دولہا و دلہن کو دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ زوجین کے اس رشتہ کو قبول فرمائے اور دونوں جہاں میں مسرت و بہجت اور ذریعۂ آخرت بنائے، آمین ثم آمین۔ اس نکاح میں بھی حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کا خیال رکھتے ہوئے جوڑے جہیز وغیرہ سے مکمل پرہیز کیا۔

✧✧✧

ایک عظیم سانحہ

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کا وصال

مورخہ ۱۵؍جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایک اندوہناک حادثہ یہ پیش آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے انتہا پیار کرنے والی والدہ محترمہ اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے تمام خاندان کے لئے ایک بڑا اور المناک سانحہ تھا، ابھی آپؒ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ اور خسر مکرم رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کو بھول بھی نہ پائے تھے کہ والدہ صاحبہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مع اہل و عیال بنگلور سے جب چرتھاول پہنچتے تو وہ ہر ایک کو انتہائی پیار سے اپنے قریب بٹھاتیں، فرداً فرداً سب کی خیریت معلوم کرتیں، ہر ایک کے مزاج کے مطابق کھانے اور رہنے کا اہتمام کرتیں، چلتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ کر بہت سی دعائیں دیا کرتیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اس عمر میں بھی ایسے ہی پیار کرتیں اور سر و چہرے پر ہاتھ پھیرا کرتی تھیں جس طرح بچپن میں۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تو سلام کی آواز سن کر پہچان لیتیں، یا پھر سر پر ہاتھ پھیر کر بتا دیا کرتیں کہ کون ہے۔ حضرت حبیب الامتؒ کے دوسرے صاحبزادے مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی جب دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے تو ہر جمعرات بعد نمازِ عصر فون کر کے بلا لیا کرتیں، وصال سے ایک ہفتہ قبل صاحبزادۂ محترم ملاقات کے لئے گئے تو سلام کی آواز سن کر جواب دیتے ہوئے فرمایا: اچھا عثمان ہیں! پھر خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد کہنے لگیں: مجھے منشائے الٰہی کے مطابق اب دکھائی نہیں دیتا، لیکن ذرا دیکھوں تو کہ چہرہ کیسا ہے؟ صاحبزادہ نے سر آگے کیا تو بالوں میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے اچھی طرح چہرہ ٹٹول کر دیکھا اور پیشانی پر پیار کرتے ہوئے فرمایا: میرا پوتا شکل و شباہت میں بالکل میرے ادریس جیسا ہوگیا ہے۔ وہ جیسے بائیس تیئس سال کی عمر میں دِکھائی دیتے تھے، یہ بھی بالکل ہو بہو ایسا ہی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو اپنے دیگر چچاؤں سے معلوم کرلو۔ اللہ اکبر! حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے کس درجہ محبت والفت تھی۔ ان کی رحلت سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اشکبار ہوگئے۔ انتہائی محبت وشفقت فرمانے والی والدہ صاحبہ نے انتقال سے ایک دن قبل بعد نمازِ عشا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور اہلیہ صاحبہ سے بہت دیر گفتگو فرمائی اور انہیں خوب دعاؤں سے نوازا۔ دوسرے دن نمازِ مغرب کے بعد لیٹ کر انتہائی خاموشی سے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔

چرتھاول سے برادران نے فون پر صرف اتنی اطلاع دی کہ اماں جان کی طبیعت سخت علیل ہے، آپ فوراً آجائیں۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پر یہ خبر بجلی بن کر گری، آپؒ ساکت ہوکر رہ گئے۔ آپؒ مع اہل خانہ دہلی کے لئے روانہ ہوگئے، سوئے اتفاق سخت طوفانی بارش کی وجہ سے پچاسوں فلائٹ لیٹ ہوگئیں، ایئر پورٹ پر پانچ گھنٹے انتظار کرنا پڑا، بار بار چرتھاول فون کرتے اور ماں کی خیریت دریافت فرماتے۔ صاحبزادۂ محترم ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی نے اضطراب دیکھا تو عرض کیا: آپ اتنے پریشان نہ ہوں، دادی جان ان شاء اللہ ٹھیک ہوجائیں گی۔ حبیب الامتؒ نے نمناک آنکھوں کے ساتھ فرمایا: کوئی بتا نہیں رہا ہے، لیکن میری پیاری ماں کا انتقال ہوگیا ہے۔ صاحبزادہ نے کہا: آپ کیوں خواہ مخواہ دل چھوٹا کر رہے ہیں؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ فرمایا: رات ماں نے جس محبت و الفت کے ساتھ مجھ سے ایک گھنٹہ گفتگو کی اور اس گفتگو کے دوران میرے دل کی جو تڑپ تھی اس نے مجھے بتادیا کہ یہ آخری کلام ہے۔ اللہ اکبر!

۱۶؍جنوری صبح دس بجے چرتھاول پہنچے۔ نمازِ ظہر میں گھر کے سامنے والی مسجد عثمان غنیؓ عرف بھورے والی مسجد میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، سیکڑوں افراد نے نمازِ جنازہ ادا کی، چرتھاول کے عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کے انتقال پر دارالعلوم محمدیہ بنگلور سمیت سیکڑوں مدارس اسلامیہ میں قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی ثم مدنی استاد مسجد نبوی مدینہ منورہ نے بھی مسجد

نبوی میں اجتماعی دعا اور قرآن خوانی کا اہتمام فرمایا۔ ادارہ ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور نے والدہ صاحبہ کے نام سے خصوصی شمارہ شائع کیا۔ والدہ کے چند زیورات تھے جنہیں والد صاحب کے مشورہ پر فروخت کرکے مسجد عثمان غنی عرف بھورے والی مسجد میں بورویل لگوایا گیا، چونکہ مسجد اونچائی پر واقع ہے اس لئے رقم کافی نہ ہوئی تو بقیہ رقم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی اور دیگر پائپ موٹر، پانی کے ٹینک، مسجد میں بجلی کے پنکھے اور لوہے کی گرل وغیرہ کا انتظام کرایا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان تمام کا ثواب والدہ صاحبہ کو پہنچائے۔ دعا ہے کہ رب تعالیٰ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپؒ کی والدہ کو کروٹ کروٹ آرام اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین!

والدہ صاحبہ کی دلی خواہش اور تسبیحات کی کثرت

والدہ صاحبہ کی دلی خواہش تھی کہ ’’میں زندگی میں کسی کی محتاج نہ رہوں‘‘۔ دوسرا یہ کہ ’’میری کوئی نماز قضا نہ ہو‘‘ اور ’’تیسرا یہ کہ جمعہ کے دن موت واقع ہو‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ تینوں آرزوئیں پوری فرمادیں۔ انتقال سے قبل مرحومہ والدہ صاحبہ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ ’’میں نے اپنی تمام اولاد یعنی نو بیٹوں اور دو بیٹیوں میں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ستّر ستّر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھ کر ان کے نامۂ اعمال میں کئی ماہ قبل جمع کرادیا تھا‘‘۔ اللہ اکبر کبیرا!

کثرتِ ذکر، تسبیحات اور درودِ پاک کا یہ عالم تھا کہ تسبیح کے دانے گھس گھس کر ٹیڑھے ہوگئے تھے۔ بے حد مہمان نواز تھیں، آنے والے کے مزاج، مقام ومرتبہ کے لحاظ سے اچھی طرح انتظام فرماتیں، ہر آنے والے مہمان کی خاطر تواضع اور عزت افزائی فرماتیں، رخصت کرتے ہوئے خاموشی کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرتیں۔

والدہ صاحبہ کی بنگلور تشریف آوری

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مرحومہ اپنی زندگی میں بنگلور کئی مرتبہ تشریف لائیں، کئی کئی ماہ قیام فرمایا کرتیں، لیکن بنگلور میں رہنا آپ کو پسند نہ آیا کرتا، چونکہ دیہات کا کھلا ماحول ہوتا ہے، پڑوسیوں ورشتہ داروں سے ملنا جلنا رہتا ہے جو شہر میں ممکن نہیں، شہروں میں پڑوسیوں کے

دروازے بند رہتے ہیں۔ بنگلور میں دورانِ قیام رات کے کسی پہر آپ کی آواز آتی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ معلوم کرتیں کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔ لیکن والدہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دے کر فرماتیں کہ مجھے وضو کرادو۔ آپ پہلے حمام میں چھوڑ کر آتے، پھر دوبارہ وضو کا لوٹا دے کر بٹھاتے اور وضو کے بعد ہاتھ پکڑ کر مصلے پر لاکر بٹھا دیتے۔ والدہ مرحومہ نماز کے لئے کھڑی ہوتیں تو حبیب الامتؒ وضو اور نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر والدہ کے پیچھے ہی تشریف فرما ہو جاتے تاکہ جب نماز سے فارغ ہوں اور کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو آواز دینے کی زحمت نہ گوارہ کرنی پڑے۔ لیکن والدہ نمازِ فجر کے بعد تسبیحات میں مشغول ہو جاتیں، پھر اشراق پڑھ کر فرماتیں کہ اب مجھے اٹھادو۔ مرحومہ کا یہ معمول ہمیشہ رہا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خوب دعاؤں سے نوازتیں۔

✦✦✦

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اشعار سے دلچسپی

حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نعتیہ مجلس

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری ہوئی تو حضرت پر اس وقت عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ پر وجد و کیفیت طاری تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا: ’’سب اپنی اپنی محبت، یادداشت وصلاحیت کے اعتبار سے نعتیہ اشعار سنائیں‘‘۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی چند اشعار سنائے، خصوصاً شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے۔

بلغ العلی بکمالہ　　کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ　　صلوا علیہ و آلہ

اس کے بعد دیگر حضرات سے فرمایا ’’آپ بھی سنائیں‘‘۔ آخر میں حبیب الامتؒ کی جانب متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ’’حبان صاحب! آپ بھی سنایئے‘‘۔ حبیب الامتؒ نے فرمایا: حضرت! میری تو آواز بھی اچھی نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا: ’’آواز کا کوئی تعلق نہیں ہے، آپ اپنے ذوق کے مطابق سنایئے‘‘۔ تو حبیب الامتؒ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درجِ ذیل نعتیہ شعر پیش کیا۔

اے بادِ صبا پیغام مرا یثرب کے دھنی سے کہہ دینا
جب لوگ مدینہ جاتے ہیں میں چپکے چپکے روتا ہوں

نہایت تکرار کے ساتھ کئی منٹ کے بعد جب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر سنا کر خاموش ہوئے تو حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: ’’آپ نے تو فرمایا تھا کہ آواز اچھی نہیں ہے؟ جب ایک شعر اتنا رقت آمیز ہے تو پوری نعت کیسی ہوگی، اور پڑھو‘‘۔ حضرت حاذق الامت علیہ الرحمہ کے حکم پر آپؒ نے پوری نعت پیش کی۔

وہ دل ہی اُجڑ جائے، وہ قلب ہی لٹ جائے
جس میں رُخِ احمد کی تصویر نہیں ہوتی

میں خاکِ کفِ پائے احمدؐ کو نہ کیوں چوموں
اس سے بہتر کوئی اکسیر نہیں ہوتی

ان اشعار سے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ بہت محظوظ ہوئے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ اشعار

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے صاحبزادگان بتایا کرتے ہیں کہ حضرتؒ کو درجِ ذیل اشعار بڑے پسند تھے۔

ہر ابتدا سے پہلے، ہر انتہا کے بعد
ذاتِ نبی بلند ہے ذاتِ خدا کے بعد
دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰؐ کے بعد

اللہ غنی رتبہ دربارِ مدینہ
آرام یہاں کرتے ہیں سرکارِ مدینہ

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں، نہ دکانِ آئینہ ساز میں

نہ ایسی زلفیں نہ ایسا چہرہ نہ یوں کسی پہ شباب ہوگا
جواب ہوں گے سبھی کے لیکن نہ مصطفیٰ کا جواب ہوگا

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

خاموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

نہ مے کا ذکر نہ پینے کی بات کرتے ہیں
ہم اہلِ دل ہیں، مدینہ کی بات کرتے ہیں

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمدؐ رقم نہ ہوتا
یہ نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا، وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا
نہ روحِ حق سے نقاب اٹھتی، نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخشِ نگاہِ عرفاں، اگر چراغِ حرم نہ ہوتا

محبت میں نہ ہم سرکیں نہ تم سرکو
اگر سرکیں تو کردو قلم سر کو

خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر
میں اُن کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

درد ہو دل میں تو کیا کیجئے
دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجئے

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

تو اِدھر اُدھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں، تری رہبری کا سوال ہے

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
دل اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

وہ جو گیت تم نے سنا نہیں مری عمر بھر کا ریاض تھا
مرے درد کی تھی وہ داستاں جسے تم ہنسی میں اُڑا گئے

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ہر جابرِ وقت سمجھتا ہے محکم ہے مری تدبیر بہت
پھر وقت اسے بتلاتا ہے، تھی کند تری شمشیر بہت

ایک مرتبہ گنگوہ میں مجلس ہو رہی تھی، حافظ خورشید صاحب کی فرمائش پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر سنایا:

مرنے کے بعد بھی نہ گئی امارت کی بو
تختہ پہ بہرِ غسل لٹایا تو اکڑ گئے

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر یہ اشعار گنگناتے کرتے:

یہ زندگی ہے فانی — یہ دنیا ہے آنی جانی
راحت بھی آنی جانی — مصیبت بھی آنی جانی
رہے صدا اللہ کا نام — تم کرو اللہ کے کام

بچپن جوانی کی کھیتی   جوانی بڑھاپے کی کھیتی
بڑھاپا زندگی کی کھیتی   زندگی آخرت کی کھیتی

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار بھی حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ اشعار میں سے تھے: ؎

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو
ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
آں چناں کہ زی وقتِ مردنِ تو
ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

یعنی اس وقت کو یاد کر کہ جب تو پیدا ہوا تو سب خوش ہو رہے تھے اور تو رو رہا تھا، اب جب تو دنیا سے رخصت ہو تو ایسے جا کہ سب روئیں اور تو ہنستا ہوا ہو۔ اور واقعتاً یہی ہوا بھی، حضرت حبیب الامتؒ کا وصال ایک کثیر تعداد کو غم واندوہ میں مبتلا کر گیا۔

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است

اقبال کے اس شعر کا ترجمہ ہے: رسولِ مصطفیٰ ﷺ کا مقام مسلمان کے دل میں ہے، ہماری عزت وآبرو مصطفیٰ ﷺ کے نامِ مبارک سے ہے۔

ولی کامل شیخ طریقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ ایک شاعر نے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ شعر کہا ؎

ایک صفت ہے مجھ میں ایسی کہ خدا میں بھی نہیں
وہ ہے مولیٰ اسے آتا نہیں بندہ بننا

چونکہ اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی ظاہر نہیں ہو رہی اور بندہ کا تکبر ظاہر ہو رہا ہے جو ادب کے خلاف ہے، لہٰذا دوسرے شاعر نے اس کی اصلاح کی اور کہا ؎

ہر صفت ہے اُس کی محکوم ارے ناداں
وہ ہے مولیٰ اسے آتا نہیں بندہ بننا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مولانا اسمٰعیل میرٹھی کی یہ حمد بہت پسند فرمایا کرتے: ؎

تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا
کیسی زمیں بنائی کیا آسماں بنایا
پاؤں تلے بچھایا کیا خوب فرشِ خاکی
اور سر پہ لاجوردی اک سائباں بنایا

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ زیب النساء بنت اورنگزیبؒ کے یہ اشعار بھی پسند فرماتے: ؎

درِ ابلق کسے کم دیدہ موجود   مگر اشکِ بتاں سرمہ آلود
در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو نعت سے بڑی رغبت تھی، یہاں تک کہ مولانا حالی کے نبی کریم ﷺ کی شان میں کہے گئے درج ذیل اشعار بھی بہت پسند فرماتے: ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

مولانا اسمٰعیل میرٹھیؒ کے بچوں سے متعلق اشعار بھی بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔

اہل بیت کے مناقب پر اشعار

ایک مرتبہ مزاحیہ گفتگو ہو رہی تھی، عشقِ رسول ﷺ کا بھی تذکرہ تھا، اہلِ بیت کے مناقب و واقعات بھی بیان کئے جا رہے تھے، ایسے میں حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا: کوئی انسان کتنا ہی کم درجہ کا ہو، معاشرہ میں اس کی عزت کتنی ہی کم کیوں نہ ہو، لوگ اس کا مذاق ہی کیوں نہ بناتے ہوں لیکن اگر اس کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ؐ کی آل و اولاد کی محبت اس کے دل کے گوشہ میں ضرور ہوتی ہے۔ چرکین نامی شاعر اپنے اشعار کی وجہ سے بڑا بدنام ہے، ہمیشہ بول و براز ہی اس کے اشعار کا موضوع ہوا کرتے، ایک مرتبہ کسی ''بزمِ علی'' میں لوگوں نے اُسے گھیر لیا کہ شیرِ خدا دامادِ رسولؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شانِ اقدس میں کوئی شعر پڑھیں، تو چرکین نے شعر کہا ؎

رَن میں جس دم تیغ کھینچی حیدرِ کرارؓ نے
ہگ دیا دہشت کے مارے لشکرِ کفار نے

یہ پرمزاح شعر سنا کر حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا: کسی کے ظاہر پر نہ جاؤ اور کسی کے افعال واقوال پر نہ جاؤ، ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں پنہاں الفتِ رسولؐ یا محبت آلِ رسول اس کی مغفرت کا سبب بن جائے۔......اسی طرح آپ دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: کشمیر میں بزمِ حسینؓ منعقد تھی، بڑے بڑے شعراء مدعو تھے لیکن ایک چودہ سالہ نوجوان لڑکے کے شعر نے سب کو مات دے دی، اس نوجوان نے شعر پڑھا۔ ؎

کر مہملہ کو چھوڑ کر منقوط کو شمار
سن کربلا کا نکلے ہے نامِ ''حسین'' میں

یعنی حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات سنہ ساٹھ ہجری ہے، اگر امامِ حسین کے نام کے مہمل حروف ''ح'' اور ''س'' کو چھوڑ کر ''ی'' اور ''ن'' کے اعداد نکالیں جائیں تو یا کے دس اور نون کے پچاس کل ملا کر ساٹھ عدد ہوتے ہیں، اور سنہ ساٹھ ہجری تاریخ شہادت ہے آپ رضی اللہ عنہ کی۔

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

منزل کی جستجو میں کیوں پھر رہا ہے راہی
اتنا عظیم ہو جا، منزل تجھے پکارے

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

ان کے علاوہ اور بھی بے شمار اشعار حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم پسند فرمایا کرتے تھے، خصوصاً شیخ سعدیؒ، حافظ شیرازیؒ، خواجہ حسن مجذوبؒ، علامہ اقبالؒ، امیر خسروؒ اور دیگر کئی صوفی شعرا کے علاوہ حمدیہ ونعتیہ اشعار کا ازحد ذوق رکھتے تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ ''دیکھو! بعض شعرا ایسے بھی گزرے ہیں جن کی ایک شعر کی بدولت اللہ نے مغفرت فرما دی، شعر وہ ہوتا ہے جو سمندر کو کوزے میں بھر دے، شاعر وہ ہے جو عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہو، جس کے کلام سے محبت والفت اور تڑپ ظاہر ہو، آج شاعری کے نام پر دکان داری زیادہ ہے''۔

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اصلاحی اسفار

بنگال کا پہلا اصلاحی سفر

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال اور آپ کے صاحبزادگان کو جانشین مقرر کرنے کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے مریدین ومتوسلین کے اصرار پر مختلف اسفار پیش آئے۔ عالیجناب قاری محمد محبوب رحمانی صاحب (چیئر مین ورلڈ پیس فاؤنڈیشن) کی دعوت پر بنگال کا پہلا سفر ہوا، چونکہ جناب قاری محبوب رحمانی اور ان کا گھرانہ شروع سے ہی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مع اہل وعیال آنے کی مسلسل دعوت دے رہا تھا، اس لئے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی اہلیہ محترمہ، چھوٹی صاحبزادی اور صاحبزادۂ مکرم حکیم محمد عدنان حبان نوادر کے ہمراہ اس سفر پر تشریف لے گئے۔ ائیر پورٹ پر قاری صاحب کے ساتھ عالیجناب قاضی امیر الزماں صاحب، قاری محمد اکرام الرحمٰن صاحب اور مولانا مفتی عبدالحیٔ کے علاوہ بہت سے لوگوں نے استقبال کیا۔ اہلیہ وصاحبزادی کا قیام قاری محبوب رحمانی کی اہلیہ نے اپنے ساتھ گھر پر رکھا۔ اس موقع پر کلکتہ مرشد آباد اور بردوان وغیرہ میں اجلاس ہوئے، دعائیہ نشستیں رکھی گئیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ ''تحفظِ ختم نبوت'' کے عنوان پر ایک خصوصی اجلاس مرشد آباد میں منعقد کیا گیا، جس میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کیا گیا۔ پچاس ہزار سے زائد افراد نے اس میں شرکت کی، حضرت مولانا ابو طالب رحمانی، حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا جمشید صاحب اور حضرت مولانا قاسم صاحب مدظلہم کے علاوہ بنگال وبہار کے سرکردہ علمائے کرام اور جمعیۃ علماء ہند بنگال وبہار کے ذمہ داران شامل جلسہ رہے۔ یہ اجلاس ایک دن اور ایک رات کا رہا، علمائے کرام وعمائدین عظام کے ہمراہ مختلف علمی نشستیں رہیں، بہتوں نے استفادہ کیا اور لوگوں کے اصرار پر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی تعداد کو بھی بیعت فرمایا۔

مدرسہ رحمتِ عالم للبنات کا سنگِ بنیاد

اس سفر میں مرشد آباد کے مضافات کے آندی علاقہ میں مدرسہ رحمت عالم للبنات کا سنگ بنیاد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے رکھا گیا، سنگ بنیاد کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: معاشرہ میں خواتین کا کردار نہایت اہم ہے، بچیوں کو تعلیم سے آراستہ کرنا اور انہیں اسلامی طور طریقے سکھانا انتہائی ضروری ہیں، کیوں کہ ان کی گود میں پوری نسل کی پرورش ہوگی۔ جب بچیاں اسلامی تہذیب وتمدن سے آشنا ہوں گی تو آنے والی نسلیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اور بہتر انداز سے پرورش کر سکیں گی۔

سنن نسائی کی حدیث ہے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم سب کے سب نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ ﷺ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے، رسول اللہ ﷺ بڑے رحم فرمانے والے اور نہایت نرم دل تھے، آپ ﷺ کو محسوس ہوا کہ ہم کو گھر والوں کا اشتیاق ہوگیا ہے تو دریافت فرمایا: تم کس کس کو گھر چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم نے (اپنے اپنے حساب سے) آپ ﷺ کو بتایا تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِرْجِعُوْا اِلٰی اَھْلِیْکُمْ فَأَقِیْمُوْا عِنْدَھُمْ وَعَلِّمُوْھُمْ وَمُرُوْھُمْ اِذَا حَضَرَتُ الصَّلَاۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمُّکُمْ اَکْبَرُکُمْ''. تم اپنے گھر بار کی طرف لوٹ جاؤ، ان کے پاس رہو، انہیں تعلیم دو اور انہیں اسلامی احکام بتلاؤ، جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور بڑا جماعت کرائے۔ اس حدیث سے عورتوں اور بچیوں کی اسلامی تعلیمات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا: مدرسہ اللہ اور اس کے رسول کے اقوال کی تعلیم دیتا ہے، جہاں اسوۂ رسول کو اپنا کر انسان کی صحبت بدل جاتی ہے، اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جو فنا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کو ولایت کے مقام پر منتخب فرماتے ہیں، جو انسانیت کی فکر میں اپنے آپ کو مصروف رکھتا ہے دنیا اسی کو یاد رکھتی ہے۔

پونہ کا پہلا سفر

بنگال سے واپسی پر حضرت مولانا حکیم محمد اقبال صاحب قاسمی مدظلہ العالی (خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) حضرت قاری ظہیر احمد صاحب زید مجدہم کی خصوصی دعوت پر پونہ مہاراشٹر کا تین روزہ سفر رہا، جس میں کئی مدارس کے جلسۂ دستار بندی میں شرکت فرمائی، حضرت مولانا نظام الدین صاحب مدظلہ کے مدرسہ کا بھی معائنہ فرمایا اور دعائے خیر فرمائی۔ حضرت قاری محمد ادریس صاحب انصاری کے اصرار پر طالبات کے مدرسہ میں بخاری شریف کے اختتام پر خطاب اور دعا فرمائی۔ اس سفر میں ممبئی واطراف سے آئے ہوئے مہمانانِ کرام میں سے کئی نوجوان علمائے کرام طلبائے عزیز کے علاوہ بہت سے لوگوں نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اس سفر میں آپ کے صاحبزادے مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی بھی حضرتؒ کے ہمراہ رہے۔

مرشد آباد کا سفر

سفر پونہ کے چند ماہ بعد قاری محمد محبوب رحمانی صاحب اور دیگر بہت سے علمائے کرام کی دعوت پر دوبارہ کلکتہ کا سفر ہوا، اس سفر میں شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر صاحب رحیمی اسعدی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ) عالی جناب الحاج عبد الرحمٰن عرف بابو بھائی، عالی جناب الحاج سید افضل پاشاہ صاحب مرحوم اور قاری محمد عبد الباری حبانی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے۔ اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد آباد کے بڑے اور پرانے مدرسہ قاسم العلوم کے خصوصی اجلاس کی صدارت فرمائی۔ ایک بڑا اجتماع ''تراجم کی افادیت واہمیت'' پر منعقد ہوا، جس میں عربی سے اردو، اردو سے بنگلہ، انگریزی سے بنگلہ اور اردو تراجم وافادات پر مشتمل بہت سی کتب کا اجرا عمل میں آیا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تراجم کی ضرورت واہمیت پر خصوصی خطاب ہوا۔ اس سفر میں بھی سینکڑوں لوگوں نے اپنا اصلاحی تعلق قائم کیا اور آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس اجتماع میں عوام کے علاوہ کئی ہزار علماء کرام شامل رہے۔

پونہ کا دوسرا سفر

ایک سال بعد ہی پونہ کا دوسرا سفر ہوا، اس موقع پر بھی بہت سے مدارس میں خطابات ہوئے۔ شہر کی بڑی مسجد ''مکہ مسجد'' میں نمازِ عشا کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا اصلاحی خطاب ہوا، پہلے سے ہی لوگوں کو اطلاع کر دی گئی تھی، مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، دور دور سے لوگ بیان سننے کے لئے آئے ہوئے تھے، بہت سے علمائے کرام اور عوام الناس کی ایک بڑی تعداد نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اصلاحی تعلق قائم کیا، دیر رات یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔ شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدی صاحبؒ اور صاحبزادہ مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اس سفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔

بجنور کا اصلاحی سفر

چند ماہ بعد حضرت مولانا راشد حسین صاحب مظاہری مدظلہ کی دعوت پر حضرت حبیب الامتؒ کا ایک روزہ شہر بجنور یوپی کا اصلاحی سفر رہا، اس موقع پر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جلسۂ دستار بندی کی صدارت اور خصوصی خطاب فرمایا۔ دیر رات حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔ واپسی میں مولانا راشد حسین صاحب مدظلہ کی دعوت پر شہر بجنور کے ہی ایک عالم دین جنہوں نے ایک آراضی برائے مدرسہ خریدی تھی، دعائے خیر کے لئے لے کر گئے، نصف رات کے وقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے قیامِ مدرسہ کے لئے دعا فرمائی۔ بحمد اللہ تعالیٰ آج یہ ایک بڑا ادارہ بن کر اطراف واکناف کے لوگوں کے لئے دینی خدمات انجام دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ تا روزِ قیامت دن دوگنی رات چوگنی ترقیات عطا فرمائے اور بانیان وبہی خواہان کو اجر عظیم عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

دہرہ دون کا تبلیغی سفر

تیسری صاحبزادی کے نکاحِ مسنونہ کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا حکیم محمد اقبال صاحب مدظلہ پونہ والوں کی دعوت پر دہرہ دون کا اصلاحی وتبلیغی سفر ہوا، دہرہ

دون سے آگے ایک گاؤں ''بوڈی'' نامی ہے، بوڈی کے مدرسہ اوراس کے اطراف واکناف میں کئی مدارس کے اجلاس میں شرکت رہی، بوڈی کے مدرسہ کی مسجد میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی اصلاحی خطاب ہوا، ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، سیکڑوں لوگوں نے بیعت کرنی چاہی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائیو! اتنے لوگوں کو ایک ساتھ بیعت نہیں کیا جاسکتا۔لیکن لوگوں کے اصرار پر رسیوں اور چادروں کو باندھ کر لمبی زنجیر بنائی گئی، جس کا ایک سرا پردہ نشیں خواتین تک پہنچایا گیا، بے شمار مرد وخواتین نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور آپؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

ایک خواب ایک بشارت

بوڈی کے مدرسہ رحمۃ للعالمین کے مہتمم جن کا نام غالباً حضرت مولانا سعید صاحب مدظلہ تھا (یا کچھ اور نام ہوگا جو اس وقت یاد نہیں رہا) نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ چار سال قبل آپ ہی کے شیخ ومرشد حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ خصوصی دعوت پر مدرسہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے، اس وقت میں نے خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ ''آج میرا ایک پیارا امتی آرہا ہے، ان سے ملنا''۔اسے اتفاق کہوں یا سوئے قسمت کہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے عرصہ بعد آج آپ ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں اور آج ہو بہو وہی خواب دوبارہ نظر آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''میرا ایک پیارا امتی آرہا ہے، تم اس سے ملاقات کرنا''۔ہم نے صرف سنا تھا لیکن آج آپ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ آپ سے اس قدر محبت کیوں فرمایا کرتے تھے۔

اس مبارک سفر میں صاحبزادہ مولانا حکیم محمد عثمان حبان قاسمی کے علاوہ عالی جناب ڈاکٹر عمار حسین صاحب مظفر نگر، عالی جناب حافظ نواب الدین صاحب، عالی جناب نسیم پاشا صاحب ایڈوکیٹ (پرنسپل نیشنل پبلک اسکول جانسٹھ) حافظ محمد حامد صاحب اور دیگر کئی افراد ہمراہ رہے۔

اولیائے کرام کے مزارات پر روحانی اسفار

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ مصاحب ومرید مشہور تابعی حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے جنوبی ہند کا اسلام کی تبلیغ کے لئے پہلا سفر کیا، کیرلا کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مرکز بنایا اور تمام زندگی اشاعتِ اسلام کا کام انجام دیتے رہے۔حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کریں، ایسے میں چند احباب نے بھی ہمراہ جانے کی آرزو ظاہر کی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے عالی جناب الحاج سید افضل پاشا صاحب سکریٹری دارالعلوم محمدیہ، عالی جناب الحاج عبدالرحمٰن عرف بابو بھائی اور قاری محمد عبدالباری حبانی صاحب کو ساتھ لیا اور کاسرگوڑ کیرلا حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا بارعب وپرکشش چہرہ دیکھ کر ہی مجاور نے بالکل اندر کا دروازہ کھول دیا، یہ دروازہ ہمیشہ بند رکھا جاتا ہے، صرف خواص جنہیں درگاہ کی کمیٹی اجازت دے وہی اندر دو چار منٹ کے لئے جاسکتے ہیں۔حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تمام افراد قبر مبارک کے قریب جاکر بیٹھ گئے۔قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کیا۔صبح سے رات تک یہ قافلہ مالک بن دینارؒ کی درگاہ میں رہا، احاطہ میں موجود ہندوستان کی اولین مسجد جو تیرہ سو سال قبل تعمیر کی گئی، جس کا نام ''چیرامن مسجد'' ہے، اسی میں نمازیں ادا کیں۔ جب تک حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف فرما رہے، درگاہ کا دروازہ کھلا رکھا۔رات میں یہ قافلہ واپس ہوا۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

دورانِ سفر چند احباب نے مالک بن دینارؒ کے حالات دریافت کئے، حضرت حبیب الامتؒ نے ارشاد فرمایا کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کوئی معمولی شخصیت نہیں تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کبار تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں، آپ کو امامِ طریقت، نقیب اہل محبت، جن وانس کی زینت جیسے القاب سے پکارا جاتا ہے۔ طریقت میں آپ کا بڑا مقام تھا، آپ کی ریاضت وکرامتیں بڑی مشہور ہیں، پہلے گانا بجانا مشغلہ تھا، سچی توبہ کی تو ایک خلقت کی اصلاح کا سبب بنے۔ ہندوستان کی پہلی مسجد انہی کے دست مبارک سے وجود میں آئی۔

آپ کی وفات ۹۷ھ اور بعض روایتوں کے مطابق ۱۳۰ھ میں ہوئی۔ سنہ عیسوی ۷۴۸ء ہے۔ وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور معلوم کیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اپنے تمام گناہوں کے باوجود میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوا، اس حسنِ ظن کی وجہ سے جو میں اللہ تعالیٰ سے رکھتا تھا، اللہ نے میرے تمام گناہ بخش دیے۔ اسی طرح کسی اور بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ کو جنت کی جانب لے جایا جارہا ہے، ان بزرگ کے دل میں خیال آیا کہ دیکھو حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جنت میں پہلے پہنچتے ہیں یا محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ؟ چنانچہ جب مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جنت میں پہلے داخل ہوئے تو انہوں نے معلوم کیا کہ محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ تو مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عامل کامل تھے، انہیں جنت میں بعد میں کیوں داخل کیا گیا؟ ملائکہ نے جواب دیا کہ تم صحیح کہتے ہو، محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہننے کے لئے دو جوڑی کپڑے تھے اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صرف ایک جوڑی۔ لہٰذا صبر وضبط کی نسبت مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف زیادہ ہے، اسی لئے انہیں جنت میں پہلے بھیجا گیا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو یحییٰ تھی، آخر عمر تک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اشاعت حدیث کا کام انجام دیا، یہی وجہ ہے کہ محدثین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مختصراً چند باتیں ارشاد فرمائیں اور پھر اشکبار آنکھوں کے ساتھ فرمایا: زندگی ان لوگوں کی تھی، ہم تو وقت گزاری کررہے ہیں، اللہ سے دعا کریں کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کسی جگہ کا سفر نہ کیا، سوائے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہِ زکیہ پرنامبٹ کے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت کے وصال کے بعد اپنے اکابرین واولیائے کرام کے مزارات کی زیارت کی خواہش ہوئی تو سلطان الہند حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کا قصد کیا، چونکہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کا بڑے پیمانے پر کام حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سر جاتا ہے۔ سلسلہ چشتیہ کے نقیب برصغیر ہند میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھا جاتا ہے، ویسے بھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے شیخ اول حضرت مولانا الحاج محمد مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ (نبیرہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ ومجاز حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ) نے خود بتایا تھا کہ ’’جب اجمیر درگاہ میں میں نے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر چلہ کشی کی تو میرے پاؤں زمین سے اٹھنے لگے تھے‘‘۔ یہ بھی وجہ تھی کہ جس جگہ شیخ اول کے پاؤں رکھے گئے ہوں وہاں کی زیارت سے محروم رہنا مناسب نہیں۔ چنانچہ درگاہ پر حاضری دی، فاتحہ خوانی، ایصالِ ثواب اور دعا فرمائی اور واپس ہوئے۔

درمیانِ سفر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت اونچا ہے، آپ ایران کے رہنے والے تھے، تصوف وروحانیت کے علم بردار، واعظ، عالم، فلسفی، صوفی اور زاہد شخصیت کے مالک تھے۔ تیرہویں صدی عیسوی میں آپ ہندوستان آکر آباد ہوگئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کے حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے شاگردوں میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، نصیر الدین محمود چراغ دہلوی اور قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشہور ہیں۔ آپ حضرات حسنین کریمین کی اولاد سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سراج الاولیاء، فخر الکاملین، قطب العارفین، سلطان الہند، امام الطریق، مشائخ ہند اور خواجہ اجمیری جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۶۲۷ھ ایک روایت کے مطابق ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۲۹ء میں ہوئی۔ جس وقت آپ ہندوستان تشریف لائے تو

چالیس افراد ساتھ تھے اور جب وصال ہوا تو ہندوستان میں آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھنے والوں کی تعداد نوے لاکھ تھی۔ اللہ اکبر!

خواجہ معین الدین چشتیؒ کا جب بھی تذکرہ ہوتا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نہایت رقیق القلب ہوجاتے، ارشاد فرمایا کرتے: کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے کہ ایک کروڑ لوگوں نے آپؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، وہ واقعتاً اہل نظر تھے، انہیں دیکھتے ہی لوگ اسلام کی طرف راغب ہوجاتے، آج ہمارے حلیہ وضع قطع سے اسلام تو دور گفتگو اور معاملات بھی غیر اسلامی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ سے واپسی پر اور حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کے ارشاداتِ گرامی سن کر احباب کو ذوق وشوق پیدا ہوا کہ دیگر اطراف واکناف کے اولیائے عظام وعلمائے کرام کے مزارات کی بھی زیارت سے مشرف ہونے کی اجازت عطا فرمائیں، چنانچہ حضرت حبیب الامتؒ کی اجازت سے اجمیر سے پانی پت حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کا رخ کیا گیا۔

عالیجناب الحاج سید افضل پاشا صاحب نے گزارش کی کہ بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے متعلق چند باتیں ارشاد فرمادیں تو بہت اچھا رہے گا، سفر بھی کٹ جائے گا اور جن کے مزار پر جارہے ہیں ان کے حالات سے بھی آگاہی حاصل ہوجائے گی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام ''حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ'' ہے، آپؒ حضرت امام زین العابدین ابن حسین ابن امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہم کی اولاد سے تھے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو خرقۂ خلافت ملا تھا لیکن بعض تذکرہ نگار آپ کو حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ ومجاز تسلیم کرتے ہیں، حضرت خواجہ بوعلی شاہ قلندرؒ چشتیہ سلسلہ کے صاحبِ اسرار مشائخ میں چوٹی کے بزرگ تصور کئے جاتے ہیں، ابتدائی زندگی میں علومِ دینیہ علومِ اسلامیہ میں خوب مہارت حاصل کی، بعدہٗ مجاہدات اختیار کئے، جب جذب وسکر کی

انتہا ہوگئی تو اپنی تمام کتابوں اور قلمی یادداشتوں کو دریا میں پھینک دیا، لیکن آخر عمر میں بہت سی بے مثال کتابیں تحریر فرمائیں، جن میں ''حکم نامہ شرف الدین، حقائق ومعارف'' اور ''ترک وتجرید'' عشق ومحبت کی چاشنی میں ڈوبی ہوئی تالیفات ہیں۔ آپ علیہ الرحمہ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ بنام ''اختیار الدین'' بعد میں ایک مرید نے مرتب کیا جو توحید کے مضامین کا عمدہ نمونہ ہے، آپ کے اشعار کا ایک مختصر مجموعہ ''مثنوی بوعلی قلندر'' بھی رموزِ توحید ومعارف سے مالا مال شاہکار ہے۔ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین وخلفا کا ایک سلسلہ تھا جو برصغیر ہندوپاک کے علاوہ عالم اسلام میں دور تک پھیلا ہوا تھا، دہلی کے حکمراں علاؤالدین خلجی اور جلال الدین خلجی بھی آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کا وصال ۱۳؍رمضان المبارک ۷۲۴ھ مطابق ستمبر ۱۳۲۴ء کو پانی پت میں ہوا اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ولایت وخلافت کے اونچے مقام پر فائز تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور ارشاد گرامی ہے: ''مجذوب کی پہچان درود شریف سے ہوتی ہے، جب اس کے سامنے درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ باادب ہوجاتا ہے''۔

پھر درمیان میں اچانک رُک کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: آپ سبھی بلند آواز سے درود شریف پڑھیں تاکہ اللہ کی رحمتیں ہم پر بھی سایہ فگن رہیں اور اصل نہ سہی نقل ہی سہی مجذوب کی صفت اور سنت پر عمل تو ہوگا۔ چنانچہ سبھی نے خلوص کے ساتھ درود پاک پڑھا، بعدہٗ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے چند واقعات بھی سنائے۔ پھر پانی پت میں آپ علیہ الرحمہ کے مرقد پر حاضر ہوکر فاتحہ خوانی وایصالِ ثواب کیا، فقرا میں حسبِ استطاعت کچھ تقسیم کیا اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام احباب کے ساتھ آپ علیہ الرحمہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے۔

پانی پت سے کلیر شریف کا سفر

رفیق سفر حضرت قاری نثار احمد صاحب قاسمی مدظلہ (امام وخطیب مسجد کٹڑہ بڑیان دہلی) اور مجازِ صحبت عالیجناب سید افضل پاشا صاحب کی فرمائش اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے پانی پت سے کلیر شریف کا سفر شروع کیا گیا، اس موقع پر ان دو احباب کے علاوہ عالیجناب الحاج عبد

الرحمٰن عرف بابو بھائی اور حبیب الامتؒ کے چھوٹے داماد عالیجناب ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی (مالک ریگل میڈیکل سینٹر دہلی) بھی ساتھ تھے۔ دورانِ سفر بہت سی باتیں ہوئیں، عالیجناب بابو بھائی نے کہا: مجھے اجمیر شریف کے بعد کلیر شریف مزار پر جانے کی بڑی خواہش تھی، بنگلور میں ایک عرصہ سے اس دن کے آنے کا انتظار تھا، جس طرح حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ اجمیری اور حضرت بوعلی قلندر کے متعلق چند باتیں ارشاد فرمائیں اسی طرح حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی ارشاد فرما دیں تو زہے قسمت۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: مکمل حالات سے آگاہی تو ممکن نہیں، چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام شیخ سید علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ ہے، چونکہ ملتان سے آپ علیہ الرحمہ ہندوستان یوپی کے شہر رُوڑکی کلیر میں آباد ہو گئے تھے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی اس لئے ''کلیری'' کہا جانے لگا۔

آپ علیہ الرحمہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے تھے، والدہ کی طرف سے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے، اسی طرح حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھانجے اور داماد بھی تھے، خاندانی اعتبار سے بھی بڑے اونچے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ۶۰۳ھ ملتان میں پیدا ہوئے، حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کئے، بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت وخلافت کے بعد کلیر شریف روانہ کیا جہاں پہنچ کر آپ نے قرآن وسنت کی ایسی شمع روشن کی کہ اس کی لو کبھی مدہم نہ ہوئی۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک طویل عرصہ تک اپنے ماموں جان کے لنگر خانے کے نگراں رہے مگر کبھی ایک دانہ تک نہ کھایا جس کے بعد آپ کا لقب ''صابر'' ہو گیا۔

اسی طرح آپ علیہ الرحمہ پر شوق وحال کا غلبہ طاری رہتا تھا، بارہ سال تک کلیر میں گولر کی شاخ پکڑ کر عالم تحیر میں کھڑے رہے مگر پائے عزیمت میں جنبش نہ آئی۔ حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: ''میرے سینے کا علم نظام الدین کے پاس ہے اور دل کا علم علاؤالدین (صابر کلیری) کے پاس ہے''۔ حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں اتنے اولیائے کرام وعلمائے عظام پیدا ہوئے جن کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ سلسلۂ چشتیہ کی دوسری سب سے بڑی شاخ ''صابری'' کی نسبت آپؒ ہی کی طرف ہے، احکامِ

اسلام کے خلاف چلنے والوں کو سختی سے ڈانٹا کرتے تھے، آپؒ کا وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو کلیر شریف میں ہوا، شہنشاہ نورالدین جہانگیر نے اپنے عہد میں آپؒ کے مزار کا گنبد تعمیر کرایا تھا۔

قاری نثار احمد صاحب مدظلہ العالی نے عرض کیا: حضرت! ہم تو آپ کی یادداشت پر حیران ہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: دراصل محبت ایسی چیز ہے جو اکابر واسلاف اور اللہ والوں کے حالاتِ زندگی معلوم کرنے پر اُکساتی ہے۔ سفر پورا ہوا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ حضرت صابر کلیریؒ کے احاطہ میں داخل ہوئے، چاروں طرف مرد وخواتین پھیلے ہوئے تھے، سب پہلے سے ہی باوضو تھے، حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی، فاتحہ خوانی کی اور باہر نکل آئے، چونکہ دہلی واپس آنا تھا، اس لئے زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا، لہٰذا دہلی کے لئے روانہ ہوگئے۔

حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر

دیر رات گئے دہلی پہنچے جہاں ڈاکٹر سفیان رحیمی کے مکان پر قیام فرمایا، نمازِ فجر اور ناشتہ سے فارغ ہو کر مرکز حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہوتے ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں داخل ہوئے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''جو کوئی میری قبر پر آئے وہ پہلے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہو''۔ چنانچہ پہلے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کی اور پھر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہو کر قرآن خوانی وایصالِ ثواب کیا۔ مزار بڑا خوبصورت تعمیر کیا گیا ہے، متصل مسجد بھی بڑی شاندار ہے۔ ڈاکٹر سفیان صاحب نے عرض کیا کہ فنِ تعمیر نہایت عمدہ ہے۔ تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خوبصورت عمارتیں تو بہت ہیں، یقیناً یہاں کی تعمیر بھی دیدہ زیب ہے لیکن یہ پر رونق اور پرسکون ماحول عمارت سے نہیں اہل اللہ کی نورانیت اور زہد وتقویٰ سے ہے۔ حضرت سید محمد نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو نظام الاولیاء، محبوبِ الٰہی، سلطان المشائخ، سلطان الاولیاء اور زری زر بخش ایسے ہی نہیں کہتے، آپ علیہ الرحمہ نے بڑا مجاہدہ کیا، تیس سال سلوک ومعرفت کی منازل حاصل کرنے میں صرف

کردیے، یہاں تک کہ تمام منزلوں کو پالیا۔ آپ علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب امام حسین ؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ ؒ نے باطنی علوم حضرت بابا فرید گنج شکر ؒ سے حاصل کئے اور پھر شیخ کے حکم پر دہلی آکر سکونت اختیار کرلی۔ آپؒ کے مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ ایک دن شیخ عبدالرحیم ؒ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ سحری میں کچھ نہیں کھاتے، افطاری میں کچھ نہیں کھاتے، ضعف ونقاہت سے کیا حال ہوگیا ہے۔ یہ سن کر آپ ؒ پر گریہ طاری ہوگیا، فرمایا: اے عبدالرحیم! کتنے فقیر محتاج مسجد ودرسگاہ کے باہر چبوتروں پر پڑے ہیں، ان کی حالت دیکھ کر میرے حلق سے نوالہ کیسے اُتر سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ علیہ الرحمہ کے لنگر خانہ میں روزانہ ہزاروں من کھانا پکتا اور ہزاروں لاکھوں فقرا ومساکین خانقاہ سے کھانا کھاتے، انتقال کے وقت وصیت فرمادی کہ میرے گھر اور خانقاہ میں جس قدر اثاثہ ہے تمام کا تمام مساکین وغربا میں تقسیم کردیا جائے، چنانچہ خواجہ محمد اقبال داروغۂ لنگر نے ہزارہا من غلہ بانٹ دیا، ایک دانہ بھی نہ چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمالِ جذب وفیض عطا فرمایا، دہلی والوں کو بزرگی کا علم ہوا تو زیارت کو اُمڈ پڑے، بادشاہِ وقت اور امرا عقیدت سے گردنیں جھکائے کھڑے رہتے اور حضرت ان کی طرف التفات بھی نہ فرماتے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کا پوتا معزالدین کیقباد کو اس قدر گہرا لگاؤ تھا کہ اس نے خانقاہ کے قریب اپنا محل تعمیر کرایا اور وہیں سکونت اختیار کرلی، مگر اللہ والوں کی شان نرالی ہوتی ہے، نظر اُٹھا کر بھی کبھی اسے نہیں دیکھا۔ ابوالحسن یمین الدولہ المعروف امیر خسرو ؒ اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ؒ آپ کے خلفائے کبار میں سے ہیں۔

یہ سب قیمتی باتیں تمام رفیقانِ سفر بغور سن رہے تھے، پھر حضرت حبیب الامت ؒ نے مسجد کے باہر کھڑے ہوکر اشارہ سے بتایا کہ مسجد کی دیوار پر حضرت خواجہ نظام الدین ؒ کی تاریخ وفات تحریر ہے، تاریخ وصال فارسی زبان میں ۱۸/ربیع الثانی بروز بدھ ۷۲۵ھ مطابق ۴/مارچ ۱۳۲۴ء کندہ تھی۔ تمام حضرات عقیدت ومحبت سے معمور نگاہوں سے درگاہ کو دیکھتے ہوئے احاطہ سے باہر آگئے۔ حضرت حبیب الامت ؒ کے حکم پر ڈاکٹر سفیان نے ڈرائیور کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ کے مزار کی طرف جانے کو کہا اور تمام احباب کار میں سوار ہوگئے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ کے مزار پر

حضرت حبیب الامت ؒ مہرولی شریف پہنچے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ کے مزار پر حاضر ہوکر قرآن خوانی اور دعا سے فارغ ہوکر تھوڑی دیر کے لئے ایک طرف بیٹھ گئے، یہاں کا منظر بھی خواجہ نظام الدین ؒ کی درگاہ جیسا ہی تھا، مزار کی عمارت بھی ملتی جلتی سی ہے۔

حضرت قاری نثار احمد صاحب قاسمی مدظلہ نے سوال کیا کہ خواجہ قطب الدین ؒ کن کے خلیفہ ہیں؟ تو حضرت حبیب الامت ؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بختیار کاکی ؒ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ کے خلیفۂ خاص اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ؒ کے پیر ومرشد ہیں۔ آپ کا نام سید بختیار ہے، لقب قطب الدین اور قطب الاقطاب ہے اور کاکی عرفیت ہے، آپ علیہ الرحمہ کا حسینی سادات سے تعلق تھا۔ نہایت کم عمری ہی میں خواجہ معین الدین چشتی ؒ سے بغداد میں بیعت کی، صرف سترہ سال کی عمر میں اپنے شیخ سے خرقۂ خلافت پایا، جب خواجہ اجمیریؒ ہندوستان تشریف لائے تو قطب الدین بختیار کاکی ؒ بھی ساتھ ہی ہندوستان آگئے اور دہلی میں قیام فرمالیا، حضرت ؒ کی تصوف کے موضوع پر ''فوائد السالکین'' بڑی گراں قدر تالیف ہے، ۱۲۳۵ء میں انتقال فرماگئے، سلطان التمش نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

قاری نثار احمد صاحب قاسمی مدظلہ نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت کی عمر میں برکت عطا فرمائے، زندگی دہلی میں ہی رہتے رہتے کٹ گئی، ان بزرگوں کے مزارات پر بارہا آنا ہوا لیکن اس قدر جامع معلومات ہمیں کسی سے نہیں ملیں، اولیائے عظام کے مزارات پر ہماری یہ حاضری حضرت حبیب الامت ؒ کی ہمراہی میں زندگی کا ایک یادگار سفر بن گیا۔

حضرت حبیب الامت ؒ نے فرمایا: حضرت! میں کیا ہوں اور میری کیا بساط، یہ سب مشائخ عظام کی جوتیوں کا صدقہ ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفید فرمائے، آمین۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر

یہاں سے چلے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مہندیان قبرستان گئے ہوئے کافی عرصہ ہوگیا ہے، ابھی وقت بھی ہے اور آپ حضرات کی ایسی معیت بھی تو میں سوچ رہا ہوں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قبرستان کی بھی زیارت کرلی جائے۔ تمام احباب نے اتفاق اور خوشی کا اظہار کیا تو یہ قافلہ مہندیان قبرستان کی جانب چل پڑا۔

راستے میں عالیجناب الحاج افضل صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام تو بارہا سنا لیکن ان کی کرامات کسی نے آج تک ہمیں نہیں بتائیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت اور مجاہدہ یہ ہے کہ علم حدیث کو آپ نے نئے سرے سے ہندوستان میں زندہ کیا، جس تیزی سے ایسٹ انڈیا کمپنی نے دین اور علومِ اسلامیہ کو ختم کرنے کے لئے مہم چلائی تھی اگر حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا خانوادہ مجاہدات اور علمی کام انجام نہ دیتے تو اسلام بہت تیزی سے اس ملک سے ختم ہو چکا ہوتا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے، آپ علیہ الرحمہ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم محدثِ دہلوی ایک جید عالم اور مشہور بزرگ تھے، فتاویٰ عالمگیری کی نظر ثانی و اصلاح میں آپ بھی شریک تھے۔ شاہ صاحبؒ نے سولہ سال کی عمر میں ہی تمام علومِ ظاہرہ و باطنہ میں کمال پیدا کرلیا تھا، جب سترہ سال کے ہوئے تو والد کا انتقال ہوگیا لیکن وصال سے قبل ہی بیعت و ارشاد اور درس و تدریس کی مسند عطا فرمادی۔ والد کے وصال کے بعد عرب و عجم کے بہت سارے علمائے عظام سے آپ علیہ الرحمہ نے استفادہ فرمایا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے اسّی سال بعد دہلی میں ہوئی۔ احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کی تیسری لڑائی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خط پر ہی لڑی تھی اور مرہٹوں کو شکست دی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، اصلاحی، ملکی، آئینی، علمی غرض ہر قسم کے کلیدی مسائل پر مستقل کام کیا۔ قرآن کریم کا فارسی ترجمہ بھی آپ ہی کا مرہونِ منت ہے، آپؒ نے بے شمار کتابیں علم تفسیر،

علم حدیث، علم تاریخ، علم تصوف پر تالیف فرمائیں۔ ان میں مشہور ترین کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' ہے۔ اسلامی ریاست اور اس کے نظام پر ایک قیمتی ومنفرد کتاب ''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء'' فارسی زبان میں دو ہزار سے زائد صفحات پر تحریر کی۔ اسی طرح اسلامی عقائد، اسلامی تعلیمات، اسلامی احکام اور دلائل و براہین پر بے شمار کتابیں لکھیں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کارناموں کی بدولت آپ کا نامِ گرامی امام غزالی، ابن حزم اور امام ابن تیمیہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

نہ وقت ہے اور نہ حضرت شاہ صاحب کے کارناموں کو یہاں بیان کیا جاسکتا ہے، بس اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ بھارتی مسلمانوں کے زوال کے بعد جو بیداری اور اسلامی احیائی تحاریک شاہ صاحب نے شروع کی تھیں انہوں نے مسلمانوں کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کردیا، اگر یہ کہوں کہ یہ ان کی بڑی کرامتیں تھیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اسی طرح آپؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا پہلا فتویٰ جاری کیا اور جنگ آزادی میں نئی روح پھونکی۔ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا اردو ترجمہ قرآن تحریر کیا، شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو کی پہلی تفسیر ''موضح القرآن'' تحریر کی۔

شاہ صاحب کی اولاد میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا؟ انہوں نے ''تقویۃ الایمان'' نامی لاجواب کتاب لکھی اور انگریز کے خلاف میدانِ جہاد میں علمِ بغاوت بلند کیا۔ اس علمی خاندان نے ہندوستانی مسلمانوں پر وہ احسان کیا ہے جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا، آج اگر ہمارے پاس دین وایمان ہے تو اس خانوادے کا مرہونِ منت ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیئے ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب اور جملہ اہل وعیال کو اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے اور خوب خوب بلند درجات عطا فرمائے، آمین۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تمام احباب نے مہندیان قبرستان میں حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قبور کی زیارت کی، قرآن کریم کی تلاوت کرکے ایصالِ ثواب کیا، بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔ دعا سے فارغ ہوکر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قافلہ گھر کے لئے روانہ ہوا۔

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر

اسی طرح کا ایک سفر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جنوبی ہند کے مشائخ عظام کے مزارات کا فرمایا۔ صوبہ کرناٹک میں خواجہ بندہ نواز کی درگاہ بڑی مشہور و مقبول ہے، چند احباب کی خواہش پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گلبرگہ شریف تشریف لے گئے، رفیقانِ سفر میں عالیجناب الحاج محمد ناصر سیٹھ صاحب، عالی جناب شعیب سیٹھ صاحب میمن اور دیگر چند افراد شامل تھے۔ عالیجناب ناصر سیٹھ صاحب نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کس سلسلہ کے بزرگ تھے اور آپ کے شیخ کون تھے؟ تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: آج ہم جنہیں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے نام سے جانتے ہیں تاریخ میں ان کا اصل نام ''شیخ ابوالفتح صدر الدین محمد دہلوی'' لکھا ہوا ہے، گیسو دراز آپ علیہ الرحمہ کا تخلص تھا، آپؒ کی پیدائش ۱۷/اگست ۱۳۲۱ء کو شہر دہلی میں ہوئی۔ حضرت کے والد سید محمد حسینی، سلطان محمد بن تغلق کے مصاحبین میں سے تھے اور دادا حضرت سید یوسفؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ اکیسویں پشت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے آپ کا نسب جا ملتا ہے۔ حضرت خواجہ گیسو دراز نے پندرہ سال کی عمر میں حضرت پیر نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی، انیس سال کی عمر میں تمام علوم و فنون میں مہارت حاصل کی، پیر نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور جنوبی ہند جانے کی وصیت فرمائی۔ سلطان تاج الدین فیروز شاہ کی دعوت پر گلبرگہ تشریف لائے، بادشاہِ وقت و دیگر عمائدین و معززین نے شہر سے نکل کر استقبال کیا، سلسلۂ چشتیہ کو جنوب میں متعارف کرانے والی پہلی شخصیت آپ علیہ الرحمہ کی تھی۔ بے شمار کتابیں تالیف فرمائیں اسی لئے آپ نور اللہ مرقدہٗ کو ''سلطان القلم'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ ایک سو چار سال کی عمر میں نومبر ۱۴۲۲ء کو شہر گلبرگہ ہی میں وفات پائی۔ آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے ''اگر سالک شہرت (ریاکاری) کے لئے عبادت کرتا ہے تو وہ مومن نہیں بلکہ کافر ہے۔ سالک کو لقمۂ حلال کا خاص خیال رکھنا چاہئے''۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کی قبر کو نور سے منور فرمائے اور درجات میں اضافہ فرمائے، آمین!

حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مختصراً حالات سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آگاہ فرمایا تو احباب کے دل میں مزید عقیدت و محبت جاگزیں ہوگئی، وسیع احاطہ میں داخل ہوئے، پرانی مگر شاندار عمارت بنی ہوئی تھی، مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ خوانی و ایصالِ ثواب کیا اور باہر نکل آئے۔ گلبرگہ شریف کے دیگر اولیائے کرام کے مزارات اور تاریخی جامع مسجد گلبرگہ سے ہوتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مختصر سا قافلہ بنگلور واپس ہوا۔

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفرِ گلبرگہ

ایک مرتبہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ شہر بنگلور سے گلبرگہ تشریف لے گئے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اس لئے نہیں بتایا کہ مختلف ضروری امور چھوڑ کر کہیں ساتھ نہ آجائیں، حضرت علیہ الرحمہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا بہت زیادہ خیال فرمایا کرتے تھے۔ حبیب الامتؒ کو معلوم ہوا کہ آج حاذق الامتؒ شہر کے کے آر پورم ریلوے اسٹیشن سے گلبرگہ تشریف لے جارہے ہیں تو آپ نے خاموشی سے ٹکٹ لیا، ریلوے اسٹیشن پہنچ کر حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور عرض کیا: حضرت! دل نے گوارہ نہ کیا کہ آپ بنگلور سے گلبرگہ تشریف لے جارہے ہیں اور میں فیوض و برکات سے محروم رہوں۔ حضرت علیہ الرحمہ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا چلو چلو اچھا کیا آپ آگئے، سفر اچھا رہے گا۔ کئی احباب اس سفر میں حضرت کے ہمراہ تھے، گلبرگہ پہنچ کر حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ و مجاز حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کے دولت کدہ پر قیام رہا، سیکڑوں افراد حضرت سے ملاقات کے لئے آتے رہے، لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے استفادہ کیا۔ اتفاق کی بات یہ کہ اسی دن عالی جناب الحاج سید افضل پاشا صاحب کا فون آیا کہ گھر کی رجسٹری ہے، آپ فوراً چلے آئیں۔ لہٰذا حضرت کی اجازت سے اگلے دن ہی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بنگلور تشریف لے آئے، بحمد اللہ تعالیٰ رجسٹری ہوگئی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کی دعاؤں سے اس رجسٹری کے بعد میرے لئے ایک مستقل رہائش گاہ بھی بن گئی اور نیچے کا حصہ بطورِ دواخانہ بھی استعمال ہونے لگا۔

تمیم انصاریؓ کا مزار اور حاذق الامتؒ کی رائے

چنئی سے آگے صحابیٔ رسولؐ حضرت تمیم انصاریؓ کا مزارِ مبارک ہے۔ مدراس کے اطراف و اکناف میں یہ بات کافی مشہور بھی ہے، ایک مرتبہ عالی جناب الحاج سید افضل پاشا صاحب کے بڑے اصرار پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سفر کا ارادہ فرمایا، عصر کے بعد بذریعہ کار چنئی کے لئے روانہ ہوئے، عشا کے وقت ایک ہوٹل میں قیام فرمایا، بعد فجر ناشتہ سے فارغ ہو کر مزار کی طرف روانہ ہوئے، چنئی سے تیس کلو میٹر کے فاصلہ پر کولم کے علاقہ مامللا پورم میں ساحل سمندر کے قریب یہ مزار واقع ہے۔ اطراف واکناف میں چند دکانیں اور فقیر نظر آرہے تھے، مزار میں داخل ہوئے تو مجاور نے باہر نکل کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو جگہ دی۔ آپؒ نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی، ایصالِ ثواب کیا اور باہر نکل آئے۔ ابھی آئے ہوئے دس منٹ بھی نہ ہوئے تھے کہ حضرت حبیب الامتؒ نے فوراً نکلنے کا حکم فرمایا، کسی کی سمجھ میں نہ آیا آخر اتنی جلدی کیوں فرمائی، راستہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ نظر نہیں آیا جس کی امید لے کر میں حاضر ہوا تھا۔ چنانچہ واپس چنئی پہنچ کر جامع مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کی۔ پہلے سے ہی عالیجناب الحاج ڈاکٹر رضی الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنے گھر پر ہی ظہرانہ کا انتظام کیا ہوا تھا، لہٰذا ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ بھی پرنامبٹ سے تشریف لائے ہوئے ہیں، ملاقات ہوئی، ظہرانے کے بعد حبیب الامتؒ نے ساحل سمندر پر واقع مزار کے متعلق عرض کیا اور فرمایا: حضرت! ہم وہاں چلے تو گئے لیکن کچھ شرحِ صدر نہیں ہوا۔

حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ہم نے بھی سنا ہے کہ وہ مزار صحابیٔ رسولؐ کا ہے، لیکن وہ رونق ونورانیت نظر نہیں آتی جو صحابہؓ کی قبور پر ہوتی ہے، بچپن میں ہم مزار کے اطراف کھیلا کرتے تھے، چونکہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اس لئے انکار بھی نہیں کر سکتے اور وہاں کے حال واحوال سے اطمینان بھی نہیں ہوتا، لہٰذا آپ حضرات چلے گئے ٹھیک ہے۔ حضرت حاذق الامت علیہ الرحمہ کو بھی کہیں جانا تھا، لہٰذا عصر سے قبل ہی رخصت کی اجازت چاہی اور بنگلور

کے لئے روانہ ہوگئے۔ اس سفر میں الحاج سید افضل پاشا صاحب، الحاج عبد الرحمٰن عرف بابو بھائی اور صاحبزادۂ محترم مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی ہمراہ رہے۔ واپس تشریف لا کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ صاحبِ مزار کے متعلق دو باتیں بڑی مشہور ہیں، ایک یہ کہ دورانِ سمندری سفر صحابی کا وصال ہو گیا جنہیں وصیت کے مطابق پانی برد کر دیا گیا، ایک روایت کے مطابق پانچ اور ایک روایت کے مطابق چار سو سال بعد کولم کے ساحل پر نعش پہنچی جس کے ساتھ کچھ دستاویز بھی تھے جو صحابیٔ رسولؐ کی علامت تھے، نیز اس عجیب وغریب سفر اور انتقال کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی بھی نقل کی ہے۔ دوسری بات یہ کہ صاحبِ مزار وہی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ہیں جن کی ملاقات دجال سے ہوئی اور انہوں نے مدینہ پہنچ کر تمام حالات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا تو آقائے نامدار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر وہی تمام باتیں دہرائیں اور فرمایا کہ گواہ رہنا تمیم نے سچ کہا ہے۔

نتیجتاً حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: پہلی بات جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سے متعلق روایت نقل کی گئی ہے، ایسی کوئی روایت کسی بھی کتاب میں دور دور تک نہیں پائی جاتی۔ حضرت عمر فاروق وحضرت علی رضی اللہ عنہما کی پل پل کی زندگی تابعین واکابر علما نے قلم بند کی ہے، جس میں ایسی ایک بھی روایت نظر نہیں آتی۔ دوسری بات جس میں تمیم داری رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کا دجال والی حدیث میں تذکرہ ہے تو بالاتفاق ان کی قبر مبارک فلسطین میں ہے، جس کے متعلق کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ صاحب مزار کا پورا نام ''تمیم بن احمد انصاری'' لکھا ہے، جس کے متعلق امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''میزان الاعتدال'' اور ''سیر اعلام النبلاء'' میں تحریر کیا ہے کہ تمیم بن احمد انصاری کسی صحابی کا وجود تو کجا اس نام کے تابعی بھی نہیں ہیں۔ اس تحقیقی گفتگو کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ہم سے بھول ہوئی کہ ہم نے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ نہیں کیا، بڑوں سے مشورہ نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

✦✦✦

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طبی خدمات

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دستِ شفا بچپن سے حاصل تھا

ساؤتھ افریقہ سے واپسی کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ اوقاتِ مطب مقرر فرمائے، چند اصول وضوابط مرتب فرمائے اور اسی لحاظ سے رحیمی شفاخانہ پر توجہ فرمائی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِنگرانی ورہنمائی میں صاحبزادگان ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی، مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی، الحاج حکیم محمد عدنان حبان نوادر کی توجہات سے بحمد اللہ تعالیٰ رحیمی شفاخانہ بنگلور تمام ہندوستان میں ایسا متعارف ہوا کہ مریضوں کا تانتا لگ گیا، دور دراز سے لوگ سفر کرکے علاج معالجہ کے لئے آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص، حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص وللّٰہیت کے سبب مریض روبصحت ہونے لگے، اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی دستِ شفا عطا فرمایا تھا، حبیب الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میری عمر آٹھ یا نو سال رہی ہوگی، ہم مکتب میں پڑھا کرتے تھے، چرتھاول کی بادشاہی مسجد میں واقع مدرسہ کاشف العلوم میں سالانہ جلسہ منعقد تھا، اس اجلاس میں مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات تشریف لایا کرتی تھیں، اس سال بھی اسی طرح مرکز حضرت نظام الدین دہلی سے ایک صاحب بصیرت بزرگ شخصیت حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی گئی۔ عشا کے بعد آپ علیہ الرحمہ کا خطاب ہوا، بڑی دل پذیر تقریر کی، لوگ فرطِ جذبات سے رونے لگے، دعا کے بعد لوگ حضرت سے مصافحہ اور دعا کی درخواست کر رہے تھے، ایسے میں ایک شخص آیا اور اس نے

عرض کیا کہ حضرت! میں سالہا سال سے شدید بیمار ہوں، میں نے کوئی علاج نہیں چھوڑا جو نہ کیا ہو لیکن شفا حاصل نہ ہوئی، دعا کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں کہ شفایاب ہوجاؤں۔ حضرت حبیب الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس وقت حضرت کی کرسی سے ایک قدم پیچھے دائیں جانب کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا، حضرت نے ارشاد فرمایا: ’’بھائی مجھ سے نہیں بلکہ اس بچے سے مصافحہ کرلو، اللہ شفا عطا فرمادیں گے‘‘۔ ان صاحب نے حضرت کی بات سنی یا نہیں سنی یا یہ سوچ کر نظرانداز کیا کہ بچے سے کیا مصافحہ کرنا، حضرت سے پھر دعا کی گزارش کی تو حضرت نے پھر فرمایا: ’’اس بچے سے مصافحہ کرلو، ان شاء اللہ شفا ہوگی‘‘۔ لیکن وہ بغیر مصافحہ کئے چلے گئے تو حضرت علیہ الرحمہ نے نہایت افسوس کا اظہار کیا اور قریبی لوگوں سے فرمایا: ’’اس شخص نے بچے سے مصافحہ نہ کیا، اس کے مقدر میں شفا نہیں تھی‘‘۔ اللہ اکبر! کیسے صاحبِ نظر تھے کہ مکتب میں زیرِتعلیم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے دستِ شفا عطا فرمایا ہے۔

یہ بات سچ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب الامتؒ کو دستِ شفا عطا فرمایا تھا، بعض مریض کہتے کہ ہم نے فلاں دوا اتنے عرصہ کھائی لیکن فائدہ نہیں ہوا اور حبیب الامتؒ وہی دوا دے کر فرماتے کہ اسی کو کھاؤ تو دیکھا گیا کہ اللہ کے فضل وکرم سے اسی دوا سے مریض ٹھیک ہوگیا۔

شفا سے متعلق ایک حیرت انگیز خواب

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری عمر دس یا گیارہ برس رہی ہوگی، میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک مسند پر بیٹھا ہوں، لوگ قطار در قطار میرے پاس آرہے ہیں، میں انہیں ایک چھوٹی الائچی دیتا ہوں اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی چھڑی مارتا ہوں تو وہ اڑنے لگتے ہیں۔ لاتعداد لوگوں کو میں نے الائچی دی اور چھڑی مار کر اڑادیا۔ بعد میں اس کی تعبیر لی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ میری ذات سے ایک کثیر تعداد کو فائدہ پہنچائیں گے، چنانچہ یہ تعبیر رحیمی شفاخانہ بنگلور کے قیام کے بعد پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ حقیر فقیر کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو شفا عطا فرمائی، یہ محض ربّ ذوالجلال کا فضل وکرم اور اساتذۂ کرام کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

فیکٹری کا افتتاح

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ اخلاق، دستِ شفا، مریضوں کی دلجوئی اور تشخیص وعلاج اور پھر رخصت کے وقت دعائے شفا ایسی چیزیں تھیں جس سے مریض مطب سے نکلنے سے قبل ہی آدھا ٹھیک ہوجاتا، مریضوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی، رحیمی شفاخانہ بنگلور میں مریضوں کی کثرت اور ادویات کی بڑھتی ضروریات کے پیش نظر دن بھر حبیب الامتؒ کے صاحبزادگان ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی، حکیم عدنان حبان نوادر اور حضرتؒ کی اہلیہ محترمہ مل کر شفاخانہ کے اوپری حصہ میں ہی حضرت حکیم صاحبؒ کی ہدایات کے مطابق دوائیں تیار کرتے اور انہیں شیشیوں میں بھر کر مطب میں پہنچاتے، جو بھی مریض آتا آئندہ دو چار مریض اپنے ساتھ لاتا، مریضوں کی کثرت اور جگہ کی قلت کی وجہ سے دواسازی میں دشواری پیش آنے لگی۔

لہٰذا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ اور حکم پر ایک اراضی کم وبیش تیس بائی ساٹھ کی جس میں کل جگہ اٹھارہ سوفٹ بیٹھتی ہے، مدینہ مسجد (جو بعد میں تعمیر ہوئی) کے قریب خریدی گئی، جگہ کی کل قیمت پینسٹھ لاکھ ادا کی گئی اور چھ لاکھ روپے اس کی تعمیر پر خرچ ہوئے۔ باہر بڑا لوہے کا گیٹ لگایا گیا، عمارت کی چھت سیمنٹ کی شیٹ والی بنائی گئی، باہری صحن میں بڑے چولہے بنائے گئے اور ایک کونہ میں پانی کے لئے بورویل لگوایا گیا۔

دواسازی کے لئے بنائی گئی اس عمارت یا فیکٹری کا افتتاح حضرت حبیب الامتؒ کے استاذ مکرم حضرت شیخ محمد وسیم صاحب سنسارپوری شیخ الحدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ نے فرمایا۔ نمازِ مغرب کے بعد ایک خاص دوا جو ہارٹ اٹیک کے مریضوں کے لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بنائی ''راحت القلوب'' کا آغاز شیخ کے دست مبارک اور دعاؤں سے عمل میں آیا، بعد میں اس دوا کا نام بدل کر ''ہارٹ پاور'' کردیا گیا، جو نہ صرف دل کے مریضوں کے لئے فوری کام کرنے والی ہے بلکہ بیسیوں امراض میں مجرب ومفید ثابت ہوئی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نسخہ ایسا مقبول عام وخاص ہے کہ ملک وبیرون ملک تک یہ دوا بھیجی اور استعمال میں لائی جاتی ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر دواسازی میں مہارت

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فن طب یونانی کے جو تجربات کئے تھے اور جن اساتذۂ کرام سے اس کی پیچیدگی سمجھی تھی وہ تمام آپؒ نے اپنے شاگردوں، صاحبزادوں اور ایک داماد مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی دہلی (عافیہ ہیلتھ کیئر لال کنواں) کے سینوں میں منتقل فرمادیئے۔ آپؒ فرمایا کرتے: سینوں میں فن کو دفن کرنے کے بجائے جویائے طب کے سینوں میں منتقل کرنا باعث ثواب وصدقہ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک کثیر تعداد شاگردوں کی ایسی بنائی جو آپ کی حکمت کو چہار جانب پھیلا رہی ہے، یقیناً یہ بھی آپؒ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں صاحبزادگان کو باقاعدہ پہلے طبی اسباق کی خود تعلیم فرمائی اور پھر اس فن کے حصول کے لئے ماہرین اور طبی اداروں کے حوالہ کیا۔ چنانچہ یہاں یہ عرض کردینا مناسب ہوگا کہ قدیم وجدید طریقِ کار، دواسازی اور جدید مشینوں کے استعمال میں مہارت کے لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے الحاج حکیم محمد عدنان حبان نوادر زید مجدہم کو ماہرِ فن ادویات سازی عالی جناب حکیم نورالدین صاحب مدظلہ کے پاس دہلی بھیجا، جہاں انہوں نے باقاعدہ سخت محنت وجدوجہد سے اس فن میں مہینوں رہ کر مہارت حاصل کی، واپس آنے کے بعد ان کا باقاعدہ امتحان لیا اور جو کمی رہ گئی تھی وہ بذاتِ خود دور فرمائی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے: یہ فن انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے، اس میں مہارت کے بعد اگر خدمتِ خلق ہو تو یقیناً یہ آخرت کا بڑا توشہ ہے۔

برتنوں اور مشینوں کی خریداری

فیکٹری کے قیام سے قبل پیسنے کے لئے ہاون دستہ، مکسی یا گلینڈر استعمال کیا جاتا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ صاحبہ نے بذاتِ خود کڑی محنتیں کیں، پھر دو مشینیں ایک دواؤں کے پیسنے اور دوسری کیپسول بنانے کے لئے خریدی گئیں جو کافی کارآمد ثابت ہوئیں، اہلیہ صاحبہ چونکہ بڑے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں اور مختلف قسم کے شاہی کھانے پکانے کا خوب تجربہ تھا، اس لئے چولہے کی آگ، آنچ اور قوام کے تار سے متعلق مکمل آگاہ تھیں، انہوں نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور

صاحبزادگان کی اس سلسلہ میں پوری پوری رہنمائی فرمائی۔ حضرت حبیب الامت ؒ کے والد محترم بھی بنگلور تشریف لاتے تو دوا سازی کے متعلق بہت سی باتیں ارشاد فرماتے جو آپؒ اور تمام صاحبزدگان وشاگردان کے لئے انتہائی مفید تر ثابت ہوئیں۔

فیکٹری بنانے کے بعد ادویات سازی میں مقدار بھی بڑھائی گئی، جو دوا بیس تیس کلو تیار کی جاتی تھی وہ بڑھا کر اسّی نوے کلو تیار کی جانے لگی، جس کے پکانے لئے برتنوں اور مشینوں کی خریداری عمل میں آئی۔ دو دو سو کلو کی مقدار تک کی ادویات پکانے اور رکھنے کے لئے مختلف قسم کے برتن خریدے گئے۔ قیمتی ادویات کے لئے ایک الماری مختص کی گئی جس میں زعفران، عنبر، مشک، جواہرات، سونے وچاندی کے ورق، سلاجیت اور دیگر قیمتی جڑی بوٹیاں اسٹاک میں رکھی گئیں تاکہ بوقت ضرورت خریدنے میں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ چونکہ عطار اس قسم کی چیزیں نقلی دے دیا کرتے ہیں اس لئے مختلف ہول سیل مارکیٹ سے ان کے ماہرین کے ذریعہ ادویات حسبِ ضرورت منگالی جاتیں۔ جسے بذاتِ خود حبیب الامت ؒ چیک کر کے رکھتے۔

کیپسول، حبوب، اقراص، سفوف، غبار، عرقیات، مربہ جات اور جوس وغیرہ سے متعلق مختلف قسم کی لاکھوں روپے کی مشینیں خریدی گئیں، جواہرات کو کھرل کر کے غبار بنانے والی الگ قسم کی مشین لی گئی، الغرض جتنی ضروری مشینیں درکار تھیں تمام کا مختلف طریقوں سے نظم کیا گیا جس سے ادویات سازی میں بہت آسانی پیدا ہوگئی۔ یہ سب حضرت حبیب الامت ؒ کا ہی دل گردہ تھا جنہوں نے جنوب میں فنِ طب کے ڈوبتے سورج کو پھر عروج عطا فرمایا۔

ادویات سازی میں تبدیلیاں

فیکٹری کے قیام کے ساتھ ہی فنِ دوا سازی میں بھی کافی تبدیلیاں کی گئیں، حضرت حبیب الامت ؒ نے اپنے تجربات اور زیرِ نگرانی مختلف کڑوی ادویات کو میٹھی اور پھیکی بنایا، جو لوگ شوگر کے مریض ہیں اور میٹھا کھا نہیں سکتے ان کے لئے معجونات کو اقراص اور حبوب وسفوف میں تبدیل فرمایا، کڑوی ادویات کا یا تو عرق کشید کیا گیا یا انہیں کیپسول میں تبدیل کر دیا گیا، جن دواؤں کا تازہ

جوس ہی استعمال کیا جاسکتا تھا انہیں تبدیل کر کے محفوظ کرنے کا عمل متعارف کرایا، شربت کا مٹھاس کم کیا گیا، کل ملا کر لوگوں کی فرمائش اور ان کے ذائقہ کا لحاظ کرتے ہوئے ادویات سازی میں بہت زیادہ جدت لائی گئیں جو اس سے قبل یونانی دواؤں میں ممکن تصور نہیں کی جاتی تھی۔ شاہی حلوہ جو بادشاہوں کے یہاں زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے، حبیب الامتؒ اور آپؒ کی اہلیہ کو اس کے بنانے میں مہارت حاصل تھی، شاہی حلوہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سونے وچاندی، جواہرات ومغزیات اور قیمتی جڑی بوٹیوں کو ایسا نرم کر دیا جاتا ہے جو منھ میں رکھتے ہی گھل جائیں۔

ملازمین کی رہائش اور تربیت

فیکٹری میں ملازمین کے لئے رہائش اور کھانا پکانے کھانے کا الگ سے انتظام کیا گیا۔ ابتداءً محمد احمد، احمد حسین اور صابر صاحبان کو بطورِ ملازم رکھا پھر بعد میں جناب امیر حسن، محمد مکرم، محمد شمشیر، محمد مزمل، محمد مستقیم اور مرحومہ اختر آپا صاحبہ (سابق طباخہ دار العلوم محمدیہ) کو دوا سازی کے لئے متعین کیا گیا۔ پہلے انہیں باقاعدہ سالہا سال کام سکھایا گیا جس کی بدولت یونانی ادویات جیسے اطریفلات، جوارشات، حبوب، حلوے جات، خمیرہ جات، ذَرورات، رُبوب، روغنیات، سفوفات، شکنجبین، مشروبات، ضمادات، عرقیات، اقراص، کشتہ جات، لبوبات، لعوقات، مربہ جات، مرہم، معجونات اور مفرحات بنانے بہت آسان ہوگئے اور یوں حضرت حبیب الامت ؒ کی محنت وجستجو، آپؒ کی اہلیہ کی توجہات، والد صاحب کی ہدایات اور حضرت حاذق الامت ؒ ودیگر اساتذۂ کرام کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے ایک مکمل فیکٹری اور ایک معتبر دوا خانہ وجود میں آیا جہاں دوا سازی، تشخیص، ہدایات اور ادویات کے ذریعہ مریض نہ صرف مطمئن ہوجاتا ہے بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ صحت یاب ہوکر دعائیں دیتا ہے۔ یہ سب محض رب ذوالجلال کی عنایت اور حضرت حبیب الامت ؒ کی محنت وجد وجہد کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت ؒ کی فیکٹری، رحیمی شفاخانہ کو قائم ودائم رکھے، اس کے جملہ عملہ وبہی خواہان بانیان کو جزائے خیر عطا فرمائے، دور تک اس سے لوگوں کو مستفیض فرمائے اور ذریعہ فلاحِ آخرت بنائے آمین یارب العالمین!

مفت طبی کیمپس

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف مطب قائم کرکے تشخیص وعلاج کا سلسلہ جاری فرمایا بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف قسم کے کیمپ لگائے، جس میں جوڑوں کے درد کا مفت طبی کیمپ، طبی جانچ اور تشخیص، آنکھوں کا چیک اپ، پولیوکیمپ، ڈینگو سے بچاؤ، کھانسی سے بچاؤ وغیرہ جیسے کیمپوں کا انعقاد فرمایا اور اپنی آخر عمر تک یہ سلسلہ جاری رکھا، جس میں کسی بھی قسم کی فیس اور دوا کی قیمت وصول نہیں کی گئی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک کیمپ میں یومیہ دو دو ہزار لوگوں نے استفادہ کیا اور مفت دوائیں حاصل کیں۔

ایک ڈائرکٹر صاحب کا چیلنج

بنگلور کے سابق آر ٹی او آفیسر بھیم سین گڈی کے بڑے اصرار پر ایک کیمپ کرناٹک کے ضلع بھگوان مندر اگڑی ہاویری میں لگایا، جہاں تقریباً چار ہزار مریضوں (جن میں ہندو مسلم سبھی تھے) نے تشخیص کرائی اور مفت دوائیں حاصل کیں، اس کیمپ کے دوران قریباً سبھی پیتھیز کے کیمپ لگے ہوئے تھے، ڈاکٹروں کی ایک میٹنگ بھی منعقد کی گئی جس میں ایک بڑے ادارہ کے ڈائرکٹر نے طب یونانی پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: بغیر حال احوال معلوم کئے صرف نبض دیکھ کر دوا دینا دھوکہ ہے، اگر یہ بات صحیح ہے تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ یونانی ڈاکٹر میری نبض دیکھ کر بتائیں کہ مجھے کیا پریشانی ہے؟ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مائک آگے کیا اور فرمایا: ڈائرکٹر صاحب! آپ کی نبض دیکھے بغیر میں الحمد للہ اتنی دور سے بیٹھے بیٹھے یہ بتا سکتا ہوں کہ آپ کو کیا کیا بیماریاں لاحق ہیں؟ دیگر ڈاکٹروں کی دلچسپی بھی بڑھ گئی، کئی نے کہا کہ ضرور بتائیں۔ چنانچہ حضرت حبیب الامتؒ نے تقریباً سات بیماریاں گنوائیں اوران کے جسم پر رونما اثرات کی نشاندہی بھی فرمائی اور ارشاد فرمایا: ڈائرکٹر صاحب! آپ کی پیتھی بھی ہماری طب سے نکلی ہوئی ایک کڑی ہے، مجھے بتائیں کہ یہ تمام بیماریاں اور ان کے نقصانات آپ کو ہیں یا نہیں؟ چنانچہ انہوں نے اقرار کیا اور شرمندگی کے ساتھ معافی کے طالب ہوئے۔

✦✦✦

ایک خاتون مریضہ کا خواب

ایک دن مہاراشٹرا سے ایک باپردہ خاتون اپنے صاحبزادے کے ساتھ علاج کے لئے رحیمی شفا خانہ بنگلور آئیں، جب تشخیص کی باری آئی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے آگے بیٹھ کر رونے لگیں، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے توقف کیا لیکن جب اس خاتون کا رونا بند نہیں ہوا تو یہ سمجھ کر کہ اپنے مرض سے پریشان ہیں، ارشاد فرمایا: پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا مرض نہیں بنایا جس کی دوا نہ اُتاری ہو، اللہ سے امید رکھیں وہی شفا دینے والی ذات ہے۔

خاتون نے کہا: حکیم صاحب! میں ناامید نہیں ہوں۔ اور پھر رونا شروع کردیا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا: آپ کو کیا پریشانی ہے بتائیں؟ اس خاتون نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا: کئی سال سے میں سخت بیمار ہوں، دنیا بھر کا علاج کرایا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا، میں سخت مایوس ہوگئی تھی، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک نورانی چہرے والی بزرگ شخصیت کو دِکھایا اور فرمایا: بیٹی پریشان نہ ہو، ان سے علاج کرالو، اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمادیں گے‘‘۔ میری آنکھ کھل گئی، اس دن سے میں پریشان تھی کہ جس چہرے کو آقائے نامدار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ کرایا تھا وہ کون ہیں، کہاں رہتے ہیں، کیا نام ہے؟ کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ خواب دیکھے ہوئے بھی چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے، کچھ لوگوں نے مجھے رحیمی شفا خانہ بغرضِ علاج جانے کا مشورہ دیا، آج جب میں مطب میں داخل ہوئی اور آپ کا چہرہ دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چہرہ کو دِکھایا تھا حکیم صاحب! اللہ گواہ ہے وہ چہرہ آپ ہی کا ہے۔ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ اللہ نے میرے خواب کی تعبیر دے دی اور مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی بدولت میں اب صحت یاب ہو جاؤں گی۔ وہ خاتون چپ ہوئیں تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں بھی اشکبار ہوگئیں، ارشاد فرمایا: مجھ جیسے ناکارہ کے ذریعہ اگر اللہ تعالیٰ نے شفا مقدر کی ہے تو یہ میرے اور آپ کے لئے یقیناً خوشی ومسرت کی بات ہے۔ پھر آپؒ نے تشخیص فرمائی اور دوائیں دیں، بحمد اللہ تعالیٰ چند دنوں میں وہ صاحبہ شفایاب ہوگئیں۔

رحیمی شفاخانہ میں علاج کراؤ

اسی طرح ایک صاحبہ جن کا نام ''زرینہ خاتون'' تھا، رحیمی شفاخانہ آئیں اور کہنے لگیں کہ میں علاج کرا کرا کر تھک گئی، لیکن مرض مزید بڑھتا گیا، ایک دن خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے جنہیں میں نہیں جانتی، انہوں نے مجھے کہا کہ ''رحیمی شفاخانہ'' میں اپنا علاج کراؤ، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے''۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ رحیمی شفاخانہ تو بنگلور میں ہی ہے، چنانچہ میں علاج کے لئے آئی ہوں۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تشخیص فرمائی اور دوائیں تحریر فرمادیں، بحمد اللہ تعالیٰ یہ خاتون بھی شفایاب ہوگئیں۔ اسی طرح کے اور بھی بہت سے خواب ہیں جنہیں اگر موقع ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ تحریر کردیا جائے گا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی نبض شناسی

اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دستِ شفا کے ساتھ ساتھ حذاقت ونبض شناسی ایسی عطا فرمائی تھی کہ اکثر لوگ نبض دکھا کر ششدر رہ جاتے۔ محمدیہ ایجوکیشنل چیری ٹیبل ٹرسٹ کے رکن رکین عالی جناب الحاج عبدالرحمٰن صاحب عرف بابو بھائی ایک مرتبہ مطب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ حکیم صاحبان نبض دیکھ کر بتادیتے ہیں کہ کیا کھایا ہے؟ آپ بھی حکیم ہیں، دیکھ کر بتائیں کہ میں نے آنے سے پہلے کیا کھایا تھا؟

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علمِ غیب تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، لایئے نبض کیا کہتی ہے وہ بتاتا ہوں، آپؒ نے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: بابو بھائی! آپ انڈا کھا کر آئے ہیں اور وہ بھی کچا پکا فرائی، ابلا ہوا نہیں۔ عالیجناب بابو بھائی اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور کہنے لگے: حضرت! سنا تھا، آج دیکھ بھی لیا، ہم تو کھا کر بھول جاتے ہیں اور آپ نے ہاتھ رکھ کر ہی بتادیا کہ کیا کھایا ہے۔

آپ نے کتلی کھائی ہے

ایک مرتبہ عالیجناب الحاج افضل صاحب سکریٹری دارالعلوم محمدیہ اپنی والدہ کو رات بارہ بجے مطب لے کر آئے اور کہا کہ سانس میں سخت تکلیف ہے، آپ دیکھ لیں۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے

نبض پر انگلیاں رکھیں اور فوراً ہٹا کر فرمایا: آپ نے تو کتلی کھائی ہے، جس کی کھٹاس سے پھیپھڑوں کی نالیاں تنگ ہوگئی ہیں۔ سکریٹری صاحب نے کہا: جی بالکل صحیح فرمایا ہے، انہوں نے کتلی بھی کھائی ہے اور خوب کھائی ہے، ہم نے منع بھی کیا لیکن طبیعت مائل تھی اس لئے روک نہ سکے۔

دل میں سوراخ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے صدیق الرشید جنہیں آپؒ ''برادرِ کبیر'' کہا کرتے تھے کی بھانجی جو عالیجناب یعقوب صاحب کی بیٹی ہیں اور آنیکل میں رہتی ہیں، وکٹوریہ ہسپتال بنگلور آئیں تو انہیں دل کے فوری آپریشن کی صلاح دی گئی، لیکن انہوں نے آپریشن سے خوف کھاتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو آکر دکھایا تو نبض دیکھ کر فرمایا: بچی کے دل میں سوراخ ہے۔ جسے سن کر سب حیران رہ گئے کہ ابھی تو رپورٹ بھی نہیں دیکھی پھر مرض کا کیسے پتہ چل گیا۔ پھر آپؒ نے دوائیں تجویز کیں، الحمد للہ پندرہ سال سے زائد بیت چکے، وہ بالکل صحت مند ہیں۔

الحاج عبدالرحمٰن بابو بھائی کی سرجری

عالی جناب بابو بھائی سے ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کو فوراً اوپن ہارٹ سرجری کرانی ہوگی، ورنہ ایک مہینے سے زیادہ زندہ رہنا مشکل ہے۔ ڈاکٹر کے کہنے پر اسّی ہزار روپے جمع بھی کردیئے، لیکن حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ کو معلوم ہوا تو ہسپتال پہنچ کر نبض دیکھی اور فرمایا: دل کی وال یقیناً بند ہورہی ہیں لیکن زندگی موت اللہ کے اختیار میں ہے، ڈاکٹر کو دعویٰ نہیں کرنا چاہئے، کسی کے کہنے سے موت نہیں آتی، آپ بے فکر رہیں، میں دوا بھیجتا ہوں، آپ استعمال کریں، ان شاء اللہ شفا ہوگی۔ الحمد للہ تعالیٰ بیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے، آج بھی بغیر آپریشن کے اور بغیر پریشانی کے ہنسی خوشی زندگی بسر کررہے ہیں۔

آپ کا دل تو جوان ہے

عالیجناب الحاج عبدالستار صاحب ایڈوکیٹ گوہاٹی ایک مرتبہ اپنے خسر محترم عالیجناب الحاج عبدالغنی صاحب کو مطب لے کر آئے، انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آپ کو ہارٹ کی پرابلم

ہے، فوراً آپریشن کرالیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نبض دیکھی اور فرمایا: آپ کو نہ ہارٹ کی پرابلم ہے اور نہ ہی کوئی اور پریشانی، آپ کا دل تو نوجوانوں کا دل ہے۔ جناب عبدالغنی صاحب کے چہرے پر حیرت انگیز کیفیت طاری ہوگئی اور کرسی سے اچھل کر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے: حکیم صاحب چھ سات سال قبل ممبئی کے ایک نبض شناس حکیم نے یہی جملہ کہا تھا کہ آپ کا دل تو نوجوانوں کا دل ہے، آج آپ نے بھی یہی فرمایا ہے، مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے، میں سبھی کو کہہ رہا ہوں مگر کوئی میری بات سنتا ہی نہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر سی دوائیں دیں، بحمد اللہ تعالیٰ انہیں زندگی کے آخر تک کبھی کسی علاج کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

گردے فیل

شاہ جہاں پور یوپی کے سابق ایم ایل اے عالیجناب الحاج ببو بھائی اپنے بھائی کو لے کر مطب آئے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نبض دیکھی اور فرمایا: ان کے تو گردے فیل ہوگئے ہیں۔ انہیں بڑی حیرت ہوئی اور بیگ سے رپورٹ نکال کر دِکھائیں تو تصدیق ہوگئی کہ دونوں گردے فیل ہوگئے ہیں، ڈاکٹر نے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی دی اور دوائیں تحریر فرمادیں، بفضلہٖ تعالیٰ چند دنوں میں روبصحت ہوگئے۔

ہارٹ اٹیک

اسی طرح عالیجناب الحاج بابو بھائی کے ایک رشتہ دار ہاسن کرناٹک سے آئے اور کہا: ڈاکٹر نے فی الفور آپریشن کی صلاح دی ہے، اگر نہ کیا تو زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نبض دیکھی اور فرمایا: آپ کو کچھ بھی نہیں ہے، تسلی کے لئے چند دوائیں دے دیتا ہوں۔ بحمد اللہ تعالیٰ پندرہ سال گزر چکے ہیں ابھی تک انہیں ہارٹ کا کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا۔

پاؤں دیکھ کر موت کا اندازہ

صاحبزادۂ محترم مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی زید مجدہم ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور امی جان کے ہمراہ نانا جان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جانسٹھ گیا۔ حویلی کا

داخلی دروازہ دوسو گز میں بنا ہوا تھا، جس کے دونوں اطراف کمرے تھے، ایک بوڑھی عورت جسے سب ’’شکیلہ باؤلی‘‘ کہہ کر پکارتے تھے، کبھی کبھی دروازہ میں آکر بیٹھ جاتی، چونکہ دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا، تنہائی میں بیٹھے بیٹھے بولتی رہتی، ہاتھوں کو ایسے ہلاتی رہتی جیسے کوئی اہم کام کررہی ہو۔ جب ہم صدر دروازے میں داخل ہوئے اس وقت وہ وہاں پیر پھیلائے ہوئے بیٹھی تھی، امی جان کو دیکھ کر کہنے لگی: دیکھو باجی! میرے پاؤں سوج کر کتنے موٹے موٹے ہوگئے ہیں، مجھ سے چلا بھی نہیں جارہا۔ امی جان نے کچھ پیسے دیے، تسلی دی اور ہم اندر داخل ہوگئے۔ حویلے سے پہلے ڈیڑھ بگھے کا ایک صحن تھا جسے پار کرتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عورت کے حال پر رحم فرمائے، اس کے سوجے ہوئے پاؤں بتارہے ہیں کہ اس بے چاری کی زندگی اختتام پزیر ہے۔ امی جان نے کہا: سوجن تو بہت سے لوگوں کو آجاتی ہے، ضروری تو نہیں کہ جو آپ فرمارہے ہیں وہ صحیح ہو۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زندگی موت اللہ کے اختیار میں ہے، میری بات چاہے تو لکھ لیں، علامات اچھی نہیں ہیں۔ چنانچہ اگلے دن فجر کے بعد معلوم ہوا کہ شکیلہ باؤلی کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

نبض سے چوٹ کا اندازہ

اسی طرح رحیمی شفاخانہ بنگلور میں ایک مریض کو آٹو میں بٹھا کر لایا گیا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ باہر آٹو میں بیٹھے ہوئے مریض کو دیکھ لیں، وہ چل کر اندر نہیں آسکتے۔ حبیب الامتؒ نے باہر نکل کر آٹو رکشا میں بیٹھے ہوئے مریض کی نبض دیکھی اور اہل خانہ سے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی، مریض کے سر میں چوٹ لگ گئی، وہ چوبیس گھنٹوں سے بے ہوش ہے اور آپ لوگ میرے پاس لے کر آئے ہو، ہسپتال کیوں لے کر نہیں گئے؟ فوراً ہسپتال لے جاؤ۔ مریض کے بیٹے نے کہا: حکیم صاحب! آپ نے صحیح فرمایا ہے، کل یہ حمام میں گر گئے تھے، سر میں چوٹ آئی تھی جب سے بے ہوش ہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے پاس مریض کا کوئی علاج نہیں، آپ لے جائیں۔ ابھی یہ کہہ کر مطب میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے کہ معلوم ہوا کہ مریض کا انتقال ہوگیا ہے۔

نبض سے مریضوں کی چوری پکڑی گئیں

ایک مریض کی نبض دیکھ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے تمہیں سخت تاکید کی تھی کہ بیڑی مت پینا، پھر تم نے بیڑی کو کیوں ہاتھ لگایا؟ مریض نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور کہا: حکیم صاحب! قسم کھاتا ہوں، آئندہ نہیں پیوں گا۔

ایک مریض کی نبض دیکھی اور ارشاد فرمایا: میں نے کہا تھا کہ اچار، کٹ، بڑے کا گوشت، املی وغیرہ مت کھانا، لیکن تم نے کوِٹ (ایک قسم کا سخت ترین کھٹا پھل) کیوں کھایا ہے؟ گھر والوں نے کہا: حکیم صاحب! انہوں نے مکمل پرہیز کیا ہے، کوئی چیز ایسی نہیں کھائی۔ مریض نے کہا: حکیم صاحب! صحیح کہہ رہے ہیں میں نے چار دن پہلے گھر والوں کی چوری سے کوِٹ (کھٹا پھل) کھایا تھا۔

ایک مریض جب دوبارہ دوا کے لئے آیا تو نبض دیکھ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں دوا نہیں دوں گا، زہر کھاتے ہو اور دوا کے لئے میرے پاس آتے ہو؟ میں نے تمہیں سنگھاڑے کھانے کو منع کیا تھا، پھر کیوں کھائے ہیں؟ مریض کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں نے کہا: حکیم صاحب! ہم نے انہیں سخت پہرے میں رکھا کہ کہیں یہ سنگھاڑے نہ کھالیں، بہت فرمائش کی لیکن ہم نے سنگھاڑے کھانے نہیں دیے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبض بتا رہی ہے کہ کھائے ہیں، سچ بتاؤ ورنہ دوا نہیں ملے گی۔ بالآخر اہل خانہ نے اقرار کیا کہ ہم نے انہیں سنگھاڑے نہیں دیے لیکن انہوں نے چوری سے کھا کر چھلکے پلنگ کے نیچے پھینک دیے تھے، بس ایک مرتبہ بھول ہوگئی، اب کھانے نہیں دیں گے۔

چہرہ دیکھ کر تشخیص فرمادی

ایک مریض نے آکر سینہ میں بلغم بڑھ جانے کی شکایت کی تو نبض دیکھے بغیر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے پاس دوا کے لئے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میں نے کہا تھا کہ چاٹ اور پانی بتاشے مت کھانا، بد پرہیزی کرتے ہو اور شکایت بھی کرتے ہو کہ افاقہ نہیں ہوا؟ تیمار داروں نے بتایا کہ ہم نے چاٹ کو ہاتھ بھی لگانے نہیں دیا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چہرہ

بتا رہا ہے کہ انہوں نے کل پانی بتاشے کھائے ہیں۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ مریض نے ایک دن قبل چوری سے پانی بتاشے کھائے تھے۔

ایک شخص اپنے نوجوان بیٹے کو لے کر رحیمی شفاخانہ بنگلور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دِکھانے کے لئے آیا اور بتایا کہ ایک ماہ سے یہ پاگلوں اور ذہنی مریضوں جیسی حرکتیں کر رہا ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ مرض کیا ہے، بڑے بڑے ڈاکٹروں کو دِکھا چکا ہوں، ایم آر آئی اور نہ جانے کیا کیا رپورٹ کرائی ہیں کسی میں کچھ نہیں آیا، ڈاکٹروں نے کہا کہ بچے کو آئی سی یو میں ایڈمٹ کردو، لیکن جب مرض سمجھ میں نہیں آرہا تو ہمیں ایڈمٹ کرتے ہوئے اطمینان نہیں ہو رہا ہے۔ حکیم صاحب! آپ دیکھ لیں کہ مرض کیا ہے، یہ ہماری اکلوتی اولاد ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اٹھا کر اس نوجوان کو دیکھا اور والد سے فرمایا: آپ باہر جا کر بیٹھیں، مجھے کچھ بات کرنی ہے۔ چنانچہ والد باہر چلے گئے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہ نبض دیکھی اور نہ اس نوجوان سے کچھ سوال کیا بلکہ نہایت سخت برہم ہوئے اور فرمایا: شرم نہیں آتی، دین اور دنیا دونوں کو لات مار کر ایسی حرکتیں کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں تھا تو اپنی طبیعت کا خیال کر لیتے۔ نوجوان سٹپٹاتے ہوئے کچھ کہنا چاہتا لیکن خاموش ہو جاتا۔ بالآخر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: مجھے بتاؤ کہ حیض کے دنوں میں تم نے جماع کیوں کیا؟ نوجوان نے کہا: حکیم صاحب! غلطی ہوگئی، آئندہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دوائیں تجویز فرمادیں، ایک ماہ میں وہ نوجوان بفضلہٖ تعالیٰ صحت یاب ہوگیا۔

آپ کا بچہ مکمل دس سال کا ہے

ساؤتھ افریقہ کے سفر پر ایک نوجوان جوڑا اپنے بچہ کو لے کر علاج کے لئے آیا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نبض دیکھی اور فرمایا: یہ بچہ مکمل دس سال کا ہے، اور اسے فلاں فلاں بیماریاں لاحق ہیں، جس کا علاج ابھی تک نہیں کیا گیا۔ بچے کے والدین حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر جذباتی ہوکر والد نے کہا: حضرت! آج ہمارے بیٹے کا دسواں یومِ پیدائش ہے۔ یہ ایک سوٹ

کیس ہے جس میں دنیا بھر کی رپورٹس جمع ہیں، جب یہ بچہ دو سال کا تھا اس وقت سے اب تک یورپ وامریکہ اور نہ جانے کہاں کہاں گھوم گھوم کر ہم نے مختلف ڈاکٹروں کو دِکھایا، آٹھ سال میں جن جن امراض کی نشاندہی ڈاکٹروں نے کی ہے وہ آپ نے بغیر رپورٹ دیکھے ایک منٹ میں بتادی۔ ہم آپ کی تشخیص پر حیران ہیں کہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز نامی گرامی ڈاکٹر سمجھ نہ سکے اور آپ نے چند سیکنڈز میں رپورٹ کے سوٹ کیس کو نبض پر ہاتھ رکھ کر پڑھ لیا۔ ہمیں افسوس ہو رہا ہے کہ ہم آپ سے پہلے کیوں نہیں ملے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی دی اور دوائیں تجویز فرمادیں، اللہ کے فضل وکرم سے چند ماہ میں بچہ روبصحت ہوگیا۔

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بے شمار شخصیات کے معالج تھے

اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی طبابت، حذاقت اور نبض شناسی عطا فرمائی تھی جو لوگوں کو حیرت میں مبتلا کردیتی۔ یہی وجہ ہے کہ دور دور سے مریض علاج معالجہ کے لئے کھنچے چلے آتے۔ وہ حضرات جن کے اشارہ پر ڈاکٹروں کی لائن لگ جاتی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے علاج کرانا زیادہ مناسب تصور کرتے، اسی لئے عوام تو عوام خواص کی ایک بڑی تعداد حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے زیر علاج رہتی، ساؤتھ افریقہ کے سفر پر جمعیۃ علماء ساؤتھ افریقہ، لینن ایشیا، اسلامک چینل اور کئی معروف دینی وملی تنظیموں سے وابستہ بہت سی علمی شخصیات نے اپنے جسمانی علاج کے لئے آپؒ سے رجوع کیا۔ اسی طرح دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم وقف دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جلال آباد، تھانہ بھون، شاہی مراد آباد، جامعہ اشرف العلوم گنگوہ، دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور، مسیح العلوم بنگلور، مشکوٰۃ العلوم، دارالعلوم سعیدیہ کاول بیرسندرا، مدرسہ مرکز العلوم اریکاٹ، جامعہ مظاہر علوم سیلم ٹمل ناڈو، جامعہ باقیات الصالحات ویلور، مدرسہ فتح پوری شاہی جامع مسجد دہلی، مسلم پرسنل لاء بورڈ، جمعیۃ علماء ہند اور دیگر لاتعداد مدارس و مساجد اور قومی وملی تنظیموں سے وابستہ بے شمار علمائے کرام وعمائدین عظام نے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے علاج کرایا اور شفایاب ہوئے۔

سیاسی لوگوں کا علاج

ملک بھر کے بے شمار سیاسی سماجی وملی لوگوں کے علاوہ جنوبی ہند کے حکومتی اداروں خصوصاً بنگلور کے تمام آر ٹی او آفیسرز اور لاتعداد پولیس انسپکٹرز کا علاج معالجہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے رحیمی شفاخانہ نے کیا اور کر رہا ہے۔

ایک مرتبہ دہلی مرکزی سیاسی پارٹیوں میں سے ایک بڑی پارٹی لیڈر کے اسسٹنٹ کی کال آئی کہ صاحب سخت بیمار ہیں، ہمیں آپ کے بارے میں معلوم ہوا ہے، ہماری درخواست ہے کہ دہلی ایک دن کے لئے تشریف لاکر انہیں دیکھ لیں۔ ابتداءً حضرت حبیب الامتؒ نے صاف منع فرمادیا کہ ہمیں سیاسی لوگوں سے کوئی سروکار نہیں، لیکن جب بار بار فون آئے تو آپؒ صاحبزادۂ مکرم ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی کے ساتھ صبح دہلی تشریف لے گئے، مریض کو دیکھا، تشخیص فرمائی اور بنگلور واپس آکر دوائیں پارسل کرائیں، بحمد اللہ تعالیٰ مریض روبصحت ہوگیا۔ اس سفر سے واپسی کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: مجھے ان سیاسی لوگوں سے الرجی ہوتی ہے، بس احباب کے اصرار پر چلا گیا، آئندہ ایسا کوئی فون آئے تو صاف منع کردیں۔

مدینہ منورہ کے معروف عالم ومحدثِ کبیر کی تشخیص

مدینہ منورہ کی ایک مشہور ومعروف شخصیت محدثِ کبیر (نام تحریر نہیں کیا جارہا) جن کا تعلق مسجد قبا سے ہے، آدھا مدینہ منورہ علم حدیث میں آپ کا شاگرد ہے، حضرت شیخ کو ایک عرصہ سے کسی حاذق طبیب کی ضرورت تھی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالی مدینہ منورہ نے حضرت شیخ سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کرائی۔ حبیب الامتؒ نے شیخ کی نبض دیکھ کر تشخیص فرمائی اور مرض کے متعلق بتایا تو شیخ نے فرمایا: بالکل درست فرمایا، یہی مرض لاحق ہے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے نے بھی تشخیص کرائی، بنگلور واپسی پر آپؒ نے شیخ اور صاحبزادے کی دوائیں بھجوائیں، بحمد اللہ تعالیٰ مرض جاتا رہا اور صحت یاب ہوگئے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی نسل سے ایک معروف عالم دین کی بھی تشخیص فرمائی اور دوائیں ارسال فرمائیں۔ اس موقع پر ایک اور شیخ نے اپنی نبض دِکھانے کا ارادہ کیا لیکن صدیق اکبر کے سکڑ پوتے حضرت شیخ حفظہ اللہ کی نبض دیکھ کر جب حضرت حبیب الامت ؒ نے تمام امراض بیان فرمادیے تو انہوں نے اپنی نبض دِکھانے سے منع کر دیا اور کہا: طبیب حاذق ہیں، میں نبض نہیں دِکھاؤں گا، یہ تو نبض دیکھ کر ہی بتا دیں گے کہ مجھے کیا کیا بیماریاں لاحق ہیں۔ چنانچہ حبیب الامت ؒ نے فرمایا: مجھے نبض نہ دکھائیں، آپ کے چہرے سے تمام امراض کا پتہ چل رہا ہے کہ آپ کو فلاں فلاں مرض لاحق ہے۔ انہوں نے سنا تو کہہ اٹھے: واللہ! ایسے حکیم ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔

الغرض بہت بڑی تعداد ہے جن کے نامِ نامی یہاں قلم بند نہیں کیے جاسکتے، یہ چند باتیں سرسری طور پر تحریر کردی گئی ہیں، ورنہ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں حضرت حبیب الامت ؒ سے مستفیض ہونے والے رحیمی شفا خانہ کے مریض موجود نہ ہوں، نیز ہندوستان سے باہر سعودی عرب، یمن، دبئی، قطر، کویت، لبنان، ایران، ملیشیا، انڈونیشیا، بحرین، افغانستان، مصر، امریکہ، آسٹریلیا، جاپان، ساؤتھ افریقہ، کینیڈا، لندن، مالدیپ، سری لنکا، سنگاپور، چین، تبت، نیپال وغیرہ میں بھی ایک بڑی تعداد تھی جو مسلسل علاج معالجہ کے لئے رجوع ہوتی رہتی تھی، آپؒ کے بعد اب صاحبزادگان سے تشخیص کرا رہی ہے۔ ان تمام باتوں کے عرض کرنے سے حضرت حبیب الامت ؒ کی تشخیص اور طبی خدمات کا احاطہ تو نہیں ہوسکتا البتہ ان سے وسیع تر خدمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ سب اللہ کا فضل و احسان ہے اور حضرت حبیب الامت ؒ کی انتھک محنت و جستجو کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ حبیب الامتؒ کو ان خدمات کا بھرپور بدلہ عطا فرمائے، آپ کے فیوض و برکات کو مزید وسیع فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین!

✧✧✧

سفرِ پاکستان کی چند یادیں

یہ میرے دوست ہیں

۱۹۸۹ء اور بعد کے چند سالوں میں دورانِ سفرِ پاکستان حضرت حبیب الامت ؒ کا قیام لاہور میں مفکر و مبلغ اسلام حضرت مولانا سید عبدالقادر آزاد صاحبؒ امام و خطیب بادشاہی مسجد کے یہاں ہوا کرتا تھا۔ حضرت آزاد ؒ کوئی معمولی شخصیت کے مالک نہیں تھے بلکہ پاکستان کے علمی و عملی اور یکجہتی کے میدان میں آپ کا نام بہت اونچا تھا۔ بادشاہی مسجد کی جدت و توسیع آپ نے ہی انجام دیں۔ دو لاکھ سے زیادہ عیسائیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مولانا آزاد ؒ اس دور کے وہ واحد فرد تھے جو اسلامی لباس وضع قطع کے ساتھ اقوام متحدہ میں مدعو کیے گئے اور باقاعدہ اقوام متحدہ کے اجلاس میں آپ کا خصوصی خطاب ہوا۔ لیکن علما کے سچے قدرداں تھے، چنانچہ حضرت حبیب الامت ؒ جب بھی حضرتؒ کے پاس تشریف لے جاتے تو اپنے گھر لے جا کر قیام کراتے۔ حبیب الامتؒ فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی کہ حضرتؒ اپنی پیرانہ سالی میں بھی میرا اتنا اکرام فرما رہے ہیں۔ کئی بار اظہار بھی کیا تو مسکرا کر فرماتے کہ ''آپ میرے دوست ہیں''۔ ایک مرتبہ نمازِ جمعہ میں خطبہ کے لئے بادشاہی مسجد کے ممبر پر حضرت تشریف فرما ہوئے تو زبردستی میرا ہاتھ بھی پکڑ کر لے گئے اور اپنے ساتھ ہی ممبر پر کھڑا کیا اور فرمایا: انڈیا سے یہ میرے دوست تشریف لائے ہیں، پھر کافی لمبا چوڑا تعارف کرایا۔ حضرت حبیب الامت ؒ ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے سخت شرمندگی ہوتی کہ میری عمر اتنی کم ہے اور آپؒ مجھ سے اکابر علما جیسا سلوک فرماتے ہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ اُس پرانے دور میں بھی اور اب بھی پاکستانی علمائے کرام کے اخلاق بہت اونچے ہیں۔ آج ہندوستان میں موجود اہلِ علم حضرات کے اخلاق و کردار میں ایک حد تک بڑا تنزل پیدا ہو رہا ہے، مسلک سے الگ کسی کو

گلے لگانا پسند نہیں کرتے، کوئی غیر شرعی بات بھی ہوجائے تو مسند سے اٹھنا پسند نہیں کرتے، یقیناً یہ سب مدارس کے فضلا کی تربیت نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ فارغین کو چاہئے کہ وہ اپنی تربیت وتزکیہ کے لئے کسی شیخ کا انتخاب کریں اور ان کی صحبت میں رہ کر اپنی اصلاح کرائیں، اگر اس جانب فی الفور توجہ نہ دی گئی تو اندیشہ ہے کہ ایک بڑا طبقہ عوام الناس کو علما سے بیزار کرنے والا پیدا ہوجائے گا جو دینی افراد کو بدنام کرنے کا سبب ہوگا۔ اللہ حفاظت فرمائے۔

حبیب الامتؒ سے حکیم عطاء الرحمٰن مظفر گڈھ کا قلبی تعلق

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں پاکستان تشریف لے جاتے تھے اس دور میں ہندو پاک کے درمیان کوئی ایسا تنازع نہیں تھا جس سے شکوک وشبہات اور دشواریاں پیدا ہوں، دونوں اطراف سے لوگ آتے جاتے تھے، رشتہ داریاں بھی ہوتی رہتی تھیں۔

ملتان کے قریب مظفر گڑھ کے حضرت ابوبکر صدیق بازار میں حضرت حکیم عطاء الرحمٰن صاحب مدظلہ بڑے طبیب وحاذق تصور کئے جاتے ہیں، اطبائے کرام کے ایک سرکاری شعبہ میں آپ کا بڑا مقام ہے۔ حکیم صاحب مدظلہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا اکرام فرمایا کرتے، اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود آپؒ کا سامان اپنے کاندھے پر اٹھائے اٹھائے چلتے، لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی سامان نہ اُتارتے اور فرماتے: ”حبان صاحب! آپ میرے خصوصی مہمان ہیں“۔ مظفر گڑھ کے دورانِ قیام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی بھی کہیں اور قیام کرنے نہیں دیا۔

ہندو پاک کے تعلیمی تفاوت پر کانفرنس

ایک مرتبہ حکیم عطاء الرحمٰن صاحب نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں ایک خصوصی دعوت کسی بڑے فنکشن ہال میں رکھی، کئی سو لوگوں کو مدعو کیا، جن میں علمائے کرام، ملی وسماجی تنظیموں کے اراکین، سیاسی لیڈران، تعلیم وتعلم کے وابستگان اور اخباری نمائندگان کی ایک کثیر تعداد کانفرنس میں شریک ہوئی۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حکیم صاحب نے ہال میں پہنچ کر آپؒ کا تفصیلی تعارف کرایا، اس موقع پر حبیب الامتؒ نے تعلیمی واقتصادی حالات پر سیر حاصل تقریر فرمائی، پہلے افطار کیا

گیا اور پھر نماز سے فارغ ہوکر سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کسی رپورٹر نے سوال کیا کہ ”ہندو پاک کا تعلیمی تفاوت کیا ہے“ تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: آپ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تقابل نہیں کرسکتے، اس لئے کہ امسال پاکستان بھر کے مختلف مقالات پر پی ایچ ڈی کرنے والے لوگوں کی تعداد کل پچاس ہے اور ہندوستان میں اس سال جن لوگوں نے پی ایچ ڈی کیا ہے ان کی تعداد تین ہزار ہے۔ اس قدر مناسب جواب پر ہال داد وتحسین سے گونج گیا، اسی طرح کے بہت سے سوالات کئے گئے جن کے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مدلل اور تحقیقی جوابات دیے، اگلے دن اخبار جنگ کے ساتھ کئی دیگر اخبارات کے پہلے صفحہ پر اس کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی۔

حکیم صاحب نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے طبی نسخہ جات بھی عنایت فرمائے تھے، جن کے لئے حبیب الامتؒ ہمیشہ شکر گزار رہتے اور فرماتے: حکیم عطاء الرحمٰن صاحب مدظلہ نے جو نسخے مجھے عطا کئے تھے مخلوقِ خدا کی خدمت کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئے، اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے، آمین! ہندو پاک کے تعلقات سیاست کی نذر ہونے کے بعد کبھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کا سفر نہیں کیا اور نہ ان حالات میں رابطہ رکھا جاسکتا تھا، البتہ عمرہ یا حج کے موقع پر اکثر وبیشتر حضرت حبیب الامتؒ کی ملاقاتیں دورانِ قیام مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں ہوا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات میں اضافہ فرمائے اور حضرت حکیم عطاء الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کو صحت وشفا اور عمر دراز عطا فرمائے، آمین!

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستانی مساجد میں خطابات

پاکستان کے دورانِ سفر بہت سی مساجد میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اصلاحی خطابات ہوئے، جن میں چند نام محمود آباد کی مسجد نورانی، کراچی کی باب المساجد، ناظم آباد کی جامع مسجد، کورنگی ٹاؤن کی بڑی مسجد، مظفر گڑھ کی جامع مسجد، لانڈی کالونی کی جامع مسجد، ملتان کی کئی مساجد، لاہور کی تقریباً دو درجن سے زائد مساجد کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسلافِ علماء دیوبند کی آخری کڑی اور اسیرِ مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کے شاگرد رشید مجاہد آزادی تحریک ریشمی رومال کے رکن

رکین حضرت مولانا سید عزیز گل صاحبؒ سے ملاقات کے لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مالاکنڈ کے قریب آپؒ کے گاؤں تشریف لے گئے۔ ملاقات ہوئی، ظہرانہ حضرت کے یہاں ہوا، حضرت علیہ الرحمہ کے حکم پر آپ کی مسجد میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا۔

وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ سے ملاقات

اس سفر میں وفاق المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ بانی جامعہ فاروقیہ فیصل آباد کالونی کراچی سے دومرتبہ خصوصی ملاقاتیں ہوئیں، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علیہ الرحمہ سے وفاق کے نظام سے متعلق بہت سے سوالات کئے جن کا حضرت علیہ الرحمہ نے نہایت اطمینان سے جواب دیا اور تنظیم کی کارکردگی اور پھیلاؤ سے متعلق بہت سی مفید معلومات سے آگاہ فرمایا، اس زمانہ میں حضرتؒ نے تصدیق دینی بند کردی تھی باوجود اس کے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم محمدیہ کے لئے تصدیق نامہ تحریر فرمادیا۔

واپس آنے کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں وفاق المدارس جیسے نظام کو رائج کرنے کے لئے فدائے ملت علیہ الرحمہ کی توجہ مبذول کرائی لیکن حضرت اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے اس جانب توجہ نہ دے سکے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستان میں پاکستان کے مقابل وفاق المدارس کی زیادہ ضرورت ہے، اسی کے پیش نظر آپؒ نے آل انڈیا انجمن مدارس کرناٹکا میں شرکت فرمائی اور اس کے اصول وضوابط وفاق المدارس پاکستان جیسے مرتب فرمائے۔

عبدالستار صاحب ایدھی سے ملاقات

اسی سفر میں بابائے خدمت عالیجناب عبدالستار صاحب ایدھی سے ملاقات کے لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، عبدالستار ایدھی پاکستان کی وہ معروف شخصیت تھی جن کا ویلفیئر فاؤنڈیشن گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج ہے۔ انہوں نے ملکی سطح پر سولہ ہزار بچیوں کی شادیاں کرائیں، پچاس ہزار سے زائد بچوں کو گود لیا، آٹھ ہزار سے زائد نوزائیدہ بچوں کی لاشوں کو گٹر سے

نکال کر دفن کیا، سیکڑوں ہزاروں اولڈ پیپل ہوم، پاگل خانے، چلڈرن ہوم، میٹرنٹی ہوم، اسکول اور مدارس قائم کیے، زخمیوں اور بیماروں کی منتقلی کے لئے ایمبولینس کا جال بچھایا۔ ایئر ایمبولینس بنائی، پاکستان میں فسادات کے درمیان جس جگہ عبدالستار ایدھی پہنچ جاتے وہاں دونوں طرف سے فائرنگ بند ہو جاتی۔ حبیب الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان کی سرزمین میں محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے بعد سب سے زیادہ قابل قدر وقابلِ تکریم نام ایدھی صاحب کا سمجھا جاتا ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات کے لئے پیغام بھجوایا تو انہوں نے پہلے پہل ملنے سے منع کردیا، پھر معلوم کیا کہ آپ کس ضرورت کے لئے آئے ہیں؟ حبیب الامتؒ نے فرمایا: مجھے صرف آپ سے ملاقات کرنی ہے، ملاقات کے علاوہ میرا کوئی مقصد نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مکان کے اندرونی حصہ میں بلاکر بٹھایا اور معلوم کیا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ حبیب الامتؒ نے فرمایا: میرے آنے کا مقصد صرف اور صرف آپ کی زیارت اور ملاقات ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو رفاہی کام لیا ہے اور جس ایثار وخلوص کے ساتھ آپ اپنے کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں یہ قابل قدر ہے۔ اس وقت ایدھی صاحب کی عمر اسّی برس کے قریب تھی، انہوں نے اپنی اہلیہ کو آواز دی، ایک بوڑھی خاتون باہر آئیں تو ان سے کہا: دیکھو! پہلی مرتبہ کوئی نوجوان شخص صرف ہم سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ پھر چائے پلوائی اور بات کرتے رہے، حضرت حبیب الامتؒ نے فرمایا: میرے لئے کوئی نصیحت ہو تو ارشاد فرمائیں۔ انہوں نے کہا: دیکھو نوجوان! اگر آپ کام کرنا چاہتے ہیں تو اندھے بن جاؤ تاکہ کسی کے رویہ کو نہ دیکھ سکو، بہرے بن جاؤ تاکہ کسی کی گالی نہ سن سکو، لولے بن جاؤ تاکہ تم کسی کے خلاف ہاتھ نہ اٹھا سکو، لنگڑے بن جاؤ تاکہ مخالف کی طرف دوڑنے میں وقت ضائع نہ کرسکو، بے زبان بن جاؤ تاکہ مخالفین کو جواب نہ دے سکو، پھر تم جو بھی کام کروگے اللہ تعالیٰ تمہیں منزلِ مقصود تک پہنچادیں گے۔ میں نے ہزارہا مخالفت کے باوجود انہیں اصولوں کو اپنا کر کام کیا تو اللہ نے اس مقام پر پہنچایا ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے عبدالستار صاحب ایدھی کی نصیحت سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا، سچ بات یہی ہے کہ ہر کام کی مخالفت ہوتی ہے لیکن مخالفین کو سننے اور انہیں جواب دینے کے بجائے اپنی منزل پر نگاہ رکھ کر بڑھنا جلد کامیابی کی منازل طے کرادیتا ہے''۔

چند باتیں اور چند یادیں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سارک کانفرنس میں

یقین شاہ ولی بنگلور میں دورانِ خطابت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مستقل ودھان سودا میں دعوت دی جاتی۔ کسی بھی دعائیہ تقریب میں جہاں ہندو پنڈت، عیسائی فادر آتے وہیں مسلم علماء میں سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کیا جاتا، اس وقت کے وزیر اعلیٰ رام کرشنا ہیگڑے آپؒ کو مستقل بلا کر دعا کراتے۔ اس وقت بنگلور میں منعقدہ سارک کانفرنس میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی، اس کانفرنس میں سات ممالک کے وزرا وصدور خصوصاً بنگلہ دیش، مالدیپ، پاکستان اور کئی مسلم ممالک کے مسلم لیڈران سے ملاقاتیں ہوئیں۔ یقین شاہ ولی کی خطابت سے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی لوگوں سے بھی تعلقات بڑے وسیع تھے، لیکن آخر وقت میں اپنے شیخ حضرت حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ کے حکم پر آپؒ نے سیاسی لوگوں سے کنارہ کشی اختیار فرمالی اور ہمیشہ سیاسی لوگوں سے دور رہے۔

شری روی روی شنکر کے آشرم میں دعوت

بنگلور کے مشہور شنکر آچاریہ اور سادھو شری روی روی شنکر نے اپنے آشرم پر خصوصی دعوت دی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جانے سے منع فرمادیا، لیکن مسلسل روی شنکر کے اسسٹنٹ کی آمد اور اصرار پر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہامی بھرلی۔ چنانچہ آپؒ کے صاحبزادۂ محترم حضرت ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ، حضرت مولانا عبد الرحیم سعید صاحب رشادی (بانی ومہتمم دار العلوم سعیدیہ کاول بیرسندرا) قاری محمد ریحان صاحب قاسمی اور دیگر کئی علمائے کرام کے ہمراہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، گاڑی ہونے کے باوجود روی شنکر نے ایک نئی کار بھجوائی کہ

ہماری درخواست ہے کہ اس کار میں تشریف لائیں۔ آشرم پہنچے تو روی شنکر نے باہر نکل کر خود استقبال کیا، چندن کا ہار پہنایا، شال پوشی کی اور اپنی مسند پر لے جا کر بٹھایا۔ حبیب الامتؒ نے پہلے ہی شرط رکھ دی تھی کہ ہمیں کسی بھی مورتی والے کمرہ میں نہ لے جایا جائے، چنانچہ روی شنکر نے اس بات کا خیال رکھا۔ مولانا شمعون صاحب آچاریہ کی جانب سے ترجمان متعین کئے گئے تھے، انہوں نے اسٹیڈیم کی طرح بنے ہوئے ہال میں لے جا کر اسٹیج پر خصوصی کرسی کا اہتمام کر کے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھایا، ہال میں ہزاروں بھکت بیٹھے تھے، حبیب الامتؒ نے انہیں اسلام اور خانقاہی ماحول وتربیت سے آگاہ فرمایا، بعدہٗ روی شنکر نے اپنے خصوصی کمرہ میں اپنی جگہ پر بیٹھنے کی درخواست کی، آپؒ نے قبول فرمایا اور قرآن کریم کا ایک نسخہ بزبانِ کنڑا روی شنکر کو پیش کیا۔

شنکر آچاریہ نے دعا کی گزارش کی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بآوازِ بلند دعا فرمائی: اے اللہ! اس کفرستان میں تیرے نام اور تیرے کلام کو پہنچانے کا کام میرا تھا، اب ان کے دلوں میں تیرے عظمت والے نام اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اتارنے کا کام تیرا ہے، الٰہی! ان کے سیاہ دلوں میں اسلام کی شمع روشن فرما اور انہیں بھی راہِ ہدایت نصیب فرما۔ اگر ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہو تو ان کے شرور وفتن سے امت محمدیہ کو محفوظ فرما، آمین!...... روی شنکر آچاریہ نے بطورِ تحفہ شال، تہبند، صندل کی بنی ہوئی چند چیزیں پیش کرتے ہوئے اس قدم رنجہ فرمائی پر شکریہ کے ساتھ رخصت کیا۔ واپسی میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: کاش! ان کے اخلاق کی طرح ان کے قلوب بھی اُتنے ہی پاکیزہ اور صاف وشفاف ہوتے تو اسلام فوراً ان کے دلوں میں اُتر جاتا، کفر کی سیاہی اور ضلالت نے ان کے دلوں کو ایسا تنگ کر دیا ہے کہ زبان پر حق آنے کے بعد بھی اسے قبول نہیں کر رہے ہیں، میں بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے، آمین!

اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ آخری عمرہ اور تقریب نکاح میں شرکت

۲۰۰۸ء میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سفر عمرہ کے لئے تشریف لے گئے، اس سفر میں آپؒ کے ہمراہ آپؒ کی اہلیہ محترمہ، صاحبزادہ الحاج حکیم محمد عدنان حبان نوادر، شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدیؒ اور ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ صاحبہ ہم رکاب تھے۔ عمرہ سے فراغت

کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ العالی استاذ مسجد نبویؐ کی صاحبزادی سے اسحاقِ زماں حضرت مولانا اسحاق صاحب قاسمی مدظلہ العالی کے صاحبزادہ عزیزم مولوی کلیم اللہ قاسمی سلمہ کا نکاح عمل میں آیا، طرفین کی خواہش پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نبویؐ میں نکاح خوانی فرمائی۔

اس سفر میں نمونۂ سلف حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی مدظلہ، عاشقِ رسول حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ، عالی جناب الحاج وہاج الدین صاحب جدہ، محبّ العلماء حضرت مولانا شمشاد صاحب قاسمی مرحوم، حضرت مولانا عزیز صاحب مرحوم، عالی جناب الحاج جاوید صاحب بنگلوری، الحاج محمد اقبال صاحب چرتھاولی اور دیگر کئی احباب نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپؒ کے ہمراہیوں کی مہمان نوازی کی۔ اس موقع پر عالیجناب الحاج سید ریاض صاحب سابق جوائنٹ کمشنر لوک آیوکتا بھی مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے، انہیں معلوم ہوا تو انہوں نے بھی حضرت حبیب الامتؒ کے لئے خصوصی دعوت کا اہتمام کیا۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کے نواسے عالیجناب حضرت الحاج بہجت نجمی صاحب مدظلہ العالی کی دعوت پر جدہ تشریف لے گئے، اس دوران بہت سی مجالس منعقد ہوئیں، جس میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اصلاحی وایمانی خطابات ہوئے۔

احباب کے اصرار پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ میں مختلف زیارت گاہوں کا مشاہدہ فرمایا۔ خصوصاً غارِ حرا، غارِ ثور، جنت المعلیٰ، منیٰ، عرفات، جبل رحمت، مزدلفہ، وادیٔ محسر، جمرات، مولد النبی، بیئر روحا (آبِ شفا) مسجد جن، مسجد قبا، مسجد قبلتین، جبلِ احد، قبر مبارک سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، جنت البقیع، میدانِ بدر، شہدائے بدر کی قبور، وادیٔ جن، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا باغ، بیئر روما (حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا کنواں) وادیٔ خاکِ شفاء اور وہ باغ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور استراحت فرماتے، اس باغ میں پلنے اور چارہ کھانے والی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ کی بکریوں کا دودھ نوش فرمایا۔ اس راستہ کی زیارت کی جہاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دوڑ ہوئی تھی، وہ پہاڑی دیکھی جس پر کھڑے ہوکر استقبالیہ گیت ''طلع البدر علینا'' مدینہ کی لڑکیوں نے گایا تھا۔

مدینہ کی بکریوں کا علاج حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

عاشقِ رسولؐ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالی نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! جن بکریوں کا دودھ آپ نے نوش فرمایا تھا، ان بکریوں میں چند ماہ سے نہ جانے کیا وبا پھوٹ پڑی ہے کہ روزانہ ایک نہ ایک بکری فوت ہوجاتی ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری نہیں لگی بلکہ بکریوں کو ٹھنڈ لگ گئی ہے، آپ روزانہ ایک چنے کے بقدر ہینگ کھلائیں، ان شاء اللہ بکریاں مریں گی نہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا نے عمل کیا تو بفضلہٖ تعالیٰ بکریاں مرنی بند ہوگئیں۔

بریلوی مکتبہ فکر کی مسجد کی تعمیر کا قضیہ

انہیں دنوں محلّہ گنگونڈناہلی بنگلور میں ایک نیا ہنگامہ کھڑا ہوگیا، بریلوی مکتبۂ فکر کے بعض لوگوں نے ایک نئی مسجد کی بنیاد رکھنی چاہی تو تمام محلّہ والوں نے سخت مخالفت کی، جگہ جگہ میٹنگیں ہوئیں، جب معاملہ نہ سلجھا تو دونوں طرف کے لوگ باری باری حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، بریلوی حضرات مسجد کی حمایت کے لئے کہتے اور دیگر مسالک کے لوگ مسجد نہ بننے پر زور دیتے۔ جب کئی دن گزر گئے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تمام لوگوں کو ایک ساتھ بلایا اور انہیں سمجھایا کہ مسجد کی تعمیر میں آپ مخل نہ ہوں، یہ اللہ ہی کا گھر ہے، چند نوجوانوں نے کہا کہ ہم کسی بھی طرح مسجد تعمیر نہیں کرنے دیں گے تو حضرت حبیب الامتؒ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: محلّہ میں کئی کئی مندر تعمیر ہوگئے جب تو کسی کی زبان پر نہ آیا کہ محلّہ کفرستان میں تبدیل ہوتا جارہا ہے، آج ایک مسجد کی تعمیر کو لے کر آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ کتنی شرم کی بات ہے، مسلک اپنی جگہ ہے، جب محلّہ میں تمام مکاتبِ فکر اور مسالک کی مساجد ہیں تو بریلوی حضرات سے کیوں چڑ ہے؟

چند لوگوں نے کہا: حضرت! مسجد کے بعد وہ مدرسہ بھی بنائیں گے، دارالعلوم محمدیہ کے مقابل ایک بریلوی مدرسہ قائم ہوجائے گا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر بنارہے ہیں تو اچھی بات ہے، ایک سے دو جگہ قرآن وحدیث کی تعلیم ہوگی۔ مجھے مدرسہ کے بننے پر اعتراض نہیں تو

آپ کو کیوں پریشانی ہورہی ہے؟ لیکن لوگ نہ مانے اور یہ کہتے ہوئے جانے لگے کہ ہم کسی حال میں بریلویوں کو جمنے نہیں دیں گے تو حبیب الامتؒ نے سخت غصہ کی حالت میں ارشاد فرمایا: جاؤ جاؤ میں بھی دیکھتا ہوں کہ کون مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں حائل ہوگا، کسی کے لال میں اتنی جرأت ہو تو روک کر دِکھائے۔ اتنے سخت الفاظ کے بعد کسی میں ہمت نہیں ہوئی کہ بریلوی حضرات کو مسجد کی تعمیر سے روکیں، بالآخر مسجد تعمیر ہوگئی۔ بعد میں لوگوں نے اعتراف کیا کہ حبیب الامتؒ کا فیصلہ نہایت مناسب تھا، ہم اس وقت نہیں سمجھ سکے کہ مسجد کی تعمیر میں حائل ہونا ایمان کی خرابی کی بات ہے۔ آج الحمدللہ اس محلّہ میں تمام مکاتب فکر اتحاد و اتفاق سے رہ رہے ہیں۔

مولانا شاہ عالم کی وفات پر حبیب الامت کو صدمہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نسبتی برادر محترم المقام حضرت مولانا شاہ عالم صاحب رحیمی بنگلور میں ہی مسجد الکریم ٹیانری روڈ کے مثالی امام و خطیب تھے، اپنی محنت و جستجو سے مسجد کی اراضی سے لے کر تعمیر و تکمیل تک مکمل خدمات انجام دیں، حضرت شاہ عالم صاحب کے ہی مشورہ پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تھلی تمل ناڈو سے شہر بنگلور منتقل ہوئے تھے، دونوں کے درمیان بے انتہا محبت و الفت تھی، بنگلور کے کثیر الاشاعت اخبارات روزنامہ آزاد اور روزنامہ سالار کے خوش نویس رہ چکے تھے۔ بہترین خطاط ہونے پر گورنر آف کرناٹک کے ہاتھوں ایوارڈ سے سرفراز کئے گئے۔ نہایت متقی اور شریعت کے سخت پابند تھے، اخبارات کے کالم لکھنے میں بھی نہایت محتاط تھے اور کبھی دینی یا سیاسی خبروں کے علاوہ کسی فلمی یا دنیاوی مضمون کی کتابت نہیں کی۔

اچانک بیمار ہوئے تو حضرت حبیب الامتؒ کے پاس تشریف لائے، آپ نے تمام رپورٹ دیکھ کر فرمایا: بھائی صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ فوراً علاج پر توجہ دیں، لیکن اس کا لیبارٹری ٹیسٹ نہ کروائیں، ورنہ مرض بڑھ کر لاعلاج بھی ہوسکتا ہے۔ چونکہ شاہ عالم صاحب کی فیملی مظفرنگر یوپی میں قیام پذیر تھی، اس لئے وہ دہلی چلے گئے اور وہیں علاج کرایا، لیبارٹری ٹیسٹ میں دہن کا سرطان آیا، آپریشن ہوا لیکن زخم نہ بھر سکا، تین

سال سخت علالت میں گزرے، وصیت نامہ تحریر کیا، تجہیز و تکفین کے جملہ مراحل کی ذمہ داریاں تقسیم کیں اور داغِ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت حبیب الامتؒ کو ان کے وصال سے سخت صدمہ پہنچا، بنگلور میں تعزیتی پروگرام ہوئے، ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا، شاہ عالم صاحب نے ایک وصیت نامہ کی کاپی حبیب الامتؒ کو بھی بھجوائی تھی، آپؒ ہمیشہ شاہ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے اشکبار ہو جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہ جانے اللہ تعالیٰ کو کس کی کیا بات پسند آجائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ سے آپ بے انتہا محبت کیا کرتے تھے، وصیت نامہ میں تحریر تھا کہ میرے صندوق میں ایک پرانا سفید رومال ہے، وہ کفن کے ساتھ ضرور شامل کرلیں۔ بہت سے لوگ اس رومال کی حقیقت سے نہ آشنا تھے، ایک مرتبہ شاہ عالم صاحب نے اس رومال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا: بھائی ادریس! مجھے اس رومال سے اس لئے محبت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ میں مدرسہ خادم العلوم باغونوالی کے صحن میں کھڑا ہوں، اتنے میں شور ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ آپؓ آئے تو میرا یہ رومال لے کر بچھایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اس دن کے بعد سے یہ رومال مجھے عزیز تر ہوگیا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ مرحوم نے ڈیڑھ ماہ قبل وصیت نامہ تحریر کرادیا تھا، جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اپنی زندگی میں نعمتوں اور رحمتوں کے حصول کا ذکر تھا، صحت پر شکر اور بیماری پر صبر و رضا کا تذکرہ تھا، نمازِ جناہ غسلِ میت تجہیز و تکفین اور تدفین کے متعلق ضروری وصیت لکھ دی تھی۔ اعزا و اقارب اور دوستوں کو الوداعی سلام تحریر تھا۔ آخر کے تین دن غنودگی اور بے ہوشی طاری رہی، ہوش آتا تو بلند آواز سے کلمۂ توحید پڑھتے رہے۔ اسی حالت میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ نمازِ جنازہ مولانا مفتی محمد اسلم صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ خادم العلوم باغونوالی نے پڑھائی، ہزاروں لوگوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندوں سے محبت کرنے والوں کا خاتمہ بالخیر ہوا کرتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ عالم صاحب سے متعلق ایک عجیب خواب

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا شاہ عالم صاحبؒ سے متعلق ایک مرتبہ میں نے بڑا عجیب وغریب خواب دیکھا، چونکہ آپ کا کینسر میں انتقال ہوا تھا اور علاج بگڑنے کی وجہ سے جسم کا گوشت پیپ بن کر بہہ گیا تھا، جس وقت مرحوم کو یہ مرض لاحق ہوا اس وقت ان کا وزن نوّے کلو تھا لیکن جب وصال ہوا تو گھل کر صرف پچیس تیس کلو کے قریب رہ گئے تھے۔ میں نے خواب دیکھا کہ آپ نہایت ہشاش بشاش اور بالکل صحت مند حالت میں ہیں۔ میں نے معلوم کیا کہ آپ کا تو انتقال ہو گیا تھا، پھر آپ کیسے آ گئے؟ کہنے لگے: جی انتقال تو ہو گیا ہے بس اجازت لے کر ملنے آیا ہوں۔ میں نے کہا: آپ کا جسم تو علالت کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا لیکن آپ بالکل صحیح نظر آرہے ہیں؟ ہنس کر کہنے لگے: بالکل صحیح بات ہے، جسم تو خراب ہو گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا نیا جسم عطا فرمایا ہے۔ مجھے تعجب ہو رہا ہے کہ دوسرا جسم بالکل پہلے والے صحت مند جسم کی طرح ہے، میں نے معلوم کیا؟ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ کہنے لگے: اللہ نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے کوئی باز پرس نہ فرمائی۔ سبحان اللہ! حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کسی جگہ یہ پڑھا تھا کہ دنیا ہی میں اگر کسی شہید یا نیک بندے کا جسم خراب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نیا جسم عطا فرماتے ہیں۔ لیکن اس خواب نے اس بات کی تصدیق بھی کر دی۔

✧✧✧

پرنامبٹ میں خانقاہ کی نئی عمارت کا افتتاح

خانقاہِ زکیہ ناصریہ کے افتتاح پر حبیب الامتؒ کا خطاب

ماہ دسمبر ۲۰۱۱ء کو ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ناصر الدین صاحب مدظلہ پرنامبٹ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے خانقاہِ زکیہ ناصریہ پرنامبٹ کی نئی تعمیر کے افتتاحی اجلاس میں تشریف آوری کی خصوصی درخواست کی جسے آپ نے بخوشی قبول فرما لیا۔ مجلس کا آغاز مولانا ظفر احمد صاحب امام وخطیب پیری مٹ مسجد مدراس کی تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ حمد ونعت کے بعد ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ناصر الدین صاحب مدظلہ نے استقبالیہ کلمات کہتے ہوئے تمام مندوبین خصوصاً حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آمد پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور نہایت جذباتی کیفیت کے ساتھ حضرت حبیب الامتؒ کو خطاب کی دعوت دی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ناصر الامت کا ہاتھ پکڑ کر حضرت حاذق الامتؒ کی جگہ پر بٹھایا اور پھر مجلس سے خطاب فرمایا۔ آپؒ نے خانقاہِ زکیہ ناصریہ کے قیام پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ خانقاہ دراصل حضرت حاذق الامتؒ کی دیرینہ آرزو اور تمنا تھی جس کی تکمیل کا کام اللہ تعالیٰ نے ان کے صاحبزادے حکیم ناصر الدین صاحب سے لیا ہے۔ یہ ناصر الامت کے لئے ہی نہیں بلکہ ان کے برادران اہل خانہ اہل محلّہ اور اہلِ بستی، مریدین ومتوسلین سب کے لئے باعثِ مسرت ہے۔ جس طرح سجدہ کرنے کی جگہ متعین کر لی جاتی ہے اور اسے مسجد کہتے ہیں، جس طرح درس کی جگہ متعین کرنے کے بعد اسے مدرسہ کہتے ہیں، جس طرح مریضوں کو دیکھنے کی جگہ متعین کرنے کے بعد اسے اسپتال، شفاخانہ یا مطب کہا جاتا ہے، بالکل اسی طرح جس جگہ لوگ اپنے قلوب کو مصفّٰی ومجلّٰی کرنا چاہتے ہیں اس جگہ کو ''خانقاہ'' کہا جاتا ہے۔ خانقاہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی جگہ ہے، اپنے آپ کو مٹا دینے اور خود کو فنا کر دینے کی جگہ ہے۔

خانقاہوں کے رنگ مختلف ہوتے ہیں

خانقاہ کے بہت سے رنگ ہوتے ہیں، یہ تو ہم جانتے ہیں کہ سب سے بہترین رنگ اللہ کا رنگ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے رنگ اولیائے کرام کو عطا فرما دیتے ہیں، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا رنگ تو پانی کا رنگ ہے، جس رنگ کے گلاس میں ڈالو گے پانی ویسا ہی نظر آئے گا، لال گلاس میں ڈالو گے تو پانی لال نظر آئے گا، نیلے گلاس میں ڈالو گے تو پانی کا رنگ بھی نیلا دِکھائی دے گا۔ بالکل اسی طرح آدمی اولیاء اللہ کو جس نظر سے دیکھے گا وہ اسے ویسے ہی نظر آئیں گے، ہر آدمی ایک مخصوص نظر سے اولیاء اللہ کو دیکھتا ہے اور جس نظر سے وہ انہیں دیکھتا ہے وہ اسے ویسے ہی نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی خانقاہ میں جانے والے کہتے تھے کہ حضرت کی خانقاہ کا رنگ سبحانی ہے۔ بابا فرید الدینؒ کی خانقاہ میں جانے والے کہتے تھے کہ آپ کی خانقاہ کا رنگ جمالی ہے۔ حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کی خانقاہ کا رنگ شاہی تھا، حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ کا رنگ فقری تھا۔ حضرت گنگوہیؒ کی خانقاہ کا رنگ شاہی اس لئے تھا کہ وہاں قالین بچھے ہوئے ہوتے تھے، فنجان میں چائے موجود رہتی تھی جبکہ حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ کی خانقاہ میں پھٹی پرانی چٹائیاں بچھی ہوئی ہوتی تھیں، کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔

میرے پیر و مرشد حضرت حاذق الامتؒ کی خانقاہ کا رنگ کیا تھا؟ آپ کی خانقاہ اور حضرت کے مزاج کا رنگ صمدانی تھا، صمدانی اللہ کا صفاتی نام ہے، ''اللہ الصمد''۔ باپ کے اگر دس بیٹے ہوں تو ہر بیٹا یہی سمجھتا ہے کہ اس کا باپ سب سے زیادہ محبت اسی سے کرتا ہے، یہ نبی کی سیرت کا خصوصی رنگ ہوتا تھا، ہر صحابیؓ یہی سمجھتے تھے کہ نبی سب سے زیادہ محبت مجھ سے کرتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے حاذق الامتؒ بھی تھے کہ انہیں صمدانی رنگ عطا کیا گیا تھا، یہ رنگ ہر انسان کو عطا نہیں ہوتا، یہ اسی کو عطا کیا جاتا ہے جس کا دل اللہ کے لئے تڑپتا ہو۔ راہِ ہدایت کے لئے مخلوق کو درست کرنے اور راہِ راست پر لانے کے لئے تڑپتا ہو۔ اللہ تعالیٰ حاذق الامتؒ کی قبر کو نور سے منور فرمائے اور اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے، آمین!

سلوک کے تین مقامات ہیں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا: خانقاہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں بیٹھ کر اللہ کی قربت حاصل کرنے والا منہمک ہو جاتا ہے، یہ قربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے، اللہ کی توجہ حاصل کرنے کا سبب ہے، اللہ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ خانقاہ کا مطلب یہ ہے کہ دل دنیا کی محبت سے بالکل خالی ہو جائے، اپنے آپ کو اتنا مٹا دے کہ خود نہ رہے خودی رہ جائے۔

آپؒ نے سلوک کے تین مقامات ارشاد فرمائے: اول فنا فی الشیخ، دوم فنا فی الرسولؐ، سوم فنا فی اللہ۔ فنا فی الشیخ سے مراد اپنے آپ کو شیخ کے اتنے تابع بنا دے کہ لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ یہ بھی شیخ ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تھے، چلچلاتی دھوپ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ جب جاتے تو لوگ حضرت ابوبکر ؓ کو ہی حضور اکرم ﷺ سمجھ لیتے تھے، بعد میں چلچلاتی دھوپ کی کرنوں سے حضور ﷺ کو بچانے کے لئے ابوبکر ؓ چادر تان لیتے تو تب لوگوں کو پتہ چلتا تھا کہ ابوبکر ؓ نہیں حضور ﷺ تو یہ ہیں، اسی کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا مرحلہ فنا فی الرسولؐ کا آتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی عمل ہو وہ صرف اور صرف سنت کے مطابق ہو، سنت کے خلاف کوئی بھی کام نہ ہو، سراپا سنت کو اختیار کرنے کے بعد یہ مقام حاصل ہوتا ہے جسے فنا فی الرسولؐ کہتے ہیں۔ نبوت ایک گوہرِ نایاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملتا ہے، نبوت کا دروازہ اب قیامت تک کے لئے بند ہے۔ ولایت آدمی اپنی کوشش و ریاضت سے حاصل کر سکتا ہے، ولایت نبوت کا عکس ہے، جیسے سورج سے چاند روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح اگر ولایت میں نبی کا عکس نہ ہو تو وہ ولایت نہیں۔ اولیائے عظام کو کرامات حاصل ہوتی ہیں جو دراصل معجزہ کا عکس ہے۔ تیسرا مقام فنا فی اللہ ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ کی زبان سے ذکر کی حالت میں نکلا ''انا اللہ''۔ آپ کے شاگردوں نے کہا کہ یہ تو کلمۂ کفر ہے۔ بعد میں جب حضرت کیفیت سے باہر آئے تو شاگردوں نے ان سے عرض کیا: حضرت آپ نے تو کلمۂ کفر کہا۔ حضرت نے جواب دیا کہ مجھے خوشی ہوئی کہ تم کفر سے دوری چاہتے ہو۔ اچھا اگر دوبارہ ایسا سنو تو مجھے قتل کر دینا۔ اس کے چند دنوں کے

بعد حضرت پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی اور ان کی زبان سے پھر یہی کلمہ ''انا اللہ'' نکلا۔ اب شاگردوں نے کہا کہ حضرت نے حکم دے رکھا ہے کہ اگر دوبارہ میں ایسا کہوں تو مجھے قتل کردینا۔ انہوں نے فوراً تلوار اٹھائی اور حضرت کے جسم پر وار کیا تو تلوار ان کے جسم سے ایسے گزر گئی جیسے وہ خلا میں گزری ہو، حضرت کے جسم کو کچھ نہ ہوا اور وہ صحیح سلامت رہے۔ یہ دیکھ کر شاگرد پشیمان ہوکر تلوار پھینک کر کھڑے ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت پر سے کیفیت ختم ہوئی تو انہوں نے معلوم کیا کہ کیا ہوا تھا؟ شاگردوں نے تمام واقعہ سنادیا، تب حضرت نے ایک سوئی منگوائی اور اسے اپنی انگلی میں چبھویا تو خون نکل آیا، آپ نے فرمایا: اب یہ شبلی ہے، اس وقت یہ شبلی نہیں تھا۔ بندہ جب ذکر کررہا ہوتا ہے تو اس ذکر سے اس کا قلب صاف ومصفی ہوجاتا ہے۔ تب جاکر اللہ تعالیٰ فنا فی اللہ کا مقام عطا فرماتے ہیں۔

خانقاہ انسان بنانے کی جگہ

خانقاہ انسان کو انسان بنانے کی جگہ ہے، یہ مسلمان کو مسلمان بناتی ہے۔ آج مفتی عالم پیر شیخ وغیرہ بننا آسان ہے لیکن حقیقی انسان بننا آسان نہیں ہے۔ آج خانقاہی نظام کو مضبوط کیا جانا چاہئے تاکہ انسان کو انسان بنایا جاسکے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اس مدبرانہ خطاب کے بعد ناصر الامت حکیم ناصرالدین صاحب نے نہایت جذباتی ہوتے ہوئے عرض کیا: اس وقت فرحت وانبساط کی جو کیفیت مجھ پر طاری ہے میں اسے نوکِ زباں پر لانے سے قاصر ہوں۔ آج جس خانقاہ کا افتتاح پیرومرشد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے ہوا ہے یہ میرے والد بزرگوار حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش تھی۔ میں آنے والے سبھی مہمانانِ کرام کی آمد پر اظہارِ مسرت کرتا ہوں اور بطورِ خاص حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میری اس حقیر دعوت کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔ بعدۂ شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدیؒ کی نعتیہ کتاب ''گلزارِ حرم'' کا اجرا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہِ زکیہ ناصریہ کے افتتاح پر ہدیہ تہنیت پیش فرمایا جسے صاحبزادہ ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ نے پڑھ کر سنایا، آخر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

آج اتحاد بین المسلمین کی ضرورت

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا توقیر رضا کی ملاقات

اتحاد بین المسلمین کے علمبردار حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اعتدال پسند اور سلجھی ہوئی طبیعت کی بدولت ہر مکتبہ فکر کے افراد آپؒ سے ملاقات کرنے کے لئے بے تاب رہا کرتے، تمام مسالک کے لوگ رحیمی شفاخانہ اور دارالعلوم محمدیہ بنگلور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے ذوق وشوق کے ساتھ آتے، آپؒ کی مجلس ذکر بالجہر خانقاہِ رحیمی میں ایک کثیر تعداد دوسرے مسالک کی ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ مولانا توقیر رضا صاحب بنگلور آئے تو حضرت حبیب الامتؒ سے ملاقات کے لئے دارالعلوم محمدیہ اور رحیمی شفاخانہ بھی تشریف لائے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کشادہ قلبی کے ساتھ استقبال کیا، گلے میں صندل کا ہار پہنایا اور شال پوشی فرمائی۔

آپؒ نے مولانا توقیر رضا صاحب کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مولانا رضا صاحب جس اتحاد بین المسلمین کے لئے آج سفر پر نکلے ہیں وہی مشن میرے استاذ محترم حضرت مولانا شیخ زکریا نوراللہ مرقدہٗ کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا منیر صاحب مدظلہ مقیم حال مکہ سعودی عرب کے علاوہ دیگر کئی اور ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں، ان کا نصب العین صرف یہی ہے کہ دیوبندی وبریلوی مکتبہ فکر کے حضرات اپنے مسلک پر رہتے ہوئے ایک ہوجائیں تاکہ ہندوستان اور ایشیا میں مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر پوری قوت کے ساتھ ابھر سکیں۔

اس موقع پر مولانا توقیر رضا صاحب نے کہا: میں یہی مشن لے کر چلا ہوں کہ مسلمان مسلک کی بنیاد پر نہیں کلمہ کی بنیاد پر ایک ہوجائیں، یہ وقت کی ضرورت ہے۔ مجھے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

سے مل کر جو خوشی حاصل ہوئی ہے وہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے آنے کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور چند تحائف کے ساتھ رخصت فرمایا۔

دوسرے صاحبزادہ کا نکاح اور ولیمہ مسنونہ

دیوبند سے تعلیمی فراغت کے بعد آپؒ کے صاحبزادے مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی بنگلور لوٹ آئے تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے نکاح کی فکر تھیں، اسی دوران عالیجناب الحاج مظفر احمد صاحب مدظلہ مظفرنگر (مقیم حال ریاض سعودی عرب) کی بڑی صاحبزادی سے صاحبزادۂ محترم کا رشتہ طے فرما دیا۔ چند ماہ بعد مورخہ ۲/دسمبر ۲۰۱۲ء مطابق ۱۶/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بروز اتوار نکاحِ مسنونہ عمل میں آیا، اس نکاح میں بھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کسی طرح کا جہیز قبول نہ فرمایا، اگلے دن ولیمہ مسنونہ کی دعوت میں دو ہزار سے زائد لوگ مدعو کئے گئے، جن میں اکثریت علمائے کرام وعمائدین عظام کی تھی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ علما نواز بھی تھے اور علما سے محبت کرنے والے بھی، اسی لئے ولیمہ کی یہ تقریب جلسہ گاہ معلوم ہو رہی تھی، شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر رحیمی اسعدیؒ اور نمونۂ سلف وصالحین حضرت منشی محمد عالم صاحب دامت برکاتہم نے اظہارِ تہنیت اور بطورِ دعائیہ کلمات اشعار تحریر فرمائے۔

بنگلور واپسی کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ولیمہ کی دعوت اور فرمائی جس میں ایک ہزار سے زائد لوگوں نے شرکت کی، آپؒ نے فرمایا: رشتہ داروں کے علاوہ مقامی علمائے کرام و دیگر افراد کا بھی حق ہے کہ انہیں بھی اپنی خوشیوں میں شامل کیا جائے۔

استاذ الاساتذہ حضرت منشی محمد عالم مدظلہ کی بنگلور آمد

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خواہش تھی کہ استاذ الاساتذہ نمونہ سلف وصالحین ولی کامل حضرت منشی محمد عالم صاحب دامت برکاتہم مع اہل خانہ ایک مرتبہ بنگلور ضرور تشریف لائیں، حالانکہ گزشتہ کئی مرتبہ حضرت منشی جی کی بنگلور آمد رہی، چونکہ کافی عرصہ سے حضرت نے سفر کرنا بند کر دیا ہے،

باوجود اس کے حضرت منشی جی مدظلہ العالی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر اہلیہ صاحبہ کے ساتھ بنگلور تشریف لائے، منشی جی کی آمد سے حبیب الامتؒ کے گھرانے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، منشی جی اور حبیب الامتؒ کے درمیان تین تین سمدھانے، نسبتی برادر اور استاذ وشاگرد کا رشتہ تھا، یقیناً اتنے پاکیزہ رشتوں کی بدولت محبت والفت اپنے معراج کو پہنچی ہوئی تھی اور آج بھی بحمد اللہ تعالیٰ یہ محبت و بھائی چارہ حضرت منشی جی اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان میں باقی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ذریعہ آخرت بنائے، آمین!

ٹمکور کا سفر اور اصلاحی خطاب

بنگلور تشریف آوری کے بعد استاذ اور صاحبِ نسبت ہونے کی بدولت حضرت منشی جی سے ملاقات کے لئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ومتوسلین کا تانتا بندھ گیا، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپؒ کے گھرانے نے بھی منشی جی کی شایانِ شان آرام کا خیال رکھا۔ بہت سے لوگ دعوت کے لئے حاضر ہوئے لیکن منشی جی کا قلندرانہ مزاج اور گوشہ نشیں طبیعت کی بدولت حبیب الامتؒ نے منع فرما دیا، اس کے باوجود حضرت مولانا مفتی قربان صاحب اسعدیؒ سابق صدر جمعیۃ علماء کرناٹک نے اپنے ٹمکور مدرسہ میں مدعو کیا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت قبول فرمالی، پہلے جامعہ اسلامیہ حسینیہ املا پور ٹمکور کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمائی، جہاں شہر و بیرونِ شہر کے بہت سے علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔

جلسہ سے فارغ ہو کر حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدیؒ کے اصرار پر پہلے سے منظور شدہ دعوتِ نکاح خوانی میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، جامع مسجد پر حوض کالونی ٹمکور میں نکاح پڑھا کر فارغ ہوئے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے خطاب کی درخواست کی گئی، آپؒ نے فرمایا: میں اپنے استاذ کی موجودگی میں کچھ کہنا ادب کے خلاف تصور کرتا ہوں۔ چنانچہ سبھی علمائے کرام وعمائدین کی گزارش پر حضرت منشی جی دامت برکاتہم نے نہایت سادہ لب ولہجہ میں انتہائی پراثر پند و نصائح سے مستفیض فرمایا: آپ نے ارشاد فرمایا: آپ لوگوں کے درمیان حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

اور دیگر بہت سے علماء کرام موجود ہیں، ان لوگوں کی قدر کریں۔ علمائے عظام کی موجودگی امت کے لئے باعثِ خیر وفلاح ہے، بہت سے مصائب ومشکلات اور عذابات ان اللہ والوں کی بدولت ہٹا دیے جاتے ہیں، دنیا میں بھی ان سے استفادہ کریں، آخرت میں بھی ان کی ضرورت ہوگی وہاں بھی ان کا فیض جاری وساری ہوگا، لہٰذا ہمیں اپنے علمائے دین کی فکر اور قدر کرنی چاہئے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کے لئے کہا گیا تو آپؒ نے فرمایا: میں استاذِ محترم حضرت منشی جی دامت برکاتہم کے قیمتی پند ونصائح کے بعد کسی تقریر کی ضرورت محسوس نہیں کرتا، چنانچہ حضرت منشی جی مدظلہ العالی کی دعا پر یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت منشی جی کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے، آمین!

استاذ کے لئے ٹرین کا ڈبہ لگوادیا

پندرہ دن کے قیام کے بعد حضرت منشی جی دامت برکاتہم نے واپس جانا چاہا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے داماد قاری محمد افضل ممتاز رحیمی وصاحبزادے ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی سے ہوائی جہاز کے ٹکٹ بنوانے کے لئے کہا۔

منشی جی مدظلہ کی اہلیہ صاحبہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے صاف انکار کردیا کہ میں ہوائی جہاز سے سفر نہیں کرسکتی، اس وقت رمضان المبارک کی آمد تھی، دو یا تین دن رمضان المبارک کے شروع ہونے میں باقی تھے، ٹرین میں ٹکٹ دستیاب نہیں تھے، تتکال کا کوٹہ بھی رَش کی وجہ سے ختم ہوچکا تھا، ہر طرف سے کوشش کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے منشی جی سے عرض کیا کہ حضرت! کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے، جہاز سے سفر آسان رہے گا۔ لیکن منشی جی کی اہلیہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں جہاز سے سفر نہیں کرسکتی، ٹرین ہی میرے لئے مناسب ہے۔

حبیب الامتؒ نے بنگلور کے آئی جی حفیظ خاں صاحب سے رابطہ کیا جو اس وقت ٹرینوں کی آمد ورفت کے انچارج تھے، ان سے فرمایا: میرے استاذ ہیں اور وہ صرف ٹرین سے ہی جانا چاہتے ہیں، کسی بھی حال میں ٹرین کے فرسٹ کلاس کوچ میں ریزرویشن چاہئے۔ حضرت حبیب الامت

رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر انہوں نے کہا: آپ کے استاذ ہیں تو میرے لئے سر کا تاج ہیں، اگرچہ سیٹ بالکل ختم ہوگئی ہیں لیکن میں ٹرین کا ایک اسپیشل کوچ آپ کے کہنے پر لگوادوں گا، جب وہ جانا چاہیں مجھے اطلاع کردیں اسی دن کی ٹرین سے رخصت کردیں گے۔

چنانچہ منشی جی کی اجازت سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر اگلے ہی دن آئی جی حفیظ خاں صاحب نے ایک اسپیشل کوچ کا انتظام کرکے ٹرین میں لگوادیا اور پورے عملہ کو الرٹ کردیا کہ میرے شیخ کے استاذ آرہے ہیں، ہر ایک گھنٹہ میں چائے دیگر لوازمات اور ہر اسٹیشن پر تازہ گرم کھانا پیش کیا جائے اور ان کا پورا پورا خیال رکھا جائے، غالباً تاریخ میں کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہوگا کہ شاگرد نے استاذ کے لئے باقاعدہ ٹرین کا ایک پورا ڈبہ لگوا کر سفر کے لئے آسانی پیدا کی ہو۔ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے، آمین!

شیخ الحدیث شیخ وسیم رحمۃ اللہ علیہ کی بنگلور آمد

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے اساتذۂ کرام کا احترام اور ان کی دل سے قدر فرمایا کرتے تھے، آپ کے تعلیمی فراغت کے چند سالوں بعد تقریباً تمام اساتذۂ عظام داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے، صرف ایک استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ وسیم احمد صاحب سنسار پوری نور اللہ مرقدہٗ (شیخ الحدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ) حبیب الامتؒ کے وصال سے چار ماہ قبل تک باحیات رہے، اس دوران جب بھی آپ گنگوہ تشریف لے جاتے تو حضرت شیخ سے ضرور ملاقات فرماتے۔ آپؒ کی بڑی خواہش تھی کہ میرے استاذ شیخ الحدیث حضرت شیخ وسیم احمد صاحبؒ ایک مرتبہ بنگلور تشریف لاکر دار العلوم محمدیہ اور رحیمی شفاخانہ کو رونق بخشیں۔

شیخ کی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے کسی اجلاس میں مدعو کرنا ممکن نہیں تھا، اس لئے حبیب الامتؒ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کی طبیعت جب بہتر ہو اور آپ جب سفر کرسکیں تو اپنی سہولت سے بنگلور تشریف لے آئیں! شیخ نے بخوشی ہامی بھرلی، چنانچہ درمیانِ سال میں ششماہی کے بعد بنگلور تشریف لائے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تو گویا عید ہوگئی، پرتپاک استقبال فرمایا، پہلے شفا

خانہ لائے اور مطب میں اپنی مسند پیش کی، شیخ نے مسند کو رونق بخشی، رحیمی شفاخانہ کا جائزہ لیا، بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور خوب دعاؤں سے نوازا۔ حبیب الامتؒ نے شیخ علیہ الرحمہ کی طبیعت اور ضعیفی کا خیال کرتے ہوئے خصوصی طور پر ہدایات دے کر کھانے کا نظم کیا، شیخ نے دارالعلوم محمدیہ کے مہمان خانہ میں رات قیام فرمایا، مدرسہ کا معائنہ کیا کچھ مشورے بھی عنایت فرمائے، اپنے شاگرد کی کامیابی دیکھ کر شیخ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حبیب الامتؒ بھی فرطِ جذبات سے اشکبار ہوگئے، شیخ نے اپنے لائق وفائق شاگرد کی دلی آرزو پوری کرتے ہوئے نہ صرف آپؒ کے دولت کدہ کو زینت بخشی بلکہ حبیب الامت اور آپ کی اہلیہ کے لئے یوپی سے لائے ہوئے کئی تحائف بھی عنایت فرمائے۔ تملیذ رشید کی آنکھیں بھر آئیں، عرض کیا: حضرت! آپ کے مبارک قدموں سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کیا ہوسکتا ہے؟ آپ کی عنایات تو زمانۂ طالب علمی میں بھی تھیں اور آج بھی ہیں، میں انہیں تحفہ نہیں تبرک سمجھ کر رکھ رہا ہوں، دل کی گہرائیوں سے جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ شیخ کے لئے اپنی آنکھیں بچھائے ہوئے تھے، شیخ کی آمد کا سن کر بنگلور میں مقیم بہت سے شاگردان اور علمائے کرام بھی دارالعلوم محمدیہ شیخ کی زیارت کے لئے آگئے۔ شیخ علیہ الرحمہ کے تلامذہ نے بنگلور کی مختلف جگہوں پر کئی اجلاس منعقد کرنے چاہے لیکن شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں صرف حکیم صاحب سے ملنے آیا ہوں، کہیں نہیں جاؤں گا۔ اس دوران حضرت شیخ الحدیثؒ نے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حاضرین کو بہت سی قیمتی آراء اور پند ونصائح سے سرفراز فرمایا۔ دارالعلوم محمدیہ میں شیخ کے اعزاز میں خصوصی مجلس منعقد کی گئی، سیکڑوں لوگوں نے آپ علیہ الرحمہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ رخصت ہوتے وقت حبیب الامتؒ نے شیخ کی خدمت میں کئی قیمتی تحائف پیش کئے اور عرض کیا: حضرت! یہ چند حقیر نذرانے ہیں اگر قبول فرمالیں تو زہے قسمت! حالانکہ میں اس لائق نہیں کہ آپ کی خدمت اقدس میں کچھ پیش کرسکوں، اس لئے کہ جو کچھ ملا ہے اور مل رہا ہے یہ سب آپ کی جوتیوں کا صدقہ ہے، آپ نے ہمیشہ عطا فرمایا، یہ حقیر آج جس لائق بھی ہے وہ آپ ہی کے فیضان کی بدولت ہے۔ میں اپنے لئے اور اپنے جملہ اہل وعیال اور محبین کے لئے میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

شیخ علیہ الرحمہ نے بے شمار دعاؤں سے نوازا اور گنگوہ پہنچ کر بھی مسلسل رابطہ میں رہے۔ اکثر و بیشتر شیخ سے گفتگو ہوتی تو بنگلور کے قیام کا تذکرہ فرماتے۔ اس دن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علما اور سلف وصالحین کی یاد تازہ کرادی اور دیگر مریدین ومتوسلین کو عملاً سکھایا کہ اپنے استاذ کی ایک صحیح شاگرد کس طرح عزت وتکریم کرتا ہے، کس طرح گفتگو کرتا ہے، کس طرح آداب واکرام بجا لاتا ہے اور کس طرح ان کی خدمات کو اپنی خوش نصیبی تصور کرتے ہوئے آنکھیں فرشِ راہ بنادیتا ہے۔ سبحان اللہ! حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمر میں بھی تملیذ رشید کی وہ مثال پیش فرمائی جس کا تذکرہ کتابوں میں نظر آیا کرتا ہے۔

✧✧✧

دارالعلوم دیوبند میں بطورِ مہمانِ خصوصی

طلبائے دارالعلوم دیوبند سے خطاب

ماہ مئی ۲۰۱۳ء کو صوبہ کرناٹک کی انجمن حفلۃ البیان والبلاغ طلبائے دارالعلوم دیوبند کا اختتامی اجلاس منعقد ہوا، جس کی صدارت حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی، مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت حافظ امجد حسین حافظ کرناٹکی مدظلہ کو مدعو کیا گیا، جلسہ کا آغاز حضرت قاری شفیق الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ استاذ شعبہ تجوید وقرأت دارالعلوم دیوبند کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا، طلبہ دارالعلوم نے اپنے علمی فن کا بہترین مظاہرہ پیش کیا، حضرت مولانا محمد جمیل صاحب قاسمی مدظلہ ایم ایل اے یوپی نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مہمانانِ کرام کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہوئے تعارف کرایا۔ حافظ امجد حسین حافظ کرناٹکی مدظلہ کے بیان کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے طلبۂ دارالعلوم دیوبند سے خطاب فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے جنوبی ہند میں اکابرین دیوبند کی خدمات اور موجودہ حالات میں فرزندانِ دیوبند کی جنوب کو ضرورت کے عنوان پر مفصل خطاب کرتے ہوئے فرمایا: دارالعلوم دیوبند کے یومِ تاسیس سے ہی اہلِ جنوب کا اس عظیم مادرِ علمی سے روحانی علمی وعرفانی تعلق رہا ہے، دارالعلوم دیوبند کی علمی خوشبو اور چشمۂ علم وعرفاں سے جس طرح افغانستان، عراق، فلسطین، مصر وشام اور بلاد عربیہ معطر ہوئے اسی طرح ہندوستان کے گوشے گوشے میں جب علومِ قرآنی واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو پہنچی تو اہل جنوب بھی اس سے فیضاب ہوئے۔ دارالعلوم کے سرپرست دوم حکیم الامت حضرت

مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سب سے پہلے بنگلور تشریف لے گئے، اس وقت بنگلور شہر بدعات وخرافات، توہم پرستی ورسومات کا مرکز تھا۔ بغیر کسی وعظ ونصیحت کے حکیم الامتؒ واپس تشریف لے آئے اور اس شہر کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

بعدہٗ مفسر قرآں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور کنٹونمنٹ کے چھوٹے میدان میں آپؒ نے خطاب فرمایا۔ علمائے دیوبند میں سے کسی عالم دین کا بنگلور میں یہ پہلا خطاب تھا۔ اس کے بعد سرزمین پھلت سے مفسر قرآں حضرت مولانا ذاکر حسین عبیدی رحمۃ اللہ علیہ کی بنگلور آمد ہوئی اور بدعات ورسومات کے خلاف آپ نے اپنی زندگی وقف کردی۔ شیواجی نگر بنگلور کے محمد علی ہال میں آپ نے قرآن مجید کی تفسیر کا پہلا دور پینتیس سال میں مکمل کیا، آپ کا تفسیری اسلوب ایسا تھا کہ نہ صرف بنگلور اور کرناٹک بلکہ پورا جنوبی ہند مسلک دیوبند سے ہم آہنگ نظر آنے لگا، آپ نے علومِ قرآن وحدیث کے دریا بہا دیے جس سے علمائے دیوبند کے لئے راستے ہموار ہوئے۔ بعدہٗ حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند وغیرہم کی بارہا تشریف آوری نے مسلک حقہ کو جلا بخشی۔ الغرض علمائے دیوبند نے سیل رواں کی طرح جنوبی ہند پہنچ کر اپنی دینی علمی وملی خدمات سے عوام و خواص کو بہرہ ور فرمایا۔ چالیس سال قبل ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت حکیم الامتؒ جنوب کے ایک شہر پہنچے اور علما کی کثیر تعداد دیکھی تو فرمایا ''میں دیوبند سے چلا اور دیوبند پہنچا''۔ یہ فیض دارالعلوم دیوبند کا ہے۔ میں نے نہایت مختصر انداز میں اجمالی حالات آپ کی خدمت میں بیان کئے ہیں، درحقیقت آج جنوبی ہند میں جو ہزاروں مدارس آباد وقائم ہیں وہ فرزندان دارالعلوم دیوبند کی خاموش تحریک کا ثمرہ ہیں۔ بندہ کی ناقص معلومات کے مطابق آج جنوب سے سرزمین دیوبند پر سالانہ کم و بیش تین سو طلبا مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے اپنی علمی تشنگی بجھانے میں مصروف ہیں، اس تعداد میں سال بہ سال بحمد اللہ تعالیٰ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ یہ اربابِ دارالعلوم دیوبند اور اساتذہ دارالعلوم کی خیر وبرکات ہیں۔ میں طلبائے عزیز سے گزارش کروں گا کہ وہ عہد کریں کہ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے صوبے اور اپنے علاقوں میں پہنچ کر ہندوانہ خرافات وبدعات کو ختم کریں گے

اور دیگر برادرانِ وطن تک اسلام کی خوبیوں کو پہنچائیں گے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کو تا قیامِ قیامت باقی رکھے اور جو بھی اس چہار دیواری میں داخل ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو محروم نہ فرمائے، آمین!

اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ امجد کرناٹکی کو سپاس نامہ پیش کیا گیا، اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام میں حضرت مولانا نسیم صاحب بارہ بنکوی، حضرت مولانا احمد خضر صاحب قاسمی کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم وقف، حضرت مولانا مفتی فہیم صاحب قاسمی، حضرت قاری شفیق الرحمٰن صاحب قاسمی، حضرت مولانا قاری محمد واصف صاحب عثمانی استاذ حدیث دارالعلوم وقف، حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مکتبہ طیبہ دیوبند، حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب پھلتی اور دیوبند کے ممتاز عمائدین واساتذۂ کرام کی بڑی تعداد موجود تھی، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی صاحب مدظلہ کی دعا پر رات ڈھائی بجے جلسہ اختتام کو پہنچا، اس اجلاس میں تقریباً تین ہزار سے زائد طلبائے دارالعلوم دیوبند نے شرکت کی۔

طبیہ کالج دیوبند کا دورہ

اس سفر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے طبیہ کالج دیوبند کا بھی دورہ فرمایا، پرنسپل طبیہ کالج اور دیگر کئی عمائدین نے خیر مقدم کیا اور کالج کا معائنہ کرایا۔ ایک دن دارالعلوم دیوبند کے مہمان خانہ میں قیام رہا جہاں دارالعلوم، دارالعلوم وقف اور دیگر بہت سے اداروں کے اساتذۂ کرام، ذمہ داران، دیوبند کے عمائدین اور ایک کثیر تعداد میں طلبۂ عزیز نے ملاقات کی، بہت سوں کی تشخیص فرمائی اور نسخہ جات تحریر فرمائے۔ اس موقع پر دارالعلوم دیوبند کے ایک استاذ نے کہا: حکیم صاحب! آج آپ کی آمد پر مہمان خانہ میں اساتذۂ کرام کی چہل پہل ایسی ہے جیسے دارالعلوم کی شوریٰ کے انعقاد پر ہوتی ہے۔ اور حضرت حبیب الامتؒ کی عاجزی وانکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ فرما رہے تھے: ''حضرت! میں اس بات پر یقین وایمان رکھتا ہوں کہ دارالعلوم دیوبند کی در و دیوار سے بھی اگر کسی کی نسبت ہو جائے تو میرے لئے وہ سر کا تاج ہیں''۔

✦✦✦

دہلی میں اصلاحی مجالس اور مطب کی ابتدا

تیسرے صاحبزادے کا نکاحِ مسنونہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تیسرے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے کا رشتہ عالیجناب الحاج مظفر احمد صاحب مدظلہ (مقیم ریاض سعودی عرب) کی تیسری صاحبزادی ولختِ جگر سے طے فرما دیا اور مورخہ ۱۲؍ اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو بحمد اللہ تعالیٰ نکاحِ مسنونہ عمل میں آیا، اگلے دن دہلی میں ولیمہ مسنونہ کی تقریب رکھی گئی، کثیر تعداد میں علمائے کرام، عمائدین عظام، ملکی وملی تنظیموں کے سربراہان، تاجران اور اعزا واقارب نے دہلی، یوپی، پنجاب، راجستھان، بنگال، حیدرآباد اور بنگلور سے پہنچ کر شرکت کی۔ انتہائی سادگی لیکن باوقار طریقہ پر دو ہزار سے زائد لوگ دعوت میں شامل ہوئے، بہترین عشائیہ کا نظم کیا گیا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مہمانانِ کرام نے مبارکباد پیش کی۔ آپؒ نے تمام آنے والوں کا شکریہ ادا کیا، صاحبزادے کی اس شادی میں بھی آپؒ نے سابقہ طریقہ پر عمل کرتے ہوئے جہیز اور دیگر رسموں سے مکمل پرہیز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ آپ نے لوگوں کے لئے عملی طور پر مثال پیش فرما دی کہ نکاح اور ولیمہ کی تقاریب دین کے مطابق کس طرح منعقد کی جاسکتی ہیں۔

دہلی مطب کی ابتدا

دہلی میں رام لیلا میدان کے سامنے دہلی پولیس بھون کے پیچھے ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی (ریگل میڈیکل سینٹر) کے توسط سے دو مکانات اوپر نیچے خریدے گئے تھے، حکیم محمد عدنان حبان نوادر کے نکاح کے بعد ایک فلیٹ اور دو دکانوں کی جگہ اسی عمارت میں اور خریدی گئی، اسی عمارت میں مہمانانِ عظام کو مدعو کیا گیا، مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد والد گرامی حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ

نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھا کر فرمایا: چالیس سال آپ کو بنگلور رہتے ہوئے ہوگئے ہیں، آپ کے شیخ اور میں نے ہی آپ کو بنگلور کے قیام کا مشورہ اور اجازت دی تھی، جنوبی ہند میں آپ کی محنت اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ نے دینی، علمی، فکری، کتابی اور طبی خدمات بڑے پیمانے پر انجام دی ہیں، جن کا اثر شمالی ہند میں بھی نظر آتا ہے، لیکن میری دلی خواہش ہے کہ دہلی یا مظفرنگر کے علاقہ میں بھی آپ طبی خدمات انجام دیں، تاکہ مقامی لوگ اور رشتہ دار بھی مستفیض ہوں۔

چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور پر والد گرامی کے حکم کو بسر وچشم کہہ کر نیچے کے دو فلیٹس کو ایک بنایا، تھوڑی سی تبدیلی کرائی اور مریضوں کی تشخیص وعلاج کے لئے ہر ماہ آٹھ دن متعین فرمائے۔ پندرہ دن بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا قاری نثار احمد صاحب قاسمی مدظلہ، مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی زید مجدہم، ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی، عالیجناب الحاج محمد ادریس خان صاحب، عالیجناب الحاج محمد جاوید خان صاحب، عالیجناب الحاج حافظ محمد مطلوب کریم صاحب، عالیجناب مختار جواہر صاحب شاہ گنج، عالیجناب الحاج سراج صاحب لکشمی نگر اور دیگر کئی معززین کی موجودگی میں دہلی مطب میں دعا فرما کر مریضوں کی تشخیص کی ابتدا فرمادی۔

ایسا لگتا تھا کہ لوگ اسی بات کے انتظار میں تھے، مریضوں کا ایسا تانتا بندھا کہ بھیڑ کو سنبھالنا مشکل ہوگیا، دور دور سے مریض آنے لگے۔ دہلی چونکہ قلب میں واقع ہے اس لئے دہلی کے علاوہ ہریانہ، میوات، پنجاب، یوپی، بہار، بنگال، آسام، اتراکھنڈ، ہماچل پردیش، راجستھان، گجرات اور جموں وکشمیر سے مریضوں کی بہتات ہوگئی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کے نظام الاوقات اور مطب کی تاریخ متعین فرمادی، بیس دن آپؒ بنگلور قیام فرماتے اور آٹھ دس دن دہلی مطب میں تشخیص اور علاج ومعالجہ فرماتے۔

دہلی میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ذکر بالجہر

اس دوران مریضوں کے علاوہ علمائے کرام، عمائدین عظام، سرکردہ لیڈران، تاجران، مختلف تنظیموں کے ذمہ داران اور کثیر تعداد میں مریدین ومتوسلین ملاقات اور دعا کے لئے حاضر ہوتے، اس

عرصہ میں بہت سے لوگوں کے اصرار پر مہینے کے آخری جمعہ میں مجلس رحیمی منعقد کی جاتی جس میں ایک بڑی تعداد طالبین کی شریک ہوتی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے قیمتی پند ونصائح کے بعد ذکر بالجہر کا اہتمام کیا جاتا اور عشائیہ کے بعد یہ مجلس اختتام پذیر ہوتی۔

بے شمار لوگوں نے ان مجالس میں شرکت کر کے حضرتؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور اپنی اصلاح کے لئے تعلق قائم کیا، ان مجالس کے انعقاد کے نتیجہ میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوربین نگاہوں سے کئی ایسے علمائے کرام کا انتخاب فرمایا جو طالبین کے دلوں کی تشنگی دور کر سکتے تھے، چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خلعتِ خلافت سے نوازتے ہوئے چاروں سلسلوں سے بیعت وتلقین کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بحمد اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیضان جاری وساری ہے، اللہ تعالیٰ آپؒ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، آمین!

مریضوں کے ساتھ حبیب الامتؒ کا حسنِ سلوک

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ کم سے کم قیمت کی ادویات تحریر فرماتے، غربا وطلبا سے معلوم فرماتے کہ آپ کتنے پیسوں کی دوا کھا سکتے ہیں؟ اگر کوئی کہتا کہ پانچ سو روپے ماہانہ دوا پر خرچ کرسکتا ہوں تو مریض سے متعلق مکمل ادویات چاہے وہ ہزار بارہ سو روپے کی ہی ہوں تجویز فرما کر چار سو روپے تحریر فرمادیتے۔ بے شمار لوگوں کو مفت دوا دینے کے عادی تھے۔ علمائے کرام سے رقم لینا پسند نہیں کیا کرتے تھے، ہمیشہ فرماتے تھے: یہ بے چارے پانچ سات ہزار روپئے تنخواہ لینے والے لوگ ہیں، ان سے رقم لینا ظلم ہے۔ ایسے علمائے کرام یا وہ حضرات جو انتہائی خوددار طبیعت کے مالک ہوتے، معمولی رقم تحریر فرمادیتے جس سے ان کی خودداری اور انانیت کو تکلیف نہ پہنچے، ورنہ اکثر علمائے کرام کو بغیر قیمت دوائیں دے کر فرماتے: یہ ہدیہ ہے، آپ بس دعا فرمائیں۔

ایک مریض کا خواب

یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں کو آپؒ کے دستِ مبارک سے شفا عطا فرمائی، لاکھوں لوگ لاعلاج بیماریوں کو لے کر آتے اور بفضلہٖ تعالیٰ شفایاب ہوجاتے۔ ایک دن کسی دیہی علاقہ سے

ایک صاحب آئے، استقبالیہ میں اپنا اندراج کرایا اور معلوم کیا کہ میرا نمبر کتنی دیر میں آئے گا؟ جواب ملا کہ مریضوں کی بڑی تعداد موجود ہے، تین گھنٹے بعد آپ کا نمبر آئے گا۔ وہ چلے گئے، تین گھنٹے بعد نمبر آنے پر تشخیص کرائی اور ایک کاغذ کا ٹکڑا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دے کر رخصت ہو گئے، رقعہ کھولا تو لکھا تھا کہ ''حضرت! میں مطب آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی نمبر آنے میں کافی وقت لگے گا، چنانچہ نام کا اندراج کرایا اور قریبی مسجد میں جا کر ذکر واذکار میں مشغول ہو گیا، تین سو تیرہ مرتبہ درودِ ابراہیمی کا ورد کیا، قرآن کریم کی تلاوت کی اور پھر دعا مانگی: الٰہی! صحت وشفا عطا فرما اور دین اسلام پر ثابت قدم فرما۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی، خواب دیکھتا ہوں کہ آپ کے کمرۂ تشخیص میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ بھی انہیں کے ہمراہ موجود ہیں۔ بس آنکھ کھلی تو خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے ہی پیدا نہیں فرمایا، آپ کا چہرۂ انور کوئی معمولی چہرہ نہیں ہے، مجھے یقین ہو گیا کہ اب ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ شفائے کاملہ عطا فرما دیں گے۔ یہ رقعہ بطورِ اطمینانِ قلبی تحریر کر دیا ہے۔''

(محمد مسعود: ۱۴/اپریل ۲۰۱۵ء)

مصطفیٰ آباد کی بڑی مسجد میں خطاب

ایک مرتبہ دہلی کے مصطفیٰ آباد علاقہ سے کئی احباب نے آ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے یہاں مدعو کیا، آپؒ نے معذرت فرمالی لیکن جب اصرار بڑھتا رہا تو حبیب الامتؒ بعد مغرب مصطفیٰ آباد تشریف لے گئے، حضرت مولانا ارشاد صاحب مدظلہ، عالیجناب الحاج عبدالرحمٰن صاحب، عالیجناب الحاج مقصود صاحب، عالیجناب الحاج شمس صاحب، عالیجناب محمد نوشاد صاحب، عالیجناب الحاج صلاح الدین صاحب، عالیجناب الحاج شاہنواز صاحب اور عالیجناب الحاج علی صاحب کے ساتھ ایک کثیر تعداد نے آپ کا استقبال کیا۔ عشا کی نماز مصطفیٰ آباد کی بڑی مسجد میں ادا کی، امام صاحب اور کمیٹی کے دیگر لوگوں کو علم ہوا تو اعلان کر دیا کہ حضرت حبیب الامتؒ کا خطاب ہوگا، ان کے اصرار پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا: آپ کے یہاں آنے سے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے، چھوٹے چھوٹے کاموں میں محنت ولگن سے مصروف ہو کر آپ حلال کما رہے

ہیں اور مسجد میں نمازیوں کی کثرت سے اندازہ ہو رہا ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ یہاں کے لوگوں میں دینداری بھی ہے، یقیناً یہ آپ کی نیتوں اور اللہ کے فضل وکرم سے ہے، اس پر ہمیشہ شکر گزاری اور استقامت کی دعا کرنی چاہئے۔ نماز کے دوران کچھ بچے دوڑ بھاگ رہے تھے، کئی لوگوں نے انہیں ڈانٹ کر باہر نکال دیا، سلام کے بعد یہاں کوئی بچہ نظر نہیں آ رہا، آپ لوگوں نے مجھے کچھ کہنے کا حکم دیا ہے تو میں نے سوچا کیوں نہ اسی موضوع پر کچھ باتیں عرض کر دوں تا کہ ہماری مساجد میں آج بچوں کے ساتھ جو برتاؤ ہے اس کی اصلاح ہو جائے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا: میرے عزیزو! میں نے دنیا بھر کے اسفار کئے، عرب ممالک میں بے شمار مرتبہ گیا، میں نے وہاں کسی مسجد میں بچوں کی شرارت پر انہیں مسجد سے باہر نکالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہمارے یہاں ہندوستان بھر کی تمام مساجد میں جہاں بچوں کی آواز آئی تو اتنی زور سے تنبیہ کی جاتی ہے کہ بچوں کی آواز نمازیوں کے لئے اتنی مخل نہیں ہوتی جتنی ان کی اصلاح کرنے والوں کی ہوتی ہے۔ دنیا بھر کے اعداد وشمار جمع کرنے کے بعد یہ رپورٹ آئی ہے کہ شوافع کے یہاں ساٹھ فیصد لوگ نمازی ہیں اور ہم چونکہ احناف ہیں تو ہمارے یہاں سات فیصد بھی نمازی نہیں ہیں، اگر فجر کی نماز دیکھی جائے تو اللہ معاف فرمائے ہم میں تین فیصد نمازی مسجد پہنچتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں منافق بھی سو فیصد نمازی تھے، جس کا دین ہی نہیں اور جس کا ایمان ہی قبول نہیں وہ بھی سو فیصد نمازی تھے۔ افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم ان منافقوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں، ہماری مساجد غیر آباد ہیں، اگر جمعہ میں جتنے نمازی ہوتے ہیں یومیہ پانچ وقت یا فجر کی نماز میں اتنے لوگ ہو جائیں تو وہ وقت لوٹ آئے گا جب مسلمانوں کی جمعیت اور ان کے ایمانی رعب سے کفار آنکھیں دِکھانا بند کر دیں گے۔

ہم سے بہتر حالت پھر بھی شوافع کی ہے، ان کے یہاں ساٹھ فیصد لوگ نمازی ہیں، کیرلا میں آپ چلے جائیں وہاں نوے فیصد لوگ نمازی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے ساتھ اپنے

بچوں کو مساجد لے کر آتے ہیں، ان کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی طرف بچوں کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں، پہلے پہل بچے شرارت کرتے ہیں، پھر شرارت کم ہوجاتی ہے اور بڑوں کی نقل شروع کر دیتے ہیں اور یوں آہستہ آہستہ وہ پکے نمازی ہوجاتے ہیں، پھر کوئی انہیں مسجد لائے یا نہ لائے لیکن جیسے ہی اذان ہوئی تو وہ خود مسجد پہنچ جاتے ہیں۔

بچے مساجد کے کبوتر ہیں

میں ہمیشہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے بچوں کو مساجد میں لائیں، اگر وہ شرارت کرتے ہیں تو کرنے دیں، نبی کریم ﷺ کے اسوہ سے ہمیں تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں بچے مسجد نبوی میں دوڑ رہے ہیں، بھاگ رہے ہیں، شور کر رہے ہیں، شرارتیں کر رہے ہیں، کسی صحابی نے انہیں ڈانٹا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور تم آواز کر رہے ہو تو آقائے مدنی ﷺ نے انہیں تنبیہ فرمائی اور منع کر دیا کہ کھیلنے دو۔ آج ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے نمازی بن جائیں لیکن خود ہی بچوں کو مسجدوں سے بھگا دیتے ہیں تو پھر کہاں سے نئی نسل میں نماز اور مسجد کا شوق پیدا ہوگا؟ بچے تو مساجد کے کبوتر ہیں۔ میرے بھائیو! میری گزارش ہے کہ ہر آدمی اپنے بچوں کو مسجد میں لائے، دس بیس بچے مسجد آئیں گے تو پیچھے کی طرف ان کی صف الگ بن جائے گی، اگر بچے بہت زیادہ شرارتی ہیں اور تکبیرات کی آواز ان کے شور شرابے میں دب جاتی ہے تو ایک شخص کو متعین کر دیں کہ وہ نماز کے دوران بچوں کو محبت و پیار کے ساتھ کھڑا کرے، انہیں نماز کے ارکان بتائے، لیکن خبردار اُن کی پٹائی نہ کرے نہ انہیں آنکھیں دِکھائے، جب کوئی نگراں ہوگا تو بچوں کی وہ شرارت نہیں ہوگی جو ہوا کرتی ہیں۔ ہم یہ سوچنے لگتے ہیں کہ اگر کوئی نگرانی کرے گا تو اس کی جماعت چھوٹ جائے گی، یقیناً جماعت تو چھوٹ جائے گی لیکن اس کے نتیجہ میں آئندہ آنے والی ایک بڑی نسل جماعت اور مسجد کی عادی بن جائے گی جو اصلاح کرنے والے کے لئے ذریعہ آخرت ونجات ہے۔ آپ نے بارہا علمائے کرام سے سنا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرماتے ہوئے ہوتے تو حضراتِ حسنین کریمینؓ آکر آپ علیہ السلام کی پیٹھ مبارک پر سوار ہوجاتے، بعض مرتبہ فرض نمازوں

میں کبھی حسنؓ تو کبھی حسینؓ پیٹھ پر بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ سجدہ لمبا فرما دیتے۔ ایک مرتبہ حسنین کریمینؓ کی بہن حضرت زینبؓ جو دو یا تین سال کی تھیں، مسجد نبویؐ میں نبی اکرم ﷺ فرض نماز کی امامت کرا رہے ہیں اور زینب کو اپنے کاندھے پر بٹھایا ہوا ہے، جب رکوع یا سجدہ میں جاتے ہیں تو کاندھے سے اتار دیتے ہیں اور جب قیام فرماتے ہیں تو کاندھے پر سوار کر لیتے ہیں۔ اللہ اکبر! نبی کریم ﷺ نے خود ہی ہمیں ہر چیز کی تعلیم فرما دی، لیکن ہم سیرت سے سیکھنے کو تیار نہیں۔ ہماری مساجد مسجد نبویؐ سے افضل نہیں، ہماری نمازیں رسول اللہ ﷺ کی نمازوں سے زیادہ افضل نہیں پھر کیوں دورانِ نماز کسی بچے کی آواز سے ہماری نمازیں خراب ہوجاتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے کہ کوئی بچہ اگر نمازی کے آگے سے گزر جائے تو ہماری نماز خراب ہوجاتی ہے، بچے تو بچے اگر کوئی پنکھا بند کر دے، کوئی مکھی ناک پر بیٹھ جائے تو نماز کا سارا مزہ خراب ہوجاتا ہے۔ میرے بھائیو! یہ تمام چیزیں نماز کی خرابی نہیں بلکہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہیں، اگر ایمان پختہ ہوگا تو نمازیں بھی اچھی ہوں گی اور ہمیں آئندہ نسل کو بھی نمازی بنانے کی فکر ہوگی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

اس منفرد بیان کے بعد بہت سے لوگوں کی آنکھیں بھر آئیں، کئی نے عرض کیا: حضرت! ہمارے یہاں بڑے بڑے علمائے کرام تشریف لائے لیکن کسی نے اس جانب توجہ نہ دِلائی۔ امام مسجد نے کہا: حضرت! ہم تو نماز کی خرابی کا سمجھ کر بچوں کو باہر نکال دیتے تھے، سیرت کے اس پہلو پر آپ نے ہماری توجہ مبذول فرما کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے ہم بے حد ممنون و مشکور ہیں۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عاجزی کے ساتھ فرمایا: بھائی! بڑے لوگ بڑی باتیں بیان فرماتے ہیں، اگر اللہ نے مجھ سے ایک چھوٹی سی بات کہلوا دی تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، بس عمل پر استقامت رکھیں۔

عشائیہ عالیجناب الحاج نوشاد ملک صاحب جانسٹھی کے یہاں رہا، دیر رات گئے عالیجناب نوشاد ملک صاحب اور ان کے چند ساتھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کے باوجود آپ کو آپؒ کی قیام گاہ پر چھوڑنے کے لئے آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

✧✧✧

والدِ محترم کا سانحۂ ارتحال

والدِ محترم حضرت الحاج عمران صاحب کی علالت

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ محترم کے حکم پر دہلی مطب میں ہر ماہ کے آخری عشرہ میں پابندی کے ساتھ تشریف لے جاتے اور آٹھ یوم مریضوں کی تشخیص وعلاج میں مصروف رہتے، آخری جمعہ مجلس ذکر بالجہر اور اصلاحی خطاب ہوتا۔

ابھی مطب شروع کیے ہوئے چند ماہ ہی گزرے تھے آپؒ کے والد بزرگوار حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ کی طبیعت ناساز ہوگئی، گلے میں خرخراہٹ اور آواز میں پستی پیدا ہوگئی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے معائنہ فرمایا اور چند ادویات تجویز فرمائیں لیکن جب دو یا تین دن میں کوئی افاقہ نظر نہ آیا تو سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپنے برادران سے فرمایا: مجھے طبیعت کے متعلق اطمینان نہیں ہے، آپ میرے بتائے ہوئے تمام ٹسٹ اور رپورٹ کرائیں، رپورٹ آئیں تو حضرت حبیب الامتؒ نے فرمایا: مجھے جس چیز کا اندیشہ تھا وہی ہے، اللہ تعالیٰ کینسر کے موذی مرض سے والدِ محترم کو شفا عطا فرمائے۔ پھر چند ادویات بھی مطب سے اُٹھا کر دیں، چھوٹے بھائیوں خصوصاً ڈاکٹر عمار حسین، ڈاکٹر محمد طیب اور حکیم طاہر حسین کو طبیعت کا خیال رکھنے اور علاج معالجہ کے سلسلہ میں ہدایات دے کر بنگلور تشریف لے آئے۔ ہر ماہ پابندی کے ساتھ والد بزرگوار کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے۔ لیکن جب حکمِ خداوندی ہو تو کسی کی تدبیر کام نہیں آتی، بقول شاعر ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خواب

دو چار مہینے ہی گزرے تھے کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ گھر کے داخلی دروازہ کی چوکھٹ ٹوٹ کر گر گئی ہے۔ اسی دن آپؒ کی اہلیہ صاحبہ نے بھی خواب دیکھا کہ خوش دامن

صاحبہ مرحومہ عدت میں بیٹھی ہیں۔ صبح حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خواب بیان کیا تو اہلیہ نے بھی اپنا خواب سنایا، جسے سن کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نہایت غمگین ہوگئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائے، آثار بہتر نہیں ہیں۔

والد بزرگوار کی رحلت اور نمازِ جنازہ

اگلے دن ۲۰؍مئی ۲۰۱۵ء رات کی فلائٹ سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی جانا تھا، لیکن جب یہ دو خواب پیش آئے تو آپؒ سخت مضطرب ہوگئے، ابھی آدھا گھنٹہ بھی نہیں بیتا تھا کہ چرتھاول سے برادرِ صغیر ڈاکٹر عمار حسین صاحب کا فون آیا کہ ابا جان کی طبیعت سخت علیل ہے۔ حبیب الامتؒ نے فوراً اسی دن ۱۹؍مئی کے ٹکٹ نکلوائے اور دہلی روانہ ہوگئے، سخت طوفانی ہواؤں کی وجہ سے جہاز کا روٹ کئی مرتبہ تبدیل کیا گیا، پہنچنے میں کئی گھنٹوں کی تاخیر ہوگئی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آپ کے صاحبزادے حکیم محمد عدنان حبان نوادر، دونوں چھوٹے داماد حکیم محمد عثمان قاسمی و ڈاکٹر سفیان رحیمی تھے۔ چرتھاول پہنچ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سیدھے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے، غشی کا عالم طاری تھا، آپؒ نے اپنے ہاتھوں سے زمزم پلایا، قریب ہی تمام بھائی صاحبان اور بہنیں بیٹھے رہے، اچانک شب بارہ بجے ایک ہچکی آئی، چہرہ قبلہ کی جانب گھوم گیا اور والدِ محترم داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے حقیقی زندگی کی طرف کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر بجلی گری، پہلے حضرت حاذق الامتؒ، پھر خسر محترم، پھر والدہ صاحبہ اور اب والد کا سایہ بھی یکے بعد دیگرے چند ہی سالوں میں سر سے اٹھ گیا، نہایت رنج وغم کے باوجود صبر وتحمل کا پیکر بنے آپؒ نے نمناک آنکھوں کے ساتھ بہنوں اور برادران کو تسلی دی اور صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: جو چلے گئے ان کی آخرت بہتر ہوگئی جو باقی ہیں انہیں اپنی عقبیٰ کی فکر کرنی چاہئے، صبر اسی وقت کا ہے، بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔ طبیعت کی ناسازی کا سن کر پہلے ہی تمام اعزا واقارب جمع تھے، انتقال کی خبر پھیلی تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا، گھر کے سامنے والی مسجد اور جامع مسجد کا صحن نمازِ جنازہ کے لئے ناکافی محسوس ہوا تو چرتھاول بلاک میں نماز ادا کی گئی، ایک بڑے جم غفیر نے

جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی، صبح ساڑھے دس بجے چرتھاول کے قدیم قبرستان میں والدہ مرحومہ کے برابر میں والد بزرگوار کی تدفین عمل میں آئی۔ سیکڑوں مدارس ومکاتب، مساجد اور اداروں میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا، ہندوپاک، سعودی عرب، دبئی، کویت، یمن، ساؤتھ افریقہ اور بے شمار جگہوں پر لوگوں نے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی، ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور نے والد گرامی کے وصال پر خصوصی شمارہ شائع کیا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین!

والد مرحوم کی آخرت سے متعلق تیاری

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار خود بھی بہترین طبیب تھے، مرکبات ومفردات کے بڑے ماہر تھے، دورانِ علالت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نام چھپا کر دوائیں دیں تاکہ انہیں مرض کے بارے میں معلوم نہ ہو، لیکن دو چار دن بعد ہی کہنے لگے کہ مجھے جو مرض لاحق ہوا ہے اسے تم سبھی مجھ سے چھپا رہے ہو، لیکن مجھے علم ہے کہ یہ کیا ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ صاحبہ نے کپڑے پیش کئے تو کہنے لگے: بیٹی! ان کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی۔ حبیب الامتؒ نے عرض کیا: آپ پریشان نہ ہوں، ان شاء اللہ جلد صحت یاب ہوجائیں گے۔ تو اشاروں سے کہا: یہ طفلِ تسلی ہے، میں پریشان نہیں ہوں۔ حبیب الامتؒ نے عرض کیا: بیس دن بعد ان شاء اللہ دوبارہ حاضر خدمت ہوؤں گا۔ کہنے لگے: پتہ نہیں ملاقات ہوگی یا نہیں؟ اب تو وہاں (شہادت کی انگلی سے اوپر اشارہ کیا) جانا ہے۔ اللہ اکبر!

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ایک نظر میں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار ایک حاذق طبیب تھے، کسی کو ضرورت ہوئی تو دوائیں لکھوادیں لیکن باقاعدہ اس پیشے کو اختیار نہیں کیا، ہمیشہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ سے پڑھنے کے عادی تھے، دسیوں برس فی سبیل اللہ امامت وخطابت کے فرائض انجام دیے۔ زندگی میں کوئی روزہ نماز قضا نہیں ہونے دیا، ایک مرتبہ دورانِ سفر احباب نے گرمی کی سختی کی وجہ سے روزہ قضا کرادیا جو

بعد میں رکھ بھی لیا، لیکن ہمیشہ فرماتے: میرا ایک روزہ آپ لوگوں نے قضا کروایا ہے ورنہ بحمد اللہ میں نے کوئی روزہ نہیں چھوڑا اور نہ ہی قضا کی نوبت آنے دی۔

والد محترم کی مہمان نوازی

مہمان نوازی طبیعت میں رچی بسی تھی، گنگوہ سے اکثر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرتِ اجان رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے تو خوب مہمان نوازی فرماتے، چرتھاول میں کوئی عالم آجاتے تو گھر لائے بغیر جانے نہ دیتے، ہر آنے والے کا اکرام اور خاطر مدارات کا خیال رکھتے۔ قرآن کریم سے بے حد شغف تھا، ہر ماہ تین چار قرآن مجید مکمل کرتے، رمضان المبارک میں ہر دو یا تین دن میں ایک قرآن کریم پڑھا کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ حفاظ کو بھی لقمہ دے دیا کرتے۔

کبھی کھل کھلا کر نہ ہنستے، صرف مسکراتے اور کہا کرتے: قہقہہ لگانا تو بیہودگی ہے اور اس سے دل مردہ ہوتا ہے۔ اعزا واقارب کا خاص خیال رکھا کرتے، کسی کی پریشانی کا علم ہوجاتا تو اسے دور کرنے کی پوری سعی کرتے، خاموشی کے ساتھ دینے کے عادی تھے۔ بے انتہا خوددار طبیعت کے مالک تھے، کسی کی دعوت قبول نہ کرتے جب تک معلوم نہ ہوجائے کہ حلال ہے، حرام تو دور مشکوک اشیا کے کھانے کے بھی سخت خلاف تھے۔ طبی اصولوں کے سخت پابند تھے، ایک لقمہ بھی بھوک سے زیادہ تناول نہ کرتے، غیر صحت بخش تغذیہ کو ہاتھ تک نہ لگاتے، بیمار ہوجاتے تو مکمل پرہیز کرتے لیکن ایسی حالت میں بھی نماز مسجد میں ہی ادا کیا کرتے تھے۔

حق گوئی و بے باکی فطرت میں تھی، کیسی ہی محفل ہو اور کیسے ہی افراد بیٹھے ہوں اگر غیر شرعی بات دیکھتے تو فوراً ٹوک دیا کرتے۔ ہمیشہ تہجد، اشراق واوابین اور مختلف تسبیحات کے پابند رہے۔ لباس انتہائی سلیقہ سے سلا ہوا زیب تن کرتے، چار کے بجائے ایک یا دو جوڑی کپڑے سلواتے لیکن کپڑا انتہائی نفیس قیمتی اور ہلکا پسند کرتے، مسجد کی تعمیر وترقی اور اخراجات کی ہمیشہ فکر رہتی، مسجد عثمانِ غنیؓ کی تعمیر نو آپ کی ہی محنت وجستجو کا نتیجہ ہے، بعد میں ایک عمارت بنا کر مسجد کے لئے وقف کردی تاکہ اخراجات پورے ہوتے رہیں۔ مکتب کی تجدید کاری کی، درسگاہ کا انتظام اور استاذ کا تعین کیا۔ الغرض

بے شمار خدمات ہیں جنہیں یہاں مختصراً بھی تحریر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ بس یہ کہنا کافی ہوگا کہ والد محترم حضرت الحاج محمد عمران صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے ایمانی جذبے وملی خدمات کا ثمرہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ دعا ہے کہ ربّ ذوالجلال حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والدین کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین!

✧✧✧

نبی کریم ﷺ نے دوا تجویز فرمائی

حضرت حبیب الامتؒ کی ناساز طبیعت کا شافی علاج

والد کے انتقال کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں مایوسی پیدا ہوگئی، صحت خراب رہنے لگی، پیروں میں شدید درد پیدا ہوگیا، دس قدم رکھنے مشکل ہوگئے، بہت سی دوائیں استعمال کیں، اپنے کئی دوست ڈاکٹروں سے صلاح لی تو انہوں نے گھٹنوں کے آپریشن کا مشورہ دیا، جو دوا بھی استعمال فرماتے کوئی افاقہ نہ ہوتا، مایوسی و پریشانی اور طبیعت کی ناسازگی کو ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا، صاحبزادگان نے کئی نسخے گھٹنوں کی قوت کے لئے پیش کئے تو فرمایا: اب اگر شفا ممکن ہے تو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ممکن ہے، مجھے کسی دوا سے افاقہ نہیں ہوگا۔ کتابوں میں تحریر کردہ کئی نسخوں کو دِکھا کر عرض کیا: یہ نسخے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں، انہیں استعمال فرمالیں! تو انکار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے: یہ نسخے یقیناً قیمتی ہیں، لیکن یہ ان کے لئے ہیں جنہیں آپ ﷺ نے تجویز فرمائے، میرے لئے تو نہیں ہیں، اگر میرے لئے کچھ ہوتا تو نبی کریم ﷺ ارشاد فرما دیتے، کاش ہماری قسمت بھی ایسی ہوتی کہ جسم اور روح کے زخموں کو مدینہ سے مرہم مل جاتا۔

مزید دس پندرہ دن اسی کیفیت میں گزر گئے، ایک دن اچانک فجر کے بعد بیٹھے زار و قطار رُو رہے ہیں، اہلیہ صاحبہ نے معلوم کیا تو فرمایا: مجھ جیسے حقیر فقیر کا یہ مقام کہاں کہ رسول اللہ ﷺ کو زحمت دوں! میری جان و مال نبیِ رحمت ﷺ پر قربان، آج سوتے ہوئے خواب میں تشریف لائے اور اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا: ’’کیوں پریشان ہوتا ہے؟ خمیرۂ مروارید کھا، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیں گے‘‘۔ بہت دیر تک آنکھوں سے

آنسو بہاتے رہے پھر مسکراتے ہوئے حکیم محمد عدنان حبان نوادر کو بلایا اور فرمایا: خمیرہ مروارید لاؤ، نبی عربی ﷺ نے دوا تجویز فرما دی ہے، اللہ تعالیٰ اب مجھے مکمل طور پر صحت یاب فرما دیں گے۔ چنانچہ ہمیشہ خمیرہ مروارید کھانے کا معمول رہا اور آخر زندگی تک دوبارہ گھٹنوں میں تکلیف محسوس نہیں کی۔ سبحان اللہ!

اہلیہ صاحبہ کے مشورہ پر طبی تالیفات کی ابتدا

والد بزرگوار کے انتقال کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بڑے آبدیدہ اور غمگین نظر آنے لگے، ایسے میں آپؒ کی اہلیہ صاحبہ نے بڑی دلجوئی کی، غم کو دور کرنے کی ہر ممکن سعی کی، حوصلہ دِلایا اور عرض کیا: آپ ایک بڑی جماعت کے لئے مشعلِ راہ ہیں، لوگ آپ سے اکتسابِ فیض کرتے ہیں، یقیناً والدین کا کوئی نعم البدل نہیں اور نہ ہی ان کی کمی دور کی جاسکتی ہے، آپ لوگوں کو صبر کی تلقین فرماتے ہیں، اپنے آپ کو سنبھالیں اور خدمتِ خلق کا جو سلسلہ جاری ہے اس پر توجہ فرمائیں، والد مرحوم نے اپنی زندگی آخرت کی تیاری اور مخلوق کی خدمت میں صرف کردی، ہمیں بھی انہی کے نقشِ پا کو باقی رکھنا ہے۔

الغرض اور بھی بہت سی باتوں کے ذریعہ اس سانحۂ جاں فزا کے اثرات کو کم کرنے اور دینی وملی خدمات کو جاری وساری رکھنے کے لئے اہلیہ صاحبہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ مبذول کرائی، جس کے بعد تصنیف وتالیف کا جو سلسلہ چند دنوں سے منقطع تھا حبیب الامتؒ نے وہ دوبارہ شروع فرما دیا۔ یہ اہلیہ صاحبہ ہی تھیں جنہوں نے اس نازک موقع پر آپؒ کی طبیعت کا خیال رکھا، حالانکہ خود بھی بیمار تھیں، لیکن اس کے باوجود اہلیہ محترمہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کا ایک نیا باب شروع کرنے کے لئے عرض کیا: آپ نے دینی واصلاحی کتابوں کا ایک عظیم ذخیرہ تیار کرلیا ہے یقیناً یہ آپ کی محنت اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن ہوا ہے، میری ادنیٰ رائے یہ ہے کہ دینی کتب لکھنے والے علمائے کرام الحمد للہ بہت ہیں، ایک کثیر تعداد آپ سے علاج ومعالجہ کے لئے رجوع ہوتی ہے، ایسے میں اگر آپ کی تصنیفات طب نبویؐ اور طب یونانی سے متعلق ہوں تو دور تک نہ معلوم

کتنے برسوں یا صدیوں ان طبی خدمات سے لوگ مستفیض ہوتے رہیں گے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اہلیہ کے اس مشورہ کو سراہتے ہوئے ایک نئی سمت پر کام کرنا شروع کیا، چند مہینوں کی محنت و جستجو کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ پہلے پہل چار کتابیں تیار فرمائیں جو ادارہ کتاب الشفاء دہلی سے شائع ہو کر منظر عام پر آئیں تو دور دور تک شہرہ ہوگیا، اس لئے کہ طبی دنیا میں پچاس سالہ وقفہ کے بعد کوئی نئی بیاض طبع ہوئی تھی جو یقیناً ایک بڑا کارنامہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حبیب الامتؒ کی علم الابدان پر تحریر کردہ تمام کتابیں اسی طرح مقبول عام وخاص ہیں جس طرح دینی واصلاحی کتابوں نے مقبولیت حاصل کی۔ رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ اس علمی کاوش کو آپؒ کے لئے توشۂ آخرت بنائے اور درجات کی بلندی کا سبب بنائے، آمین!

✧✧✧

گوہاٹی آسام کا ایک یادگار سفر

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ گوہاٹی آسام کے اصلاحی سفر پر

سفر انسانی زندگی کا ایک حصہ ہے، بلکہ یوں کہئے کہ زندگی مسلسل سفر ہے۔اور یہ سفر عالم ارواح سے شروع ہوکر عالمِ دنیا، عالم برزخ اور عالم عقبیٰ اوراس کے بعد جنت تک پہنچتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر مومن اور مسلمان بندے کو بہتر سفر یعنی سفر بالظفر عطا فرمائے۔آمین!

بسا اوقات انسان اپنی خواہش یا کسی محبت سے مغلوب ہوکر بھی کچھ کام کر جاتا ہے، ایسا ہی کچھ شیخ طریقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیرینہ رفیق اور محبّ دلنواز عالیجناب الحاج عبدالستار صاحب ایڈوکیٹ آسام کے اصرار پر ان کے اکلوتے صاحبزادے الحاج محمد فیصل ستار سلمہ ایڈوکیٹ کی شفقت میں دعوتِ نکاح و ولیمہ قبول فرمالیا۔اگرچہ گونا گوں مصروفیات تھیں، دہلی میں آٹھ دن کے مطب کو پانچ ہی دن میں مکمل فرماکر رحیمی شفاخانہ، ماہنامہ نقوش عالم، دارالعلوم محمدیہ اور دیگر متعلقین اور احباب سے ملاقات کے بہت سے پروگرام آگے پیچھے کرکے حبیب الامتؒ نے مکمل ایک ہفتہ کی طویل رخصت پر آسام جانے کا فیصلہ فرمالیا، اس محبت بھرے سفر میں حضرتِ والا کے ساتھ صاحبزادۂ محترم حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، داماد ڈاکٹر محمد سفیان صاحب رحیمی کو بھی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔

۲؍اکتوبر ۲۰۱۵ء کی رات گیارہ بجے تک مریضوں سے بعجلت فارغ ہوئے اور قیام گاہ پہنچے، دہلی کی تمام ذیلی مصروفیات اور کھانے سے رات ایک بجے تک فارغ ہوکر تھوڑی دیر آرام فرمایا، چار بجے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کے لئے وضو کیا اور اول وقت بعدِ اذان نماز سے فارغ ہوکر ائرپورٹ کے لئے روانہ ہوگئے۔

شیخ سخاوت حسین کے مکان پر قیام

صبح کی فلائٹ سے سوار ہوکر بحمد اللہ تعالیٰ گوہاٹی ائیرپورٹ پہنچ گئے جہاں پہلے سے ایڈوکیٹ صاحب کے نسبتی بھائی کے فرزند، مولانا لطف اللہ صاحب قاسمی مقیم حال سعودی عربیہ کے صاحبزادے اور دیگر کئی حضرات لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔گاڑیوں میں سوار ہوکر بیس منٹ کی مسافت کے بعد گوہاٹی شہر کے خاص علاقہ کمرپٹی ہمبرواروڈ پر الحاج عبدالستار صاحب کے دولت خانہ پر پہنچ گئے۔ جہاں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آمد اور تشریف آوری کا سن کر بہت سے حضرات استقبال کے لئے موجود تھے۔محترم الحاج عبدالستار صاحب اور آپ کے ہم زلف حضرت مولانا لطف اللہ صاحب قاسمی نے اہلاً وسہلاً مرحبا کہا۔محترم الحاج شیخ محمد سخاوت حسین صاحب شیخ بیکری گوہاٹی کے دولت کدہ پر جو وکیل صاحب کے مکان سے ملحق تھا، آپؒ کی رہائش کا اہتمام کیا۔

تقریبِ نکاحِ مسنونہ میں شرکت

ملاقات کے خواہش مند حضرات حسب سہولت حاضر خدمت ہوکر مستفیض ہوتے رہے۔اسی دن یعنی ۳؍اکتوبر کی شام میں آٹھ بجے شب گوہاٹی ریلوے اسٹیشن سے تن سکیا کے لئے سوار ہوگئے۔ علمائے کرام اور ایڈوکیٹ صاحب کے معتمدین کی خاص تعداد ہمراہ تھی، جن میں ہندو مسلمان سبھی شریکِ سفر تھے۔نمازوں کے اوقات ذکر و اذکار اور سیر و سیاحت کے ساتھ سفر پورا ہوا تو تن سکیا ریلوے اسٹیشن پر دولہا عزیزم محمد فیصل ستار ایڈوکیٹ سلمہٗ اور دیگر تمام مہمانان کرام کا عالیجناب الحاج مشتاق احمد خان صاحب اور ان کے دیگر برادران نے پرتپاک استقبال کیا گیا۔

تمام حضرات کے قیام کا خصوصی اہتمام تھا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی میزبانی عالیجناب محمد شاہد صاحب روہت ہزاری نے انجام دی۔ وہ بلٹ پروف گاڑی سے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر جائے نکاح پہنچے، کچھ دیر آرام اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد نہایت وقار و سادگی کے ساتھ نکاح کی تقریب منعقد ہوئی، غیر مسلم شرکا میں کثیر تعداد ایسی تھی جنہوں نے کبھی کسی مسلم شادی یا نکاح میں شرکت نہیں کی تھی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست پر آپؒ نے نکاح خوانی فرمائی،

حضرت مولانا نوری صاحب مدظلہ نے دعا کرائی، بعدہٗ پر تکلف ظہرانے کا نظم تھا، ڈھائی گھنٹے کی اس تقریب میں علمائے کرام کے علاوہ کثیر تعداد ایڈوکیٹ اور جج صاحبان کی شامل تھی۔اس موقع پر جامعۃ الشیخ دیوبند کے استاذ حضرت مولانا عباد الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ،تن سکیا کی معروف شخصیت الحاج محمد ثاقب لاری صاحب وغیرہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور بہت سے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ثاقب صاحب کی درخواست پر ان کے شوروم میں حبیب الامتؒ مع اپنے دیگر رفقا تشریف لے گئے اور دعائے خیر فرمائی۔

مسالک سے بالاتر ہوکر خدمات انجام دیں

تن سکیا میں جن احباب سے ملاقات ہوئی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مسالک سے بالاتر ہوکر اتحاد واتفاق کے ساتھ اسلام کی خدمت کا پیغام دیا اور فرمایا: میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اپنا مسلک چھوڑو مت اور دوسروں کا مسلک چھیڑو مت۔ایک دوسرے کے مسلک کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے نفاق وانتشار کو دور کر کے خدمات جاری رکھیں،یہی اسلام کی اساس ہے۔صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے:عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ اِسْلَامَهٗ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهٗ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهٗ بِمِثْلِهَا. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم میں سے کوئی شخص جب اپنے اسلام کو عمدہ بنالے تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں،اور ہر برا کام جو کرتا ہے تو وہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے۔ میرے بھائیو! علماء کرام کی قربت حاصل کرو، وہ دین ودنیا دونوں کے محافظ ہیں،ان کی رائے میں برکت ہے،ہمیں چاہئے کہ علمائے کرام کا احترام کریں اور یکجہتی کے ساتھ شریعت پر عمل پیرا ہوں۔

پولیس محکمہ کو پیغام

بعد عصر تن سکیا ریلوے اسٹیشن سے واپسی ہوئی، آسام کے کئی علمائے کرام اور ائمہ حضرات واپسی میں ہمراہ تھے جن میں حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ صاحب قاسمی امام وخطیب مسجد نمبر دو فینسی

بازار گوہاٹی کا نام نامی قابل ذکر ہے۔گوہاٹی پہنچ کر شیخ محمد سخاوت حسین صاحب کے دولت کدہ پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر رفقا کا قیام رہا جہاں گوہاٹی کے ایس ایس پی، پولیس انسپکٹرس، دیگر افسران، ایڈوکیٹ اور جج صاحبان کی کثیر تعداد نے ملاقات کی، حبیب الامتؒ نے ان سے گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: پولیس کا محکمہ ملک اور باشندگانِ ملک کا نگہبان اور ان کی حفاظت پر مامور ہے اور وکیل وجج حضرات بھی مظلوموں کی دادرسی کے لئے متعین ہیں، لہٰذا آپ لوگوں کو چاہئے کہ مذہب سے بالاتر ہوکر صرف اور صرف انسانیت کی خدمات انجام دیں۔مظلومین کی حوصلہ افزائی کریں، ان کا ساتھ دیں، ظالم کو اس کے ظلم سے روکیں، یہی باری تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"أُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا" اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ جب وہ ظالم ہوگا تو میں اس کی مدد کیسے کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"تَحْجُزُهٗ أَوْ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهٗ". ایسے وقت میں تم اسے ظلم سے روکنا کیوں کہ یہی اس کی مدد ہے۔اس لئے میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ مظلوم کا سہارا بن کر اور ظالم کی حوصلہ شکنی کر کے حق وصداقت کے ساتھ کسی کا مسئلہ حل کر دینا ہزاروں عبادات سے بہتر ہے۔

جسمانی وروحانی امراض کی تشخیص فرمائی

شیخ محمد سخاوت حسین صاحب کے مکان پر قیام کے دوران حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی اصلاحی ودینی مجالس منعقد ہوئیں، جن میں آپ نے اپنے قیمتی پند ونصائح سے لوگوں کو فیضیاب فرمایا۔اس موقع پر بہت سے طالبین حق اور سالکین وخواہشمندان کو حضرت حبیب الامتؒ نے اپنے دست مبارک پر بیعت فرمایا اور انہیں قرآن وسنت پر عمل کی نصیحت فرمائی۔شیخ سخاوت حسین صاحب کی خواہش پر ان کی ایک سو پندرہ سالہ بیکری میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دعائے خیر فرمائی۔ واپسی میں گوہاٹی کی بڑی مسجد میں نماز ادا کی گئی، محمد فیصل صاحب کے عقد مسعود پر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی وڈاکٹر محمد سفیان صاحب رحیمی ریگل میڈیکل سینٹر دہلی نے تہنیت نامہ پیش کیا۔اس

موقع پر مولانا لطف اللہ صاحب قاسمی ریاض سعودی عرب، عالیجناب محمد جاوید حسین صاحب علی گڑھی، عالیجناب عبد الستار صاحب ایڈوکیٹ وعالیجناب الحاج مشتاق خان صاحب کے بہت سے قریبی لوگوں کا تانتا بندھا رہا، لوگ خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے، اپنی نبض دکھا کر تشخیص کراتے، چنانچہ حبیب الامتؒ نے علاج معالجہ سے متعلق فرداً فرداً تمام ضروری ہدایات دیں اور انہیں دوائیں تحریر فرمادیں۔ الغرض انہیں گونا گوں مصروفیات کے بعد یہ مختصر سا قافلہ ایک ہفتہ کے قیام کے بعد ۹/ اکتوبر شام پانچ بجے کی فلائٹ سے بخیر وعافیت واپس ہوا، الحاج عبد الستار صاحب، مولانا لطف اللہ صاحب قاسمی اور دیگر میزبان حضرات نے نم آنکھوں کے ساتھ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا۔

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی چند مجالس اور اسفار

تقریب تکمیل قرآن مدرسہ حضرت ابی بن کعبؓ میں شرکت

۲/ نومبر بروز پیر ۲۰۱۵ء کو مدرسہ اسلامیہ عربیہ حضرت ابی بن کعبؓ جہانگیر پور مودی نگر میں حضرت مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی کی دعوت پر مجلسِ ختمِ قرآن مجید میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت فرمائی، یہ مجلس مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی مدظلہ استاد مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی کے صاحبزادۂ محترم عزیزم محمد معاذ سلمہ کے جشنِ تکمیل قرآن ورسمِ دستار بندی کے عنوان پر منعقد کی گئی تھی۔ تلاوت قرآن سے اجلاس کا آغاز ہوا، قاری محمد ریحان قاسمی باغپت بڑوت نے اپنے مخصوص انداز میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں نعت شریف کا نذرانہ پیش کیا، پھر طلبائے عزیز کا علمی مظاہرہ ہوا، حضرت مولانا شکیل احمد صاحب قاسمی مدظلہ صدر المدرسین دار العلوم جانسٹھ، حضرت مولانا قاری محمد قاسم صاحب بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسوری غازی آباد اور حضرت مولانا محمد مسلم صاحب قاسمی صدر جمعیۃ دہلی نے قرآن مجید کے مقام ومرتبہ کے متعلق خطابات فرمائے، صاحبزادۂ محترم مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی مدظلہ نے ''فضیلتِ قرآن اور سائنس'' کے عنوان پر بیان کیا۔

آخر میں کلیدی خطاب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا جس میں آپ نے پہلے حافظ قرآن کے والدین کو مبارکباد پیش کی اور پھر سامعین کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: میرے بھائیو! یہ بچے جو قرآن مجید اپنے سینوں میں محفوظ کررہے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کا زندہ جاوید معجزہ ہیں، ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ'' یعنی بے شک ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ یہ حفاظت کی ذمہ داری حفاظ کے ذریعہ ہے، یہ معجزہ ہے۔ آج کوئی شخص سو صفحات کی کتاب یاد کرلے تو ہم اسے سر اور کاندھے پر بٹھا لیتے ہیں، لیکن جو حفاظ کرام چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ

آیاتِ بینات یاد کرلیتا ہے جو قیامت تک کے لئے ضابطۂ حیات ہے، ہمیں اس کی کوئی قدر نہیں ہے۔ آج ہمیں ان حفاظ کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں، روزِ قیامت حفاظِ کرام اور حاملین قرآن کا مقام و مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام سے نوزانا جب دکھائی دے گا تب احساس ہوگا کہ کاش ہم بھی اپنے بچوں کو قرآن کریم کا حافظ بنا دیتے، اس وقت پچھتانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس وقت کی فکر سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، اگر حافظ قرآن کے والدین ہونے کا اعزاز چاہتے ہیں، سر پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے رکھا جانے والا سورج و چاند سے زیادہ چمکدار تاج چاہتے ہیں جیسے سنن ابوداؤد میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے کہ ''أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْئُهُ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا''. تو عہد کریں کہ ہم اپنے بچوں کو حافظ قرآن اور حامل دین بنائیں گے۔ دورانِ بیان حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سامعین کرام سے عہد لیا کہ مجلس میں شریک ہر فرد کم از کم اپنے ایک بچے کو حافظ قرآن بنائے، تمام شرکا نے ہاتھ اُٹھا کر وعدہ کیا۔

بعدہٗ حضرت مولانا محمد مسلم صاحب قاسمی اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے طلبہ کی دستار بندی فرمائی اور انعامات سے نوازا، حضرت مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی مدظلہ نے اپنے فرزند ارجمند کے حفظ قرآن کی خوشی میں اساتذۂ کرام و مدعو مہمانانِ عظام کو تحائف پیش کئے، حضرت مولانا جمیل احمد صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا، ظہرانے کے بعد منتظمینِ مدرسہ اور مولانا ابرار صاحب نے نم آنکھوں کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا۔

جلسۂ دستار بندی پچاس حفاظ کرام

مورخہ ۳/ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳/ مارچ ۲۰۱۶ء بروز اتوار صبح دس بجے جنوبی ہند کے مشہور و معروف خانقاہی ادارہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں حضرت حبیب الامتؒ کے زیر نگرانی ایک عظیم الشان جلسۂ دستار بندی منعقد ہوا جس میں پچاس حفاظِ کرام کی بیک وقت دستار بندی علمائے کرام کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اجلاس میں حضرت حبیب الامتؒ کی خصوصی دعوت پر مبلغ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی یامین صاحب قاسمی مدظلہ، حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب قاسمی مہتمم جامعہ اشرف العلوم گنگوہ، حضرت مولانا مفتی ساجد صاحب کھجناوری، مولانا محمد طیب صاحب قاسمی دیوبند، قاری محمد نثار احمد صاحب قاسمی دہلی کے علاوہ اور بھی سیکڑوں علمائے کرام و عمائدین عظام نے شرکت کی اور پچاس حفاظ کرام کی دستار بندی پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس قرآنی خدمت پر حضرت حبیب الامتؒ کو مبارکباد پیش کی۔ دیگر علمائے کرام نے بھی اپنے اپنے تأثرات کا اظہار فرمایا، شاعر اسلام مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم محمدیہ کی علمی خدمات کو اپنے اشعار کے ذریعہ پیش کیا۔ اس اجلاس سے شہر و بیرونِ شہر دور دور تک حضرت حبیب الامتؒ کی کاوشوں اور دارالعلوم محمدیہ کی علمی و روحانی خدمات کا شہرہ مزید وسعت اختیار کر گیا، آج دارالعلوم محمدیہ کو درسگاہ و خانقاہ کا حسین سنگم کہا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؒ کے اس ادارہ کو تا قیامِ قیامت ہمیشہ ہمیش جاری و ساری رکھے اور یہاں کے فارغین کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، آمین!

مظفرنگر کی حوض والی مسجد و مدرسہ کا دورہ

نوجوان مبلغ محبوبِ ملت عالیجناب حضرت قاری محمد خالد صاحب مدظلہ امام و خطیب مسجد حوض والی (جامع مسجد) مظفرنگر کی دعوت پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ماہِ دسمبر ۲۰۱۳ء حوض والی مسجد تشریف لے گئے۔ یہ مسجد قدیم مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ اسی مسجد میں ہندوستان کو آزاد کرانے اور برطانوی حکومت سے آزادی کی جنگ لڑنے کے لئے مجالس ہوا کرتی تھیں۔ شیخ الہندؒ اور دیگر اکابر علما اور مجاہدین یہاں بکثرت قیام فرمایا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی مظفرنگر کے علاقہ میں اس مسجد کی بڑی اہمیت ہے۔ نماز جمعہ سے قبل قاری محمد خالد صاحب مدظلہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرایا اور نماز کے بعد اعلان کیا کہ ہمارے درمیان ہندوستان کی معروف و مشہور دینی و علمی اور طبی شخصیت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما یا، ایسے میں اگر ہم آپ کے ملفوظات سے مستفیض نہ ہوں تو بڑی محرومی ہوگی۔ چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آیت: ''وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ''. تلاوت کی یعنی ''یہ دنیا کی زندگی دھوکہ کا سامان ہے، اس کے سوا کچھ

نہیں‘‘۔ پھر آخرت کی دائمی زندگی کی اہمیت اور دنیا کی بے ثباتی پر وعظ فرمایا۔ اخیر میں آپؒ کی رقت آمیز دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔ دعا سے قبل حضرت مولانا حسین احمد صاحب قاسمی مالک قاسمی کمپیوٹر نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی اور ملی سرگرمیوں پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں علمائے کرام اور عمائدین شہر موجود تھے۔ آپ نے مسجد میں قائم لائبریری کا معائنہ فرمایا اور دینی وملی سرگرمیوں کی ستائش فرمائی اور ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے واپس ہوئے۔

ایک مردِ حق سے ملاقات

ایک مرتبہ حضرت مولانا راحت صاحب ہاشمی دامت برکاتہم کی مسلسل دعوت پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ گڑگاؤں سیکٹر تھری تشریف لے گئے۔ مولانا ہاشمی صاحب مدظلہ العالی حبیب الامتؒ سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے، دہلی کے سفر میں وقت نکال کر ملاقات کے لئے ضرور آتے، آپ پیکرِ علم وعرفان ہیں، دارالعلوم دیوبند کے ابنائے قدیم سے ہیں، ۱۹۵۹ء میں فراغت ہوئی، علامہ ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے قریب رہا کرتے، آل انڈیا ریڈیو پر عربی شعبہ سے وابستہ رہے اور پھر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ لیکن اب پیرانہ سالی کے دور سے گزر رہے ہیں۔ مولانا ہاشمی کا مکان ایسے ظلمت بھرے علاقہ میں واقع ہے جہاں دور دور تک مسجد ومدرسہ کا نام و نشان بھی نہیں ہے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ مولانا نے عصر کی نماز کے لئے پہلے سے مصلے بچھا رکھے ہیں، عصر کی نماز ادا کر کے گفتگو شروع ہوئی تو احساس ہی نہیں ہوا اور مغرب کا وقت ہوگیا، نمازِ مغرب کے بعد مولانا نے نہایت محبت وشفقت سے ضیافت فرمائی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چند کتابیں بطورِ تحفہ پیش کیں، اور مولانا نے بھی اپنی چند نصابی کتب دیں، اس موقع پر ابنائے دارالعلوم دیوبند اور شمالی علمائے کرام کی خدمات پر دونوں کے درمیان بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس ملاقات پر از حد خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے عشا کے وقت مولانا ہاشمی مدظلہ سے رخصت چاہی۔ مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی زید مجدہم آپؒ کے ہمراہ رہے۔

واپسی پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں مولانا موصوف کا ذکر خیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس کفرستان میں آپ آباد ہیں، نماز وتلاوت، مطالعہ اور ذکر واذکار میں مشغول ہیں، ایسی زمانہ روزگار شخصیت اگر کسی مسلم علاقہ میں رہائش پذیر ہوتی تو نہ جانے اس شمعِ علم پر کتنے پروانے نچھاور ہوتے اور کتنے نوجوان علمی تشنگی بجھاتے، افسوس! اس چاند کی چاندنی سے بہت سے لوگ استفادہ سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد راحت ہاشمی مدظلہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت وتندرستی سے خوب خوب نوازے، آمین! (الحمد للہ اس وقت حضرت ہاشمی صاحب مدظلہ اپنے آبائی وطن دیوبند منتقل ہوگئے ہیں)

مسجد شاہ ولایت سہارنپور میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب

حضرت مخدوم شاہ ولایت یعنی حضرت شیخ شاہ ہارون چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے حضرت الحاج سید محمد سلیم اطہر شاہ صاحب مدظلہ کی دعوت پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز سے قبل شاہ ولایت مسجد میں آپؒ کا خطاب ہوا۔

حبیب الامتؒ نے مسجد کی جدید تعمیر پر قلبی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور خانۂ کعبہ کی نسبت دنیا کی تمام مساجد کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ قیامت کے دن مساجد کی زمین کو کعبۃ اللہ شریف کی زمین سے جوڑ دیا جائے گا۔ اور پھر اس پوری زمین کو جنت کی زمین میں شامل کر دیا جائے گا۔ انتہائی خوش نصیبی کی بات ہے کہ آپ لوگوں نے جنت کی زمین پر اللہ کا گھر تعمیر کیا ہے۔ مسلمان کس قدر خوش نصیب ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے مسجد یعنی جنت کی زمین پر عبادت کرتا ہے، ہمیں اسلامی زندگی کی قدر کرنی چاہئے۔ اور مساجد کو آباد رکھنا چاہئے۔ مجھے ایک حدیث یاد آرہی ہے، ابن ماجہ کی روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بنائے خواہ وہ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! مساجد تمہارا گھر ہونا چاہئے، کیوں کہ میں نے

نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ مسجدیں پرہیزگاروں کا گھر ہیں، جس کا گھر مسجد ہو اللہ تعالیٰ اس کی راحت ورحمت کے اور پل صراط سے جنت کی طرف گزارنے کے ذمہ دار ہیں۔ یعنی یہ کہ مسجد کو آباد رکھنا بھی چاہئے، اور مسجد کی آبادی نماز باجماعت سے ممکن ہوتی ہے۔ "إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ" اللہ کی مسجدوں کی رونق وآبادی تو ان لوگوں کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نمازوں کے پابند ہوں۔ مساجد آباد کرنے والوں کے لئے قرآن کریم اور احادیث نبویؐ میں عظیم اجر بیان کیا گیا ہے، مسجد اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین جگہ ہے، اس کی آبادکاری اور تعمیر کی توفیق بھی چنندہ لوگوں کے حصہ میں آتی ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب کی مساعیٔ جمیلہ کی تعریف فرمائی کہ اس پیرانہ سالی میں آپ کو صرف مسجد کی تعمیر کی فکر ہے، حالانکہ زندگی کے آخری ایام میں کسی کو اپنی اولاد کسی کو اپنے کاروبار کی فکر ہوتی ہے لیکن شاہ صاحب کو صرف اپنے اورادووظائف اور مسجد کی تکمیل کی فکر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ شاہ صاحب کی زندگی دوسروں کیلئے نمونہ عمل ہے۔ نماز کے بعد شاہ صاحب کے دولت کدہ پر کچھ دیر نشست رہی، عصر کے وقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ واپس ہوئے، اس سفر میں مولوی محمد خورشید انور رحبانی سلمہ آپ کے ہمراہ تھے۔

مسلم نوجوان غیر مسلموں کے اثرات قبول نہ کریں

حضرت قاری عبدالرحمان محسن صاحب قاسمی مالک عالمی دواخانہ لکشمی نگر دہلی کی دعوت پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ لکشمی نگر تشریف لے گئے جہاں بعدِ نمازِ عصر جامع مسجد میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے والدین کی فضیلت وعظمت پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہر چیز کا بدل اور نعم البدل ہے لیکن والدین کا کوئی نعم البدل نہیں۔ مال چلا جائے تو دوسرا مل سکتا ہے، بیوی کا انتقال ہو جائے تو دوسری مل سکتی ہے، دکان یا کاروبار نہ رہے تو دوسرا کاروبار ہوسکتا ہے، لیکن والدین نہ رہیں تو دوسرے والدین نہیں مل سکتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے معلوم کیا کہ میں خراسان

سے اپنی والدہ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر بیت اللہ لایا اور اسی طرح کندھے پر اُٹھائے اٹھائے حج کے مناسک ادا کروائے، کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں ہرگز نہیں! یہ سب تو ماں کے اس ایک چکر کے برابر بھی نہیں جو اس نے تجھے پیٹ میں رکھ کر لگایا تھا۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے: عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ، قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰه؟ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا أَوْ كِلاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ". حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کس کی؟ فرمایا: جو اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پالے، پھر وہ (ان کے ساتھ حسنِ سلوک کر کے) جنت میں داخل نہ ہو۔ اخیر میں آپؒ نے نوجوانوں کو آواز دی کہ غیر مسلموں کے اثرات قبول نہ کریں اور والدین کی عزت واحترام ملحوظ رکھیں اس لئے کہ والدین کی خدمت جنت کی ضمانت ہے۔

بعد نمازِ عشا انار والی مسجد میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا خطاب ہوا، جس میں آپ نے آخرت کی لامحدود زندگی کو خوبصورت بنانے کی ترغیب فرمائی اور دنیا کی بے ثباتی اور فنا ہونے کا ذکر فرمایا، نیز اعمالِ صالحات کے مادی وروحانی فوائد ارشاد فرمائے۔ بعدہٗ قاری عبدالرحمٰن صاحب کے دولت کدہ پر خواہشمندوں کو بیعت فرمایا اور انہیں نماز روزہ کی پابندی، حلال وحرام کے امتیاز اور حقوق العباد کی تلقین فرمائی، قاری عبدالرحمٰن نے عشائیہ کا اہتمام کیا اور آپؒ کے اعزاز میں بہت سے لوگوں کو مدعو کیا، اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے قاری صاحب کی ستائش فرمائی اور ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری عبدالرحمٰن محسن صاحب قاسمی کی مغفرت فرمائے، آپ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بے انتہا محبت والفت اور قلبی تعلق رکھنے والے تھے۔ ساؤتھ افریقہ کے پہلے سفر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے، کئی سال بعد ساؤتھ افریقہ میں ہی ایک کار ایکسیڈنٹ سے انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ درجات میں اضافہ فرمائے اور پسماندگان کو اجر عظیم عطا فرمائے، آمین!

رحیمی شفاخانہ بنگلور میں قرآنی مجلس

ماہِ اگست ۲۰۱۵ء کی ایک رات رحیمی شفاخانہ بنگلور میں بعدِ نمازِ تراویح ایک نورانی قرآنی محفل کا انعقاد عمل میں آیا، جس کی صدارت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت الحاج محمد عمران صاحبؒ نے فرمائی، اس موقع پر قرائے کرام کی تلاوت کلام اللہ سے سامعین خوب محظوظ ہوئے، قاری حبیب الرحمان قاسمی بجنوری کی تلاوت سے مجلس کا آغاز ہوا، قاری محمد طیب مظاہری امام وخطیب مسجد عائشہ نیل سندرا نے الشیخ مقری سید متولی مصری کے انداز میں خوب تلاوت کی اور ایک روحانی سما باندھ دیا، شاعر اسلام حضرت مولانا محمد احسان محسن صاحب قاسمی مہتمم جامعہ اسلامیہ قاسم العلوم کٹیسرہ ضلع مظفرنگر یوپی نے پہلے حمد اور پھر نعت کا نذرانہ اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا۔

بعدہٗ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی فضیلت وعظمت پر روشنی ڈالی اور ارشاد فرمایا: قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ“ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ سب سے بہترین ذکر قرآن کریم کی تلاوت ہے، اس لئے کہ اس میں اللہ کا ذکر بھی ہے اور قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب بھی۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے کئی دفعہ اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی، ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے معلوم کیا: یا اللہ! کون سی چیز آپ سے زیادہ قریب کرنے والی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت۔ پھر معلوم کیا: سمجھ کر یا بلا سمجھے؟ ارشاد فرمایا: سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے۔ کچھ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ بلا سمجھے قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ؟ یاد رکھیں! ایسا سمجھنا جہالت اور بددینی کی بات ہے۔ جس طرح بھی توفیق ہوجائے پڑھتے رہیں، یہ نہ سوچیں کہ وقت ملے گا تو سمجھ کر ہی پڑھیں گے۔

البتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن سے متعلق جن باتوں کا حکم دیا ہے ان میں سے ایک تدبرِ قرآن بھی ہے اور ایک مسلمان کے لئے اللہ کے تمام احکام کو پورا کرنا ضروری ہے، اس لئے مسلمان کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ قرآن میں تدبر کرے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ، حُسْنُ

سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ“. منافق میں دو خصلتیں (صفتیں) جمع نہیں ہوسکتی ہیں، حسنِ اخلاق اور دین کی سمجھ۔ یعنی تدبر اور غور وفکر۔ تدبر قرآن کا مطلب ہے کہ قرآن کے معانی ومضامین میں غور کرنا۔ آدمی قرآن کے معانی ومضامین میں جتنا غور وفکر کرے گا اس کے ایمان واعمال میں اتنا ہی اضافہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تدبر نہ کرنے کو منافقین کا رویہ قرار دیا۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ مالٹا کی چار سالہ جیل سے رہائی کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تو علما کے ایک مجمع کے سامنے آپ نے یہ اہم بات ارشاد فرمائی: جو لوگ حضرتؒ سے واقف ہیں وہ اس سے بھی بے خبر نہیں ہیں کہ ان کی یہ قید وبند عام سیاسی لیڈروں جیسی قید نہ تھی، جنگ آزادی میں اس درویش کی ساری تحریکات صرف رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اور امت کی اصلاح وفلاح کے گرد گھومتی تھیں، مسافرت اور تنہائی، بے کسی کے عالم میں گرفتاری کے وقت جو جملہ ان کی زبان مبارک پر آیا تھا، وہ ان کے عزم ومقصد کا پتہ دیتا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں مصیبت میں گرفتار ہوا ہوں، معصیت میں نہیں۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے ان کے عزم وحوصلے کا پتہ چلتا ہے۔ جیل کی تنہائیوں میں ایک روز بہت مغموم دیکھ کر بعض رفقا نے کچھ تسلی کے الفاظ کہنا چاہے تو فرمایا: اس تکلیف کا کیا غم جو ایک دن ختم ہونے والی ہے، غم اس کا ہے کہ یہ تکلیف و محنت اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہے یا نہیں؟

مالٹا کی جیل میں دو سبق سیکھے

مالٹا کی قید سے واپس آنے کے بعد ایک رات بعد عشا دارالعلوم میں تشریف فرما تھے، علما کا بڑا مجمع سامنے موجود تھا، اس وقت فرمایا کہ ہم نے تو مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں، یہ الفاظ سن کر سارا مجمع ہمہ تن گوش ہوگیا کہ استاذ العلماء اور درویشِ حقیقی نے اسّی سال علما کو درس دینے کے بعد آخر میں جو سبق سیکھے وہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں؟ تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے، ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا، دوسرے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لئے میں وہیں سے یہ

عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی میں قائم کئے جائیں، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔ آج ہمیں ان سنہرے اصولوں کو اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

مجلس کے اختتام سے قبل باہر سے تشریف لانے والے علما وقرائے کرام کو والد گرامی حضرت الحاج محمد عمران صاحب کے ہاتھوں تہنیت پیش کی گئی۔ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، حکیم محمد عدنان حبان نوادر، قاری محمد افضل ممتاز رحیمی نے مہمانانِ کرام کا استقبال کیا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

اللہ اور اس کے رسول سے محبت فرض ہے

اجمیری گیٹ کے قریب واقع شاہ گنج چوک دہلی کے رہنے والے کئی احباب مسلسل حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے بے حد متمنی تھے، چند مقامی علماء کرام اور کئی احباب کی درخواست پر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ۲۱/دسمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ شاہ گنج چوک دہلی کی مسجد تشریف لے گئے، لوگ آپ کے منتظر تھے، ان کی تشنگی دیکھتے ہوئے حضرت حبیب الامتؒ نے نمازِ جمعہ سے قبل وعظ فرمایا جس میں آپ نے ہر مسلمان پر خالق ومالک اور تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو لازمی قرار دیا۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر دین ایسا ہے جیسے بغیر مغز کے بادام، اس لئے عبادت واطاعت کے ساتھ ساتھ محبت الٰہی سے مومن کا دل لبریز ہونا ضروری ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ الفت ایسی ہو کہ ہر چیز اس کے آگے ہیچ ہو جائے، یہاں تک کہ جان و مال اور رشتے ناتے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دینا آسان ہو جائے، ایسی گہری محبت سے دل معمور ہوگا تو ہی ایمان کی تکمیل ہوگی۔ اسی کو صحیح بخاری میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: ”عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ، مَنْ كَانَ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ“. ”حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، ایک یہ کہ وہ شخص جسے اللہ اور اس کا رسول ان کے مساوا سے زیادہ عزیز ہوں، دوسرے یہ کہ جو کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لئے محبت کرے اور تیسری بات یہ کہ جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو پھر وہ دوبارہ کفر اختیار کرنے کو ایسا ہی برا سمجھے جیسے آگ میں گر جانے کو برا جانتا ہے“۔ اس موقع پر بعد نمازِ جمعہ کثیر تعداد میں خواہشمند حضرات کی ریگل میڈیکل سینٹر میں نبض دیکھی اور دوائیں تجویز فرمائی۔

اولیاء اللہ کی نشانیاں

ایک مرتبہ جمعہ کے دن شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ سرزمین اولیاء پرنامبٹ خانقاہ زکیہ ناصریہ ٹملناڈو تشریف لے گئے، ناصر الامت حضرت حکیم ناصر الدین صاحب مدظلہ نے حضرت والا اور جملہ مہمانوں کا پرتپاک استقبال کیا، نماز جمعہ چوک والی مسجد میں ادا کی، بعد نماز حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری ہوئی، نمازِ عصر سے فارغ ہو کر خانقاہِ زکیہ ناصریہ میں مجلس کا آغاز ہوا، تلاوتِ کلام اللہ اور نعت کے بعد ناصر الامت نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب کی دعوت دی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شرکائے مجلس سے اولیاء اللہ کی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ولی کی نشانی یہ ہے کہ شریعت مطہرہ پر اس کو پوری پوری استقامت حاصل ہو کیونکہ حق تعالی کا ارشاد ہے: ”اِنَّ اَوْلِيَآءَهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ“ یعنی صرف متقی ہی اللہ کے اولیا ہیں۔ نیز ولی کا باطن ایسا ہو کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب بیٹھے تو اپنے دل کو خود بخود غیر سے ہٹ کر اللہ تعالی کی طرف مائل پائے۔ امام نوویؒ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالی کے ولی کی کیا نشانی ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ خلاصہ یہ کہ جس بزرگ کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کا احساس اور ان پر ندامت ہونے لگے اور نیک اعمال کا جذبہ بیدار ہو جائے، دنیا کی لذتیں وشہوتیں بے حقیقت و بے ثبات معلوم ہونے لگیں اور آخرت کی فکر لگ جائے تو واقعی ایسا آدمی اللہ کا ولی ہے۔

آج اس گئے گزرے زمانے میں بھی اس بات کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے کہ ایک شخص جو اللہ کی یاد سے غافل ہے اور دنیا کی تمام گندگیوں میں ملوث ہے جب حسنِ اعتقاد اور خلوص دل سے ادب کے ساتھ کسی متبع شریعت بزرگ کی صحبت اختیار کرتا ہے تو آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اس کی ساری گندگیاں دور ہوتی جاتی ہیں اور کچھ ہی عرصے کے بعد ایسی تبدیلی رونما ہوتی ہے کہ لوگ بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ عادت واطوار، نشست وبرخاست، رفتار وگفتار، لباس اور وضع قطع سب میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور وہ ذات ہی نہیں رہتی جو پہلے تھی، گویا کہ روح وقلب مردہ تھے اور اب زندہ ہو گئے، یہی اللہ کے ولی کی سب سے بڑی کرامت اور پہچان ہے۔ پھر ولایت کے بھی درجات اور مراتب ہوتے ہیں، بعض اولیاء ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کمال اور مرتبے میں تو بہت اونچے ہیں مگر دوسروں کو وہاں تک نہیں لے جا سکتے اور بعض کمال میں اتنے اونچے نہیں مگر تکمیلی تاثیر اتنی رکھتے ہیں کہ جس مرتبہ پر خود پہنچ گئے ہیں دوسروں کو بھی وہاں تک لے جا سکتے ہیں: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

شیخ عبدالقدوس قطب عالمؒ کا مقام

اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی زندگی کو خطرات میں ڈال کر گنگوہ (سہارنپور) کی حدود سے نکلے تھے اور پھر آپ نے روڑکی سے گزر کر کلیر کی ان فضاؤں میں قدم رکھا تھا جہاں آتش جلالِ صابریؒ کئی صدیوں سے بھڑک رہی تھی۔ یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے لئے سب سے بڑی سعادت تھی کہ آپ حضرت مخدوم صابر کلیریؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور پھر رہتی دنیا تک کے لئے یہ بات مشہور ہوگئی کہ مخدوم پاک، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی بے پناہ عقیدت کے باعث شانِ جمالی میں ظاہر ہوئے، ورنہ صدیوں تک ہندوستان کا بڑے سے بڑا ولی بھی آستانہ صابریہ پر حاضر ہونے کی جرأت نہ کر سکا۔ یہ حضرت شیخ کا نشان امتیازی تھا جس نے آپ کو خاص و عام میں عجیب شہرت بخشی۔ دنیا میں ایسے بہت کم اولیاء گزرے ہیں جن کی آمد کے بارے میں ان کے پیش رو بزرگوں نے خبر دی ہو، یہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بلندیوں کی روشن دلیل ہے کہ مشہور

بزرگ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پون صدی پہلے آپ کی پیدائش کی خبر دی، ایک بار حضرت سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ تشریف لائے، اس وقت حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مورث اعلیٰ حضرت شیخ صفی الدین حنفی ردولی میں قیام پذیر تھے۔ اس لئے آپ بھی حضرت سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لے گئے، حضرت سمنانی آپ سے بڑی محبت کے ساتھ پیش آئے اور بڑے جذب کے عالم میں فرمایا: ''صفی الدین بھی میرا مرید ہے۔ خداوند ذوالجلال اس کو ایسا فرزند عطا کرے گا جو قطب عالم ہوگا۔'' سبحان اللہ! کیا مبارک زبان تھی ان اللہ کے دوستوں کی۔

ذکر اللہ کے فوائد

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر اللہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے خالق ومالک کو کثرت سے صبح وشام یاد کریں۔ فرمان الٰہی ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا، وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

اس لئے کہ اللہ کا ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے، ذکر اللہ جل جلالہٗ کی خوشنودی کا سبب ہے، ذکر دل سے فکر وغم دور کرتا ہے، ذکر دل میں فرحت وسرور اور انبساط پیدا کرتا ہے، ذکر بدن اور دل کو قوت بخشتا ہے، ذکر چہرے اور دل کو منور کرتا ہے، ذکر رزق بڑھاتا ہے، ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ہیبت وحلاوت کا لباس پہناتے ہیں یعنی اس کے دیکھنے سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے۔ ذکر اللہ جل شانہٗ کی محبت پیدا کرتا ہے اور اللہ کی محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو اس کو چاہئے کہ وہ باری تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے۔ جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے، اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے۔ ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبۂ احسان تک پہنچا دیتا ہے، یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ ذکر اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے، جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ

اس کی جائے پناہ اور ماویٰ وملجا بن جاتے ہیں، اور ہر مصیبت میں اس کی طرف توجہ ہوجاتی ہے۔ ذکر اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جتنی ذکر میں غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری بڑھتی جاتی ہے۔ ذکر سے اللہ کی معرفت کا دروازہ کھلتا ہے۔ ذکر اللہ جل شانہٗ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے۔ ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہوتی ہیں اور لغویات وغفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ اب آدمی کو اختیار ہے کہ جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرلے اور یہ بات درست ہے کہ ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے اسے مناسبت ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی۔ ذکر کے ساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہوجائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدانِ حشر میں بلبلا رہا ہوگا، ذکر کرنے والا شخص عرش کے سائے میں ہوگا۔ اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سے متعلق بھی بڑی قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں اور فرمایا: آج جو خانقاہیں آباد ہیں یہ دراصل عصرِ حاضر میں اپنے اندر اسلامی اسپرٹ پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہیں، انہیں فضول نہ سمجھنا چاہیے۔

اس روحانی سفر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بنگلور سے حضرت مولانا محمد علاؤ الدین صاحب قاسمی مدظلہ، حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدیؒ، ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم، مولانا محمد اجمل صاحب سہارنپوری، قاری عبد الباری حبانی، قاری مفیض الدین صاحب تھے۔ خانقاہ زکیہ ناصریہ میں متوسلین وعشاقانِ حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، مدراس سے ڈاکٹر رضی الدین احمد صاحب، ڈاکٹر رفیع الدین صاحب، عارف اللہ صاحب، مولانا امجد صاحب اور پرنامبٹ سے کثیر تعداد میں مریدین ومتوسلین شریک رہے۔

قرآن وسنت کی تعلیم اصل اساس ہے

حضرت مولانا مفتی ظہیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ مہتمم البقاء عربی مدرسہ مظفر نگر کی دعوت پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۲۲؍ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق یکم اپریل ۲۰۱۶ء بروز جمعہ بعد نماز عشا

مظفر نگر تشریف لے گئے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جلسہ گاہ میں اطراف واکناف کے بڑی تعداد میں علمائے کرام شریک تھے، حضرت مولانا ظہیر احمد قاسمی مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام کا پرتپاک استقبال کیا، کثیر تعداد میں عوام الناس اور سامعین جلسہ گاہ میں موجود تھے، طلبہ عزیز کے علمی پروگرام کے بعد حضرت مولانا محمد ارشد صاحب قاسمی لندن، حضرت مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی اور دیگر کئی علمائے کرام کے بیانات ہوئے، کلیدی خطاب کے لئے مولانا ظہیر صاحب نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کیا، آپؒ نے مولانا موصوف کی دعوت پر شکریہ ادا کیا اور مدرسہ البقاء کی تعلیمی ترقی پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: قرآن وسنت کی تعلیم اصل اساس ہے، عصری علوم یقیناً وقت کی ضرورت ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بہرہ ور ہونا بھی نہایت ضروری ہے تاکہ نئی نسل کی زندگی اسلامی سانچے میں ڈھل سکے۔ آج شعائرِ اسلام سے نابلد ہونے کی وجہ سے اسلامی معاشرہ زوال کا شکار ہے، ہمارے بچے اسلامی اخلاق وکردار، تجارت وزراعت سے ناواقف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر میدان میں وہ ناکام دِکھائی دیتے ہیں، اسلامی اصولوں پر کاربند ہوکر جس میدان میں بھی قدم رکھا جائے اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی عطا فرماتے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی اپنے بچوں کو آراستہ کریں۔

آخر میں حضرت حبیب الامتؒ نے صحیح مسلم کی حدیث بیان فرمائی کہ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَۃٍ'' جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے، ''اِلَّا مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ'' ایک صدقۂ جاریہ۔ ''اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ'' دوسرا ایسا جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ''اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَہٗ'' تیسرا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اپنے بچوں کو ایسا علم ضرور دیں جو وفات کے بعد آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بن جائے، یا مدارس کی تعمیر وترقی میں ضرور حصہ لیں یہ بھی آپ کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔ اگر آپ کی اولاد دین سے واقف ہوگی تو وہ خود بھی آپ کو ثواب پہنچائے گی اور

اپنی اولاد کو بھی دین سکھا کر جائے گی، اس طرح نہ معلوم کتنی نسلوں تک آپ کی محنت کا ثمرہ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

خطاب کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے امتحانات میں امتیازی نمبر حاصل کرنے والے طلبہ کو نقد انعامات سے نوازا، حضرت مولانا زین الدین صاحب کے ہاتھوں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مومنٹو اور دیگر علمائے کرام کو ہدایا پیش کئے گئے، تقریباً ڈیڑھ بجے شب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد ارشد قاسمی (لندن) حضرت مولانا ابرار احمد قاسمی، مولانا محمد صادق صاحب، مولانا محمد گلزار صاحب، قاری محمد افتخار حسین صاحب، مولانا عبد الخالق صاحب، مولانا محمد ارشد صاحب، مولانا محمد سلمان صاحب، مولانا محمد جاوید صاحب، مولانا محمد شوکت صاحب، مولانا حکیم محمد ربانی صاحب مرحوم، قاری رشید احمد صاحب، قاری محمد اعظم صاحب، قاری محمد نسیم صاحب، قاری محمد معصوم صاحب، حافظ حسین عالم صاحب، حافظ عبد الواجد صاحب اور ڈاکٹر عمار حسین صاحب و ڈاکٹر مرسلین صاحب کے علاوہ علمائے کرام، ائمہ مساجد اور عمائدین شہر کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

میسور میں حبیب الامتؒ کا خطاب

رحیمی شفاخانہ میں تشخیص کے ساتھ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول بھی تھا کہ آنے والے ہر شخص کو خوب دعاؤں سے نواز کر رخصت فرماتے، اکابر واسلاف کے تربیت یافتہ ہونے کی بدولت بے شمار لوگ بلا تفریق مذہب و مسلک آپؒ سے رجوع ہوتے اور پھر کوشش کرتے کہ کسی طرح حبیب الامتؒ ہماری ضیافت قبول فرمالیں۔ خال خال کبھی کہیں تشریف لے گئے تو لے گئے لیکن دینی لوگوں کے علاوہ بہت کم لوگوں کی دعوت قبول فرماتے۔ ایک مرتبہ الحاج شاہ عبد الکریم شاہ قادری صاحب سجادہ آستانہ حضرت بندگی شاہ مکان و متولی مسجد میر حیات صاحب مکان میسور نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے یہاں خاص طور پر مدعو کیا۔ حبیب الامتؒ مسالک کے مابین دوری کو ختم کرنے اور کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر ایک ہونے کا مشن لے کر پہلے ہی تحریک شروع کر چکے تھے،

اس لئے دعوت قبول فرمالی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس سفر میں آپ کے دو صاحبزادگان ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، حکیم محمد عدنان حبان نوادر اور مولانا مفتی ارشد جمیل صاحب رشیدی کے علاوہ کئی احباب ہمراہ تھے، الحاج شاہ عبد الکریم شاہ قادری صاحب کے سیکڑوں مریدین ومتوسلین شاہ صاحب کے اشارہ پر خانقاہ میں جمع تھے، حبیب الامتؒ کا پرتپاک استقبال ہوا، مسجد میر حیات صاحب مکان میں نمازِ ظہر ادا کی گئی، شاہ صاحب کی خواہش پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے توحید وسنت اور اتفاق واتحاد پر خطاب فرمایا۔

آپؒ نے اس موقع پر بیان کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! میرا اور آپ کا یہاں آنا محض ایک ایمانی بھائی کے ناطے ہے، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی ایمان کی خرابی ہے لہٰذا دوسروں کے ایمان کو ٹٹولنے کے بجائے سیرت کو اپنا کر اپنے ایمان کی سلامتی کی فکر کریں۔ میرے شیخ حضرت حاذق الامتؒ ہمیشہ ایک جملہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ”دوسروں کا مسلک چھیڑو مت اور اپنا مسلک چھوڑو مت“ چنانچہ میں بھی آپ سے یہی عرض کرتا ہوں کہ آپ کا جو مسلک ہے اس کے مطابق سنت کو اختیار کریں، ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“ یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے۔ میرے بھائیو! دوسروں کے افعال واعمال کے چکروں میں پڑ کر کہیں آپ اپنی نیکیوں کو تو دریا برد نہیں کر رہے؟ کسی کی ٹوہ میں رہنا، کسی کے اعمال کا محاسبہ کرنا، کسی کی اصلاح کا ٹھیکا آپ کے پاس نہیں، آپ اپنی اصلاح کریں، اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، اپنے اہل وعیال کے ایمان واعمال کی فکر کریں، ”يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا“ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔ یوم آخر آپ سے آپ کے اور آپ کے اہل خانہ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ یہ سوال نہیں ہوگا کہ کس کس مسلک کے لوگوں کی اصلاح کی، یہ سوال ہوگا کہ اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے کیوں نہیں بچایا؟

خطاب کے بعد ذکر بالجہر کیا گیا اور پھر حبیب الامتؒ کی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا، جانشین شاہ صاحب الحاج ظہور الدین عرضی صاحب وحافظ قاری شاہ محمد ضمیر الدین فردوس صاحب امام وخطیب مسجد میر حیات کے علاوہ میسور واطرافِ میسور سے معززین وعمائدین اور سیکڑوں لوگ

مجلس میں شریک ہوئے، شاہ صاحب نے پرتکلف ظہرانے کا انتظام کیا، عشا کی نماز کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قافلہ بنگلور کے لئے واپس ہوا۔

جامعہ رشیدیہ سنگاپور میں طلبہ سے خطاب

ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی رضوان رشید صاحب مظاہری مدظلہ کی خصوصی دعوت پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رشیدیہ سنگاپور الٰہی نگر بنگلور تشریف لے گئے، طلبہ عزیز کا اختتامی پروگرام تھا، اس دوران آپؒ نے طلبائے عزیز سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو علم دین کی تحصیل اور اس کی نشر واشاعت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور ایک موقع عطا فرمایا ہے، اس لئے آپ سبھی قابلِ مبارکباد ہیں، یہ بہت بڑی سعادت ہے، آپ علمِ دین حاصل کرنے آئے ہیں تو اپنی اوقات کی حفاظت کریں۔ ترمذی کی روایت ہے: "اِنَّ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ" یعنی انسان کے اچھا مسلمان ہونے کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے اوقات کو کامیاب بنائیں۔ اساتذۂ کرام کے احکامات پر عمل پیرا ہوں، آپ کے اساتذہ آپ ہی کے نفع کے لئے کوشش فرمارہے ہیں، یہ پاکیزہ ماحول ہے، یہ ماحول اور یہ وقت بڑا قیمتی ہے، اپنے اوقات کا صحیح استعمال کریں۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ اور دیگر اکابرین جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے اور دنیا میں آفتاب وماہتاب بن کر چمکے، ان حضرات کو اپنے وقت کی بڑی قدر تھی، یہ تمام ہر کام اپنے نظام الاوقات میں انجام دیتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے اوقات میں برکت عطا فرمائی تھی۔ اس اجلاس میں شہر کے کئی علمائے کرام اور معززین نے شرکت کی، آخر میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ مفتی رضوان رشید مدظلہ نے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے رخصت کیا۔

تکمیلِ قرآن کے موقع پر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب

دار العلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور میں حفظ قرآن کریم مکمل کرنے والے طالب علم عزیز القدر عزیزم حافظ محمد شاہد ناگرباوی بنگلور نے مجلس رحیمی میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا آخری سبق سنایا تو آپؒ نے نہایت خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے اساتذۂ کرام اور طالب علم کو مبارکباد پیش کی اور ارشاد فرمایا: اس وقت مکاتب ومدارس اور تعلیم گاہوں کا کام کسی جہاد سے کم نہیں ہے، اس لئے کہ آج ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو دینی تعلیم کو دوسرے نمبر پر رکھتا ہے، ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے بچے لائر، ڈاکٹر، انجینئر بنیں۔ یہ خواہش بری نہیں ہے، لیکن ان کی خواہش پیسے کمانے اور دنیا کو بہتر بنانے کی ہوتی ہے۔ "مَنْهُوْمَانِ لَا یَشْبَعَانِ، مَنْهُوْمٌ فِی الْعِلْمِ لَا یَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنْهُوْمٌ فِی الدُّنْیَا لَا یَشْبَعُ مِنْهَا" یعنی دو بھوکے کبھی سیراب نہیں ہوتے، ایک علم کا بھوکا علم سے کبھی سیراب نہیں ہوتا اور دوسرا دنیا کا بھوکا دنیا سے اُس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ علم خصوصاً دینی علم اس لئے سیکھا اور سکھایا جائے تاکہ اس سے دنیا وآخرت سنور جائیں، دنیا عارضی ہے اور دار الامتحان ہے، صرف پڑھنے سے آدمی بڑا نہیں ہوتا بلکہ اپنے عمل اور کردار سے آدمی بڑا ہوتا ہے۔ آج امت کا دیندار طبقہ سب سے زیادہ مظلوم ہے، ان میں خامیاں نکالی جاتی ہیں، ہزاروں عیب تلاش کئے جاتے ہیں، فقرے کسے جاتے ہیں، حالانکہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے: "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ"۔ "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"۔ آج تمام مدارس میں ایک بات سکھائی جاتی ہے کہ آپ اللہ کے ہو جائیں، اللہ آپ کا ہو جائے گا۔ آپ قرآن کریم کو اپنا لیں اللہ تعالیٰ آپ کی تمام ضرورتوں کو پوری فرمادیں گے۔ میں نے حرم شریف میں مختلف ممالک کے لوگوں کو دیکھا کہ جن کا اوڑھنا بچھونا اور پڑھنا پڑھانا صرف اور صرف قرآن ہے تو اللہ رب العزت نے اسی قرآن کی بدولت انہیں عزت، دولت اور شہرت سے نوازا ہے۔ جو قرآن سے وابستہ ہو گیا لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے لئے خوشی کی بات ہے کہ دار العلوم محمدیہ میں اب تک چھ سو پچاس طلبہ حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ ان حفاظ کو آپ کمتر نہ سمجھیں، ان

کے سینوں میں قرآن کی عظیم دولت محفوظ ہے، میں طلبہ عزیز کے والدین سے بھی عرض کرتا ہوں کہ وہ ان کی قدر کریں۔ اس لئے کہ ڈاکٹرس، لائرس، انجینئرس جب بوڑھے ہوجاتے ہیں تو وہ ریٹائر ہوجاتے ہیں لیکن ایک عالم دین جتنا بوڑھا ہوتا جائے گا لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر ومحبت اتنی ہی بڑھتی چلی جائے گی، لوگ اس سے رہنمائی اور دعائیں لیتے ہیں، عالم دین کبھی ریٹائر نہیں ہوتے، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں، جنتی جنت میں جب تمام نعمتوں سے سیراب ہوجائیں گے تو انہیں علمائے کرام کے پاس آئیں گے، جو دیدارِ الٰہی کی طرف لوگوں کو متوجہ کریں گے۔ ہمیں علما اور حفاظ کی قدر کرنی چاہئے، اللہ عمل کی توفیق بخشے، آمین!

دنیا سے ایمان محفوظ لے جانا اصل عید

مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ میں ایک مرتبہ نمازِ عید الفطر سے قبل کثیر تعداد میں فرزندانِ توحید سے خطاب کرتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: آج ساری دنیا میں مسلمانوں پر مظالم ہورہے ہیں، عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے، ایک زمانہ تھا کہ غیر اقوام مسلمانوں کے بچوں سے ان کے تقویٰ للّٰہیت اور اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے خوف کھاتی تھیں۔ آج ہمارے اندر سے وہ تعلیمات نکل گئی ہیں جو ہمیں اسلام نے دی تھیں، ہم نے شریعت وطریقت کو اپنی زندگیوں سے نکال دیا ہے، ایک چاند دیکھ کر ہم مسجدوں کو آباد کرلیتے ہیں اور دوسرا چاند دیکھ کر ہم مسجدوں کو ویران اور زندگی کو اللہ کی مرضیات سے آزادی دے دیتے ہیں۔

اسلام کی تعلیم سے بیزار ہوئے تم
ہم کو تو گلہ تم سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

میرے بھائیو! اللہ کے لئے قرآن کریم کی تعلیمات کو اپنا شعار بنائیں، ہم پہلے صحیح مسلمان بن جائیں تو دنیا ہمارے قدموں میں ہوگی۔ قرآن کا فیصلہ ہے: "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْن" تم ہی بامِ عروج پر رہوگے اگر تم مومن ہو۔ عمدہ لباس زیب تن کرنے اور بہترین کھانا تیار کرکے کھانے کا نام عید نہیں ہے، عید تو شرافت کا نام ہے، جس طرح نماز روزے اور دیگر عبادات شرافت

کے ساتھ ادا کی گئی ہیں اسی طرح عید اور طرزِ زندگی میں بھی شرافت ہونی چاہئے۔ خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عید کے دن لوگوں نے روتے دیکھا تو پوچھا: عید کے دن یہ آنسو کیسے؟ فرمایا: عید بھی ہے اور وعید بھی، جس کے نماز اور روزے مقبول اس کی عید ہے، جس کے مقبول نہیں اس کے لئے وعید کا دن ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوں یا مردود۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو اشعار جو عید سے متعلق تھے، ان کا ترجمہ پیش کیا کہ "لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج عید ہے اور سب خوشیاں منارہے ہیں، لیکن میں تو جس دن اس دنیا سے اپنا ایمان محفوظ لے کر گیا میرے لئے وہی دن عید کا دن ہوگا"۔ اس لئے ہر وقت ایمان کی فکر میں لگے رہنا ضروری ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ چھوٹی سی غفلت اور معصیت کے سبب ایمان کی دولت ہاتھ سے نکل جائے۔ نمازِ عید الفطر اور خطبۂ مسنونہ صاحبزادۂ محترم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ نے دیا، دعا کے بعد سیکڑوں فرزندان اسلام نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا اور عید کی مبارکباد پیش کی۔ اللہ تعالیٰ ہم خدام کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

ہدایت العلوم مینم بور میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب

جامعہ ہدایت العلوم مینم بور سنجی تعلق ضلع ولوپرم تمل ناڈو سے دعوت نامہ موصول ہوا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دور ہوتے ہوئے بھی فوراً قبول فرمالیا، اس لئے کہ اس مدرسہ کے سرپرست اعلیٰ پیر ومرشد حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ تھے اور جب بھی جامعہ میں کوئی اجلاس ہوتا تو ضرور تشریف لے جاتے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے عالیجناب الحاج سید افضل صاحب مرحوم، شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی اسعدیؒ، مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی اور قاری عبد الباری حبانی سفر میں ہمراہ رہے، بذریعہ کار ویلور پہنچ کر ایک ہوٹل میں قیام فرمایا، وہیں ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ بھی تشریف لائے، رات کے کھانے سے فراغت کے بعد آرام کیا، صبح ناشتہ کے بعد جامعہ ہدایت العلوم مینم بور کے لئے روانہ ہوئے، پہاڑوں کے درمیان کچے راستوں سے ہوتے ہوئے جامعہ پہنچے تو جلسہ شروع ہوچکا تھا، عمائدین اور علمائے عظام کے بیانات جاری تھے۔ دستار بندی کے اس اجلاس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے۔

کلیدی خطاب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، آپؒ نے حفظ قرآن کی فضیلت واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا: دنیا میں اگر کسی کا تین یا چار منزلہ مکان بن جائے تو وہ اتراتا پھرتا ہے، بار بار اپنے گھر کی اونچائی دیکھ کر فخر کرتا ہے، اکڑ کر چلنے لگتا ہے، آج جو طلبہ قرآن مجید کے حافظ ہوئے ہیں یہ کوئی معمولی طالب علم نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے مکانات سب سے زیادہ اونچے بنائے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ، اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا“. (قیامت کے دن) حافظِ قرآن سے کہا جائے گا (قرآن) پڑھتا جا اور (بلندی کی طرف) چڑھتا جا اور ویسے ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، تیری منزل وہاں ہوگی جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔ (ترمذی)

میرے بھائیو! قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں نازل فرمائی ہیں، دنیا میں سب سے اونچی عمارت سو یا سوا سو منزل کی ہے، ایک ایک حافظ قرآن کو اللہ تعالیٰ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ منزلوں والے عظیم الشان جنت کے محل عطا فرمائیں گے، اس وقت احساس ہوگا کہ ہم نے اپنے بچوں کو کیوں حافظِ قرآن نہیں بنایا؟ آج دس منزل کی عمارت دیکھنے کے لئے گردن مڑ جاتی ہے، ٹوپی و دستار گر جاتی ہے، چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ منزلہ جنت کی سب سے اوپر والی منزل پر حافظ قرآن شان سے بیٹھا ہوا ہوگا، خدام چاندی سونے اور شیشوں کے آبنوس لئے شربت پیش کرتے ہوئے ہوں گے۔ آپ تصور کریں حافظ کا کیا مقام ہے؟

میرے عزیزو! اگر آپ بھی اپنے بچوں کو ایسی عظیم الشان جنت دِلانا چاہتے ہیں تو انہیں حافظِ قرآن بنائیں، اور ہاتھ کھڑا کریں کہ میں اپنے بچے کو حافظ بناؤں گا۔ جلدی جلدی ہاتھ کھڑا کریں، جو بھی اپنے بچوں کو چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ یا اس سے بھی زیادہ منزلوں والی جنت دِلانا چاہتا ہے وہ ہاتھ کھڑا کرے اور پختہ ارادہ کرے کہ ان شاء اللہ العزیز میں اپنے بیٹے یا بھائی بہن کے بچوں یا کوئی گھر میں مرد بچہ نہیں ہے تو کسی یتیم و مسکین بچے کو حافظ قرآن بناؤں گا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے جذباتی اور خلوص ومحبت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ جلسہ گاہ میں موجود تمام لوگوں نے یہاں تک کہ عمائدین عظام نے بھی ہاتھ اُٹھا کر عہد کیا کہ اپنے بچوں کو حافظِ قرآن بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

جلسہ کے اختتام پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی گئی تو آپؒ نے ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ سے دعا کے لئے فرمایا تو الامر فوق الادب کے مصداق ناصر الامت نے رقت آمیز دعا کرائی۔ ناظمِ جامعہ نے معائنہ رجسٹر پیش کیا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر ڈاکٹر اظہار افسر رحیمی نے تفصیلاً جامعہ ہدایت العلوم کے متعلق اپنے اور حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تأثرات تحریر فرمائے۔ ظہرانے کے بعد اراکین جامعہ نے تشریف آوری پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا، شام گئے یہ قافلہ مینم بور سے واپس ہوا۔

راستہ میں ناصر الامت حضرت حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف پہاڑوں پر بنی ہوئی قلعہ نما عمارات کے متعلق بتایا کہ یہ وہ علاقہ ہے جسے حضرت اورنگزیبؒ نے فتح کر کے مغلیہ سلطنت میں شامل کیا تھا، مغل زمینوں میں جنوب کی یہ آخری زمینیں تھیں۔ بہرحال! ویلور پہنچ کر ناصر الامت پرنامبٹ کے لئے روانہ ہوگئے اور دیر رات حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہی واپس بنگلور پہنچے۔

✦✦✦

حرمین شریفین کا الوداعی سفر

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا آخری عمرہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سال دو سال بعد سفر عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے تو کسی نہ کسی نئے فرد کو ساتھ میں ضرور رکھتے تا کہ ان کی بھی دلی آرزو زیارتِ حرمین شریفین پوری ہو جائیں۔ اس دوران حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب قاسمی مرحوم، عالیجناب سید افضل پاشا مرحوم، مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی، ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی، ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، حکیم محمد عدنان حبان نوادر، عالیجناب ایڈوکیٹ عبد الستار صاحب گوہاٹی، عالیجناب ایڈوکیٹ محمد فیصل صاحب، عالیجناب شیخ سخاوت حسین صاحب، عالیجناب متین الدین احمد صاحب، عبدالخالق صاحب، عالیجناب الحاج امتیاز صاحب موکا نے مدراس وغیرہ کے ہمراہ کئی سفر ہو چکے تھے۔

عالیجناب ایڈوکیٹ عبدالستار صاحب مدظلہ نے سفرِ عمرہ کے لئے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمالیا۔ چنانچہ مورخہ ۳/اپریل ۲۰۱۷ء بروز پیر دہلی سے روانگی ہوئی، اس سفر میں ایڈوکیٹ الحاج عبدالستار صاحب اوران کی اہلیہ صاحبہ، عالیجناب عزیز الرحمٰن صاحب مع اہلیہ، مولانا امام الدین صاحب، مولانا مقصود صاحب ندوی قاسمی، حبیب الامتؒ کے بڑے داماد قاری محمد افضل ممتاز رحیمی اوران کے جملہ اہل وعیال، قاری محمد ریحان صاحب قاسمی بڑوت، صاحبزادہ مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمرکاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سفر میں کچھ دشواریاں بھی پیش آئیں لیکن حبیب الامتؒ کی شخصیت ایسی تھی کہ تکالیف کا احساس نہ ہوا، ہر ہر فرد سے خوب بے تکلفی کے ساتھ گفتگو فرماتے، ان کی طبیعت اور کھانے کا خود خیال رکھتے، کسی کو تاخیر ہو جاتی تو خیر وعافیت دریافت فرماتے، کسی کو کوئی ضرورت ہوتی تو خود آگے بڑھ کر

حل کرنا چاہتے۔ جناب عبدالستار صاحب مدظلہ نے کئی مرتبہ عرض کیا: آپ صرف بتا دیا کریں، کام انجام دینے والے بہت سے لوگ ہیں۔ تو جواب میں ایک واقعہ سناتے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی سفر سے کوئی قافلہ لوٹا، آپ نے ان کے احوال وکوائف دریافت فرمائے تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہم میں سے ہر شخص کچھ نہ کچھ کام میں مصروف رہا، کسی نے لکڑیاں جمع کیں، کسی نے آگ جلائی، کسی نے کھانا بنایا، کسی نے آٹا گوندھا، کسی نے برتن دھوئے اور کسی نے جانوروں کو چارہ ڈالا لیکن ایک شخص ایسا نیک تھا کہ جب بھی سواری سے اترتا تو مصلیٰ بچھا کر نماز کی نیت باندھ لیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باقی لوگ خدمت خلق میں مصروف تھے، جو نماز کے لئے مصلیٰ بچھا لیتا وہ تو خود غرض تھا، اپنے نامۂ اعمال کو تو بھر رہا تھا لیکن مخلوق کے کام نہیں آیا اور نہ ہی ان کی خدمت سے اپنی آخرت کا توشہ جمع کیا''۔ اسی لئے شیخ سعدی شیرازی نے کہا ہے:

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست

مخلوقِ خدا کی خدمت کے بغیر دین نہیں ہے۔ یہ کہہ کر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: میں بھی آپ میں سے ہی ہوں، سفر میں سب برابر ہوتے ہیں، میری ذمہ داری بھی ہے کہ مجھ سے جو بھی ممکن ہو اُس میں آپ لوگوں کا ہاتھ بٹاؤں۔

پہلے دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں

دہلی سے فلائٹ مدینہ منورہ کی تھی، پہلے دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے، ہوٹل میں سامان رکھا، کچھ آرام کیا، تیاری کی اور مسجد نبویؐ میں عصر کی نماز ادا کی، مغرب تک قرآن کریم اور درودِ پاک کے ورد میں مشغول رہے، بعدِ مغرب نمونۂ سلف حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی قاسمی مدظلہ العالی اور عاشقِ رسولؐ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ گیٹ نمبر بائیس پر ملاقات کے لئے تشریف لے آئے، صحن ہی میں مفتی صاحب نے چائے اور ناشتہ کا اہتمام کیا، احباب میں سے کسی نے چائے پینے سے انکار کیا تو حبیب الامتؒ نے فرمایا: یہ مدینۃ الرسولؐ کی چائے ہے، حرم کی پاک فضا سے یہ وضو کر کے آئی ہے، اس دروازے سے کوئی محروم نہیں لوٹا، چائے لے لیں۔ سبحان اللہ! کیا محبت تھی، کیا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

روضۂ اقدس پر حاضری

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرا دن تھا لیکن روضۂ اطہر پر حاضری نہ دی، احباب عرض کرتے: حضرت! روضہ پر سلام پیش کرنے چلتے ہیں۔تو فرماتے: جی بالکل! آپ ہو آئیں، میں بعد میں جاؤں گا۔ دوسرے دن نمازِ ظہر کے بعد صاحبزادے نے عرض کیا: روضۂ اقدس پر حاضری نہیں ہوئی، آج دوسرا دن ہے؟ بہت دیر خاموش رہے، پھر نظریں جھکائے جھکائے آہستہ سے فرمایا: کس منہ سے حاضری دوں؟ اگر سوال ہو گیا تو کیا جواب دوں گا؟ سچ کہا تھا غالب نے ''شرم تم کو مگر نہیں آتی''، لیکن چلو چلتے ہیں، غلام کا کام حاضر ہونا ہے۔ اللہ اکبر!

قاری محمد ریحان قاسمی اور حکیم محمد عثمان حبان وہیل چیئر پر لے کر چلے، راستے میں درود شریف پڑھتے رہے، آنکھیں نم تھیں، روضۂ اقدس پر پہنچ کر کھڑے رہنے کا اشارہ کیا، آہستہ آہستہ صلوٰۃ و سلام پیش کیا، پھر درود شریف کا ورد کرنے لگے، آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔ پولیس اور نگہبان اپنے فرائض انجام دے رہے تھے، نہ جانے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے متاثر تھے یا کوئی اور بات تھی کہ پانچ منٹ گزرنے کے باوجود انہوں نے نہیں ٹوکا، پھر خود حبیب الامتؒ نے چلنے کا اشارہ کیا تو دونوں صاحبان وہیل چیئر کو باہر لے آئے۔ باہر نکل کر بہت دیر تک دامن سے آنسو جذب فرماتے رہے، زبان پر بس یہی چند الفاظ تھے: ''سبحان اللہ! کیا دربار ہے، اللہ اکبر! کیا جاہ و حشم ہے، کیا رعب و دبدبہ ہے، کیا نورانیت ہے، سبحان اللہ! کیا رونق ہے، یوں گمان ہوتا ہے کہ جنت زمین پر اُتر آئی ہے، جنت کا سکون اور اطمینانِ قلب اگر کہیں ہے تو وہ روضۂ اطہر کے اطراف ہے، لاکھوں درود و سلام ہوں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر''۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جذبۂ الفت و محبت میں ڈوبے الفاظ اور کیفیت دیکھ کر احباب بھی اشکبار ہو گئے۔

مدینہ کا دسترخوان نبی کریم ﷺ کا دسترخوان ہے

آٹھ دن کے قیام میں پانچوں وقت کی نمازیں مسجد نبوی میں ادا فرماتے، بعد مغرب مفتی عاشق الٰہی صاحب یا مولانا عبدالرحمٰن صاحب ناشتہ لے آتے۔ صحن نبوی میں بیٹھ کر بہت سے علمائے کرام

سے ملاقاتیں رہیں، احباب کو بہت سی قیمتی اور علمی گفتگو سننے کا موقع ملا۔ اس دوران حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ نے کئی پرتکلف ضیافتوں کا اہتمام کیا، کبھی کبھی گھر لے جاتے اور اکثر بہت سا کھانا تیار کرا کر مسجد میں لے آتے، مدینہ منورہ کی انمول کھجوریں جو صحابۂ کرامؓ کے باغات کی تھیں بار بار لا کر پیش کیں۔ حبیب الامتؒ فرماتے: آپ حضرات اتنی مقدار میں نہ لائیں، مجھے شرمندگی ہوتی ہے، میں تبرک سمجھ کر کھاتا ہوں، یہاں کا ہر دسترخوان نبی کریم ﷺ کا دسترخوان ہے اور یہاں کے میزبان رسول اللہ ﷺ کے قریب ترین لوگ ہیں۔

اس مرتبہ مسجد نبویؐ سے باہر جانے کا دل نہیں ہے

حرمِ نبوی میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا وقت یا تو قرآن کریم کی تلاوت میں صرف ہوتا یا درود شریف کے ورد میں، یا پھر علمائے کرام و دیگر مریدین ومتوسلین اور محبین کے درمیان۔ اگر کچھ وقت ملتا تو وطن عزیز میں موجود تمام اعزا واقارب، دوست واحباب اور اہل خانہ کی خیر وعافیت دریافت فرماتے، ان کی ضروریات معلوم کرتے اور روضۂ اقدس پر پابندی سے بعد عشا یا بعد فجر حاضر ہو کر سلام پیش فرماتے۔

اس درمیان زیارات کے لئے احباب نے جانا چاہا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ ضرور جائیں اور دیکھ کر آئیں کہ رسول اللہ ﷺ کا شہر کیسا ہے، یہاں موجود نشانیاں اور باقیات کی لازمی زیارت کریں، اس سے آپ کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی محبت مزید گہری ہوگی۔ مسجد قبا، مسجد قبلتین اور دیگر مساجد جہاں موقع ملے نفل نماز ضرور ادا کریں تاکہ روزِ قیامت یہ مساجد آپ کی نماز کی گواہی دے سکیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ہمراہ چلنے کی خواہش کی تو فرمایا: میں تو بے شمار مرتبہ یہ جگہیں دیکھ چکا ہوں، اس مرتبہ مسجد نبویؐ سے دور جانے کو دل نہیں چاہتا، آپ مجھے مسجد میں چھوڑ کر زیارت کے لئے چلے جائیں۔

مدینہ کی بلی بھی عاشقِ رسول ﷺ نکلی

ایک دن تمام احباب مسجد کے صحن میں بائیس نمبر گیٹ کے سامنے بیٹھے ہم کلام تھے کہ حضرت حبیب الامت رحمہ اللہ نے ارشادفرمایا: مدینہ آنے کے بعد جانے کا دل نہیں چاہتا، ہر ہر مومن و مسلمان کے دل کی آرزو یہی ہوتی ہے، یہ تو انسانوں کی بات ہے، جانور بھی رسول اللہ ﷺ کے شہر سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی صاحبِ ایمان کیا کرتے ہیں۔ مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے جو میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا وہ یہ کہ ''ہندوستان سے ایک شخص حج کے لئے سعودی عرب آیا، ارکانِ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آگیا، جس جگہ قیام تھا ایک دن اتفاقاً وہاں ایک بھوکی بلی آگئی، انہوں نے کچھ گوشت کے ٹکڑے ڈال دیے۔ اگلے دن اسی وقت وہ بلی پھر آگئی تو انہوں نے پھر کچھ کھانے کو ڈال دیا، دو چار دن جب اسی طرح گزرے تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ روزانہ گوشت خرید کر بلی کو کھلایا جائے، آخر یہ بلی بھی تو مدینہ منورہ کی بلی ہے۔ چنانچہ روزانہ گوشت خریدتے اور بلی کے لئے رکھ دیتے، وہ وقتِ مقررہ پر آتی اور انتہائی اطمینان و سکون اور صفائی کے ساتھ گوشت کھاتی اور چلی جاتی۔ ایک دن اس شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ بلی مجھ سے کس قدر مانوس ہوگئی ہے، دیکھنے میں بھی نہایت خوبصورت ہے، جاتے ہوئے اسے کیوں نہ اپنے ہمراہ ہندوستان لے جاؤں؟ اور پھر دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ جاتے وقت بلی کو ضرور ہمراہ لے جانا ہے۔ جس دن یہ نیت کی اسی دن سے بلی نے آنا چھوڑ دیا، دو دن اسی طرح گزر گئے، رات کو خواب میں نبی رحمت ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم ہمارے شہر کی ایک بلی کو اس کی مرضی کے بغیر اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو، حالانکہ وہ ہماری محبت میں مدینہ سے جانا نہیں چاہتی، خبردار اگر ایسی کوئی حرکت کی''۔ آنکھ کھلی تو حیران و پریشان رہ گئے، جلدی جلدی رختِ سفر تیار کیا اور آخری مرتبہ صلوٰۃ و سلام کے لئے روضۃ الرسول ﷺ پر حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی بلی نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی جالیوں پر اپنے پنجے مسل رہی ہے، گردن کو بار بار زمین پر رگڑ رہی ہے، ہلکی ہلکی آواز نکال رہی ہے۔ دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا کہ بلی نبی پاک ﷺ سے کچھ فریاد کررہی ہے۔ اس شخص نے یہ

حیرت انگیز منظر دیکھا تو خیال آیا کہ یہ بلی دو دن سے روضہ اقدس پر میری شکایت اور اپنی فریاد پیش کررہی ہے، چنانچہ دل میں توبہ کی کہ کسی مدینہ کے رہنے والے کو ہرگز مدینہ چھوڑنے پر مجبور نہیں کروں گا۔ ابھی یہ دل میں ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ بلی روضہ کی جالیوں کو چومتے ہوئے (گویا پیار کررہی ہے) واپس چلی گئی۔ پھر یہ شخص مدینہ سے واپس چلا گیا''۔

نبی کریم ﷺ سے مدینہ کے کم سن بچے کی محبت

یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت حبیب الامت رحمہ اللہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، کچھ دیر توقف کے بعد ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! کیا محبت والفت ہے جانوروں کو بھی رسول اللہ ﷺ سے۔ ایک واقعہ آپ حضرات نے اکابر علمائے کرام کی کتب میں پڑھا ہوگا بعینہٖ ایسا ہی واقعہ میرے شیخ نے مجھے سنایا تھا جوان کے ساتھ پیش آیا وہ یہ کہ میرے شیخِ اول پیر کامل حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی نور اللہ مرقدہٗ جب حج کے لئے تشریف لائے تو اس زمانہ میں ہوائی جہاز شروع نہیں ہوئے تھے، لوگ پانی کے جہاز سے سفر کیا کرتے تھے، مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو جس مکان میں قیام تھا اس کی مالکن ایک بیوہ عرب خاتون تھیں جن کا ایک سات سالہ بیٹا تھا جو گھر کے اندر سے ہمیں کھانا وغیرہ لاکر دیا کرتا تھا، اس زمانہ میں یہ ہوٹل نہیں تھے، لوگ پین گیسٹ کے طور پر اپنے یہاں ٹھہرا لیا کرتے تھے۔ چند ہفتوں میں اس بچے سے انسیت پیدا ہوگئی۔ شیخ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے پردہ کی آڑ سے اس کی والدہ سے کہا کہ آپ بچے کو ہمارے ساتھ ہندوستان بھیج دیں، ہم اسے تعلیم دِلائیں گے، بہترین لباس پہنائیں گے، طبیعت کا خیال رکھیں گے، جب یہ بڑا ہوجائے گا تو واپس مدینہ بلا لینا۔ بیوہ خاتون کو بچہ کا مستقبل سنورتا نظر آیا تو فوراً ہامی بھرلی، بچہ بھی جانے کے لئے تیار ہوگیا، آخری مرتبہ صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضری ہوئی تو وہ عرب بچہ بھی روضہ پر سلام عرض کرنے ہمارے ہمراہ گیا، الوداعی سلام کے بعد جب باہر نکلے اور سامان اٹھانا چاہا تو بچے نے اچانک ایک عجیب وغریب سوال کیا کہ مجھے بتائیں کیا ہندوستان میں بھی رسول اللہ ﷺ کی قبرِ مبارک ہے؟ بچے کے اس سوال پر ہم مبہوت رہ گئے، ہم نے کہا: نہیں! اگر ہندوستان میں روضۃ الرسول ﷺ ہوتا تو ہم کیوں عرب آتے؟ بچے

نے اپنے کپڑوں کی چھوٹی سی گٹھڑی پھینک دی اور کہا: جب وہاں قبر مبارک نہیں ہے تو میں مدینہ چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا، مجھے نہ اچھے کپڑے چاہئیں، نہ مجھے اچھے کھانے چاہئیں اور نہ ہی مجھے تعلیم کی ضرورت ہے، روضہ سے الگ ہوکر مجھے کوئی چیز منظور نہیں۔ یہ کہہ کر وہ زار وقطار رونے لگا۔ حضرت اجان نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ ہم بھی رونے لگے، ہم نے کہا کہ چند سال رہ جانا لیکن وہ تیار نہ ہوا اور ہم اسے اس کی کسمپرسی کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں چھوڑ آئے، ہم سے جو ہوا ہم نے دیا، لیکن ہم ہندوستان میں روضہ اقدس تو نہیں دے سکتے تھے۔

یہ زخم ہے طیبہ کا یہ سب کو نہیں ملتا
کوشش نہ کرے کوئی اِس زخم کو سینے کی

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اس انداز سے یہ واقعہ سنایا کہ ہر شخص آبدیدہ ہوگیا۔ قربان جائیے اہل مدینہ پر کہ ان کے بچوں کے دلوں میں بھی محبتِ رسول ﷺ اس طرح رچی بسی ہے۔

عشقِ نبی ﷺ کی انتہاء

آٹھ دن کے قیام کے بعد مکہ مکرمہ کے لئے روانگی کی تیاری کی، عشا کی نماز کے بعد مدینہ منورہ میں مقیم تمام احباب اور علمائے کرام جو حضرت ؒ سے محبت والفت رکھتے تھے، مسجد نبوی کے صحن میں ملاقات کے لئے آئے، سبھی سے انتہائی خلوص کے ساتھ مصافحہ اور معانقہ فرمایا، مفتی عاشق الٰہی صاحب، مولانا عبد الرحمٰن صاحب قاسمی، مولانا عبد العزیز صاحب قاسمی، مولانا کلیم اللہ صاحب قاسمی، عالیجناب جاوید خان صاحب، عالیجناب محمد اقبال صاحب وغیرہ نے آخری ملاقات کی، جب یہ تمام حضرات چلے گئے تو حبیب الامت ؒ قبر اطہر پر حاضری کے لئے تشریف لے گئے، باہر نکلے تو زار وقطار آنسو رواں تھے، صاحبزادے سے فرمایا: عثمان! ایسی جگہ لے چلو جہاں سے گنبد خضرا کی زیارت ہوتی رہے۔ حکیم عثمان اور قاری ریحان دونوں وہیل چیئر قبلہ کی جانب گیٹ نمبر پانچ چھ کے قریب چھتریوں سے باہر لے گئے۔ اپنا رخ روضہ کی طرف کر کے نصف گھنٹے سے زیادہ درود شریف پڑھتے رہے، آنکھوں سے اشک بہاتے رہے، پھر فرمایا: کیا آپ لوگوں نے بھی اس بارے میں کچھ پڑھا

ہے کہ اگر کوئی شخص مدینہ میں تدفین کی آرزو کرے لیکن اس کا انتقال کہیں اور ہو تو کیا اسے منتقل کر دیا جاتا ہے؟ صاحبزادہ حکیم محمد عثمان حبان قاسمی نے عرض کیا: اس بارے میں کوئی واضح حدیث تو موجود نہیں ہے البتہ اکابر علما کے چند اقوال ہیں اور وہ اس بات کے قائل ہیں کہ ان کے اجسام منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: میرے ذہن میں بھی یہی بات ہے۔ پھر قاری ریحان صاحب قاسمی سے فرمایا: آپ چند اشعار نعت کے سنا دیں۔ انہوں نے تعمیل حکم میں دو تین نعتیہ اشعار پڑھے لیکن فراقِ شہرِ رسول ﷺ اور سوزِ جگر کی وجہ سے آگے نہ پڑھ سکے، آواز بھرا گئی۔ پھر صاحبزادے کو اشارہ فرمایا، انہوں نے مدینہ حاضری پر ایک نعت کہی تھی اجازت لے کر اس کے ایک دو اشعار سنائے پھر مقطع سنایا:

بس اتنی سی خواہش ہے مدینہ آکے اے دلدار
دفن تو ہوں وطن اپنے، اٹھیں لیکن مدینہ میں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلکنے لگے، فرمایا: بے شک، بے شک، اللھم آمین، اللھم آمین، سچ کہا ہے، حق ہے۔ اللہ اکبر! حبیب الامت ؒ کا کیا عشق تھا، کیا الفت ومحبت تھی! مسجد خالی ہوگئی تھی، دور دور تک خال خال کوئی فرد نظر آرہا تھا تو چلنے کا اشارہ کیا۔ وہیل چیئر لے کر مسجد سے ابھی باہر بھی نہیں آئے تھے کہ انتہائی حسرت ویاس کے ساتھ ارشاد فرمایا: ''ایسا لگتا ہے کہ یہ سفر آخری ہے، آئندہ آنا نہیں ہوگا''۔ قاری ریحان نے عرض کیا: حضرت! آپ ایسے کیوں فرما رہے ہیں؟ فرمایا: حالات نہیں ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ دوبارہ آمد ہوگی۔

حلال وحرام پر گہری نگاہ اور حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

ہوٹل آنے کے بعد کھانے سے فارغ ہوئے، کچھ دیر آرام کیا، پھر بیدار ہوکر تہجد ادا کی اور سامان باندھنے کا حکم فرمایا۔ اتنے میں خدمت پر مامور ہوٹل کے ملازمین آئے اور انہوں نے معلوم کیا کہ کیا آپ لوگ جا رہے ہیں، بتایا گیا کہ جی ہاں کچھ دیر بعد ہم ہوٹل خالی کر رہے ہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آواز سنی تو فرمایا: ان لوگوں نے ہماری بڑی خدمت کی ہے، یہ رقم لو اور انہیں تقسیم کر دو، یہ ان کا حق ہے۔ ایک ملازم نے قاری ریحان صاحب کو ٹشو پیپر اور دیگر سامان دیتے

ہوئے کہا کہ آپ رکھ لیں، سفر میں آپ کے کام آئے گا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو اندر سے ہی آواز دے کر بلایا کہ کیا بات ہورہی ہے؟ عرض کیا: حضرت! ملازم ہینڈ واش، صابن، ٹشو پیپر وغیرہ دے رہا ہے کہ ضرورت پڑے گی رکھ لیں۔ قربان جایئے حبیب الامتؒ کے تقوی اور باریک بینی پر، فرمایا: جو چیز وہ دے رہا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہے اور جو آپ لوگ لے رہے ہیں اس کی آپ نے قیمت ادا نہیں کی ہے، ہمارا قیام جب تک ہوٹل میں تھا اس وقت تک ان چیزوں کے استعمال کی ہمیں اجازت تھی اور یہ ہمارے لئے ہوٹل کے کرایہ میں شامل تھیں تو اس لئے حلال تھیں، جب ہم ہوٹل سے رخصت ہوجائیں گے تو اب ان چیزوں کے استعمال کی شرعاً ہمیں اجازت نہیں ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا؟ ''لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ'' جس میں امانتداری نہیں اس کا دین نہیں۔ لہٰذا وہ سب واپس کردو اور اس ملازم کو اندر بلاؤ۔ ملازم اندر آیا تو نہایت محبت کے ساتھ اسے سمجھایا کہ جس چیز کے آپ مالک نہیں اس میں بلا اجازت تصرف کرنا جائز نہیں ہے، پھر مزید رقم بطورِ ہدیہ دی اور فرمایا: آپ میرے نبیؐ کے شہر میں مقیم ہیں اور نبیؐ کے مہمانوں کی خدمت پر مامور ہیں، مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کی خدمت کرنے سے محروم رہوں۔

احرام اور عمرہ کا مقصد

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ رفقا نے ایک پندرہ سیٹر گاڑی کے ذریعہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوکر عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ کا قصد کیا، مدینہ سے نکلنے سے قبل غسل کیا اور احرام کی چادریں باہر رکھ لیں اور مسجد ذوالحلیفۃ پہنچ کر احرام باندھا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے احرام کی جملہ پابندیاں بیان فرمائیں، عمرہ کی نیت اور تکبیرات کہلوائیں، بعدہٗ آپؒ نے ارشاد فرمایا: احرام پہن کر مومن و مسلمان تمام لوازماتِ دنیا سے محروم ہوجاتا ہے، دو سفید چادروں میں جو کفن کے مشابہ ہیں گویا جیتے جی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی مشق کررہا ہوتا ہے۔ پراگندہ بال، خالی ہاتھ، کھلے پاؤں ''لبیک اللھم لبیک......'' پکارتا ہوا ایک عاشق ومجنوں کی طرح دیوانہ وار بیت اللہ کی طرف دوڑتا ہے۔ یہ سب محض دو چیزوں کو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے باور کرانا چاہتے ہیں کہ اے میرے عاجز بندے! تیری

اوقات میری بندگی کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور میں سب کچھ ہوں لہٰذا تیرا مقصد میری رضا ہونا چاہئے۔ احرام کھلنے کے بعد بھی بس بندہ حقیقی بندہ بن کر رہے اور اس کا مقصد ونگاہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہو تو پھر عمرہ کا مقصد حاصل ہوگیا ورنہ حج وعمرہ لاکھ کرلیں لیکن اللہ کی رضا حاصل نہ ہو تو آنا جانا محنت کرنا سب بیکار ہے، اللہ رب العزت ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

عمرہ کی ادائیگی اور رفقائے کرام کو نصیحت

رات دیر گئے مکہ مکرمہ ہوٹل پہنچ کر عشائیہ سے فارغ ہوئے، تہجد کے وقت تک تھوڑا آرام کیا پھر سیدھے حرمِ مکی میں باب عبدالعزیز سے داخل ہوئے، کعبۃ اللہ پر نگاہ پڑی تو دل کی کیفیت تبدیل ہوگئی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ حسن وجمال کے مرقع خانۂ خدا کو دیکھتے روتے اور دعائیں فرماتے رہے۔ پانچ منٹ کے بعد فرمایا: چلو تکبیرات کہو اور عمرہ شروع کرو، کعبہ کا پہلا حق طواف ہے، چنانچہ فجر سے قبل طوافِ کعبہ نماز اور سعی سے فارغ ہوکر زمزم پیا اور مقامِ ابراہیم کے سامنے بیٹھ کر خوب دعائیں مانگیں، فجر کی نماز بھی وہیں پڑھی، سوئے اتفاق پہلی نماز شیخ سدیس حفظہ اللہ کے پیچھے نصیب ہوئی، سعی کے بعد باہر نکل کر بال اُتروائے، ہوٹل پہنچے تو تھکان سے برا حال تھا، احرام وغسل سے فارغ ہوکر صبح دس بجے تک آرام کیا۔ بیدار ہوکر تمام رفقائے کرام نے ناشتہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کیا، اس دوران گفتگو بھی ہوتی رہی، آپؒ نے فرمایا: دیکھو! حرمِ مدنی کی طرح ہی حرمِ مکی کا احترام لازم ہے، یہاں جس قدر اعمالِ صالحات پر اجر ہے ایسے ہی اعمالِ سیئہ پر پکڑ بھی ہوتی ہے، اگرچہ ہر آدمی بفضلہٖ تعالیٰ نیک وصالح ہے لیکن دورانِ طواف یا حرم آتے جاتے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے، اگر کسی سے بھول ہوجائے اور آپ کو تکلیف پہنچ جائے تو اللہ کے لئے اسے معاف کردیں، اس کا بڑا اجر وثواب ہے، آپ ضیوف الرحمٰن بن کر آئے ہیں، مہمان ہی کی حیثیت سے رہیں اور دیگر مہمانانِ خدا کا خیال رکھیں، شیطان تھوڑی سی بات پر یہاں جلدی جلدی غصہ دِلاتا ہے، اس کے بہکاوے میں نہ آئیں، درگزر احسان اور صبر کا معاملہ رکھیں، اگر ہم یہاں نفس پر قابو نہ پاسکے تو جانے کے بعد کس طرح نفسِ امارہ کے بہکاوے سے بچ سکتے ہیں؟ ایک ضروری گزارش یہ بھی ہے کہ

جس قدر آپ حرم میں خوشی خوشی چاق چوبند رہ سکتے ہیں رہیں، اگر طبیعت اُکتا جائے یا تھکان ہوجائے تو فوراً قیامگاہ پر آجائیں، بے دلی کے ساتھ حرم میں رہنا یا ٹائم پاس کرنا بے ادبی ہے، اس بات کا پورا خیال رکھیں۔ چنانچہ رفقائے کرام نے تمام باتوں کو ذہن نشیں کرتے ہوئے چند فقہی سوالات بھی کئے جن کے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی بخش جوابات عنایت فرمائے۔

براق باندھنے کی جگہ دعائے خاص

مکہ کے دورانِ قیام عزیز القدر عالیجناب الحاج محمد اقبال صاحب چرتھاولی جو مدینہ منورہ میں رہتے ہیں، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی محبت والفت میں مکہ آگئے اور عرض کیا: حضرت! آپ مدینہ سے تشریف لے گئے تو میں اضطراب میں مبتلا ہوگیا اور آپ کی محبت مجھے کھینچ لائی، عمرہ سے فارغ ہوکر ابھی آیا ہوں۔ چنانچہ حبیب الامتؒ نے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا، الحاج محمد اقبال صاحب کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی انسیت ومحبت تھی، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے دورانِ قیام اکثر ہمراہ رہتے، اس سفر میں بھی بہت سے طواف آپ نے کرائے، اللہ تعالیٰ اقبال صاحب کو خوب خوب صحت وتندرستی عطا فرمائے، دین ودنیا کی تمام ترقیات سے نوازے اور حبیب الامتؒ سے مخلصانہ الفت کی بھرپور جزا عطا فرمائے، آمین!

ایک دن بعدِ طواف سہ دریوں کے قریب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تلاوتِ قرآن کریم میں مصروف تھے، عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت تھا، اتفاقاً حضرت مولانا پی ایم مزمل صاحب رشادی مدظلہ اپنے چند رفقا کے ہمراہ تشریف لے آئے، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت پرتپاک خیر مقدم فرمایا، خیر وعافیت کے بعد حضرت مولانا مزمل صاحب نے عرض کیا: حضرت! میں نے دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں تو چلا آیا کہ یہاں کی بابرکت فضاؤں میں آپ سے دعاؤں کی گزارش پیش کردوں، نہ جانے اللہ تعالیٰ کون سی ساعت کو قبول فرمالیں! حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خوب دعاؤں سے نوازا۔ سوئے اتفاق مولانا مزمل صاحب کی نظر سہ دریوں کے ایک سرخ ستون پر پڑی تو مسکراتے ہوئے عرض کیا: حضرت! آپ بالکل اس مقام کے قریب تشریف فرما ہیں جہاں کے متعلق مقامی علما

فرماتے ہیں کہ یہاں معراج کی رات جبرئیل علیہ السلام نے براق کو باندھا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت جگہ آپ سے ملاقات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں گے۔ حضرت حبیب الامتؒ نے قیام کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا: حضرت! بس اب واپسی ہے اس لئے دوبارہ یہاں ملاقات نہیں ہوسکے گی۔ چنانچہ حبیب الامتؒ نے بہت سی دعاؤں کے ساتھ آپ کو رخصت فرمایا۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا: علمائے کرام کی ملاقات کسی نہ کسی خیر کا باعث ہوتی ہے، مجھے آج معلوم ہوا کہ اس سرخ ستون کی جگہ براق کو باندھا گیا تھا۔ پھر مغرب سے پہلے تقریباً ایک گھنٹہ اپنے تمام اعزا واقارب، دوست و احباب اور خلفائے کرام، مریدین ومتوسلین، محبین ومرحومین اور جتنے بھی جاننے والے تھے سبھی کے لئے نام بنام دعا فرمائی۔ قاری ریحان صاحب نے عرض کیا: حضرت! آج تو دعا بہت طویل ہوگئی ہے؟ فرمایا: جی ہاں! زندگی کا بھروسہ نہیں، آئندہ آنا ہوگا یا نہیں اس لئے میں نے سبھی کے حق میں جو بھی دعا ممکن تھی وہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کردی ہیں، قبول فرمانا اس کا کام ہے۔

ایک فلسطینی عالم کی حبیب الامتؒ سے ملاقات

ایک دن طواف کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مطاف میں صفا کے قریب تشریف فرما تھے کہ ایک فلسطینی عالم دین نے آکر سلام کیا، حبیب الامتؒ نے خیر مقدم کرتے ہوئے جواب دیا، خیر وعافیت اور احوال وکوائف کے بعد بہت سے موضوعات پر دینی گفتگو ہوئی۔ فلسطینی شیخ کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی محبت ہوئی کہ پھر تو روزانہ ہی ملاقات اور گفتگو رہتی، جب تک قیام رہا مختلف علمی نکات زیر بحث رہتے، آخری دن شیخ نے حبیب الامتؒ کی پیشانی اور ہاتھ پر بوسہ دے کر نہایت جذباتی انداز میں کہا: آپ ہندی شیخ ہیں اور ہمیں ہندوستان سے بڑی پرانی نسبت ہے، دار العلوم دیوبند کے دو مفتیان نے فلسطینیوں کو سخت تاکید کی تھی اور فتویٰ بھی دیا تھا کہ اپنی زمینیں یہود کو نہ بیچیں ورنہ نتیجہ تباہ کن ہوگا۔ لیکن فلسطینیوں نے نہ مانی اور آج ہم غلافِ کعبہ پکڑ کر رو رہے ہیں کہ الٰہی ارضِ مقدس کو ان کے استبداد سے آزاد فرما۔ مگر دعا کی قبولیت مؤخر کردی گئی تا کہ ہمارے کئے کی سزا ہمیں ملے۔ اے کاش! ہم اس وقت ہندی علما کے فتاوے پر عمل کرلیتے تو پریشانیوں کے یہ دن

نصیب نہ ہوتے۔ حبیب الامتؒ نے تسلی دی اور فرمایا: یہ دن امتحان کے ہیں، آج دنیا کا ہر گوشہ مسلمانوں کے لئے امتحان گاہ بنا ہوا ہے، فلسطین مسلمانوں کا دل ہے، رسول اللہ ﷺ کی نشانی ہے، زمانہ کی بے چینی بتا رہی ہے کہ وقت قریب ہے، ان شاء اللہ العزیز جلد از جلد ان دشمنانِ دیں کو منھ کی کھانی پڑے گی اور مقدس سرزمین پر آزادی کے ساتھ فرزندانِ اسلام توحید کا علم لہرائیں گے۔ شیخ نے نم آنکھوں کے ساتھ حبیب الامتؒ سے دعا کی درخواست کی اور رخصت چاہی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کی خدمت میں کچھ تحفہ پیش کیا اور الوداع کہا۔

حضرت مولانا شمشاد صاحبؒ اور الحاج وہاج الدین صاحب

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جہاں دیگر علمائے کرام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے آتے وہیں عالیجناب الحاج وہاج الدین صاحب مدظلہ جدہ بھی نہایت خلوص ومحبت کے ساتھ کبھی مدینہ تو کبھی مکہ مکرمہ ملنے کے لئے آجاتے، بارہا منع کرنے کے باوجود وافر مقدار میں کھجوریں فروٹ اور کھانے پینے کی چیزیں لاکر رکھ جاتے، گھنٹوں بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی۔ الحاج وہاج الدین صاحب مدظلہ جدہ کے بڑے تاجرین میں سے ہیں، علما نواز ہیں، حضرت حبیب الامتؒ بھی آپ سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے، کوئی سفر ایسا نہ ہوتا جس میں وہاج الدین صاحب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دولت کدہ پر نہ لے جاتے ہوں۔

اسی طرح محبّ العلماء حضرت مولانا شمشاد صاحب قاسمی نور اللہ مرقدہٗ بار بار مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ مع اہل وعیال تشریف لاتے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی جب بھی عمرہ کے لئے آمد ہوتی تو جدہ ضرور مدعو فرماتے اور ایک یا دو دن قیام کراتے، مولانا مرحوم ہند و پاک اور دیگر ممالک کے علمائے کرام سے بہت زیادہ انسیت ومحبت رکھنے والے تھے، دارالعلوم دیوبند اور مسلک دیوبند کے حقیقی ترجمان تھے۔ حبیب الامتؒ کے اس آخری سفر میں حضرت مولانا شمشاد صاحبؒ کے متعدد فون آئے اور کہا: میں سعودی عرب سے باہر آیا ہوا ہوں، بچے ہیں وہ آپ کو لینے آجائیں گے، لیکن آپؒ نے منع کرتے ہوئے فرمایا: اس بار رہنے دیں، پہلے آپ تشریف لے آئیں، اگر زندگی نے وفا کی اور

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس وقت ملاقات ہوجائے گی۔ عمرہ سے واپسی پر کبھی حضرت مولانا شمشاد صاحب قاسمیؒ اور کبھی الحاج وہاج الدین صاحب کے یہاں ایک رات قیام ضرور ہوتا یا کم از کم ظہرانہ یا عشائیہ کے بعد ہی یہ حضرات جدہ سے ہندوستان واپس جانے دیتے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی علما نوازی اور خلوص ومحبت کو قبول فرمائے، آمین!

حرمِ کعبہ میں حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی آخری دعا

بیس دنوں کے قیام کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام رفقائے کرام کے ہمراہ الوداعی طواف کیا، نماز اور سعی سے فارغ ہوکر زمزم پیا، پھر مقامِ ابراہیم کے قریب کھڑے ہوکر پندرہ منٹ تک جہری دعا کی اور پندرہ منٹ کے قریب ہی سری دعا کی۔ اشکبار آنکھوں کے ساتھ کعبۃ اللہ کا آخری دیدار کیا اور چلنے کا اشارہ فرمایا، جب مقامِ چاہِ زمزم کے قریب پہنچے تو فرمایا: قاری صاحب! ذرا کعبۃ اللہ کی طرف ایک مرتبہ رخ کر کے تھوڑی دیر کے لئے رُکیں! قاری ریحان صاحب نے وہیل چیئر روک کر قبلہ رخ کر دی تو دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے فرمایا: اے اللہ! میرے جملہ اہل وعیال، میری نسلوں اور میرے محبین ومحسنین وبہی خواہان اور تمام وابستگان کو آپ اپنے اس مقدس گھر کی زیارت کا شرف ضرور عطا فرمائیں! پھر آمین کہا اور قیام گاہ پر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی عالیجناب الحاج وہاج الدین صاحب مدظلہ تشریف لے آئے، چونکہ واپسی جدہ سے تھی اس لئے وہاج الدین صاحب نے اپنے دولت کدہ پر چلنے کے لئے کہا، چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قافلہ مکہ مکرمہ سے جدہ کے لئے روانہ ہوگیا، عشائیہ وہاج الدین صاحب کے مکان پر رہا جہاں پہلے سے ہی بہت سے علمائے کرام ومعززین عظام حبیب الامتؒ کے منتظر تھے، بہت سے موضوعات پر علمی گفتگو ہوئی، مولانا شمشاد صاحبؒ کے دو صاحبزادگان عطر لے کر آگئے اور عرض کیا: پھوپا جان! آپ تشریف نہیں لائے تو ہم حاضر ہوگئے تاکہ ملاقات کا شرف حاصل ہوجائے، والد صاحب نے یہ تحائف آپ کی خدمت میں ارسال کئے ہیں۔ بعد فجر وہاج الدین صاحب ایئرپورٹ چھوڑنے کے لئے آئے اور بورڈنگ دلوا کر الوداع کہا، رخصت ہوتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی دعاؤں سے نوازا اور یوں یہ قافلہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں عمرہ سے واپس ہوا۔

چھٹمل پور کا اصلاحی سفر

مدارس ومکاتب ملک وملت کا سرمایہ ہیں

مورخہ ۱۹/اپریل ۲۰۱۷ء بروز چہارشنبہ بعد نمازِ عشا جامعہ دارالعلوم محمودیہ متھانہ چھٹمل پور ضلع سہارنپور کا عظیم الشان اجلاسِ عام بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا، جس میں اطراف و اکناف کے بہت سے علمائے کرام وعمائدین شہر نے شرکت کی۔ مہتمم مدرسہ عالیجناب حافظ قاری محمد مسعود محمود صاحب مدظلہ کی خصوصی دعوت پر شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم نے شرکت فرمائی۔ طلبا وطالبات نے اپنا علمی مظاہرہ پیش کیا۔ علمائے کرام کے قیمتی خطابات ہوئے، شعرائے کرام نے نعتیہ کلام اور نذرانۂ عقیدت بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ آخر میں حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کا کلیدی خطاب ہوا۔ آپ حفظہ اللہ نے شہریان خصوصاً فارغ شدہ طلبا کے والدین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ مدارس ومکاتب آج ملک وملت کا سرمایہ ہیں، ان کی قدر کرنی چاہئے، آپ کے اس چھوٹے سے علاقہ میں اتنی بڑی جگہ پر دارالعلوم محمودیہ نامی یہ ادارہ اللہ تعالیٰ کی بڑی دین ہے، یقیناً آج یہ چھوٹا ہے مگر ان شاء اللہ تعالیٰ یہی آگے چل کر ایک بڑا ادارہ بنے گا۔ جہاں تک مدرسہ کی ذمہ داری ہے بحمد اللہ بانی ومہتمم اور اساتذہ کرام بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، لیکن اہل قریہ کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں جن کی ادائیگی بستی والوں پر ضروری ہے، میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ہم سبھی کے لئے ذریعۂ فلاح اور ذریعۂ آخرت بنائے، آمین۔

حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم نے بانی ومہتمم عالیجناب حافظ قاری محمد مسعود صاحب مدظلہ اور آپ کے دیگر رفقائے کرام کو جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور حسنِ انتظام کو سراہتے ہوئے مفید

مشوروں سے نوازا۔ دیررات حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم کی دعا پر جلسہ اختتام پزیر ہوا۔ اس موقع پر حضرت الحاج محمود الحسن صاحبؒ خلیفہ ومجاز حضرت نانکوی، حضرت مولانا ظہیر احمد قاسمی بانی ومہتمم عربی مدرسہ البقاء مظفرنگر، حافظ محمد سلمان چھٹمل پوری، مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی بنگلور، حضرت مولانا مفتی سید احمد قاسمی میرٹھ، قاری محمد اسرار صاحب جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، مولانا محمد ناظم قاسمی، مولانا ابرار احمد قاسمی مسجد فتح پوری دہلی، مولانا محمد آصف، حافظ قاری رشید احمد، مولوی محمد خورشید انور حبانی، حافظ محمد نعمان کے علاوہ پچاس سے زائد علمائے کرام شریک جلسہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو تا قیامِ قیامت جاری وساری رکھے، آمین!

تین چیزوں کا نام مدرسہ ہے

مورخہ ۲۰/اپریل ۲۰۱۷ء بروز جمعرات حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم نے مولانا قاری محمد شاہد صاحب اور حافظ محمد سلمان صاحب کے بےحد اصرار پر جامعہ اسلامیہ محمدیہ فتح کالونی فتح پور چھٹمل پور ضلع سہارنپور کا معائنہ فرمایا۔ اساتذہ کرام کی تعلیمی کارکردگی اور طلبائے عزیز کی دلچسپی اور شوق وذوق کو سراہتے ہوئے قیمتی اور مفید باتیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: مدرسہ تین لوگوں سے وجود میں آتا ہے، ایک تو ذمہ داران، دوسرے اساتذہ کرام اور تیسرے طلبائے عزیز۔ ان تینوں کا اپنا اپنا مقام ومرتبہ ہے، ذمہ داریاں بھی الگ الگ ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دے تو ہی مدرسہ نمایاں اور کارکردگی نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔ بعض مرتبہ ذمہ داران اپنی خدمات صحیح طور پر ادا کرتے ہیں لیکن اساتذہ کی کوتاہیوں سے طلبائے عزیز کو صحیح استفادہ کا موقع نہیں ملتا، بعض مرتبہ اساتذہ کی پوری لگن محنت ودلچسپی کے باوجود طلبہ کی لاپرواہی کی بدولت کچھ خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے تینوں کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے کام کی انجام دہی پوری جدوجہد اور اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ ادا کرنی چاہئے۔ جب ذمہ داریاں صحیح طریقہ پر ادا ہوں گی تو اس کا نتیجہ اور ثمرہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں کیا انعام ہوگا اس کا ذکر قرآنِ کریم نے یوں کیا ہے: ''وَالَّذِیْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ'' اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت

کرنے والے ہیں۔ پھر آگے کہا گیا: ''أُولٰئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ'' ایسے ہی لوگ (جنتی) باغات میں مکرم ومعزز ہوں گے۔

اس موقع پر مدرسہ کے لئے نئی اور کشادہ جگہ کی خریداری پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے ہوئے حافظ محمد سلمان صاحب ودیگر رفقائے کرام کو مبارکباد پیش فرمائی۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ محمد سلمان صاحب کی خواہش پر خریدی گئی اراضی کا جائزہ لیا اور مدرسہ کی عمارت کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے کہنے پر ان کے دولت کدہ کو اپنی تشریف آوری سے رونق بخشی، نیز مولانا کے اہل خانہ اور بچیوں کے لئے خصوصی دعائے خیر فرمائی۔ اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آپ کے صاحبزادے مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور مولوی محمد خورشید انور حبانی اور کئی علمائے کرام رہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو خوب ترقیات سے نوازے اور دین مستقیم کی ترویج واشاعت کے لئے قبول فرمائے، آمین!

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دو اہم کتابیں

تفسیری خطباتِ حبان اور حب النبی ﷺ کی رسم اجرا

۸/ جون ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بعد نمازِ عشا سمینار ہال دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنہلی بنگلور میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابوں کی ''رسم اجرا'' کے عنوان سے عظیم الشان اجلاس کا انعقاد عمل میں آیا، جلسہ کا آغاز قاری انعام الحق صاحب مدرس جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا، بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا گیا، بعدہٗ ''تفسیری خطباتِ حبان'' اور ''حب النبی ﷺ'' کی تفصیلات پیش کرتے ہوئے مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی نے کہا: مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں نمازِ تراویح کے بعد اصلاحی خطابات کا سلسلہ مسلسل چلا آرہا ہے۔ والد محترم مرشدی ومولائی حضرت حبیب الامت رمضان المبارک میں جو خطاب فرماتے، انہیں ریکارڈ کرکے قلم بند کرلیا جاتا، تقاریر کا یہ مجموعہ باقاعدہ تسلسل قرآن کے تحت تمام آیتوں اور صورتوں کو سمیٹے ہوئے نہیں بلکہ مختلف اور چنندہ آیات کا وہ مجموعہ ہے جسے ترتیب قرآن کے مطابق مقدم ومؤخر کردیا گیا۔ تفسیری خطباتِ حبان میں تفسیر کے علاوہ اشعار کے ساتھ جابجا قرآنی قصص اور اکابر واسلاف کے سبق آموز واقعات بھی ہیں جو ان شاء اللہ پڑھنے والے کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ تفسیر میں حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم گنگوہ، بحر العلوم عاشقِ قرآں حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی مدظلہ المدینۃ المنورۃ، حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی مدظلہ کھجناوری، حضرت مولانا مفتی ظہیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ اور حضرت مولانا قاری محمد علاؤ الدین صاحب قاسمی مدظلہ کی قیمتی آراء اور حوصلہ افزاء کلمات شامل اشاعت ہیں۔

دوسری کتاب ''حب النبی ﷺ'' ہے، جو ''القصدة الرشیدة فی ذکرِ النبیؐ'' کی شرح ہے، جسے والدِ محترم حضرت حبیب الامت کے استاذ مکرم بحر العلوم حضرت مولانا حکیم عبد الرشید محمود المعروف حکیم ننھو میاںؒ نبیرہ امام ربانی حضرت گنگوہیؒ نے زمانہ طالب علمی میں تصنیف فرمایا تھا اور آپ علیہ الرحمہ نے والد بزرگوار کو اپنے ہاتھوں سے یہ کتاب عنایت فرمائی تھی، ایک عرصہ بعد اس کتاب کی اردو شرح حب النبیؐ کے نام سے حضرت حبیب الامت نے تالیف فرما کر شائع کی ہے، نیز اصل متن بھی کتاب کے آخر میں شامل فرما دیا ہے۔

اس موقع پر مفسر قرآن حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کیلئے نازل فرمایا، قرآن فہمی کیلئے تفسیر لازمی ہے، آج ہر زبان میں تفسیر کی سیکڑوں کتابیں مختصر بھی ہیں اور مطول بھی۔ تفسیری خطبات حبان حضرت حبیب الامتؒ کے خطابات کا ایسا مجموعہ ہے جس میں تفسیر کے ساتھ ساتھ مستند واقعات، امثال اور اصلاح کا خیال رکھا گیا ہے۔ موصوف نے حضرت حبیب الامت کی دوسری تالیف حب النبیؐ پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ حضرت حبیب الامتؒ نے ایک سو تین عربی اشعار کی تشریح نہایت سلیس انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمائی ہے۔ افسوس آج ہم میں بہت سے لوگ قصیدہ کی حقیقت سے ہی ناواقف ہیں، جبکہ قصیدہ لکھنے والا سچا عاشق رسول ﷺ ہوتا ہے، حبیب الامت حضرت حکیم صاحب نے القصیدة الرشیدة کی شرح لکھ کر نہ صرف ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے بلکہ خود کو ایک سچا عاشقِ رسول بھی ثابت کر دیا ہے۔ میں آپ کی ان دونوں کتابوں کی اشاعت پر دلی مبارکبادی پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ سابقہ کتب کی طرح ہی انہیں بھی مقبولِ عام وخاص فرمائے، آمین!

تفسیر کی نوعیت ونزاکت پر بیان کرتے ہوئے دورِ جدید کی ضرورت اور مفسر کی ذمہ داری پر حضرت مولانا اطہر صاحب شمسی ڈائرکٹر آئی سی سی نے سیر حاصل گفتگو کی اور کہا: میں نے تفسیری خطبات حبان کو دیکھا تو محسوس کیا کہ الحمد للہ دورِ حاضر کے اسلوب پر عوام الناس کو جس نہج پر حضرت حبیب الامت نے سمجھانے کی کوشش کی ہے ماشاء اللہ اس میں آپ کامیاب ہیں۔ اس موقع پر معروف دینی کالم نگار مفسر حضرت مولانا مفتی اصغر علی صاحب قاسمی خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ

نے بھی خطاب کیا اور تفسیر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ایک قابل ہوتا ہے اور ایک مقبول، قابل ہونا آسان ہے لیکن مقبولیت منجانب اللہ ہوتی ہے، حضرت حبیب الامت کو اللہ نے دونوں چیزیں عطا کی ہیں، آج آپ کی تمام تصانیف بذریعہ انٹرنیٹ سارے عالم میں پڑھی جا رہی ہیں۔

مہمانِ خصوصی حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری مدظلہ خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ خطیب ہمالیہ ڈرگس کمپنی نے اپنی اور اپنے رفقا کی جانب سے تہنیت پیش کرتے ہوئے کہا: حضرت حبیب الامت کی ذاتِ گرامی ہمہ جہت فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے، حدیث ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں، ایک علمِ دین اور دوسرا علمِ طب، بحمد اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں علوم کا حسین مرقع بنایا ہے، ایک طرف خلق خدا طبی علوم وتجربات سے مستفید ہو رہی ہے اور دوسری طرف علم دین کے سوتے آپ کے چشمۂ فیاض سے برابر بہہ رہے ہیں، قابل مبارکباد ہیں آپ اور آپ کے صاحبزادگان کہ ان تفسیری خطبات کے تحریری شکل میں آنے کے بعد آپ کا فیض عام اور تام ہو جائے گا، نیز یہ علمی و دینی جواہر پارے محفوظ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان کو امت میں عام فرمائے، آمین۔

روزنامہ سالار بنگلور کے ایڈیٹر اسجد نواز صاحب نے صاحب تفسیر کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ قرآنی علوم کی خدمت اور قرآن مجید سے وابستگی ہی مومن کی زندگی کا اصل مقصد ہے، جس کی جستجو میں حضرت حبیب الامت اور آپ کے رفقا لگے ہوئے ہیں، یہ دنیا وآخرت کی کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد انوار خان صاحب قاسمی ڈائریکٹر انڈو عرب ملٹی لنگویج دیو بند نے نہایت سہل ودل پذیر خطاب کرتے ہوئے کہا: قصیدہ اور نعت گوئی بہت اونچی چیز ہے، اس پر حضرت حبیب الامت نے جو کام انجام دیا ہے وہ اپنی افادیت آپ ہے، جن اشعار کو سمجھنا مشکل تھا حبیب الامتؒ نے ان کی تشریح فرما کر عوام وخواص کو ایک گراں قدر تحفہ عنایت فرمایا ہے۔

مفتی صاحب نے حضرت حبیب الامتؒ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ مجھے یہاں آنے کے بعد علم ہوا ہے کہ ماشاء اللہ آپ کی ڈیڑھ سو سے زائد تصانیف منظر عام پر آ چکی ہیں، حضرت حبیب الامتؒ پر یہ اللہ رب العالمین کا خاص فضل ہے۔

حضرت مولانا سعید احمد صاحب کشمیری مدظلہ نے سامعین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ حضرت تھانوی کا تعلق مظفرنگر سے ہے اور حضرت حبیب الامتؒ بھی مظفرنگر سے تعلق رکھتے ہیں، روحانی اور مادی دونوں نسبت وتعلق آپ کو حاصل ہے، میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اللہ نے حضرت تھانوی سے کام لیا ہے، آج وہی کام اس سرزمین سے تعلق رکھنے والے حضرت حبیب الامت جو ہمارے شہر گلستاں بنگلور کی معروف ومقبول شخصیت ہیں سے لے رہا ہے۔ آپ ایک جانب جسمانی طبیب ہیں تو وہیں ہم جیسے بیماروں کیلئے روحانی طبیب بھی ہیں، حکیم صاحب نے جس کتاب کی شرح لکھی ہے اس کے مؤلف حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود کو میں نے ایک مرتبہ دیوبند میں سنا، جس میں سیکڑوں کی تعداد میں علما اور اکابر موجود تھے۔ درمیانِ تقریر طلبا اور عمائدین نے مطالبہ شروع کیا کہ حضرت والا کی تقریر کا آسان اردو ترجمہ کیا جائے، چونکہ حضرت کبھی عربی کبھی فارسی اور دقیق اردو کی عبارات تسلسل کے ساتھ پڑھتے جارہے تھے۔ جلسہ کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوا تو طلبا سے حضرت نے معلوم کیا کہ آپ نے حکیم صاحب کی تقریر سنی تو کیا سمجھے؟ طلبا نے کہا تقریر تو سنی ہے لیکن سمجھ نہیں سکے، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا بھائی آپ کیا سمجھو گے ان کی تقریر سمجھنے کے لئے مکمل تشریح کی ضرورت ہے۔ ایسی دقیق عبارت اور گنجینۂ معارف اشعار کا ترجمہ یقیناً ایک بے مثال کارنامہ ہے۔ میں حضرت حبیب الامتؒ کو اس کارنامہ اور تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مقبولِ عام فرمائے، آمین۔ ایڈیٹر صدائے حق استاذ حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ حضرت مفتی محمد ساجد صاحب کھجناوری مدظلہ نے کہا: اللہ نے حضرت حبیب الامتؒ کے اوقات میں بڑی برکت رکھی ہے، میں نے آپ کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا تو بہت مفید پایا، بحمد اللہ آپ کی ہر کتاب مقبول خاص وعام ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تفسیری خطبات حبان اور حب النبیؐ کو بھی اسی طرح شرف قبولیت عطا فرمائیں گے۔

اخیر صاحب تفسیر حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: آپ لوگوں کی حوصلہ افزائی پر میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں، دراصل آج قرآن کریم کو عوام الناس تک پہنچانے کی اشد ضرورت ہے، اسی کی یہ کڑی تفسیری

خطباتِ حبان ایک طالب علمانہ سعی ہے، میری یہ کوشش رہی ہے کہ عام فہم زبان میں قرآن کریم کی تفسیر کو خطبات کے ذریعہ پیش کیا جائے تاکہ کم پڑھے لکھے افراد تک بھی قرآن مجید کی چاشنی و نورانیت اور فیض پہنچ جائے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آنے والے سبھی مندوبین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تفسیری خطبات حبان اور حب النبیؐ کا اجرا فرمایا۔ اس موقع پر جناب نعمت اللہ حمیدی صاحب قاسمی ایڈیٹوریل انچارج روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور، مولانا محمد افسر قاسمی مالک اے آر سرامک بنگلور، مولانا عبداللہ سلمان ریاض قاسمی بنگلور اور قاری محمد افضل ممتاز رحیمی رونق اسٹیج رہے، عمائدین میں قابل ذکر مولانا عرفان قاسمی دہلی، مولانا فہیم قاسمی، صاحبزادہ قاری عتیق الرحمٰن کھتولی، مولانا کرمانی، مولانا محمد یونس نیپال، الحاج حافظ محمد اکرام عرف باباجی، قاضی طارق جلال آباد صحافی روزنامہ اخبارِ مشرق دہلی، مولانا سلیم اللہ قاسمی، مفتی ارشد جمیل رشیدی، حکیم محمد عدنان حبان نوادر، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، ماسٹر اقبال کے علاوہ علمائے کرام کی کثیر تعداد موجود تھی۔ جلسہ رات دیر گئے ڈیڑھ بجے حضرت مولانا شمیم صاحب مظاہری کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ حضرت حبیب الامتؒ نے سبھی شرکائے کرام کو تفسیری خطبات حبان اور حب النبی کے ساتھ قیمتی عطر بطورِ تحفہ پیش کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور مہمانانِ کرام کو رخصت فرمایا۔

✧✧✧

شریکِ حیات کی وفات

اہلیہ صاحبہ حبیب الامتؒ کی علالت

ماہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ صاحبہ کی طبیعت ناساز ہوئی، بار بار بخار آتا اور ختم ہوجاتا، علاج کے باوجود یہ کیفیت ایک ہفتہ تک طاری رہی، رپورٹ کرائی گئی تو اس میں کسی بھی قسم کا وائرل نہیں پایا گیا، ایک دن دورانِ گفتگو اہلیہ محترمہ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا، میری خواہش ہے کہ میرا انتقال آپ کی موجودگی میں ہوجائے تاکہ آپ کی وفات کا صدمہ اور غم مجھے سہنا نہ پڑے اور آپ کے ہوتے ہوئے مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور جاتے ہوئے جھجک بھی محسوس نہیں ہوگی، مجھے اس بات سے اطمینان رہے گا کہ میرے بعد میرے لئے ایصالِ ثواب کا خصوصی اہتمام ہوتا رہے گا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: آج آپ ایسی باتیں کیوں کررہی ہیں، موت تو سبھی کو آنی ہے، رہی بات ایصالِ ثواب کی الحمد للہ ہم نے مل کر اولاد کی ایسی تربیت کی ہے کہ ان شاء اللہ وہ ہمارے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے میں پہنچ جاؤں تاکہ آپ بچوں کے ساتھ مزید وقت رہ سکیں اور ان کی خوشیوں میں شریک رہیں، ابھی بچوں کو آپ کی اور ضرورت ہے۔ لیکن اہلیہ صاحبہ نے عرض کیا: موت زندگی تو اللہ کے اختیار میں ہے بس میری گزارش ہے کہ میرے بعد جب سہولت ہو میرے لئے ایک مسجد تعمیر کرادیں تاکہ اس میں نماز پڑھنے والوں کا ثواب مجھے بھی حاصل ہوتا رہے۔

اہلیہ صاحبہ کی رحلت

۱۱/۱۲/۱۳/ اکتوبر مسلسل تین دن دو دو گھنٹہ کے بعد ہلکا سا بخار آتا اور بغیر دوا کے ہی خود بخود اُتر جاتا۔ کوئی ایسی بیماری بھی نہیں تھی جو تشویش کا باعث ہوتی، حالانکہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بار بار

مزاج اور طبیعت کا معمول فرماتے، ہر بار اہلیہ صاحبہ خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہتیں: آپ پریشان نہ ہوں، کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے آپ متفکر ہوجائیں، آپ اپنے امور کی انجام دہی پر توجہ فرمائیں، میری طبیعت تو ایسی ہی رہتی ہے۔

۱۳/ اکتوبر کی رات میں حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی کی اہلیہ کو قریب بٹھایا اور کہا: میں جو باتیں کہہ رہی ہوں ان کو ذہن نشیں کرلو! چنانچہ بے شمار لوگوں کے نام و پتے بتائے اور کہا: ان لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا، فلاں فلاں خاتون آتی ہیں انہیں کبھی خالی ہاتھ جانے مت دینا، رمضان اور غیر رمضان میں فلاں فلاں کے یہاں یہ یہ چیزیں دی جاتی ہیں، یاد سے پہنچاتے رہنا، رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، میں نے اپنی زندگی اللہ کی رضا اور شوہر کی فرمانبرداری میں صرف کردی، ابتداءً بہت سی تکالیف و پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آخر میں اب اللہ نے بہت آرام و راحت عطا فرمادی، جسم لاغر ہوگیا ہے، میں چاہتی ہوں کہ ہاتھ پاؤں چلتے ہوئے میں آپ لوگوں سے رخصت ہوجاؤں۔ بہو نے سنا تو رونے لگیں اور عرض کیا: امی جان! آپ ایسی باتیں کیوں فرمارہی ہیں، ہم سے کوئی خطا ہوگئی ہے تو معاف فرمادیں۔ کہنے لگیں: بہت سی باتیں کرنی ہیں، فاروق کی اہلیہ دوسرے مکان میں ہے، عدنان کی بیوی ابھی چھوٹی ہے، اس وقت جن باتوں کو میں بیان کررہی ہوں انہیں اچھی طرح یاد کرلو اور میرے بعد ان پر عمل کرنا۔

الغرض بہت سی ضروری باتیں تفصیل کے ساتھ بیان کیں۔ اس درمیان عشا کا وقت آیا تو نماز ادا کی، بعدۂ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مجھے تمام کے مکانات کی فکر ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بہترین رہائشیں عطا فرمائی ہیں، میں چاہتی ہوں کہ تمام بیٹوں اور بیٹیوں کو آنکھ بند ہونے سے پہلے الگ الگ ان کی مرضی کے مکانات کا انتظام کرادوں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان شاء اللہ یہ کام بھی پورا ہوجائے گا۔ لیکن آپ کی طبیعت اتنی تو خراب نہیں ہے جتنی پہلے ہوا کرتی تھی، شوگر بھی زیادہ نہیں ہے، بی پی بھی مناسب ہے، بخار بھی نہیں ہے، تھوڑی بے چینی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ دو دن سے آپ کی نیند پوری نہیں ہوئی اسی لئے یہ کیفیت طاری ہورہی ہے، آرام کرلیں، ان شاء اللہ ٹھیک ہوجائیں گی۔

چنانچہ آپ کے حکم پر اہلیہ صاحبہ لیٹ گئیں، لیکن دو بجے اٹھ کر باہر ہال میں آ بیٹھیں اور حکیم عثمان حبان کی اہلیہ کو آواز دی، وہ آئیں تو کہا: مجھے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں وہ بھی سن لو، کہیں میں بھول نہ جاؤں۔ چنانچہ فجر کی اذان تک گفتگو کرتی رہیں، نماز سے فارغ ہوکر چائے پی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو اہلیہ صاحبہ نے مسکرا کر استقبال کیا اور گفتگو کرنے لگیں، ناشتہ کے بعد حبیب الامتؒ رحیمی شفاخانہ تشریف لے گئے، بعدہٗ اہلیہ صاحبہ نے اپنی چھوٹی بہو سے کہا: میرے لئے بالکل سادے اور سوتی کپڑے نکال دو، انہوں نے کچھ گہرے رنگ کے کپڑے نکالے جیسا کہ وہ پہننے کی عادی تھیں تو کہنے لگی نہیں بالکل سادے کپڑے نکالو۔ غسل کرکے سفید سادے کپڑے زیب تن کئے، تسبیح لے کر اپنے پلنگ پر بیٹھ گئیں۔ ساڑے تین بجے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ دواخانہ سے تشریف لائے تو طبیعت معلوم کی، مسکرا کر کہا: الحمد للہ ٹھیک ہے۔ چند مستورات آئیں تو آپؒ دیگر صاحبزادگان اور داماد کے ساتھ باہر ہال میں آکر بیٹھ گئے۔ حبیب الامتؒ نے چھوٹے صاحبزادے حکیم عدنان سے فرمایا: مجھے کچھ طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی، فوراً گاڑی نکالو، چنانچہ وہ گاڑی نکال کر آئے ہی تھے کہ اہلیہ صاحبہ نے کمرہ میں موجود تمام بہوؤں اور بڑی صاحبزادی جو اس وقت قریب ہی تھیں سب کو نام بنام مخاطب کرکے کہا: اگر مجھ سے کوئی بھول چوک ہوگئی ہو تو معاف کردیں، مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں، میں سب سے راضی ہوں۔ پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی تسبیح ایک طرف رکھ دی، کئی مرتبہ استغفار کا ورد کیا، درود ابراہیم پڑھا اور کہا: باہر بیٹھے ہوئے تمام مردوں کو میرا آخری سلام کہہ دو۔ بچیوں نے سنا تو رونے لگیں، صاحبزادگان کو آواز سنائی دی تو فوراً اندر کو دوڑے، پیچھے پیچھے حبیب الامتؒ بھی داخل ہوئے تو تینوں صاحبزادوں کا ہاتھ پکڑ کر بس اتنا کہا: اگر میں نے کبھی تمہیں سخت سست کہہ دیا ہو تو معاف کرنا، پھر چار پانچ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا اور نہایت اطمینان کے ساتھ گردن دائیں جانب قبلہ رخ کی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا صبر

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا قدم بقدم لمحہ لمحہ ساتھ دینے والی رفیق حیات اچانک اس قدر اطمینان کے ساتھ کلمہ پڑھتے ہوئے رخصت ہوئیں تو آپؒ چکرا کر وہیں بیٹھ گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے

ہوئے آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے، لیکن شریعت مطہرہ کا درس دینے والے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے نازک وقت میں بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور تمام بچوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: بچو! اللہ کے لئے صبر کرو، ''وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ''. (اور اگر تم صبر کرلو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے) بے شک! ہر چیز اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور ہر مخلوق کو اسی وحدہٗ لاشریک کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نمازِ جنازہ اور تدفین

۱۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار مطابق ۲۴/محرم الحرام ۱۴۳۹ھ کو حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے صبح دس بجے نماز پڑھائی، ہزاروں لوگ جنازہ میں شریک ہوئے، میسور روڈ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، بے شمار مدارس ومکاتب میں تعزیتی مجالس ودعائیہ نشست اور قرآن خوانی وایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا، ہزاروں لوگوں نے فون، وہاٹس ایپ، ای میل وغیرہ کے ذریعہ تعزیت پیش کی۔ دفتر ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور نے خصوصی شمارہ شائع کرکے تمام شرکائے غم کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے جملہ اہل خانہ ووابستگان کے لئے یہ بڑا الم ناک حادثہ تھا، گنگوہ سے لے کر بنگلور تک اور دارالعلوم محمدیہ سے لے کر رحیمی شفاخانہ کی تعمیر وترقی تک آپ کی اہلیہ صاحبہ نے ہر ہر قدم پر حبیب الامتؒ کا ساتھ دیا تھا، خود مشکلات وپریشانیوں کو برداشت کیا لیکن ہر موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی حوصلہ افزائی کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اپنی شایانِ شان مقام عطا فرمائے، آمین!

اہلیہ مرحومہ نے ہر مشن میں ساتھ دیا

اہلیہ مرحومہ بڑے باپ کی اولاد تھیں لیکن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہر ہر مشن میں مکمل ساتھ دیا، ابتداءً دارالعلوم محمدیہ میں کسی طباخ کا نظم نہ ہوسکا تو برسوں للہ فی اللہ دوسو سے زائد لوگوں کا

تین وقت کھانا پکایا۔طلبہ کپڑے ٹوپی لے آتے کہ امی جان اسے سی دیں تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ سل دیتیں،بعض یتیم طلبہ کو بلا کر معلوم کرتیں کہ تمہارا دل کسی چیز کے کھانے کا ہے تو مجھے بتاؤ،اگر کوئی کچھ بتاتا تو وہ چیز تیار کرکے دے دیتیں،کوئی پیسے مانگتا تو بلا تکلف پیسے دے دیتیں،لیکن اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے معاملہ میں نہایت سخت تھیں،بڑے صاحبزادے کو آٹھ سال کی ہی عمر میں مدرسہ میں بھجوادیا حالانکہ ان کے جانے کے بعد کئی کئی وقت یاد کرکے کھانا نہیں کھایا کرتی تھیں،لیکن مجال ہے کہ محبت والفت کو حصولِ علم میں آڑے آنے دیا ہو۔اگر کبھی بھولے سے مدرسہ کے متعلق کوئی شکایت کا لفظ زبان پر آجاتا تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتیں کہ تعلیم گاہ کی خامیاں نظر آرہی ہیں لیکن اپنی کوتاہیوں کا نہیں سوچتے؟

ہزاروں روپے آنکھ بند کرکے خرچ کرنے کی عادی تھیں مگر کسی کا ایک روپیہ بھی رہ جاتا تو واپس بھیج کر ادا کراتیں۔حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ امور کا خوب خیال رکھتی تھیں،کبھی گفتگو طویل ہوجاتی تو کہتیں: آج آپ نے کاغذ قلم نہیں اُٹھایا،وقت ہوگیا ہے۔تصنیف وتالیف کے کام میں دیر رات تک مشغول رہتے تو عرض کرتیں: اب کافی وقت ہوگیا ہے،طبیعت کا خیال فرمائیں،صبح آنے والے مریضوں کا بھی حق ہے۔مہمان نوازی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی،ایک مہمان ہو یا سو مہمان ہوں خوب دل کھول کر طبیعت کے ساتھ قسم ہا قسم کے پکوان تیار کراتیں۔مہمان کے مزاج ومرتبہ کے لحاظ سے اہتمام کرتیں،کسی مہمان کی آمد کی اطلاع ہوتی تو ایک ہی سانس میں دسیوں کھانوں کے نام گنوا کر کہتیں کہ یہ سب تیار کرنا ہے لیکن مجھے دِکھا لینا کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

علمائے کرام کی دل سے قدرداں تھیں،آنے والے مہمانوں اور علمائے عظام کے متعلق حبیب الامتؒ کو یاد دِلا کر عرض کرتیں کہ تحفہ دے کر بھیجیں،کوئی بھی خاتون آجاتی تو خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں،بے شمار لوگوں کے یہاں کچھ نہ کچھ بھجواتی رہتیں،دعوت کا خوب اہتمام کرتیں،خالص دینی کتابوں سے شغف رکھتی تھیں،تہجد واشراق وغیرہ کی پابند تھیں،الغرض نہ جانے کتنی باتیں ہیں جنہیں یہاں لکھنا ممکن نہیں ہے،بس اتنا کافی ہے کہ حبیب الامتؒ کی شخصیت کا حقیقی سہارا تھیں،اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرما کر جنت الماویٰ عطا فرمائے،آمین!

قبر سے خوشبو آنے لگی

اللہ تعالیٰ کو اہلیہ مرحومہ کا نہ جانے کون سا عمل پسند آیا کہ جب مرحومہ کو لحد میں اُتارنے لگے تو خوشبو پھیل گئی،قبر بند کرنے کے بعد بھی خوشبو کے جھونکے وقفے وقفے سے آتے،پہلے پہل یہ سمجھا کہ شاید کفن دفن میں عطر کے استعمال کی خوشبو ہے مگر یہ سلسلہ طویل ہوتا گیا،چار مہینے گزر گئے،جو بھی فاتحہ کے لئے جاتا خوشبو ضرور محسوس کرتا۔بہت سے لوگوں نے قبر کی مٹی اُٹھانی شروع کردی،کئی لوگوں نے رحیمی شفاخانہ میں مٹی لاکر دِکھائی،یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت حبیب الامتؒ کی اجازت سے قبر پر چار طرفہ پتھر لگا کر مٹی بھر دی گئی،تب جا کر یہ سلسلہ منقطع ہوا۔

تصنیف وتالیف سے متعلق حبیب الامتؒ کا خواب

اہلیہ کے وصال کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں جو بشاشت تھی وہ جاتی رہی،حالانکہ مریضوں کی تشخیص وعلاج،ہر آنے اور ملنے والے سے اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے لیکن طبیعت میں وہ نشاط نہ رہی جو ہوا کرتی تھی،اس تبدیلی کا نتیجہ یہ نکلا کہ تصنیف وتالیف کا جو کام آپ فرما رہے تھے وہ تقریباً ایک سال موقوف رہا۔اسی درمیان اہلیہ صاحبہ خواب میں آئیں اور عرض کیا: آپ نے خدمتِ خلق کا جو کام شروع کیا تھا اسے موقوف نہ فرمائیں،مایوسی کا شکار نہ ہوں،کتابی کام بند کردیا ہے براہِ کرم آپ اسے جاری رکھیں۔چنانچہ اس خواب کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ تمام فائلیں نکلوائیں اور پھر سے کتابیں تحریر کرنا شروع فرمادیں،یہاں تک کہ وصال سے ایک دن قبل تک آپؒ مصروفِ کار رہے۔

✧✧✧

قرآنِ کریم سے عشق ومحبت

شیخ القراء علاؤالدین قاسمی مدظلہ کی آمد پر مجلسِ قرآن

۲/دسمبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار بعد نمازِ مغرب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی نہایت باوقار قرآنی مجلس کا انعقاد عمل میں آیا۔ خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ نے مہمانانِ کرام کا تعارف کرایا اور مجلسِ قرآن کریم کی اہمیت پر روشنی ڈالی، مہمانِ خصوصی بین الاقوامی شہرت یافتہ قاری حضرت مولانا علاؤالدین صاحب قاسمی مدظلہ صدر القراء دارالعلوم وقف دیوبند وخلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے قاری صاحب کی خدماتِ جلیلہ پر سپاس نامہ پیش کیا اور ''جامع القرآن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ'' ایوارڈ سے سرفراز فرمایا۔ حضرت قاری علاؤالدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی نے اس اعزاز پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے، قرائے کرام کی آج وہ قدر نہیں ہے جس کے وہ حقدار ہیں، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے میری جو عزت افزائی فرمائی ہے میں اس کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں۔ اس موقع پر قاری صاحب مدظلہ العالی نے قرأت سبعہ عشرہ کی نہایت سہل انداز میں تشریح فرمائی اور اپنی تلاوت سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

قرآن سے بڑھ کر مومن کیلئے کوئی اعزاز نہیں

شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر صاحب رحیمی اسعدیؒ (خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) نے فی البدیہہ اشعار کے ذریعہ ایک سماں باندھ دیا۔ اس موقع پر حضرت حبیب

الامت رحمۃ اللہ علیہ نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قرآن حکیم کا اعجاز یہ ہے کہ وہ نہ صرف اپنا اعزاز کراتا ہے بلکہ اپنے پڑھنے اور سننے والے کا اعزاز بھی کراتا ہے اور یہ صرف دنیا تک محدود نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت دنیا کے بعد جنت میں بھی کی جائے گی، جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کی دعوت فرمائیں گے تو ارشاد ہوگا: اے میرے داؤدؑ! تم دنیا میں زبور کی بہترین تلاوت کیا کرتے تھے، آج میرے کلام قرآن کریم کی تلاوت بھی کرو۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام سورۂ محمد کی تلاوت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معلوم فرمائیں گے: تم نے کتنی دیر داؤد علیہ السلام سے میرا کلام سنا؟ واللہ اعلم لوگوں کا جواب ہوگا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: سو سال تک داؤد علیہ السلام سورۂ محمد کی تلاوت کرتے رہے اور تم سب سنتے رہے، نہ بھوک لگی نہ پیاس، احساس ہی نہیں ہوا۔ پھر اللہ رب العزت شافع محشر آقائے مدنی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کی تلاوت کا ارشاد فرمائیں گے: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ معلوم کریں گے: میرے حبیب نے کتنی دیر قرآن مجید کی تلاوت کی؟ جواب ہوگا: واللہ اعلم! اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد ہوگا: میرے محمدؐ نے دو سو سال تک سورۂ بقرہ کی تلاوت کی اور تم محو ہوکر سنتے رہے۔ پھر بذاتِ خود اللہ تعالیٰ سورۂ رحمٰن کی تلاوت فرمائیں گے۔ جب سورۂ رحمٰن مکمل ہوگی تو دریافت فرمائیں گے: اے میرے بندو! تم نے کتنے عرصے تک میری تلاوت سنی؟ لوگ عرض کریں گے: اے اللہ! آپ بہتر جانتے ہیں، ہمیں تو خبر ہی نہیں ہوئی، ہم تو کلام اللہ کی سماعت میں محو تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: تم پانچ سو برس تک سورۂ رحمٰن کی تلاوت سے محظوظ ہوتے رہے۔ اللہ اکبر! قرآن مجید کا کیا اعزاز ہے۔ سبحان اللہ!

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''البدور السافرۃ فی امور الآخرۃ'' میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنتی حضرات کافور کے ٹیلے پر جس کے دونوں کنارے (دور تک پھیلے ہونے کی وجہ سے) نظر نہ آئیں گے، بیٹھ کر جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کیا کریں گے، کافور کے اس ٹیلے پر ایک نہر ہوگی جس کے دونوں کنارے مشک کے ہوں گے، اس پر لڑکیاں نہایت خوبصورت آواز میں تلاوت قرآن کریم کیا کریں گی، نہ اگلے لوگوں نے ایسی آواز سنی ہوگی اور نہ پچھلے لوگوں نے۔ جب یہ حضرات اپنے محلات کی طرف

واپس جانے لگیں گے تو ان میں سے ہر شخص ان لڑکیوں میں سے جسے چاہے گا اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا۔ پھر یہ اپنے گھروں میں جانے کے لئے موتیوں کے پُلوں سے گزریں گے۔

معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مجلس میں بھی تلاوت کی جائے گی اور جو جنت کی عورتیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے وہ بھی قرآن کریم تلاوت کرنے والی ہوں گی۔ اس لئے دنیا و آخرت میں قرآن کریم سے بڑھ کر مومن و مسلمان کے لئے کوئی اعزاز نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ خود بھی تلاوت کریں، سنیں اور اپنی نسلوں کو بھی قرآن اور علومِ قرآنی کی تعلیم دیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین! قرآنی مجلس میں سیکڑوں علمائے کرام، عمائدین عظام، دانشورانِ قوم اور طلبائے عزیز اور کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے شرکائے جلسہ کو تحفے پیش کئے گئے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری مدظلہ کی دعا پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔

تلاوتِ قرآن سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں

۲۰۱۹ء کے رمضان المبارک کی تیئیسویں شب تھی، رحیمی شفا خانہ میں تراویح ہو رہی تھیں، اس دن قرآن کریم مکمل ہوا تو اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر حضرت قاری محمد آفتاب خان صاحب مدظلہ العالی استاذ دارالعلوم دیوبند، حضرت قاری محمد واصف عثمانی صاحب مدظلہ العالی ناظم تعلیمات دارالعلوم وقف دیوبند، حضرت قاری محمد طیب جمال صاحب مظاہری مدظلہ العالی سہارنپور، حضرت قاری محمد مسعود عباسی صاحب مدظلہ استاذ دارالعلوم محمدیہ بنگلور نے شریک محفل ہو کر اپنے اپنے انداز میں کلام اللہ کی تلاوت فرمائی، بارگاہِ رسالت میں حضرت مولانا مفتی محمد سبیل صاحب قاسمی مدظلہ العالی اور حضرت قاری محمد شہباز خان صاحب مدظلہ بنگلور نے نعت کا نذرانہ پیش کیا۔ علمائے کرام کے علاوہ بہت سی شخصیات شاملِ مجلس رہیں۔ اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم تحفہ ہے جس کی خوشبو اور مہک اہلِ ایمان کو دور دور سے کھینچ لاتی ہے، قرآن کی خدمات میں دن و رات مشغول رہنے

والے یہ علمائے عظام آج یہاں رونق افروز ہیں، ان کی تشریف آوری میں اس حقیر کا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ سب کلام اللہ کا معجزہ اور اللہ تعالیٰ سے قربت و محبت کی دلیل کہ رات کے اس پہر اِن حضرات نے اس غریب خانہ کو زینت بخشی، اللہ تعالیٰ کے کلام میں بڑا اثر ہے، قاری جب خلوص نیت کے ساتھ تلاوت کرتا ہے تو پتھر بھی پگھل جاتے ہیں۔ آج بھی بے شمار واقعات اس بات کے شاہد ہیں، میں کسی جگہ پڑھ رہا تھا کہ جب صدر مصر نے حضرت قاری عبدالباسط رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک سیاسی سفر پر رشیا لے گئے تو قاری عبدالباسط صاحبؒ کو بڑی حیرت ہوئی کہ مجھ جیسے شخص کا ان بے دینوں میں کیا کام؟ سوئے اتفاق ایک مجلس میں صدرِ مصر نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کو کہا۔ میں نے چند آیات تلاوت کیں اور جب فارغ ہوا تو ان کمیونسٹوں کی آنکھوں سے آنسو بہتا دیکھ رہا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہم یہ تو نہیں جانتے کہ آپ کے ساتھی نے کیا پڑھا ہے یا کیا گایا ہے لیکن ان کے کلام نے ہمارے دل چیر کر رکھ دیئے ہیں۔ اللہ اکبر!

الغرض قرآن سمجھ کر پڑھا جائے یا صرف تلاوت کی جائے اُس کا اثر ہر حال میں ہوتا ہے، بس ضرورت اس بات کی ہے کہ رمضان المبارک کے علاوہ بھی کلام اللہ کی تلاوت یومیہ ہوتی رہے، آج عوام تو عوام خواص بھی تلاوتِ قرآن کے یومیہ معمول سے غافل ہوتے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور ہم سبھی کو عمل کی توفیق بخشے، آمین ثم آمین یا رب العالمین۔ دیر رات گئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

دو نبیروں کے حفظِ قرآن پر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب

مورخہ ۴؍جنوری ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ایما پر اور آپؒ کی نگرانی میں مجلسِ تکمیلِ حفظ قرآن کریم کا انعقاد پروقار طریقہ پر عمل میں آیا۔ یہ محفل حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرے اور ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ کے صاحبزادگان عزیز القدر عزیزم حافظ احمد احمد معین احمد سلمہ اور عزیزم حافظ محمد محمد امین حبان سلمہ کے حفظِ قرآن مکمل کرنے کی خوشی میں منعقد کی گئی۔ حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ نے شرکائے اجلاس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ لمحات

خوش نصیبوں کو ہی حاصل ہوتے ہیں، اس باوقار اجلاس کے انعقاد کا مقصد قرآن کی تعظیم ہے، میرے اہل خانہ کی خوش بختی ہے کہ آج اللہ رب العزت نے ہمیں ایک عظیم نعمت عطا فرمائی، اس موقع پر دونوں حافظوں کے اساتذۂ کرام حضرت مولانا مفتی محمد ارشد جمیل صاحب رشیدی مدظلہ اور حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب قاسمی زید مجدہم کا ممنون ومشکور ہوں کہ انہوں نے دل وجان سے بچوں کی تعلیم پر توجہ فرمائی جس کی بدولت آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشیاں عطا فرمائی ہیں۔

آج کے ان حسین لمحوں کے اصل حقدار میرے والد محترم حضرت حبیب الامت اور والدہ مرحومہ ہیں، والدہ مرحومہ کو قرآن کریم سے بے انتہاء شغف تھا، علما وحفاظ کی خدمت کو اپنا اعزاز سمجھتی تھیں۔ آج کی یہ حسین گھڑی میرے والد محترم حضرت حبیب الامت کے صدقہ وطفیل میسر آئی ہے۔ میری اہلیہ نے ان بچوں کو جو حافظ قرآن بنانے کے لئے در پردہ محنت وسعی کی ہے وہ اپنی جگہ ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ عطا فرمائیں گے لیکن آج یہ دو بچے جو آپ کے سامنے حافظ کی شکل میں بیٹھے ہیں یہ دراصل حضرت حبیب الامت کی توجہات اور دعائے سحر گاہی کا نتیجہ ہیں۔

اس موقع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے دونوں اساتذۂ عظام کی خدمت میں تہنیت نامہ بیش قیمتی تحائف کے ساتھ نقد انعام پیش کئے گئے۔ مہمانِ خصوصی مفتی رفیق احمد صاحب قاسمی مدظلہ مہتمم مدرسہ مشکوٰۃ العلوم اور دیگر علمائے کرام ومندوبین عظام نے پروگرام کے نظم ونسق کو سراہتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مبارکباد پیش کی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کلماتِ تشکر پیش کرتے ہوئے فرمایا: میں آپ سب کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس فقیر کی آواز پر ہمیشہ لبیک کہا اور آئندہ بھی امید ہے کہ جب کبھی آپ سے درخواست کی جائے گی تو آپ ضرور اپنی تشریف آوری سے سرفراز فرمائیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ ابھی تک دارالعلوم محمدیہ سے بہت بڑی تعداد میں حفاظِ کرام فارغ ہو چکے ہیں، اب اگلے سال مزید حفاظ کرام کی ایک اور جماعت تیار ہو رہی ہے، میرا عقیدہ ہے کہ جو طلبا دارالعلوم محمدیہ سے فارغ ہو رہے ہیں، ان کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے میرے گھر میں بھی حفاظ بنائے ہیں، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے میری زندگی میں میری دوسری نسل کے اندر دو نبیرے قرآن کریم کے حافظ بنا دیے۔ یہ اجلاس دارالعلوم محمدیہ کی طرف سے نہیں بلکہ

میرے اور میرے صاحبزادے کی طرف سے منعقد کیا گیا ہے، اس لئے کہ ہم اکثر وبیشتر حافظ ہونے والے بچوں کا تو اعزاز کرتے ہیں لیکن ان بچوں کو حافظ قرآن بنانے والے اساتذۂ کرام کا اعزاز نہیں کرتے۔ میرے اس پروگرام کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں تک یہ پیغام پہنچاؤ کہ اساتذہ کے تئیں باشعور ہوں، ان کی قدر کریں، ان کا اعزاز کریں، ان کی محنت کو سراہیں، ان کی کاوشوں پر شاباشی دیں اور ان کو تحائف پیش کریں۔ یہ سب دِکھاوا نہیں ہے، اس لئے کہ میرے نبیروں کو جو دولت ان معلمین نے دی ہے اس کا بدلہ تمام دنیا کو پیش کر کے بھی ادا نہیں کیا جا سکتا۔ میں ایک تاجر گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں، لیکن والدین کے طفیل اور اکابرین کی توجہات سے اللہ تعالیٰ نے میرے گھرانے میں بھی علومِ اسلامیہ کے چند چراغ روشن فرما دیے ہیں، جس کے لئے میں بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہوں۔ اخیر میں بس دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان اساتذۂ کرام کی محنتوں کا بھرپور بدلہ دونوں جہاں میں عطا فرمائے، آپ لوگوں کی شرکت کو قبول فرمائے اور حافظ ہونے والے بچوں کے علم میں نور پیدا فرمائے، آمین! ایک مرتبہ پھر آپ سبھی مندوبین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس پرمسرت اور نورانی محفل میں شامل ہو کر مجھے اور میرے اہل خانہ کو مزید خوشیاں عطا فرمائیں۔

مہمانانِ عظام میں ادارہ ریم لدعوۃ القرآن الکریم کے چیئرمین قاری رضوان بیگ شمسی، عالیجناب سید ریاض احمد صاحب لوک آیوکتا، الحاج این منصور صاحب، مفتی اصغر علی صاحب قاسمی، قاری محمد ریحان صاحب قاسمی، مفتی عبدالباسط صاحب مظاہری، مفتی محمد سبیل صاحب قاسمی، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی، الحاج عبدالرزاق صاحب مڑیوال، کونسلر الحاج اجمل بیگ، الحاج سلیم سیٹھ اور الحاج حفیظ اللہ صاحب وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ قاری محمد افضل ممتاز رحیمی، حکیم محمد عدنان حبان نوادر، ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی دہلی اور مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی نے اساتذہ وسبھی مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے تحائف پیش کئے۔ نظامت کے فرائض مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی نے انجام دیے، اسحاقِ زماں حضرت مولانا اسحاق صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ سیکڑوں علماء وعمائدین کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ شریک جلسہ رہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سبھی کے لئے پرتکلف عشائیہ کا اہتمام فرمایا۔

قرآن سے محبت کا انوکھا انداز

بعض لوگ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے ادھر ادھر کی بات کر کے اپنی طبیعت کا رونا روتے تو آپ خاموشی کے ساتھ ان کی ضرورت پوری فرما دیا کرتے، خدام کی نظر پڑ جاتی تو عرض کرتے: حضرت! یہ شخص تو صاحبِ استطاعت ہے، آپ کے آگے غلط بیانی کر گیا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سنتے اور مسکرا کر فرماتے: مجھے معلوم ہے کہ وہ مستحق نہیں ہے، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے، لیکن مجھے دو چیزوں سے شرم آتی ہے ایک تو یہ کہ اس نے ہاتھ پھیلایا تو میرا نہ دینا مجھے ہی شاق گزرتا ہے، دوسرا یہ کہ یہ شخص قرآن کریم کو سینے میں رکھے ہوئے ہے، یا قرآن کریم کی بہترین تلاوت کرتا ہے، اس کے قرآن سے مجھے غیرت آتی ہے کہ خالی ہاتھ نہ جانے دوں۔ سبحان اللہ! کیا اکرام تھا قرآن کا اور کیا محبت تھی قرآن سے۔

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تیاریٔ آخرت

آخرت سے متعلق استحضار

دہلی مطب کے لئے ماہِ فروری ۲۰۲۰ء حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو مریضوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد ملاقات کے لئے آتی رہی، کئی ماہ بعد چونکہ دہلی کا سفر ہوا تھا، اس لئے مجلس ذکر بالجہر میں سیکڑوں لوگ آپؒ کے قیمتی پند ونصائح سے مستفیض ہونے کے لئے جمع ہو گئے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تشنگی اور وارفتگی دیکھ کر بہت سی قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں، آخرت کا استحضار اور دنیا کی بے رونقی اور فنائیت کا تذکرہ فرمایا۔ مریدین ومتوسلین آپس میں مجلس کے انعقاد پر خوشی ومسرت کا اظہار کرتے رہے۔

واپسی سے قبل دوسری صاحبزادی (جو مولانا حکیم محمد عثمان نادر قاسمی زید مجدہم کے نکاح میں ہیں) سے فرمایا: میں نے کپڑے منگوائے ہیں، وہ سی دیں۔ چونکہ اہلیہ کے بعد ہمیشہ وہی کپڑے سیا کرتی تھیں، انہوں نے بخوشی سل دیے۔ دیکھ کر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا: اس مرتبہ میں نے نہایت سستے کپڑے بنوائے ہیں اس لئے کہ نفس کو مارنے کے لئے کم قیمت کپڑے پہننا ضروری ہے۔ پھر مسکرا کر فرمایا: فاروق عثمان یا عدنان کو معلوم ہوا تو کہیں گے کہ آپ امپورٹڈ اور قیمتی کپڑے ہی زیب تن فرمائیں۔ لیکن ان کو کیا خبر کہ اب اللہ تعالیٰ مجھے جنت کا وہ لباس زیب تن فرمائیں گے جو ان دنیاوی امپورٹڈ وقیمتی کے آگے ایسا قیمتی ونفیس ہوگا جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

صاحبزادی نے سنا تو رونے لگیں۔ سر پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: کیوں روتی ہو؟ زندگی کی شام ہوگئی ہے، جانا تو مقدر ہے۔ ہاں! فکر نہ کرو، جو کپڑے تم نے سئے ہیں وہ ان شاء اللہ پہن کر اور استعمال کر کے ہی جاؤں گا۔ صاحبزادی سے ضبط نہ ہوا تو مسکراتے ہوئے فرمایا: پیاری بیٹی!

میں ایسے ہی نہیں جاؤں گا، پہلے ان کپڑوں کو پہنوں گا، پھر ہنستے بولتے اطمینان کے ساتھ بتا کر جاؤں گا۔ آئندہ کبھی میں تمہیں کپڑوں کے سینے کی زحمت نہیں دوں گا، اب یہ کپڑے زندگی کے لئے کافی ہیں۔ حالانکہ حضرت حبیب الامتؒ کا معمول تھا کہ نہایت قیمتی اور نفیس لباس زیب تن فرمایا کرتے، بہترین اور عمدہ سے عمدہ خوشبو استعمال فرماتے، چند مرتبہ کپڑے پہننے کے بعد ہدیہ کر دیا کرتے۔

بنگلور ذرا تاخیر سے واپسی ہوئی، صاحبزادوں نے نئے کپڑے دیکھے تو عرض کیا: یہ آپ نے کیسے کپڑے بنوالئے ہیں؟ دوسرے کپڑے لے آئیں گے، وہ سلوا کر زیب تن فرمائیں۔ لیکن لاک ڈاؤن نے مہلت نہ دی، مارکیٹ بند ہونے کی وجہ سے نئے قیمتی کپڑے خریدے نہیں گئے اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اُسے حرف بحرف پورا فرمادیا۔ اللہ اکبر!

لاک ڈاؤن کے درمیان آٹھ کتابیں تالیف کیں

مارچ کی ۲۱ر تاریخ کو مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی کو دہلی مطب جانا تھا، ایک دن قبل حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا: بیٹا! میرا دل نہیں چاہ رہا کہ تم دہلی کا سفر کرو۔ صاحبزادے نے عرض کیا: ٹکٹ بن گیا ہے، مریضوں کو اطلاع کردی گئی ہے، بہت سے لوگ سفر میں ہوں گے، اگر نہ جائیں تو انہیں تکلیف ہوگی۔

چنانچہ بادلِ ناخواستہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جانے کی اجازت عطا فرمادی۔ حکیم عثمان حبان دہلی پہنچے ہی تھے کہ اگلے دن ۲۲/ مارچ ۲۰۲۰ء کو ایک روزہ لاک ڈاؤن کا اعلان ہوگیا، ابھی ایک دن پورا نہیں ہوا تھا کہ پندرہ یوم کا لاک ڈاؤن کردیا گیا، الغرض ایام بڑھتے گئے یہاں تک کہ یکم جون کو صاحبزادے کی واپسی ہوئی، اس درمیان حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ شدید بے چینی کے عالم میں بار بار فون کر کے خیریت معلوم فرماتے، کسی طرح آپ کو قرار نہیں تھا۔ حالانکہ دو صاحبزادے موجود تھے، طبیعت بھی بالکل ٹھیک تھی۔ واپسی پر نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا: تم ہوتے تو کتابوں پر کافی کام ہوتا۔ جبکہ حضرت حبیب الامت علیہ الرحمہ نے اس دو ڈھائی ماہ کے درمیان آٹھ کتابیں تالیف فرمائیں۔

اگر ہم بھی پیارے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اٹھالیں گے

مسلسل فون کے ذریعہ علمائے کرام اور دیگر حضرات کی خیر خیریت معلوم فرماتے رہتے، کسی عالم دین کا فون آیا تو سلام دعا کے بعد حالاتِ حاضرہ پر مختلف قسم کی گفتگو ہوتی رہی، پھر علمائے عظام کی کثرتِ اموات پر بات چیت ہوئی تو فرمایا: حضرت! یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ علمائے کرام کا اُٹھنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ"۔ بس ہمیں تو یہ خیال آتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم بھی علما میں شمار ہوئے اور اللہ کو ہم بھی پیارے ہوئے تو اس دوران ہمیں بھی اُٹھالیا جائے گا۔

قرض کے متعلق پہلے ہی تحریر کروادیا

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ماہِ جون اور جولائی ۲۰۲۰ء کے ابتدائی ہفتہ میں کتابوں پر بڑی تیزی سے کام کیا، رات میں تین تین چار چار بجے تک وضو فرما کر کتابوں کی فائل لئے لکھنے میں مصروف رہتے۔ اہل خانہ آرام کی درخواست کرتے تو فرماتے: نیند نہیں آرہی تھی، سوچا کچھ کام ہی کرلوں۔ چنانچہ اس درمیان "لاک ڈاؤن کے بعد مدارسِ اسلامیہ کی ذمہ داریاں" دو جلدوں پر مشتمل تالیف فرمائی۔ دیگر پانچ چھ کتابیں اور بھی ترتیب دیں، رات دن ان کا پروف کیا، بس ایک نظر دیکھنا باقی رہ گئی تھیں کہ طبیعت میں اضمحلال پیدا ہوگیا۔ جولائی کے پہلے عشرہ میں ہلکا ہلکا بخار آتا اور اُتر جاتا، باقی کوئی اور پریشانی نہیں تھی۔

> جولائی کی گیارہ تاریخ کو مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی کو بلا کر قریب بٹھایا اور فرمایا: میں جو کہوں، اسے قلم بند کرلو! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے بہت غور وخوض کیا، اپنی یادداشت پر خوب زور ڈالا لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں کسی کا مقروض ہوں، الحمد للہ میں نے جو تنخواہ دارالعلوم محمدیہ سے لی تھی وہ میں نے بڑھا کر ادارہ کو واپس کردی، جس کے گواہ اراکین محمدیہ ایجوکیشنل چیریٹیبل ٹرسٹ ہیں، البتہ ایک کتاب بہت عرصہ پہلے فلاں صاحب سے لی تھی، کئی مرتبہ میں نے انہیں دینی چاہی لیکن نہ تو انہوں نے مانگی اور

نہ میں لے جا کر دے سکا، یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا، وہ کتاب جانسٹھ گھر کی لائبریری میں محفوظ ہے، وہ کتاب اور ایک نئی کتاب لے کر ان کے صاحبزادے کو پہنچا دینا۔ کچھ رقم وکیل صاحب کی باقی ہے، وہ بھی ادا کر دینا۔ البتہ میرے اطمینان قلب کے لئے احتیاطاً دس لاکھ روپے میری جانب سے دارالعلوم محمدیہ کو ادا کر دینا۔

صاحبزادہ نے تمام باتیں نوٹ تو کرلیں لیکن عرض کیا: آپ ایسی باتیں کیوں فرما رہے ہیں؟ فرمانے لگے: زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، میں نے لکھوادی ہیں، اگر میرا انتقال ہوجائے تو ان باتوں پر عمل کرنا۔ اگلے دن یہی باتیں بڑے صاحبزادے ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ سے زبانی ارشاد فرمائیں۔ انہوں نے بھی تشویش کا اظہار کیا تو فرمایا: میں نے یہ باتیں لکھوا بھی دی ہیں اور تمہیں بھی اس لئے بتا دیا ہے تاکہ یادداشت میں رہیں۔

محبّ العلماء حضرت مولانا شمشادؒ قاسمی کے وصال پر اظہارِ تعزیت

دو روز قبل ۹ر جولائی کو ہر دلعزیز عالم دین حضرت مولانا شمشاد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا جدہ میں وصال ہوگیا تھا، اگلے دن بروز جمعہ نمازِ جنازہ حرم مکی میں اور جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پائینتی تدفین عمل میں آئی، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ان کے صاحبزادگان سے تعزیت فرما کر نہایت رنجیدہ ہوگئے۔ ایک لمبے عرصہ سے قلبی تعلق تھا، رشتہ دار بھی تھے، جب بھی مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ جانا ہوتا تو مولانا مرحوم اور ان کے فرزندان ضرور جدہ اپنے دولت کدہ پر لے جاتے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے اور انہیں حبیب الامتؒ سے بے حد محبت والفت تھی، ان کے وصال سے آپؒ کو حد درجہ صدمہ پہنچا۔ نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ’’اگرچہ مولانا علیہ الرحمہ کی طبیعت عرصہ دراز سے ناساز تھی وہ علاج کے لئے ہندوستان محض اس لئے نہ آئے کہ وہ چاہتے تھے کہ میرا انتقال حدودِ حرم میں ہو، اللہ نے دل کی مراد پوری فرمادی، نیک دل تاجر، علمائے کرام سے محبت کرنے والے، مہمان نواز، شریعت مطہرہ کے پابند، مسلک دارالعلوم دیوبند کے ترجمان، کشادہ دست اور اعزا واقارب اور دوست واحباب کا خیال رکھنے والے تھے۔ اللہ کے نیک بندے ایسے ہی ہوتے ہیں، نمازِ جنازہ بعد نمازِ

جمعہ مسجد حرم میں امامِ حرم نے ادا کرائی، تدفین اماں خدیجہؓ کے قدموں میں ہوئی۔ سبحان اللہ! کیا نصیب پایا ہے۔ کاش! ہم بھی ان خوش نصیبوں میں ہوتے‘‘۔ یہ فرما کر بہت دیر تک اشکبار رہے۔

آئندہ قبرستان آنا نصیب نہیں ہوگا

بروز جمعہ محبّ العلماء حضرت مولانا شمشاد صاحب قاسمی نور اللہ مرقدہٗ کی تدفین ہوئی، اسی دن عالیجناب سید افضل پاشا صاحب سکریٹری دارالعلوم محمدیہ کی والدہ ماجدہ رحلت کرگئیں، تدفین میں شامل ہوئے، بعدہٗ ان کے گھر تشریف لے گئے، افضل صاحب اور ان کے برادران سے تعزیت فرمائی، انہیں تسلی دی۔ نمازِ جمعہ کے بعد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی اہلیہ مرحومہ کی قبر پر تشریف لے گئے، بہت دیر تک قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے، فاتحہ خوانی کے بعد قبرستان سے نکلے تو فرمایا: ’’ایسا لگتا ہے کہ اب آئندہ آنا نصیب نہیں ہوگا‘‘۔ حکیم محمد عدنان حبان نوادر اور حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی ساتھ تھے، عرض کیا: ممکن ہے آئندہ جمعہ آنا نہ ہو، اس لئے کہ اگلے جمعہ سے قبل آٹھ دن کا لاک ڈاؤن ہے۔ حبیب الامتؒ نے سنا تو خاموش رہے۔

الحاج محمد مبین صاحب کی رحلت

بروز ہفتہ ۱۱ر جولائی ۲۰۲۰ء مظفرنگر سے یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ حضرت حبیب الامتؒ کے سمدھی حضرت الحاج محمد مبین صاحب اچانک گر کر سر میں چوٹ آنے سے برین ہیمرج کا شکار ہوگئے ہیں، طبیعت انتہائی نازک ہے، لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہسپتال میں ایڈمٹ کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے برادرِ صغیر ڈاکٹر محمد عمار حسین صاحب کو مظفرنگر فون کیا کہ آپ اپنے ہسپتال میں ایڈمٹ کرلیں۔ چنانچہ انہوں نے الحاج مبین صاحب کو داخلِ ہسپتال کرلیا، لیکن اطلاع دی کہ طبیعت نازک ہے، کچھ کہنا مشکل ہے۔ حبیب الامتؒ بار بار فون کر کے خیر وعافیت معلوم کرتے رہے، جب طبیعت میں افاقہ نہ ہوا تو دہلی بغرضِ علاج لے جایا گیا، وہاں بھی لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہسپتال والے لینے کو تیار نہ تھے، ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی ریگل میڈیکل سنٹر اور حکیم محمد عثمان نادر قاسمی کی محنت وجدوجہد سے ایک ہسپتال میں داخل کرایا گیا، جہاں ۱۲ر جولائی شب

دو بجے الحاج محمد مبین صاحب داغِ مفارقت دے کر ہمیشہ ہمیش کی زندگی کی طرف کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ اندوہناک خبر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ، آپؒ کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی وان کی اہلیہ اور سبھی اہل خانہ پر بجلی بن کر گری، ڈاکٹر سفیان وحکیم عثمان نے مرحوم کا جسد خاکی مظفرنگر پہنچانے کا انتظام کیا، جہاں ۱۲/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ صبح نو بجے سیکڑوں لوگوں کی موجودگی میں نمازِ جنازہ اور تدفین عمل میں آئی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادے و بہو وغیرہ راستہ مسدود ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شریک نہ ہوسکے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت صدمہ پہنچا، آپؒ نے اس المناک سانحہ پر مرحوم کے لئے قرآن خوانی وایصالِ ثواب فرمایا، دیگر احباب کو بھی فون پر اطلاع دیتے ہوئے دعائے مغفرت کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ الحاج مبین صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اپنی شایانِ شان جگہ نصیب فرمائے، آمین!

الحاج سید افضل صاحب کا انتقال

بروز اتوار دوپہر دو بجے عالیجناب الحاج سید افضل صاحب سکریٹری دار العلوم محمدیہ کا فون آیا کہ میری طبیعت ناساز ہے، کچھ علاج تجویز فرمادیں، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ادویات تجویز فرمادیں۔ رحیمی شفاخانہ میں مریضوں سے فارغ ہوکر تین بجے گھر تشریف لائے تو بلڈ پریشر اپ ڈاؤن ہو رہا تھا، کچھ دوائیں لیں اور لیٹ کر آرام فرمانے لگے، عشا کے بعد افضل صاحب کی طبیعت معلوم فرمائی تو صاحبزادے نے عرض کیا: غالباً ٹھیک ہوگی ورنہ ضرور فون آتا۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ رات تین بجے تک تہجد اور نوافل میں مشغول رہے، پھر کچھ دیر آرام فرما کر فجر کی نماز اول وقت میں ادا فرمائی اور موبائل کی آواز بند کر کے استراحت فرمانے لگے۔

۱۳/ جولائی بروز پیر صبح سات بجے فرزندان کو جناب صغیر صاحب نے فون پر روتے ہوئے اطلاع دی کہ عالیجناب افضل پاشا صاحب اچانک اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کے فون پر بیل جارہی ہے لیکن بات نہیں ہو رہی، نمازِ جنازہ حضرت حبیب الامت ہی

پڑھائیں گے۔ صاحبزادے نے کہا: ٹھیک ہے، حضرت کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے، بیدار کر کے اطلاع کرتے ہیں اور جلد حاضر ہوتے ہیں۔ مگر حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ پر ایسی غنودگی طاری ہوئی کہ صبح دس بجے تک کئی کئی مرتبہ اٹھانے کے بعد بھی آنکھ نہ کھلی، ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی نے نبض دیکھ کر کہا: ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، بی پی بہت کم ہو رہا ہے، اگر بیدار کر کے اطلاع بھی کردیں تو سخت صدمہ پہنچے گا، پہلے ہی کئی حادثات کی بدولت طبیعت نڈھال ہو رہی ہے، چنانچہ بغیر اطلاع کئے صاحبزادگان نمازِ جنازہ اور تدفین میں شریک ہوکر واپس آگئے۔

سید افضل پاشا مرحوم کا آخری خواب

واپس آنے کے بعد دیکھا کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہیں، ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر کچھ کھانے کو کہا تو فرمایا: بس چائے لادو، کسی چیز کا جی نہیں چاہ رہا ہے۔ طبیعت معلوم کی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھیں یہ ان کا کرم ہے، بس کچھ بہتر سی محسوس نہیں ہو رہی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ نے اشارۃً بتانے سے انکار کردیا۔

ظہر تا عصر کے درمیان بہت سی باتیں کیں، اس درمیان گزشتہ حادثوں پر نہایت غم کا اظہار کیا اور مرحومین کے لئے دعائیہ کلمات ارشاد فرماتے رہے۔ پھر افضل صاحب کی طبیعت معلوم کی تو صاحبزادے نے عرض کیا: آپ فکر نہ کریں، ٹھیک ہوگی۔ فرمایا: فون کر کے معلوم کرنا چاہتا ہوں؟ عرض کیا: طبیعت علیل تھی، اگر آرام کر رہے ہوں گے تو کہیں زحمت نہ ہو، ابھی نہ کریں۔ کہا: اچھا ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا: کل افضل صاحب نے مجھے فون کیا تھا اور اپنا نہایت عجیب وغریب خواب بیان کر کے تعبیر چاہی، میں چاہتا ہوں کہ وہ خواب تم بھی سن لو، حکیم محمد عثمان حبان متوجہ ہوگئے تو ارشاد فرمایا: ”افضل صاحب نے کل خواب دیکھا ہے کہ ایک بڑی عالی شان مسجد ہے جس کے ممبر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، ایک خلقت زیارت کے لئے مسجد کا رُخ کر رہی ہے، میں بھی زیارت کے لئے گیا تو دیکھا کہ مسجد بھر چکی ہے، مسجد کے باہری حصہ میں مجھے جگہ ملی، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاف دِکھائی دے رہے ہیں، چہرہ مبارک ایسا پرنور کہ گویا چودہویں رات کا چاند بادلوں کو چیر کر اپنے حسن سے دنیا کو منور

کرر ہا ہو، دل میں خیال آیا کہ چاند کی روشنی زیادہ ہے یا چہرۂ مبارک کی خوبصورتی؟ پھر دل نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا: چاند میں تو داغ ہے، چاند میں عیب ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اطہر ایسا صاف ستھرا ہے کہ روشنی لائٹ کی طرح منعکس ہورہی ہے۔ اس حسین نظارے میں ابھی میں محو تھا کہ دیکھا کہ آپ (حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) مسجد میں داخل ہوئے، مجمع کے درمیان راستہ بنتا گیا یہاں تک کہ ممبر کے قریب پہنچ کر نبی کریم ﷺ سے بغل گیر ہوگئے اور رسولِ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو ایسے والہانہ طریقہ سے بوسے لینے لگے کہ گویا آپ (حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) پر وجد طاری ہوگیا ہے۔ بہت دیر اسی طرح گزر گئی تو میری آنکھ کھل گئی''۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ جناب افضل صاحب مرحوم کا یہ خواب بیان کر کے خاموش ہوئے تو آنسوؤں کی لڑیاں آپ کے رخساروں سے بہہ رہی تھیں۔ صاحبزادے نے تعبیر دریافت کی تو فرمایا: بہت اچھا خواب ہے۔ پھر معلوم کیا تو فرمایا: خواب بڑا مبارک ہے۔ تیسری مرتبہ پھر تعبیر معلوم کی تو مسکراتے ہوئے نظریں نیچی فرما کر چپ ہوگئے۔ مولانا عثمان کہتے ہیں کہ میں شدید اضطراب میں مبتلا ہوگیا، اس لئے کہ سکریٹری افضل صاحب کی نمازِ جنازہ اور تدفین میں شریک ہوکر ہم واپس ہوئے تھے، دل بار بار کسی انہونی کی طرف اشارہ کررہا تھا، لیکن پھر خیال آیا کہ جب تعبیر نہیں دی تو ہوسکتا ہے کہ تعبیر اچھی ہو مگر یہ وقت تعبیر کے لئے مناسب نہ ہو۔

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی یومیہ تسبیحات

۱۳/۱۴/ جولائی کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں اضمحلال طاری تھا، اسی لئے مطب بھی تشریف نہ لے گئے، دن کا اکثر وقت نمازوں کے علاوہ تسبیحات میں صرف فرماتے اور رات میں کئی کئی گھنٹے نوافل میں گزارتے، ان دنوں اپنے معمولات سے زیادہ اوراد و وظائف اور نفلی نمازوں میں مشغول رہے، صاحبزادے نے عرض کیا: اس طرح نیند مکمل نہ کرنے کی وجہ سے طبیعت خراب ہوجائے گی۔ تو ارشاد فرمایا: الحمدللہ طبیعت اچھی ہے، میں نے چھ ماہ سے یومیہ تسبیحات کے اول و آخر تین تین سو مرتبہ درودِ ابراہیمی کا اضافہ برکت حاصل کرنے کے لئے کیا ہے۔ ایک ہزار مرتبہ ایک درود شریف پڑھتا ہوں، مزید تین سو مرتبہ دوسرا درود شریف الگ پڑھتا ہوں، تسبیحاتِ فاطمہ و استغفار کے

علاوہ تیسرا کلمہ سات سو مرتبہ، لا الٰہ الا اللہ کی تسبیح سات سو مرتبہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی تسبیح تین سو مرتبہ اور ''اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا'' کی تسبیح ایک ہزار مرتبہ ضرور پڑھتا ہوں۔ تین سو مرتبہ ''ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' بھی پڑھتا ہوں، ان کے علاوہ چند تسبیحات اور بھی ہیں، یہ میرے یومیہ معمولات ہیں، مزید اللہ تعالیٰ کی توفیق ہوتی ہے تو اور بھی تسبیحات کا اہتمام ہوجاتا ہے۔

جملہ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت

۱۴/ جولائی کے دن کئی مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے عالیجناب سید افضل صاحب مرحوم کے بارے میں دریافت فرمایا، چونکہ ان کا وصال ہوگیا تھا اور حبیب الامتؒ کو اس بات کی خبر نہ تھی، ایسے میں زیادہ دیر تک چھپایا نہیں جاسکتا تھا، بعد عشا ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی سے فون ملانے کو کہا: اب چونکہ کوئی دوسرا راستہ نہ تھا تو عرض کیا: سکریٹری صاحب انتقال فرما گئے، آپ کی علالت کی وجہ سے ہم نے بتانا مناسب نہ سمجھا۔

نہایت خاموشی کے ساتھ تمام کوائف سماعت فرمائے اور پھر سبھی اہل خانہ کو بلا کر بٹھایا اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کروائی، پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے، پینتالیس منٹ سے زیادہ حالیہ اور سابقہ سیکڑوں مرحومین اور علمائے عظام کا نام لے کر ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی، تمام خلفا ومجازین، اعزا و اقربا، دوست واحباب، جملہ وابستگان اور امت مسلمہ کے لئے خوب خشوع وخضوع کے ساتھ دعا فرماتے رہے، بعدہٗ آنسو پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے آج ایک قرآن کریم پورا کیا ہے، ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی تھی، سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس کو ثواب پہنچاؤں؟ یہ ثواب ان کو پہنچا کر اطمینان حاصل ہوگیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نشانی

۱۵/ جولائی بروز چہارشنبہ کو تمام دن طبیعت میں اضمحلال طاری رہا، کاندھوں میں درد تھا، ہلکا سا سانس پھول رہا تھا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مطب سے چند دوائیں منگا کر کھائیں، کچھ ادویات برادرِ صغیر ڈاکٹر محمد طیب صاحب چرتھاول اور داماد ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی دہلی نے بھی تجویز

کیں، لیکن جوں جوں دوا کی درد میں اضافہ ہوتا گیا، صبح دس بجے ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی سے فرمایا: میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، مطب میں مریض ہوں گے۔ ڈاکٹر فاروق نے عرض کیا: میں چلا جاتا ہوں، آپ فکر نہ کریں تو فرمایا: نہیں! تمہاری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے، ایسا کرو حکیم عثمان کو بھیج دو، وہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی نے اپنے برادر مولانا حکیم محمد عثمان حبان کو مطب میں مریضوں کی تشخیص کے لئے کہا اور خود حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو بیٹھ گئے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس درمیان ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی کو حضرت صابر کلیریؒ کے تمام حالاتِ زندگی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے، درمیان میں وہ چند سوالات بھی کرتے رہے اور آپؒ ان کے جوابات دیتے رہے۔ جب حضرت صابر کلیریؒ کا واقعہ مکمل ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے اشکال کیا کہ واقعات سنتے تو آرہے ہیں لیکن یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اتنا لمبا فاصلہ چند ساعتوں میں کیسے طے کیا جاسکتا ہے؟ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی؟ جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امت کے ایک گناہگار قاتل کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ سو قتل کے بعد وہ تائب ہوکر توبہ کے لئے اہل اللہ کی بستی کی طرف چلا، راستہ میں موت کے فرشتوں نے آلیا تو اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کی بستی والی زمین کو سمٹنے اور جس جگہ سے وہ آرہا تھا اس زمین کو پھیلنے کا حکم دیا۔ صحیح بخاری میں تو یہ الفاظ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کی جانب زمین کو حکم فرمایا تو سکڑ جا، اور دوسری جانب زمین کو حکم دیا کہ تو پھیل جا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لئے زمین کو سمیٹ دیتے ہیں۔ بلکہ ابوداؤد کی حدیث ہے کہ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو سفر کیا کرو، کیوں کہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے''۔ زمین کے لپیٹنے سے متعلق یہ بات ہر خاص و عام کے لئے ہے، پھر اللہ والوں کے لئے اللہ تعالیٰ خصوصی انتظام کیوں نہیں فرمائیں گے؟ ڈاکٹر فاروق صاحب نے عرض کیا: اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: مخدوم شیخ سید علاؤ الدین علی احمد رحمہ اللہ جنہیں ہم صابر کلیریؒ کے نام سے جانتے ہیں، جب ان کا وصال ہوا تو جنازہ اٹھانے والے لوگ بھی پورے

نہیں تھے، لیکن جب جنازہ لے کر چلے تو ایک خلقت اُمڈ پڑی، لاکھوں لوگوں نے نمازِ جنازہ ادا کی، پرندوں نے جنازہ پر سایہ کرلیا۔ صابر کلیریؒ کے اس واقعہ کو سنانے کا میرا اصل مقصد یہ تھا کہ اللہ کے نیک بندوں کی ایک خاص پہچان ہوتی ہے وہ یہ کہ جب ان کا جنازہ اٹھتا ہے تو اس پر دھوپ نہیں پڑتی۔ صاحبزادے نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا: بہت سے اکابر علما اور اولیاء اللہ کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان کے وصال پر دھوپ رہتی ہے؟ حبیب الامتؒ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: دھوپ تو ہوتی ہے لیکن جب جنازہ اٹھایا جاتا ہے یا تو بادل آجاتے ہیں، بارش ہوجاتی ہے، یا اسباب ایسے پیدا ہوجاتے ہیں کہ رات میں جنازہ اٹھایا جاتا ہے، یا تدفین اسی مکان میں ہوجاتی ہے جہاں انتقال ہوتا ہے۔ بس یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نشانی رکھی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بندہ اللہ تعالیٰ کا خاص اور قریبی بندہ ہے۔

✧✧✧

حبیب الامتؒ کی وفاتِ حسرت آیات

آخرت کا دسترخوان بڑا وسیع ہے

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ظہر کی نماز ادا کر کے بھی بہت دیر تک گفتگو فرماتے رہے، پھر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے، عصر کی اذان پر کسی نے اٹھانا مناسب نہ سمجھا، ساڑے پانچ بجے بیدار ہو کر وضو بنانا چاہا تو نقاہت کی وجہ سے چل نہ سکے، چھوٹے فرزندار جمند حکیم محمد عدنان حبان وہیل چیئر پر بٹھا کر حمام لے کر گئے، ضروریات سے فارغ ہو کر غسل کیا، نیا بنیان اور نئی لنگی پہنی، وہ لے کر آئے تو عصر کی نماز ادا کی۔ ڈاکٹر فاروق نے عرض کیا: آپ صوفہ پر تشریف رکھیں، وہیل چیئر پر بے آرامی ہوگی تو فرمایا: نہیں! ابھی مغرب کی نماز بھی پڑھنی ہے۔ کہا: مغرب میں ابھی چالیس منٹ ہیں۔ فرمایا: کوئی بات نہیں۔ آدھے گھنٹہ سے زیادہ ذکر واذکار میں مصروف رہے۔ مغرب کی نماز کے بعد سنن و نوافل سے فارغ ہوئے، تھوڑی دیر دعا کی اور پھر صوفہ پر بیٹھ گئے۔

حکیم عدنان حبان کی دس ماہ کی بیٹی کو گود میں لے کر کھلایا، تھوڑی دیر ہنستے مسکراتے اور بات کرتے رہے، پھر بچی کو دے کر گردن نیچے کر لی اور دس پندرہ منٹ آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھے رہے، پھر آنکھیں بند کئے ہی فرمایا: آج تو دعوتِ شیراز ہے۔ ڈاکٹر فاروق صاحب نے کہا: شاید غنودگی کے عالم میں کچھ فرما رہے ہیں۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فوراً فرمایا: نہیں میں سو نہیں رہا ہوں، مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔ کہا: آپ کچھ فرما رہے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں! میں کہہ رہا ہوں کہ آج تو دعوتِ شیراز ہے۔ دریافت کیا: کس کی دعوت ہے؟ فرمایا: میری دعوت ہے۔ دنیا کا دستر خوان کتنا بھی بڑا ہو جائے لیکن پھر چھوٹا ہو جاتا ہے، آخرت کا دستر خوان بڑا وسیع ہے، کبھی چھوٹا نہیں ہوتا، کبھی اس کی وسعت میں تنگی پیدا نہیں ہوتی۔

سبحان اللہ! کیا نگاہ تھی، نہ جانے اس وقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو کیا نظر آرہا تھا جو اس قسم کی گفتگو فرما رہے تھے، لیکن اطراف موجود سبھی اہل خانہ یہی سمجھے کہ حبیب الامتؒ کو ہمیشہ آخرت کا استحضار رہتا ہے، غالبًا اسی لئے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے کاندھوں میں درد اور ہلکا سا سانس پھولنا برقرار تھا، جس سے بے چینی محسوس فرما رہے تھے، عشا کے بعد دس بجے تک یہی کیفیت رہی۔ ساڑے دس بجے تھوڑی سی چائے پی اور فرمایا: مجھے باہر ہال میں بٹھا دو۔ لیکن نقاہت کی وجہ سے اٹھ نہ سکے، حکیم عدنان نے صوفہ بیڈ سے ملا کر رکھ دیا، تھوڑی دیر صوفہ پر تشریف فرما رہے، پھر بیڈ پر بیٹھ گئے اور فرمایا: آپ لوگ کھانے سے فارغ ہو جائیں۔ کئی مرتبہ تاکید فرمانے پر دستر خوان بچھایا گیا اور گھر کے کم سن بچوں کو کھانا کھلا کر دستر خوان بڑھا دیا گیا۔ کسی کی طبیعت کھانے کی طرف مائل نہ تھی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کا دریافت فرمایا تو کہا: جی فارغ ہو گئے ہیں۔

فرمایا: اچھا سب لوگ یہاں آئیں، فاروق آپ یہاں بیٹھیں، افضل آپ یہاں، عثمان عدنان آپ یہاں بیٹھیں۔ دونوں پوتوں (احمد احمد معین، محمد محمد امین) دونوں نواسوں (رافع عبد الحنان، شایع عبد المنان) اور دیگر سبھی مرد وخواتین کو نام بنام مراتب کے لحاظ سے قریب بٹھایا اور پھر ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے زندگی کی تمام نعمتیں عطا فرمائیں، یہاں تک کہ اہلِ ایمان میں شامل فرمایا جو تمام جہانوں کی دولت سے بڑھ کر ہے۔ میرے پیارے بچو! میری یہ نصیحت اور وصیت یاد رکھنا کہ توحید سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بغیر سب کچھ بے کار اور لاحاصل ہے، شرک گناہِ عظیم ہے، ''یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ، اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ''. آپ لوگوں کا کوئی فعل کبھی بھی ایسا نہ ہو جو ایمان کو خطرہ میں ڈالنے کا سبب بن جائے، اس لئے وحدانیت کی رسّی کو ہمیشہ مضبوطی سے تھامے

رکھنا۔ بعدہٗ رسالت پر ایمان ہے، نبی رحمت ﷺ سے جس قدر محبت والفت ہوگی اسی قدر آپ کا ایمان مضبوط ہوگا، درود شریف اور سنت کا اہتمام رکھنا، یہ رسول اللہ ﷺ کا حق ہے، جتنا بھی ادا کریں کم ہے۔ آپس میں محبت والفت کے ساتھ رہنا، دنیا بڑی بے وفا ہوتی ہے، شیطان انسان کو بہکا دیتا ہے، آپسی اخوت کو ملحوظ رکھ کر ایک دوسرے کے ساتھ درگزر کا معاملہ کریں۔ پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، کوئی کام کم کرتا ہے کوئی کام زیادہ کرتا ہے، اس سے دلوں میں دوری پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ دو بیٹیاں دہلی میں ہیں، کاش وہ بھی یہاں ہوتیں لیکن بس اللہ کو یہ منظور نہیں تھا، میری یہ تمام باتیں ان تک بھی پہنچا دینا، بہنوں کے حقوق کا خاص خیال رکھنا، بہت سی باتیں تمہاری والدہ مرحومہ سمجھ لیا کرتی تھیں اور مسئلہ حل ہو جایا کرتا، اب وہ نہیں رہیں اور میری زندگی بھی اختتام پذیر ہے، اللہ کو علم ہے کہ کتنی سانسیں باقی ہیں! بہنوں کے حق کی ادائیگی شرعی احکامات میں سے ہے، اگرچہ مجھے امید ہے اور آپ سبھی کی تربیت پر یقین بھی ہے لیکن احتیاطاً کہہ رہا ہوں کہ ان کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔

میں نے چند دن قبل عثمان کو چند باتیں نوٹ کرائی ہیں، جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ میں نے ابتداءً دارالعلوم محمدیہ سے جو تنخواہ لی تھی وہ تمام بڑھا کر ادارہ کو واپس کر دی تھی جس کے گواہ ادارہ کے اراکین ہیں، پھر بھی میری تسلی کے لئے میری جانب سے دس لاکھ روپے دارالعلوم محمدیہ کو دے دینا۔ دارالعلوم محمدیہ ہم سبھی کے لئے سرمایۂ آخرت ہے، جس کی جو ذمہ داری ہے اسے بحسن وخوبی ادا کریں اور ادارہ کی آبیاری کا خیال رکھیں۔ ایک کتاب مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم کی میرے پاس جانسٹھ کے کتب خانہ میں موجود ہے، وہ میں نے عاریۃً لی تھی، کئی مرتبہ لوٹانی چاہی لیکن نہیں دے سکا، وہ کتاب اور ایک نئی کتاب خرید کر دونوں ان کے صاحبزادے کو پہنچا دیں۔ وکیل صاحب کے پیسے ہیں وہ لکھے ہوئے رکھے ہیں، دیکھ کر وہ بھی ادا کر دیں۔ اس کے علاوہ یادداشت پر زور دینے کے باوجود مجھے یاد نہیں کہ مجھ پر کسی اور کا کوئی قرض موجود ہے۔ میری یادداشت کے

مطابق مجھ پر اور کوئی قرض نہیں، پھر بھی معلوم کر لینا اگر کسی کا قرض ہو تو ادا کر دینا۔ ہر آنے والے کا اکرام کرنا، میرے دوست واحباب اور دیگر سبھی رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھنا، جن کو دیا جاتا ہے ان کو دیتے رہنا۔ رحیمی شفاخانہ میں آنے والے مریضوں کی تشخیص وعلاج میں کوتاہی نہ کرنا۔ ہمیشہ نگاہ حلال پر ہی رہے، حلال کے بغیر ایمان بھی قابلِ قبول نہیں ہوتا، ایک رتی بھر بھی کوئی رقم حرام ناجائز یا مشکوک نہ آئے اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا، شیطان حرام کے ذریعہ گھات لگا کر بیٹھتا ہے کہ اعمالِ صالحات کو غارت کر دے۔ حلال وحرام کی خوب تمیز رکھنا۔

پھر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے وراثت سے متعلق تفصیلی گفتگو فرمائی اور تمام جائیداد کی تقسیم فرما کر ارشاد فرمایا: اس بات کی خواہش تمہاری والدہ مرحومہ کی بھی تھی، میں چاہتا تھا کہ اور بہتر طریقہ پر تمہارے حصے تمہیں دوں، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، جو موجود ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، ان شاء اللہ رب العزت مزید عطا فرمائیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ خوب نوازنے والے ہیں۔ بچیوں نے سنا تو رونے لگیں۔ داماد قاری محمد افضل اور صاحبزادگان نے عرض کیا: آپ یہ سب باتیں کیوں ارشاد فرما رہے ہیں؟ حالانکہ آپ کی طبیعت اتنی ناساز نہیں جتنی اس سے پہلے ہوئی ہے، ان شاء اللہ طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ مسکرا کر ارشاد فرمایا: پیارے بچو! زندگی اور موت کے درمیان صرف دو قدم کا فاصلہ ہے، نہ جانے سانسوں کی یہ ڈور کب ٹوٹ جائے۔ میری باتوں کو ذہن نشیں کر لو، بس گزارش یہ ہے کہ میرے لئے قرآن کی تلاوت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے رہنا۔

حضرت حبیب الامت کا وصال

گفتگو پوری ہوئی تو حکیم عثمان نے بی پی چیک کیا، تین مرتبہ دیکھنے کے باوجود صفر آیا، نبض غائب تھی جس سے سخت تشویش ہوئی لیکن پھر حکیم عدنان نے کہا کہ پلس اوکسی میٹر کے ذریعہ دیکھیں، چنانچہ نئے میٹر سے چیک کیا تو پانچ مرتبہ کے بعد بھی پلس کی ریڈنگ زیرو تھی، حبیب الامتؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: نکال دو، اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر فاروق اور سبھی اہلِ خانہ کو نبض اور

دھڑکن کے غائب ہونے سے سخت پریشانی ہوئی، لیکن حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت آرام سے گفتگو کرنے اور بیٹھے رہنے سے اطمینان تھا کہ کوئی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد سفیان سے فون پر بات ہوئی تو انہوں نے ہسپتال کے لئے کہا، لیکن حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا: بالکل نہیں! میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ہسپتال نہیں لے جانا، ویسے بھی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپؒ لیٹ گئے، اس وقت سانس میں تنگی محسوس ہوئی تو کلمہ شہادت کا ورد فرمانے لگے۔

طبیعت کی ناسازی کی اطلاع ملتے ہی اراکین دارالعلوم محمدیہ عالیجناب سید نواب جان صاحب اور عالیجناب محمد افضل صاحب عیادت کے لئے آ گئے، خواتین کو ہٹا دیا گیا، یہ صاحبان اندر داخل ہوئے تو سلام کا جواب دیتے ہوئے دریافت فرمایا: کون ہیں؟ چہرہ دیکھ کر اشارہ سے خیریت معلوم کی۔ انہوں نے طبیعت معلوم کی تو اشارہ سے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر یہ حضرات باہر ڈاکٹر فاروق سے گفتگو میں مصروف ہوگئے، آکسیجن لیول کم ہونے کی وجہ سے صاحبزادگان نے آکسیجن لگایا، اس دوران تقریباً بارہ چودہ مرتبہ کلمہ شہادت پڑھا، پھر فرمایا: آپ سب اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں، فی امان اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ کلمہ شہادت اور پڑھا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

سانس کے رکتے ہی لمحہ بھر کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے دل نے انکار کردیا، سبھی ''ابو حضور'' ''ابو حضور'' کی آوازیں لگانے لگے، نبض دیکھی، دل کی دھڑکنیں پہلے ہی سنائی نہیں دے رہی تھیں، بالآخر اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ ایسی ہی پاک روحوں کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً. فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. اے اطمینان والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ لہٰذا میرے بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔ (سورۃ الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

اللہ اکبر! کبھی کتابوں میں پڑھا تھا کہ نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ ادراک فرمادیتے ہیں، کس قدر اطمینان وسکون کے ساتھ کلمہ پڑھتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فانی دنیا سے باقی دنیا کی

طرف کوچ فرما گئے۔ اسی کو احادیث میں ''خاتمہ بالخیر'' کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اپنی شایانِ شان جگہ عطا فرمائے اور سبھی اہل خانہ، اعزا واقارب، خلفا ومجازین، مریدین ومتوسلین اور جملہ وابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

نمازِ جنازہ اور تدفین

کرناٹک میں ان دنوں لاک ڈاؤن چل رہا تھا، جنگل کی آگ کی طرح یہ اندوہناک خبر ہندوستان سے نکل کر دنیا بھر میں پھیل گئی، علمائے کرام، عمائدین، خلفا ومجازین، تلامذہ، مریدین و متوسلین، مریضوں اور وابستگان کی ایک کثیر تعداد فون پر تصدیق کر رہی تھی اور اپنی محرومی پر رنج والم میں ڈوبی جارہی تھی۔ چونکہ لاک ڈاؤن اور راستے مسدود ہونے کی وجہ سے شہر بنگلور کے باہر سے کوئی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں کرسکتا تھا اور قانوناً بھی بیس افراد سے زیادہ کی اجازت نہیں تھی۔ باوجود اس کے ہزاروں لوگوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ حبیب الامتؒ کی دو صاحبزادیاں داماد اور دیگر اعزا واقارب بھی شریک نہ ہوسکے۔

پہلی نمازِ جنازہ صاحبزادہ حبیب الامتؒ مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی نے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ میں ادا کرائی، دوسری نمازِ جنازہ میسور روڈ قبرستان کی مسجد رحیمیہ میں جانشین حضرت حبیب الامتؒ حضرت ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ نے پڑھائی۔ دو نمازوں کے بعد بھی ایک بڑی تعداد نماز سے رہ گئی تو تیسری نمازِ جنازہ مولانا یوسف بیگ صاحب قاسمی ندوی (جو حضرت کے تلامذہ میں سے ہیں) نے پڑھائی، ۲۳؍ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶؍ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات دوپہر ساڑھے بارہ بجے ہزاروں محبین ومریدین اور علمائے کرام کی کثیر تعداد کے درمیان نم آنکھوں کے ساتھ میسور روڈ قبرستان میں اہلیہ مرحومہ کے برابر تدفین عمل میں آئی۔

✧✧✧

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق چند خواب

بہت دن رہ چکا، اب تو آ جا

وصال سے چند دن قبل حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی صاحبزادی سے دہلی فون پر گفتگو فرما رہے تھے، لاک ڈاؤن کی وجہ سے دونوں بچیوں کی دوری بڑی شاق گزر رہی تھی، سفر کی پابندیوں کی وجہ سے آنے کے لئے بھی نہیں کہہ سکتے تھے۔ ایسے میں دورانِ گفتگو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، میں نے خواب دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور میرے پہلے شیخ پیرِ کامل قلندرِ زماں حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی نور اللہ مرقدہٗ (نبیرہ حضرت گنگوہیؒ) کسی خوبصورت جگہ تشریف فرما ہیں، میں نے دیکھا تو تیزی سے آگے بڑھ کر سلام کیا، دل ان کی زیارت سے خوشی کے مارے اچھل رہا تھا، ایسے میں اچانک حضرتِ اجانؒ نے فرمایا: ادریس! بہت دن ہوگئے، اب آ جا۔ پھر منظر بدل گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ والدہ مرحومہ ہیں، بہت خوبصورت لباس میں میری راہ دیکھ رہی ہیں، میں نے دیکھا تو دوڑتا ہوا آگے بڑھا، قریب گیا تو کہنے لگیں: ادریس! بہت رہ چکا، بس اب آ جا۔

صاحبزادی نے سنا تو رونے لگیں، تعبیر دریافت کی تو فرمانے لگے: زندگی کی شام ہو چکی، اب حیاتِ دنیاوی کا سورج غروب ہوا چاہتا ہے۔

میرا نام سب سے اوپر لکھیں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک نہایت عجیب وغریب خواب بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ قیامت برپا ہے، تا حد نگاہ ایک میدان میں لوگ پریشان حال بھاگ

دوڑ رہے ہیں، لیکن میں اطمینان کے ساتھ ٹہل رہا ہوں، میں جس جگہ ہوں وہاں صرف علمائے کرام موجود ہیں، سفید کپڑوں اور عمامے میں چل پھر رہے ہیں، ایک اسٹیج بنا ہوا ہے جس کے قریب ہی ایک دفتر موجود ہے، اتنے میں میرے برادر نسبتی حضرت مولانا شاہ عالم صاحب رحیمی نور اللہ مرقدہٗ آئے اور اپنے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا دکھاتے ہوئے کہا: میں نے تو جنت کا پروانہ لے لیا ہے، آپ بھی چلے جائیں اور پروانۂ جنت حاصل کرلیں، میں نے معلوم کیا کہ یہ آپ کہاں سے لائے ہیں؟ تو انہوں نے مجھے اسٹیج کے برابر میں دفتر کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ آپ وہاں چلے جائیں، اندر حضرت جبرئیل علیہ السلام موجود ہیں، وہ آپ کو دے دیں گے۔

چنانچہ میں چلتا ہوا دفتر کے دروازہ میں پہنچا، پردہ ہٹا کر دیکھا تو اندر برادرِ نسبتی اور استاذ محترم حضرت منشی محمد عالم صاحب دامت برکاتہم قلم لئے ہوئے بیٹھے ہیں، میں نے داخل ہوکر تعجب سے عرض کیا: یہ تو آپ تشریف فرما ہیں، مجھے تو معلوم ہوا تھا کہ جبرئیل امین ہیں؟ منشی جی نے مسکراتے ہوئے فرمایا: آجاؤ، وہ میں ہی ہوں۔ میں اندر داخل ہوگیا تو منشی جی کے آگے ایک ڈسک بچھا ہوا ہے جس پر ایک بڑا رجسٹر ہے جس میں بے شمار ناموں کا اندراج ہو چکا ہے، میں نے کہا: میرا نام بھی ہے؟ فرمایا: نہیں ہے۔ میں نے کہا: کیوں نہیں ہے، میرا نام بھی آپ اس میں تحریر فرمالیں۔ چنانچہ انہوں نے رجسٹر کے صفحہ کے اختتام پر نام لکھنا چاہا تو میں نے ہاتھ روک لیا اور کہا: آپ میرا نام کہاں لکھ رہے ہیں؟ صفحہ کی پیشانی پر لکھیں، میں اپنا نام نیچے نہیں لکھواؤں گا۔ منشی جی نے کہا: اچھا چلو اوپر کی طرف قطب کے نام درج ہیں، درمیان میں ابدال کے نام تحریر ہیں، میں تمہارا نام درمیان میں لکھ دیتا ہوں۔ پھر انہوں نے درمیان میں نام لکھنا چاہا تو میں نے صاف منع کر دیا اور کہا: ایسا نہیں ہوگا، آپ میرا نام سب سے اوپر تحریر فرمائیں۔

منشی جی نے فرمایا: میں سب سے اوپر نہیں لکھ سکتا، درمیان میں لکھ دیتا ہوں۔ لیکن میں نہیں مانا اور کہا: آپ کو میرا نام سب سے اوپر لکھنا ہوگا۔ منشی جی نے میرے اصرار پر سب سے اوپر جہاں قطب کے نام مندرج تھے میرا نام بھی تحریر کرتے ہوئے فرمایا: لو جب آپ نہیں مانتے تو چلو لکھ دیتا ہوں۔ میں نے نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ صحیح ہوا ہے، میرا نام یہیں لکھا جانا تھا۔ پھر اچانک

آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ فجر کی اذان ہورہی ہے۔سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں دِکھا اور بتادیتے ہیں کہ تمہارا مقام کیا ہے۔

رشتہ داروں کا منھ میٹھا نہ کرنے پر خواب

دہلی مطب کے دوران ایک مرتبہ یوپی، دہلی، پنجاب وغیرہ کے مختلف اسفار سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی ہوئی تو آپؒ نے رات کو خواب دیکھا کہ ''نبی کریم ﷺ تشریف لارہے ہیں، آپؒ فوراً پھیلے ہوئے سامان کو سمیٹنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کو صاف ستھری جگہ پیش کریں، چنانچہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور گھر کے مین گیٹ میں چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہوگئے، حبیب الامتؒ نے اندر آنے کے لئے راستہ دیتے ہوئے اپنی نظریں بچھادیں اور عرض کیا: اے اللہ کے نبیؐ! تشریف لائیں۔ آقائے نامدار محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اندر نہیں آؤں گا، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو'۔ آنکھ کھلی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا روتے روتے برا حال ہوگیا، بار بار اپنی داڑھی پکڑ کر فرماتے: ادریس! تو نے کیا کیا؟ تجھے تو دھتکار دیا گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے نظریں پھیر لیں تو تیری زندگی کا کیا حاصل؟ دنیا وآخرت تو تباہ کرچکا۔

اس وقت آپؒ کی اہلیہ حیات تھیں، یہ کیفیت دیکھی تو دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ پہلے تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ نہ بتایا، ایسے ہی اشکباری اور رنج وغم کا غلبہ طاری رہا، لیکن جب زیادہ زور ڈالا تو خواب بیان کرکے زار وقطار رونے لگے۔ اہلیہ صاحبہ بھی آبدیدہ ہوگئیں، عرض کیا: اچھا یہ تو بڑا مبارک خواب ہے، اگر رسول اللہ ﷺ کو آپ سے محبت نہ ہوتی تو آپ کے عمل پر توجہ دِلانے کے بجائے خواب میں ہی تشریف نہ لاتے، آپ کے عمل پر تنبیہ کا مطلب تو یہی ہے کہ آپ سے نبی کریم ﷺ کو محبت ہے، رونا اور افسوس کرنا ختم فرمادیں اور اپنے عمل کا محاسبہ فرمائیں کہ کیا کوتاہی ہوئی ہے؟ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے افعال واعمال کا محاسبہ کیا اور فرمایا: عزیزم حکیم محمد عدنان حبان کے یہاں صاحبزادے کی پیدائش ہوئی، اس خوشی میں میں نے تمام دوست و احباب کو مٹھائیاں بھجوائیں، دہلی سے یوپی کے سفر میں کئی جگہ جانا ہوا، سب جگہ رشتہ داروں میں مٹھائی

لے کر گیا، لیکن چرتھاول بھائیوں کے پاس مٹھائی لے جانی یاد نہیں رہی، جب واپسی ہوئی تو خیال آیا کہ بھول ہوگئی ہے پھر سوچا کہ فاروق اور دیگر سبھی کے بچے ہوئے تو سب کا منھ میٹھا کیا، اس بار بھول ہوگئی تو کوئی بات نہیں۔ لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ معمولی سی بھول رسول اللہ ﷺ سخت ناپسند فرمائیں گے؟ چنانچہ فوراً برادران کے یہاں مٹھائی بھجوائی۔ پھر تو آخر زندگی تک پہلے سے زیادہ رشتہ داروں کا خیال فرماتے رہے۔ چھوٹی سے چھوٹی تقریب ہوتی تو ضرور تشریف لے جاتے، ان کی دلجوئی فرماتے، انہیں ہدایا پیش کرتے۔ اس کے بعد کئی مرتبہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں مسکراتے ہوئے دیکھا، تب جاکر آپؒ کو اطمینان حاصل ہوا۔

سید افضل پاشا مرحوم کا خواب

عالیجناب سید افضل پاشا مرحوم نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کسی مسجد میں وعظ فرما رہے ہیں، مائک سے آپ ﷺ کی آواز آرہی ہے، لوگ مسجد کی جانب وعظ سننے کے لئے بھاگے جارہے ہیں، میرے دل میں بھی اشتیاق پیدا ہوا کہ نبی ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوں، چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو دیکھا ممبر پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور تقریر فرما رہے ہیں، میں نے کہا یہ تو ہمارے حضرت ہیں۔ آنکھ کھلی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے خواب بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو بہت دیر تک روتے رہے، پھر نظریں اُٹھاتے ہوئے گویا ہوئے: افضل بھائی! بڑا مبارک خواب ہے، میں اس لائق تو نہیں لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے، نبی کریم ﷺ سے جو لوگ محبت کرتے ہیں یا محبوبِ کبریا ﷺ جس شخص سے محبت کرتے ہیں، کبھی کبھی ان کی شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ دِکھائی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حقیقی محبت کرنے والا بنادے، آمین!

الحاج عبدالقدوس صاحب کا ایک خواب

عالیجناب الحاج عبدالقدوس صاحب گلوبل پبلک اسکول بابوجی نگر بنگلور نے ایک مرتبہ حاضر ہوکر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا خواب بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا روضۂ مبارک ہے،

سنہری اور سبز جالیوں کے میں بالکل قریب کھڑا ہوا ہوں، اتنے میں دیکھتا ہوں کہ جالیاں ہٹی ہوئی ہیں اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ روضۂ اقدس میں اندر ہیں اور مجھے اشارہ سے بلا رہے ہیں۔ میں ڈرتا ڈرتا اندر داخل ہوا تو حبیب الامتؒ نے نہایت آہستہ سے سرگوشی یا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: خاموش رہو، آپ علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں۔ پھر نظر پڑی تو دیکھا کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ روضۂ مبارک میں جھاڑو لگا رہے ہیں، آپؒ کی دیکھا دیکھی میں نے بھی جھاڑو لگانی شروع کردی، پھر اچانک آنکھ کھل گئی تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سنا تو آپؒ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا: خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں ایک مسجد تعمیر فرمائیں گے۔ چنانچہ چند ماہ بعد ہی ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ الحاج عبدالقدوس صاحبؒ نے ایک اراضی لے کر مسجد تعمیر کرائی۔ اللہ اکبر!

نبیٔ اکرمﷺ کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا

ایک رات کا واقعہ ہے کہ تہجد کے بعد تھوڑی دیر استراحت کی اور فجر کے لئے بیدار ہوگئے، نمازِ فجر سے قبل نوافل پڑھتے رہے، پھر تسبیحات کا سلسلہ شروع ہوا تو فجر کی نماز پر رُکا، پھر تلاوت شروع کی تو طلوعِ آفتاب تک قرأت فرماتے رہے۔ اہلیہ صاحبہ نے معلوم کیا کہ نیند بھی پوری نہیں فرمائی، تھوڑی دیر آرام فرمالیں۔ چنانچہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے بستر پر آرام فرما ہوئے، لیکن زار و قطار روتے رہے، یہاں تک کہ ناشتہ کا وقت ہوا تو وضو فرما کر کپڑے تبدیل فرمالئے۔ اہلیہ نے اس اشکباری کی وجہ معلوم کی تو بہت دیر تک نظریں جھکائے تشریف فرما رہے اور ارشاد فرمایا: میں نے رات عجیب و غریب لیکن نہایت مبارک خواب دیکھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پانی کا ایک بہت بڑا حوض بنا ہوا ہے جس پر انبیا علیہم السلام وضو فرما رہے ہیں، پھر منظر بدل گیا اور آقائے نامدار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے ساتھ وضو فرما رہے ہیں، پھر کسی منادی نے آواز لگائی کہ الگ ہو جاؤ، راستہ چھوڑ دو، سب ہٹ جاؤ، امہات المومنین تشریف لا رہی ہیں، چنانچہ تمام امہات المومنین نے پردہ کے ساتھ وضو بنایا۔ پھر منظر بدل گیا اور دیکھتا کیا ہوں کہ میں وضو بنانے کے لئے بیٹھا تو

عاشقِ صحابہ نوجوان عالم دین حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم (استاذ شعبہ تحفیظ القرآن مسجد نبوی مدینہ منورہ وخلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ) آئے اور کہا: حضرت! میں آپ کو وضو کراؤں گا، انہوں نے مجھے نہایت اطمینان کے ساتھ بہت اچھی طرح وضو کرایا اور اس پانی سے وضو کرایا جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو سے بچ گیا تھا۔ وضو سے فارغ ہو کر میں نے جلدی جلدی تمام اہلِ خانہ کو بلایا اور کہا کہ تم بھی وضو کرلو، کہیں دروازہ بند نہ ہو جائے۔ چنانچہ میرے تمام اہل خانہ اہلیہ، جملہ صاحبزادے وصاحبزادیاں، داماد، بہوویں اور ان تمام کے بچے حوض پر وضو کر کے فارغ ہوگئے تو مجھے اطمینان ہوگیا اور پھر میری آنکھ کھل گئی۔

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایصالِ ثواب سے متعلق عجیب خواب

ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج نہایت عجیب و غریب خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ جانسٹھ کے رہنے والے الحاج سعیدالدین صاحب مرحوم (جو نہایت وضع قطع اور رکھ رکھاؤ کے آدمی تھے، علما سے محبت کرنے والے اور خوب مہمان نواز تھے، قصبہ میں نہایت معزز شخصیت کے مالک تصور کئے جاتے تھے) کو دیکھا کہ نہایت پاک وصاف اور نفیس کپڑے زیب تن کئے ہوئے، سر پر عمامہ باندھے، کندھے پر رومال ڈالے، پان کھاتے اور مسکراتے ہوئے آئے، میں نے سلام و مصافحہ کے بعد خیر و عافیت دریافت کی تو کہنے لگے الحمد للہ یہاں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ میں نے کہا: آپ کا تو انتقال ہو گیا تھا؟ کہا کہ جی ہاں! انتقال ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ جگہ رہنے کے لئے دی ہے، پھر انہوں نے وہ مکان دِکھایا جس میں وہ رہ رہے تھے، صاف ستھرا لیکن کچی مٹی سے بنی ہوئی عمارت تھی۔ میں نے پھر معلوم کیا: آپ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا تھا اور آپ کی پہلی اہلیہ بھی وصال کرگئی تھیں، ان کا کیا حال ہے؟ ملاقات ہوتی ہے یا نہیں؟

حاجی صاحب نے بتایا: والدہ سے ملاقات ہو جاتی ہے، لیکن پہلی والی اہلیہ سے ملاقات نہیں ہوتی، میں جس منزل میں رہتا ہوں اس کے اوپر والی منزل میں نہایت شاندار عمارت ہے جو میری والدہ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ سابقہ اہلیہ میری والدہ کے ساتھ ہی رہتی ہیں، میرا مکان بھی انہی

کی اوپری والی منزل میں تعمیر ہو رہا ہے، جب وہ بن جائے گا تو میں وہاں منتقل ہو جاؤں گا، اس وقت مجھے اہلیہ سے ملنے کی اجازت ہوگی۔ میں نے دریافت کیا: ہم نے تو احادیث میں اور علمائے کرام سے سنا ہے کہ انتقال کے بعد کوئی رقم، پیسہ اور کرنسی نہیں چلتی، صرف اعمال کام آتے ہیں، ایسے میں آپ اپنا مکان کیسے تعمیر کر رہے ہیں؟ تو حاجی سعید الدین صاحب نے کہا: یہ بات بالکل صحیح ہے، یہاں کرنسی پیسہ نہیں چلتا، البتہ اعمال چلتے ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً آپ اور دیگر حضرات جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور جو قرآن کریم پڑھ کر پہنچاتے ہیں اس سے میرا اوپر والا مکان تعمیر کیا جا رہا ہے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خواب بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: مجھے اس بات کا یقین و ایمان تو تھا کہ جو مرحومین کو ثواب پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان تک پہنچا کر ان کے درجات میں اضافہ فرما دیتے ہیں، لیکن کبھی کبھی یہ سوچتا تھا کہ میں نے جو پڑھا ہے اور جو ایصالِ ثواب کیا ہے نہ جانے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے یا نہیں، اگر قبول فرمایا تو یہ اس کا فضل ہے اور اگر نہیں فرمایا ہے تو مرحومین تک وہ ثواب پہنچا، یا نہیں؟ یہ سوال ہمیشہ ذہن میں رہتا، اس خواب کے بعد اطمینان ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کئے گئے ایصالِ ثواب کو مرحومین تک پہنچا دیتے ہیں۔ سبحان اللہ العظیم!

حاذق الامتؒ اور حضرت اجان کا مقام و مرتبہ

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پیر کامل حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی نور اللہ مرقدہٗ جب پاکستان ہجرت فرما گئے اور میں جنوبی ہند آ گیا تو حضرت سے کسی طرح کا رابطہ نہ رہا، خط و کتابت کرتا تو جواب ارسال نہ فرماتے، ملاقات کے لئے گیا تو اندر سے کھانا بھجوایا اور ایک رقعہ لکھ کر دیا کہ ادریس! تیرے آنے سے مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے، تیری خدمات اور شیخ کے تئیں محبت و الفت اور خلوص یاد آتا ہے لیکن میں اپنے رب کے وعدہ سے مجبور ہوں، میں نے قسم کھالی ہے کہ چند اشخاص کے علاوہ کسی سے نہیں ملوں گا، اس لئے میں مل نہیں سکتا۔ چنانچہ شیخ سے ملاقات نہ ہونے پر میں ہندوستان واپس آ گیا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ۲۰۰۱ء میں اطلاع ملی کہ شیخ کو کسی نے شہید کر دیا ہے، اس کے بعد مجھے بے چینی رہتی، حاذق الامت نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت اجان قدس سرہٗ کے لئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کرتا رہتا۔ ایک دن خواب دیکھا کہ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ میں حضرت اجانؒ کے حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ پان کا ٹکڑا منھ میں دبائے چہرے پر حسین مسکراہٹ سجائے مجھے دیکھ رہے ہیں، میں نے بڑھ کر سلام کیا، خیریت معلوم کی اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا: حضرت! آپ کی خانقاہ تو پرنامبٹ میں ہے اور یہ خانقاہ تو حضرتِ اجان کی ہے؟ حضرت حاذق الامتؒ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جی ہاں! حبان صاحب آپ نے صحیح کہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت اجان کی جگہ دے دی ہے اور حضرت اجانؒ کو اور اونچی جگہ عنایت فرمائی ہے۔ ان کا مقام اور اونچا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب بیان کر کے فرمایا کرتے تھے: بڑا عجیب و غریب خواب تھا یہ، میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اجان کو کئی نسبتیں حاصل تھیں اور پھر خاموشی کے ساتھ انہیں جو شہید کیا گیا اسی وجہ سے ان کا مقام اللہ تعالیٰ نے بلند فرما دیا ہوگا اور حاذق الامتؒ کو خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ میں جگہ عطا فرما دینا یہ بھی نہایت بلند مقام کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ حضرت گنگوہی کی خانقاہ قطبِ عالم اور ابدالوں کی خانقاہ کہی جاتی تھی۔

✧✧✧

تصنیف وتالیفات

دینی کتابیں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ابتدا سے ہی لکھنے پڑھنے کا مزاج تھا، ہمیشہ خالی اوقات یا دورانِ سفر مطالعہ کے لئے کوئی نہ کوئی کتاب ہمراہ رہتی، اخبارات سے وابستگی کے دوران ان گنت دینی و اصلاحی اور سیاسی مضامین تحریر فرمائے۔ اسی دوران مضمون نگاری سے ہٹ کر آپؒ نے تصنیف و تالیف کی ابتدا کرتے ہوئے چند کتابچے تالیف فرمائے، لیکن پھر وقت کی ضرورت دیکھتے ہوئے سب سے پہلی کتاب ''خوابوں کی تعبیر اوران کی حقیقت'' کے عنوان پر دو جلدوں پر مشتمل تحریر فرمائی جس کی اشاعت پر علمائے کرام وقائدین ملت نے بے انتہا پسندیدگی کا اظہار فرمایا، جس کے بعد آپ نے مزید کتابوں پر کام کرنا شروع کیا، بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی یہ محنت رنگ لائی اور مختلف عنوانات پر دوسو کے قریب کتابیں آپؒ نے اپنی وفات تک تحریر فرمائیں جن میں خواب وتعبیر، تصوف وسلوک، طریقت ومعرفت، ایمان واعمال، فکروعمل، اخلاق وکردار، مسائلِ دینیہ، تفسیر قرآن، منقبتِ رسولؐ، خطبات وموعظت، اکابرینِ امت کے احوال وکوائف، خواتین وطالبات کی اصلاح وتربیت، مدارس ومکاتب، حج وعمرہ اور رمضان المبارک سے متعلق بے شمار عنوانات پر ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے، یقیناً یہ آپؒ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے۔

طبی کتابیں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے طبی تالیفات کی ابتدا اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد کی۔ شروع میں چار کتابیں منظر عام پر آئیں تو طبی دنیا میں ایک کہرام مچ گیا، جس کی وجہ یہ تھی کہ گزشتہ

پچاس سالہ دور میں کوئی بیاض منظر عام پر نہیں آئی تھی۔ حبیب الامتؒ نے ''بیاضِ حبان'' کے نام سے جو کتاب تصنیف فرمائی یہ فنِ طبِ یونانی کے نہ صرف باقی رہنے بلکہ طبِ قدیم کی ترویج واشاعت کی دلیل تھی۔ بعدۂ طبِ نبوی کا یہ قلمی سفر مسلسل جاری رہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بحمد اللہ تعالیٰ آپؒ کی فن طب وحکمت پر نئی تحقیق وتجربات کی روشنی میں تیس کے قریب کتابیں شائع ہوکر جویانِ طب کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین!

لاک ڈاؤن کے درمیان کئی کتابیں تالیف فرمائیں

آخری دنوں میں کئی کتابیں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف فرمائیں جن میں ''لاک ڈاؤن کے بعد مدارسِ اسلامیہ کی ذمہ داریاں'' دو جلدوں پر مشتمل ہے، تقریباً آٹھ کتابیں اور ہیں جن پر نظرِ ثانی باقی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے اس فیضان کو جاری وساری رکھے اور توشۂ آخرت بنائے، ہم سبھی کو آپؒ کی اس علمی محنت وجستجو سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے، آمین!

ذیل میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کی سرسری فہرست شامل کی جارہی ہے۔

فہرست دینی کتابیں

نام کتب	صفحات	ناشر
تفسیری خطباتِ حبان (جلد اول) دوم سوم زیرطبع	456	مکتبہ طیبہ دیوبند
حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (شرح ذکر النبی)	148	مکتبہ طیبہ دیوبند
خوابوں کی تعبیر اوران کی حقیقت (اول، دوم)	977	مکتبہ طیبہ دیوبند
خوابوں کی تعبیر اوران کی حقیقت (سوم زیرطبع)		......
خطبات رحیمی (اول تا دہم)	1870	مکتبہ طیبہ دیوبند
خطبات رمضان المبارک (اول تا چہارم)	847	مکتبہ طیبہ دیوبند
طالبات تقریر کیسے کریں (اول تا دہم)	1600	مکتبہ طیبہ دیوبند
خطبات حبان برائے دختران اسلام (دس جلدیں)	1912	مکتبہ فیصل دیوبند

رمضان المبارک کے فضائل ومسائل (اول، دوم)	584	......
اہل معرفت کی راہیں	232	مکتبہ طیبہ دیوبند
عمل زندگی	264	مکتبہ طیبہ دیوبند
انوارِ طریقت	482	مکتبہ طیبہ دیوبند
اسرارِ طریقت	352	مکتبہ طیبہ دیوبند
عورت پر اسلام کی مہربانی	352	مکتبہ طیبہ دیوبند
دعوتِ فکر وعمل	259	مکتبہ طیبہ دیوبند
گناہوں کے انبار (اول، دوم)	304	مکتبہ طیبہ دیوبند
افاداتِ حکیم الامت	176	مکتبہ طیبہ دیوبند
اسلام میں عورت کی عظمت	312	مکتبہ طیبہ دیوبند
خواتین کے لئے اصلاحی تقریر	216	مکتبہ طیبہ دیوبند
خواتین کے لئے منتخب تقریر	176	مکتبہ طیبہ دیوبند
مستورات کے لئے انقلابی تقریر	158	مکتبہ طیبہ دیوبند
قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت	156	مکتبہ طیبہ دیوبند
زیارتِ حرمین شریفین	400	مکتبہ طیبہ دیوبند
ملفوظات حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ (اول، دوم، سوم)	176	مکتبہ طیبہ دیوبند
مفتاح الصلوٰۃ	149	رحیمی کتب خانہ بنگلور
فیضانِ گنگوہی	424	رحیمی کتب خانہ بنگلور
فضائل اعمال کی فضیلت واہمیت	88	مدینہ بک ڈپو دہلی
ایمان اور اعمال حسنہ	208	مدینہ بک ڈپو دہلی
اعمالِ سالکین خصائلِ عارفین	184	مدینہ بک ڈپو دہلی
کنز العارفین	289	مدینہ بک ڈپو دہلی

تصوف وسلوک کی حقیقت	224	......
امت کے روشن چراغ (اول تا سوم)	732	......
مجالسِ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ (اول، دوم)	232	ادارہ کتاب الشفاء دہلی
ریاض السالکین	312	ادارہ کتاب الشفاء دہلی
سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	111	مکتبہ اشاعت اسلام دیوبند
انجمن دیندار مسلمان نہیں	40	مکتبہ اشاعت اسلام دیوبند
انوار السالکین	445	مکتبہ اشاعت اسلام دیوبند
سوانح حاذق الامت	423	مکتبہ اشاعت اسلام دیوبند

فہرست طبی کتابیں

نام کتب	صفحات	ناشر
بحر طب سے چند موتی	256	ادارہ کتاب الشفاء
بانجھ پن کا مجرب علاج	200	ادارہ کتاب الشفاء
بیاض حبان	246	ادارہ کتاب الشفاء
چہرہ کو حسین بنائیں	176	ادارہ کتاب الشفاء
دمہ کا مجرب علاج	216	ادارہ کتاب الشفاء
دانتوں کو خوبصورت مضبوط بنائیں	98	ادارہ کتاب الشفاء
دل کے امراض کا مکمل علاج	256	ادارہ کتاب الشفاء
ڈرائی فروٹ سے علاج	160	ادارہ کتاب الشفاء
فاسٹ فوڈس موت کا سامان	217	ادارہ کتاب الشفاء
فروٹس سے علاج کیجئے	166	ادارہ کتاب الشفاء
جلد کو خوبصورت بنائیں	120	ادارہ کتاب الشفاء

کلید شفا	440	ادارہ کتاب الشفاء
معدہ جگر طحال کا مجرب علاج	264	ادارہ کتاب الشفاء
سرطان کا مکمل علاج کیجئے	256	ادارہ کتاب الشفاء
صحت مند زندگی کے راز	232	ادارہ کتاب الشفاء
تحفۂ حسن وکمال	272	ادارہ کتاب الشفاء
وزن کم کرنے کا آسان علاج	192	ادارہ کتاب الشفاء
بالوں کو خوبصورت اور مضبوط بنائیں	117	ادارہ کتاب الشفاء
سبزیوں سے علاج کیجئے	184	ادارہ کتاب الشفاء
ذیابیطس کا مکمل علاج کریں	200	ادارہ کتاب الشفاء
گردوں کا مکمل علاج کریں	254	ادارہ کتاب الشفاء
دماغی امراض کا مکمل علاج	368	ادارہ کتاب الشفاء
ہر قسم کے بخاروں کا مکمل علاج	304	ادارہ کتاب الشفاء
کینسر کا مجرب علاج (اول، دوم)	137	مدینہ بک ڈپو اردو دہلی
پھلوں سے علاج (اول، دوم)	164	مدینہ بک ڈپو اردو دہلی
شوگر کا کامیاب علاج	112	مدینہ بک ڈپو اردو دہلی
ترکاریوں سے علاج	128	مدینہ بک ڈپو اردو دہلی

✧✧✧

اخلاق وکردار

مہمان نوازی

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ میں بے انتہا مہمان نوازی تھی، علمائے کرام، عمائدین عظام، تعلق دار حضرات تو سب خواص میں داخل تھے، کوئی اجنبی فرد بھی آجاتا تو کوشش کرتے کہ کھانا کھلا کر بھیجیں۔ اوقاتِ مطب میں آنے والے لوگوں کو بھی کھانے کے وقت بغیر کھانا کھائے جانے نہ دیتے، یا کم از کم چائے ناشتہ کرا کر رخصت فرماتے، بعض لوگ اسی لئے تاخیر سے آتے تاکہ اطمینان سے گفتگو بھی ہوجائے اور ضیافت بھی ہوجائے۔ اگر کوئی اس بات کی جانب متوجہ کرتا تو ارشاد فرماتے: آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے دسترخوان سے کھا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ رزّاق ہیں، یہ سوچو کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ کس کی بدولت ہمیں رزق عطا فرما رہے ہیں۔ مجلس ذکر میں کچھ لوگ شامل نہ ہوتے لیکن کھانے کے وقت حاضر رہتے تو بھی مسکرا کر اپنے سامنے بٹھاتے۔ طلبہ شکایت کرتے کہ حضرت! فلاں فلاں شخص کبھی ذکر میں شامل نہیں ہوتے اور دسترخوان پر بلاناغہ موجود رہتے ہیں تو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے: دسترخوان پر کوئی بھی آجائے چاہے غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، کسی بھی درجہ کا شخص ہو اسے محبت کے ساتھ بٹھاؤ اور خوب خاطر داری کرو۔ میرے شیخ حضرت اجان کے پیر ومرشد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی خانقاہ میں ایک پھل بیچنے والا شخص بلاناغہ آکر کھانا کھایا کرتا تھا، ایک مرتبہ خدام نے جھڑک کر بھگا دیا، حضرت نے معلوم فرمایا کہ بھائی! آج وہ پھل فروش نظر نہیں آرہا؟ عرض کیا: حضرت! وہ اپنی ٹھیلی پر پھل بیچتا ہے اور کھانا یہاں آکر کھاتا ہے، بہت دن ہوگئے مفت خوری کرتے ہوئے تو ہم نے بھگا دیا۔ یہ سنا تو حضرت علیہ الرحمہ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور سخت ناراضگی اظہار کرتے ہوئے فرمایا: جاؤ فوراً اس پھل فروش کو لاؤ، یہ میرا دسترخوان ہے، کوئی کیسا بھی ہو وہ میرا

مہمان ہے، جب تک وہ نہیں آئے گا میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ پھل فروش کو لایا گیا، آپؒ نے نہایت اکرام سے بٹھایا اور فرمایا: بھائی! مجھے معاف کردو، دسترخوان میرا ہے لیکن رزق تو تمہارا ہے۔

مہمان کی آمد پر حضرت حبیب الامت ؒ کا چہرہ ایسے کھل اُٹھتا جیسے کوئی خزانہ ہاتھ آگیا ہو، ہمیشہ خوب سے خوب تر ضیافت کا اہتمام فرماتے اور فرمایا کرتے تھے: یہ مہمان نہیں عرشِ الٰہی کے موتی ہیں، جب جھولی میں گرتے ہیں تو سمیٹو، یہ جنت کا خزانہ ہیں۔

رشتہ داروں سے حسنِ سلوک

رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ حسنِ سلوک اور نرمی کا معاملہ فرماتے، کسی کی خفگی کا علم ہوتا تو فوراً معلوم کرکے اسے دور فرمادیتے، کبھی غلط فہمیاں پیدا ہوجاتیں تو کچھ لوگ برملا اظہار بھی فرمادیا کرتے تو آپ سب باتیں سن کر فرماتے: واللہ! ایسا تو کچھ ہوا ہی نہیں، لیکن اگر آپ کو لگتا ہے کہ مجھ سے بھول ہوئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔ حقیقت کا علم ہوتا اور آپؒ کی برملا معافی سے دلوں کا غبار ختم ہوجاتا اور لوگ خود غلط فہمی پر معافیاں طلب کرتے اور شرمندہ ہوجاتے۔

ہمیشہ قریب اور دور کے سبھی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ فرماتے، کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے، رمضان المبارک اور غیر رمضان میں وقتاً فوقتاً مختلف سامان اور نقد رقومات کے ذریعہ تعاون فرماتے اور ایسے خاموشی کے ساتھ دیتے کہ کسی کو اس کا علم بھی نہ ہوتا۔

غیروں کے ساتھ حسنِ اخلاق

ہر آنے والے کے ساتھ اخلاق اور محبت کا اظہار فرماتے، مریضوں میں اگر علما یا دینی مزاج کے حامل افراد آتے تو مسکرا کر خیر مقدم فرماتے، خیر و عافیت معلوم کرتے، علمائے کرام وطلبہ مدارس سے رقم نہ لیتے، اگر کسی کی غیرت کا خیال ہوتا تو اتنی معمولی رقم تحریر فرمادیتے کہ لینے والا سوچتا رہ جاتا کہ اتنی ساری دوا اس رقم میں کیسے آسکتی ہے؟ ضرورت مند ہوتے تو بلا قیمت دوا دے دیتے، بعض لوگ اپنی غربت کا رونا روتے تو واپسی کے لئے کرایہ تک اپنی جیب سے عنایت فرماتے۔ عمر رسیدہ افراد کو ہمیشہ حضرت یا حاجی صاحب کہہ کر مخاطب فرماتے، خواتین ہوتیں تو میری بہن یا میری ماں کہا کرتے،

طلبہ یا کم عمر افراد آجاتے تو محبت سے بیٹا کہہ کر مخاطب کرتے۔ جاننے والے یا مدارس ومکاتب یا کسی اور تنظیم وغیرہ سے ملنے والے آجاتے تو درمیان میں موقع نکال کر انہیں اندر بلالیتے، پانچ دس منٹ تاخیر سے مریض کو دیکھتے تو فرماتے: بھائی! مجھے معاف کرنا، آپ کو انتظار کی زحمت گوارہ کرنی پڑی۔ اسٹاف کی کوئی بے جا شکایت کردیتا تو بھی خاموشی کے ساتھ سماعت فرماتے اور نرمی سے سمجھا بجھا کر بھیج دیتے اور پھر تاکید فرماتے کہ ہر آنے والے کے ساتھ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ کسی میں کوئی دینی و اخلاقی خرابی نظر آتی تو نہایت محبت کے ساتھ اس کی اصلاح فرمادیتے۔

بچوں کے ساتھ برتاؤ

حضرت حبیب الامت ؒ چھوٹے بچوں سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے، شیرخوار بچوں کو گود میں لے کر کھلاتے، مہمان بچے آتے تو خاموشی کے ساتھ بہت سی کھانے پینے اور کھیلنے کی چیزیں منگا کر بچے کو دیتے، مہمان منع کرتے تو فرماتے: یہ چیزیں بچوں کا دل ہیں، ان کے دل میں اُترنے کا یہی راستہ ہے۔ گھر میں داخل ہوتے تو بچوں کو خود ہی سلام کیا کرتے۔ نماز پڑھتے تو گھر کے بچوں کو اپنے قریب کھڑا کرلیتے تاکہ ان میں بھی نماز کی عادت پیدا ہو۔ فرصت کے اوقات میں بچوں سے بچوں والی گفتگو فرماتے، بچوں میں بچے بن جاتے، ان کے ساتھ کھیلتے، انہیں چھیڑتے، ان کے ساتھ ہنسی مذاق فرماتے۔

کبھی وقت خالی ہوتا تو گھر کے تمام بچوں کو بلاکر ان کی انجمن کرایا کرتے، چھوٹے چھوٹے سوالات کرتے، جوابات دینے یا نہ دینے والے کو پیسے تقسیم کرتے اور انہیں جوابات بتاتے۔ کسی سے کلمہ شہادت سنتے، کسی سے نماز کا طریقہ، کسی سے التحیات، کسی سے درود شریف، کسی سے حمد و نعت اور کسی سے تقریر۔ غرض بچوں میں آپ کا بچہ بن جانا ان کی اصلاح کے لئے ہوا کرتا۔

ملازمین کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت حبیب الامت ؒ ملازمین کے ساتھ ہمیشہ عزت واکرام اور نرمی سے گفتگو کرنے کے عادی تھے، کبھی کسی کو سختی سے کچھ نہ فرماتے، اگر کسی سے کوئی نقصان بھی ہوجاتا تو دیکھنے کے باوجود نظر

اندازفرمادیتے۔کبھی بھی چھٹی اورعلالت یاغیر حاضری کی تنخواہ نہ روکتے بلکہ فرمایا کرتے تھے: یہ بے چارے رقم کے محتاج ہیں، اگرچہ وہ ضرورت پر یا ناحق غیر حاضری کرلیتے ہیں تو بھی ان کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آ ؤ، ہم دینی مزاج کے حامل لوگ ہیں، دوسرے ہم سے بہت کچھ سیکھتے ہیں، اگر ہم زبان خراب کریں یا دل تنگ کریں تو ہمارے مقام ومرتبہ کے خلاف ہوگا، بلکہ شکرادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینے والا بنایا ہے۔

رمضان المبارک کا اکرام اور معمولات

رمضان المبارک کی آمد قریب ہوتی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے کام کو سمیٹ لیتے، جلد از جلد کام کو مکمل کرلیتے یا اُٹھا کر رکھ دیتے۔رات بھر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، فجر کے بعد چار سے پانچ گھنٹہ آرام فرماتے، پھر تیار ہوکر مطب چلے جاتے، مریضوں کی تشخیص اور ملنے والوں سے ملاقات میں تین یا چار بج جاتے، درمیان میں ظہر مطب میں پڑھتے اور گھر تشریف لے جاکر عصر تک آرام فرماتے، عصر کے بعد یا تو اہل خانہ سے گفتگو فرماتے یا ذکر واذکار اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہتے۔افطار کے بعد نماز اور کھانے سے فارغ ہوکر تراویح کے لئے تشریف لے جاتے۔ مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے سنگ بنیاد سے آخر حیات کے دس سال قبل تک مسلسل تراویح کے بعد چنندہ آیات کی تفسیر فرماتے۔ بعدہٗ علمائے کرام، سفرا حضرات یا دیگر لوگ گفتگو کرنے بیٹھ جاتے تو گھنٹہ آدھ گھنٹہ مجلس رہتی، پھر گھر واپسی ہوتی۔

رمضان المبارک میں اوقاتِ مطب گھٹا کر ایک وقت کردیتے، تاکہ آنے والوں اور ملازمین کو روزے، نماز وتراویح اور افطار وسحر میں دشواری نہ ہو۔رمضان المبارک میں ملازمین پر کام بھی کم کردیا کرتے اور فرماتے: رمضان میں ہمیں ان کا خیال اس لئے کرنا چاہئے کہ وہ روزہ دار ہیں اور روزہ دار ہمیشہ اللہ کا مقرب ہوا کرتا ہے۔اس پر کام کا بوجھ تو دور کی بات ہے اس پر ناگوار گزرنے والے امور سے بھی بچنا چاہئے۔گھر میں اور باہر متعلقین سے معلوم فرماتے کہ اس رمضان میں آپ نے ابھی تک کتنے قرآن کریم مکمل کئے ہیں؟ کوئی مقدار زیادہ بتاتا تو نہایت خوشی کا اظہار فرماتے اور دوسروں کو ان

کا نام لے کر فرماتے کہ دیکھو! ان کا قرآن کریم اتنا ہوگیا ہے، آپ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اگر کسی کا قرآن کم ہوتا تو محبت سے فرماتے: رمضان میں عبادت اور تلاوت سے بڑھ کر کوئی شئے افضل نہیں، جس قدر تلاوت ہوجائے کم ہے، کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھیں۔حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آنے والے لوگوں سے ملاقات، مطب میں مریضوں کی تشخیص، دیگر وظائف وتراویح اور مشغولیات کے ساتھ ساتھ کم از کم تین سے پانچ قرآن کریم مکمل فرمایا کرتے تھے۔اور ہمیشہ اس بات کا اظہار فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں مجھے فراغت عطا فرما دیں تو میں کم از کم دس قرآن کریم پورے کرنا چاہتا ہوں۔

رمضان المبارک، عیدین یا جمعہ میں پہنے جانے والے کپڑے پہلے ہی نکلوا کر ٹنگوا دیتے اور فرماتے، جمعہ یا عیدین کی قبل از وقت تیاری کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتے ہیں۔عیدین پر تمام عملہ دارالعلوم محمدیہ اور تمام طلبۂ عزیز کو اپنی جیب سے پیسے نکال کر عیدی عنایت فرماتے اور ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ کے یہ طلبا اور یہ اساتذہ ہی میری آخرت کی اصل عیدی ہیں۔اللہ اکبر! کیا نظر تھی اور کیا اکرام تھا۔اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے، آمین!

خطابت کا نرالا انداز

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ زبان میں بیان وخطاب فرمایا کرتے تھے، لاگ لپیٹ کر گفتگو کرنے سے مکمل اجتناب فرماتے، مشکل الفاظ کے استعمال کو پسند نہ فرماتے، درمیان میں عربی وفارسی کی عبارات پیش کرتے تو ان کا مفہوم یا ترجمہ ضرور بتادیا کرتے، سیدھے سادے الفاظ کے باوجود اندازِ بیاں ایسا جاذب ہوتا کہ سامنے والا ہمہ تن گوش متوجہ رہتا، جھوٹے قصوں اور فحش گوئی سے سخت نفرت فرماتے، خال خال اشعار بھی پڑھا کرتے۔آپ کی تقاریر میں کسی بھی مسلک کے خلاف ایک حرف تک نہ ہوتا، ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’مسلک کے بجائے مشرب کو ملحوظ رکھ کر گفتگو کرنی چاہئے تاکہ ہر فرد اور ہر طبقہ علما کے قریب آنے میں تردد کا شکار نہ ہو‘‘۔کبھی جوشیلا بیان نہ فرماتے، ہر بات کو اطمینان کے ساتھ مختلف امثال کے ذریعہ سمجھاتے، درمیان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

اسمِ مبارک آتا تو سب کو درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرامؓ، ازواجِ مطہراتؓ اور اکابر علما واولیائے عظام کی تکالیف ومصیبت کا تذکرہ فرماتے تو خود بھی آبدیدہ ہو جاتے۔ ہر خاص وعام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندازِ تخاطب اور شیریں بیانی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا طنز ومزاح

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ جس مجلس میں بھی ہوتے بے تکلفی کے ساتھ گفتگو فرماتے، لیکن ادب وآداب کا پورا لحاظ فرمایا کرتے تھے، بڑوں کی مجالس میں بڑے معلوم ہوتے، بچوں میں بچوں جیسی شوخی کا مظاہرہ فرماتے، مزاح اور مذاق بھی پسند فرماتے، آپؒ کے مذاق میں جھوٹ شامل نہ ہوتا، اکابر علما کے لطائف سنا کر محظوظ فرماتے۔ چائے آئی تو ایک صاحب نے پینے سے انکار کیا، حبیب الامت نے فرمایا: ”بھائی! اس کا تذکرہ تو بخاری ومسلم کی حدیث میں بھی ہے، آپ کیوں نہیں پی رہے“؟ پھر خود ہی تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علمائے کرام کی ایک جماعت آئی تو آپ نے ان سے چائے کہ متعلق دریافت فرمایا، انہوں نے منع کیا تو حضرت نے کہا: ”الشائ زینۃ المجالس، رواہ البخاری ومسلم“. علما حیرت میں مبتلا ہوگئے کہ حضرت آج تک ہماری نظروں سے یہ حدیث نہیں گزری، آپ بخاری ومسلم سے پیش فرما رہے ہیں؟ شاہ صاحب نے فرمایا: ”انا البخاری وانا مسلم“. (میں بخاری بھی ہوں اور مسلمان بھی ہوں)

> حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک لطیفہ ہمیشہ سنایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ کو کسی مرض کے لئے نسخہ درکار تھا، تھانہ بھون کے ایک حکیم صاحب سے کہہ کر طبی کتابیں منگوالیں، یکے بعد دیگرے کئی نسخہ جات جمع ہوگئے تو فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا کہ کون سا نسخہ زیادہ کارگر ہے، بالآخر وہ تمام کتابیں خادم کے ہاتھ حکیم صاحب کو واپس بھجوادیں اور ایک پرچہ بھی ساتھ بھجوادیا جس پر رقم تھا: ”حکیم صاحب! یہ کتابیں آپ کے لئے ہیں اور آپ ہمارے لئے ہیں“۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ میں جب حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود المعروف حکیم نھو میاں کے یہاں سے رخصت ہوا تو حضرت نے دریافت فرمایا: کیوں صاحبزادے، یہاں رہ کر کیا حاصل کیا؟ میں نے عرض کیا: حضرت ابھی تو کچھ آیا ہی نہیں ہے، صرف قارورہ دیکھنا آیا ہے۔ حکیم نھو میاںؒ نے تبسم کے ساتھ فرمایا: بس بس سب کچھ آگیا۔

حبیب الامت دسترخوان پر ہر کسی کو اصرار سے کھانا کھلاتے، تلامذہ ومریدین یا خدام میں سے اگر کوئی منع کرتا تو مذاقاً فرمایا کرتے: ”کیوں حضرت تھانویؒ بن رہے ہو“ یعنی کیوں قلتِ طعام کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ کبھی کوئی تعریف کرنے لگتا تو فرماتے: ”بھائی! ہم کچھ نہیں، ہم تو بس دوا تیل بیچتے ہیں اور گزارہ کرتے ہیں“۔

تہنیت وایوارڈز

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار تنظیموں، اداروں اور سرکاری وغیر سرکاری شعبہ جات کی طرف سے ڈیڑھ سو سے زائد خصوصی ایوارڈز سے نوازا گیا، جن میں ”حکیم اجمل خاں، حکیم لقمان، صابر کلیری، خواجہ بندہ نواز گیسودراز، فخر الاطباء“ اور ”لقمانِ حکیم“ جیسے القابات کے ساتھ اعزازی ایوارڈز دیے گئے، اسی طرح گورنر ہاؤس کی ایک خصوصی تقریب میں گورنر آف کرناٹکا گورنمنٹ کے ہاتھوں طبی وملی خدمات پر خصوصی ایوارڈ سے نوازے گئے۔ لاتعداد تہنیت، اعزازات اور سپاس نامے ملک وبیرونِ ملک آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے، حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اسٹیج سے دوری اختیار فرمالی، اس درمیان دفتر صدرِ جمہوریہ نے رابطہ کر کے ایوارڈ کے لئے تفصیلات طلب کیں جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے معذرت کرلی۔

✧✧✧

فہرست

خلفائے عظام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

(۱) اسحاقِ زماں حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
سابق امام وخطیب مسجد معمور کورمنگلا بنگلور

(۲) ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ڈاکٹر ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ العالی
جانشیں حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ خانقاہِ ناصریہ زکیہ پرنامبٹ

(۳) پیکر اخلاق سالک حق
حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری دامت برکاتہم العالیہ
خطیب مسجد ہمالیہ ڈرگس کمپنی یشونت پور بنگلور

(۴) عاشقِ رسولؐ استاذ الشعراء
حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر رحیمی اسعدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بانی ومہتمم دار العلوم مصباح التوحید چک بٹھلی بنگلور

(۵) پیر طریقت رہبرِ سنت فضیلۃ الشیخ
حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
استاذ شعبۂ تحفیظ القرآن مسجد نبوی مدینہ منورہ

(۶) رہبرِ شریعت نمونۂ سلف فضیلۃ الشیخ
حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ مدینہ منورہ

(۷) عاشقِ قرآن خادم العلماء
حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
استاذ شعبۂ تحفیظ القرآن مسجد نبوی مدینہ منورہ

(۸) حکیم زماں پیکر علم وعرفاں
حضرت ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
جانشین حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ، مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

(۹) درویشِ باصفاء حضرت مولانا راشد حسین صاحب مظاہری دامت برکاتہم العالیہ
خطیب بسم اللہ مسجد کورمنگلا بنگلور

(۱۰) طبیبِ ملت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد طیب صاحب تونگی حبانی دامت برکاتہم العالیہ
خانقاہِ حبانیہ وصدر جمعیۃ علماء النا ور دھارواڑ کرناٹک

(۱۱) طبیب حاذق استاذ الحکماء
حضرت مولانا حکیم محمد اقبال صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ پونہ مہاراشٹر

(۱۲) محبوب المشائخ حضرت قاری سید محمد قاسم صاحب دامت برکاتہم العالیہ
بانی ومہتمم مدرسہ دار القرآن مسوری غازی آباد یوپی

(۱۳) محبّ مکرم مفسرِ قرآں استاذ العلماء شیخ القراء
حضرت مولانا قاری محمد واصف صاحب عثمانی قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
استاذ الحدیث دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴) پیکرِ علم وعمل فخر القراء قاری المقری
حضرت مولانا ریاض احمد صاحب مظاہری دامت برکاتہم
صدر القراء شعبۂ تجوید وقرأت ندوۃ العلماء لکھنو

(۱۵) محبوب العلماء حضرت الحاج ڈاکٹر رضی الدین احمد صاحب مدظلہ العالی
جانشین اول حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ، ریٹائرڈ صدر شعبۂ طب یونانی انا گورنمنٹ ہاسپٹل چنئی تمل ناڈو

(۱۶) پیکرِ علم وعمل مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد ارشد صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
امام وخطیب مچم اسلامک سنٹر لندن برطانیہ

(۱۷) نمونۂ سلف حضرت مولانا مفتی ارشد جمیل صاحب رشیدی دامت برکاتہم العالیہ
صدر المدرسین دار العلوم محمدیہ بنگلور

(۱۸) محبّ ملت قاطع بدعت خطیب باکمال
حضرت مولانا پی ایم مزمل صاحب رشادی والا جاہی دامت برکاتہم العالیہ
بانی ومہتمم مدرسہ منبع العلوم بنگلور

(۱۹) خادم المشائخ حضرت قاری محمد خالد بشیر صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ مظفر نگر

(۲۰) مفسر قرآں مصنفِ ذیشاں
حضرت مولانا مفتی علاؤالدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم گھنشیام پور دربھنگہ بہار

(۲۱) گنجینۂ علم وعرفاں محررِ اہل السنہ
حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی کھجناوری دامت برکاتہم العالیہ
استاذ حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

(۲۲) عاشقِ خیر الوریٰ مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدآر قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
خلف الرشید حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ، ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

(۲۳) سبیل ملت ثنا خوانِ مصطفیٰ
حضرت مولانا محمد سبیل صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
امام وخطیب مسجد عمر فاروق میٹرولے آؤٹ بنگلور

(۲۴) شفیقِ ملت نمونۂ عمل
حضرت مولانا ذکاءاللہ صاحب ندوی الحبیبی دامت برکاتہم العالیہ
صدر آل انڈیا دعوۃ الایمان تعلیمی فاؤنڈیشن لکھیم پور یوپی

(۲۵) نجم العلماء حضرت مولانا مفتی اصغر علی صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
امام وخطیب مسجد نورانی پادرائن پورہ، بنگلور

(۲۶) سفیرِ عشقِ رسولؐ حضرت قاری سید محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ میسور

(۲۷) صوفیٔ باصفا حضرت مولانا تفصی احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ
امام وخطیب مسجد ماریشش

(۲۸) محسن الملت خادم الفقراء حضرت الحاج عبدالرشید خان صاحب مدظلہ العالی
خازن مدینہ مسجد بی ٹی ایم لے آؤٹ بنگلور

(۲۹) حاملِ سنت فخر العلماء حضرت مولانا محمد ارشاد احمد صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
امام وخطیب جامع مسجد پرانا مصطفیٰ آباد دہلی

(۳۰) خادم القرآن فخرِ قوم حضرت الحاج سید عبدالرزاق صاحب مدظلہ العالی
صدر مسجد النور و مسجد قاسم مڑیوال بنگلور

(۳۱) پیکر علم وعرفاں حضرت الحاج عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ العالی
نزد جامع مسجد پرانا مصطفیٰ آباد دہلی

(۳۲) خادم العلماء حضرت مولانا حکیم زبیر احمد صاحب مفتاحی دامت برکاتہم العالیہ پورنوی بہار

(۳۳) ادیب باکمال حضرت مولانا محمود عالم صاحب ثقافی مظاہری دامت برکاتہم العالیہ
مقیمِ حال جدہ سعودی عرب

(۳۴) زینت القراء قاری المقری
حضرت قاری محمد مسعود عباس صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
صدر القراء شعبۂ قرأت دارالعلوم محمدیہ بنگلور

(۳۵) مبلغِ اسلام حضرت مولانا نذیر احمد جسات صاحب دامت برکاتہم العالیہ
امام وخطیب مسجد حمایت الاسلام (ریمبو) لین ایشیا ساؤتھ افریقہ

(۳۶) پیر کامل حضرت الحاج صوفی سید سلیم اطہر صاحب مخدوم زادہ مدظلہ العالی
سجادہ نشین مسجد حضرت سید مخدوم شاہ ولایت سہارنپور یوپی

(۳۷) حضرت الحاج سید ثمیر احمد صاحب مخدوم زادہ مدظلہ العالی
متولی مسجد حضرت شاہ ولایت سہارنپور یوپی

(۳۸) نمونۂ سلف وصالحین حضرت مولانا راشد صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
امام وخطیب مسجد قباء پوجا کالونی غازی آباد

(۳۹) محبّ الذاکرین حضرت الحاج سید محمد افضل پاشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ابن عالی جناب الحاج سید حفیظ صاحبؒ ماولی بنگلور

(۴۰) قاریٔ القرآں حضرت قاری عبدالرحمٰن محسن صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ دہلی

(۴۱) خادم القرآن حضرت قاری مجیب الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
صدر القراء شعبۂ تجوید وقرأت مدرسہ مدینۃ العلوم کنتھالیہ مغربی بنگال

نوٹ: درجِ بالا فہرست میں اندیشہ ہے کہ لاعلمی کی بنا پر چند نام شامل نہ ہوں، اگر ایسا ہے تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز آئندہ فہرست میں انہیں شامل کرلیا جائے گا۔

✧✧✧

نظم تعزیت بر وفات حسرت آیات

نتیجہ فکر: عالیجناب ڈاکٹر راہی فدائی صاحب مدظلہ

مقامِ مرتفع مومن کی پہچان — نہیں غم اس کو، یہ رب کا ہے فرمان
حکیم و عالمِ حق جس کی ہے یہ شان — ہوئے حور و ملک اس کے نگہبان
وہی ہیں حضرتِ ادریسؒ حبان

بلند اخلاق کے حامل تھے بے شک — شریعت پر صدا عامل تھے بے شک
سلوکِ حق میں جو کامل تھے بے شک — گروہِ صدق میں شامل تھے بے شک
وہی ہیں حضرتِ ادریسؒ حبان

یہ سچ ہے وارثِ پیغمبراں تھے — جہاں میں علمِ طب کے پاسباں تھے
قلمکاروں کے قائد، جانِ جاں تھے — یقیناً وہ زبانِ بے زباں تھے
وہی ہیں حضرتِ ادریسؒ حبان

مدبر و نکتہ سنج و نکتہ وَر آپ — تھے گنجِ فکر میں یکتا گہر آپ
ستاروں میں تھے تابندہ قمر آپ — بیاباں میں ثمر آور شجر آپ
وہی ہیں حضرتِ ادریسؒ حبان

بفضلِ رب جہاں میں کام روشن — قیامت تک رہے گا نام روشن
دعا راہؔی کی صبح و شام روشن — بفیضِ مصطفیٰ حسیں انجام روشن
وہی ہیں حضرتِ ادریسؒ حبان

✧✧✧

قوم کے سچے مسیحا حضرتِ حبانؒ تھے

نتیجہ فکر: معلم الشعراء ڈاکٹر تنویر گوہر صاحب مظفر نگری

پیکرِ علم و ادب تھے صاحبِ ذیشان تھے
مولوی تھے واقعی اور حافظِ قرآن تھے
وہ کتابِ انسیت کا ایک جلی عنوان تھے
تھے حکیمِ وقت اور اک درد مند انسان تھے
قوم کے سچے مسیحا حضرتِ حبانؒ تھے

ذات سے رہتے تھے ان کی عیب سارے دور دور
خوبیوں پر وہ کبھی اپنی نہ کرتے تھے غرور
مغفرت فرمائے ان کی ہے دعا ربِّ غفور
وہ خلوص و مہر کی در اصل اک پہچان تھے
قوم کے سچے مسیحا حضرتِ حبانؒ تھے

الجھنوں سے مشکلوں سے خوب کرتے تھے نباہ
دین کی شہرت کی ہر دم دل میں رکھتے تھے وہ چاہ
کی تھی قائم دین کی خاطر انہوں نے خانقاہ
مدرسہ قائم کیا تھا جو وہ اُس کی شان تھے
قوم کے سچے مسیحا حضرتِ حبانؒ تھے

غیر بھی بے حد ادب سے ان کا یوں لیتے تھے نام
سب کو وہ دیتے تھے عزت سب کے وہ آتے تھے کام
ہر کسی چھوٹے بڑے کو پہلے کرتے تھے سلام
محفلِ یاراں کی بے حد حضرت یقیناً جان تھے
قوم کے سچے مسیحا حضرتِ حبانؒ تھے

موت ہے برحق یقیناً جانتے ہیں ہم ہزار
کس طرح لیکن اٹھائیں آج ہم یہ غم کا بار
ہاں مگر سچ ہے یہ گوہر زندگی کے دن ہیں چار
ہوگئے رخصت جہاں سے وہ بھی اک مہمان تھے
قوم کے سچے مسیحا حضرتِ حبانؒ تھے

✧✧✧

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ

تعزیتی توشیحی نظم

نتیجۂ فکر: شاعر اسلام عالیجناب الحاج عزیز بلگامی صاحب مدظلہ

ح: حیات وقف تھی جن کی بحق دین مبیں
ب: برائے حکمت و دانش، جھکی ہوئی تھی جبیں

ی: یہ کیسا وقت مریضوں پہ آج آیا ہے
ب: بڑے طبیب مریضوں کے درمیان نہیں

ا: اب ہم کو کون دواؤں سے سرفراز کرے
ل: لبوں پہ جن کے تھی نسخوں کی کہکشاں حسیں

ا: اب ان کی یاد میں آنسو بہا رہے ہیں تمام
م: محبتوں کے تھے پیکر، ہر ایک دل کے مکیں

م: مرے رسولؐ کی سنت پہ تھے عمل پیرا
ت: تھے سر سے پیر تلک صاحبِ خلوص ویقیں

ح: حدودِ رب کے سدا ہی وہ پاسدار رہے
ض: ضروریات پہ غربا کے ہوتے چیں بہ جبیں

ر: رہِ خدا میں لٹایا، جو کچھ کمایا تھا
ت: تجارت ان کی عبادت تھی، مجھ کو ہے یہ یقیں

م: مرے خدا تو حکیمِ زماں کی بخشش کر
و: وفا شعار کو دے دے مقامِ علیّیں

ل: لباس تقویٰ میں حاضر ہوئے خدا کے حضور
ا: اب آئے ان کی جدائی کا ہم کو کیسے یقیں!

ن: نیابت آپ نے کی انبیا کی، دنیا میں
ا: اگرچہ طب کی جو فکریں تھیں، ان کے ساتھ رہیں

ح: حکیم تھے وہ، غریبوں پہ مہربان رہے
ک: کسے خبر تھی کہ وہ جلد ہوں گے زیرِ زمیں

ی: یتیم زیرِ کفالت رہے تھے حضرت کے
م: محبتوں کا امیں ہے ہر ایک قلبِ حزیں

م: مجھے ہے یاد، مجھے بھی دوائیاں دی تھیں
ح: حکیمِ عصر تھے میرے بھی اپنے دل کے قریں

م: میں جب بھی جاتا، محبت کے گل وہ برساتے
م: مرے مرض کو بھی ان کی توجہات ملیں

د: دیا دواؤں کے ہمراہ، دعا کا تحفہ بھی
ا: اب ان کی یاد بنے گی علاجِ قلبِ حزیں

د: درودِ پاک پڑھا، جب بھی نبض کو دیکھا
ر: رسوم اور رواجوں پہ تھا نہ ان کا یقیں

ی: یہ اہتمام بھلا کون آج کرتا ہے
س: سدا جھکی ہے بصد احترام اپنی جبیں

ح: حیات ان کی مثالی تھی، قابلِ تقلید
ب: بھلا بتائے کوئی، کون ان سا خاک نشیں

ب: بہت ملول ہوں میں بھی، وفات پر ان کی
ا: اگرچہ صبر کیا ہے، اداسیاں نہ گئیں

ن: نہیں ہے کوئی بھی قائم مقام حضرت کا
ر: رہِ حیات میں آئے کہاں سے ایسا حسیں

ح: حیات رب کی امانت تھی، رب کو لوٹا دی
ی: یہ جاں چلی گئی آخر کو سمتِ عرش بریں

م: مرا عزیز تھا، کیسے بھلاؤں اس کو عزیزؔ
ی: یہ موت ایسی ہے جس کو بھلانا بس میں نہیں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

نتیجہ فکر: یکے از عاشقان حبیب الامتؒ عبدالقیوم ساحلؔ بجنوری
مہتمم مدرسہ دارالقرآن نسیمیہ ضلع چتور آندھرا پردیش

آپ سے عیاں الفت میرے حضرت والاؒ
قابلِ بیاں سیرت میرے حضرت والاؒ
علم تھا عمل تھا تھے متقی بڑے بیشک
دین کے نشاں عظمت میرے حضرت والاؒ
تھی شفا دواؤں میں دست میں آپ کے خوب
مثل ضو فشاں حکمت میرے حضرت والاؒ
غیر ہو کوئی اپنا، دیکھتے سبھی کو ایک
کرتے بے کراں شفقت میرے حضرت والاؒ
آپ کو ملا ظاہر حسن اور حقیقی بھی
کسی میں وہ کہاں صورت میرے حضرت والاؒ
سلسلہ سدا سے بیعت کا رہا بفیضِ رب
مستندِ زماں بیعت میرے حضرت والاؒ
ہے دعا مری ساحلؔ رات دن کہ ہو حضرت
آپ کا مکان جنت میرے حضرت والاؒ

پیش کش: خادم راشد حسین، امام وخطیب بسم اللہ مسجد راجندرانگر کورمنگلا بنگلور

✧✧✧

خراجِ عقیدت

انہیں دید حاصل تھی شاہِ زمنؐ کی

نتیجہ فکر: عالیجناب شیخ حبیب صاحب مدظلہ، سکریٹری بزمِ غالب گنگونڈناہلی بنگلور

محبت کا پیکر تھے حبان صاحب
مقدس، مطہر تھے حبان صاحب

مظفرنگر کے تھے وہ رہنے والے
مگر شہر بنگلور کے تھے حوالے
رحیمی شفا خانہ تھے وہ سنبھالے
ادب کا بھی زیور تھے حبان صاحب

کہ دیکھا ہے ہم نے وہ گھر ہو کہ دفتر
ہر اک جا تھے خلق و مروت کا پیکر
ہر اک شخص کو پایا اُن کا ثناگر
وہ مردِ قلندر تھے حبان صاحب

طبابت کے پیشے سے وابستگی تھی
کرم ہی کرم آپ کی زندگی تھی
محبت کی چاروں طرف روشنی تھی
چمکدار گوہر تھے حبان صاحب

دل و جاں سے کی آبیاری چمن کی
نمازِ محبت میں رہ کر جتن کی
انہیں دید حاصل تھی شاہِ زمن کی
ہزاروں سے بہتر تھے حبان صاحب

حبیبؔ ان کا گرویدہ سارا جہاں تھا
ہر اک ذی شعور آپ کا قدر داں تھا
عنایات کا ان کی سکہ رواں تھا
وفا کا سمندر تھے حبان صاحب

محبت کا پیکر تھے حبان صاحب
مقدس، مطہر تھے حبان صاحب

شیخ حبیب حبیبؔ
سکریٹری بزم غالب بنگلور

✧✧✧

تعزیتی نظم

اے حکیمِ زماں اے حبیبِ زماںؒ

اے حکیمِ زماں اے حبیبِ زماں
چل دیے شادماں شادماں چل دیے
اے ادیبِ زماں اے بلیغ اللساں
یوں خراماں خراماں کہاں چل دیے

عالمِ دین علمِ سلف کے امین
تھے مفکر، مفسر، مصنف، فطین
چہرۂ جاذبی اور منور جبین
بانٹ کر علم و فن جاوداں چل دیے

ماہرِ فن و نباض ماہر حکیم
تھے عظیم آپ کی شخصیت تھی سلیم
پائے دستِ شفا فضل رب کریم
بے مثال اک طبیبِ زماں چل دیے

ترجمہ ہیں یہ فاروق علم و عمل
اور عثمان و عدنان شکل و مثل
یہ حکیمِ زماں کے ہوں نعم البدل
مخلص و مشفق و مہرباں چل دیے

حضرت ادریس حبان کی خدمتیں
تزکیہ نفس کی ذکر کی مجلسیں
اور درود و سلاموں کی وہ محفلیں
صاحبِ باعمل میزباں چل دیے

سلسلے سے ہر اک فرد کو جوڑ کر
جانبِ دیں دل و ذہن کو موڑ کر
اور ہزاروں مریدین کو چھوڑ کر
صاحبِ کشف و صالح زماں چل دیے

ہے دعا انہرؔ دل شکستہ قبول
مغفرت کردے حضرت کی صدقے رسولؐ
کر خدا ان کے مرقد پہ رحمت نزول
تیری جانب ولی زماں چل دیے

شریکِ غم: انہر سعودی بنگلور

✧✧✧

تعزیتی مکتوبات

پیکرِ علم وعمل حضرت قاری سید شفیق احمد مارول صاحب مدظلہ العالی

استاذ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

محترم مولانا فاروق حبان صاحب ودیگر پسماندگان حضرت حبیب الامت نوراللہ مرقدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جمعرات کے روز وہاٹس ایپ کھولا تو یہ دیکھ کر سخت تشویش ہوئی کہ بڑے حکیم صاحب اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی. حضرت حبیب الامت کے گزر جانے سے دنیائے طب وعلم میں بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے، ان سے غائبانہ بڑا گہرا تعلق تھا، جس کا سبب یہ ہوا کہ جامعہ اکل کوا کے ماہنامہ شاہراہ علم کے دفتر میں ماہنامہ ''نقوش عالم'' پر نظر پڑی، جب اس کے مضامین پڑھے تو خوشی سے اچھل پڑا، اور اسی وقت اس کا سالانہ ممبر بن گیا، اور بڑی باقاعدگی سے اس کو پڑھتا، اور کئی لوگوں کو جاری کرانے کی ترغیب بھی دی، اسی میں موجود مضامین ونسخوں کے ذریعے حضرت حکیم صاحب سے شناسائی ہوتی رہی اور تعلق میں اور اضافہ ہوتا گیا۔

بعض اعزا نے اپنی کچھ بیماریوں کا تذکرہ کیا تو میں نے ان کو رحیمی شفاخانہ سے دوا منگوانے کا مشورہ دیا، اور الحمدللہ افاقہ بھی ہوا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ کتابوں کے سلسلے میں بھی حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کافی استفادہ کیا اور بذریعہ ڈاک کئی کتابیں منگوائیں۔ میں آپ تمام حضرات

کی خدمت میں کلمات تعزیت پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ حضرت حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے، ان کو اعلیٰ علیین میں مقام نصیب فرمائے اور امت کو آپ کا نعم البدل نصیب فرمائے۔ آمین!

والسلام

(قاری) سید شفیق احمد مارول

خادم تدریس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

✧✧✧

محبّ مکرم حضرت مولانا شوکت علی صاحب قاسمی دامت برکاتہم

استاد حدیث و ناظم عمومی رابطہ مدارس دار العلوم دیوبند

محترم جناب ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان صاحب زید مجدکم

ابھی کچھ دیر پہلے رئیس الاطباء حضرت مولانا محمد ادریس حبان صاحب رحیمی کے انتقال پر ملال کی روح فرساں خبر سنی، بڑا صدمہ ہوا۔ حضرت بڑی خوبیوں اور کمالات کے مالک تھے، اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے، ہمہ جہت خدمات قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور آپ سب اولاد واحفاد اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

شریک غم: شوکت علی قاسمی (ناظم عمومی دار العلوم دیوبن)

✧✧✧

حضرت مولانا شیخ بدر الحسن صاحب قاسمی مدظلہ العالی کویت

مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کی وفات کا سانحہ بے حد جاں کاہ ہے۔ حکیم صاحب سے غالباً ایک ہی ملاقات جدہ میں مولانا شمشاد قاسمی کی رہائش گاہ پر ہوئی تھی۔ انھوں نے میرے لئے کچھ

دوائیں بھی تجویز کی تھیں انتہائی متحرک بافیض جسمانی وروحانی علاج کے ماہر خیال کئے جاتے تھے ان کا طبی، ثقافتی، روحانی میگزین بھی دلچسپ اور مفید تھا مولانا شمشاد مرحوم سے غالباً قرابت رشتہ داری بھی تھی، دونوں ہی چند دنوں کے فرق سے اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور دنیا کی بے ثباتی کا مزید ثبوت دے گئے کہ موت کیلئے نہ عمر کی قید ہے اور نہ خوش حالی وطبی مہارت ہی اس سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالی مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور انہیں فردوس بریں میں جگہ دے۔

شیخ بدر الحسن القاسمی کویت

✧✧✧

محبّ مکرم حضرت مولانا مہدی حسن صاحب عینی قاسمی مدظلہ العالی

ڈائریکٹر دیوبند اسلامک اکیڈمی اینڈ ریسرچ سینٹر و تنظیم ابنائے مدارس

برادر مکرم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی صاحب   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی سوشل میڈیا کے ذریعہ اطلاع ملی کہ عالمی شہرت یافتہ حکیم ماہر نباض حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی (رحیمی شفا خانہ بنگلور و مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور) کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

سال گزشتہ حکیم صاحب دیوبند اسلامک اکیڈمی اینڈ ریسرچ میں تشریف لائے تھے اور ہم کارکنان کی کوششوں کو بہت سراہا تھا، نیز تقابل ادیان بطور خاص ہندومت کے تعلق سے کام کرنے کے لئے بہت سارے مفید مشوروں سے نوازا تھا۔ حکیم صاحب برادران وطن میں دعوتی کام کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے، احقر کو بھی اس کے لئے بہت ابھارتے تھے، وہ درجنوں کتابوں کے مصنف تھے، بنگلور میں ان کی خانقاہ مرجع خلائق ہے، دیوبند اسلامک اکیڈمی اینڈ ریسرچ سینٹر کے جملہ کارکنان اس غم کے موقع پر برادر اکبر مولانا ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی سمیت جملہ برادران، اعزا واقربا اور پسماندگان کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں، احباب سے گزارش ہے کہ حکیم صاحب مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کریں۔ باری تعالیٰ

حضرت حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے، درجات کو بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
آمین ثم آمین یارب العالمین! مہدی حسن عینی قاسمی

✧✧✧

محترم المقام عالیجناب ایوب زنجانی بہجت نجمی صاحب علیگ مدظلہ

صدر مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاریؒ اکادمی جدّہ

مجھے جناب بھائی وہاج الدین صاحب انصاری مقیمِ حال جدّہ نے بتایا کہ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! عظیم شخصیت، پرنور چہرہ اور لاجواب اندازِ بیان، میری ان سے صرف دو ملاقاتیں ہوئیں، جب میں نے ان سے ذکر کیا کہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاری رحمۃ اللہ علیہ کا نواسہ ہوں تو آپ نے جو شفقت ومحبت اور خلوص کا معاملہ فرمایا وہ میرے لئے ناقابل بیان وناقابل تصور ہے۔ میں ایک اجنبی پہلی ودوسری مرتبہ ملا، مگر انتہائی شفقت ومحبت سے وہ پیش آئے، یہ صرف اور صرف ایک مومن ومتقی کی پہچان ہے۔ آپؒ کا ہر ملنے والے سے انتہائی کرم فرمائی، بے حد محبت وخلوص کا معاملہ تھا۔ مجھے علم ہوا کہ پورے صوبہ میں آپ کی خدمات ناقابل بیان ہیں۔ ان کے ادارہ اور شفاخانہ میں غریب ومسکین اور لاچاروں کے لئے خاص عنایات کا معاملہ ہے اور حضرتؒ کی علمی ودینی حوالہ سے بہت بڑی خدمات ہیں،

بندہ کے لئے حضرتِ والا کی ذات بے حد متأثر کن اور قابل تقلید تھی، ایسے لوگ دنیا میں بہت کم پیدا ہوتے ہیں اور ایسے ہی لوگ دنیا سے جلدی چلے جاتے ہیں، کیونکہ وہ اللہ کے محبوب وپسندیدہ ہوتے ہیں، ان کی خدمات اللہ کے یہاں انتہائی مقبول ہوتی ہیں، میرے لئے آپ کا اس دنیا سے چلے جانا ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سب کے لئے باعث خیر وبرکت تھے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ ان کی اولادیں بھی انہیں کے نقش قدم پر چلیں گی اور خیر وخدمتِ خلق کے کاموں کا یہ سلسلہ جاری رکھیں گی، اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی اولادوں سے خیر کے

کام لے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسے لوگ ہمارے لئے مشعل راہ بھی ہیں، زندگی کے لئے روحانی غذا کے حصول اور ہمت وحوصلہ کا ذریعہ بھی۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی شفقتیں، محبتیں وان کے خلوص کا آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے، آپؒ کی قبر کو نور سے منور اور درجات کو بلند کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

✧✧✧

آبروئے اردو شاعر باکمال عالیجناب ڈاکٹر نواز دیوبندی مدظلہ

شہرہ آفاق حکیم ماہر نباض اور دین وادب کی قابل قدر شخصیت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کی وفات سے دانش وادب، صحافت وقلم اور طب یونانی کا ایک بے لوث مجاہد ہمارے درمیان سے اٹھ گیا۔ انہوں نے تعلیم، تدریس، تذکیر اور روحانی سلاسل کو جاری وساری رکھنے کے ساتھ طب یونانی کے فن کی نہ صرف اشاعت کی بلکہ عہدِ رواں میں اس کی افادیت کو ثابت کیا، بلاشبہ وہ اعلیٰ درجے کے نباض اور طبیب حاذق تھے۔ میں انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں، یقیناً ان کی خدمات آبِ زر سے لکھی جائیں گی۔ نواز دیوبندی ✧

حکیم صاحب کی رحلت علم وعرفان کے رسیاؤں کیلئے عظیم سانحہ

حضرت مولانا فتح محمد صاحب ندوی مدظلہ العالی

ممتاز حکیم ماہر نباض حضرت مولانا ادریس حبان رحیمی کی اچانک موت کی خبر سے دل پر بڑا صدمہ گزرا۔ بلاشبہ ہم سب خدا کے ہر فیصلے پر راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہیں اور علیم بھی۔ اور یہ سب اس کی حکمت کے فیصلے ہیں وہ جب اور جس وقت جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے فیصلوں پر کسی کی کیا مجال کہ لب کشائی کر سکے۔ بہرحال حبان رحیمی مرحوم کے اس جانگداز حادثہ سے جہاں موت و

حیات کی کشمکش میں مبتلا ہزاروں مریضوں سوگوار ہوگئے، وہیں قافلہ علم وعرفان کے رسیا اور متلاشیوں کے لئے آپ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔

✧✧✧

معتمدِ اسلاف حضرت مولانا مفتی عمران احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

سکریٹری صدائے اتحاد کرناٹکا بنگلور

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

آہ حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نہ رہے۔ کسی قریبی شخص کے انتقال کے صدمہ سے دو چار ہونا ایک ایسا تکلیف دہ تجربہ ہے جسے لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے، بلکہ زبان ودماغ کسی حد تک مفلوج ہوکر رہ جاتے ہیں۔ اس میں قطعی شک نہیں کہ آنا جانا قدرت کا بنایا ہوا ایک ایسا قانون ہے جس میں کوئی بھی شخص مداخلت نہیں کرسکتا، مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے چلے جانے کے بعد دل اداس، آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں۔ ایسا ہی کچھ اس لمحہ ہوا جب یہ اطلاع ملی کہ اسلاف کی علمی فکری اور عملی روایتوں کے سچے امین وپاسبان ماہر نباض حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی، رحیمی شفاخانہ بنگلور بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور اس دار فانی سے کوچ کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

دل آویز بلاغت، خوبصورت فصاحت، معنوی جگمگاہٹ، حسن شریعت کی چاندنی، عقیدت کا نور، محبتوں کا مہکتا گلستاں، ادب کی کہکشاں، کہیں جمال طیبہ کے نظارے، کہیں پلکوں پر لرزتے ہوئے الفت کے ستارے، ان تمام کیفیات وواردات کا مجموعہ تھے ہائے کیا لکھا جائے روح میں اضطراب دل میں آزار اور جسم وتن مبتلائے اذیت ہے یہ رخ روشن پیکر جمال ایسا دکھ دے گئے دل ڈوبنے لگا ہے۔ ایسے لگ رہا ہے کہ اداسیوں اور مایوسیوں سے نباہ ہوگیا ہے یکے بعد دیگرے اکابرین کی رخصتی کی خبریں دل کو رنجیدہ کررہی ہیں۔

اللہ عزوجل محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل نیم جاں ارباب قلم کے ساتھ ہر افسردہ وغمزدہ سوختہ جان دردوغم سے لبریز لواحقین اقرباء اعزاء واحباب بالخصوص ہمارے رفیق محترم حبیب الامت

کے چشم وچراغ حضرت مولانا ڈاکٹر فاروق حبان قاسمی، مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور حکیم محمد عدنان حبان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہ کے درجات بلند ہوں جوار رحمت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

اس موقع پر میں اپنی اور اہل خانہ کی جانب سے اور تمام متعلقین کی جانب سے تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

مفتی عمران احمد قاسمی

✧✧✧

عالیجناب الحاج رحمت الٰہی صاحب مرادآباد

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال اور آپ کے نقصان کی خبر پر مجھے بے حد رنج پہنچا، دعاگو ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ سبھی پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، میری جانب سے مخلصانہ تعزیت قبول فرمائیں، ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو جنت الفردوس کا اعلیٰ ترین درجہ عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر عطا فرمائے۔ آمین! رحمت الٰہی مرادآباد ✧

موت العالم موت العالم

حضرت مولانا مفتی عبدالمومن صاحب زید مجدہم

ناظم مدرسہ قاسم العلوم قصبہ چلکانہ سہارن پور

محترم جناب ڈاکٹر محمد فاروق صاحب واخوانہ وجملہ اہل خانہ حفظکم اللہ

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

پس از سلام مسنون! ۱۵/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز بدھ علی الصباح مخدومی ومکرمی حضرت اقدس حکیم مولانا محمد اقبال صاحب مدظلہ العالی کی زبان سے اچانک اندوہناک خبر سن کر دل بڑا مغموم ومتأثر ہوا

کہ طبیب حاذق بہترین قلمکار ولی باصفا حبیب الامت حضرت اقدس حکیم مولانا محمد ادریس حبان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مختصر علالت کے بعد دار فانی سے دار البقاء کی طرف منتقل ہو گئے اور مولائے حقیقی سے جاملے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

یقیناً حکیم صاحب ایک ایسی عظیم شخصیت کے مالک تھے جو انتہائی مشفق، ہر ایک کے مددگار، چاند کی طرح اندھیروں کو اجالا بخشنے والے، مخلص، نیک طبیعت، نیک سیرت تھے، اللہ نے انہیں تواضع، انکساری اور للّٰہیت سے نوازا تھا۔ حضرت شاہ حکیم ذکی الدین صاحب کے تعلق کی بدولت وہ صوفی باصفا بھی تھے۔ حضرت حکیم مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے حضرت اقدس حکیم مولانا محمد اقبال صاحب حفظہ اللہ کی صدارت میں مدرسہ قاسم العلوم قصبہ چلکانہ سہارن پور میں مجلس منعقد ہوئی، جس میں حضرت کے مناقب پر روشنی ڈالی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے۔ مدرسہ قاسم العلوم چلکانہ کے تمام منتظمین، مدرسین وطلبا تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں۔

فقط والسلام

✦✦✦

حضرت مولانا شاہنواز صاحب قاسمی مدظلہ العالی

صدر جمعیۃ علماء ہند ضلع مظفرنگر یوپی

جناب مولانا حکیم محمد فاروق اعظم قاسمی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کے والد محترم حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے دل ودماغ پر سکتہ وصدمہ طاری ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فَاصْبِرُوْا وَاحْتَسِبُوْا۔ مرحوم شریف اور نیک انسان تھے آپ کے اہل خانہ وخاندان کے صدمے کو ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ غم والم کی یہ کیفیت انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے بڑی نعمت ہے اس سے قلوب میں نرمی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی توفیق عطا ہوتی ہے اس کیفیت سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ

وسلم تک سبھی گزرے ہیں۔ اس تقدیر الٰہی پر مومن کا راضی رہنا عبدیت کا اونچا مقام ہے جس پر اجر بھی ملتا ہے۔ غم کی اس گھڑی میں میں آپ سب کے ساتھ ہوں میری طرف سے تمام اہل خانہ کو سلام مسنون اور پیغام تعزیت پہنچادیں۔ دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ والسلام

محمد شاہنواز قاسمی

صدر جمعیۃ علماء ہند ضلع مظفرنگر یوپی

✦✦✦

عالیجناب مولانا عارف الحق صاحب السراج زید مجدہم

یہ خبر سن کر بڑا ہی گہرا رنج اور صدمہ ہوا کہ ہمارے اکابرین میں سے بزرگ ہستی حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان صاحب نور اللہ مرقدہ گزشتہ شب انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا مرحوم کا آبائی وطن ضلع مظفرنگر یوپی ہے اور آپ نے یوپی سے منتقل ہو کر کرناٹک کے شہر بنگلور میں دینی ادارہ قائم کیا اور اس کی آبیاری کی۔ مرحوم بہت سی خصوصیات اور صفات کے حامل تھے۔ میری دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے جنت میں درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں اپنے متعلقین حضرات سے خصوصی درخواست کرتا ہوں کہ اپنی دعاؤں میں ایصال ثواب کے لئے حضرت والا کو یاد رکھیں۔

عارف الحق السراج (تعمیر ملت یوٹیوب چینل)

✦✦✦

عاشقِ اولیا حضرت حکیم خواجہ محمد فرید الدین کلیمی چشتی قادری مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حکیم جناب رضی الدین صاحب سے یہ افسوس ناک خبر معلوم ہوئی کہ آپ کے والد محترم پیرو مرشد ولی کامل اس دنیائے فانی سے رفیق اعلیٰ کے پاس کوچ کر چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ

رب العزت سے دعا گو ہوں کہ پردہ نشیں بزرگوار قبلہ حضرت حبان صاحب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیروؤں کا قرب عطا فرمائے، جنت الفردوس میں بلند مقام عطا کرے، آمین ثم آمین۔ آپ کو اور بزرگوار کے تمام اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور نظرِ رحم وکرم ہمیشہ ہمیش بنائے رکھے، آمین۔

فقط والسلام

حکیم خواجہ محمد فرید الدین کلیمی چشتی القادری (چنئی تمل ناڈو)

✧✧✧

عالیجناب الحاج محمد کلیم صاحب گنگوہی

گرامی قدر محترمی ڈاکٹر فاروق حبان صاحب صاحبزادۂ محترم شیخ صاحبؒ

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

کل دوپہر قریب ساڑھے گیارہ بجے راقم کے برادرِ خورد عزیزی قاری فہیم احمد نے بذریعۂ فون حضرت (رحمہ اللہ) کی اچانک وفات کے المناک اور کلفت اثر حادثے کی اطلاع دی جس سے ذاتی طور پر مجھے گہرا صدمہ پہنچا اور بھائی نے بتایا کہ ہماری والدہ محترمہ اور سب بھائی بھی گہرے صدمے میں ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کی وفات کا حادثہ خلق خدا کی ایک بڑی تعداد کے لئے کئی پہلوؤں سے ایک عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی کے بظاہر امکانات کم ہیں۔ لیکن حضرت حکیم صاحب مرحوم کے ہمارے والد محترم (رحمہ اللہ) کی شاگردی کے تعلق کی نسبت سے پورے گھرانے کے ساتھ جس ہمدردی، محبت اور شفقت کا خاص معاملہ تھا اس نے حضرت کی وفات کا غم ہمارے لئے دگنا کردیا ہے، لیکن خدائی فیصلوں کے سامنے کیا ہی کیا جا سکتا ہے۔ اللہ ہم سبھی کو اور بالخصوص آپ حضرات کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اَللّٰهُمَّ ارْبُطْ قُلُوْبَكُمْ وَقُلُوْبَنَا كَمَا رَبَطَ قَلْبَ اُمِّ مُوْسٰى.

(مفتی) محمد کلیم گنگوہی

ابن جناب حضرت مولانا وسیم احمد صاحب رحمہ اللہ

مقیم حال قصبہ کرتپور ضلع بجنور یوپی ✧

حضرت مولانا حماد صاحب قاسمی زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج بذریعہ وہاٹس اپ حضرت مرحوم کے بارے میں دل دہلا دینے والی خبر معلوم ہوئی، تو پاؤں کے نیچے سے گویا زمین کھسک گئی، از حد غم وافسوس ہوا، بتوفیق الٰہی ایصال ثواب بھی کیا، اللہ سے حضرت کا نعم البدل بھی مانگا۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی شخصیات لاکھوں میں ایک پیدا ہوتی ہیں، وہ بھی ہزاروں سالوں میں، ہماری محرومی کہ ہم ان کی قدر نہیں کر پائے، آپ کے توسط سے دو بار حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور عجیب اتفاق کہ کل اچانک حضرت کا اور آپ کا خیال میرے دل میں آرہا تھا، سوچ رہا تھا کہ مولانا عثمان سے بھی کافی دنوں سے رابطہ نہیں ہوسکا اور آج صبح ہی یہ دل خراش خبر سننے کو مل گئی۔ میں حضرت کی کتابوں سے کافی استفادہ کرتا رہا ہوں اور حضرت کیلئے ایصال ثواب بھی ان شاء اللہ جاری رہے گا، اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت کے علم وعمل اور ورع وتقویٰ کا سچا جانشین بنائے اور حضرت کے تمام رشتہ دار، شاگردان، مریدین، متعلقین اور تمام اولاد وپسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ مذکورہ چند کلمات کے ذریعے اس حقیر کی جانب سے تعزیت قبول فرمائیے، جزاک اللہ خیرا۔

(مولانا) حماد قاسمی

✧✧✧

محبِّ مکرم حضرت مولانا حسین احمد صاحب قاسمی زید مجدہم

مالک قاسمی کمپیوٹر راج مارکیٹ مظفرنگر

اخی الکرم رفیق محترم برادرِ عزیز جناب ڈاکٹر فاروق اعظم صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پنجشنبہ کی صبح بعد نماز فجر موبائل آن کیا تو ہر گروپ پر ایک ہی خبر گشت کر رہی تھی کہ ''حبیب الامت'' رات کے درمیانی حصہ میں اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ ان لله ما اخذ وله ما اعطى وكل شيء عنده باجل مسمى اعظم الله اجركم واحسن عزائكم وغفر لميتكم.

اچانک اور غیر متوقع خبر پڑھ کر دل و دماغ پر ایک دم سکتہ سا چھا گیا۔مختلف گروپس میں اہل علم ہوں یا سیاسی رہنما، دانشوران ملت ہوں یا دیگر لوگ سب کو ''حبیب الامت'' کے غم میں رنجیدہ پایا۔
احقر کا تعلق آپ کے خانوادے سے بہت گہرا اور قدیم ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے اور صبر جمیل عطا فرمائے، اور حضرت کے مشن کو آگے بڑھانے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے، آمین۔میرے ذہن میں 25 برس قبل سے لے کر آج تک کے واقعات گشت کر رہے ہیں، مجھے حضرت حبیب الامت کو بہت قریب سے دیکھنے اور ان کے سایۂ عاطفت میں رہنا کا موقع بارہا ملا، ہر موقع پر انتہائی ملنساری، ہر دلعزیزی، عاجزی وانکساری کا مظاہرہ فرماتے۔اللہ نے مختصر عمر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بہت کام لیا، حضرت جس کام کا بیڑا اٹھاتے ایسا لگتا کہ وہ اس میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔تحریر ہو یا تقریر، مدارس کا نظم ونسق ہو یا خانقاہی نظام وہ بہت حسن اسلوب سے ان سب کو انجام دیتے تھے۔طبابت میں تو قدرت نے انہیں یدطولیٰ عطا فرمایا ہی تھا، لوگوں کے اندر طب یونانی کے گھٹتے رجحان کو انہوں نے اس طرح سے بڑھاوا اور ترقی دی کہ لوگ دوسرے ذریعۂ علاج کو چھوڑ کر طب یونانی کی طرف پھر سے مائل ہونے لگے، ان کے ہر کام میں کچھ نیا پن اور جدت ہوتی تھی جو نہ صرف قابل تعریف بلکہ قابل تقلید بھی ہوتی تھی۔
بہر حال! حضرت کے اوصاف وکمالات قلم بند کرنے کے لئے مستقل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے اور ان شاء اللہ لکھی بھی جائے گی، فی الوقت تو اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس غم کے موقع پر آپ کو صبر جمیل اور ہمت وحوصلہ عطا فرمائے۔ مجھے اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ جس طرح حضرتؒ اپنے فرزندان کی تربیت کر کے گئے ہیں، اس کے نتیجے میں وہ حضرت کے تعلیمی، تدریسی، طبی اور خانقاہی مشن کو جاری وساری رکھیں گے۔ان شاء اللہ!

والسلام
شریک غم
حسین احمد قاسمی مظفر نگر

✧✧✧

محترم المقام عالیجناب الحاج محمد اکمل صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آج 16 جولائی 2020ء فجر کی نماز کے بعد وہاٹس اپ آن کیا تو یہ خبر دیکھ کر پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی کہ معروف نباض، سیکڑوں کتابوں کے مصنف، استاذ القراء حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب گنگوہی وشیخ الحدیث حضرت مولانا وسیم صاحب کے تلمیذ رشید اور شہر بنگلور کے ہر دل عزیز دینی وملی رہنما حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی اپنی زندگی کے تقریباً 63 سال گزار کر شب جمعرات میں ہم سے بچھڑ کر حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!
حضرت حکیم صاحب اپنے ذوق علم وروحانیت، حذاقتِ طبابت، شرافت وکمال اور مطالعہ و آگہی کے لحاظ سے ایک بافیض انسان تھے۔انھیں اپنے بزرگوں اور سلف کی سیرت وسوانح پڑھنے سننے اور دوسروں تک منتقل کرنے کا جذبہ تھا افسوس ایک عظیم حکیم اور بے شمار کمالات کا جامع انسان ہم سب کو داغِ مفارقت دے گیا۔میں حکیم صاحب کے صاحبزادگان ڈاکٹر فاروق قاسمی، مولانا محمد عثمان حبان اور الحاج حکیم محمد عدنان حبان صاحبان کی خدمت میں دعائیہ کلمات پیش کرتا ہوں۔ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی.
اور دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سبھی کو صبر وجمیل عطا فرمائے، اللہ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور آپ کو اپنے والد کا سچا جانشین بنائے اور اپنے والد کے طرز پر اور ان کے رفقا سے تعلق کو برقرار رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین!

بندہ ناچیز
محمد اکمل تھانوی

✧✧✧

محبّ مکرم حضرت حافظ وقاری سید مسعود احمد صاحب قاسمی زید مجدہم

سابق استاد شعبۂ قرأت وتجوید دارالعلوم محمدیہ، دارالعلوم سعدیہ وسعدیہ یتیم خانہ بنگلور

مورخہ ۲۴؍ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶؍جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات شہر بنگلور کی مشہور ومعروف علمی شخصیت اور ماہر نباض فن طب شیخ طریقت اور میرے پیر ومرشد حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب (رحیمی شفاخانہ وبانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ گنگونڈہلی بنگلور، خلیفۂ حضرت حاذق الامت حکیم زکی الدین صاحبؒ پرنامبٹ) انتقال فرماگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت حبیب الامتؒ اپنی ۶۳ سالہ بہاریں دیکھ کے ہم سب سے بچھڑ گئے۔ حضرت حبیب الامتؒ کی اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرماتے ہوئے ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے، آمین!

حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی ہمت نہیں ہورہی، کیونکہ ان کی اچانک وفات نے ذہن کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ چاہتے ہوئے بھی کچھ لکھنا مشکل ہورہا ہے۔ حضرت سے پہلی ملاقات آج سے دوتین سال قبل ہوئی تھی۔ مختصر تعارف کے بعد ان کے حسن اخلاق اور گفتگو نے مجھے بے حد متاثر کیا اور یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا اس کے بعد احقر کو حضرتؒ نے اپنے ہی ادارہ میں شعبۂ قرأت وتجوید کی درسگاہ میں خدمت کا موقع دیا۔ حکیم صاحب کو ہم سبھی احتراماً حضرت کہا کرتے تھے چونکہ ان کی سوچ وفکر، تقویٰ وطہارت اور ملک وملت کے تئیں مخلصانہ ہمدردی نے ہمیں بہت کچھ سوچنے سمجھنے اور کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ وہ پیشہ سے ایک کامیاب طبیب تھے جن کے علاج سے بحمداللہ دنیا بھر میں بے شمار مریض صحت یاب ہوئے۔ طبی دنیا میں حکیم صاحب محتاج تعارف نہیں، انہوں نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور محنت سے اس فن کو نئی زندگی دی اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مایوس چہروں پر خوشیاں لانے کا کام کیا، کئی لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کرکے انہوں نے اس میدان میں معتبریت حاصل کی جو ایک مثال ہے۔

حضرتؒ بڑے اوصاف کے مالک تھے، دینی اعتبار سے اور طبی اعتبار سے بہت ہی خوش مزاج اور ملنسار تھے، ہر کسی سے بڑے پیار ومحبت سے پیش آتے تھے۔ اکثر علما وحفاظ کی تشخیص ودوا للہ فی اللہ

عطا کرتے ہوئے دعاؤں کی درخواست کرتے۔ حضرتؒ اس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم محمدیہ کی تادم حیات سرپرستی فرماتے رہے اور دیگر سیکڑوں مساجد ومدارس کے ذمہ دار بھی تھے، سب سے بڑے مشفقانہ انداز سے پیش آتے تھے، اور حضرت حبیب الامتؒ کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو تین ہونہار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ الحمدللہ وہ بھی بڑوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ساری ذمہ داری سنبھال رہے ہیں۔

آج ہم مریدین ومتوسلین حضرتِ والا کی شفقت ومحبت اور سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے اور ہم سبھی کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین!

حافظ وقاری سید مسعود احمد قاسمی

✧✧✧

حکیم صاحبؒ طبیب وعالم اور ایک اچھے جوہری تھے

عالی جناب سید علی صاحب جوہری علی پور

آداب......امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے!

حضرت حکیم صاحب کی وفات کا سن کر انتہائی رنج وغم اور سخت صدمہ پہنچا۔ موت برحق ہے کب کہاں کیسے کس کو اور کس حالت میں آجائے کوئی نہیں جانتا، اگر مرنے والا نیک ہو تو کچھ دن یاد کیا جاتا ہے۔ پھر دھیرے دھیرے بھلا دیا جاتا ہے۔ مگر کچھ ایسے انسان ہوتے ہیں جن کو بظاہر موت اپنی آغوش میں لے لیتی ہے پھر بھی وہ اپنے نیک اعمال خدمت خلق اور انسانیت کی بنا پر ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں۔ پھر وہ شخص نہیں شخصیت بن جاتے ہیں، شخص مرجاتا ہے مگر شخصیت زندہ رہ جاتی ہے۔ مرحوم مولانا کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا یقیناً مولانا مرحوم کی موت ملت کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔ یہاں ایک دو باتیں مولانا مرحوم کی اور حقیر کی کرنا چاہتا ہوں یہ کہ مولانا نہایت خوش اخلاق

تھے۔ سید کی تعظیم کرتے تھے، مجھے ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ آپ آل رسول ہیں۔ آپ کو جواہرات کی صحیح پہچان تھی، مجھ حقیر سے اصلی عقیق کی تسبیح منگوا کر دوسروں کو تحفے میں دیا کرتے تھے۔ نہایت نفیس اور عمدہ جواہرات خریدتے، کئی مرتبہ نہایت قیمتی ہار اور تسبیحات بنواتے جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں، آپ نہ صرف عالم اور حکیم تھے بلکہ ایک عمدہ جوہری بھی تھے۔ کئی سال مولانا مرحوم کے ساتھ رہا۔ یہاں مجھے معصوم کا وہ جملہ یاد آتا ہے کہ زندگی ایسے بسر کرو کہ لوگ تم سے بار بار ملنے کی تمنا کریں۔ اور اس دنیا سے کوچ کر جاؤ تو لوگ تمہیں یاد کر کے روئیں یہی کامیاب انسان کی نشانی ہے۔

والسلام

سید صاحب

علی پور کرناٹک

✧✧✧

حضرت مولانا محمد اقبال صاحب قاسمی مدظلہ العالی

مدیر جامعہ فاطمۃ الزہرۃ للبنات گنگوہ

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کی رحلت ملت کے لئے ایک بڑا نقصان ہے، آپ میں جہاں بے شمار خوبیاں تھیں وہیں آپ فنِ تعبیر میں خوب ملکہ رکھتے تھے، بے شمار لوگ اس باب میں ان سے استفادہ کرتے تھے اور اپنی پریشانیوں سے نجات پاتے تھے۔ میں جملہ پسماندگان سے تعزیت کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور جملہ اہل خانہ کو صبر عطا فرمائے، آمین!

محمد اقبال قاسمی

جامعہ فاطمۃ الزہرہ للبنات گنگوہ سہارنپور

✧✧✧

حضرت مولانا محمد ابرار صاحب ندوی مدظلہ العالی

معتمد مدرسہ دار القرآن دیدار شاہ کھجناور

حضرت حبیب الامت کے وصال سے بڑا صدمہ پہنچا، مولانا ڈاکٹر حبان رحیمی کی شخصیت دین وشریعت کے شارع کی حیثیت رکھتی تھی۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر اپنے قلم کو سلامی دی اور فکر و معانی کے موتی لنڈھائے۔ علم وتحقیق کے پاسدار حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر ادریس حبان کی رحلت نے محرومیوں کے کئی عنوان پیدا کردیے ہیں۔ وہ جسمانی اور روحانی امراض کے باتوفیق معالج تھے اللہ ان کے درجات بلند کرے، آمین!

✧✧✧

آہ ماہر نباض حاذق طبیب بھی چل بسے

حضرت مولانا مفتی محمد ایوب صابر صاحب قاسمی

ماہر نباض حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب چرتھاولی رحیمی شفاخانہ بنگلورو بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور کے انتقال پر ملال کی خبر کلفت اثر معلوم ہو کر نہایت رنج وقلق ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون!

اِصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيْبَةٍ وَتَجَلَّدْ — وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدْ

فَاِذَا اَتَتْكَ مُصِيْبَةٌ يَشْجِىْ بِهَا — فَاذْكُرْ مُصَابَكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدْ

اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

بے شک جو اللہ نے لے لیا وہ اسی کا ہے اور جو اس نے دے دیا وہ اسی کا ہے اور اس کے نزدیک ہر شخص کا ایک وقت مقرر ہے۔ لہٰذا تمہیں صبر کرنا چاہیے اور ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔ عالم ناسوت میں قرار کسی کو نہیں ہے سب کی تقدیر میں یہاں سے جانا مقدر ہے۔ موت سے سبھی کو ہمکنار

ہونا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ایک سچائی اور مسلم حقیقت ہے جس سے مجال انکار کسی کو نہیں ہے۔ مولانا محترم نیک شریف حسن خلق کے سنگم اور خلیق وملنسار ماہر نباض تھے انہوں نے زندگی کے تقریباً 63 سال اس فانی دنیا میں گزار کر فن طبابت کے گوہر نایاب اور سلسلہ روحانی سے خلق خدا کو سیراب وفیضیاب فرمایا، موت تو بہر حال یقینی ہے آنی ہے لیکن بعض موتیں قلب وذہن کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں بلا شبہ حضرت حکیم صاحب بہت سی خصوصی صفتوں سے متصف تھے، اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے درجات بلند فرمائے، اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ بالخصوص ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی، مولانا محمد عثمان حبان اور بھائی عدنان حبان۔

منجانب: (مفتی) محمد ایوب صابر قاسمی

خادم دارالعلوم رشیدیہ بڑوت باغپت یوپی

✧✧✧

حضرت حبیب الامتؒ بلند اخلاق کے مالک تھے

حضرت الحاج فضل الرحمٰن صاحب نانکوی مدظلہ

رات ساڑھے بارہ بجے حبیب الامت حضرت ڈاکٹر مولانا حکیم ادریس حبان رحیمی قاسمی انصاری چرتھاولی مقیم حال بنگلور کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا ایک خوش طبیعت اور با اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔ عاجزی وانکساری گویا خمیر میں پڑی تھی مہمانوں کی آمد اپنے لئے باعث شرف سمجھتے احقر کا بنگلور جانا ہوا آپ کے اخلاق کریمانہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ علمائے کرام کے قدردان ملک وملت کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے قوم ملت کے فکر مند مدارس کے معاون کے علاوہ اور بھی بہت ساری خصوصیات سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا تھا۔ آپ ایک جانب عالم ربانی ہوتے ہوئے طلبا کو علوم قرآنی سے آشناء کر رہے تھے تو دوسری جانب علم حکمت سے لاکھوں لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ سیکڑوں کتابوں کے

آپ مصنف اور رائے پور گنگوہ نانکہ کے بزرگان دین سے آپ کا والہانہ لگاؤ ہی نہیں بلکہ بیعت و ارشاد کا تعلق تھا۔

احقر فضل الرحمٰن نانکوی، احقر عطاء الرحمٰن جمیل قاسمی

جامعۃ الشیخ عبدالستار نانکہ چھٹملپور سہارنپور یوپی

✧✧✧

میرے مربی میرے شیخ

عالیجناب مختاراجواہر صاحب حبانی شاہ گنج دہلی

گزشتہ کل دیر رات مشفق ومحترم جناب ڈاکٹر سفیان عالم صاحب رحیمی دہلی کے ذریعے پیرو مرشد کے وصال کی خبر سنی تو دل تڑپ اٹھا، یقین ہی نہ ہوا، کئی مرتبہ خود کو جھنجھوڑا لیکن افسوس خود کو غلط اور خبر کو تحقیقی پایا۔ ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا، نیند کافور ہوگئی، بے چینی میں اضافہ ہوگیا، دل شیخ کی آخری زیارت کے لئے مچلنے لگا، ڈاکٹر سفیان صاحب سے بنگلور جانے کے متعلق بات چیت کی، مگر عالمی وبا کے باعث سفر کے تمام راستے مسدود تھے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے محرومی پر دل رونے لگا۔

اپنے تمام احباب اور متعلقین علمائے کرام سے ایصالِ ثواب کی درخواست کی اور خود بھی قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہوگیا، بذریعہ فون تفصیلات معلوم کرتا رہا۔ پورا دن موبائل پر تجہیز وتکفین کے مناظر دیکھ کر اشکبار ہوتا رہا۔ ہائے کم نصیبی! رواں سال علمائے کرام کے مسلسل وصال اور اب پیرو مرشد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر امت کے ساتھ میں بھی اپنی یتیمی کا ماتم منا رہا ہوں۔

بس دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت حضرت علیہ الرحمہ کو اپنی شایانِ شان مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

خاکروب آستانہ حضرت حبیب الامت

مختار جواہر حبانی

✧✧✧

عزیز القدر حافظ محمد اسعد اللہ صاحب زید مجدہم

اللہ تعالیٰ نے اس حقیر کو حضرت حکیم صاحب کی خدمت میں تین سال کا عرصہ نصیب فرمایا، میں نے ان دنوں یا بعد میں بھی کبھی حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فارغ نہیں دیکھا، حضرت اکثر مریضوں کی تشخیص، اسٹاف کی اصلاح، خوابوں کی تعبیر، تصنیف و تالیف، ماہانہ نقوش عالم، دارالعلوم محمدیہ کا جائزہ اور خدمت، دیندار و علما حضرات کی ملاقات، مریدین کی تربیت کے ساتھ خطبۂ جمعہ اور مجلس رحیمی میں اپنے اوقات صرف فرماتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپؒ کی زندگی ادبی، علمی اور طبی خدمات پر قربان تھی، اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کے جانشین ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی، حکیم محمد عثمان، حکیم محمد عدنان و جملہ خویش و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

ادنیٰ شاگرد حضرت حبیب الامتؒ

حافظ محمد اسعد (ابن مولانا آزاد حسین صاحب)

✦✦✦

حضرت مولانا مہربان صاحب مدظلہ العالی پھلتی نقشبندی

مہتمم مدرسہ دارالعلوم امدادیہ، وصدر آل انڈیا تنظیم فلاح المسلمین دہلی

ملک و بیرونِ ملک کی معروف و مقبول شخصیت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ کے انتقال پر ملال کی خبر نہایت رنجیدہ کرگئی، لیکن اللہ رب العزت کا فیصلہ ہے: ”کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ“ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اخلاقِ کریمانہ، اوصافِ حمیدہ، عاجزی وانکساری، اخلاص وللّٰہیت اور تواضع کی حامل شخصیت تھی۔ آپؒ کو فنِ تعبیر میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے میرے دیرینہ تعلقات تھے۔ بے شمار خوبیوں اور قومی وملی، طبی وروحانی طویل خدمات کی بدولت اگر یہ کہا جائے کہ ایسی شخصیت کا وجود نایاب ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو غریقِ رحمت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ
طب و معرفت کے بے تاج بادشاہ تھے

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد سالم اشرف صاحب قاسمی مدظلہ دیوبند

بڑے عرصے سے علما، صلحا اور علمی شخصیتوں کے اٹھنے کا ایک عجیب سلسلہ چل پڑا ہے، اللہ کی کیا حکمت اور مصلحت ہے، دل و دماغ لرز کر رہ جاتا ہے صبح ہوتی نہیں کہ کوئی نہ کوئی عظیم شخصیت اس دنیا سے کوچ کر جاتی ہے، روزانہ کسی نہ کسی عالم دین کی دار فنا سے دار بقا کی طرف جانے کی خبر ملتی ہے۔ وہ بھی ایسی شخصیات جو زمانے کا مان، ملت کے لئے ڈھال، ملت کا سرمایہ ہیں۔ انہیں میں سے ایک صاحبِ بصیرت عالمی شہرت یافتہ ماہر نباض حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی بانی و مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور، و مالک رحیمی شفا خانہ بنگلور کا نامِ نامی ہے، افسوس آپ بھی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں علم سے بھی نوازا تھا، عمل سے بھی نوازا تھا، روحانیت وتصوف سلسلہ کے بڑے پیر و مرشد تھے، ہزاروں شاگرد، مریدین، فیض یافتگان، عالمی حلقۂ محبین کو الوداع کہہ کر اپنے رب حقیقی سے جا ملے ہیں۔ رب ذوالجلال اپنی رحمت واسعہ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

عارف باللہ حضرت حبیب الامتؒ کا شمار علمِ طب وعلم تصوف سے متعلق معروف علمائے کرام میں تھا۔ طب وحکمت کے وہ بے تاج بادشاہ تھے، بہترین خانقاہی نظام قائم کیا، بنگلور کرناٹکا اور بالخصوص انڈیا کے دیگر مقامات میں بھی اور عالم اسلام میں ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ ایسی محترم شخصیت اور ایسے گھنے وسایہ دار درخت تھے جس کی چھاؤں میں تھکا ماندہ مسافر بیٹھ

کرسکون محسوس کرتا تھا، پریشان حال لوگ آپ کی صحبت پاکر قلبی وذہنی سکون پاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر روحانیت وعرفانیت کا وہ نور تھا کہ جسے دیکھ کر نہ معلوم کتنے لوگ اتباعِ سنت پر گامزن ہوجاتے، دلوں کی تشنگی کو سیرابی اور خدائے ذوالجلال کی محبت آپ کے چہروں کو دیکھ کر پیدا ہوتی تھی، خداوندِ عالم حضرت حبیب الامت نوراللہ مرقدہٗ پر رحمت کاملہ فرمائے اور ان کو جوارِ رحمت میں جگہ عطافرمائے، آمین۔

میں ان کے تمام صاحبزادگان، اہل خانہ اور تمام متعلقین ومحبین سے اظہار تعزیت کرتا ہوں، دارالعلوم اشرفیہ دیوبند کے جملہ اساتذہ کرام وطلبہ عزیز اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل عطافرمائے، آمین!

والسلام

طالب دعا

محمد سالم اشرف قاسمی

خادم التدریس دارالعلوم اشرفیہ دیوبند

✧✧✧

حیات مستعار کے چند گوشے

حضرت مولانا قاری محمد کلیم صاحب قاسمی زیدمجدہم مظفرنگر

آہ! جس شخصیت کے فکروفن اور خدمات جلیلہ سے نہ صرف ہند بلکہ بیرون ہند بھی دنیا کا بڑا حصہ مستفید ہوتا رہا ہے، آج اسی کو مرحوم لکھتے دست وپا لرزاں ہیں اور دل مغموم ہے۔ ہم خدام نے تو مسلسل کئی کئی روز تک رہ کر قریب سے دیکھا ہے، وہ ہمہ جہت ہستی تھی۔ راقم الحروف کے ساتھ ان کی شفقتیں اور عنایات بے حد وبے شمار رہی ہیں۔ یوں تو وہ عالم تھے، حکیم وحاذق تھے، مرشد تھے اور بہی خواہان ملک وملت میں ان کا شمار ہوتا تھا، تاہم ان کا جو بنیادی کام ہے وہ تفسیر، تصوف، طب اور تصنیف کا رہا ہے۔ ان شعبوں میں حضرت حبیب الامتؒ نے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔

فن طب کو ایک طرح سے حضرت حبیب الامتؒ نے جلا بخشی ہے۔ مجھے کہنے دیا جائے کہ جس نہج پر قدیم اطبا بوعلی سینا اور حکیم جالینوس جیسے نامور اہل فن نے اپنے اپنے دور میں اس عظیم و شریف فن کی تجدید کی اور اس دور کے لحاظ سے طب کو بلندی تک پہنچایا، اسی طرز پر حضرت حبیب الامتؒ نے رحیمی شفاخانہ قائم کرکے طب کی تجدید کی ہے کہ اس فن کو جدید قالب میں ڈھالا اور ریاست کرناٹک کے شہر بنگلور میں معجون وعروق اور دوسرے مرکبات کی جدید مشینیں نصب کیں۔ آج ان کی خود کی مصنوعات بازار میں ہیں۔

کسی بھی فن میں تجویز وتشخیص کی اہمیت ہوتی ہے۔ الحمدللہ! حضرت حبیب الامتؒ کو اس میں مہارت حاصل تھی، وہ چند ساعتوں میں ہی مریض کی نبض دیکھ کر اس کی عمر، موسم اور مزاج کے لحاظ سے ادویہ تجویز کردیتے، مریض اس حد تک فائدہ محسوس کرتا کہ پھر عمر بھر کسی دوسری جگہ کا رخ نہ کرتا۔ اس کام میں بھی خدمت خلق کا پہلو ان کے پیش نظر رہتا تھا۔

حکمت میں دوسرا بنیادی کام شاگردوں کی جماعت تیاری کرنی ہوتی ہے، کیونکہ کسی بھی فن کے مبادیات کے بقا، نہج کو فروغ دینے اور اس کے استحکام کے لئے رجال سازی وقت کا تقاضہ ہوا کرتا ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا اس معاملہ میں بھی نرالا انداز تھا۔ وہ مریض دیکھتے تو شاگردوں کو رموز سمجھاتے۔ بعد میں وہ شاگردوں سے دریافت کرتے اور ہر ہر نکتے پر بحث کرتے۔ شاگرد سوال کرتے تو ان کو تسلی بخش جواب دیتے، کتاب سے اسباق پڑھانے کا معمول بھی تھا، اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے ہزار ہا شاگرد ہیں جو ملک اور بیرون ملک خدمت خلق میں مصروف ہیں۔

ایک کام حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ہی عظیم تھا، یہ وہی کام ہے جس کو قرآن حکیم نے تزکیہ وتطہیر سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن کریم نے اس کام کو انبیائی مشن بتایا ہے۔ اسی تطہیری فعل کو حکمائے امت نے تصوف کہا ہے، چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد ہزار ہا اولیاء اللہ نے اسی نبوی مشن کو ہندوستان میں فروغ دیا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو تصوف کے سلسلہائے اربعہ سے خلافت واجازت ملی ہوئی تھی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مناسبت سے خانقاہ رحیمی قائم کی اور پھر نوبت بایں جارسید کہ بنگلور سمیت ملک کے بڑے حصہ سے لوگ ان کے روحانی فیض سے فیضیاب ہونے لگے، چنانچہ عام مسلمانوں کی بڑی تعداد نے ان سے رجوع کیا اور اس طرح ان کے دست حق پرست پر ہزاروں زنگ آلود قلوب لوگوں نے توبہ وبیعت کی۔ آج ان کے خلفا کی بڑی تعداد ملک وبیرون ملک پائی جاتی ہے جو ان کے روحانی فیض کو آگے بڑھا رہی ہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی روحانی مجلس میں ذکرِ الٰہی کراتے، نصائح پر مشتمل ملفوظات ارشاد فرماتے اور اکابر کے واقعات سناتے۔ جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلاف کے واقعات اکسیر سے کم نہیں ہیں۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حیات مستعار میں تصنیف وتالیف کے تعلق سے بھی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر اور فن طب نیز دوسرے اسلامی موضوعات اور خاص کر تعبیر ودیگر عنوانات پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۲۰۰ کتابیں لکھی ہیں، جو منظر عام پر آچکی ہیں اور کئی کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔ تعبیر جیسے دقیق موضوع پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ''خوابوں کی

تعبیر'' نام سے آسان زبان میں کتاب ترتیب دی ہے۔ یہ کتاب ملکی اور عالمی سطح پر مقبول ہو چکی ہے۔ حقیقت میں خود حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خوابوں کی تعبیر کا ملکہ حاصل تھا۔ بڑی تعداد میں لوگ ان سے تعبیر پوچھنے آتے، وہ بسیار غور وخوض کے بعد بتلا دیتے اور ان کی بتائی ہوئی تعبیر پوری ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آمین!

محمد کلیم قاسمی

ڈائریکٹر

میڈی ویسٹ ہربل (انڈیا)

✧✧✧

فنِ طب کو جلا بخشنے والی عہد ساز شخصیت

محترم المقام حضرت مولانا شاہنواز بدر صاحب قاسمی زید مجدہم
ڈائرکٹر وژن انٹرنیشنل اسکول سہرسہ وگروپ اڈمن تازہ ترین نیٹ ورک

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے یقین نہیں آرہا ہے کیوں کہ ان کی اچانک وفات نے ذہن کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ چاہتے ہوئے بھی کچھ لکھنا مشکل ہورہا ہے۔ حکیم صاحب سے پہلی ملاقات آج سے سات سال قبل بنگلور سفر کے دوران ہوئی تھی مختصر تعارف کے بعد ان کے حسنِ اخلاق و گفتگو نے مجھے بے حد متاثر کیا اور یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا اس کے بعد جب بھی بنگلور گئے ان کے مہمان ہی بن کر رہے۔ حکیم صاحب کو ہم احتراماً حضرت کہا کرتے تھے کیوں کہ ان کی سوچ وفکر، تقوی وطہارت اور ملک وملت کی تئیں مخلصانہ ہمدردی نے ہمیں بہت کچھ سوچنے سمجھنے اور کرنے پر مجبور کر دیا تھا، وہ پیشہ سے ایک کامیاب طبیب تھے جن کے معالج چالیس ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، طبی دنیا میں حکیم صاحب محتاج تعارف نہیں، انہوں نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور محنت سے اس فن کو ایک نئی زندگی دی اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مایوس چہروں پر خوشیاں لانے کا کام کیا۔ کئی لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کر کے انہوں نے اس میدان میں جو معتبریت حاصل کی وہ ایک مثال ہے۔

حکیم صاحب 20 اپریل 1958 میں یوپی کے ضلع مظفرنگر کے قصبہ چرتھاول میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود انصاری عرف حکیم ننھو میاں گنگوہی (نبیرہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے جہاں آپ مسلسل 8 سال رہ کر ان سے فیض یاب ہوئے۔

حکیم صاحب تقریباً 40 سال سے بنگلور شہر میں قیام پزیر تھے اور اب ان کے اہل خانہ کیلئے بنگلور ہی وطن اصلی بن چکا ہے لیکن انہوں نے زندگی کی آخری سانس تک چرتھاول سے اپنے رشتہ کو مضبوط رکھا۔ حکیم صاحب صرف ایک طبیب نہیں بلکہ انہوں نے زندگی کے ہر میدان میں قسمت آزمائی اور کامیاب ہوئے دوسو سے زائد کتابوں کے مصنف، رحیمی شفاخانہ بنگلور و دہلی کے سربراہ، دارالعلوم محمدیہ کے بانی و مہتمم اور مشہور طبی رسالہ نقوش عالم کے چیف ایڈیٹر تھے، آپ تصوف و طریقت میں بھی امتیازی شان کے تھے، آپ کی روحانی مجلس اور اصلاحی بیانات دلچسپ ہوتے تھے انہوں نے اپنے چھوٹوں کی رہنمائی، رہبری اور حوصلہ افزائی میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا ہر ممکن مدد کیلئے ہمیشہ تیار رہتے۔ حضرت حکیم صاحب کو دیکھ کر اسلاف واکابر کی یاد تازہ ہوجاتی تھی، وضع قطع اور رکھ رکھاؤ شاہانہ تھا، ملنے جلنے کا انداز ایسا کہ جو ایک بار مل لے بار بار ملنے کو جی چاہتا تھا، ان کی شناخت ایک معتبر معبر کی بھی تھی، خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت نامی کتاب لکھ کر انہوں نے علمی حلقہ پر احسان عظیم کیا ہے کیوں اب اس فن کے ماہرین کو تلاش کرنا آسان نہیں ہے۔ ان کے مریدین و متوسلین کا حلقہ بھی کافی وسیع ہے، حکیم صاحب جدید تقاضوں سے ہمیشہ ہم آہنگ رہتے تھے، پرانی باتوں کو نئے طریقے پر کہنے اور لکھنے کا خوب ہنر تھا جس کا اندازہ ان کی بے شمار تحریروں اور یوٹیوب چینل پر بیانات سن کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت حکیم صاحب کی وفات یقیناً ایک عظیم سانحہ ہے، تعزیت کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، حضرت کے بڑے صاحبزادے برادرم ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی اور مولانا حکیم عثمان حبان قاسمی و الحاج حکیم محمد عدنان حبان ان کے علمی وفنی وارث ہیں، اللہ پاک تمام اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت حکیم صاحب کے درجات کو بلند فرمائے، ایک ایسی شخصیت کی جدائی جن کی کمی کا احساس ہمیشہ ستائے گا اللہ پاک ان کی تمام خدمات اور کارناموں کو قبول فرمائے اور دارالعلوم محمدیہ، رحیمی شفا خانہ اور ملت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین!

✧✧✧

انسانی قدروں کا خوبصورت استعارہ

مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

محترم المقام حضرت مولانا فتح محمد صاحب ندوی مدظلہ العالی

تمام عمر رہِ رفتگاں کو تکتی رہے
کسی نگاہ میں اتنا تو دم نہیں ہوتا

(منیر نیازی)

ممتاز حکیم ماہر نباض حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحبؒ سے کبھی باضابطہ ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ البتہ عالی جناب مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی کھجناوری (مدیر ماہنامہ صدائے حق گنگوہ) کے وسیلے سے ان سے شناسائی کے راستے ہموار ہوئے۔ فون پر جب بھی گفتگو ہوتی تھی تو پہلے مفتی ساجد کا نام لینا پڑتا بعدہٗ مکمل شرحِ صدر کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ میری گفتگو کا موضوع ان سے ہمیشہ خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے ہوتا تھا۔ فضل الٰہی سے جہاں ان کو ودیعت کے طور پر انسانی نبض شناسی پر مکمل مہارت حاصل تھی وہیں آپ کو خوابوں کی تعبیر کی فہم اور اس پر بھرپور ادراک حاصل تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ میری بیٹی نے خواب میں اپنے سر میں کیڑے چلتے ہوئے دیکھے ہیں۔ میں نے حبان رحیمی صاحب سے اس کی تعبیر معلوم کی تو آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اب اس عورت کو جس بچہ کی ولادت ہوگی اس خواب کی تعبیر کے مطابق وہ لڑکی ہوگی۔ خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے ان سے ایسے بہت سے تجربات ہوئے جن کی بنیاد پر آسانی سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ علم تعبیرِ خواب میں بھی ممتاز اور منفرد تھے۔

حبیب الامت حضرت مولانا حبان رحیمیؒ نے اکابر اور بزرگوں کی عظمتوں و رفعتوں کا علمی وروحانی مسکن سرزمین گنگوہ سے اپنے کشکول معرفت کو بھرا بلکہ فقیہ النفس حضرت گنگوہی کے گھرانے سے براہ راست استفادہ کیا۔ روح اور قلب کی بیماریوں کے ساتھ جسمانی طبیب حاذق کے رازوں سے وہیں آپ واقف ہوئے۔ دراصل حضرت گنگوہی کے پوتے عبدالرشید محمود حکیم ننھوں میاں کے بھائی مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ کی صحبت نے ان کی تربیت میں بنیاد کے پتھر کی حیثیت سے کردار ادا کیا۔ روحانی وجسمانی طور پر مکمل حذاقت کے ساتھ مولانا حبان رحیمی صاحب بہ حیثیت طبیب اپنے شیخ کے حکم سے بنگلور ہجرت کر گئے تھے اور ایک طویل مدت تک سرزمین بنگلور کو اپنی بھرپور روحانی اور جسمانی غذا فراہم کرتے رہے۔ مولانا کے روحانی اور جسمانی فیض سے جہاں بیمار لوگوں کے قلوب میں گرمی اور جسم میں حرکت وحرارت پیدا ہو رہی تھی۔ وہیں علم وکتاب کے متوالوں کے لیے آپ کے قلمی نقوش تشنگی کا سامان بہم عطا کر رہے تھے۔

مولانا کے کارناموں کی فہرست میں مدارس اسلامیہ کا قیام اور نئی نسل کے ایمان اور عقیدہ کے تحفظ کے لئے مثبت سوچ کے ساتھ مضبوط لائحہ عمل کا جو خاکہ اور نقشہ ملتا ہے اور ساتھ ہی جس خوبصورتی اور زیرکی کے ساتھ آپ نے ملی وسماجی کاموں میں خصوصاً تعلیم کے میدان میں آپ کی جو بے لوث خدمات ہیں ان کا عنوان بڑا وسیع اور روشن ہے۔ حضرت مولانا کے احباب جس دردمندی اور خلوص سے آپ کے اخلاق وکردار کا ذکر اپنی مجلسوں میں کرتے ہیں اس سے آپ کی وضع داری، جذبے کی صداقت وخلوص، شخصیت کی دلکشی اور کریمانہ تال میل کا خوبصورت اعلان اور تعارف ہے مزید اس سے آپ کی احترام نوازی اور احباب شناسی کا بھی بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مولانا حبان رحیمیؒ کی جس ادا نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ علماء اور طالبان علوم نبوت کا حد درجہ احترام اور قدردانی کے وقعات ہیں۔ آپؒ کے یہاں اس قدردانی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کبھی آپ نے اپنی زبان سے کسی طالب علم کا نام نہیں لیا ہمیشہ احترام میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو ''حضرت'' کہتے تھے۔ حبیب الامتؒ سے شناسائی اور تعلق میری زندگی کی خوبصورت تشکیل اور بازیافت ہے۔ میں آپؒ کی اس یافت اور دریافت پر مفتی ساجد کھجناوری کا ممنون کرم ہوں کیوں

کہ بہ شمول حضرت حبان رحیمیؒ کے بہت سی روحانی اور عرفانی قلمرو اور قلم وکتاب سے وابستہ بزم خیال میں رسائی آپ ہی کے توسط سے عمل میں آئی۔ مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی فتوحات، فارغ البالی اور کامیابی کے ساتھ زندگی کی تریسٹھ بہاریں دیکھیں۔ تاہم انہیں اپنی وفات سے پندرہ دن پہلے طبیعت میں اچانک کچھ نقاہت سی محسوس ہوئی۔ جس سے انہیں یہ خیال شاید ہو چکا تھا کہ اب آفتاب زندگی لب بام آچکا ہے۔ اسی گمان میں اب وہ مسافران آخرت میں شامل ہونے کے لئے اس کی تیاری میں بسر وچشم لگ گئے تھے تمام ضروری اور بکھرے ہوئے کاموں کو انہوں نے مکمل انہماک اور توجہ سے سمیٹنا شروع کر دیا تھا۔ وقتاً فوقتاً وہ پہلے سے زیادہ اپنے بیٹوں کو کاموں کی ترتیب اور حسن انتظام کا سلیقہ اور ہنر بھی سمجھا رہے تھے کس بیٹے کی کیا ذمہ داری ہے کس کو کونسا کام کرنا ہے اپنی بہنوں اور احباب کے حقوق اور خیال کے بارے میں ان کو نصیحتیں اور تلقین وغیرہ کا پورا سبق خوبصورتی سے پڑھانے میں لگے ہوئے تھے۔ اسی دورانیے میں انہوں نے اپنے کچھ احباب کو نہ صرف یاد کیا بلکہ کچھ خطوط بھی ان دوستوں کے نام لکھے جن میں ایک خط جناب مفتی ساجد کھجناوری کے نام بھی لکھا۔ خط کے مشمولات کا تو مجھے علم نہیں لیکن مفتی ساجد صاحب کے نام ان کا جو خط ہے اس میں انہوں نے مفتی صاحب کی صلح اور صالحیت اور ان کا ذوق سلوک اور حصول معرفت کا جذبہ اور لگن دیکھ کر ان کو اپنا مجاز بنانے کی سند بھی فراہم کی۔

آخر سب گمان اور خیال حقیقت میں تبدیل ہو کر ٹھیک پندرہ دن کے بعد حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ کی اچانک موت کی خبر سے دل پر بڑا صدمہ گزرا۔ بلاشبہ ہم سب خدا کے ہر فیصلے پر راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہیں اور علیم بھی اور یہ سب اس کی حکمت کے فیصلے ہیں وہ جب اور جس وقت جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے فیصلوں پر کسی کی کیا مجال کہ لب کشائی کر سکے۔

بہر حال حبان صاحبؒ کے اس جانگداز حادثہ سے جہاں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہزاروں مریض سوگوار ہو گئے۔ وہیں قافلہ علم وعرفان کے مسافروں اور متلاشیوں کے لیے آپ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرتِ تامہ فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین!

✧✧✧

حبیب الامتؒ اپنی مثال آپ تھے

ثناخوانِ مصطفیٰ قاری محمد ریحان صاحب قاسمی اوڈھاپور باغپت

حضرت حبیب الامتؒ کے جانشین حضرت ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی سے میری اور میرے برادر محترم مولانا محمد فاروق صاحب قاسمی کی پہلی ملاقات دارالعلوم وقف دیوبند میں دورانِ تعلیم ہوئی۔ آگے چل کر یہی ملاقات اخوت ومحبت میں کب تبدیل ہوگئی خبر ہی نہ ہوئی، رات دن ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ہوتا، تعلیمی فراغت کے بعد قرآن کریم سنانے کی بات آئی تو حضرت ڈاکٹر صاحب نے بنگلور چلنے کا مشورہ دیا، یوں ہم کئی دوست واحباب آپ کے ساتھ بنگلور روانہ ہو گئے۔

بنگلور پہنچ کر ڈاکٹر صاحب کے والد بزرگوار شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ سے ملاقات ہوئی، دارالعلوم محمدیہ میں قیام ہوا۔ حضرت حبیب الامت کی خصوصی دعوت پر حضرت قاری سعید عالم صاحب قاسمی استاذ دارالعلوم اور وقف دارالعلوم دیوبند بنگلور تشریف لائے ہوئے تھے اور قیام حبیب الامت کے یہاں تھا، نمازِ مغرب کی امامت کے لئے حضرت حبیب الامتؒ نے حضرت قاری صاحب سے گزارش کی تو قاری صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا۔ بعدہٗ مجلس منعقد ہوئی، مجھے نعت پڑھنے کا حکم ملا، نعت سن کر حضرت حبیب الامتؒ نے ہدیہ عنایت فرمایا، اگلے دن حضرت قاری سعید عالم صاحب قاسمی شیموگہ روانہ ہو گئے اور ہم نے رمضان المبارک حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بنگلور میں گزارا، رخصت ہوتے ہوئے حبیب الامتؒ نے ارشاد فرمایا: اگر طبیعت ہے تو اپنے والد سے اجازت لے کر عید کے بعد دارالعلوم محمدیہ تدریس کے لئے آجائیں۔ مجھے تو جیسے انتظار تھا اور یوں مجھے آٹھ سال حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا، بہت سی دین ودنیا کی باتیں سیکھیں، ہماری شرارتوں پر چشم پوشی فرماتے لیکن بعد میں غیر محسوس طریقہ پر اصلاح فرمادیا کرتے۔ احقر بے شمار مرتبہ خلوت وجلوت میں ساتھ رہا، جو خوبیاں آپ میں اللہ نے رکھی تھیں وہ بہت کم لوگوں میں ہوتی ہیں۔ بلند اخلاق، نرم گفتگو، کشادہ دستی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت حبیب الامت ؒ سے ایسی قلبی محبت ہوگئی تھی کہ دارالعلوم محمدیہ سے رخصت ہوکر بھی آپؒ سے مسلسل رابطہ رہا، دہلی میں جب آپ کا مطب قائم ہوا تو میرے لئے سفر آسان ہوگیا، ہر ماہ دہلی مطب حاضر ہوجاتا، حبیب الامت ؒ نے بھی الفت ومحبت وشفقت وعنایات جاری رکھیں۔
میری اور اہل خانہ کی خواہش تھی کہ ایک مرتبہ حضرت حبیب الامت ؒ ہمارے یہاں تشریف لے آئیں اور غریب خانہ کو رونق بخشیں۔ میں نے درخواست کی تو آپؒ نے قبول فرمالیا، لیکن مصروفیات کی وجہ سے تشریف آوری معطل ہوتی رہی، بالآخر ایک دن پیشگی اطلاع کے بعد چند احباب کے ہمراہ آپؒ اوڈھاپور بڑوت باغپت تشریف لائے، مولانا محمد فاروق صاحب قاسمی، عالیجناب محمد ایوب صاحب، عالیجناب محمد طیب صاحب، عالیجناب محمد ہارون صاحب، ڈاکٹر اسلم صاحب، پردھان محمد ساجد صاحب اور دیگر بہت سے حضرات نے آگے بڑھ کر حضرت حبیب الامت ؒ کا استقبال کیا اور اوڈھاپور تشریف آوری پر خوش آمدید کہا۔

میرے اور میرے گھرانے کی عید ہوگئی، برسوں کی خواہش پوری ہوئی، آپ کے مبارک قدموں سے گھر میں بہار کا سماں بندھ گیا، حبیب الامت ؒ نے فرمایا: قاری صاحب! آپ کی محبت کھینچ لائی، لیکن ہمارے لئے کوئی اہتمام نہ کریں۔ لیکن شیخ کی آمد تھی ہم سے جو کچھ ہوسکتا تھا ہم نے کیا، دسترخوان دیکھ کر فرمایا: قاری صاحب! بہت زیادہ اہتمام کرلیا ہے، ہم بھی آپ جیسے ہی سیدھے سادے لوگ ہیں، گاؤں کی زندگی اچھی ہوتی ہے، گاؤں کے کھانے بھی اچھے ہوتے ہیں۔
حضرت حبیب الامت ؒ چونکہ ایک حاذق طبیب تھے آپؒ نے خالص دیہاتی صحت مند کھانے جیسے شلجم گوشت، شکرانہ، چنے کا ساگ، مکئی کی روٹی اور دودھ وچھاچھ کو پسند کیا اور فرمایا: قاری صاحب! آپ کے دسترخوان نے بچپن کی یادیں تازہ کردیں۔

نمازِ جمعہ کے بعد مسجد میں حضرت حبیب الامت ؒ کا وعظ ہوا، گاؤں کے تمام لوگ امنڈ آئے، نہایت دلچسپی اور رغبت سے بیان سنا گیا، آپؒ نے نہایت سادہ زبان میں خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”بھائیو! کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں چھوٹا بڑا نہیں ہے، انسان کی نیکی اور امانت و دیانت داری ایک دوسرے کے ساتھ اچھا برتاؤ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے، آپ لوگوں کی جیسی سوچ اور جیسی نیت ہوگی اللہ تعالیٰ کا ویسا ہی فیصلہ ہوگا“۔ حبیب الامتؒ نے کئی واقعات اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔ لوگوں نے بیان کو بے حد پسند کیا۔ لوگوں نے بڑے سکون واطمینان اور عقیدت و محبت کے ساتھ مصافحہ کیا اور دعا کی درخواست کی۔ اطراف واکناف سے حضرت مولانا قاضی عارف الحق صاحب مفتاحی خطیب وامام مسجد پھونس والی بڑوت، مولانا عبدالستار صاحب مفتاحی، مولانا ریاض صاحب، مولانا مفتی وسیم صاحب کھندراولی اور دیگر بہت سے علمائے کرام کو معلوم ہوا تو ملاقات کے لئے چلے آئے۔ بستی کے غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آبیٹھے، آپ جس طرف جاتے لوگ آپ کی نفاست اور چہرہ کے جمال کو دیکھ کر رک جاتے، ایک غیر مسلم آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا: ”آپ لوگوں نے کیا گھور پاپ (بڑا گناہ) کردیا، اتنے بڑے گیانی اور مہا گرو کو لے کر آئے اور کسی کو بتایا تک نہیں“۔ لوگ آگے بڑھ کر ہاتھ چوم رہے تھے، دعا کی گزارش کررہے تھے۔ حضرت نے فرمایا: قاری صاحب! آپ نے بہت لوگوں کو جمع کرلیا ہے، ہم تو آپ سے ملنے آئے تھے۔ میں نے عرض کیا: حضرت! ہم نے کسی کو اطلاع نہیں کی، آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر اور آمد کا سن کر یہ دوست واحباب آرہے ہیں۔

بے شمار دعاؤں سے نواز کر حضرت حبیب الامتؒ ہمارے غریب خانہ سے رخصت ہوئے، واپسی میں کنٹریکٹر عالیجناب حاجی محمد انیس صاحب کے دولت کدہ پر بڑوت میں ایک دعائیہ نشست ہوئی، بے شمار علما وطلبا نے ملاقات کی، اس موقع پر بہت سی قیمتی باتیں آپؒ نے ارشاد فرمائیں۔

اس حقیر کے حضرت حبیب الامت ؒ کے ساتھ بہت سے سفر ہوئے، جاننے والے احباب اور مریدین ومتوسلین کا معاملہ تو الگ تھا، ہر عام اور اجنبی شخص کو آپ اپنا گرویدہ بنالیتے، پہلی ملاقات میں ایسے گفتگو ہوتی کہ برسوں کی شناسائی کا گمان ہوتا، مزاج میں کسرنفسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی،

سامنے والے کا اکرام بہت زیادہ فرمایا کرتے، آنے والے لوگوں کو ضرورت سے زیادہ وقت دیتے، تسلی ہو جاتی تب رخصت فرماتے، خود بے آرام ہو جاتے لیکن سامنے والے کا پورا خیال رکھتے، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے گوشہ نشینی کے بجائے مخلوقِ خدا کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا، ہم نے بے شمار مرتبہ مشاہدہ کیا کہ سخت تکلیف ہوتی تو بھی سامنے والے کی ضرورت کا خیال فرماتے، غرض آپؒ نے خود کو خدمتِ خلق کے لئے مٹا دیا تھا، یہی وجہ تھی کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا جس طرف گزر ہوتا لوگ ملاقات وزیارت کے لئے کھنچے چلے آتے۔

میری خوش بختی رہی کہ زندگی کے آخری عمرہ میں میں آپ کے ساتھ رہا، مجھ سے فرمایا: آپ اپنا پاسپورٹ دے دو۔ سبحان اللہ! ایک تو نورانی سفر اور پھر شیخ کے ہمراہ، نورٌ علیٰ نور۔ اس سفر کے انوارات وثمرات ابھی تک محسوس ہو رہے ہیں۔

افسوس صد افسوس! حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے دل نہایت غمگین ہے، آج ہم آپؒ کے دستِ شفقت وعنایات سے محروم ہو گئے۔ آپؒ نے ہمیں زندگی کے آداب، سیرت کی روشنی میں چلنے کا سلیقہ سکھایا، دین ودنیا کی سمجھ دی اور ہمیشہ تقویٰ کی نصیحت فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بال بال مغفرت فرمائے، درجات کو بلند فرمائے اور ہم سبھی مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے صاحبزادگان خصوصاً حضرت ڈاکٹر فاروق صاحب مدظلہ نے حضرت کے مشن کو جاری رکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کو خوب خوب صحت وعافیت اور لمبی زندگی عطا فرمائے، ہم سبھی کو حضرت علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین یارب العالمین!

خاکپائے آستانہ حضرت حبیب الامتؒ

محمد ریحان قاسمی

اوڈھاپور باغپت بڑوت

✦✦✦

حضرت حبیب الامتؒ کی کرم فرمائیاں

قاری عبدالباری صاحب حبانی مدظلہ بانی ومہتمم مدرسہ حسنیہ ومسجد اولیاء احمد نگر بنگلور

پیر ومرشد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی پہلے پہل زیارت سے اس وقت مشرف ہوا جب آپؒ مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی بنگلور کے منصبِ اہتمام پر فائز ہو کر تشریف لائے، آپؒ کے وجودِ مسعود کی بدولت مدرسہ کی کیفیت میں ہم بچوں کو بھی نمایاں تبدیلیاں محسوس ہوئیں، مدرسہ کے تعلیمی انتظام کے ساتھ صفائی ستھرائی کا ایسا نظم کیا کہ ہر آنے والے کا دل خوش ہو جاتا، مختصر عرصہ میں ہر ایک آپؒ کا شیدائی ہو گیا، اسی درمیان حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے مجھے حفظ القرآن کی درسگاہ میں بٹھا دیا گیا، یوں آپؒ کی شفقت وکرم فرمائی کا سلسلہ دراز رہا۔ پھر جب حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم محمدیہ قائم فرمایا تو میرے بڑے بھائی جناب عبدالحمید صاحب نے مجھے اور چھوٹے بھائی حافظ یاسین کو دارالعلوم محمدیہ میں داخل کرا دیا۔ راقم الحروف (عبدالباری) پیر ومرشد حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور ہمارے کرم فرما حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی کے ہمراہ شاملِ درس تھا، ہم سب ساتھیوں نے حضرت علیہ الرحمہ کی زیرِ نگرانی ایک ساتھ حفظ القرآن مکمل کیا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی رات دن کی جد وجہد اور اکابر علماء کرام سے محبت والفت کا ہی نتیجہ تھا کہ سینکڑوں علماء کرام وبزرگانِ دین نے علاقۂ لائر پالیہ کو اپنی تشریف آوری سے زینت بخشی، خوش قسمتی سے اس سال فارغ ہونے والے تمام حفاظِ کرام کی دستار بندی فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے عمل میں آئی اور دارالعلوم محمدیہ کی جانب سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں سندِ حفظ قرآن مجید عنایت فرمائی۔

ہم دو بھائی دارالعلوم محمدیہ میں داخل ہوئے تھے، والد کا سایہ بچپن میں ہی اُٹھ گیا تھا، اس لئے حبیب الامتؒ کی شفقت ومحبت کچھ زیادہ تھی، دارالعلوم محمدیہ کے پہلے حافظ قرآن میرے بھائی عالیجناب حافظ محمد یاسین صاحب ہیں، جب ان کا قرآن مجید پورا ہوا اور دستار بندی عمل میں آئی تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ والد مرحوم عالیجناب محمد حسن صاحب حضرت کے برابر میں عصر کی نماز کے لئے وضو کر رہے ہیں، حبیب الامتؒ نے دریافت فرمایا کہ آپ کا تو انتقال ہوگیا تھا، آپ یہاں کیسے؟ والد مرحوم نے کہا: حضرت! میرا بیٹا حافظِ قرآن ہوا ہے، مجھے بے انتہا خوشی ہوئی ہے، آج میں اجازت لے کر ملنے کے لئے آیا ہوں۔ سبحان اللہ! حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خواب ہم بھائیوں کے لئے سرمایۂ آخرت ہے، اس خواب سے جو مسرت وشادمانی ہمیں حاصل ہوئی شاید ہی وہ خوشی والد کی موجودگی میں ہوتی۔

تعلیمی فراغت کے بعد بھی حضرت علیہ الرحمہ سے ہمارا خاص تعلق قائم رہا، اسی نسبت کی بدولت جب بھی کسی کام کا ارادہ کرتے تو آپؒ سے ضرور مشورہ لیتے، میں نے جب اپنے یہاں مسجد ومدرسہ قائم کیا تو آپؒ ہی کے دستِ مبارک سے بنیاد رکھوائی۔ مدرسہ کا نام شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ''مدرسہ حسینیہ'' رکھنا چاہا تو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''شیخ الاسلام کی نسبت الحمد للہ حاصل ہے ہی، آپ ادارہ کا نام اپنے والد کے نام پر ''مدرسہ حسنیہ'' رکھ لیں''۔ چنانچہ میں نے آپ کے حکم پر حسنیہ رکھ لیا۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ مجلس لگی ہوئی ہے جس میں محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، حضرت حاذق الامت اور حضرت حبیب الامتؒ تشریف فرما ہیں، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیر فقیر اور حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کو پیش کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ دونوں میرے بچے ہیں، آپ حضرات سے دعا کی درخواست کرتا ہوں''۔ چنانچہ ان بزرگانِ دین نے ہم دونوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھا اور بطورِ نصیحت مجھے تنبیہ فرمائی کہ اپنے اخلاق درست کرو۔ اس خواب کی نسبت پر میں نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد کا نام ''مسجد اولیاء'' رکھنے کی اجازت چاہی تو آپؒ نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: یہ تو بہت اچھا نام ہے، آپ ضرور رکھیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہماری ہر ہر موقع پر رہنمائی اور اصلاح فرماتے، ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا: ''مبارک ہو''۔ میں سمجھا کہ آپ علیہ الرحمہ شاید شادی کی مبارکبادی دے رہے ہیں۔ میں خاموش رہا تو فرمایا: ''رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ادریس! اس عبدالباری کا کان پکڑ کر اچھی طرح گھماؤ۔ میں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور زور سے پکڑ کر گھماؤ اور معلوم کرو کہ اس نے کیا غلطی کی ہے؟ چنانچہ میں نے دوبارہ تمہارا کان پکڑ کر مروڑا، پھر آنکھ کھل گئی۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹے! بتاؤ کیا غلطی کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہاری گوشمالی کا حکم فرمایا؟ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ اندازِ محبت اور میٹھی گفتگو سن کر میں رونے لگا اور ڈرتے ڈرتے اپنے جرم کا اقرار کیا کہ حضرت! رات مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی کہ میں نے ٹی وی دیکھی اور ایک صاحب کو بلا کر انہیں بھی ٹی وی دِکھائی۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خانقاہ میں رہنے والوں اور بزرگوں کی خدمت کا دم بھرنے والوں کو ایسی چیزیں زیب نہیں دیتیں، یہ جرم ہے، اللہ سے معافی طلب کریں اور احتیاط کریں، تقویٰ اختیار کریں، اچھائی اور برائی کی تمیز پیدا کریں، خانقاہ سے تعلق رکھنے کے بعد بھی اگر خانقاہ کا رنگ نہ آئے تو بیکار ہے۔

اللہ اکبر! حضرت کی کیا نگاہ تھی، کیا اچھوتا انداز تھا، کیا محبت تھی، ایسی محبت والفت پر ہزار بار قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔ مگر افسوس حضرت کی زندگی میں ہم نے آپ کی وہ قدر نہ کی جو کرنی چاہئے تھی۔ ہر ملاقات پر کچھ نہ کچھ نصیحت اور اصلاح ضرور فرمایا کرتے تھے۔ میں نے مسجد اولیاء میں نمازِ جمعہ شروع کئے جانے کی اطلاع دی تو نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: الحمد للہ! ''اب آپ کی مسجد مکمل ہوگئی ہے''۔ پھر تقریر کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: ''خطیب کو عاجزی وانکساری کے ساتھ بات کرنی چاہئے، آم کا درخت اپنے پھلوں کی کثرت سے جھکا رہتا ہے، ایک امام اور مقرر کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے، عاجزی وانکساری اور خلوص کے بغیر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا''۔

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بہت مرتبہ سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جب حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ خانقاہِ زکیہ پرنامبٹ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے

جاتے تو اس فقیر کو بھی اپنے ہمراہ رکھتے۔ مختلف جلسوں اور بے شمار اسفار میں آپؒ کے ساتھ رہا، ہر ایک کا اکرام اور خیال فرمایا کرتے تھے۔ خوب تحفے تحائف دینے والے تھے، آپ کے تحفوں میں سب سے زیادہ میرا پسندیدہ تحفہ ''عطر'' ہوا کرتا، ہمیشہ عنبر یا مشک کا استعمال فرمایا کرتے تھے، جو خود استعمال کرتے وہی ہدیہ بھی دیا کرتے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے میں اپنے دل کی بات کہہ دیا کرتا، آپ ہمیشہ دلچسپی اور اطمینان کے ساتھ سن کر مسائل کا تدارک فرما دیا کرتے تھے، چند برس قبل میں نے کچھ حالات کی تنگی کے متعلق عرض کی تو فرمایا: ''حافظ صاحب! مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ خوب نوازیں گے، آپ کے پاس مال ہوگا، مگر اُس وقت میں نہیں ہوں گا''۔ بڑوں کی باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں، آج اللہ کا دیا سب کچھ ہے لیکن افسوس! حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہیں۔

گذشتہ سال لاک ڈاؤن سے پہلے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ آخری مرتبہ ہماری مسجد تشریف لائے، ۲۸ر رمضان المبارک کو ختم قرآن تھا، آپؒ نے نہایت پر مغز اور دل پذیر خطاب فرمایا، خوب دعاؤں سے نوازا، اس موقع پر حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی، حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی، حضرت مولانا مفتی محمد ارشد جمیل صاحب رشیدی، مولانا سعید الرحمٰن صاحب قاسمی، الحاج حکیم محمد عدنان حبان نوادر اور دیگر کئی علماء کرام و مہمانانِ عظام شریک مجلس رہے۔ کسے معلوم تھا کہ آپؒ کی تشریف آوری آخری مرتبہ ہے، بچپن سے اب تک رہنمائی کرنے والی عظیم شخصیت نے پردہ فرما لیا تو ایسا لگا جیسے ہماری آنکھوں کی روشنی ختم ہوگئی ہو، حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کسی بادشاہ کی طرح بارعب تھے، جہاں تشریف رکھتے جاہ وجلال سے ہر کوئی مرعوب ہو جاتا، چہرہ کی بشاشت اور خوبصورتی دیکھنے کے لائق تھی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرتؒ کی مغفرت فرما کر کروٹ کروٹ راحت و آرام عطا فرمائے اور ہم مریدین کو صبر کے ساتھ آپؒ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم صاحب قاسمی مدظلہ العالی جو حضرت حبیب الامتؒ کے حقیقی جانشین ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامتؒ کی طرح ان کی دینی وملی اور طبی خدمات کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے، آمین!

خادم آستانۂ حبیب الامتؒ

عبدالباری حبانی ✧

خوش خصال وخوش وضع طبیب حاذق

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

پیکر علم وعمل حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب قاسمی برنی مدظلہ العالی

سوشل میڈیا کے ذریعے یہ افسوس ناک خبر وحشت اثر دیکھ کر پاؤں تلے سے گویا زمین ہی کھسک گئی کہ معروف عالم دین، ماہر حکیم، نباض کامل، درجنوں کتابوں کے مصنف، حضرت حکیم عبدالرشید عرف نھومیاں کی یادوں اور باتوں کے شارح، بزرگانِ گنگوہ کی یادگار اور شہر بنگلور کے ہر دل عزیز دینی وملی رہنما حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی اپنی حیات عزیز اور کامیاب زندگی کے باسٹھ سال گذار کر ہم سے جدا ہو گئے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اس دنیائے فانی کو الوداع کہہ گئے۔

موصوف بہت ہی خوبصورت اور منفرد شخصیت کے حامل انسان تھے، وہ ایک باذوق صاحب علم و صاحب روحانیت اور خدا ترس انسان تھے، فن طبابت اور ذہانت وذکاوت نیز شرافت وکمال اور مطالعہ وآگہی کے لحاظ سے بھی ایک بافیض عالم وحکیم تھے۔ انہیں اپنے بزرگوں اور اسلاف سے بے انتہا محبت وعقیدت تھی۔

ان کے صاحبزادے اور خلف الرشید محترم ومکرم جناب قاری ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کے ذریعے جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو پہلی ہی ملاقات میں ان کے اخلاق وسیرت اور دل آویز وخوش وضع، خوب صورت پیکر سے بہت متاثر ہوا، وہ بہت ہی عمدہ اور خوش خصال انسان تھے۔

گنگوہ میں انہوں نے تعلیم وتربیت حاصل کی، ایک طویل مدت سے بنگلور کے عوام وخواص کی دینی وطبی خدمات میں مشغول تھے۔ صاحبزادۂ محترم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم کے واسطے میرے ساتھ

ان کا معاملہ بہت مشفقانہ تھا۔ ابھی چند دنوں پہلے میں نے ڈاکٹر فاروق صاحب سے کہا کہ میرے یہاں حضرت مفتی سعید صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی حیات وخدمات پر ایک تاثراتی مجموعہ زیر ترتیب ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ کے والد محترم کا بھی ایک مضمون اس کتاب میں آجائے۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے صاحبزادۂ محترم اور والد مرحوم ومغفور کو کہ انہوں نے میری درخواست کو قابل سماعت جانا اور قبول کیا اور بہت عمدہ مضمون لکھ کر میرے حوالے کر دیا۔ یہ ان کی وضعداری تھی، جو اَب لوگوں میں ناپید ہوتی جارہی ہے۔

حکیم صاحب مرحوم کے یہاں خورد نوازی اور کام کرنے والوں کی ہمت افزائی والا معاملہ بہت تھا۔ میرے بہت ہی خاص عزیز اور صدیق مکرم مولانا مفتی ساجد صاحب کھجناوری استاذ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ نے مجھے بتایا کہ مرحوم ان کے کاموں سے بہت خوش ہوتے تھے اور خاص انداز سے حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ بلاشبہ یہ ان کی خورد نوازی اور چھوٹوں کو آگے بڑھانے کا جذبہ تھا جس کی آج بہت ضرورت ہے۔ والد محترم حضرت مولانا قاری شفیق الرحمٰن صاحب بلند شہری استاذ دارالعلوم دیوبند سے بھی ان کو محبت وتعلق تھا۔ گاہ بگاہ مختلف معجونات وجوارشات اور خمیرہ جات والد محترم کے پاس ارسال فرماتے رہتے۔

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ان کے دادا مرحوم نے ''محمد ادریس'' رکھا تھا، پھر ان کے شیخ اول کی طرف سے ''حبان'' رکھا گیا تھا، یہ بھی آپ کے نام کا جزو حقیقی بن گیا تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم چرتھاول میں حاصل کی اور پھر شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص حضرت مولانا رفیق احمد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے آگے حفظ قرآن کی تکمیل فرمائی۔ عربی کی تعلیم مدرسہ کاشف العلوم چرتھاول، جامعہ اسلامیہ خادم العلوم باغونوالی اور جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سے حاصل کی۔ فن طب میں آپ کے استاذ بحر العلوم حضرت مولانا عبد الرشید محمود عرف حکیم ننھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ حضرت گنگوہیؒ ومجاز حضرت حکیم الامتؒ تھے۔ بعد ازاں پانڈی چری (تمل ناڈو) یونیورسٹی سے ''ایم ڈی'' کی ڈگری حاصل کی۔ اس فن میں آپ کی عبقریت مسلم تھی، خلق کثیر کو آپ نے اس فن کے ذریعے نفع پہنچایا۔

موصوف طبیب روحانی یعنی شیخ طریقت بھی تھے، اس راہ میں انھوں نے سب سے پہلے خانقاہِ رشیدیہ گنگوہ میں حضرت مولانا الحاج مصطفٰی کامل رشیدی اعرابیؒ نبیرہ حضرت گنگوہیؒ سے تربیت حاصل کی۔ جبکہ تین بزرگوں سے آپ کو اجازت بیعت حاصل تھی۔ اولاً حضرت مولانا الحاج مصطفٰی کامل رشیدی اعرابی قدس سرہٗ۔ ثانیاً حاذق الامت حضرت مولانا الشاہ حکیم ذکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ پرنامبٹ تمل ناڈو (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ) ثالثاً حضرت مولانا حافظ جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی (خلیفہ ومجاز حضرت حافظ عبد الستار صاحب نانکویؒ) کی طرف سے باقاعدہ چاروں سلسلوں میں آپ کو بیعت وارشاد کی اجازت حاصل تھی۔

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بنگلور میں متنوع خدمات تھیں جن میں ایک امامت وخطابت بھی تھی، آپ ایک شاندار اور کامیاب ومقبول امام وخطیب تھے۔ ابتداءً جامع مسجد اسلام پور، تبلیغی مرکز سلطان شاہ اولیاء، ودھان سودھا کی مسجد یقین شاہ ولی بنگلور میں امامت وخطابت فرمائی، اور پھر مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں آخر عمر تک قریباً چالیس سال خطیب رہے۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خطبات چھپے ہوئے ہیں، تمام ہی خطبات میں اصلاح وفکر کا رنگ غالب ہے۔

خدا نے آپ کو لکھنے لکھانے اور حسن ترتیب کا بھی بہترین ذوق عطا فرمایا تھا، صحافتی خدمات سے وابستہ رہ کر آپ کا یہ ذوق کافی نکھر گیا تھا، چنانچہ روزنامہ پاسبان بنگلور میں بطورِ کاتب اور کالم نگار آٹھ سال کام کیا۔ پھر ماہنامہ نقوشِ ہند بنگلور کے تین سال مدیر اعلیٰ رہے۔ بعدہٗ معروف طبی رسالہ ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور جاری کیا اور ۲۰۲۰ء تک ادارت فرمائی۔ تقریباً پینتالیس سال مسلسل بنگلور اور ہندوستان بھر کے روزناموں، ہفتہ واری اخبارات اور ماہانہ رسالوں میں بطورِ کالم نگار دینی، اصلاحی، تبلیغی، سائنسی، طبی اور سیاسی وسماجی مضامین تحریر فرماتے رہے۔ آپ ایک بہترین منتظم اور سلیقہ شعار مدبر بھی تھے، اس کا اندازہ آپ کے دورِ اہتمام سے کیا جاسکتا ہے۔ آپ مدرسہ کاشف العلوم ہوسہلی پائپ لائن بنگلور کے مسند اہتمام پر فائز رہے اور پھر اپنے مدرسہ ''دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور'' کی بنیاد رکھنے کے بعد تاحیات انتہائی خوب صورتی کے ساتھ اس کا اہتمام چلاتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف وتالیفات کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں دینی، علمی، فکری، اصلاحی، سیرت، تصوف

ومعرفت، سلوک وتزکیہ، تفسیر وتشریح، طب نبوی، خوابوں کی تعبیر، خواتین وطالبات، مدارس ومساجد، فقہی مسائل، مسلک ومنہج اور تاریخ جیسے موضوعات اور دیگر علوم وفنون پر تقریباً دوسو کاوشیں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اکابر والی برکتوں سے مالا مال فرمایا تھا اور توفیق الٰہی ان کے ہم دست تھی، اسی لیے اتنے کم وقت میں کافی کام کر گئے۔

حضرت حکیم صاحب نور اللہ مرقدہٗ ایک ماہر معبر کی حیثیت سے بھی معروف تھے۔ خوابوں کی تعبیر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ممتاز مقام عطا فرمایا تھا، کئی اہل علم بھی آپ سے خوابوں کی تعبیر معلوم کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کی تحریر کردہ ایک کتاب ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' مقبول عام کتابوں میں سے ہے۔

۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز چہار شنبہ رات ساڑھے گیارہ بجے آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی وفات کا بہت قلق ہے، کیوں کہ آپ ایک عظیم محسن اور بے شمار کمالات وخوبیوں کے جامع انسان تھے۔ **اللھم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وارزقه وادخله جنات النعيم.**

☆☆☆

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس

حضرت مولانا عبد الرب صاحب قاسمی جون پوری
کمپیوٹر ڈیزائنر دفتر ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد!

علمائے کرام معاشرے کا حسن اور وقار ہوتے ہیں۔ علمائے کرام کا وجود معاشرے کے لئے اس اعتبار سے انتہائی ضروری ہے کہ عوام الناس ان سے شرعی، دینی، سماجی و دیگر معاملات میں رہنمائی حاصل کرتے رہتے ہیں اور ان کے خطبات، دروس، مجالس اور تحریروں کے ذریعے اپنے عقائد ونظریات اور اعمال کی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ علمائے حق کی رفاقت یقیناً دین و دنیا کی بہتری کا ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی بھی عالم باعمل کی رحلت یقیناً بہت بڑا سانحہ ہوتی ہے اور اس کی رحلت سے پیدا ہو جانے والا خلا ایک لمبی مدت تک پر نہیں ہوتا اور بہت عرصے تک معاشرے میں ان کی کمی کو محسوس کیا جاتا ہے۔ کسی بھی باعمل عالم کی رحلت پر ہر دین دار مسلمان بہت زیادہ بے چینی اور غم کو محسوس کرتا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے لیکن وہ علم کو علما کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا۔'' (بخاری ومسلم)

سانحۂ وفات: اپنے محبوب حقیقی کے پاس جانے والے انہیں علمائے کرام کی فہرست میں (۲۳/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/ جولائی ۲۰۲۰ء شب جمعرات تقریباً بارہ بجے) ہم سب کے مربی ومشفق شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی بانی ومہتمم دار العلوم محمدیہ

ومالک رحیمی شفاخانہ بنگلور ودہلی (رحمۃ اللہ علیہ) کا نام بھی شامل ہے، جب حضرت والا کے انتقال کی خبر ملی تو وقتی طور پر میرا ذہن اس بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ وتیار ہی نہیں ہو رہا تھا کیونکہ حضرت والا کے انتقال کی خبر یقیناً اعصاب کو جھنجھوڑ دینے والی تھی، لیکن انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی، وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ. کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ.

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
وہ جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

موت نے چپکے سے جانے کیا کہا
زندگی خاموش ہو کر رہ گئی

ذاتی وجاہت اور اخلاق کریمانہ کے پیکر: باری تعالیٰ نے آپ کو ایسا حسین وجمیل بنایا تھا کہ آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا، جب آپ تبسم فرما کر تکلم فرماتے تو گویا موتیوں کی لڑی بکھیر رہے ہوتے، آپ کی باتیں سن کر اور آپ سے باتیں کرکے سامنے والے کا بھی دل خوش ہو جاتا۔ یہاں تک کہ جب آپ کسی کو بلاتے تو انہیں انہیں کے القاب سے یاد فرماتے مثلاً اگر عالم ہیں تو مولانا صاحب اور اگر طالب علم ہے تو حافظ صاحب کہہ کر یاد فرماتے، آپ کے اخلاق عالیہ ہی کی خوبی تھی جب کوئی مریض تشخیص اور علاج کے لئے مطب میں آتا تو آپ کا ظاہری حسن وجمال اور چہرے پہ مسکراہٹ دیکھ کر اور آپ کی تسلی کے کلمات سن کر مریض کا آدھا مرض یوں ہی کم ہو جاتا اور ہشاش بشاش ہو کر مطب سے واپس جاتا، یہاں تک کہ غیر مسلم مریض بھی آپ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوتے۔ آپ کے اخلاق عالیہ کا بہترین وصف یہ بھی تھا کہ چلتے پھرتے ہر وقت چاہے چھوٹا ہو یا بڑا آپ سلام میں ہمیشہ پہل فرماتے۔

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیران ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا

راقم الحروف کیلئے سعادت کی بات: الحمدللہ حضرت والا کی کئی کتابوں کی تزئین وکتابت کا شرف ملا اور اب بھی حضرت والا کی پروف شدہ کتابوں پر کام جاری ہے حضرت والا کی ایک نہایت ہی عمدہ اور قیمتی کتاب مدارس کے متعلق دو جلد پر مشتمل ''لاک ڈاؤن کے بعد مدارس اسلامیہ کی ذمہ داریاں'' کے نام سے حضرت والا نے انتقال سے چند دن قبل مکمل فرمائی تھی جو اشاعت کے لئے بالکل تیار ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علمی خدمات: حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک دینی واصلاحی اور عصری ادارہ ''دارالعلوم محمدیہ'' کے بانی ومہتمم اور ادارہ کے چیئرمین تھے جس میں اب تک الحمدللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ سیکڑوں سے زائد طلبائے کرام نے حفظ قرآن مکمل کیا اور اسی طرح سیکڑوں دیگر طلبا نے بھی اپنی علمی وتعلیمی تشنگی کو ادارہ ہذا سے بجھایا۔ الحمدللہ یہ ادارہ دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور دعا ہے کہ قیامت تک ان شاء اللہ ترقی کرتا رہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقہ جاریہ ہو۔ عوام الناس کے دلوں میں دینی و علمی بیداری پیدا کرنے کے لئے حضرت والا ہر جمعہ کو مجمع عام سے خطاب فرماتے جس میں اعمال صالحہ کے کرنے کا شوق اور جذبہ پیدا فرماتے تو اعمال بد سے بھی بچنے کی ترغیب فرماتے اور دنیا وآخرت کی بھلائی کی باتیں اپنے سامعین کے گوش گزار فرماتے۔ بعد نماز جمعہ خانقاہ رحیمی کی مجلس مبارکہ میں شریک ہونے والے حضرات کے دلوں کو ذکر اللہ سے لبریز اور تر وتازہ فرماتے ان کے تعلق مع اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ بنتے۔

تری جدائی سے مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

اخیر میں باری تعالیٰ کے دربار میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ملاقات سے قبل اپنی ملاقات کی تیاری کرنے اور حضرت والا کی زندگی سے ملنے والے اسباق کو اپنے دل میں جگہ دینے کی

توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نعم البدل عطا فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

زمیں میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمدؐ کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

خوشہ چیں
عبدالرب قاسمی جون پوری

✧✧✧

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب قاسمی زید مجدہم
استاذ دار العلوم محمدیہ بنگلور

یہ دنیا خداوند عالم کی قدرت کا ایک نمونہ، خلاقِ عالم کی صناعی کا ایک شاہ کار ہے۔ آدم کی تمام اولاد بھی اسی دنیا کی رہنے والی ہے، لیکن یہ دنیا صرف چند سالہ ہے ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو جائے گا اس کے بال و پر بکھر جائیں گے، اس کے اعضا و جوارح کمزور پڑ جائیں گے۔ اس کی خوبصورتی اور حسن مٹ کر خاک ہو جائے گا۔ یہ بلند و بالا پہاڑ، یہ شور مچاتے دریا، یہ پھرتے سمندر و صحرا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ سب کی قسمت میں فنائیت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کا رہنا، دنیا کی آسائشیں یہاں کی خوشیاں و مسرتیں، کامیابیاں و کامرانیاں سب کی سب عارضی ہیں۔ ایک مدت معینہ کے لئے ہیں جب وقت آئے گا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا اور تمام مخلوق موت کی آغوش میں سو جائے گی۔

لیکن اس دنیا میں کچھ اموات ایسی بھی ہوتی ہیں کچھ ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھلایا نہیں جا سکتا۔ سال ۲۰۲۰ء یہ ایسا دور آن پڑا ہے کہ بیشتر علما اور اکابرین و محدثین اور فقہائے عظام اس دنیا کو خیر باد کہہ گئے جن میں سے ایک مثالی شخصیت شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی برد اللہ مضجعہ ہیں حضرت کا وصال علم و حکمت کی دنیا میں عالم انسانیت کے لیے ایک بڑا خسارہ ہے۔

آپ ظاہری و باطنی اعتبار سے حسن کا پیکر، بہترین عالم شاندار خطیب ماہر فن حکیم اور ایک با اخلاق انسان تھے، سیکڑوں مرتبہ طبی دنیا میں ایوارڈ سے نوازے گئے، آپ شفقت و پیار کا گہوارہ تھے

طلبا اور اساتذہ کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا معاملہ فرماتے اور گاہے بگاہے ہدیے وتحائف سے اساتذہ کی دلجوئی فرماتے۔آپ ہی کا لگایا ہوا پودا دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی شکل میں اہل دنیا کی علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ شب بیدار تھے جو اولیاء اللہ کی صفت ہے، آپ کی خطابت کا ایک نرالا وصف یہ تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کا مبارک نام آتا تو فوراً آپ اہل مجلس کو درود پاک کا نذرانہ پیش کرنے کا حکم فرماتے اور جب مدینے پاک کا نام آتا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ہو جاتیں۔

(۱۶ر جولائی) یعنی جس دن حضرت والا علیہ الرحمہ کا وصال ہوا اسی دن، دن میں تقریباً ۳ بجے راقم الحروف کے پاس فون آیا راقم نے مزاج دریافت فرمایا تو حضرت والا نے بہت اطمینان کے ساتھ اپنی طبیعت کی بہتری بتائی اور خصوصی دعائیں کرنے کا حکم فرمایا۔رات عشا کے بعد خصوصی مجلس اور نماز میں فقیر نے دعا کرئی لیکن کیا پتہ تھا کہ آج یہ المناک واقعہ درپیش ہو جائے گا، عشا کے بعد مجھے سوئے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ بھی نہیں ہوا کہ خبر پہنچی کہ حضرت والا رب کائنات کے دربار میں پہنچ چکے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور زبان گنگ ہو گئی دل تیزی سے دھڑکنے لگا کاشانۂ رحیمی میں پہنچا تو ایسا محسوس ہوا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں بالآخر یہ روشن ستارہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا اور نمناک آنکھوں کے ساتھ ہزاروں علما اور ائمہ مساجد نے اس عاشقِ نبی کو سپرد خاک کیا۔ تَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِغُفْرَانِهٖ وَاَسْكَنَهٗ بُحْبُوبَةَ جِنَانِهٖ، ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد! ہم بارگاہ ایزدی میں سربسجدہ ہو کر دعا گو ہیں کہ بار الٰہ حضرت کی قبر پرنور کی بارش نازل فرما اور اپنے نبی کے صدقۂ طفیل حضرت والا کی نجات اور بخشش فرما، آمین یارب العالمین!

✧✧✧

قوم وملت کے لئے

درددل رکھنے والے رخصت ہوئے

شیخ عبدالرحمٰن شمشاد قاسمی، جدہ سعودی عرب

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہ ہمارے پھوپھا تھے اس لئے والد محترم حضرت مولانا شمشاد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے الفت ومحبت کا خاص معاملہ تھا۔ہم بنگلور جاتے یا آپ سعودی تشریف لاتے تو دونوں گھروں میں عید کا سماں ہوتا۔ابو جان کی طبیعت خراب ہوئی تو مستقل حضرت حبیب الامت سے ہی رابطہ رہا۔گھر میں تین بہنیں ڈاکٹر ہونے کے باوجود حکیم صاحب کی رائے کو اہمیت دی جاتی، فون پر مسلسل رابطہ رہتا۔خوابوں کی تعبیر سے متعلق اگر کوئی والد کے قریب معتبر تھا تو وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ابو جان اور پھوپا کے درمیان بڑی بے تکلفی تھی، لیکن ایک دوسرے کا ادب واحترام قابل دید تھا۔دونوں جب مل بیٹھتے تو اہل و عیال کی خیر وعافیت سے بات شروع ہوتی اور حالات سے ہوتے ہوئے ملت کی زبوں حالی اور اس کے تدارک پر سیر حاصل گفتگو کرتے اور نتیجتاً دونوں ملت کے غم وتکلیف پر آبدیدہ ہو جاتے۔اللہ رب العزت نے اپنی ہر نعمت، صحت، دولت، عزت اور علم سے نوازا تھا لیکن ہمیشہ ہم نے والد محترم اور پھوپھا جان کو رب کے حضور اخیر شب گڑگڑاتے دیکھا۔آپ دونوں قوم وملت کے درد پر اشک بہاتے، ہمارا سوال ہوتا کہ آپ کیوں غمزدہ ہوتے ہیں؟ فرماتے یہ غم اکابر نے کھایا ہے، آج قوم کس دوراہے پر ہے۔آپ اکابر دیوبند کے سچے وارث تھے۔والد محترمؒ حضرت حکیم صاحبؒ کو عشا کے بعد فون کیا کرتے، اور ہم تمام اپنے خواب باری باری سناتے، آپ بڑی تسلی سے سننے کے بعد

ایسی تعبیر دیتے کہ تسلی واطمینان حاصل ہوجاتا۔ ہمیں احساس ہوتا کہ آپ کی مصروفیات بہت ہیں۔ فرماتے: بیٹا! آپ بلاتکلف بات کرو میری فکر نہ کرو۔ آپ سب میرے بچے ہیں۔ اپنے بچوں سے بات کر کے خوشی ہوتی ہے۔ کبھی بھی کسی وقت فون کر لیتے نہایت فرحت ومسرت اور خوش دلی کے ساتھ گفتگو فرماتے، کبھی ناگواری کا اظہار نہ کرتے۔

والدہ محترمہ کی طبیعت جب سے خراب ہوئی، آپؒ ہمیشہ ابو سے طبیعت معلوم کرتے اور پھر طبی رہنمائی کے ساتھ دعا فرماتے۔ ابو جانؒ کے انتقال کے بعد مسلسل فون کے ذریعہ رابطہ رہا، لوک ڈاون کی وجہ سے کوئی سفر نہیں کرسکا، ہمارے غمگین دلوں کی دلجوئی کی، تسلی دی اور ڈھارس بندھائی۔ یہ اطمینان تھا کہ ابو کے بعد کوئی تو ہیں جو ابو کی طرح ہمارے لئے خلوص ومحبت کا پیکر ہیں۔ مگر ایک ہفتہ بھی نہ گزرا کہ پھوپھا جان حضرت حبیب الامتؒ بھی اس دار فانی سے کلمہ پڑھتے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج آپ کی بے تکلفی، محبت وملنساری اور مہمان نوازی یاد آرہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی مرضی میں کون مخل ہوسکتا ہے۔ ہمارے لئے یہ حادثہ ابو جان کے حادثہ کی طرح المناک ہے۔ دلوں کو تسلی دینے والی یہ دو عظیم مبارک ہستیاں ہم سے دور کیا ہوئیں ہم اہل خانہ کی زندگی بے رنگ ہوگئی، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ ہمارے رنجیدہ قلوب کو شگفتگی عطا فرمائیں گے۔

بھائی فاروق سے معلوم ہوا کہ حضرت پر کتاب ترتیب دی جارہی ہے، یہ امر نیک فال ہے۔ اس رنج والم کے درمیان لکھنا تو محال ہے مگر قلبِ حزیں کی ترجمانی کے لئے یہ چند سطور تحریر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ابو جان اور پھوپا جان کی بال بال مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں بلند جگہ عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے بتائے ہوئے رستے پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین! اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

سوگوار

عبدالرحمٰن ابن مولانا محمد شمشاد صاحب قاسمیؒ

مصنع شمشاد للعود والعطور جدہ سعودی عرب

✧✧✧

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

خطیب بے مثال مولانا محمد انتخاب عالم صاحب حبانی قاسمی زید مجدہم

امام وخطیب جامع مسجد ممبئی، وصدر المدرسین جامعہ جمعیۃ القریش گوونڈی ممبئی

مؤرخہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق 15 جولائی 2020ء جمعرات کی صبح موبائل کی گھنٹی بجی جیسے ہی فون ریسیو کیا تو یہ روح فرساں خبر وفات قلب وجگر پر بجلی بن کر گری، جس کے بارے میں تھوڑی دیر کے لئے یقین کرنا بیحد مشکل تھا لیکن قضائے الٰہی کا خیال کرتے ہوئے بالآخر یقین کرنا پڑا اور زبان پر استرجاعی کلمات انا للہ وانا الیہ راجعون بے ساختہ جاری ہوگئے۔ آہ! ابھی دو روز قبل ہی کی تو بات ہے جب رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے پیر طریقت حضرت حبیب الامتؒ سے آدھے گھنٹے تک گفتگو ہوئی تھی۔ بڑی اثر انگیز ٹیلیفون پر ملاقات اور نہایت روحانی کلمات وگفتگو سے مستفید ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا، کوئی شبہ نہیں کہ ایسی نیک وصالح اور سراپا فکر عمل کی جیتی جاگتی زندہ و جاوید شخصیت سے جب کبھی ہمکلام ہوا جائے تو کچھ نہ کچھ تشنگی باقی ہی رہتی ہے۔ ؎

موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقشِ حیات
عام یوں اس کو نہ کردیتا نظامِ کائنات

راقم السطور کی سعادت مندی ہے کہ پانچ سال سے زائد عرصہ تک مربی کبیر، پیر طریقت، حبیب الامت حضرت مولانا وحکیم ادریس حبان رحیمی چرتھاولیؒ کی سرپرستی حاصل رہی، دارالعلوم محمدیہ بنگلورو میں ابتدائی تعلیم سے لے کر حفظ قرآن کی تکمیل بھی کی اور عربی درجات کا آغاز بھی کیا حضرت حبیب الامتؒ ہر جمعہ دارالعلوم محمدیہ بنگلورو کی جامع مسجد میں خطاب فرماتے اور بعد نماز جمعہ ذکر و

اذکار کی پروقار اور پراثر مجلس لگاتے، بسا اوقات حضرت کے اشارہ پر راقم ہی تلاوتِ قرآن کریم سے اس بارونق محفل کا آغاز کرتا تھا، اس موقع پر حضرت حبیب الامت کا ناصحانہ خطاب اتنا پرسوز، دلنشیں، عمدہ، اور ہر آدمی کی ضرورت کے مطابق اس طرح ہوا کرتا کہ ایک مرتبہ سننے والا بار بار سننے کی تمنا رکھتا تھا اور پھر ہر بار نہ صرف خود شریک ہوتا بلکہ دیگر دوست و احباب کو بھی شرکت کے لئے لاتا۔ ان خطابات کو سننے والے شرکا کی زندگی میں ایمان، اعمال، ذکر، روحانیت، مراقبہ دینی سکون، اور اولاد کی تربیت کے حوالے سے ایک حیرت انگیز اور نمایاں تبدیلی کا جذبہ پیدا ہو جاتا، حتیٰ کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ ہمیں آج معلوم ہوا ہے کہ اسلام کا حقیقی تصوف اور سلوک و احسان کیا ہے؟

کون سا جھونکا بجھا دے گا کسے معلوم
زندگی کی شمع روشن ہے ہوا کے سامنے

حبیب الامتؒ نے بندے کو حکم دیا کہ اب مابقیہ عربی درجات پڑھنے تمہیں جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ جانا ہے تو کافی دیر تک حضرت حبیب الامتؒ نے گنگوہ، دیوبند اور سہارنپور کے مشاہیر بزرگوں کا تذکرہ فرمایا بعد ازاں آپ نے داخلہ کے سلسلے میں جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا وسیم احمد صاحب سنسارپوری رحمۃ اللہ علیہ اور استاذ حدیث و مدیر ماہنامہ صدائے حق حضرت الاستاذ مولانا و مفتی محمد ساجد صاحب کھجناوری حفظہ اللہ سے ضروری مشورہ بھی فرمایا اور جب حضرت بندے کو رخصت کرنے لگے تو آپ نے جو نصیحتیں ارشاد فرمائی تھیں وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں آپ نے فرمایا تھا:

1۔ باجماعت نماز کا اہتمام کیجئے گا۔ 2۔ خوب محنت سے پڑھیے گا۔
3۔ اپنے وقت کی حفاظت کیجئے گا اور اسے بیکار اور فضول کاموں میں برباد مت کیجئے گا۔
4۔ اور یاد رکھیں! ادب بنیادی شرط ہے، اس لئے اپنے استاذ اور کتاب کا ادب کیجئے گا۔
5۔ مدرسہ کا اشتہار آپ طلبہ ہی ہیں اس لئے اپنے آپ کو تعلیم و تربیت میں مثالی بنائیے گا!
6۔ قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زیارت کے لئے جاتے رہیے گا۔ 7۔ حصول علم، صبر و تحمل اور ایثار و قربانی چاہتا ہے لہٰذا علم حاصل کرنے والوں میں محنت و مشقت

کے برداشت کرنے کا جذبہ اور اس راہ میں آنے والے مصائب و مشکلات پر صبر کرنے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ 8۔ بس حصول علم اپنا مقصد بنائیے! اور علم کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیجئے!

ان ہدایات کو احقر نے ہمیشہ پیش نظر رکھ کر گنگوہ کا تعلیمی سفر طے کیا اور اسی جذبہ کے ساتھ پھر دیوبند منتقل ہوا تو حضرت حبیب الامتؒ کی وہ ہدایات ہمیشہ سنگ میل ثابت ہوئیں۔ گنگوہ کے بعد ناچیز دیوبند چلا آیا اور دارالعلوم وقف دیوبند میں داخلہ لے لیا۔

اس درمیان فون پر حضرت سے برابر رابطہ رہا اور جب بھی موقع ملتا حضرت سے فون پر کچھ نہ کچھ سیکھنے کی جستجو میں رہتا، حضرت حبیب الامت رحمہ اللہ کو میری تعلیم و تربیت سے بڑی دلچسپی تھی چنانچہ جب بھی فون پر گفتگو ہوتی تو آپ اسباق کی ترتیب، کتابوں کے متعلق ضروری معلومات، اوقات اسباق اور مطالعہ و مذاکرہ کی پوری تفصیل معلوم کیا کرتے تھے، اگر کبھی فون کرنے میں وقفہ ہو گیا یا معمول سے زیادہ ایام بیت گئے تو حضرتؒ ہی کا فون آ جایا کرتا میری بھی یہی کوشش رہتی کہ میں اپنی تعلیمی کارگزاری سے حضرتؒ کو گاہے بہ گاہے باخبر کرتا رہوں اور آپ سے ملاقات کی کوئی سبیل پیدا ہوتی رہے، اسی لیے دیوبند سے دہلی آنا جانا لگا رہتا تھا حسن اتفاق حضرت حبیب الامتؒ دہلی میں بھی ہر ماہ کے آخری دنوں میں اپنے مطب میں تشریف فرما ہوتے۔ حضرت حبیب الامتؒ سے پیہم ملتے رہنے کی ترتیب اللہ نے پیدا کر دی تھی جس کی تمام تر یادیں میری آنکھوں میں رچی بسی ہیں، حضرت حبیب الامتؒ اس راقم کے تئیں متفکر رہتے اور ان کی کوشش رہتی کہ تنگ دستی اور احساس کمتری کا مجھ پر سایہ نہ پڑے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ راقم سے بے پناہ محبت فرماتے، حضرت کی زندگی دیکھ کر دل میں ولولہ اٹھتا کہ الٰہی ہمیں بھی حضرت جیسا عالم باعمل بنا دے، ایسی شخصیات کے چلے جانے کا زخم ہرا رہتا ہے کبھی نہیں بھرتا، یہ ساری باتیں صرف شنیدہ نہیں بلکہ دیدہ اور برتی ہوئی ہیں ؎

صحرا کو شہر دشت کو دریا نہیں لکھا
دیدہ لکھا ہے ہم نے شنیدہ نہیں لکھا

حضرت حبیب الامتؒ کو دیکھ کر ان کے چہرے سے علم وفکر کی بو باس اور ان کے خدوخال سے طویل تحقیق ومطالعے کا سراغ مل جاتا اس لئے کہ ان کی تحریر وگفتار میں بے ساختگی، سلاست، اختصار، قدرتی جمال، خودروسبزے کی بہار، راست تعبیر کی شیرینی کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی۔

حضرت حبیب الامتؒ کا چہرہ طب، تصوف، روحانیت، غیر مسلموں سے حسن سلوک اور رواداری ہر اعتبار سے تصنیف وتالیف، تقریر و بیان علمی وروحانی اور مالی گراں قدر خدمات تھیں۔

حضرت حبیب الامتؒ کے دل میں دکھی انسانیت کی خدمت کا بے پناہ جذبہ تھا، اپنے مرشدؒ سے یہی خوبی حضرت حبیب الامتؒ کو ملی تھی اسی لئے آپؒ تمام حیات زندگی کے مختلف شعبوں میں رنگ ونسل، مذہب وملت ومسلک وگروہ کی تمام تفریق و امتیاز سے بالاتر ہوکر انسانیت کی خدمت کرتے رہے۔ حضرت حبیب الامتؒ عصر حاضر کے قلم کاروں کی طرح معانی سے زیادہ عبارت کی طوالت، الفاظ کے اسراف بے جا اور بناؤ سنگھار پر توجہ نہیں دیتے تھے بلکہ وہ جو کچھ لکھتے گودا ہی گودا ہوتا چھلکا تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتا تھا، لوگوں سے ملنے جلنے میں اور بات چیت میں بھی بے تکلف تھے۔

احقر عرصۂ دراز تک حضرت حبیب الامتؒ کا خادم خاص بھی رہا اس دورانیے میں جب بھی حضرت حبیب الامتؒ کے کمرے میں داخل ہوا کچھ پڑھتے یا کچھ لکھتے ہوئے ہی پایا، حضرت حبیب الامتؒ کا پرسکون اور پروقار چہرہ اور آپ کی سنجیدہ وموزوں نشست وبرخاست تھی آپ کا خداداد درخشاں نیز دل موہ لینے والا چہرہ، مناسب قد وقامت، کالی وسفید داڑھی، خوبصورت عمامہ نیز صاف ستھرے لباس میں آپ بہت جاذب نظر آتے تھے اور آپ کی گہری اور بصیرت افروز نگاہیں نیز محافل ومجالس میں بیٹھنے کا انداز، مخاطب سے بات کرنے کا سلیقہ...... یہ ساری صفات کا مشاہدہ بندے کو لمحہ بہ لمحہ ہوا ہے۔ حضرت حبیب الامت کا انداز کلام اور طرز تخاطب دل موہ لینے والا ہوتا اور ہمیشہ ہر طالب علم کو اچھے القاب سے یاد فرماتے۔ طلبہ کی تعظیم وتکریم کرتے، طلبہ کو ہر بات عزت وتوقیر سے کہتے تھے حتی کہ طلبہ کی ادنیٰ سی بھی بے ادبی اور بے عزتی سے پرہیز کرتے۔ حضرت حبیب الامتؒ کا ایک امتیازی وصف یہ بھی تھا جس سے حلیف وحریف دونوں طبقہ متاثر ہوتے تھے وہ یہ کہ ان سے پہلی ملاقات بھی پرانی اور بار بار کی ملاقات معلوم ہوتی تھی، ہر ملنے والے کو ایسا لگتا کہ برسوں سے جان

پہچان ہے بلکہ وہ آپ کو اس کے بزرگ خاندان یا فرد خاندان محسوس ہوتے مزید براں اپنی بے ساختہ گفتگو، شیریں کلامی، سادگی، محبت آمیز برتاؤ، شفقت شعاری، اور انسیت ریز تبسم سے ملنے جلنے والوں کے دل میں گھر بسا لیتے تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمہ اللہ کی وفات سے ہم نے درحقیقت وہ کڑی کھودی ہے جو علم وفضل کے منارے، ورع وتقوی کی مثال اور سادگی وقناعت پاک دامنی اور پاک نفسی کی نظیر تھی، ان کی موت سے ہم نے ایک باوقار وروشن دماغ سرپرست اور امانت دار صاحب لیاقت تعلیمی مشیر کھودیا۔ افسوس کہ علم وفہم کی جامع انقلابی شخصیت سے ہم بچھڑ گئے۔ یہ صرف ایک گھر کا سانحہ نہیں ہے بلکہ ثقافتی، تعلیمی، دعوتی اور تربیتی کثیر اداروں کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اپنے اطراف وجوانب پر نظر ڈالیئے تو یہی ایک المناک صورت حال دیکھنے کو ملتی ہے کہ شخصیتیں چلی جاتی ہیں مگر اس پائے کے افراد تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتے۔ حضرت حکیمؒ صاحب بھی چلے گئے لیکن اپنے پیچھے ایک ایسا خلا چھوڑ گئے ہیں جس کے پر ہونے کے اسباب دور تک نظر نہیں آتے۔

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی خداداد صلاحیتوں اور خوبیوں کے سبب ہر ایک کو روتا چھوڑ گئے، ان کی موت پر واقعتاً بہت رویا گیا، اخبارات میں ماتم کی لکیریں پڑھنے میں آئیں، جامعات ومدارس میں ان کی مغفرت کے لئے ایصال ثواب کی تقریبات منعقد ہوئی اور ہو رہی ہیں جن سے ان شاء اللہ العزیز حضرتؒ کی روح کو سکون ملے گا اور باری تعالیٰ ان کے ساتھ اپنی شایان شان عفو ودرگزر کا معاملہ فرمائیں گے۔ آمین، **وما ذالک علی اللہ بعزیز!**

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

✧✧✧

وصالِ حبیب

حضرت مولانا مفتی محمد ہارون حمیدی صاحب قاسمی زیدمجدہم
مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم سلامت نگر پی بی روڈ کتور ضلع بلگام

''**کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام**'' یقیناً بقاودوام تو صرف خالق کائنات ہی کو ہے باقی تمام مخلوقات کوفنا ہونا لازم ہے۔یہی قانون قدرت ہے جس میں انسان بےبس ہے،اسی لئے کسی کے بھی انتقال کی خبر سن کر زبان پر''انا للہ وانا الیہ راجعون''آہی جاتا ہے کیونکہ یہ کبھی بھی کسی کو بھی بغیر اطلاع کے آجاتی ہے،البتہ بعض ہستیاں ایسی ہیں کہ ان کے وصال پر دل کو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔جن میں حکیمِ جسمانی وروحانی حبیب الامت حضرت مولانا محمد ادریس حبان صاحب رحیمی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں،آپ کے وصال کی خبر اپنے بھتیجے نعمت اللہ حمیدی صاحب کے ذریعہ موصول ہوئی جس سے دل پر عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی،فوراً اپنے گھر میں اور مدرسہ میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا،بلندیٔ درجات کے لئے دعا ہوئی اپنے بس میں تو صرف ایصال ثواب ہی کرنا ہے اور حضرات مرحومین کو فقط اسی کی ضرورت ہوتی ہے۔

احقر جب بھی بنگلور آتا تو نعمت اللہ حمیدی صاحب کے ہمراہ حضرت سے ملاقات کرتا،آپ سے مل کر آپ کو دیکھ کر سرور آنکھوں کو نور ملتا تھا،حضرت کا نورانی چہرہ نرم وشیریں باتیں کبھی نہ بھلائی جائیں گی۔حضرت کا قدیم مدرسہ ومسجد کو دیکھا اور اب ماشاء اللہ جدید مدرسہ وبارونق سہ منزلہ مسجد جدید بھی دیکھی پھر بعد جمعہ ذکر جہری کی پرنور مجلس میں شرکت بھی کی۔حضرت کو ہروقت ہر زمانے میں خوش اخلاق وباوقار مہمان نواز پایا۔

مہمان نوازی بھی حضرت کا خاص وصف تھا،حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تفسیری خطبات حبان میں ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین عطار صاحبؒ نے مہمان نوازی سے متعلق ایک زبردست بات لکھی ہے:

مہمان روزی بخود می آورد
وپس گنا میزبان رامی برد

یعنی مہمان اپنا رزق خود لے کر آتا ہے اور میزبان کے گناہوں کو لے کر جاتا ہے۔ماشاء اللہ حضرت نے اس پر خوب عمل کیا،حضرت بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے،حضرت ہمیشہ میرے ساتھ محبت وشفقت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے،حضرت تمام صاحبزادگان خصوصاً بڑے صاحبزادے ڈاکٹر محمد فاروق صاحب اور مولانا حکیم محمد عثمان حبان قاسمی وحکیم عدنان حبان بھی ماشاء اللہ اپنے والد محترم کے جانشین ہیں،آپ کے اندر بھی وہی اوصاف وخوبیاں نظر آتی ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ اے رب کریم حضرت کے درجات کو بلند فرما،حسنات کو قبول فرما،لغزشوں کو معاف فرما۔آمین!اور تمام صاحبزادگان ومتعلقین کو صبر جمیل عطا فرما۔آمین!

✧✧✧

علم وفن کے آفتاب حضرت حبیب الامتؒ

مولانا حکیم احمد نعیم الدین صاحب قاسمی مدظلہ
بانی ومہتمم مدرسہ ام القریٰ بنی گنج ہردوئی

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی
اسی پہ ضرب پڑی جو شجر پرانا تھا

متوسط قد، جسم وجسمانیت کے اعتبار سے قوی سرخی مائل گورا رنگ، اعضائے جسم بالکل موزوں، درمیانہ سر، کشادہ پیشانی، اعتدال کے ساتھ بڑی بڑی آنکھیں اور لمبی بھنویں، سرخی لئے ہوئے ہونٹ، مسکرا دیں تو گلاب کی سرخی، کلی دار دراز سفید کرتا اور شلوار، بہت ہی صاف وشفاف گول ٹوپی خوبصورت اور نورانی چہرے پر بہت جچ رہی تھی۔ رواق خالد کے کمرہ نمبر گیارہ میں چارزانو بیٹھے تھے۔ پروجیہ شخصیت کے ساتھ باوقار حلیہ، بارعب انداز مگر زبان شیریں، نشست وبرخاست اور گفتگو میں سادگی اور اتباع سنت کی جھلک نظر آرہی تھی۔ یہ تھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں بھائی فاروق کے ساتھ پہلی ملاقات کی دل میں منقش وہ تصویر وتاثیر جو آج بھی موجود ہے۔

کئی مرتبہ جانسٹھ وبنگلور حضرت والا سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ہمیشہ محبت والفت کا وہی مظاہرہ فرماتے جو بھائی فاروق کے ساتھ تھا، شفقت ومحبت کی اس شخصیت کے کس پہلو پر نظر ڈالوں سمجھ نہیں آتا، ایک طرف آپ اپنے کمالات کی وجہ سے بلند قامت تھے تو دوسری طرف علم وفن کے آفتاب وماہتاب، محقق وقت، ولی کامل، مجاہدانہ کردار کے مالک، تواضع انکساری میں اسلاف کا نمونہ، عابد وزاہد، مخلص ومتواضع، صاحب کشف وکرامات، مستجاب الدعوۃ، مسلسل عزم واستقامت سے

متصف عالم باعمل، رہبرانہ وقائدانہ صلاحیت سے لیس، حاذقِ علم وفن، حامیٔ سنت، عاشقِ رسولؐ، زہد وتقویٰ کا منبع، ملت کے لئے مضطرب وپریشان، مگر متوازن ومرتب، روحانیت سے منور، حق گوئی وحق جوئی، نہی عن المنکر میں شمشیر آب دار، عامۃ المسلمین خصوصاً علما وصلحا کے لئے حریر ودیباج کی طرح نرم وحلیم اور بردبار، انسانی رشتوں کے قدردان، تعصب وتنگ نظری سے ماورا، مسلک وملت کے نباض، تصوف ومعرفت کے بحر بیکراں، روایات واقدار کے عاشق، اسلاف کے صحیح جانشین اور یادگار بقیۃ السلف نمونہ اسلاف عارف باللہ، جملہ اوصاف کے لحاظ سے بدیع الزماں نادر العصر یکتائے روزگار، کئی ایک دینی مدارس ملی تنظیموں تعلیمی، تحقیقی، فلاحی اور سماجی اداروں کے بانی وسرپرست اور نگراں، ان تمام تر صفات کا جامع تصور جو ذہن میں ابھرے اس کا جلی عنوان تھے ''حبیب الامت عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ''۔

اللہ تعالیٰ نے یوں تو دنیا میں بے شمار شخصیات کو امتیاز بخشا ہے لیکن جن اوصاف وکمالات سے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو متصف کیا گیا تھا ان کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ چند مختصر مختصر سی ملاقاتوں میں آپؒ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا، گھر کے باہر مدرسہ وخانقاہ، مہمانان ومریضان اور اجلاس واسفار کی طویل اور تھکا دینے والی مصروفیات کے باوجود ہمیں محسوس ہوا کہ گھر میں آپ ایک شفیق باپ اور ہمدرد وغمخوار کی حیثیت رکھتے تھے۔ مزید برآں قرطاس وقلم کی روانی عالم استعجاب میں مبتلا کردیتی ہے۔ اتنے جامع کمالات کا ایک ہی شخص میں جمع ہوجانا محض فضلِ الٰہی اور اکابرین کی جوتیاں سیدھی کرنے کا نتیجہ ہے، یقیناً حبیب الامتؒ نے اپنے شیوخ کے لئے خود کو وقف کردیا تھا یہ سب اسی کا ثمرہ ہے۔

آپ کا وصال نہ صرف فاروق بھائی وجملہ اہل وعیال کے لئے بلکہ ہم سبھی کے لئے بھی محرومی کا سبب ہے، بس دعا گو ہوں کہ رب کائنات حضرت والا کی مغفرتِ تامہ فرما کر درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ہم سبھی کو آپؒ کے بتائے گئے راستے پر چلنے کی توفیق بخشے، صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

شریکِ غم: احمد نعیم الدین
مدرسہ ام القریٰ بنی گنج

✧✧✧

آہ! حضرت حبیب الامتؒ

عزیز القدر مولانا عبداللہ علاؤالدین صاحب ندوی زید مجدہم

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۲۴/ذی قعدہ مورخہ ۱۶/جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات صبح چھ بجے والد محترم حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب قاسمی نے مجھے بلاکر یہ اندوہناک خبر سنائی کہ میرے شیخ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی شب وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے میرے بدن میں جیسے جان ہی نہ رہی، دل کی حالت غیر ہوگئی۔

قحط الرجال کے اس دور اور موجودہ حالات میں امت کے لئے ایک عظیم علمی و دینی نقصان ہے۔ جس میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے، بلاشبہ آپ اس وقت اہل علم اور دینی طبقے کا عظیم سرمایہ اور گراں بہا اثاثہ تھے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اسلاف کی یادگار تھے، آپ کی وفات کی خبر سن کر دل مغموم اور آنکھیں نم ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں مخصوص نوع کی وجاہت تھی، جو ایک پایہ کے بزرگ کے شایانِ شان ہوتی ہے، آپ سادگی کے پیکر تھے، مگر ان میں کشش ایسی تھی کہ دل ونگاہ کو اپنا اسیر بنالیتے، قدرت نے آپ کو انتہائی ذہانت و فطانت سے نوازا تھا۔ آپ کا دماغ گویا ایک وسیع وعریض کتب خانہ تھا جس میں مختلف علوم وفنون پر ہزاروں کتابیں ہروقت موجود و مستحضر رہتیں۔

حضرت حبیب الامتؒ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور فی زمانہ ان کا کوئی ثانی نہ تھا، وہ سچائی کے علمبرداروں کے لئے مینارۂ نور تھے اور علوم نبوت کے امین و پاسبان تھے، مرجع خلائق

کے ساتھ ساتھ تشنگان علوم نبوت کے لئے آب رواں بھی تھے، اپنے پیچھے علوم نبوت سے بہرہ مند ایک ایسی جماعت چھوڑی ہے جو آپ کے فیوض وبرکات کو جاری وساری رکھے گی اور ہمیشہ آپ کے اصولوں اور طریقوں پر گامزن رہے گی۔

یہ بلند پایہ بزرگ جن کو اللہ کے نور نے ہمیشہ متحرک رکھا۔ مورخہ 15 جولائی 2020ء تقریباً 12 بجے شب کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے پیروکاروں کے لئے ان کی سیرت، ان کے اخلاق، ان کی نشست وبرخاست اور طرز زندگی ایک روشن نمونہ ہے۔ آپ کے اندر دینی حمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور آپ کے قول وفعل میں کوئی تضاد ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا تھا۔ آپ دنیا کے لئے ایک کھلی ہوئی کتاب اور اپنے اسلاف کی زندگی کا عملی نمونہ تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی خلق میں بے پناہ مقبولیت سے بھی نوازا تھا کہ ہر چھوٹا بڑا ان سے تعلق پر فخر کرتا اور ہر ایک ان سے تعلق قائم رکھنے کی دلی خواہش رکھتا تھا۔ آپؒ ساری زندگی ریاکاری، دکھاوے، شہرت سے دور اور خالص اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف عمل رہے۔

آپ کے قلب وروح میں اسلام کی محبت رچی بسی تھی، آپ اخلاص وتقویٰ، تواضع وانکساری کے پیکر اور اعلیٰ اسلامی اقدار کے امین تھے، دنیا کی ہر نعمت وآسائش میسر ہونے کے باوجود اپنے اکابرین کے زہد وتقویٰ کو اپنائے رکھا۔ حبیب الامتؒ ایک قابل رشک زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے، جو ہم سب کے لئے قابل رشک اور عملی نمونے کی زندہ مثال ہے۔ انہوں نے اپنے رب کی رضا کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عظیم بارگاہ میں دست بہ دعا ہیں کہ رحمت الٰہی انہیں اپنی پناہ میں لے، ان کی تمام مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ان کے اہل وعیال، اصحاب، طلبائے کرام اور پیروکاروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

خاکسار: عبداللہ علاؤالدین قاسمی
خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ بہار ✧

ویراں ہے میکدہ خم وساغر اداس ہے

ہمدرد قوم عالیجناب حضرت قاری محمد سلمان صاحب مدظلہ العالی
ادارہ فیض ہاشم، فتح پور بھادوں چھٹمل پور سہارنپور

محسن وکرم فرما حضرت اقدس حبیب الامت مولانا ڈاکٹر ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ بانی و مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی وفات کا سانحۂ فاجعہ میرے اور میرے اہلِ خاندان کے لئے نہایت ہی پریشان کن اندوہناک وکربناک واقعہ ہے جسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا، یوں تو حضرت کا سلوک اپنے تمام متعلقین ومتوسلین کے ساتھ ہی خدمت ومودت کا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی شخص آپ کی خوش اخلاقی وخوش مزاجی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا لیکن والد مرحوم حضرت حافظ محمد ناظمؒ (متوفی 2003) کی وفات کے بعد آپ علیہ الرحمہ نے میرے اور اہلِ خانہ کے ساتھ جو شفقت و خورد نوازی کا معاملہ کیا اس کی مثال بھی نہیں ملتی۔

حضرت والد ماجد کے ساتھ آپ علیہ الرحمۃ کا رشتہ رفیقِ درس ہونے کے ساتھ بے تکلف گہرے یار کا بھی تھا۔ 1970ء کی دہائی میں مدرسہ خادم العلوم باغوں والی ضلع مظفر نگر سے شروع ہونے والا یہ تعلق دونوں ہی حضرات نے آخری وقت تک بخوبی نبھا کر حقِ رفاقت ادا کیا۔ مدرسہ خادم العلوم باغوں والی میں عربی کے ابتدائی تین سال پڑھنے کے بعد اگرچہ دونوں کی منزلیں جدا ہوگئیں تھیں بایں طور کہ والد مرحوم کا تعلیمی سلسلہ موقوف ہوگیا تھا اور آپ بقیہ تعلیم کی تکمیل کے لئے مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ تشریف لے گئے مگر مواصلاتی دنیا میں موبائل انقلاب سے قبل بھی آپ کے مابین سلسلۂ خط وکتابت برابر جاری رہا۔

والد ماجد آپ سے ملاقات کے لئے پہلے گنگوہ پھر چرتھاول تشریف لے گئے مگر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تک بنگلور تشریف لے جا چکے تھے، تقریباً بیس سال بعد ۱۹۹۵ء میں دو قدیم دوستوں کی بے تکلفانہ بزم سجی۔ اس طویل ملاقات کے بعد اگرچہ خط وکتابت کا سلسلہ مسلسل جاری رہا مگر پھر کبھی دونوں احباب کی ملاقات نہ ہوسکی۔ والد ماجد کی وفات کے بعد بھی آپ علیہ الرحمہ نے یہ تعلق نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس کو مزید وسعت دی چنانچہ ۲۰۰۸ء کے اوائل میں جب آپ کی زیارت وملاقات کے لئے شہر بنگلور حاضر ہوا تو حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے خواب وخیال سے بھی زیادہ ہمیں عزت دی اور بندہ کی ادنیٰ دعوت پر اسی سال ۸؍جون کو غریب خانہ پر تشریف لا کر ہم سب برادران کے وقار میں اضافہ کیا اور ادارہ فیض ہاشم کے اجلاس عام میں پر مغز خطاب کے ذریعے اہلِ علاقہ کو بھی علومِ نبوت سے فیضیاب فرمایا۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ والد ماجد کی حیات میں آپ ہمارے آبائی وطن فتح پور ضلع سہارنپور کبھی تشریف نہیں لا سکے مگر ان کی وفات کے بعد تین مرتبہ تشریف لا کر باشندگانِ فتح پور کو اپنے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمایا۔ ۱۷؍مارچ ۲۰۱۹ء کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ آخری مرتبہ تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر ایک ادنیٰ سی دعوت پر غریب خانہ پر تشریف لائے اور مجھے وجملہ اہل خانہ کو عزت واحترام اور حوصلہ افزائی بخشی نیز ادارہ فیض ہاشم میں حاضرین مجلس کو بھی وعظ ونصیحت فرمائی اور ایک قدیم دوستی کا جو والد گرامی سے وابستہ تھی اس کا جو صحیح حق تھا وہ ادا کیا لیکن بدقسمتی سے جو حق حضرت والا کا تھا وہ ہم ادا نہ کر سکے۔

اب تو یہی احساس ستائے جا رہا ہے کہ اتنی شفقت ومحبت دینے والے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اب ہم سے رخصت ہوگئے ہیں اب کون ہمیں شفقت ومحبت سے نوازے گ۔ اب کون ہمیں تواضع وانکساری کا سبق پڑھائے گا، یقیناً آج دکھ کی اس گھڑی میں ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں۔ میں اپنی اور اپنے تمام متعلقین کی جانب سے حضرت کے وارثین خصوصاً برادرِ محترم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان، مولانا محمد عثمان حبان، حکیم محمد عدنان حبان و جملہ اہلِ خانہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ حضرت کے درجاتِ عالیہ میں اضافہ فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کو

صبرِ جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے جاری کردہ رحیمی شفاخانہ خانقاہ رحیمی اور دارالعلوم محمدیہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور حضرت کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور امت کو اور ہم کو اِن سب سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

شریکِ غم

محمد سلمان، محمد ساجد ہاشمی

وجملہ برادران

ادارہ فیض ہاشم فتح پور بھادوں چھٹمل پور ضلع سہارنپور یوپی

✦✦✦

حبیب الامتؒ محبت وشفقت کا مینارۂ نور

عزیز القدر مولوی حافظ محمد خورشید انور حبانی مظاہری سلمہٗ

نہایت کم عمری میں اہلِ خانہ نے مجھے حصولِ تعلیم کے لئے ایک کرم فرما کے ہمراہ روانہ کردیا، انہوں نے بنگلور پہنچ کر دارالعلوم محمدیہ میں داخل کرادیا، ہم دو بھائیوں (راقم محمد خورشید انور اور برادرِ صغیر مولوی محمد نوشاد سلمہ) نے ایک ساتھ داخلہ لیا، مہتمم مدرسہ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ کی عنایات کے درمیان حفظِ قرآن کریم کب پورا ہوا معلوم ہی نہ ہوا، حضرت کی رہنمائی میں ہی مدرسہ مظاہر علوم سلیم تمل ناڈ میں تکمیل درسِ نظامی کے بعد دونوں بھائی واپس بنگلور آ گئے، حضرت حبیب الامتؒ کی شفقت ومحبت سے ہم دور ہونا نہیں چاہتے تھے، ہم نے خدمت کے لئے درخواست پیش کردی، آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: فی الحال مکتب میں جگہ خالی ہے اگر آپ کو چھوٹے بچے پڑھانے گوارہ ہیں تو الحمد للہ، لیکن یہ نہ سمجھیں کہ قاعدہ پڑھانے سے رتبہ کم ہوجائے گا، ابتدائی بچوں کو پڑھانا تو ولیوں کا کام ہے، چھوٹے پودوں کی نشو ونمائی میں بہت محنت لگتی ہے، مکتب میں جو تزکیہ استاذ وشاگرد کا ہوجاتا ہے وہ زندگی میں نہیں ہوتا۔

چند سال بعد میں نے رحیمی شفاخانہ میں خدمت کے لئے درخواست پیش کردی، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ مدرسہ میں کیوں نہیں پڑھانا چاہتے؟ میں نے عرض کیا: حضرت! مجھے آپ کے قریب رہنا ہے۔ حضرت نے کچھ سوچ بچار کے بعد مطب میں تقرری کرتے ہوئے فرمایا: مدرسہ کے بھی کچھ کام ہوتے ہیں، میں جو بتاؤں وہ کرنے ہوں گے۔ مجھے تو ہر حال میں حضرت کے قریب رہنے کی خواہش تھی فوراً منظور کرلیا اور یوں مستقل طور پر حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے

ہمراہ رہنے کا موقع ملا۔ حضرت کی قربت کیا نصیب ہوئی میری تو دنیا پلٹ گئی، اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے چھوٹی چھوٹی باتوں میں اصلاح فرمایا کرتے، کسی غلطی پر شدید ناراضگی کا کبھی اظہار نہ فرماتے، شفقت ومحبت کا ایسا نرالہ انداز ہوتا کہ بڑی سے بڑی غلطی پر بھی شرمندہ نہ فرماتے، ہنستے مسکراتے اصلاح فرمادیا کرتے اور اصلاح بھی ایسی کہ دوبارہ غلطی کی جرأت نہ ہوتی۔ میرا سارا بچپن اور لڑکپن حضرت کے سامنے رہا، اس کے باوجود کبھی غیر ادبی الفاظ سے مخاطب نہیں کیا، ہمیشہ ''مولوی خورشید صاحب'' کہہ کر مخاطب فرماتے، ہر چھوٹے بڑے کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔

حضرت حبیب الامتؒ کے ہمراہ میں نے بے شمار سفر کئے۔ مظفرنگر، سہارنپور، شاملی، میرٹھ، غازی آباد، دیوبند، مصطفیٰ آباد، لکشمی نگر، اوکھلا، دہلی کے مختلف علاقوں کے علاوہ بنگلور، میسور، ٹمکور، چنئی اور نہ جانے کتنے شہروں اور دیہاتوں میں سفر ہوئے، سفر کے لئے حضرت ہمیشہ بہترین کار کا انتخاب فرماتے، لمبے سے لمبا سفر آپ کی خندہ پیشانی اور پرلطف گفتگو اور اخلاقِ کریمانہ کی بدولت چھوٹا محسوس ہوتا، وقتاً فوقتاً کھانے پینے کے لئے رُکا جاتا لیکن حضرت بذاتِ خود تھوڑا بہت چکھتے اور ہمراہیوں کو کہہ کہہ کر کھلاتے، سفر کے درمیان ہر خاص وعام اور ہر چھوٹے بڑے کا خاص خیال فرمایا کرتے تھے، درمیان میں نام بنام مخاطب کرکے دریافت فرماتے کہ ''کوئی پریشانی تو نہیں ہورہی؟'' یا یہ کہ ''کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟'' احباب کسی چیز کے لئے کہتے تو فوراً قبول فرمالیتے۔

ڈرائیور کا خاص خیال رکھتے تھے، ہمیشہ اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے، کسی بھی ملازم اور کام والے کو حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ غیر مسلم ڈرائیور سے بھی معلوم کرتے کہ اگر آپ ہمارے ساتھ کھانا پسند کریں تو آجائیں اور اگر تکلف ہے یا گوشت سے اجتناب ہے تو آپ کی پسند کا کھانا الگ لگوادیا جائے؟ بارہا حضرت حبیب الامتؒ سے یہ جملہ سننے کو ملتا تھا کہ ''جو لوگ ملازمین کو کمتر سمجھتے ہیں اور اپنے دسترخوان پر بٹھانا پسند نہیں کرتے مجھے ایسے لوگوں پر حیرت ہوتی ہے کہ تکبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ لقمہ حلق سے کس طرح اُتارتے ہیں''۔ اپنے سے زیادہ دوسروں کا آرام ملحوظ رکھتے، ان کے کھانے پینے اور سونے کے متعلق دریافت فرماتے، اگر کسی کی بے آرامی کا علم ہوجاتا

تو سخت مضطرب ہوجاتے، خود بے آرام ہوکر ان کے آرام کی فکر فرماتے، خرچ اور ضروریات کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ چھٹی لے کر گھر جانے والے عملہ سے بوقتِ رخصت معلوم کرتے کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تکلف بتائیں۔ خود سفر میں جاتے یا کوئی رخصت ہوتا تو ہدیہ وتحائف ضرور دیا کرتے تھے۔

اس حقیر کے متعلق حضرت حبیب الامتؒ کو جب معلوم ہوا کہ مجھے بال کاٹنے آتے ہیں تو بلا کر دریافت کیا کہ کیا آپ بال کاٹنا جانتے ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو مسکرا کر ذومعنی انداز سے فرمایا: مولوی خورشید صاحب! کیا آپ ہماری بھی حجامت بنا سکتے ہیں؟ مجھے ہنسی آگئی، یہ میرے لئے سعادت کی بات تھی، میں کب منع کرسکتا تھا، اخیر عمر تک مجھے بال بنانے کا شرف حاصل رہا، سر کے بال بالکل سیدھے سادے چھوٹے چھوٹے بنواتے، داڑھی سنت کے مطابق رکھتے، مونچھیں نہایت ہلکی ہوتیں، فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ حضرت اجان نبیرہ حضرت گنگوہیؒ بھی ایسی ہی مونچھیں رکھا کرتے تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ بھی ایسی ہی مونچھیں پسند فرمایا کرتے تھے، اس لئے میں بھی ایسی ہی مونچھ رکھتا ہوں۔

مہمانوں کی خوب خاطر تواضع فرمایا کرتے تھے، مہمانوں کی آمد ہوتی یا حضرت کے گھر میں کوئی عمدہ چیز بنتی تو ہمیشہ اس حقیر کو یاد رکھا کرتے، اگر میں غیر حاضر ہوتا تو کہہ کر رکھوا دیا کرتے کہ مولوی خورشید آئیں گے ان کا حصہ نکال دو۔ بے انتہا محبت والفت کا معاملہ تھا۔ لاک ڈاؤن میں میں گھر نہ جاسکا، حالات بہتر ہوئے تو چھٹی لے کر گھر گیا، اسی درمیان یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ شفقت ومحبت کے پیکر حضرت حبیب الامتؒ ہم سبھی کو روتا بلکتا چھوڑ کر دارِ باقی کی طرف کوچ کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ایک پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑا، ہائے محرومی! جنازے میں بھی شرکت نہ ہوسکی۔ خلوص ومروت کے عظیم مینارہ سے ہم جیسے نہ جانے کتنے محروم ہوگئے؟ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامتؒ کی مغفرتِ تامہ فرمائے اور ہم سبھی شاگردوں اور مریدوں کو صبر عطا فرمائے، آمین!

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم جانشین ہیں، الحمد للہ آپ کا دستِ شفقت بھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہمارے سروں پر ہے، دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کو خوب خوب صحت وتندرستی اور عمرِ دراز عطا فرمائے اور ہم سبھی کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین!

خاکروب آستانۂ رحیمی

محمد خورشید انور

✦✦✦

حضرت حبیب الامت ایک بے مثال شخصیت

مقررِ شعلہ بیاں حضرت مولانا محمد رضوان صاحب حسامی کاشفی زید مجدہم
ناظم اعلیٰ مرکز تحفظ اسلام ہند، امام وخطیب جامع مسجد کنکا پورہ بنگلور

وہ شمع آرزو کو بجھا کر چلے گئے
راتوں کی نیند میری اڑا کر چلے گئے
وہ اپنے ساتھ لے گئے میرا سکونِ قلب
ایک سبز باغ مجھ کو دکھا کر چلے گئے

استاذ محترم پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر قوم وملت، پیکرِ اخلاص ومحبت، چشم اخلاق ومروت، حبیب الامت ماہر نباض حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ومجاز حضرت مولانا حکیم زکی الدین صاحب نور اللہ مرقدہ، بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی عظمت و فضیلت اور شان وشوکت ہمارے ملک ہند اور خصوصاً ریاست کرناٹک وبنگلور میں روز روشن کی طرح عیاں وبیاں ہے۔ اس لئے حضرت والا کی زندگی پر حقیر کیا لکھ سکتا ہے، لیکن از راہ عقیدت ومحبت میں حبیب الامت کی حیات مبارکہ کے چند گوشوں پر لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ میں حضرتِ والا کی سرپرستی میں تقریباً پانچ سال دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں زیر تعلیم تھا میں نے حفظ قرآن مجید وہیں مکمل کیا اور عالمیت کی ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی، ان پانچ سالوں میں میں نے حضرت اقدس کو بہت قریب سے دیکھا اور سمجھا ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی سراپا بہترین اخلاق وکردار سے مزین تھی آپ کی ذات اس حدیث پاک کی مصداق تھی

جس میں آقا علیہ السلام نے فرمایا: "اولیاء اللہ اذا رؤو ذکر اللہ" جس کے چہرے کو دیکھنے سے اللہ یاد آجائے وہ اللہ کا ولی ہے، اسی لئے جو کوئی بھی آپ کو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا اور آپ کا گرویدہ ہوجاتا، آپ کے اندر بہت عاجزی وانکساری تھی ہر کسی سے بہترین لب ولہجے میں گفتگو فرمانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہوتا یا بلانا ہوتا تو بہترین القاب سے بلاتے، مثلاً جب ہم دارالعلوم محمدیہ میں زیر تعلیم تھے تو چھوٹے تھے اور حضرت کی خدمت عالیہ میں کبھی آنا جانا ہوتا تو حضرت نام لے کر کبھی نہیں بلاتے تھے بلکہ حافظ صاحب یا مولوی صاحب یا بیٹا کہہ کر مخاطب کرتے جس سے دل خوشی کے مارے باغ باغ ہوجاتا، آپ کا انداز تکلم اتنا پیارا اور نرالا تھا کہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی باتوں سے متاثر ہوجاتے جس کا مشاہدہ وانداز ہ یوٹیوب پر موجود حضرت کے بیانات وغیرہ سے بخوبی ہوجائے گا۔ حضرت حبیب الامت چونکہ مدرسہ دارالعلوم محمدیہ کے بانی و مہتمم تھے تو مدرسے میں حضرت کی آمد ورفت بھی ہوتی تھی اور ہر جمعہ مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ میں حضرت کا پرمغز وپُر اثر خطاب بھی ہوتا اور بعد نماز جمعہ ذکر اللہ کی پرنور مجلس لگتی جس میں آپ بہت ہی قیمتی اور معرفت سے بھرپور نصیحتیں اپنے طلبا و مریدین سے ارشاد فرماتے آپ جہاں جسمانی حکیم تھے وہیں روحانی حکیم بھی تھے۔ اسی طرح آپ طلبا کی تعلیم وتربیت کی بہت فکر فرماتے باقاعدہ طلبا کی چال چلن کو دیکھتے، لباس کو دیکھتے، ٹوپی اور پگڑی کو دیکھتے، انداز گفتگو کو دیکھتے یعنی ہر اعتبار سے طلباء کی فکر فرماتے اور طلباء انجمنوں میں مظاہرہ قرأت، تقاریر اور حمد ونعت کے مسابقوں ومظاہروں میں حصہ لیتے تو ان کی انعامات وغیرہ کے ذریعہ ہمت بڑھاتے اور اپنی جیب خاص سے حوصلہ افزائی فرماتے۔ آج راقم الحروف کچھ لکھنے پڑھنے اور بولنے کے قابل ہوا ہے تو یہ حضرتِ والا ہی کی توجہات کا نتیجہ ہے اور بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ آپ کو عطا فرمائے۔

خدائے تعالیٰ نے آپ کو بہت ساری خصوصیات سے نوازا تھا جس کی وجہ سے پورے ملک کے علما و عمائدین کا اعتماد آپ کو حاصل تھا جس کا اظہار کئی دینی، ملی، سماجی مجلسوں ومحفلوں میں ہوتا تھا۔

تیری یکتائی ہر ایک رنگ میں چھائی ہے
سارا مجمع تیرے جلووں کا شیدائی ہے

آپ کا اس طرح اچانک دنیا سے چلے جانا واقعتاً امت مسلمہ اور خصوصاً آپ کے مریدین و معتقدین اور لواحقین کے لئے ایک بہت بڑا نقصان اور خسارہ ہے۔

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کر چلے گئے
خوابیدہ زندگی تھی جگا کر چلے گئے
حسن ازل کی شان دکھا کر چلے گئے
اک واقعہ سا یاد دلا کر چلے گئے
رگ رگ میں اس طرح وہ سما کر چلے گئے
جیسے مجھی کو مجھ سے چرا کر چلے گئے
سمجھا کے پستیاں مرے اوج کمال کی
اپنی بلندیاں وہ دکھا کر چلے گئے
شکر کرم کے ساتھ یہ شکوہ بھی ہو قبول
اپنا سا کیوں نہ مجھ کو بنا کر چلے گئے
لب تھرتھرا کے رہ گئے لیکن وہ اے جگر
جاتے ہوئے نگاہ ملا کر چلے گئے

میں حضرت علیہ الرحمہ کے تمام وارثین کو خصوصاً حضرتِ والا کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی صاحب دامت برکاتہم، مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی سے تعزیت وتسلی کے کلمات پیش کرتا ہوں اور میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی بال بال مغفرت کرتے ہوئے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام میسر فرمائے۔ آمین! فقط والسلام

شریکِ غم: محمد رضوان حبانی حسامی وکاشفی
امام وخطیب جامع مسجد کنکاپورہ بنگلور

✧✧✧

آپؒ کا زہد وتقویٰ قابلِ رشک

مولوی محمد موسیٰ رحیمی

موت ایک حقیقت ہے جس سے کسی کو فرار نہیں، باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے بھی اس دنیا میں قدم رکھا اس کو اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر جانا ہے لیکن کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے جانے سے دنیا میں ہلچل مچ جاتی ہے، انہی میں سے حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے پورا عالم یتیم ہوگیا ہر طرف مایوسی چھائی ہوئی ہے حضرت اللہ کے ولی تھے صاحب نسبت تھے تہجد گزار تھے مہمانوں کی مہمان نوازی اور رشتہ داروں کا خاص خیال رکھتے تھے عوام ہو یا خواص ہر ایک کو عزت دیتے تھے آپ کے اندر عزت ورفعت زہد وتقویٰ، صلہ رحمی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی، آپ عالم خطیب حکیم ہونے کے ساتھ ایک تہجد گزار عابد بھی تھے۔ میں اسی مناسبت سے ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ میرے استاذ روحانی مشفق ومحترم حضرت الحاج منشی محمد عالم صاحب نے مجھے رمضان المبارک میں قرآن پاک سنانے کے لئے بنگلور میں حضرت حکیم صاحب (مرحوم) کے پاس بھیجا جب میں وہاں پہنچا تو حبیب الامت حضرت مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحب (مرحوم) نے میری جگہ متعین کرادی جب میں قرآن پاک مکمل کر کے واپس حضرت کے پاس آیا تو حضرت نے میرے قیام کا انتظام اپنی خاص قیام گاہ میں کرایا۔ حضرت اور میں ایک ہی کمرہ میں تھے، نصف رات میری آنکھ کھلی میں نے دیکھا حضرت اپنے بستر پر نہیں تھے، میں اپنے بستر سے اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت نماز کی حالت میں ہیں۔ میں وہیں بیٹھ گیا اس کے بعد حضرت نے سلام پھیرا اور دعا میں مصروف ہوگئے دعا میں حضرت نے اپنے لئے اہل خانہ کے لئے اور امت مسلمہ کے لئے خیر کو طلب کیا۔ اس کے بعد حضرت اذان فجر تک ذکر اللہ میں مصروف رہے۔ رات بھر اللہ کی عبادت اور دن بھر

مریضوں کی تشخیص میں مصروف رہتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت کے خاص مقام میں جگہ عطا فرمائے اور اپنی شایانِ شان بہترین بدلہ عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

موت برحق ہے تو پھر موت سے ڈرنا کیسا
ایک ہجرت ہی تو ہے نقل مکانی ہی تو ہے

✦✦✦

آہ! علم کا ایک ستارہ ٹوٹ گیا

یوں تو جب سے دنیا بنی ہے آنے جانے کا سلسلہ چلا آرہا ہے کسی عام انسان کی رحلت کا اتنا احساس نہیں ہوتا جتنا کہ ایک عالم دین کے رخصت ہونے کا ہوتا ہے اس لئے کہ ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہے، عالم چمکتا ہوا وہ ستارہ ہوتا ہے جو بھٹکے ہوؤں کو اپنی تحریر سے، اپنی تقریر سے، اپنے فعل سے، اپنے کردار سے راہِ راست پر لے آتا ہے، اس سال بڑے بڑے علماء نے اپنے حقیقی مولیٰ کی طرف رخت سفر باندھا ہے، اس سال کو عام الحزن کہہ دیا جائے تو بے جانہ ہوگا، انہیں علما میں سے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، حضرت بہت ہی خوش مزاج، ملنسار، متقی وپرہیزگار تھے۔ کئی بار حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا بات بات میں ہنسا بھی دیا کرتے تھے، حضرت کو علومِ دینیہ اور فن دنیویہ پر زبردست دسترس حاصل تھی، حضرت کی مصروفیات بہت زیادہ تھیں جیسے مریضوں کی تشخیص، مدرسہ کی نگہبانی، تصنیف وتالیف اور بیانات اتنی مصروفیات کے باوجود آپ نے سینکڑوں کتابیں تالیف فرمائی ہیں، جس وقت حضرت کی رحلت کی اندوہ ناک خبر سنی تو بڑا ہی صدمہ ہوا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے، اہلِ خانہ کو صبر جمیل عطا کرے، حضرت کے فیض کو باقی رکھے اور امتِ مسلمہ کو آپ کے فیوض وبرکات سے فیضیاب فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

شریکِ غم: محمد سلمان مسعودی، حافظ محمد نعمان، قاری حکیم محمد مسعود احمد
مہتمم دار العلوم محمودیہ متھانہ وخلیفہ ومجاز حضرت الحاج حکیم محمود صاحب نانکویؒ ✦

حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ ایک عبقری شخصیت

عزیز القدر عزیزم مولوی محمد دلدار حبانی، مدرسہ سیدنا بلال ڈالی گنج لکھنؤ

بھیڑ میں اکیلے پن کا احساس ہوتا ہے
تیرے بن یہ حال ہے مری تنہائی کا

پیر طریقت، مفکر قوم وملت، پیکر اخلاص ومحبت، ماہر نباض، حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا حکیم محمد زکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہ) بانی ومہتمم مدرسہ دار العلوم محمدیہ شہر بنگلور کی شان وشوکت تھے، ملک وبیرونِ ملک میں آپ کی علمی کاوشوں سے ایک کثیر تعداد بہرہ مند ہوئی اور ہو رہی ہے۔ میرے ماموں زاد بھائی حضرت مولانا زبیر احمد صاحب مدظلہ جو اس وقت دار العلوم محمدیہ بنگلور میں شعبۂ عالمیت کے استاذ تھے (جو حفظ قرآن تا درسِ نظامی ابھی تک میری سرپرستی فرمارہے ہیں) انہوں نے میرا داخلہ دار العلوم محمدیہ میں کرادیا۔ الحمد للہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تلک الرسل (تیسرا پارہ) مکمل ہوا تو جائزہ کے لئے حضرت حبیب الامتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، رجسٹر میں لکھا میرا نام دیکھ کر آپ مسکرانے لگے اور اپنے قریب بلاکر بڑے ہی پیار سے فرمایا کہ تم میرے بیٹے ہو؟ میں کچھ سمجھ نہ سکا اور بس مسکرا کر خاموش ہوگیا، پھر آپ نے فرمایا کہ میرے ایک بیٹے کا نام بھی دلدار ہے اور آپ بھی دلدار ہیں، تو میرے بیٹے ہی ہوئے۔ سبحان اللہ! بڑوں کی شفقت ومحبت کا بھی کیا نرالا انداز ہوتا ہے۔

حبیب الامتؒ کی خصوصیات: دورانِ تعلیم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے سمجھنے اور آپ سے سیکھنے کو بہت کچھ ملا، حضرت والا کی زندگی سراپا مہر ومروت، بہترین اخلاق و کردار سے مزین تھی، آپ کو دیکھ کر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آتی ہے کہ "جس کے چہرے کو

دیکھنے سے اللہ یاد آئے وہ اللہ کا ولی ہے"۔ آپ کے چہرے میں بلا کی جاذبیت تھی، جو کوئی آپ کو دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا، آپ عاجزی وانکساری کے پیکر تھے، لب ولہجے میں انتہائی نرمی تھی، کسی کو بلاتے تو اچھے القاب سے یاد فرماتے، طلبائے مدرسہ کو حافظ صاحب۔ مولانا صاحب۔ حضرت یا بیٹا کہہ کر مخاطب فرماتے۔ آپ کا اندازِ تکلم اتنا پیارا اور میٹھا تھا کہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے، آپ کی شخصیت ہی کچھ ایسی تھی کہ کوئی بھی شخص پہلی ملاقات میں آپ کا ہو جاتا، اسی طرح آپ طلبائے کرام کی تعلیم وتربیت کی بہت فکر فرماتے، باقاعدہ طلبا کے چال چلن کو دیکھتے، لباس، ٹوپی، پگڑی اور اندازِ گفتگو کو دیکھتے، ان کی تعلیم وتربیت کے لئے ہمیشہ فکر فرماتے، مظاہرہ قرأت، تقاریر اور حمد ونعت کے مسابقوں میں طلبا کی انعامات وغیرہ سے ہمت افزائی فرماتے، الحمد للہ ناچیز کو حضرت والا کی محفلوں اور مجلسوں میں بارہا حمد ونعت پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔

حبیب الامتؒ کی شفقت اور ایک خواب: حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے دن اس حقیر کو بیٹا کہہ کر مخاطب فرمایا تو آخر تک ایک مشفق والد جیسا سلوک فرمایا، آج آپ کی رحلت سے دل رنج وغم میں مبتلا ہے، یہ دلی لگاؤ اور علمی محبت ہی تھی کہ وصال کے بعد ناچیز کو حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی، وہی مسکراہٹ اور وہی نورانی چہرہ اور وہی نفیس وضع قطع، مجھے دیکھ کر نہایت خوشی کا اظہار فرمایا اور پھر میری پیشانی کا بوسہ لینے لگے۔ ابھی یہ منظر جاری تھا کہ آنکھ کھل گئی، بڑی محرومی کا احساس ہوا کہ یہ تو خواب تھا اور آپ حقیقتاً آج ہمارے درمیان نہیں ہیں:

فلک پہ چاند کے ہالے بھی سوگ کرتے ہیں ✧ جو تو نہیں تو اجالے بھی سوگ کرتے ہیں

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے درمیان سے اس طرح اچانک چلے جانا نہ صرف علمی دنیا کا ایک بڑا خسارہ ہے بلکہ طبی دنیا میں بھی ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ خداوند عالم سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے، اہل خانہ کو صبر عطا فرمائے اور ہم سب کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین!

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے ✧ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

پیغامات

حضرت مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی مدظلہ العالی
حضرت مولانا قاری محمد واصف صاحب قاسمی مدظلہ العالی

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی محمد خورشید صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادگان، دارالعلوم وقف دیوبند کی مسند حدیث پر فائز حضرت مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی مدظلہ اور حضرت مولانا قاری محمد واصف صاحب قاسمی مدظلہ العالی نے حضرت حبیب الامتؒ کی وفاتِ حسرت آیات پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے، اور اس سانحہ پر قلبی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی کاوشوں، دینی وطبی خدمات کی بدولت یقیناً اللہ تعالیٰ آسانی کا معاملہ فرمائیں گے، آپ کی تالیفات آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں، ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سبھی پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین!

حضرت مولانا محمد مزمل صاحب والاجاہی مدظلہ العالی

خطیب العصر حضرت مولانا محمد مزمل صاحب والاجاہی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامتؒ وخطیب مسجد عمر فاروق گوری پالیہ بنگلور اپنے متعلقین کے ہمراہ بنفس نفیس رحیمی شفاخانہ تشریف لائے، آپ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار کرتے ہوئے صاحبزادۂ محترم وجانشین ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی سے تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے اور اس غم کو ملت کا خسارہ قرار دیتے ہوئے دعائے مغفرت فرمائی۔

حضرت مولانا ممشاد علی صاحب قاسمی زیدمجدہم

حضرت مولانا ممشاد علی صاحب قاسمی زیدمجدہم خلیفہ ومجاز حضرت مولانا علی میاںؒ، بانی جامعہ فلاح دارین الاسلامیہ بلاسپور مظفرنگر نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بہت

فعال، انتہائی خوش اخلاق، غمخوار دوست اور ایک مقبول ومعروف علمی وروحانی شخصیت کے مالک تھے۔ ان سے باتیں اور ملاقات کرکے دل کو خوشی اور سکون محسوس ہوتا تھا، طویل عرصہ سے بنگلور میں ان کا طبی، علمی وروحانی فیض جاری تھا لیکن آبائی وطن چرتھاول مظفرنگر اور وہاں کے علماومشائخ سے برابر رابطہ واستفادہ رہتا تھا۔ ادھر سے جو بھی بنگلور جاتا اس کی بہت خوش ہوکر اور اپنی سعادت سمجھ کر مہمان نوازی فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنے صاحبزادگان کی بھی ایسی ہی عمدہ تربیت کی ہے میری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں اور ہمیشہ ان کو صاف دل، متواضع، ملنسار اور پرکشش محسوس کیا۔ ان کی وفات کی خبر سے بہت صدمہ ہوا، ایسی پیاری اور پرفیض شخصیت کا چلے جانا ملت کا بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی شایانِ شان اعلیٰ علیین میں خاص مقام سے نوازے اور صاحبزادگان وجملہ اہل خانہ ومتعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

اسحاقِ زماں حضرت مولانا محمد اسحاق قاسمی مدظلہ العالی

اسحاقِ زماں حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت نور اللہ مرقدہٗ اپنے صاحبزادگان ومتعلقین کے ہمراہ نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے اور تسلی وتشفی دیتے ہوئے فرمایا: آج ایک عظیم ہستی کے داغِ مفارقت نے ہمیں بے شمار محرومیوں کا احساس دِلایا ہے، میں بس دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور جملہ اعزا واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! آپ نے اپنے گھر میں قرآن خوانی وایصالِ ثواب کا اہتمام فرمایا۔

حضرت مولانا محمد ارشد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

حضرت مولانا محمد ارشد صاحب قاسمی مدظلہ العالی امام وخطیب مجمع اسلامک سنٹر لندن برطانیہ نے حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر غم وافسوس کرتے ہوئے کہا: ہم تمام اہل خانہ اور جملہ بچے پھوپا جان کی رحلت پر بے حد افسردہ ہیں، ہم سمجھ رہے تھے کہ ابھی تو ان کے سایۂ عاطفت سے ہم مزید بہرہ ور ہوں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہر ایک کو تسلیم کرنا ہے، یہ صدمہ ہمارے لئے ناقابل تلافی

ہے، اللہ تمام اہل وعیال اور مریدین ومتوسلین کو صبر عطا فرمائے۔ آپ نے اپنے اہل خانہ اور متعلقین کے یہاں قرآن خوانی کا خصوصی اہتمام کیا اور حضرت علیہ الرحمہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

حضرت مولانا سعید احمد صاحب کشمیری قاسمی مدظلہ العالی

حضرت مولانا سعید احمد صاحب کشمیری قاسمی مدظلہ امام وخطیب جامع مسجد رحمانیہ پادرائن پورہ بنگلور نے نہایت رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے جملہ صاحبزادگان کو صبر جمیل کی تلقین فرمائی اور حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی سالوں پرانی قرابت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں حضرت علیہ الرحمہ سے کچھ زیادہ چھوٹا نہیں ہوں لیکن آپؒ ایسے کشادہ دست اور محبت والفت والے تھے کہ ہر سال مجھے عیدی عنایت فرماتے۔ آپؒ کی رحلت سے دل بے حد مغموم ہے۔ حقیقت میں آج ہم دوبارہ یتیم ہوگئے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت تامہ فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

عالیجناب الحاج سید ریاض احمد صاحب مدظلہ العالی

عالیجناب الحاج سید ریاض احمد صاحب مدظلہ کورمنگلا سابق جوائنٹ کمشنر لوک آیوکتا بنگلور کو جیسے ہی وصال کی اطلاع ملی، اپنے دوستوں کے ہمراہ رحیمی شفاخانہ پہنچے، نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے، حبیب الامتؒ کی جدائی پر نہایت غمگین ہوئے، صاحبزادگان اور داماد کو خوب دلاسہ دیا اور اپنے واپنے اہل وعیال کی جانب سے تعزیت کرتے ہوئے دعائے مغفرت فرمائی۔

حضرت قاری ممتاز احمد صاحب سراجی مدظلہ العالی

مجاہد ملت حضرت قاری ممتاز احمد صاحب سراجی مدظلہ (برادرِ صغیر مفتی افتخار صاحب قاسمی صدر جمعیۃ علماء کرناٹک) بنگلور نے نمازِ جنازہ میں شرکت کرتے ہوئے حبیب الامتؒ کی رحلت پر بے انتہا رنج وغم کا اظہار کیا اور اپنے ادارہ میں ختم قرآن مجید اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا۔ نیز تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ غم صرف حکیم صاحب کے صاحبزادگان کا نہیں بلکہ پورے محلّہ، شہر اور دور دراز تک پھیلے ہوئے وابستگان کا غم ہے، اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے، آمین!

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ العالی

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ امام وخطیب جامع مسجد گوری پالیہ اپنی علالت کے باوجود نمازِ جنازہ اور تدفین میں شریک ہوئے، آپ نے اس سانحۂ ارتحال کو ملت کے بڑے خسارہ سے تعبیر کرتے ہوئے اپنے غم کا اظہار کیا، نیز اپنے یہاں قرآن خوانی ودعائے مغفرت کا اہتمام فرمایا اور صاحبزادگان حضرت حبیب الامتؒ خصوصاً ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی سے اپنے قلبی رنج والم کے ساتھ تعزیت فرمائی۔

حضرت مولانا مفتی عبد الغفار صاحب قاسمی مدظلہ العالی

حضرت مولانا مفتی عبد الغفار صاحب قاسمی مدظلہ العالی سکریٹری جمعیۃ علماء کرناٹک نے رحیمی شفاخانہ پہنچ کر تمام صاحبزادگان کو تسلی دیتے ہوئے نہایت رنج وغم کا اظہار فرمایا، اس موقع پر آپ نے اپنے یہاں قرآن خوانی وایصالِ ثواب کا اہتمام کیا اور دعائے مغفرت فرمائی۔

عالیجناب ڈاکٹر رفیع الدین احمد صاحب مدظلہ

عالیجناب ڈاکٹر رفیع الدین احمد صاحب مدظلہ پرنامبٹ نے فون پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے تعزیت پیش کی اور ڈاکٹر فاروق اعظم سے گفتگو کے دوران حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی پرنامبٹ آمد اور حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے سے قلبی محبت والفت کا ذکر کیا، آپ نے جملہ اہل خانہ سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت علیہ الرحمہ کے لئے اعلیٰ علیین میں جگہ اور پسماندگان کے لئے استقامتِ صبر کی دعا فرمائی۔

عالیجناب سید اسد حسین صاحب مدظلہ العالی

عالیجناب سید اسد حسین صاحب مدظلہ مالک کتاب الشفاء دہلی نے اظہارِ رنج والم کرتے ہوئے فرزندان سے تعزیت فرمائی اور کہا: میں نے اپنی زندگی میں حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت نہیں دیکھی، ایسی شخصیت سالوں نہیں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے، سادات کا بڑا اکرام فرمایا کرتے تھے، جو آپ میں الفت ومحبت اور عشقِ رسول ﷺ کی بڑی علامت تھی۔ میں ہمیشہ تعجب کیا کرتا تھا کہ

آپ اتنی مصروفیات کے بعد دینی وطبی کتابوں کی تالیفات کا کام کیسے انجام دیتے ہوں گے؟ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مرحوم کے لئے اعانت تھی، اللہ تعالیٰ جس سے جو کام لینا چاہتے ہیں وہ کام لے کر انہیں دنیا سے بلاتے ہیں، آپ کی دینی اور طبی تصنیفات کا اتنا بڑا ذخیرہ حضرت حکیم صاحب کے لئے توشۂ آخرت ہے، میں بس حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ سبھی اہل خانہ کو ان کے بنائے ہوئے راستہ کی نگہبانی کی توفیق بخشے، آمین!

عالیجناب الحاج سید نواب جان صاحب مدظلہ العالی

عالیجناب الحاج سید نواب جان صاحب مدظلہ نائب صدر دار العلوم محمدیہ بنگلور وصال کے وقت موجود تھے، آپ نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کو جنوبی ہند کے بڑے نقصان سے تعبیر کرتے ہوئے اپنے رنج وغم کا اظہار کیا، آپ اپنے اہل خانہ وصاحبزادگان کے ہمراہ شروع تا اخیر شریک رہے، آخر تک مکمل ساتھ دیا، آنے والے مہمانوں اور جملہ اعزا و اقارب کا خیال رکھا اور تسلی وتشفی اور دلاسہ دلایا نیز دعائے مغفرت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

عالیجناب الحاج محمد افضل صاحب مدظلہ

عالیجناب الحاج محمد افضل صاحب مدظلہ رکن دار العلوم محمدیہ بنگلور کو جیسے ہی طبیعت کی ناسازی کی اطلاع ملی فوراً تشریف لے آئے اور تمام کام اپنی نگرانی میں کروائے، فرزندان کی دل جوئی فرمائی اور انہیں بار بار تسلی وتشفی دیتے رہے، مہمانان کے اکرام اور دیگر مراحل میں ساتھ ساتھ رہے۔

حافظ محمد جیلانی صاحب حبانی مدظلہ

عالی جناب حافظ محمد جیلانی صاحب حبانی زید مجدہم لائر پالیہ بنگلور نے نمازِ جنازہ اور تدفین میں شرکت کرتے ہوئے تمام کاموں میں ہر طرح سے ساتھ دیا، موقع بموقع دلاسہ دیتے رہے، آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کی اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ سے نہایت محبت وصلہ رحمی کا ثبوت دیا اور حضرت علیہ الرحمہ کے لئے دعائے مغفرت وایصالِ ثواب کا اہتمام فرمایا۔

صاحبزادہ محترم مخدوم زادہ عالیجناب سید صوفی سلیم اطہر صاحب مدظلہ

صاحبزادۂ محترم مخدوم زادہ عالیجناب سید صوفی سلیم اطہر صاحب مدظلہ متولی مسجد شاہ ولایت محلّہ شاہ ولایت سہارنپور وخلیفہ ومجاز حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ سہارنپور نے نہایت قلبی دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے اپنے متعلقین میں دعائے مغفرت وایصالِ ثواب کا اہتمام کیا۔ حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا شاہ صاحب سے بڑا قریبی تعلق رہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت صوفی سلیم صاحب مدظلہ کو صحت وشفا عطا فرمائے اور حضرت حبیب الامتؒ کو بلندئ درجات نصیب فرمائے، آمین!

عالیجناب الحاج سراج الحق صاحب مدظلہ

عالیجناب الحاج سراج الحق صاحب مدظلہ لکشمی نگر نئی دہلی کے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادگان سے دیرینہ تعلقات ہیں، حضرت علیہ الرحمہ آپ سے بے انتہا الفت فرماتے تھے۔ دہلی کے سفر میں ضرور ملاقات ہوتی، آپ نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے حضرت حکیم صاحب کے لئے دعائے بلندئ درجات کی اور ہمت وحوصلہ افزاء کلمات ارشاد فرمائے۔

عالیجناب الحاج حفیظ اللہ صاحب مدظلہ

عالیجناب الحاج حفیظ اللہ صاحب مدظلہ صدر ڈی ایم کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ بنگلور، عالیجناب الحاج شیخ نذیر احمد صاحب مدظلہ سکریٹری نیو ملینیم اسکول بنگلور لوک ڈاؤن اور اپنی علالت کے سبب تشریف نہ لا سکے، آپ نے فون کے ذریعہ فرزندان سے اپنے رنج والم اور اس نقصان عظیم کا تذکرہ کرتے ہوئے تعزیت کی اور خصوصی دعا کا اہتمام فرمایا۔

حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب مدنی مدظلہ العالی

حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب مدنی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ واستاذ درس حلقہ قرآن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت قلبی رونج والم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ہمارے ذہن ودماغ حضرت علیہ الرحمہ کی جدائی کا یقین کرنے کو تیار نہیں، لیکن یہ بھی اللہ رب العالمین کا فیصلہ ہے،

ہم سے جو ہوسکتا ہے ان کی آخرت کے لئے زادِ راہ بھیج رہے ہیں، یہاں بھی مسلسل ایصالِ ثواب کیا جارہا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جوارِ رحمت میں خاص جگہ عطا فرمائے اور آپ سبھی کو صبر نصیب فرمائے، آمین!

محترم المقام عالیجناب الحاج مجیب احمد صاحب

آج صبح حضرت کے انتقال کی خبر پڑھ کر بہت صدمہ پہنچا، اللہ تعالیٰ حضرت حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے اور حضرت کو جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین، اس غم کے موقع پر میں آپ کا شریک ہوں۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قاسمی مدنی مدظلہ

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قاسمی مدنی مدظلہ استاذ حلقہ قرآن مسجد نبوی مدینہ منورہ نے تعزیتی کلمات ارشاد فرماتے ہوئے دلاسہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کو غریقِ رحمت فرمائے، جنت الماویٰ عطا فرمائے، آپ تمام اہل خانہ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے، آمین! حضرت علیہ الرحمہ کیلئے دعائے مغفرت اور قرآن خوانی کا سلسلہ جاری ہے۔

عالیجناب الحاج محمد ابراہیم صاحب مدظلہ

عالیجناب الحاج محمد ابراہیم صاحب مدظلہ امیر جماعت ترکمان گیٹ دہلی اس سانحہ ارتحال سے نہایت مغموم ہوگئے اور اپنے تعزیتی کلمات میں کہا: اس صدمہ سے ذہن ماؤف ہے، تسلی وتشفی کے لئے الفاظ کی قلت ہے، میں بس اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ چین واطمینان عطا فرمائے اور جیسی آپ نے شفقت و رحمدلی کے ساتھ زندگی گزاری ویسا ہی رحم وکرم کا معاملہ فرمائے، آپ سبھی احباب کو صبر عطا فرمائے اور ہمیں حضرت کی تعلیمات پر عمل کی توفیق بخشے، آمین!

عالیجناب الحاج افسر بیگ صاحب مدظلہ

عالیجناب الحاج افسر بیگ صاحب مدظلہ سکریٹری جلوسِ محمدی وکنوینر میسور روڈ قبرستان بنگلور نے اطلاع ملتے ہی رات دو بجے پہنچ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار کیا اور سبھی اہل خانہ کو تسلی دی، قبرستان کے جملہ مراحل کو اپنی زیر نگرانی انجام دلایا اور کسی بھی کام میں کوئی پریشانی نہ ہونے دی، آپ نے اس سانحہ پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ جناب افسر بیگ صاحب کی جملہ کاوشوں کو قبول فرمائے کر بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین!

عالیجناب سید سمیع اللہ وعالیجناب سید کلیم اللہ صاحبان

عالیجناب سید سمیع اللہ صاحب اور عالیجناب سید کلیم اللہ صاحب تاج پرنٹرس بنگلور نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ میرے والد محترم شفیع اللہ صاحب مرحوم بانی تاج پرنٹرس بنگلور کے پچھلے چالیس سالہ تعلقات رہے، آپ ایک دوسرے کو بھائی تصور کیا کرتے اور اس کا حق بھی ادا کیا کرتے، والد محترم کے انتقال کے بعد ہمیں کسی بھی مشورہ کی ضرورت ہوتی تو فوراً حضرت مولانا سے رجوع ہوتے اور آپؒ بھی وہی شفقت وعنایت کا معاملہ فرماتے جو ایک محسن ومربی کا ہوا کرتا ہے۔

والد مرحوم کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ تاج پرنٹرس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: آپ نے آنے کی زحمت کیوں گوارا فرمائی، ہم خود حاضر ہوجاتے۔ جس پر فرمایا: یہ میری جگہ ہے، شفیع بھائی سے میرا تعلق برادرانہ تھا لیکن مصروفیت اور دوری کی وجہ سے جلدی حاضری نہیں ہوتی، میں صرف آپ حضرات سے ملاقات اور تاج پرنٹرس کی ترقیاتی منازل کو دیکھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے اس موقع پر بہت سی دعاؤں سے نوازا اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

کیا معلوم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تشریف آوری آخری ہوگی۔ آج ہم ایک مشفق ومربی سے محروم ہوگئے، دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور خدمات کو قبول فرما کر ذریعہ آخرت بنائے، آمین۔

عالیجناب الحاج محمد مظفر احمد صاحب مدظلہ العالی

عالیجناب الحاج محمد مظفر احمد صاحب مدظلہ مظفر نگر مقیم حال ریاض سعودی عرب (سمدھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ) کو سانحۂ ارتحال کی خبر موصول ہوئی تو فون کے ذریعہ تعزیت کرتے ہوئے نہایت رنج والم کا اظہار کیا، آپ نے فرزندان کو تسلی وتشفی کے کلمات کہتے ہوئے فرمایا: یہ ناقابل یقین سانحہ ہے، لیکن حکم الٰہی کے آگے راضی رہیں۔ حضرت حکیم صاحب نے جس قدر دینی وملی اور طبی کام انجام دیا ہے، وہ یقیناً آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہوگا، لیکن اس کام کی توسیع وترویج اب تمام فرزندان کے ذمہ ہے، اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے اور جملہ اہل وعیال کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

حضرت مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

حضرت مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی استاذ مدرسہ عالیہ فتح پور شاہی مسجد چاندنی چوک دہلی نے بذریعہ فون گفتگو کرتے ہوئے نہایت رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: لاک ڈاؤن کی وجہ سے نمازِ جنازہ میں شرکت سے محرومی رہی، اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت النعیم عطا فرمائے اور آپ کے سبھی فرزندان اور داماد وصاحبزادیوں کو صبر عطا فرمائے، آمین!

عالیجناب ماسٹر نبی حسن صاحب مدظلہ العالی

عالیجناب ماسٹر نبی حسن صاحب مدظلہ العالی منگلور نے اس روح فرسا خبر پر اپنے گہرے رنج والم کا اظہار کیا، صاحبزادگان اور داماد قاری محمد افضل ممتاز رحیمی ناظم دفتر دارالعلوم محمدیہ سے تعزیت فرماتے ہوئے کہا: ہمارے یہاں تمام اہل خانہ اس خبر سے نہایت غمگین ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ پھوپا جان کی مغفرت فرما کر آپ سبھی کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

عالیجناب حافظ محمد فاروق صاحب مدظلہ

عالیجناب حافظ محمد فاروق صاحب انصاری مدظلہ سرائے مظفر نگر نے فون پر تعزیت کرتے ہوئے گہرے رنج کا اظہار کیا اور کہا کہ والدین کے سایہ سے محرومی انسان کو تہی دست کر دیتی ہے، ان کے بعد برادرِ محترم آپ کے لئے والد کے قائم مقام ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت حکیم صاحب کے درجات بلند

فرمائے، چاروں سلسلوں سے نسبت رکھنے والے نہایت پرہیزگار شخصیت کے مالک تھے، ان کی خوبیوں کو مختصر وقت میں بیان نہیں کیا جاسکتا، تمام اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سبھی کو صبر عطا فرمائے اور حضرت کی مغفرت فرما کر جنت النعیم عطا فرمائے، آمین!

عالیجناب محمد احمد صاحب مدظلہ پرنٹ آرٹ دہلی

عالیجناب محمد احمد صاحب مدظلہ العالی پرنٹ آرٹ آزاد مارکیٹ دہلی نے مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی سے فون پر تعزیت کرتے ہوئے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے تو اس روح فرسا اطلاع پر یقین ہی نہیں آیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات اٹل ہوتے ہیں، مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، میں نے اپنی زندگی میں ان جیسے بہت کم لوگوں کو دیکھا ہے، بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین!

عالیجناب الحاج سراج احمد صاحب مدظلہ

فخر قوم عالیجناب الحاج سراج احمد صاحب مدظلہ مالک مصباح اگربتی بنگلور نے اہل خانہ سے تعزیت فرمائی اور آخری دیدار کرتے ہوئے شروع تا آخر موجود رہے، دعائے مغفرت کی اور سبھی کو تسلی وتشفی کے کلمات کہے۔ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ اور عالیجناب الحاج سراج احمد صاحب کی آپس میں بڑی قربت تھی، ہر دینی معاملے میں ایک دوسرے کو یاد رکھتے، ہر خوشی اور غم میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ ہوتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے آپ کو دلی صدمہ پہنچا۔ جناب سراج صاحب ایک دیندار اور ایماندار تاجر ہیں، ہندوستان کے بے شمار مدارس اسلامیہ کے آپ معاون ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں اور محبتوں کو قبول فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے، آمین!

عالیجناب سید اختر پاشا صاحب

عالی جناب سید اختر پاشا صاحب (مالک الحفیظ اسٹیل ماولی بنگلور) نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور جملہ امور میں اپنے تمام بھائیوں کے ہمراہ پیش پیش رہے، حالانکہ دو دن قبل اپنے والد گرامی

عالیجناب الحاج سید افضل پاشا (سکریٹری دارالعلوم محمدیہ) کے سانحہ ارتحال سے اور ہفتہ بھر میں خاندان کی کئی بزرگ شخصیات کے انتقال سے آپ سبھی رنجیدہ وغمزدہ تھے، باوجوداس کے آپ نے ہمارے غم کواپنا غم جانااوراپنے تمام برادران وچچاؤں کے ہمراہ تعزیت کی اورآخرتک ساتھ دیا۔آپ اورآپ کا تمام گھرانہ حضرت حبیب الامتؒ سے قلبی تعلق رکھتاہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور عالیجناب الحاج سید افضل پاشاہ مرحوم کی بال بال مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے، آمین!

عالیجناب نعمت اللہ حمیدی صاحب بنگلور

عالیجناب الحاج نعمت اللہ حمیدی صاحب آڈیٹوریل انچارج روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور کا حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا قلبی تعلق تھا، ہمیشہ مجلس رحیمی ذکر بالجہر میں شرکت فرماتے اور اپنے تمام کام آپ کے مشورہ اور سرپرستی میں انجام دیتے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر جانشین حضرت ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی مدظلہ اور دیگر برادران سے تعزیت کرتے ہوئے آبدیدہ ہوگئے، آپ کے ساتھ برادرِ خورد مولانا ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب حمیدی نے آنے والے تمام مہمانوں کا اکرام کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت وترقی درجات کے لئے دعا کی اور قرآن خوانی کا اہتمام کیا۔

شیخ الانصار عالیجناب ڈاکٹر محمد طیب صاحب وجملہ برادران

شیخ الانصار عالیجناب ڈاکٹر محمد طیب صاحب مدظلہ تابش کلینک چرتھاول مظفرنگر نے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کو بڑا سانحہ قرار دیتے ہوئے سبھی پسماندگان سے تعزیتی کلمات کہے اور دعائے مغفرت فرمائی۔ اسی طرح عالیجناب شمیم احمد صاحب، عالیجناب حکیم محمد شعیب اختر صاحب لدھیانہ، عالیجناب محمد سالم صاحب، عالیجناب محمد کامل صاحب، عالیجناب ڈاکٹر عمار حسین صاحب گیلکسی ہسپتال مظفرنگر، عالیجناب محمد عمیر حسن صاحب ہنی پلانٹر، عالیجناب حافظ قاری محمد محبوب صاحب نے اس غم کے موقع پر جملہ اہل وعیال کو دلاسہ دیتے ہوئے قرآن خوانی اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کا اہتمام کیا۔

عالیجناب سید مزمل صاحب مدظلہ

عالیجناب سید مزمل صاحب مدظلہ جنرل سکریٹری یوتھ کانگریس کرناٹک نے وصال کی خبر ملتے ہی فوراً پہنچ کر حضرت کے صاحبزادگان کو دلاسہ دیا۔آپ کو حضرت حبیب الامتؒ سے بڑی عقیدت محبت تھی، ٹرانسپورٹ اور راستوں میں آنے جانے والوں کی پریشانی نہ ہواس کے لئے انہوں نے بڑا کام انجام دیا، پولیس اور دیگر ضروری انتظامات خود کروایے اور تدفین کے بعد آنے والے مہمانوں کی خدمت انجام دی۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

عالیجناب سید شہاب الدین صاحب مدظلہ

مشہور سماجی کارکن عالیجناب سید شہاب الدین صاحب مدظلہ گنگونڈناہلی بنگلور اطلاع ملتے ہی آگئے اور پوری رات آنے والوں کا اکرام کیا۔ چندرالے آوٹ پولیس اسٹیشن کو مطلع کرکے باہر سے آنے والے حضرات کے لئے بیریکیٹ ہٹوائے، جملہ تمام امور میں پیش پیش رہے۔ حبیب الامتؒ سے آپ کو بڑا لگاؤ اور محبت تھی، اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے، آمین!

✧✧✧

فہرست تعزیت کنندگان

اسمائے گرامی علمائے کرام

- حضرت مولانا قاری شفیق احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی، استاذ دارالعلوم دیوبند
- حضرت مولانا محمد اعظم صاحب قاسمی مدظلہ العالی مبلغ دارالعلوم دیوبند
- حضرت مولانا امام حسین صاحب مدظلہ العالی امام وخطیب مسجد نعمانی شیواجی نگر بنگلور
- حضرت مولانا مفتی محمد ہارون صاحب مدظلہ العالی قاضی شریعت دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور
- حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی مدظلہ العالی دارالعلوم وقف دیوبند
- حضرت مولانا قاری محمد آفتاب صاحب قاسمی مدظلہ العالی استاد دارالعلوم دیوبند
- مفسر قرآن حضرت مولانا محمود الحسن صاحب مدظلہ العالی بنگلور
- حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب لطیفی مدظلہ العالی بنگلور
- حضرت مولانا محمد شاہد صاحب قاسمی مدظلہ خادم خاص حضرت مولانا محمد سالم قاسمی نور اللہ مرقدہ
- حضرت قاری محمد فرقان صاحب مدظلہ مغل مجرا سہارن پور
- حضرت مولانا محمد عالم صاحب مدظلہ قاضی مسجد سٹی مارکیٹ بنگلور
- حضرت مولانا قاری شاہد حسینی صاحب مدظلہ مظفر نگر
- حضرت مولانا قاری محمد فرقان صاحب اسعدی مدظلہ چرتھاول خلیفہ ومجاز حضرت فدائے ملتؒ
- حضرت مولانا مفتی اسلم صاحب مصباحی مدظلہ العالی قاضی شریعہ جامعہ حضرت بلال بنگلور
- حضرت مولانا مفتی اسلم صاحب قاسمی مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ غیث الہدیٰ بنگلور
- حضرت مولانا شبیر احمد صاحب ندوی مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ اصلاح البنات بنگلور

- حضرت مولانا قاری ہدایت اللہ صاحب رشادی مدظلہ العالی مہتمم امام وخطیب مسجد قریشیان بنگلور
- حضرت مولانا نظر الحفیظ صاحب ندوی استاذ ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
- حضرت مولانا اکرام الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی امام وخطیب مسجد رحیمیہ بنگلور
- حضرت مولانا افسر صاحب قاسمی بجنوری شیواجی بنگلور
- حضرت مولانا حکیم محمد اقبال صاحب قاسمی پونے مہاراسٹر
- حضرت مولانا جعفر حیاتی صاحب مدظلہ العالی بنگلور
- حضرت مولانا سید راحت حسن صاحب ہاشمی مدظلہ پالم وہار گڑگاؤں
- حضرت مولانا جاوید صاحب قاسمی مدظلہ سکریٹری جمعیۃ علماء دہلی
- حضرت مولانا ذکاء اللہ صاحب مدظلہ العالی لکھیم پور کھیری
- حضرت مولانا محمد کلیم صاحب قاسمی مدظلہ مدنی
- حضرت قاری محمد محبوب صاحب رحمانی مدظلہ کلکتہ
- حضرت مولانا عبدالواحد صاحب قاسمی رحمانی مدظلہ العالی ایڈیٹر روزنامہ راسٹریہ سہارا کلکتہ
- حضرت مولانا مفتی محمد عبدالغفار صاحب قاسمی مدظلہ العالی بنگلور
- حضرت الحاج حافظ محمد اکرام صاحب مدظلہ المعروف باباجی بنگلور
- قاری مفیض الدین صاحب قدوسی مدظلہ العالی مدرسہ دارالعلوم دعوتِ اسلامیہ یوسفیہ پلسہ بہار
- حضرت مولانا ایوب صاحب مدظلہ العالی بڑوت یوپی
- حضرت مولانا مفتی فاروق صاحب قاسمی زید مجدہم گوری پالیہ بنگلور
- حضرت مولانا شمیم صاحب قاسمی مدظلہ امام وخطیب مسجد بلال شانتی نگر بنگلور
- حضرت مولانا عبدالطیف صاحب قاسمی مدظلہ العالی راجہ جی نگر بنگلور
- حضرت الحاج حافظ محمد حسین عالم صاحب مدظلہ تالڑہ جانسٹھ مظفر نگر
- حضرت مولانا جان محمد صاحب قاسمی مدظلہ جانسٹھ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ندوی مدظلہ جانسٹھ

- حضرت مولانا سید حبیب الرحمٰن صاحب ندوی مدظلہ منصور پور
- حضرت الحاج فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ جامعہ فیض ستاریہ عبدالرحیم نانکہ چھٹمل پور
- حضرت قاری محمد خالد صاحب مدظلہ العالی مسجد حوض والی مظفرنگر خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی محمد رضوان رشید صاحب قاسمی مدظلہ العالی بانی ومہتمم جامعہ رشیدیہ سنگاپور
- حضرت قاری نورالوحید صاحب مدظلہ استاذ مصباح التوحید چک بیٹھلی بنگلور
- حضرت مولانا چاند حسینی صاحب مدظلہ العالی مہاراشٹرا
- حضرت مولانا قاری عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کھتولی مظفرنگر
- حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی مدظلہ العالی استاذِ حدیث شاہی مرادآباد
- حضرت مولانا عبدالقادر شمس صاحبؒ قاسمی مدظلہ العالی معاون ایڈیٹر راشٹریہ سہارا دہلی
- حضرت مولانا نثار احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی
- حضرت مولانا قاری عنایت اللہ صاحب قاسمی مدظلہ مہتمم مدرسہ روح العلوم میرٹھ
- حضرت مولانا فہیم الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی مدرسہ عربیہ ہدایت العلوم انعام وہار دہلی
- حضرت مولانا مفتی عمر فاروق صاحب قاسمی مدظلہ العالی پادرائن پورہ بنگلور
- قاری امیر اعظم صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم مظفرنگر
- حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی گردھلی بنگلور
- حضرت مولانا حکیم محمد نورالدین صاحب قاسمی مدظلہ مصطفیٰ آباد دہلی
- حضرت مولانا شکیل احمد صاحب مدظلہ مفتاحی بھیسانوی مدرسہ عربیہ باب الرحمۃ بلندشہر یوپی
- حضرت مولانا زبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی ممبئی
- مولانا عطاء الرحمٰن صاحب قاسمی چھٹمل پور سہارنپور
- حضرت مولانا عارف اللہ صاحب مدظلہ العالی بنگلور
- حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب رشادی مدظلہ العالی صدر جمعیۃ علماء ویسٹ بنگلور
- حضرت مولانا محمد سفیان فلاحی صاحب سہارنپور چیف ایڈیٹر سہ ماہی فلاحِ انسانیت سہارنپور

- حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ جامعات الصالحات پونہ مہاراشٹر
- حضرت مولانا انور صمدانی صاحب مدظلہ العالی مالک نیشنل بک ڈپو امروہہ یوپی
- حضرت حافظ محمد سلمان صاحب مدظلہ فتح پور بھادو چھٹمل پور سہارنپور
- حضرت مولانا قاری محمد خالد صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ جامعہ اسلامیہ فتح پور بھادو چھٹمل پور
- حضرت مولانا لقمان صاحب قاسمی مدظلہ مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن جانسٹھ مظفرنگر
- حضرت مفتی عبداللطیف صاحب کاشفی مدظلہ العالی خطیب مکہ مسجد احمد نگر لائر پالیہ بنگلور
- حضرت مولانا یونس صاحب قاسمی مدظلہ نیپالی لائر پالیہ بنگلور
- حضرت مولانا کاتب سعید احمد صاحب مدظلہ ابن مولانا عبدالسمیع صاحب ندویؒ
- حضرت مولانا مفتی رفیق احمد صاحب قاسمی رشادی مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ مشکوٰۃ العلوم بنگلور
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب قاسمی صاحب مدظلہ العالی استاذ مدرسہ مشکوٰۃ العلوم بنگلور
- حضرت قاری سلیم صاحب مدظلہ العالی جمعیۃ علمائے ہند دیوبند
- حضرت حکیم حافظ چاند حسینی صاحب مدظلہ العالی بیڑ مہاراشٹرا
- حضرت مولانا حنیف افسر عزیزی صاحب مدظلہ العالی امام وخطیب مسجد بیوپاریان شیواجی نگر
- حضرت مولانا خورشید صاحب مدظلہ العالی پھولپور یوپی
- حضرت مولانا مفتی محمد اسامہ صاحب ندوی مدظلہ العالی منصور پور مظفرنگر
- حضرت مولانا مفتی محمد سہیل صاحب قاسمی مدظلہ العالی نگلا رائے چرتھاول مظفرنگر
- حضرت مولانا سید عبدالرحیم سعید صاحب رشادی مدظلہ العالی دارالعلوم سعیدیہ بنگلور
- حضرت حافظ قاری مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم محمودیہ متھانہ سہارنپور
- حضرت حافظ قاری محمد الیاس صاحب مدظلہ العالی سنبھل ہیڑا مظفرنگر
- حضرت حافظ قاری محمد ارشاد صاحب مدظلہ العالی مظفرنگر
- حضرت مولانا محمد دلشاد صاحب قاسمی مدظلہ مالک حنفی کتب خانہ بنگلور
- حضرت مولانا محمد یوسف بیگ صاحب ندوی قاسمی مدظلہ العالی مہتمم تزکیۃ البنات بنگلور

- حضرت مولانا سمیر بیگ صاحب ندوی مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ عربیہ خیر العلوم بنگلور
- حضرت حافظ ابراہیم نفیس صاحب مدظلہ العالی ایڈیٹر اونچی آواز بنگلور
- حضرت قاری شہباز خان صاحب مدظلہ العالی بنگلور
- حضرت حافظ ڈاکٹر محمد ساجد صاحب مدظلہ مدرسہ فیض خالد جانسٹھ ضلع مظفرنگر
- حضرت قاری محمد سلیم صاحب مدظلہ العالی مظفرنگر یوپی
- حضرت الحاج سید بہزاد صاحب مدظلہ العالی رامپور یوپی (خلیفہ ومجاز حضرت اجان گنگوہیؒ)
- حضرت مولانا مفتی انوار خان صاحب بستوی مدظلہ العالی انڈو عرب ملٹی لنگول پرائیوٹ لمیٹیڈ دیوبند
- حضرت مولانا محمد ازہد صاحب قاسمی زید مجدہم بستی یوپی
- حضرت مولانا محمد عرفان صاحب قاسمی مدظلہ مہتمم ادارہ جامعۃ الفلاح گاگلہیڑی سہارنپور
- حضرت مولانا عبداللہ صاحب مدظلہ نگراں مکاتب اسلامیہ عربیہ گوکاک بلگام
- حضرت مولانا مفتی عابد حسین صاحب مدظلہ العالی بہار
- حافظ محمد یاسین خان صاحب حبانی زید مجدہم امام مسجد ہدیٰ آزادنگر والمیکی نگر بنگلور
- حافظ قاری سفیان صاحب فلاحی زید مجدہم مارکیٹنگ شاپ ایڈواٹائزنگ ایجنسی سہارنپور
- مولانا محمد ذیشان صاحب قاسمی زید مجدہم کیرانہ
- مولانا محمد یونس صاحب قاسمی زید مجدہم ہردوئی
- مولانا محمد شفیع اللہ صاحب حبانی زید مجدہم
- قاری محمد اعجاز صاحب قاسمی زید مجدہم
- مولانا محمد فہیم صاحب قاسمی زید مجدہم ارریہ بہار
- مولانا محمد قمر صاحب قاسمی زید مجدہم بہار
- مولانا محمد گلفام صاحب قاسمی زید مجدہم گووا
- مولانا محمد سلمان صاحب قاسمی ناظم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن جانسٹھ
- حافظ محمد نعیم صاحب زید مجدہم جانسٹھ مظفرنگر

- مولانا فہیم احمد قاسمی زید مجدہم سرسی سیتامڑی بہار
- حضرت مولانا عبدالستار شریف صاحب شاہی قاسمی مدظلہ خطیب مسجد عائشہ نیل سندرہ بنگلور
- مولانا محمد ازہد صاحب قاسمی مدظلہ بستی
- مولانا مفتی عبدالقادر صاحب مدظلہ العالی استاذ مدرسہ خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر
- مولانا محمد گلزار صاحب قاسمی مدظلہ امام وخطیب المصباح مسجد آلٹو دابولیم واسکو گوا
- حافظ محمد نواب الدین صاحب واچ میکر جانسٹھ ضلع مظفرنگر
- مولانا محمد ظہیر الدین صاحب قادری مہتمم مدرسہ امامِ اعظم ابوحنیفہ لائر پالیہ
- حافظ محمد مصطفیٰ صاحب کھالاپار مظفرنگر
- قاری محمد افتخار حسین صاحب امام وخطیب مسجد انسؓ مظفرنگر
- مولانا وحید الزماں قاسمی لندن انگلینڈ
- مولانا ابوالکلام صاحب قاسمی مدظلہ لندن
- مولوی عبدالستار صاحب زید مجدہم قاسمی مظفرنگر
- عالیجناب حافظ محمد صادق صاحب زید مجدہم سعودی عرب
- حافظ رشید احمد صاحب استاذ عربی مدرسہ البقاء مظفرنگر
- مولانا محمد تنظیم صاحب زید مجدہم مبلغ دارالعلوم محمدیہ بنگلور
- مولوی مرغوب الرحمٰن صاحب جہانگیر پور
- جناب مولوی سید احمد صاحب ذمہ دار تبلیغی جماعت لائر پالیہ بنگلور
- مولانا محمد اسحاق صاحب حبانی رشادی لائر پالیہ بنگلور

اسمائے گرامی دانشورانِ عظام

- عالیجناب الحاج ڈاکٹر رفیع الدین صاحب مدظلہ پرنامبٹ تمل ناڈو
- عالیجناب الحاج جمیل احمد صاحب ملنسار مدظلہ ملی کونسل بنگلور
- عالیجناب الحاج سید الیاس صاحب مدظلہ کورمنگلا

- عالیجناب الحاج سید یٰسین صاحب مدظلہ کورمنگلا
- عالیجناب الحاج نورالامین صاحب مدظلہ بلڈر کورمنگلا
- عالیجناب اسجد نواز صاحب مدظلہ ایڈیٹر روزنامہ سالار بنگلور
- عالیجناب الحاج عبدالقدوس صاحب مالک گلوبل پبلک اسکول بابوجی نگر بنگلور
- عالیجناب الحاج سید محمد جعفر صاحب مدظلہ گلوبل پبلک اسکول بابوجی نگر بنگلور
- عالیجناب محمد احمد صاحب مدظلہ پرنٹ آرٹ آزاد مارکیٹ دہلی
- عالیجناب الحاج اقبال احمد صاحب مدظلہ آر کے ٹیلرس فراش خانہ دہلی
- عالیجناب الحاج انجینئر ساجد سعید خان صاحب مدظلہ ای ٹی اے اسٹار کمپنی بنگلور
- عالیجناب الحاج محمد عارف محی الدین سعادہ صاحب مدظلہ مالک بفسن شوروم جے نگر بنگلور
- عالیجناب الحاج ڈاکٹر ممتاز خان صاحب چیرمین الامین سوسائٹی بنگلور
- عالیجناب ایڈیوکیٹ الحاج فیصل صاحب گوہاٹی آسام
- عالیجناب محمد تبارک اللہ خان صاحب زید مجدہم بنگلور
- عالیجناب محمد مبارک اللہ خان صاحب زید مجدہم بنگلور
- عالیجناب محمد سعادت اللہ خان صاحب زید مجدہم بنگلور
- عالیجناب محمد ہدایت اللہ خان صاحب زید مجدہم بنگلور
- عالیجناب محمد شجاعت اللہ خان صاحب زید مجدہم بنگلور
- عالیجناب محمد اسلم صاحب زید مجدہم بنگلور (داماد رشید حضرت)
- عالیجناب الحاج ضمیر احمد صاحب مدظلہ مالک کریم ہوٹل مظفرنگر
- عالیجناب ایڈوکیٹ الحاج امیر احمد صاحب مدظلہ مالک کریم ہوٹل مظفرنگر
- عالیجناب الحاج انجینئر شفیق صاحب مدظلہ چندرالے آؤٹ بنگلور
- عالیجناب الحاج انجینئر لئیق صاحب لائر پالیہ بنگلور

ڈزائن میٹرکس آر کے ٹیکس انٹیریئر ڈزائنرس اینڈ پروجیکٹ کنسلٹنٹس بنگلور

- عالیجناب الحاج محمد ضیاء اللہ صاحب مدظلہ اندرانگر بنگلور

اختلاف رائے اپنی جگہ لیکن ملت کی تئیں نام ونمود کے لئے اختلاف منافقت ہے

- عالیجناب الحاج عنایت اللہ شریف صاحب مدظلہ مالک پاپولر مٹن مرچنٹ بنگلور
- عالیجناب ڈاکٹر منصور علی خان صاحب مدظلہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ بنگلور
- عالیجناب بھیم سین گڈی صاحب سابق کمیشنر آر ٹی او بنگلور
- عالیجناب تیواری صاحب مالک سنگم کیریئر ٹرانسپورٹ خلاصی پالیم بنگلور
- عالیجناب الحاج شیخ نذیر احمد صاحب مدظلہ سکریٹری نیو ملینیئم اسکول بنگلور
- عالیجناب الحاج عبدالرحمٰن عرف بابو بھائی مدظلہ رکن دارالعلوم محمدیہ بنگلور
- عالیجناب الحاج اسلم پاشا صاحب مدظلہ نائب صدر دارالعلوم محمدیہ بنگلور
- عالیجناب منیر احمد جامی صاحب مدظلہ ادبی ایڈیٹر روزنامہ سیاست بنگلور
- عالیجناب الحاج ضیاء الدین خان صاحب مدظلہ صاحبزادہ مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ہردوئی
- عالیجناب ڈاکٹر منصور احمد صدیقی صاحب مدظلہ ایم ڈی نیشنل یونانی ریسرچ سینٹر بنگلور
- عالیجناب ندیم احمد صدیقی صاحب مدظلہ یونانی ریسرچ سینٹر بنگلور
- عالیجناب عبدالحمید خان صاحب مدظلہ نائب امام مسجد قباء خلاصی پالیہ بنگلور
- عالیجناب الحاج نثار احمد صاحب مدظلہ آر ٹی او انسپکٹر بنگلور
- عالیجناب الحاج سید شرف الدین صاحب اشرفی مدظلہ سینئر صحافی بنگلور
- عالیجناب الحاج عبدالخالق صاحب مدظلہ چیف رپورٹر روزنامہ پاسبان بنگلور
- عالیجناب صدیق آلدوری صاحب مدظلہ رپورٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور
- عالیجناب الحاج ممتیاز احمد صاحب مدظلہ ساؤتھ کھالا پار مظفرنگر
- عالیجناب محمد آصف صاحب زید مجدہم مظفرنگری دمام سعودی عرب
- عالیجناب الحاج محمد نوشاد صاحب مدظلہ کار ڈیلر ملیشیا
- عالیجناب محمد فیضان صاحب عطار مدظلہ مالک دہلی کیرانہ ہاؤس دہلی
- عالیجناب الحاج محمد مزمل صاحب عرف بابو بھائی مدظلہ خازن بی جے پی پارٹی بنگلور
- عالیجناب عبدالحمید صاحب مدظلہ متولی یتیم خانہ کیرلا
- عالیجناب لیاقت صاحب مدظلہ انجینئر الٹرا سیمنٹ کمپنی بنگلور

نام وری کے لئے اجتماعی رائے کی مخالفت کرنے والا شخص پکا منافق ہے

- عالیجناب الحاج محمد نوشاد صاحب مدظلہ ڈیلر اسکراپ میٹریل دہلی
- عالیجناب الحاج عبدالجبار صاحب مدظلہ امیر جماعت کرناٹکا لے آؤٹ بنگلور
- عالیجناب الحاج سیف اللہ نعیم صاحب مدظلہ سماجی کارکن بنگلور
- عالیجناب الحاج عادل شریف صاحب مدظلہ گلوبل انجینئرنگ بنگلور
- عالیجناب الحاج تنویرذکی صاحب مدظلہ مقیم سعودی عربیہ
- عالیجناب الحاج ریاض احمد صاحب مدظلہ نزد مسجد مزمل ناگوارا بنگلور
- عالیجناب الحاج سید اقبال صاحب کراٹے مدظلہ خلاصی پالیم بنگلور
- عالیجناب الحاج ڈاکٹر نجیب احمد صاحب مدظلہ لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب الحاج عنایت شریف صاحب مدظلہ فاسٹ بائک لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب محمد جوہر صاحب زید مجدہم ٹمبر مرچنٹ لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب محمد یوسف جاسم سادات صاحب زید مجدہم لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب رحمت اللہ صاحب زید مجدہم رائیل ہیون ڈرائی فروٹ لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب الحاج ادریس خان صاحب مدظلہ صدر رج ایسوسی ایشن دہلی
- عالیجناب الحاج محمد جاوید خان صاحب مدظلہ رکن اسلامک سینٹر دہلی
- عالیجناب الحاج عاصم اقبال صاحب مدظلہ مالک روپا سوپ ورکس دہلی
- عالیجناب الحاج محمد اقبال صاحب چرتھاولی زید مجدہم مقیم مدینہ منورہ
- عالیجناب محمد ادریس صاحب زید مجدہم سفل ٹراولس اینڈ سفل انٹر پرائیسس لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب الحاج محمد نوید صاحب عطار مدظلہ اے بی جنرل اسٹور ایوینیو روڈ بنگلور
- عالیجناب محمد سفیان صاحب زید مجدہم اخبارِ مشرق ومارکیٹنگ ہیڈ ملت ٹائمز دہلی
- عالیجناب الحاج محمد عثمان غنی صاحب، مالک ایشیا سوٹ کیس حضرت نظام الدین دہلی
- عالیجناب الحاج سید وسیم صاحب، مالک بلال بیکری شیواجی نگر بنگلور
- عالیجناب الحاج ماسٹر منشی نعمت اللہ صاحب مدظلہ العالی
- عالیجناب سید جاوید صاحب علی گڈھ (بھانجے بحر العلوم حضرت مولانا حکیم نھومیاں صاحب گنگوہیؒ)

- عالیجناب محمد نعمان خالد صاحب ایڈیوکیٹ جانسٹھ مظفرنگر
- عالیجناب الحاج رئیس اعظم خان صاحب پٹواری جانسٹھ مظفرنگر
- عالیجناب ڈاکٹر جاوید خان صاحب ریاض سعودی عرب
- عالیجناب ایڈوکیٹ نسیم پاشاہ صاحب نیشنل پبلک اسکول جانسٹھ
- عالیجناب ڈاکٹر محمد لقمان صاحب جانسٹھ مظفرنگر
- عالیجناب کونٹریکٹر محمد ساجد صاحب انصاری جانسٹھ مظفرنگر
- عالیجناب انیس احمد صاحب زید مجدہم مالک ایم اے انٹرپرائیز زنیوگر دہلی بنگلور
- عالیجناب شہزادہ خان المعروف منا بھائی لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب المعروف ٹیپو شاہ گنج دہلی
- عالیجناب ڈاکٹر سمراٹھ عرف ارشاد علی صاحب مدظلہ سمراٹھ کلینک مظفرنگر
- عالیجناب فرید احمد صاحب انصاری مدظلہ کانٹریکٹر مظفرنگر
- عالیجناب ڈاکٹر مرسلین صاحب مدظلہ سدھارت نرسنگ ہوم مظفرنگر
- عالیجناب چودھری ضرار حسین صاحب مدظلہ ایس ایس پی آفس مظفرنگر
- عالیجناب ڈاکٹر حافظ نور علی صاحب مدظلہ ایم ڈی احمد ہاسپٹل انصاری روڈ مظفرنگر
- عالیجناب ڈاکٹر شاہ عالم صاحب مدظلہ بی ڈی ایس ڈینٹل سرجن مظفرنگر
- عالیجناب ڈاکٹر نوشاد صاحب مدظلہ ہنڈ ڈائیگ نوسٹک سینٹر انصاری روڈ مظفرنگر
- عالیجناب ڈاکٹر توحید صاحب مدظلہ ہنڈ ڈائیگ نوسٹک سینٹر انصاری روڈ مظفرنگر
- عالیجناب ڈاکٹر زاہد صاحب ہنڈ ڈائیگ نوسٹک سینٹر انصاری روڈ مظفرنگر
- شیخ الانصار عالیجناب حکیم محمد شعیب صاحب مدظلہ لدھیانہ پنجاب
- عالیجناب الحاج فتح دین صاحب مدظلہ چیرمین نگر پنچایت چرتھاول
- عالیجناب سعدین صاحب انصاری مدظلہ پردھان چرتھاول
- عالیجناب الحاج محمد شکیل صاحب مدظلہ گولڈن ٹینٹ ہاؤس چرتھاول
- عالیجناب ڈاکٹر محمد مصطفیٰ صاحب مدظلہ لوک تنتر سینانی چرتھاول

- عالیجناب سلیم المعروف کلو صاحب مدظلہ سابق پردھان چرتھاول
- عالیجناب ایوب صاحب انصاری مدظلہ سماج سیوک چرتھاول
- عالیجناب الحاج اقبال صاحب مدظلہ چرتھاول
- عالیجناب جمیل الدین صاحب مدظلہ پردھان چرتھاول
- عالیجناب ممبر عمران صاحب مدظلہ چرتھاول
- عالیجناب محمد نعیم رضا صاحب زیدمجدہم باغونوالی
- عالیجناب مشکور رضا صاحب زیدمجدہم باغونوالی
- عالیجناب شاہ رخ رضا صاحب زیدمجدہم باغونوالی
- عالیجناب محمد رئیس رضا صاحب زیدمجدہم باغونوالی
- عالیجناب انیس درانی صاحب مدظلہ پرنسپل زوبی پبلک اسکول فراش خانہ دہلی
- عالیجناب شعیب رضا صاحب زیدمجدہم ای ٹی وی اردو دہلی
- عالیجناب الحاج محمد اقبال صاحب مدظلہ مدنی ٹور اینڈ ٹراولس مدینہ منورہ
- عالیجناب محمد عمران صاحب مدظلہ بھمباڑوی سعودی عرب
- عالیجناب محمد آصف صاحب زیدمجدہم لندن
- عالیجناب ارشد مرزا صاحب زیدمجدہم مالک مرزا ٹیلر دیوبند
- عالیجناب شاداب رضا صاحب مدظلہ سعودی عرب
- عالیجناب محمد تصور رضا صاحب زیدمجدہم باغونوالی
- عالیجناب عظمت علی بھوکرہیڑی مظفرنگر
- عالیجناب الحاج سید کلیم اللہ خان صاحب تاج پرنٹرس شیواجی نگر بنگلور
- عالیجناب الحاج محمد محبّ صاحب مالک نیشنل پرنٹرس بنگلور
- عالیجناب سید سردار صاحب صدر صدائے اتحاد بنگلور
- عالیجناب ڈاکٹر شاہنواز صاحب دہلی
- عالیجناب محمد اسلام الدین صاحب دہلی

- عالیجناب الحاج محمد مشرف صاحب مظفرنگر
- عالیجناب الحاج موسیٰ منور صاحب لکھنؤ یوپی
- عالیجناب محمد شاہ نور صاحب گردھلی بنگلور
- عالیجناب الحاج تبریز صاحب بورویل والے بنگلور
- عالیجناب حافظ محمد ارشاد صاحب زیدمجدہم موانہ مقیم دہلی
- عالیجناب الحاج انوار صاحب دہلی
- عالیجناب اقبال عاصم صاحب مالک روپا سوپ دہلی
- حضرت مولانا سالم انظر صاحب قاسمی مدظلہ العالی داونگیرے
- عالیجناب محمد حسین صاحب زیدمجدہم
- عالیجناب محمد ثوبان زید حسین صاحب
- عالیجناب ڈاکٹر ایم اے رشید صاحب زیدمجدہم
- عالیجناب حافظ محمد فرحان صاحب زیدمجدہم
- عالیجناب مسعود فیصل صاحب
- عالیجناب ناصر خان صاحب
- عالیجناب سید شفیع اللہ صاحب زیدمجدہم
- عالیجناب الطاف الرحمٰن صاحب زیدمجدہم ہوس پٹ
- عالیجناب افضل خان صاحب
- عالیجناب محمد مزمل صاحب
- عالیجناب عبید اللہ صاحب باگام
- عالیجناب کاشف اقبال صاحب بنگلور
- عالیجناب محمد ضیاء الدین صاحب
- عالیجناب حافظ علی حسن صاحب زیدمجدہم دہلی
- عالیجناب امیر احمد صاحب زیدمجدہم ٹھیکیدار مظفرنگر

- عالیجناب الحاج ذوالفقار احمد صاحب زید مجد ہم کھالا پار قدوائی نگر مظفر نگر
- عالیجناب کونٹریکٹر محمد خالد صاحب زید مجد ہم سرائے مظفر نگر
- عالیجناب ماسٹر محمد ارشاد صاحب زید مجد ہم لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب ماسٹر محمد نظام صاحب زید مجد ہم لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب محمد سلمان صاحب زید مجد ہم روشن نگر بنگلور
- عالیجناب الشاہ ریاض خان صاحب ڈسکو ساؤنٹ سسٹم لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب الشاہ فیاض خان صاحب ڈسکو ساؤنٹ سسٹم لائر پالیہ بنگلور
- عالیجناب الحاج اصغر قریشی عرف دادا بھائی صاحب مدظلہ لائر پالیہ بنگلور

ہم شکر گزار ہیں

درجِ بالا اسمائے گرامی ان خواص حضرات علمائے کرام وعمائدین عظام کے ہیں جنہوں نے یا تو بنفس نفیس تشریف لا کر نمازِ جنازہ وتدفین میں شرکت کی اور تعزیت فرمائی، یا جولاک ڈاؤن کی وجہ سے کوشش کے باوجود پہنچ نہ سکے اور فون وہاٹس ایپ یا ای میل کے ذریعہ ہمارے اس غم میں شریک رہے اور ہمیں دِلاسہ دیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

بہت سارے احباب، شرکائے کرام اور حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین ومتوسلین اور مریدین کے نام ضبط تحریر نہ ہونے کی وجہ سے شامل اشاعت نہ ہوسکے، چونکہ یہ ممکن بھی نہیں تھا، جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ نیز ان سبھی افراد واحباب کے ہم فرداً فرداً شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس غم میں ہماری دلجوئی فرمائی اور دلاسہ دیا، حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا، اللہ تعالیٰ آپ تمام حضرات کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور یومِ آخرت اس کا اجر جزیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین! ✧

چند تعزیتی نشستیں

جس انداز میں والد محترم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ رب کے حضور حاضر ہوئے وہ باعثِ رشک ہے

بنگلور۔ (ایس این بی) امت پر یہ کیسا وقت آن پڑا ہے کہ ایک ایک کر کے ایسی شخصیات ہم سے بچھڑتی جارہی ہیں کہ جن سے مل کر زندگی کا عرفان نصیب ہوتا تھا، کردار ان کو دیکھ کر اپنے گیسو سنوارتا ہے، تقویٰ ان کی زندگی کے ذریعہ انسانوں کو اپنی پہچان کراتا ہے۔ ہم قحط الرجال کے مارے ہوئے ہیں کہ عہد حاضر کے یہ چند نفوس بھی ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو رہے ہیں جن کے توسط سے برکتیں نازل اور دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی کی رحلت کی خبر جس نے بھی سنی، اس پر سکتہ طاری ہوگیا۔ اللہ رب العزت نے ان سے کم وقت میں بڑا کام لیا۔ ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے متوسلین کی طرف سے تعزیتی پیغامات کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

رحیمی شفاخانہ میں تعزیتی نشست کے دوران گفتگو کرتے ہوئے حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی مدظلہ العالی نے کہا کہ ''اللہ کی امانت تھی، جسے اس نے لے لی، آج ہم یتیم ہوگئے لیکن جس انداز میں وہ رب کے حضور حاضر ہوئے وہ ہم تمام کے لئے باعث رشک ہے۔ انہوں نے بتایا کہ دارالعلوم محمدیہ کے سکریٹری سید محمد افضل پاشا صاحب جن کا ایک دن قبل انتقال ہوا تھا، انہوں نے ایک دن پہلے فون کر کے والد مرحوم سے خواب کی تعبیر دریافت فرمائی۔ خواب میں دیکھا کہ ''کوئی عظیم الشان مسجد ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہیں، کافی بڑا مجمع

ہے۔اندر مجھے جگہ نہیں ملی اور میں باہری حصہ میں ہی بیٹھ گیا ہوں، جہاں سے حضور ﷺ کے چہرہ انور کو صاف دیکھ رہا ہوں، اسی دوران حضرت حبیب الامت آئے اور راستہ بناتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچے، اور رسول اللہ ﷺ کو چومنے لگے‘‘۔ جواب میں والد صاحب مرحوم نے ان سے کہا کہ بہت مبارک خواب ہے۔ہم لوگوں نے بھی استفسار کیا تو مسلسل یہی کہتے رہے کہ بہت ہی مبارک خواب ہے۔ڈاکٹر فاروق اعظم حبان بتاتے ہیں کہ گزشتہ چند دنوں سے ہم آپ ؒ میں کافی تبدیلیاں محسوس کر رہے تھے، وہ صرف فکر آخرت، شریعت اور دینی امور پر ہی بات کرتے تھے۔

وصال سے دو دن قبل برادر عزیز کو اپنے پاس بٹھایا، ڈائری منگوا کر اس میں درج حساب و کتاب کی تفصیل سنی اور بتایا کہ میرے ذمہ کسی کا کوئی قرض نہیں ہے۔جس دن وصال ہوا اس دن گھر کی مستورات اور تمام بچوں کو جمع کر کے احکام شریعت پر عمل پیرا رہنے کی تلقین فرمائی، حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد پر روشنی کا خاص خیال رکھنے کا حکم فرمایا، ترکہ میں سے بہنوں کو کیا کیا پیش کرنا ہے اس کی وصیت فرمائی۔اور مجھے حکم دیا کہ شفاخانہ کی رقم سے مدرسہ میں دس لاکھ روپے پیش کر دینا۔حالانکہ حضرت حبیب الامت ؒ نے مدرسہ کے قیام کے روز اول سے جو تنخواہ لی تھی، اس کا پورا حساب نکلوایا تھا اور کئی سال پہلے ہی مدرسہ میں وہ پوری رقم جمع کرادی تھی۔

حضرت ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی بتاتے ہیں کہ والد صاحب نے اور بھی بہت ساری باتیں کیں، آخر وقت سانس میں دشواری ہو رہی تھی، ایک سے زائد بار فی امان اللہ، فی امان اللہ کہا، کلمہ شہادت پڑھا، ہم تمام نے اصرار کیا کہ آپ کو سانس میں تکلیف بڑھتی جا رہی ہے اسپتال لے چلیں لیکن انہوں نے اشارہ سے منع فرمادیا اور اس طرح ہماری نگاہوں کے سامنے وہ رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہ بتاتے ہوئے ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔اللہ تعالیٰ حضرت حبیب الامت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین!

(رپورٹ: نعمت اللہ حمیدی: ایڈیٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور)

✧✧✧

حضرت مولانا حبان رحیمی نور اللہ مرقدہٗ کا تاریخی کارنامہ

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ کا حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے بروز بدھ رات پونے بارہ بجے انتقال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت ؒ باسٹھ برس کے تھے، ان کے پسماندگان میں ڈاکٹر محمد فاروق اعظم اور حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی، الحاج حکیم محمد عدنان حبان، اسی طرح تین صاحبزادیاں ہیں۔حضرت کی نماز جنازہ ابھی دس گیارہ بجے دارالعلوم محمدیہ میں ادا کی جانے والی ہے، حضرت حبیب الامت ؒ نے سیرت طیبہ، فقہ اور طب جیسے کئی موضوعات پر کتابیں تالیف فرمائیں، خوابوں کی تعبیر اور مفتاح الصلوۃ جیسی کتب ان کی مقبولِ عام ہیں۔حضرت حبیب الامت ؒ اتر پردیش ضلع مظفر نگر قصبہ چرتھاول کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کی ابتدائی تعلیم مدرسہ خادم العلوم قصبہ باغونوالی میں ہوئی۔بعدازاں وہ دینی درسگاہ جامعہ اشرف العلوم گنگوہ پہنچے جہاں انہوں نے تعلیم مکمل کی، مرحوم نے شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ وسیم احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور استاذ الاساتذہ حضرت قاری محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا تھا اور طبی نبوی میں حکیم عبدالرشید محمود عرف ننھومیاں سے استفادہ کیا۔یہ دونوں حضرات مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خاندان سے تھے، مولانا ادریس حبان کا جو ناقابل فراموش تاریخی کارنامہ ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے فن طب اور حکمت کو نئے سانچے میں ڈھالا ہے۔مرحوم نے دیسی دوائیں، دیسی نسخے، عروق و معجون تیار کرانے کے لئے نئی مشنری کو استعمال کیا، ایکسپورٹ کا ایک بڑا کام اسی لائن سے ہے، آپ نے پورے ملک میں اپنی دوائیں پھیلائیں، انہوں نے قدیم طب کو نئے کالم میں ڈھالا اور اس عظیم اور شریف فن کی تجدید فرمائی، مولانا رحیمی حبان نے چالیس سال پہلے رحیمی شفا خانہ کی بنیاد ڈالی تھی، اسی دوران آپ نے دارالعلوم محمدیہ کی بنیاد رکھی، آپ کی زیر نگرانی ۱۹۹۸ء کو نقوش ہند کے نام سے ماہنامہ کا اجراعمل میں آیا جس کا نام بعد میں نقوش عالم کر دیا گیا، یہ طبی ماہنامہ آج بھی بحمد اللہ تعالیٰ جاری وساری ہے۔

(رپورٹر: بلال بجنوری)

✧✧✧

یہ عام الحزن نہیں عام الاحزان ہے

ڈاکٹر مولانا شمیم سالک صاحب مظاہری

جس طرح سے آئے دن ہمارے درمیان سے علمائے کرام کے وصال کی خبریں آرہی ہیں، اسے دیکھتے ہوئے بجاطور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ عام الحزن نہیں عام الاحزان ہے۔قربِ قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علمائے کرام دنیا سے اٹھتے چلے جائیں گے۔ابھی ہمارے شہر کے معروف عالم دین ماہر نباض حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی صاحب بھی داغِ مفارقت دے گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون،اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔

الہلال ٹرسٹ کے صدر حضرت مولانا ڈاکٹر شمیم سالک صاحب نے رحلت پر اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ کورونا لاک ڈاؤن کے دوران کئی عظیم ہستیاں اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ پوری ملت اسلامیہ سسک رہی ہے۔ یکے بعد دیگرے علمائے کرام کی رحلت سے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ گویا باب العلم بند ہوتا جارہا ہے۔ ہرطرف مایوسی اور افراتفری کا عالم ہے ایسے میں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور اللہ کی طرف رجوع ہوں، اس کے سامنے گڑگڑائیں تاکہ ہم اس ابتلا و آزمائش کے بادل سے نکل سکیں۔ڈاکٹر شمیم سالک صاحب نے کہا کہ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی صاحب نوراللہ مرقدہٗ سے میرے بڑے قدیم تعلقات تھے،جب بھی کسی اسٹیج پر ملاقات ہوتی تو بڑی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے۔ان کے ہاتھوں اللہ رب العزت نے بے شمار لوگوں کو شفا عطا فرمائی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اوران کے پسماندگان خصوصاً ان کے جانشین ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی کو صبرجمیل عطا فرمائے اوران کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق نصیب فرمائے۔افسوس کہ آج ملت کے سرخیل علما ایک ایک کرکے ہم سے جدا ہوتے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کی خدمات کو قبول فرمائے اوراپنی شایانِ شان اجر عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ کو ان حضرات کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین!(ماخوذ از روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور)

✧✧✧

حبیب الامت حکیم مولانا ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

کے وصال پر دہلی میں تعزیتی نشست

نئی دہلی (پریس ریلیز) اس ابتلا و آزمائش کے دور میں جبکہ پوری دنیا حیات وموت کی کشمش میں ہے، بڑے بڑے اہلِ علم، بزرگانِ دین یکے بعد دیگرے رخصت ہورہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ان نعمتوں کو ہم سے نہ چھینے، جید عالم ہم سے رخصت ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! عالمی شہرت یافتہ حکیم مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی بھی ہم سے رخصت ہوگئے، ان کے انتقال کی خبر ملتے ہی علماء اور دینی وملی اداروں میں غم کی لہر دوڑ گئی، انتقال کی خبر ملتے ہی مرکزی جمعیۃ علماء ہند کے صدر دفتر واقع مہندیان میں ایک تعزیتی نشست کا انعقاد کیا گیا۔تعزیتی نشست میں مرکزی جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا عزیز قاسمی نے کہا کہ حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمیؒ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے، حضرت حکیم صاحبؒ اپنے ذوق علم وروحانیت، شرافت وکمال اور آگہی کے لحاظ سے ایک بافیض جسمانی وروحانی معالج تھے، بزرگوں کے نقش قدم پر تھے، اور انہی کے علم وعرفان کو تابندہ کرنے میں تاحیات مصروف رہے، حضرت گنگوہیؒ کے خاندان سے قلبی تعلق تھا، انہی کے یہاں کے فیض یافتہ تھے، ہم لوگوں سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے، رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ان کا ایک آڈیو پیغام مجھے موصول ہوا جس کے لفظ لفظ سے محبت واپنائیت، بے انتہا تعلق ٹپکتا ہے۔

”آپ کی خبریں اخبارات میں بھی پڑھتا رہتا ہوں، بے انتہا خوشی ہوتی ہے۔مولانا فضیل احمد مغفور ومرحوم کی یادوں کو آپ نے زندہ کردیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور مزید قومی وملی اور دینی خدمات سے اللہ تعالیٰ آپ کو سرفراز فرمائے اور رمضان المبارک کی لمحے لمحے کی خیر وبرکات آپ کو اور جملہ اہل خانہ کو عطا ہوں۔خادم محمد ادریس حبان رحیمی کے لئے بھی دعا فرمائیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ“۔............اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے۔ان کے درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، صاحبزادگان ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان

قاسمی، ڈاکٹر حکیم مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی، الحاج حکیم محمد عدنان حبان، صاحبزادیوں و جملہ اہل خانہ، محبین، مخلصین، متنسبین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین! اہل مدارس سے مذکورہ تمام بزرگوں کے لئے رفع درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اس موقع پر مولانا سہیل احمد قاسمی نے بھی تعزیتی کلمات کہے۔ تعزیتی نشست میں مرکزی جمعیۃ علماء ہند کے جملہ اراکین کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

✧✧✧

حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ بہت یاد آئیں گے

دفتر تحفظ شریعت ویلفیئر سوسائٹی جوکی ہاٹ و پلاسی ارریہ میں تعزیتی جلسہ

حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ جن اوصافِ حسنہ کے مالک تھے وہ کم لوگوں کو میسر ہوتے ہیں۔ مولانا سے میری پہلی ملاقات اتفاقاً ہوئی۔ میں اپنے رفیق درس مولانا عبدالواحد قاسمی سے ملاقات کے لئے ان کے مدرسہ پہنچا، وہ وہاں موجود نہیں تھے، تو ایک مولانا صاحب جو کافی سنجیدہ اور بارعب تھے، چہرے سے بلا کی ذہانت وفطانت ٹپکتی تھی، چہرے میں اتنی روشنی تھی کہ گویا نور ٹپک رہا ہو، انہوں نے مجھے بڑے عزت واحترام کے ساتھ بٹھایا۔ گرمی کا موسم تھا، پانی پلایا اور بڑی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا، جب تک میرے میزبان نہیں آئے وہ میری خاطر داری کرتے رہے، میں ان کے اس حسنِ سلوک سے بہت خوش ہوا، دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اس نازک دور میں اتنے بڑے شہر میں کون کس کی خاطر داری کرتا ہے؟ ان کے لئے دل سے اپنے آپ دعائیں نکلنے لگیں۔ میرے میزبان کے آنے کے بعد میں نے ان مولانا کے متعلق سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ بڑے اچھے انسان ہیں، انہوں نے میرے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا۔ میرے میزبان نے بتایا کہ وہی حضرت حبیب الامتؒ ہیں جو اس مدرسہ کے مہتمم ہیں اور مطب بھی چلاتے ہیں۔ میں ان سے بڑا متاثر ہوا، اس دن سے آج تک تقریباً بائیس سال ہوگئے مگر حضرت کے ساتھ روز بروز تعلقات مضبوط ہوتے گئے، اس طویل مدت میں حضرت حبیب الامتؒ سے انسیت روز بروز بڑھتی

ہی رہی، جب میں نے جامعہ رشیدیہ الٰہی نگر سنگاپورہ بنگلور مدرسہ کی بنیاد ڈالی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سرپرستی کے لئے عرض کیا تو بخوشی تیار ہوگئے، ہر موقع پر ادارہ تشریف لائے اور رہنمائی فرمائی، جب کبھی حضرت سے ملنے کے لئے جاتا تو حضرت تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر مکمل وقت دیتے اور کہتے کہ علمائے کرام کے ساتھ بیٹھنا سعادت کی بات ہے۔ آج آنکھیں اشکبار ہیں کہ اب وہ مشفق ومربی رہبر نہ رہے جو ہاتھ پکڑ کر زندگی گزارنے کے پیچ وخم سکھاتے تھے، دل سے رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ خدا تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

سوئے اتفاق حضرت کے اس سانحہ کے موقع پر میں بنگلور میں موجود نہیں ہوں، لہٰذا جوکی ہاٹ پلاسی ارریہ میں تعزیتی جلسہ اور ایصال ثواب کیا گیا۔ میں حیرت زدہ ہوں کہ ارریہ بہار جہاں حضرت کا کبھی سفر نہیں ہوا، یہاں بھی حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ فیض جاری ہے یہاں آج حضرت کے بہت سے تلامذہ، مریدین اور محبین شریک ہیں۔

ان خیالات کا اظہار حضرت مولانا مفتی رضوان رشید صاحب قاسمی مدظلہ نے کیا، مجلس میں شریک ماسٹر محمد اخلاق، مفتی اطہر حسین صاحب مہتمم یتیم خانہ انوار العلوم کاشی باڑی، مولانا عبدالسلام عادل صاحب ندوی، حافظ کاشم نسیم صاحب، مولانا عبداللہ چترویدی صاحب، مولانا عبدالوارث صاحب مظاہری شریک تھے، انہوں نے بھی پرنم آنکھوں سے حضرت کی یاد تازہ کردی، آخر میں مفتی صاحب کی دعا سے مجلس کا اختتام ہوا۔ ✧

آل انڈیا دعوت الایمان تعلیمی وسماجی فاؤنڈیشن کی جانب سے غازی آباد میں تعزیتی مجلس کا انعقاد

آل انڈیا دعوت الایمان تعلیمی وسماجی فاؤنڈیشن کے مرکزی دفتر واقع نزد مسجد قبا پوجا کالونی صادق پور ضلع غازی آباد میں ایک تعزیتی مجلس کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت حضرت مولانا ذکاء اللہ صاحب ندوی صدر فاؤنڈیشن نے کی، جبکہ نظامت قاری محمد عمران صاحب صدیقی ناظم نشر واشاعت جامع منبع العلوم ٹرونکا سٹی غازی آباد نے کی۔ اس موقع پر مہمان خصوصی حضرت مولانا جاوید

صاحب صدیقی قاسمی جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء صوبہ دہلی وصدر مجلس تحفظ شریعت اسلامی ہند نے تعزیتی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ حبیب الامت حضرت مولانا محمد ادریس حبان صاحب رحیمی ایک علمی اور عالمی شخصیت کے مالک تھے، بہت بڑے حکیم تھے، جسمانی حکیم کے علاوہ روحانی طبیب بھی تھے، وہ روحانی طور پر بھی لوگوں کی اصلاح فرمایا کرتے تھے، دہلی میں بھی انہوں نے ایک علمی ورحانی سینٹر بنایا تھا جہاں وہ لوگوں کی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا مطب دہلی میں بھی تھا، بنگلور میں آپ کی بڑی خدمات ہیں جہاں آپ نے بہت سے علمی مراکز قائم کئے۔ افسوس کہ وہ آج ہمارے درمیان نہیں رہے۔

واضح ہو کہ ملک کے مشہور ومعروف ڈاکٹر حکیم مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ودیگر علمائے کرام کی تعزیت میں مجلس کا انعقاد عمل میں آیا، ۲۸/اگست ۲۰۲۰ء بعد نماز عصر تعزیت کا اظہار کرنے والوں میں مولانا محمد ارشد صاحب قاسمی امام وخطیب مسجد قبا پوجا کالونی غازی آباد، قاری حسین احمد صاحب ضلع باغپت، مولانا حیدر علی صاحب ضلع باغپت سرفہرست ہیں، جب کہ شرکا میں جناب مجیب حبیب صاحب، جناب ذاکر صاحب اور جناب انس صاحب کے علاوہ علاقہ کی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اخیر میں ایصال ثواب ومغفرت کے ساتھ وائرس سے نجات پانے کے لئے مولانا محمد جاوید صاحب صدیقی قاسمی جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء ہند دہلی نے دعا کرائی، حضرت مولانا رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں اور آپ کی خدمات اور اصلاحی سلسلوں کو اجاگر کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر حضرت حبان صاحب کی حیات وخدمات کے عنوان پر عنقریب دہلی شہر میں اجلاس یا کانفرنس ان شاء اللہ منعقد کی جائے گی جس میں اکابر علما وسرکردہ شخصیات کو مدعو کیا جائے گا۔

✧✧✧

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ رَبِّ تَمِّمْ بِالْخَيْرِ وَبِهِ الْعَوْنُ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ